المعارف

www.KitaboSunnat.com

ابی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری

(۲۱۳ھ/۸۲۸ء - ۲۷۶ھ/۸۸۹ء)

مترجم:

پروفیسر علی محسن صدیقی

نظر ثانی و تہذیب:

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

قرطاس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَلُوحُ الخطُّ فی القِرطَاس دهراً
و کا تبه ' رَمیم " فی التراب

(تحریر کاغذ (قرطاس) میں عرصہ تک چمکتی رہتی ہے
جب کہ اسے لکھنے والا مرکر مٹی میں بوسیدہ ہوجاتا ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المُعارف

ابی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری

(۲۱۳ھ/۸۲۸ء - ۲۷۶ھ/۸۸۹ء)

مترجم :

پروفیسر علی محسن صدیقی

نظر ثانی وتہذیب:

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

قرطاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

قرطاس

سلسلۂ مطبوعات - ۸۹

طبع اول - فروری : ۱۹۹۹ء

طبع دوئم ------- نومبر : ۲۰۱۲ء

ISBN:978-969-8448-01-2

قیمت : ۷۰۰

قرطاس

پرنٹرز، پبلشرز اینڈ بک سیلرز

فلیٹ نمبر ۲، پہلی منزل، عثمان پلازا، بلاک ۱۳۔بی، گلشنِ اقبال، کراچی۔۷۵۳۰۰

فون:34822480 (021) موبائل:0321-3899909

ای میل: saudzaheer@gmail.com

ویب سائٹ: www.qirtas.co.nr

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب خانہ نعیمیہ
مکتبہ دار العلوم المحمدیہ

محتویات

ابواب	عنوان	صفحہ نمبر
	ابتدائیہ	نگار سجاد ظہیر ۱۵
	مقدمہ مترجم	علی محسن صدیقی ۲۴
	مقدمہ	ثروت عکاشہ ۴۲
	مقدمہ مؤلف	ابن قتیبہ الدینوری ۹۳
اول	تخلیق کائنات وتذکرہ انبیاء	۹۹
	تخلیق کائنات	۹۹
	تذکرہ انبیاء	۱۰۴
	بعثت نبوی سے قبل دین حق کے پیرو	۱۳۴
	☆رکاب بن البراء ☆ورقہ بن نوفل ☆زید بن عمرو بن نفیل ☆امیہ بن ابی الصلت ثقفی ☆اسعد ابو کرب حمیری ☆قس بن ساعدہ الایادی ☆ابوقیس صرمہ بن ابی انس ☆خالد بن سنان بن غیث۔	
	حواشی باب اول	۱۳۸
دوئم	انساب عرب	۱۴۳
	نسب عدنان	۱۴۳
	نسب یمن	۱۶۵
	نسب اوس وخزرج	۱۷۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ عورتیں جن سے ان کے سوتیلے بیٹوں نے شادی کی ۱۷۲
حواشی باب دوئم ۱۷۴
سوئم سیرۃ رسول اللہ ۱۷۶
حواشی باب سوئم ۲۱۲
چہارم تذکرہ صحابہ ۲۱۴
عشرہ مبشرہ ۲۱۴
☆ابوبکر صدیق ☆عمر فاروق ☆عثمان بن عفان ☆علی بن ابی طالب ☆زبیر بن عوام ☆طلحہ بن عبیداللہ ☆عبدالرحمان بن عوف ☆سعد بن ابی وقاص ☆سعید بن زید ☆ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم)
تذکرہ بقیہ صحابہ کرام ۲۸۱
☆عبداللہ بن مسعود ☆عتبہ بن مسعود ☆ابو ذر غفاری ☆معاذ بن جبل ☆عبادہ بن صامت ☆عمار بن یاسر ☆سعد بن عبادہ ☆زید بن ثابت ☆ابی بن کعب ☆مقداد بن اسود ☆حذیفہ بن یمان ☆صہیب بن سنان ☆ابوموسیٰ اشعری ☆خالد بن ولید ☆ابوسعید خدری ☆ابو الدرداء ☆عثمان بن ابی العاص ثقفی ☆محمد بن مسلمہ ☆ابوالہیثم بن تیہان ☆سلمان فارسی ☆ابوطلحہ انصاری ☆ابو دجانہ انصاری ☆ابو اسید ساعدی ☆ابو حذیفہ بن عتبہ ☆سالم مولیٰ ابو حذیفہ ☆عکاشہ بن محصن ☆ابو ایوب انصاری ☆عتبہ بن غزوان ☆یعلی بن منبہ ☆یعلی بن مرہ ☆ابو ہریرہ ☆عتبہ بن عامر جہنی ☆زید بن خالد جہنی ☆عبداللہ بن انیس ☆حارث بن ہشام ☆شداد بن ہادی ☆عتاب بن اسید ☆علاء بن حضرمی ☆سہیل بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو ☆جبیر بن مطعم ☆عمرو بن عاص ☆عبداللہ بن عمرو بن عاص ☆ابوبکرہ ☆عمرو بن عنبسہ ☆ابن ام مکتوم ☆سہل بن حنیف ☆تمیم داری ☆عمرو بن الحمق ☆جریر بن عبداللہ ☆عمرو بن حریث ☆نعمان بن بشیر ☆مغیرہ بن شعبہ ☆خالد بن سعید بن عاص بن امیہ ☆عبداللہ بن مغفل ☆معقل بن یسار ☆معقل بن سنان ☆عائذ بن عمرو ☆بلال بن حارث ☆نعمان بن مقرن ☆حنظلہ کاتب ☆بریدہ اسلمی ☆عبداللہ بن سعد ☆قیس بن عاصم منقری ☆زبرقان بن بدر ☆عیینہ بن حصن ☆عبدالرحمان بن سمرہ ☆سمرہ بن جندب ☆سمرہ بن جنادہ ☆ابومخدورہ ☆رافع بن خدیج ☆جابر بن عبداللہ انصاری ☆جابر بن عبداللہ بن رباب ☆انس بن مالک ☆عمران بن حصین خزاعی ☆ابوامامہ باہلی ☆ابوامامہ اسعد ☆ابوامامہ ثعلبہ ☆عکراش بن ذویب ☆حکیم بن حزام ☆حویطب بن عبدالعزیٰ ☆حسان بن ثابت ☆عدی بن حاتم ☆عمرو بن مسیح طائی ☆نوفل بن معاویہ ☆عوف بن مالک اشجعی ☆عوف بن مالک نضری ☆حارث بن عوف ☆معیقب ☆خباب بن الارت ☆حاطب بن ابی بلتعہ ☆ولید بن عقبہ ☆عبداللہ بن عامر ☆ذوالیدین ☆ذوالبجادین ☆عمیر ☆جہجاہ الغفاری ☆سلمہ بن اکوع اسلمی ☆فرات بن حیان ☆شرحبیل بن حسنہ ☆عبداللہ بن عیینہ ☆خفاف بن ندبہ ☆ابولبابہ انصاری ☆براء بن عازب انصاری ☆عاصم بن عدی ☆ابوعبس بن جبر ☆خوات بن جبیر بن نعمان ☆ابوالیسر ☆ابومرثد غنوی ☆مسطح بن اثاثہ ☆سویبط ☆دحیہ بن خلیفہ ☆عرابہ بن الاوسی ☆وحشی ☆حمل بن مالک ☆مجالد ☆مجاشع ☆علقمہ بن علاثہ ☆لبید بن ربیعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆واقد بن منتفق ☆مکنف بن زید طائی ☆اشعث بن قیس ☆عکرمہ بن ابی جہل ☆حجر بن عدی ☆عبداللہ بن عوسجہ البجلی ☆فیروز دیلمی ☆عجلانی ☆عباس بن مرداس السلمی ☆ابو برزہ الاسلمی ☆الخشخاش ☆عیاض بن حمار ☆الاشج العبدی ☆جارود العبدی ☆صحار بن عباس العبدی ☆خریم بن فاتک اسدی (رضی اللہ عنہم)۔

متفرقات ۳۵۲

وہ صحابہ جو سب سے آخر میں فوت ہوئے ۳۵۲

مولفۃ القلوب کے نام ۳۵۳

منافقین کے نام ۳۵۳

ان تین اصحاب کے نام جو جنگ تبوک میں شریک نہ ہوئے ۳۵۴

حواشی باب چہارم ۳۵۵

پنجم تذکرہ خلفاء ۳۶۸

خلفاء بنی امیہ دمشق ۳۶۸

خلفاء بنی عباس بغداد ۳۸۸

حواشی باب پنجم ۴۰۷

ششم حامیان و باغیان حکومت ۴۰۸

☆عبداللہ بن مطیع بن اسود ☆حجاج بن یوسف ثقفی ☆یوسف بن عمر ثقفی ☆خالد بن عبداللہ القسری ☆مہلب بن ابی صفرہ ☆مختار بن ابی عبید ☆بنوصوحان ☆مصقلہ بن ہبیرہ ☆مصقلہ بن رقبہ ☆خالد بن صفوان ☆ابن القریہ ☆مسیلمہ کذاب ☆سجاح ☆قتیبہ بن مسلم باہلی ☆عمر بن ہبیرہ فزاری ☆نصر بن سیار ☆مرداس بن ادیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆عروہ بن ادیہ ☆شبیب خارجی ☆قطری بن فجاۂ خارجی ☆ضحاک بن قیس فہری ☆ضحاک بن سفیان کلابی ☆ضحاک بن قیس شیبانی خارجی ☆مسیب بن زہیر ضبی ☆یزید بن مزید شیبانی ☆عباد بن حصین حنظلی ☆عتاب بن ورقاء ریاحی ☆وکیع بن حسان ☆حنف بن سجف ☆ہریم بن ابوطہمۃ تیمی ☆خازم بن خزیمہ نہشلی ☆عامر بن ضبارہ ☆نباتہ بن حنظلہ ☆اسحاق بن مسلم ☆عبداللہ بن خازم سلمی ☆مالک بن مسمع ☆طلحۃ الطلحات ☆ابوفدیک خارجی ☆ابوالعاج سلمی ☆ابومسلم صاحب الدعوت۔

حواشی باب ششم ۴۳۰

ہفتم تابعین وتبع تابعین ۴۳۱

☆احنف بن قیس ☆عبیدہ بن سلمانی ☆عمر بن میمون ☆ابوعثمان مہدی ☆ابوعمر شیبانی ☆زر بن حبیش ☆مسور بن مخرمہ ☆مالک بن اوس بن حدثان ☆سوید بن غفلہ مذحجی ☆ابورجاء عطاروی ☆کعب احبار ☆کعب بن سور ☆عبدالرحمان بن اسود ☆ابوالاحوص جشمی ☆علقمہ ☆اسود ☆معرور بن سوید ☆مسروق بن اجدع ☆سلمان بن ربیعہ باہلی ☆قاضی شریح ☆عبید بن عمیر لیثی ☆الاسود دئلی ☆ھرم بن حیان ☆حمران ☆مطرف بن عبداللہ ☆سعید بن مسیب ☆عامر بن عبداللہ ☆ابومسلم خولانی ☆حسن بصری ☆محمد بن سیرین ☆ابوسعید مقبری ☆عطاء بن یزید لیثی ☆عطاء بن ابی رباح ☆مجاہد بن جبیر ☆سعید بن جبیر ☆ابوقلابہ ☆بشر بن سعید ☆قبیصہ بن ذویب ☆یزید بن شجرہ ☆شہر بن حوشب ☆عوام بن حوشب ☆میمون بن مہران ☆ابووائل ☆ابونضرہ ☆شعبی ☆ابواسحاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیبانی ☆ابواسحاق سبیعی ☆سالم بن ابی الجعد ☆مکحول شامی ☆مکحول ازدی ☆جابر بن یزید ☆ابو بصیر ☆ابو العالیہ ☆طاووس ☆عکرمہ ☆بکر بن عبداللہ مزنی ☆ضحاک بن مزاحم ☆صفوان بن محرز ☆محمد بن کعب قرظی ☆وہب بن منبہ ☆عطا بن یسار ☆مقسم ☆صالح ☆نافع ☆محمد بن منکدر ☆ماجشون ☆قتادہ ☆ابراہیم نخعی ☆حکم بن عتیبہ ☆ابو الزناد ☆عبدالرحمان بن ابی الزناد ☆اعرج ☆ابوبکر بن محمد ☆عاصم بن عمر بن قتادہ ☆ابومجلز ☆ربیع بن انس ☆ایاس بن معاویہ ☆ابوالاعور سلمی ☆ابوحمرہ ☆ابوجمرہ ☆ابوالتیاح ☆طلق بن حبیب ☆خارجہ بن مصعب ☆عمرو بن دینار ☆عبداللہ بن ابی نجیح ☆ابوالملیح ہذلی ☆ابوالجوزاء ربعی ☆مقورق عجلی ☆مالک بن دینار ☆ابن شبرمہ ☆ایوب سختیانی ☆عبدالعزیز بن صہیب ☆زہری ☆رجاء بن حیو ☆محمد بن یحییٰ بن حبان ☆عبدالملک بن عمیر ☆حماد بن ابی سلیمان ☆مغیرہ ☆منصور بن معتمر سلمی ☆ابن ابی ملیکہ ☆سلیمان تیمی ☆ثابت بنانی ☆محمد واسع بن جابر ☆لیث بن ابی سلیم ☆ابو الاشہب عطاردی ☆ابو صالح سمانی ☆ابو صالح مفسر قرآن ☆ابو صالح حنفی ☆ابو حازم مدنی ☆یحییٰ بن سعید ☆اسماعیل بن ابی خالد ☆جابر جعفی ☆یونس بن عبید ☆حمید الطویل ☆مسعر بن کدام ☆داؤد بن ابی ہند ☆جریری ☆بہز بن حکیم ☆عباد بن منصور ناجی ☆عمرو بن عبید ☆غیلان دمشقی ☆عمارہ بن عبداللہ بن صیاد ☆مسلم خیاط ☆عیسیٰ بن ابی عیسیٰ خیاط ☆ابن ابی ذئب ☆اشعث ☆اشعث بن سوار ☆صالح بن کیسان ☆صالح بن حسان ☆سلیمان ابن قتہ ☆ابن عون ☆ابن جریج ☆ابوبکر بن عبداللہ ☆الاعمش ☆محارب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن دثار ☆علاء بن عبدالرحمان ☆ابوحزرہ ☆ابو دجزہ سعدی ☆محمد بن اسحاق ☆عروہ بن اذینہ۔

حواشی باب ہفتم ۴۸۳

ہشتم ارباب فضل وکمال ۴۸۴

اصحاب الرائی ۴۸۴

☆ابن ابی لیلیٰ ☆ابو حنیفہ ☆ربیعہ صاحب الرائی ☆زفر صاحب الرائی ☆اوزاعی ☆سفیان ثوری ☆مالک بن انس ☆ابو یوسف القاضی ☆محمد بن حسن الفقیہ۔

اصحاب الحدیث ۴۸۹

☆شعبہ ☆خالد الحذاء ☆ابوالمہزم ☆جریر بن حازم ☆حماد بن زید ☆حماد بن سلمہ ☆ابوعوانہ ☆ابوعباد ہشام بن سعید ☆ابومعشر ☆ابو معشر (زیاد) ☆ثور بن یزید کلاعی ☆ابن لہیعہ ☆لیث بن سعد ☆معمر ☆ہشیم ☆سفیان بن عیینہ ☆اسماعیل بن علیہ ☆وکیع بن جراح ☆سعید بن ابی عروبہ ☆یزید بن زریع ☆عاصم الاحول ☆شریک ☆حسن بن صالح بن حی ☆ابوالاحوص ☆ابوبکر بن عیاش ☆محمد بن فضیل ☆حفص بن غیاث ☆ابو معاویہ الضریر ☆عبداللہ بن ادریس ☆الزنجی بن خالد ☆داؤد بن عبدالرحمان العطار ☆فضیل بن عیاض ☆عبداللہ بن مبارک ☆ابو ہلال راسبی ☆ہشام الدستوائی ☆عبدالوارث بن سعید ☆عباد بن عباد ☆معاذ بن معاذ ☆بشر بن مفضل ☆ازہر السمان ☆غندر ☆عبدالواحد بن زیاد ☆عبدالرحمان بن مہدی ☆عبدالوہاب بن عبدالحمید ☆یحی بن سعید القطان ☆یحیٰ بن سعید اموی ☆ابو اسحاق فزاری ☆داؤد طائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆الدراوردی ☆یزید بن ہارون ☆علی بن عاصم ☆عبداللہ بن بکر سہمی ☆ابوالبختری ☆یحییٰ بن آدم ☆ابواسامہ ☆یعلی طنافسی ☆محمد طنافسی ☆جعفر بن عون ☆زید بن حباب عکلی ☆ابو احمد الزبیری ☆واقدی ☆عوفی القاضی ☆معاویہ بن عمرو ☆ہوذہ ☆عبیداللہ بن موسیٰ ☆ابو عبدالرحمان المقری ☆عبدالرزاق ☆محمد بن عبداللہ انصاری ☆عبداللہ بن داؤد الخریبی ☆ابو عاصم النبیل ☆ابو داؤد الطیالسی ☆ابو عامر العقدی ☆ابو الولید الطیالسی ☆حبان بن ہلال ☆بشر بن عمر الزہرانی ☆مطرف بن مازن ☆حجاج الانماطی ☆مسلم بن ابراہیم ☆موسیٰ بن مسعود الہندی ☆عارم بن فضل السدوسی ☆ابو سلمہ ☆المعلی بن اسد العمی ☆ابوعمرو الحوضی ☆ابن عائشہ ☆القعنبی ☆آدم العسقلانی ☆عبداللہ بن صالح ☆عفان بن مسلم صغار ☆خالد بن خداش ☆بشر الحافی ☆علی بن جعد ☆عبدالمنعم ☆ابونعیم ☆قبیصہ بن عقبہ ☆الحمیدی ☆سلمان بن حرب ☆مسدد ☆ابوالربیع الزہرانی ☆شابہ بن سوار الفزاری ☆مرحوم العطار۔

قاریان قرآن ۵۰۵

☆ابوجعفر المدنی ☆ابوعبدالرحمان سلمی ☆شیبہ بن نصاح ☆نافع مدنی ☆طلحہ بن مصرف ☆الاعمش ☆یحییٰ بن وثاب الکوفی ☆حمزہ الزیات ☆عاصم بن ابی النجود ☆حمید الاعرج ☆یحییٰ بن حارث الزماری ☆ابو عمرو بن علاء ☆عیسیٰ بن عمر ☆علاء بن عبدالرحمان الحرقی ☆خلف بن ہشام البزاز ☆ابو عبدالرحمان المقری ☆عبداللہ بن موسیٰ العبسی ☆ابن ابی اسحاق المقری ☆ہارون الاعور ☆سلام القاری۔

لحن سے قرآن پڑھنے والے ۵۰۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	ماہرین انساب وصاحبان اخبار	۵۰۹
	راویان شعر وصاحبان غریب ونحو	۵۱۳
	معلمین	۵۱۸
	حواشی باب ہشتم	۵۲۱
نہم	**نادر اور متفرق دلچسپ معلومات**	**۵۲۲**
	المہاجرون (باہمی تعلقات توڑ لینے والے)	۵۲۲
	اولیات	۵۲۳
	مساجد کا تذکرہ	۵۲۹
	بصرہ، اس کی مسجد اور نہریں	۵۳۳
	کوفہ اور اس کی مسجد	۵۳۴
	مسجد دمشق	۵۳۵
	جزیرۃ العرب	۵۳۵
	فتوحات	۵۳۶
	عراقین کے والی	۵۳۷
	مہاجرین اول اور مہاجرین آخر میں فرق	۵۳۸
	مخضرمین کی پہچان	۵۳۸
	بنو تغلب کے عیسائیوں پر صدقہ کی رقم دگنی کرنے کا سبب	۵۳۹
	شرفاء کے پیشے	۵۳۹
	جسمانی نقائص وامراض میں مبتلا افراد	۵۴۰
	لگاتار اور مسلسل	۵۴۵
	عمروں کا زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم فرق	۵۴۷
	دراز قد افراد	۵۴۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پستہ قد افراد	۵۴۹
مدت حمل سے زیادہ شکم مادر میں رہنے والے	۵۴۹
مدت حمل سے کم شکم مادر میں رہنے والے	۵۵۰
وہ اشخاص جو اپنے آباء اور خاندان کے علاوہ دوسروں کی جانب منسوب ہیں	۵۵۰
وہ حضرات جن کی کنیت ہی ان کا نام ہے	۵۵۲
دو یا تین کنیتیں رکھنے والے اصحاب	۵۵۳
طاعون کا ذکر	۵۵۳
زمانہ جاہلیت کی مشہور جنگوں کا تذکرہ	۵۵۴
ان لوگوں کے قصے جن کے نام ضرب المثل ہو گئے	۵۵۸
زمانہ جاہلیت میں عربوں کے مذاہب	۵۷۱
زمانہ اسلام کے فرقے	۵۷۲
حواشی باب نہم	۵۷۵
دہم بادشاہوں کا تذکرہ	**۵۷۷**
یمن کے بادشاہ	۵۷۷
یمن کے حبشی حکمران	۵۹۰
شام کے عرب بادشاہ	۵۹۱
الحیرہ کے بادشاہ	۵۹۷
شاہان عجم	۶۰۵
حواشی باب دہم	۶۲۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائیہ

از

(نگار سجاد ظہیر)

شائد اس بارے میں دو رائے نہ ہوں کہ ترجمہ کا فن، دو اقوام کے علمی خزانوں کو ایک دوسرے سے روشناس کرانے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ یہ ایک مشکل ذہنی اور لسانی مشق ہے، اور شائد ہر ایک کے بس کی بات بھی نہیں۔ تراجم کی وجہ سے ہر عہد اور زمانے میں افکارِ تازہ اور نظریات نو کو ایک قوم سے دوسری قوم تک پہنچنے میں مدد ملی ہے، اس سے علمی و ثقافتی سرگرمیاں بڑھتی ہیں، بحث و مباحثہ کا آغاز ہوتا ہے، دوسری زبانوں کی تخلیقات کا ترجمہ علماء اور دانشوروں کو نئے علمی میلانات اور فنی معیارات سے متعارف کرا کے جدید خیالات کو اپنانے پر آمادہ کرتا رہا ہے۔

مسلمانوں میں ترجمے کا کام اموی عہد میں شروع ہو چکا تھا۔ خالد ابن یزید بن معاویہ نے، جسے کیمیا سے شغف تھا، یونانی زبان کی بعض کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا تھا۔ ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں، جو ان امور میں معلومات کا بہترین اور تا حال قدیم ترین اور مستند وسیلہ ہے، لکھا ہے کہ خالد نے یونانی فلسفہ کے علماء کو مصر میں جمع کیا اور کیمیا کے متعلق یونانی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصری کتابوں کو عربی میں منتقل کرنے کا حکم دیا۔ اسلامی عہد کے اولین تراجم یہی تھے۔

تاہم ترجمہ کا کام باقاعدہ ایک علمی سرگرمی کے طور پر عہد عباسی میں نظر آتا ہے۔ انتقال علوم کا یہ دور تقریباً ڈیڑھ سو سال پر محیط ہے۔ جب بے شمار تراجم کے ذریعے یونانی اور سریانی علوم بڑے پیمانے پر عربی زبان میں منتقل کئے گئے۔ مسلمانوں کا یہ دور ترجمہ ۷۵۰ء تا ۹۰۰ء (۱۳۳ھ تا ۲۸۸ھ) رہا جو عباسیوں کے دور اقتدار کے ساتھ شروع ہوا، عباسیوں کے دوسرے خلیفہ ابوجعفر المنصور نے یونانی علوم کے تراجم کا کام شروع کیا اس کے بعد ہارون الرشید اور مامون کے زمانوں میں بغداد میں بیت الحکمۃ اور دارالترجمہ کے قیام میں یونانی، سریانی، کلدانی، فارسی اور سنسکرت میں لکھی جانے والی فلسفہ، ہندسہ، موسیقی، ادب اور طب کی متعدد کتابوں کے عربی تراجم ہوئے اور ایک ڈیڑھ صدی کے اندر اندر یونانی اور دیگر علوم کے بڑے بڑے مجلدات دنیائے اسلام کو بطور میراث حاصل ہو گئے۔ اس کے منطقی نتیجے کے طور پر عربی زبان کو علمی زبان کا درجہ حاصل ہو گیا۔ علوم بڑی تیزی سے عربی کی گرفت میں آنے لگے اس کے بعد کئی سو سالوں تک دنیائے علم پر عربی زبان اور مسلمانوں کا غلبہ رہا۔

مسلمانوں کے اولین دور ترجمہ کے تقریباً چار پانچ سو سالوں کے بعد اسی طرز کی سرگرمی سے عربی علوم کے بڑے بڑے مجلدات یورپ کو حاصل ہو گئے جس نے یورپ کی نشأۃ ثانیہ میں بڑا بنیادی کردار ادا کیا۔ بارھویں صدی میں اندلس (اسپین) کے شہر طلیطلہ میں علمی زندگی نے جو صورت اختیار کی وہ کئی اعتبار سے بغداد کے دور ترجمہ سے مشابہ تھی۔ جس طرح عباسی خلفاء نے دارالترجمہ قائم کیا تھا بالکل اسی طرح آرچ بشپ ریمنڈ نے آرچ ڈیکن گونڈی سالوی (Arch deacon Dominic Gundisalvi) کے زیر ہدایت ایک دارالترجمہ قائم کیا جو طلیطلہ میں تیرھویں صدی عیسوی تک عروج پر رہا۔ جو کام بغداد میں عیسائی اور صابی مترجمین نے انجام دیا تھا وہی طلیطلہ میں ان یہودی علماء نے انجام دیا جو عربی، عبرانی، ہسپانوی اور بعض اوقات لاطینی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ بغداد میں ترجمہ میں جو کارہائے نمایاں حنین ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحاق اور اس کے شاگردوں کے ہیں، اسی طرح جیرارڈ جو ۱۱۱۴ء میں اٹلی میں پیدا ہوا تھا، یورپ میں ''عربیت'' کا بانی تھا۔ جس طرح حنین ابن اسحاق اور اس کے شاگردوں نے یونانی علوم کو مشرق میں روشناس کرایا تھا اسی طرح جیرارڈ نے مسلمان علماء، ادباء، حکماء اور فلاسفہ سے مغرب کو روشناس کرایا۔

سسلی ایک سو تیس سال تک مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ یہ جزیرہ بھی علوم عربیہ کی اشاعت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ طلیطلہ کی طرح یہاں بھی قابل مترجمین یونانی اور عربی علوم کو لاطینی میں ترجمہ کرنے میں مصروف تھے۔ تراجم کا یہ سلسلہ برابر سولہویں صدی عیسوی تک جاری رہا، جس نے یورپ کی علمی تقدیر بدل کر رکھ دی۔

اردو زبان میں بھی ترجمہ کا کام نوآبادیاتی دور میں شروع ہو چکا تھا۔ کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے صورت حال بہت حوصلہ افزاء نہ بھی رہی ہو، ایک مناسب آغاز بہرحال تھا۔ انگریزی، عربی اور فارسی زبانوں سے مختلف علوم وفنون کے تراجم نے اردو زبان کی ترقی کا راستہ کھولا۔ ان تراجم کی وجہ سے تازہ افکار ونظریات، تحقیقی وسائنسی تجربات اور آراء سے اردو زبان کو نئی توانائی ملی۔ نوآبادیاتی دور میں فورٹ ولیم کالج، دہلی کالج اور جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد سے کئی پاکستانی اداروں اور افراد نے ترجمہ کا مشکل کام انتھک کیا۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ، اردو سائنس بورڈ اور مقتدرہ قومی زبان وغیرہ نے سرکاری سرپرستی میں تراجم کا کام جاری رکھا اسی طرح بعض افراد نے بھی اپنی عمر اس کام میں کھپا دی ورآں حالیکہ انھیں کسی قسم کی سرپرستی حاصل نہیں تھی۔

ایسے افراد میں ایک نمایاں نام علی محسن صدیقی (۲۰۱۲ء۔ ۱۹۲۹ء) کا ہے۔ وہ یوپی، ہندوستان کے شہر غازی پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مشرقی یوپی کی مشہور درسگاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چشمۂ رحمت اورینٹل کالج سے عربی، فارسی اور اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ قیام پاکستان کے دوسال بعد ڈھاکہ ہجرت کی، ڈھاکہ یونیورسٹی سے بی اے آنرز کا امتحان اعزازی نمبر سے پاس کیا۔ ۱۹۵۳ء میں ڈھاکہ سے کراچی ہجرت ثانیہ کی۔ یہاں ملازمت کے ساتھ ساتھ کراچی یونیورسٹی سے اردو، عربی اور اسلامی تاریخ میں ایم اے کی اسناد حاصل کیں۔ پہلے اردو کالج میں ازاں بعد کراچی یونیورسٹی میں شعبہ اسلامی تاریخ میں بطور لکچرار مقرر ہوئے اور ۱۹۸۹ء میں بطور پروفیسر ریٹائر ہوئے۔

اسلامی تاریخ کے مورخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی اور فارسی زبان سے نہ صرف واقف ہو بلکہ اس پر عبور بھی رکھتا ہو۔ صدیقی صاحب کو عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور حاصل تھا، انہوں نے فارسی کی انتہائی مشکل کتاب تاریخ جہاں گشائی کا اردو ترجمہ کر کے اپنی فارسی دانی کا سکہ بٹھا دیا تھا، انہوں نے عقائد کی چند اہم ترین کتابوں مثلاً الفرق بین الفرق، الملل والنحل اور عقائد مسلمین ومشرکین کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا، اسی طرح کتب حدیث خصوصاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور کتاب الموطاء کو بھی سبقاً سبقاً پڑھا تھا جس نے ان کے علمی کینوس کو وسیع کیا اور واقعات کے تجزیات میں انہوں نے اپنے علم سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اس تبحر علمی نے ان میں وہ اعتماد اور خیالات میں وہ وسعت پیدا کی جس نے واقعتاً انھیں صاحب نظر بنا دیا۔

اسی طرح ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری (م ۸۸۹ء) کی مشہور زمانہ تالیف ''کتاب المعارف'' کا پہلا مستند اردو ترجمہ بھی علی محسن صدیقی صاحب نے کیا، یہ کتاب ادارۂ قرطاس کی طرف سے ۱۹۹۹ء میں پہلی بار طبع ہوئی۔ علمی حلقوں میں یہ بحث ہوتی رہی ہے کہ المعارف کو تاریخ کی کتاب سمجھا جائے یا ادب کی۔ خود ابن قتیبہ عربی ادب کے اساطین میں شمار ہوتے تھے، ابن خلدون (م ۱۴۰۶ء) نے ابن قتیبہ کو عربی زبان کے چار عظیم انشاء پردازوں میں شمار کیا ہے، دیگر تین انشاء پردازوں میں جاحظ، مبرد اور قالی ہیں۔ خود مصنف (ابن قتیبہ) کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ مورخ ہیں نہ ہی مترجم (علی محسن صدیقی) کو اس پر اصرار ہے۔ غالباً حاجی خلیفہ (م ۱۶۵۷ء) نے سب سے پہلے اس کتاب کو ''المعارف فی التاریخ'' لکھا اور پھر یہ توضیح دوسرے تذکرہ نگاروں نے اپنالی۔

شائد یہ کہنا بجا ہوگا کہ المعارف اپنے زمانے کی علمی وثقافتی روایت کے پیش نظر تالیف کی گئی۔ وہ علمی سرگرمی یا علمی تحریک جو عہد رسالت سے شروع ہوئی، عباسی عہد میں اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی، عباسی عہد ذہنی وفکری سرگرمیوں کے لئے دوسرے ادوار سے نمایاں اور ممتاز ہے، ابن قتیبہ تیسری صدی ہجری/نویں صدی عیسوی کے بغداد سے تعلق رکھتے تھے، یہ دور علوم اسلامیہ کا تدوینی دور تھا۔ حدیث، تفسیر، تاریخ اور ادب کی امہات الکتب مدون ہورہی تھیں۔ علمی مجالس میں ادبی، علمی اور تاریخی بحثیں عروج پر تھیں۔ لوگ معلومات سے لیس رہنا چاہتے تھے تاکہ علمی مجالس میں خفت وشرمندگی سے محفوظ رہا جاسکے۔ اس اعتبار سے کتاب المعارف مختلف معلومات کا خزینہ ہے جسے اس عہد کی مجلسی ضرورت کے تحت قلمبند کیا گیا ہے۔ زیر نظر عہد میں اس طرز کی اور بھی کتابیں لکھی گئی تھیں جن میں اہم ''کتاب المحبّر'' ہے، جس کے مؤلف محمد بن حبیب بغدادی (م ۲۴۵ھ) ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر حمید اللہ، رواں سال میں ادارہ قرطاس سے شائع کیا جاچکا ہے۔

کتاب المعارف کا پہلا نامکمل ترجمہ ''تاریخ الانساب'' کے نام سے سلام اللہ صدیقی صاحب نے کیا تھا، جو پاک اکیڈمی کراچی سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔ ترجمہ اچھا لیکن نامکمل تھا یعنی تقریباً نصف کتاب کا۔ مکمل کتاب کے ترجمے کا سہرا علی محسن صدیقی ہی کے سر بندھتا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ ہی علی محسن صاحب نے انتقاد کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ علی محسن صاحب نے اپنے طے کردہ منہج ترجمہ کے مطابق عربی متن کے قریب رہنے کی کوشش کی ہے۔ علوم کی کتاب کا ترجمہ آسان جبکہ ادب وفلسفہ کی کتابوں کا ترجمہ دشوار تر ہوتا ہے۔ عربی ادب میں ایجاز کو بڑی صفت مانا گیا ہے، معارف میں بھی بعض مقامات پر بہت زیادہ ایجاز واختصار سے کام لیا گیا ہے، لہٰذا اس کا ترجمہ آسان نہیں تھا۔ بعض مقامات پر مترجم کو اصل عبارت پر اضافہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا پڑا ہے۔ تاہم انھوں نے اپنے اضافوں کو بین القوسین رکھا ہے اور یوں مصنف اور مترجم کی عبارتوں کا فرق قائم رکھا گیا ہے۔

کتاب المعارف کے دو قدیم نسخوں کا پتا چلتا ہے۔ ایک گوتھن والا اور دوسرا دار الکتب المصریہ کا۔ محمد اسماعیل عبداللہ صاوی نے ان دونوں نسخوں سے مراجعت کر کے ایک نسخہ صاوی مدون کیا جو مصر سے شائع ہوا۔ ایک اور مصری عالم ثروت عکاشہ نے بھی کتاب المعارف کو مدون کیا اور یہ کتاب بھی مصر سے شائع ہوئی۔ پاکستان کے ناشرین میں سے قدیمی کتب خانہ (آرام باغ کراچی) نے نسخہ صاوی کو کراچی سے شائع کیا۔ جس پر ثروت عکاشہ کا مقدمہ لگایا گیا ہے۔ یہ کتاب کب شائع ہوئی اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کتاب پر کہیں بھی تاریخ اشاعت درج نہیں ہے۔ پاکستانی مورخ علی محسن صدیقی نے ان نسخوں سے مراجعت کر کے اس کتاب کا پہلا اردو ترجمہ مرتب کیا جو ادارہ قرطاس سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا اور ایک سال کی مدت میں ختم بھی ہوگیا۔ کتاب کی اشاعت کے بعد علی محسن صاحب نے کتاب کی بعض غلطیوں کی طرف نشاندہی کی، جو کتابت کی غلطیاں تھیں اور جن کا درست ہونا بہت ضروری تھا۔ وہ خود اپنی دیگر کتب کے تراجم اور تصنیف و تالیف میں مصروف تھے، لہٰذا خود اس طرف توجہ نہ دے سکے۔ ادارہ قرطاس بھی اپنی دیگر کتب کی اشاعت میں اسقدر مصروف تھا کہ کتاب المعارف کی اشاعت ثانی کا کام مسلسل تعطل کا شکار ہوتا رہا۔ اس کتاب کی طلب اندرون اور بیرون ملک سے اسقدر زیادہ ہوگئی کہ راقمہ کو اس طرف توجہ کرنی ہی پڑی، اس وقت محسن صاحب کافی بیمار تھے، گوکہ ان کا تصنیفی کام نومبر ۲۰۱۱ء تک جاری رہا لیکن ان کی خرابی صحت، اہلیہ کی وفات ایسے عوامل تھے کہ ان سے کتاب المعارف پر نظر ثانی کی درخواست، ظلم لگتا تھا۔ لہٰذا علی محسن صدیقی صاحب کے ترجمہ کردہ نسخہ پر نظر ثانی، تصحیح متن، اصل نسخہ سے مراجعت اور اضافی حواشی و تعلیقات کے اہتمام کا کام راقمہ نے شروع کیا۔ اس سے قبل کتاب المحبر کے ناقص اردو ترجمہ کی نظر ثانی اور تصحیح کا کام کرنے نیز علمی حلقوں میں اس کی پذیرائی سے قدرے حوصلہ ہو چکا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راقمہ کا ارادہ تھا کہ یہ کام کر کے ایک نظر علی محسن صدیقی صاحب کو دکھا دیا جائے گا، اور ان کی رائے کے مطابق اگر مزید کوئی تبدیلی ضروری ہوئی تو کر لی جائے گی۔ ابھی ایڈیٹنگ کا کام نصف ہی ہوا ہوگا کہ علی محسن صدیقی صاحب کی رحلت کی خبر (مورخہ ۱۴ر جنوری ۲۰۱۲ء) آ گئی۔ اساتذہ کے رکے ہوئے یا نامکمل کام، شاگردوں کے کرنے کی قوی سنت نے اس کام کو بالاخر مکمل کرا دیا اور یہ ترجمہ معارف کا مصحح نسخہ بالاخر اشاعت کے لیے تیار کر لیا گیا۔

اس نسخہ میں راقمہ نے جن امور کا اضافہ کیا ہے وہ یہ ہیں:

☆ ثروت عکاشہ کا مقدمہ جو عربی کے ۶۳ صفحات پر محیط ہے اور جس کا ترجمہ علی محسن صدیقی نے نہیں کیا تھا۔ اب ترجمہ کر کے طبع ثانی میں شامل کیا گیا ہے۔

☆ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں عربی اشعار اور عربی ضرب الامثال کے صرف ترجمے شائع کیے گئے تھے۔ اس طبع دوئم میں عربی اشعار اور ضرب الامثال کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے، اس طرف بعض اہل علم حضرات نے توجہ دلائی تھی کہ عربی اشعار کو عربی زبان ہی میں رہنے دیا جائے کہ اس کا اپنا لطف اور چاشنی ہے۔ جب عربی اشعار کو اختیار کیا گیا تو راقمہ نے فیصلہ کیا کہ عربی ضرب الامثال کو بھی عربی زبان ہی میں رہنے دیا جائے اور اردو دان طبقہ کو اس کا ترجمہ فراہم کر دیا جائے لہٰذا اردو ترجمہ معارف طبع دوئم میں سیکڑوں اشعار اور متعدد ضرب الامثال بزبان عربی شامل کیے گئے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ عربی اشعار میں معمولی لفظی تغیر وارد ہوتا رہا ہے۔ ایک شعر، دیوان حماسہ میں کسی اور طرح لکھا ہے اور تاریخ کی کتب میں کسی اور طرح، لیکن یہ معمولی لفظی تغیر ہوتا ہے جس سے صرف نظر کرنا چاہئے۔

☆ معارف طبع اول میں ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نے نسخہ صاوی کے حواشی کا ترجمہ نہیں کیا تھا۔ نسخہ صاوی میں زیادہ تر حواشی کا تعلق اعراب سے ہے۔ یعنی حواشی میں کسی لفظ کے ہجے دیئے گئے ہیں۔ عربی الفاظ کے درست تلفظ کو فروغ دینے کے لیے ان اعراب کی اہمیت بہت زیادہ ہے لہٰذا ایسے حواشی کا ترجمہ کرنے کے بجائے ناموں پر اعراب کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ کر دیا گیا ہے یوں نسخہ صاوی کے ان حواشی کے ترجمے کی ضرورت نہیں رہ گئی۔ اس کے علاوہ جو ضروری حواشی ہیں ان کا ترجمہ کر کے شامل کیا جا رہا ہے۔

☆ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں مترجم نے اپنے حواشی کا اضافہ کیا تھا جو متن ہی میں قوسین میں دیئے گئے تھے۔ طبع دوئم میں انھیں علیحدہ کر کے حواشی میں دیا جا رہا ہے۔ یوں طبع دوئم میں حواشی تین طرح کے ہو گئے ہیں۔ جن میں امتیاز کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ جو حاشیہ نسخہ صاوی سے ترجمہ کر کے شامل کیا گیا ہے اس کے آگے قوسین میں نسخہ صاوی لکھ دیا گیا ہے۔ جو حاشیہ مترجم کا ہے اس حاشیہ کے آگے قوسین میں مترجم اور جو حاشیہ راقمہ کا ہے اس کے آگے ن س ظ قوسین میں لکھ دیا گیا ہے۔

☆ اگر ترجمہ کا کوئی لفظ تبدیل کیا گیا ہے تو اس کی نشاندہی حاشیہ میں کر دی گئی ہے مثلاً ایک جگہ مترجم نے 'شراۃ' کا ترجمہ 'شرپسندوں' کیا ہے۔ (دیکھئے عربی کا ص نمبر: ۱۷۵) زیادہ درست اور فصیح ترجمہ 'خوارج' ہے۔ اسی طرح بعض طویل عناوین کو مختصر کیا گیا ہے۔

☆ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں عربی نسخہ کا ہر صفحہ نمبر نہیں دیا گیا تھا۔ نسخہ صاوی (قدیمی کتب خانہ، کراچی) سے مراجعت کر کے ہر عربی صفحہ کا نمبر قوسین ﴿ ﴾ میں دیا گیا ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ ثروت عکاشہ کے جس محقق نسخہ کا علی محسن نے عربی میں ترجمہ کیا وہ پانچ سو صفحات سے زیادہ ضخیم تھا اور جس نسخہ سے راقمہ نے مراجعت اور نظر ثانی کا کام کیا وہ قدیمی کتب خانہ کا شائع کردہ نسخہ صاوی ہے جو باریک طباعت کی وجہ سے ۳۰۸ صفحات پر محیط ہے۔ نسخہ پر اشاعتی تاریخ موجود نہیں۔

☆ مترجم نے عربی ناموں کی عربی شکل برقرار رکھی تھی مثلاً مامون کو المامون اور مہدی کو المہدی لکھا تھا۔ یہ معرب انداز اردو میں نامانوس ہے لہٰذا 'ال' کا سابقہ ہٹا کر ناموں کو اردو طرز پر لکھا گیا ہے۔

☆ کتاب المعارف کا پہلا اردو ترجمہ جو ادارہ قرطاس کی جانب سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا تھا اس میں کتابت اور پروف کی کئی غلطیاں ہوئی تھیں۔ اس اڈیشن میں ممکنہ حد تک ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصحیح کر دی گئی ہے۔

☆ اردو زبان میں احترام کے لیئے جو القاب اور سابقے، لاحقے استعمال ہوتے ہیں وہ عربی میں نہیں ہوتے۔ عربی زبان عجمی تکلفات سے پاک ہے۔ لہٰذا ترجمہ کرتے ہوئے ایسے سابقے اور لاحقے نہیں لگائے گئے جو ایرانی تہذیب کے زیر اثر اردو زبان و مزاج کا حصہ ہیں لیکن عربی میں ان کا چلن نہیں اور اگر کہیں یہ سابقے اور لاحقے لگانے پڑے تو انھیں قوسین میں درج کیا گیا ہے تاکہ ترجمے کو اصل کے قریب تر رکھا جا سکے۔

☆ نسخہ صاوی میں قرآنی آیات کے حوالے درج نہیں ہیں، مترجم نے کہیں حوالہ دے دیا ہے، کہیں چھوٹ گیا ہے۔ قرآن کریم سے مراجعت کے بعد تمام حوالے درج کیئے گئے ہیں۔

اس موقع پر شکریہ ادا کرنے کا خوشگوار فریضہ ضرور ادا کروں گی میں خصوصیت سے عزیزی عبیداللہ جمیل (اسلام آباد) اور جناب ظہیرالدین بھٹی (سرگودھا) کی ممنون ہوں جنھوں نے ثردت عکاشہ کے مقدمہ کے ترجمے میں میری مدد کی۔

آخر میں ان تمام اصحاب علم کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنھوں نے اردو ترجمہ معارف (طبع اول) کو پڑھ کر اپنی ماہرانہ رائے سے راقمہ کو مطلع کیا۔ محاسن کی تعریف اور معائب کی نشاندہی کی۔ ان شائقین علم کا شکریہ بھی واجب ہے جنھوں نے دوسرے ایڈیشن کا اتنا زیادہ تقاضا کیا کہ راقمہ کو اپنے بہت سے علمی کاموں کو معرض التوا میں ڈال کر اس طرف توجہ کرنی پڑی۔ علمی دیانت کے جذبہ سے پیش کیا گیا یہ ایڈیشن امید ہے راقمہ اور صدیقی صاحب کے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔ (انشاءاللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ مترجم

از

(علی محسن صدیقی)

الف۔ ابن قتیبہ کے حالات زندگی

تمہید : ۱۳۲ھ (۷۵۰ء) میں بنوامیہ کے زوال کے بعد بنوعباس برسر اقتدار آئے۔ یہ محض ایک خانوادہ، حکومت کی تبدیلی نہ تھی، اسی طرح یہ دمشق سے بغداد کو سیادت کی منتقلی ہی نہ تھی اور نہ صرف عربوں کے بجائے عجمیوں کی بالادستی ہی کی مظہر تھی بلکہ اسرۂ حاکمہ کی یہ تبدیلی ایک نئے دور کا آغاز اور ایک نئی فکری و علمی سرگرمیوں کی ابتداء تھی۔ عہد خلفائے راشدین و دور اموی میں عربوں کی عسکری قوت نے اہل عجم کو زیر کیا تھا، اب جو دور آیا اس میں مفتوحین کی تہذیب و ثقافت نے فاتحین کو مفتوح کیا۔ اس فکری انقلاب نے یہ ثابت کر دیا کہ قلم، تلوار سے زیادہ قاطع براں ہے اور ذہنی قوت جسمانی طاقت سے بدرجہا فائق ہے۔

عہد عباسی قلم کے جوہر کی آزمائش کا عہد تھا۔ فکرِ اسلامی کی تشکیل و تعمیر و ترقی کا دور تھا اور ایک ایسی ثقافت کا دور تھا جس کا جسم عجم کا، جس کی روح عرب کی اور جس کا ذہن ایمان و ایقان کی دین تھا۔ فکری سطح پر، اگر ایک طرف، تعقل پسند معتزلی علماء نظر آتے ہیں، جن کی بدولت عقل کی نقل پر برتری اور درایت کی روایت پر ترجیح زور پکڑتی ہے اور یوں مامون (م ۲۱۸ھ)، معتصم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(م۲۲۷ھ) اور واثق (م۲۳۲ھ) کی سرپرستی میں کلام باری، ارادۂ باری اور حیات باری کے دقیق مباحث پر عقل کی موشگافیوں کا ہنگامہ برپا ہوتا ہے تو دوسری طرف مہدی (م۱۶۹ھ) ہارون (م۱۹۳ھ) اور متوکل (م۲۴۷ھ) کی حمایت سے محدثین نقل کی عقل پر اور روایت کی درایت پر فضیلت کے مبلغ دکھائی دیتے ہیں اور یوں سرکاری جبر کی بدترین مثال قائم ہوجاتی ہے۔ کبھی اہل عقل کی اور کبھی دلدادگان نقل کی حمایت میں، سیاسی دھڑے بندیوں کے نتیجے میں جو مذہبی فرقے وجود میں آگئے تھے ان کے بڑوں نے فرقہ بندی کی خلیج کو اور گہری بنانے کی غرض سے اپنے سیاسی اختلافات کو مزید تقویت پہونچانے کی غرض سے اور اپنے وجود کو دوام بخشنے کی غرض سے فکری ونظری اساس فراہم کیں۔ اسی طرح مجوس، نصاریٰ، یہود کے گروہوں نے نہایت چالاکی سے اسلام میں اپنے عقائد کی پیوندکاری کی۔ قرامطہ، غلاۃ، مشبہ اور مجسمہ کے ناموں سے ان فرقوں نے ذہنی پراگندگی اور فکری تشتت کو عام کردیا۔ زنادقہ، اباحیہ اور خرم دینیہ کے احزاب نے فکری سطح پر پریشان نظری، معاشرہ کی بربادی اور اسلامی تعلیمات کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور انہیں عام کیا۔

بغداد کہ اس نئی خلافت کا مرکز تھا، عراق کے جس حصہ میں واقع تھا، وہ اکاسرۂ بزرگ کے پایہ تخت مدائن سے کچھ دور نہ تھا۔ وہ ساسانی بادشاہوں کی تہذیبی روایات کا امین اور ایرانی معاشرتی زندگی کا ترجمان و پاسبان تھا۔ اپنی اصل میں یہ معاشرہ ایرانی تکلفات کا پیکر اور بازنطینی تعیشات کا مظہر تھا۔ عربوں کی سادگی اور امویوں کی بدویت سے اسے کوئی علاقہ نہ تھا۔ بغداد کے محلات وقصور، ایوان کسریٰ کے ملبہ سے تعمیر ہوئے تھے اور وہ اس کا پیکرِ نو اور قلبِ تازہ تھے۔ بغداد کی روزمرہ کی زندگی، رنگارنگ اور بوقلموں تھی، مہدی، ہارون، امین اور مامون کا بغداد، عبدالملک، ولید، عمر بن عبدالعزیز اور ہشام کے دمشق سے معاشرتی خدوخال اور تہذیبی رچاؤ میں یکسر مختلف تھا۔ حرم کی پرتعیش زندگی کا جو بغداد میں پروان چڑھ رہی تھی، اگر اندازہ لگانا ہوتو ابونواس، مسلم بن ولید اور حسین خلیع کے دواوین کی ورق گردانی کرنی چاہئے یا پھر 'ہزار داستان' کے عربی چربہ 'الف لیلہ ولیلہ' کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ایک ایسا معاشرہ، جیسا کہ بغداد کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، اسلامی روحِ جہاد کے مضمحل ہوجانے کے بعد زندیقیت، اور خرمیت کا نمائندہ و آئینہ دار بن گیا تھا۔ فکری بے راہ روی اور معاشرتی بگاڑ کو اس عہد میں ''زندقہ'' کے اصطلاحی نام سے، ظاہر کیا گیا ہے۔ مہدی اور اس کے جانشینوں نے اس کی بیخ کنی کی سرکاری سطح پر کوششیں کیں اور معتزلی دانش وروں نے علمی محاذ پر اسے شکست دینے پر اپنی ہمت مرکوز کی لیکن یہ زہر جو اس عہد کے معاشرہ میں سرایت کر گیا تھا کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا۔

عرب وعجم کے اختلاط سے عہد اموی میں کم از کم عراق کی حد تک نسلی تفوق و تنزل کی کشمکش کا آغاز ہو چکا تھا، مگر عربوں کی سیاسی و عسکری بالادستی کی وجہ سے عربیت کے خلاف عجمیت کی تحریک، کہ 'شعوبیہ' کہلاتی ہے، برگ و بار نہ لاسکی لیکن دم بھی نہ توڑ سکی اور ایک قومی رجحان کی شکل میں موجود رہی۔ بنوعباس کے بنوامیہ پر چیرہ دست ہونے اور خراسانیوں کے عربوں پر غالب ہونے کے بعد صورت حال میں یکسر تبدیلی آئی اور 'شعوبیہ' تحریک نے نہ صرف یہ کہ بال و پر نکالے بلکہ اپنے مضبوط بازو پھیلائے اور معاشرہ کے بہت سے مظاہر کو اپنے پروں میں چھپالیا۔ عرب وعجم کی یہ کشمکش عباسیوں کے دور زریں میں محسوس حد تک پروان چڑھتی دکھائی دیتی ہے۔ اسے علمی حیثیت بھی حاصل ہوگئی اور مثالب عرب اور محاسنِ عجم پر تصنیف و تالیف کا سلسلہ چل پڑا۔ جاحظ اور ابن قتیبہ کی کتابیں انہیں لوگوں کی مخالفت میں لکھی گئیں۔

عہد عباس ذہنی وفکری سرگرمیوں کے لئے دوسرے ادوار سے نمایاں ہے۔ اس عہد میں اسلامی علوم کی تدوین وضابطہ بندی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ احادیث نبویہ کی روایت تحریر وتسوید کا سلسلہ عہد بنی امیہ میں شروع ہو چکا تھا۔ اس دور میں ان کی تدوین کا کام سب سے پہلے علماء کی توجہ کا مرکز بنا۔ اس کے ساتھ ہی احادیث کی درجہ بندی اور مضامین کے اعتبار سے ان کی فنی تقسیم بھی کی گئی۔ چنانچہ وہ احادیث جو قرآن مجید کے اسباب نزول، حل مشکلات وافراد واقوام کے تذکروں سے تعلق رکھتی تھیں، انہیں 'تفسیر' کے عنوان کے تحت الگ کیا گیا اور جن حضرات نے اسے اپنا موضوع بنایا انہیں 'مفسرین' و 'قراء' کے ناموں سے موسوم کیا گیا۔ وہ احادیث جن کا تعلق احکام ومسائل سے تھا یا عبادات ومعاملات سے انہیں ابواب فقہ کے تحت مدون کیا گیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے مجتہدین کو 'فقہاء' کہا گیا۔ اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ کے ذاتی حالات، غزوات نبویہ اور فتوحات اسلامی سے تعلق رکھنے والی احادیث کو فن مغازی وسیر کے علماء نے ایک مستقل فن کی حیثیت سے مدون ومرتب کیا۔ وہ احادیث جو عقائد ذات وصفات باری تعالیٰ سے متعلق تھیں انہیں متکلمین نے علم الکلام کے تحت علیحدہ مرتب کیا۔ یوں علوم اسلامی کی تدوین کا آغاز تدوین حدیث سے ہوا اور ان کی تفریع وتقسیم سے علوم سیر ومغازی، علوم تفسیر قرآنی، علوم احکام فقہی وعلم کلام وغیرہ کی بنیادیں قائم ہوئیں۔ قرآن مجید کے الفاظ، جمل اور اسالیب پر توجہ دی گئی اور غریب ومشکل الفاظ کی تشریح وتوضیح کی غرض سے اشعار وامثال عرب سے استشہاد کیا گیا اور اگر ایک طرف علوم قرآن کی تدوین ہوئی تو دوسری جانب اشعار عرب جاہلیت، اشعار شعراء مخضرمین، شعراء اسلامی واموی کے مشہور قصائد اور دواوین کی جمع وتدوین پر توجہ دی گئی۔ عربی زبان کے صرف ونحو کی بصری وکوفی مکاتب فکر کے ادباء نے ایک طرح کی ادبی معرکہ آرائی میں تبدیل کر دیا اور ہمارے فاضل ابن قتیبہ نے ایک مستقل بغدادی مکتبہ فکر کی بنیاد رکھی۔ اسی کے ساتھ خلیل ابن احمد فراہیدی نے علم عروض وقوافی کو مدون کیا۔ اس کے علاوہ احادیث کے رواۃ صحابہ وتابعین، ائمہ فن علماء کے حالات زندگی کتب طبقات میں جمع کئے گئے۔

مذہبی وادبی علوم کی تدوین کے ساتھ دوسرے عباسی خلیفہ ابو جعفر عبداللہ المنصور باللہ (۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ) کے عہد میں طب، ریاضی اور سائنسی علوم کے عربی زبان میں ترجمہ کا سلسلہ شروع ہوا یہ سلسلہ عباسی خلیفہ عبداللہ المامون (۱۹۸ھ تا ۲۱۸) کے برسر اقتدار آنے کے بعد اور دراز ہوا اور یونانی علوم فلسفہ، ریاضی وہیت کے اساطین علماء کی کتابوں کے عربی میں ترجمے ہوئے۔ سریانی وصابی، ایرانی وہندی فضلاء کے علمی کارناموں کو بھی عربی زبان میں منتقل کیا گیا اور اس کے بعد مستقل تصانیف وسائنسی تجربات کا آغاز ہوا۔ مامون اپنی علمی فضیلت کے لئے مسلمان سربراہان حکومت میں امتیازی حیثیت کا مالک ہے، وہ جب مرو (خراسان) سے بغداد آیا اور اس کی خلافت کا دور ثانی (۲۰۲ھ تا ۲۱۸ھ) شروع ہوا تو بغداد کی علمی، فکری ودماغی سرگرمیاں اپنے نقطہ عروج پر پہونچ گئیں۔ یوں یہ دور بغداد کی علمی مساعی کا عہد زریں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (۲۱۳ھ تا ۲۷۶ھ) اس علم پرور اور عالم خلیفہ کے دور میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں انہوں نے تعلیم پائی اور اسی شہر کی علمی فضاء میں ان کی فکری و ذہنی تربیت ہوئی نوجوان ابن قتیبہ کے اخاذ ذہن نے عہد مامونی کی علمی مجالس اور بیت الحکمۃ کے مباحثوں سے اخذِ فیض کیا۔ اس عہد کے جن بغدادی فضلاء سے انہوں نے کسبِ علم کیا، ان کے علاوہ ایسے علماء بھی بغداد میں موجود تھے جو آسمانِ فضیلت کے آفتاب و ماہتاب تھے مگر ابن قتیبہ صغرسنی کے باعث ان سے براہ راست فیض یاب نہ ہو سکے مگر ایک مستعد طالب علم کے لئے، جیسے ابن قتیبہ تھے، ان سے استفادہ بعید از قیاس نہ تھا۔ مشہور محدث و عالم سیر و مغازی محمد بن سعد کاتب الواقدی (م۲۳۰ھ)، عہد عباسی کے ممتاز شاعر اور سخن فہم ابو تمام الطائی (م۲۲۸ھ) لغوی کبیر ابن الاعرابی (۲۳۱ھ) اور سرآمد روزگار متکلم و ادیب ابو ہذیل علاف (م۲۳۲ھ) بغداد میں مسند آرائے علم و فضل تھے اور گمان قوی ہے کہ ان حضرات کی علمی مجالس سے ابن قتیبہ نے ضرور استفادہ کیا ہوگا۔ اسی طرح بغداد کے جن نامور اہل علم کو ابن قتیبہ کی معاصرت حاصل ہے ان میں شعراء میں علی بن جہم (م۲۴۹ھ) حسین بن ضحاک (م۲۵۰ھ) لغت و زبان عربی کا ماہر ابن السکیت (م۲۴۴ھ) ادیب و عالم سیر محمد بن حبیب (م۲۴۵ھ) ماہر انساب زبیر بن بکار (م۲۵۶ھ) ادباء میں ابو العباس المبرد (م۲۸۵ھ) مورخین میں یعقوبی (م۲۸۴ھ) اور ابو حنیفہ الدینوری (م۲۸۲ھ) جیسے فضلاء کے نام ہیں۔ یوں بغداد کی علمی فضاء بغدادی اساتذہ، بزرگ فضلاء، لائق معاصرین اور مامون و واثق جیسے علم پرور و عالم خلفاء کی موجودگی کے باعث تیسری صدی ہجری کا بغداد اپنے عہد میں منقطع النظیر تھا بلکہ بعد کے ادوار میں بھی بے مثال تھا ابن قتیبہ کو اس منبع علم و فضل سے استفادہ کا موقع ملا اور یہ ایسا شرف ہے جو بہت ہی کم لوگوں کو ملتا ہے۔

نام و نسب : ابن قتیبہ کے نام اور کنیت میں تذکرہ نویسوں کے ہاں اختلافات ہیں۔ بعض روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ ان کا نام عبداللہ اور کنیت ابو محمد تھی جبکہ دوسری روایات کی رو سے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام محمد اور کنیت ابوعبداللہ قرار پاتی ہے۔ ان کے والد کا نام مسلم اور دادا کا نام قتیبہ تھا۔ مسلم قرآن وحدیث کے عالم تھے۔ اور اپنے عہد کے حفاظِ حدیث میں شمار ہوتے تھے۔ ابن قتیبہ کے والد مسلم کا وطن مرو تھا۔ جو خراسان کا مرکزی شہر اور پایۂ تخت تھا۔ مسلم نے مرو سے نقل مکانی کر کے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہیں رجب ۲۱۳ھ میں ابن قتیبہ پیدا ہوئے ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم نے کوفہ کی سکونت ترک کر دی تھی اور مستقل طور پر بغداد میں توطن اختیار کر لیا تھا اور ان کے نامور فخر اسلاف صاحب زادے عبداللہ یا محمد اسی شہر میں کہ مرکز خلافت ومہبط علماء تھا، پیدا ہوئے۔ بہر کیف خواہ وہ کوفہ ہی میں کیوں نہ پیدا ہوئے ہوں ان کی تعلیم وتربیت اور نشو ونما بغداد میں ہوئی اور اسی گہوارۂ علم وفضل سے انہیں شرف انتساب حاصل ہے۔ خاکِ بغداد ان کی کچھ ایسی دامن گیر ہوئی کہ ایک مختصر عرصہ کے سواء جب وہ دینور کے قاضی ہو کر یہاں سے چلے گئے تھے انہوں نے اپنی ساری عمر اسی شہر بغداد میں گزاری اور یہیں پیوند خاک ہوئے۔ سو وہ اول آخر بغداد کے تربیت یافتہ، پروردہ اور یہاں کی علمی روایات کے امین ومحافظ رہے۔

ابن قتیبہ کو ان کے آبائی وطن مرو کی نسبت سے مروزی (باشندہ مرو) بھی کہا جاتا ہے مگر عجب اتفاق ہے کہ ان کے نام کو سب سے زیادہ شہرت دینور کی نسبت سے ہوئی یا یوں کہئے کہ ان کے انتساب سے دینور کو شرف حاصل ہوا حالانکہ اس شہر سے ان کا تعلق محض عارضی تھا اور چند سالوں سے زیادہ نہیں اور وہ بھی ایک سرکاری عہدے کے تعلق سے۔ معلوم نہیں کہ وہ کون سے اسباب تھے جن کی بناء پر قریب قریب تمام تذکرہ نگاروں نے انہیں دینوری لکھا ہے۔ اس سے اکثر ناواقفوں کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ وہ دینور کے رہنے والے تھے، جب کہ ایسا نہیں ہے۔ بہر کیف بہ ادنی ملابست ان کو شہر دینور سے بھی یک گونہ نسبت رہی ہے۔

تعلیم وشیوخ : ابن قتیبہ نے اپنے عہد کے نامور شیوخ سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ ان کے استادوں میں مندرجہ ذیل ناموں کو ان کے علم وفضل کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ مسلم ابن قتیبہ، صاحب تذکرہ کے والد۔ ان سے ابن قتیبہ نے بطور خاص علم حدیث کی تحصیل کی۔

۲۔ ابوعبداللہ محمد بن سلام جمحی (م ۲۳۱ھ)، جو شعرائے عرب کے پہلے تذکرہ 'طبقات الشعراء' کے مولف اور قدیم اہل اخبار و راویان شعر میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔ ابن قتیبہ نے ان سے اخبار و واقعات شعرائے جاہلیہ و اسلام اور فنون ادبیہ کی تحصیل کی۔

۳۔ دعبل الخزاعی (متولد ۱۴۸ھ و متوفی ۲۴۶ھ) کہ اپنے عہد کا نامور شاعر، شیعۂ کیسانیہ کا ترجمان اور خبیث اللسان تھا۔ شعر و شاعری میں یہ دعبل، ابن قتیبہ کا استاد ہے۔

۴۔ ابو اسحاق ابراہیم بن سفیان زیادی (م ۲۴۹ھ)، یہ مشہور زبان دان و ماہر لسانیات سیبویہ، اصمعی و ابوعبیدہ کے شاگرد تھے۔ ابن قتیبہ کی صرف و نحو، لسانیات و ایام عرب سے واقفیت کا بیشتر مدار انہیں زیاد کے علم پر ہے۔

۵۔ ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ، (متولد ۱۵۰ھ و متوفی ۲۵۵ھ) بصرے کے افاضل روزگار سے تھے۔ علم کلام میں نظام معتزلی کے شاگرد رشید اور ایک مستقل مکتبۂ فکر کے بانی ہیں۔ جاحظ کلام، ادب، تاریخ، لسانیات، حیوانیات غرض اپنے عہد کے متعارف علوم و فنون کی جملہ شاخوں میں تبحر کامل رکھتے تھے۔ عربی انشاء پردازی و عربی زبان کے اساطین اربعہ میں شمار ہوتے ہیں۔ جاحظ جیسی نابغۂ عصر شخصیت عہد اسلامی میں دو چار سے زیادہ نہ ہوگی۔ عربی نثر نگاری میں ان کا اسلوب نگارش ایک عرصہ تک نمونہ رہا اور آج بھی رواں و فصیح نثر کا اعلیٰ شمار ہوتا ہے۔ ابن قتیبہ کی کلاہ افتخار میں ایسے عبقری عصر و یکتائے زمانہ شخص سے تلمذ کی کلغی سجی ہے۔ ابن قتیبہ نے عربیت، انتقاد اور کلامی مباحث کی تعلیم انہیں جاحظ سے پائی تھی۔

۶۔ احمد بن سعید، تلمیذ ابوعبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) ابن سعید سے ابن قتیبہ نے نظام مالیات اور فقہ کی کتابیں پڑھیں خصوصاً ان کے استاد ابوعبید کی کتاب الاموال، جو اسلام کی مالیاتی تاریخ میں منقطع النظیر کتاب ہے اور بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ یحییٰ بن اکثم تمیمی مروزی (متوفی ۱۵ ذوالحجہ ۲۴۲ھ یا یکم محرم ۲۴۳ھ) فقہ وفصل خصومات میں شہرۂ آفاق تھے۔ امام شافعیؒ اور امام عبداللہؒ بن مبارک کے شاگرد تھے۔ امام ابوعیسیٰؒ ترمذی نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ مامون کے عہد سے لے کر متوکل کے عہد تک (۲۰۴ھ تا ۲۴۲ھ) مختلف وقفوں سے منصبِ قضاء پر فائز رہے۔ ان کی حیثیت قلم رو عباسیان میں قاضی القضاۃ کی تھی کہ بغداد کے قاضی کو اس عہد میں یہ اختصاص حاصل تھا۔ ابن اکثمؒ نہایت ذہین، حاضر جواب اور حق گو تھے۔ ابن قتیبہ نے ان سے بغداد کے علاوہ سفرِ حج کے دوران مکہ میں حدیث کی سند حاصل کی۔

۸۔ ابوحاتم سہل بن محمد بجستانی، بصرہ کے باشندے اور علومِ قرآن، لغت وشعر کے امام تھے۔ ابوعبیدہ، ابوزید قرشی اور اصمعی کے حضور زانوئے تلمذ تہ کیا تھا۔ ابن قتیبہ کے علاوہ مشہور لغوی ابن دریدان کے شاگرد ہیں۔ عروض واستخراج معمّٰی میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ شاعر بھی تھے۔ حسبِ روایت سیوطی نے ۲۵۰ھ میں وفات پائی۔ مگر ابن ندیم کا بیان ہے کہ ان کا سال وفات ۲۵۵ھ ہے۔ ابن قتیبہ نے علوم قرآن ولغت کی ان سے تحصیل کی۔

۹۔ ابو یعقوب اسحاق بن ابی الحسن ابراہیم مروزی معروف بہ ابن راہویہ۔ اپنے وقت کے حدیث وفقہ کے امام تھے۔ ائمہ اسلام میں محسوب ہوتے ہیں۔ امام شافعیؒ کی علمی صحبت سے مستفید ہونے کا شرف بھی انہیں حاصل ہے۔ حدیث میں ان کی ذات مرجع محدثین اور ان کی سند موثق ترین شمار ہوتی ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی ونسائی نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ خود ابن راہویہ کے اساتذہ میں سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح اور یحییٰ بن آدم جیسے محدثین وفقہاء شامل ہیں۔ خراسان کے شہر مرو میں ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور نیشاپور میں ۱۵ شعبان ۲۳۸ھ میں انتقال کیا۔ ابن قتیبہ کا ابن راہویہ سے انتساب ایسا شرف ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔

سطور بالا میں ابن قتیبہ کے اساتذہ کے جو نام دیئے گئے ہیں ان سے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے وقت کے بلند پایہ محدثین، فقہاء، ادباء، لغویین، مورخین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور متکلمین سے فیض حاصل کیا۔ انہیں حضرات کی تعلیم کا اثر تھا کہ ابن قتیبہ نے مختلف علوم وفنون پر ماہرانہ قلم اٹھایا اور بہت سے موضوعات پر نہایت شرح وبسط کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے۔

تلامذہ : ابن قتیبہ کی علمی جلالت شان کا یہ اقتضاء ہے کہ ان کے تلامذہ کی تعداد خاصی بڑی ہو۔ شاگردوں کی اس طویل فہرست میں جن لوگوں کو شہرت حاصل ہوئی۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں:

۱۔ ابوجعفر احمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ۔ صاحب ترجمہ کے نامور فرزند ہیں۔ اپنے باپ اور علماء بغداد سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ اپنے والد کی کتابوں کے راوی تھے اور طلبہ کو ان کا درس دیتے تھے۔ اخیر عمر میں مصر قدیم (الفسطاط) کے قاضی ہوگئے تھے اور وہیں ۳۲۲ھ میں دورانِ ملازمت داعی اجل کو لبیک کہا۔ اپنے والد کے برعکس فقہ مالکی کے پیرو اور امام مالکؒ کے مقلد تھے۔

۲۔ ابوبکر محمد بن خلف بن مرزبان (م ۳۰۹ھ) بغداد کے محلہ 'الحول' کی نسبت سے الحولی کہلاتے ہیں۔ حدیث وادب کے عالم تھے۔ متعدد تصانیف ان سے یادگار ہیں۔ روایت حدیث میں صادق وثقہ تھے۔ مشہور ادیب ولغوی ابن الانباری ان کے شاگرد ہیں۔

۳۔ ابوالقاسم عبداللہ بن احمد تمیمی (م ۳۴۴ھ) روایتِ حدیث میں انہیں سندِ اعتبار حاصل ہے۔ مشہور محدث دارقطنی نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ بقول ابن الجوزی نہایت ثقہ تھے۔ بغداد میں انتقال کیا۔

۴۔ ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن درستویہ بن مرزبان (متولد ۲۵۸ھ ومتوفی ۳۴۷ھ) اگرچہ ان کا وطن فارس تھا مگر ساری عمر بغداد میں گزاری۔ علوم ادبیہ میں کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ وہ نحوی کے لقب سے ملقب تھے۔ مشہور محدث دارقطنی کے استاد تھے۔

۵۔ ابوالقاسم ابراہیم بن محمد الصانع (م ۳۱۳ھ) ابن قتیبہ سے ان کی تمام تصانیف روایت کی ہیں۔ ثقہ اور معتبر سمجھے جاتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ : ابن قتیبہ کے عقائد سے متعلق ثقہ علماء وائمہ کا اس بات پر قریب قریب اتفاق ہے کہ وہ اہل السنّت والجماعت سے تھے۔ امام ابن قتیبہ، حافظ سلفی اور مسلم بن قاسم وغیرہ نے ابن قتیبہ کو اہل السنّت الجماعت کا امام کہا ہے۔ خطیب بغدادی، علامہ ابن حزم ظاہری، حافظ ذہبی اور ابن الجوزی نے انہیں ثقہ، صدوق اور معتبر کہا ہے۔ علماء اسلام کی خارجہ شہادتوں کے علاوہ ابن قتیبہ کی تصانیف کی داخلی شہادتوں سے بھی ان کے مسلک اہل السنّت والجماعت کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔ معتزلہ جو خلق قرآن کے قائل تھے، ان کے رد میں ابن قتیبہ نے اپنا مشہور رسالہ **الرد علی القائلین بخلق القرآن** تصنیف کیا۔ اسی طرح فرقہ مشبہ اور جہمیہ کے رد میں ایک کتاب بنام **الرد علی الجهمیه و المشبه** تحریر کی۔ ابن قتیبہ کے زمانہ میں شعوبیہ تحریک بھی جڑ پکڑ چکی تھی اور خلیفہ مامون عباسی (۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ) کے عہد میں ایرانی عنصر کے غلبہ کے باعث اہلِ عجم کی بالادستی کی وجہ سے اس تحریک کو نہایت قوت حاصل ہوئی اور اس وطنی تحریک کے نتیجے میں عرب اور اسلام کی حیثیت کم ہوگئی تھی۔ ابن قتیبہ ہر چند کہ خود خراسانی الاصل تھے، اس شعوبیہ تحریک کے سخت مخالف تھے اور انہوں نے اپنی مشہور کتاب **فضل العرب علی العجم** اسی گروہ کی تردید میں تالیف کی۔ ابن قتیبہ کے اہل السنّت و الجماعت کے مسلک سے وابستہ ہونے کی ایک نہایت قوی شہادت یہ ہے کہ وہ خلیفہ متوکل علی اللہ عباسی (۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ) کے عہد میں دینور کے قاضی مقرر کئے گئے تھے، متوکل معتزلہ اور شیعہ کا مخالف اور متعصب حامی سنت تھا۔ اس کے عہد میں کسی غیر سنی قاضی کا مقرر کیا جانا مستبعد اور ناممکن تھا۔

مشاغل : ابن قتیبہ کا محبوب مشغلہ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف تھا اور ان کی عمر کا بیشتر حصہ اسی میں بسر ہوا۔ عہد عباسی کے مشہور وزیر ابوالحسن عبید اللہ بن خاقان (م ۲۶۳ھ) کے وہ وابستگانِ دولت میں تھے اور اپنی بعض تصانیف اسی وزیر کے نام سے معنون کی ہیں۔ مثلاً کتاب ادب الکاتب۔ اسی وزیر کے توسل کے نتیجے میں وہ دینور کے قاضی مقرر کئے گئے تھے۔ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی مخالفین سے مناظرہ اور قلمی جنگ ان کا محبوب مشغلہ معلوم ہوتا ہے۔ عربی زبان ولغت ونحو میں اس وقت دو مدرسہائے عربیت نمایاں تھے، ایک مدرسہ بصرہ اور دوسرا مدرسۂ کوفہ۔ ابن قتیبہ نے ان سے علمی مباحثات کئے اور ایک مستقل مدرسۂ بغداد کی بنیاد رکھی۔ اس طرح فکری وعقلی مسائل میں معتزلہ، مشبہہ اور جہمیہ سے انہوں نے کامیاب معرکے کئے گویا علمی تصانیف، تدریس اور اپنے حریفوں سے معرکہ آرائیاں ان کے دلچسپ ومحبوب مشاغل تھے۔

وفات : ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے ۶۳ سال کی عمر میں ایک مختصر علالت کے بعد بغداد میں یکم رجب ۲۷۶ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ ایک بیٹا ابوجعفر احمد یادگار چھوڑا۔

تصانیف : ابن قتیبہ نے ۳۷ چھوٹی بڑی کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں جن میں بعض طبع ہوچکی ہیں اور بعض ہنوز طبع نہیں ہوئی ہیں۔ ان کتابوں میں سے مشہور اور مطبوع کتابیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ غریب القرآن ۲۔ مشکل القرآن

۳۔ تاویل مختلف الحدیث ۴۔ المسائل و الاجوبة فی الحدیث و الفقه

۵۔ الردعلی الجهمیه و المشبه ۶۔ ادب الکاتب

۷۔ المیسر والقداح ۸۔ الشعرو الشعراء

۹۔ عیون الاخبار ۱۰۔ کتاب المعارف

ابن قتیبہ کی جانب ایک کتاب بنام الامامة والسیاسة بھی منسوب ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہوچکا ہے اور ایک مخصوص گروہ نے اپنے مخصوص عقائد کے اثبات میں اسے استعمال کیا ہے۔ یہ کتاب جعلی ہے اور ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ ابن قتیبہ کی تصانیف کا ذکر کرنے والوں نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

۲۔ کتاب میں یہ مذکور ہے کہ ابن قتیبہ دمشق میں تھے جب کہ وہ دینور کے علاوہ بغداد سے باہر کہیں نہیں گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اس کتاب میں قاضی ابولیلیٰ (۱۶۸ھ) سے ابن قتیبہ کی روایت ہے جبکہ ابن قتیبہ قاضی ابولیلیٰ کی وفات کے ۶۵ سال بعد پیدا ہوئے۔ ابولیلیٰ سے ان کی روایت ناممکن اور محال ہے۔

۴۔ صاحب کتاب نے اس میں ایک ایسی عورت سے روایت کی ہے جو فتح اندلس کی عینی شاہد تھی حالانکہ ابن قتیبہ کی ولادت سے ایک سو بیس (۱۲۰) سال پہلے اندلس فتح ہوا (۹۳ھ)۔

۵۔ کتاب الامامت والسیاست کے مولف نے بیان کیا ہے کہ مشہور فاتح موسیٰ بن نصیر نے شہر مراکش (۹۲ھ) میں فتح کیا تھا حالانکہ مرابطون کے سلطان یوسف بن تاشفین نے ۴۵۵ھ میں یہ شہر آباد کیا یعنی ابن قتیبہ کی ۲۷۶ھ میں وفات کے کوئی دو سو سال بعد۔

۶۔ کتاب الامامت والسیاست میں بیان کردہ عقائد و افکار ابن قتیبہ کی دیگر تمام تصانیف سے نہ صرف یہ کہ یکسر مختلف ہیں بلکہ متضاد بھی ہیں۔

۷۔ اس کتاب کی زبان ابن قتیبہ کے عہد کی زبان سے قطعاً مختلف ہے۔

ابن قتیبہ کی مندرجہ بالا تصانیف میں سے ہم کتاب المعارف کا بطور خاص ذکر کریں گے کیونکہ یہ مقدمہ اسی کتاب کے ترجمہ کا پیش لفظ ہے۔

ب۔ کتاب المعارف کی خصوصیات

امام ابن قتیبہ کی تصانیف میں ان کی کتاب المعارف کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ قریب قریب تمام تذکرہ نگاروں نے اس کتاب کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔ بعض تذکرہ نویسوں نے اس کے نام میں تاریخ کا اضافہ کیا ہے اور اسے کتاب **المعارف فی التاریخ** سے موسوم کیا ہے۔ غالباً ابن قتیبہ سے پہلے کسی مصنف نے کوئی کتاب 'المعارف' کے نام سے نہیں لکھی ہے، مگر ان کے بعد ان کی اتباع میں اس نام سے متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس طرح موضوع کے لحاظ سے بھی کتاب المعارف منفرد حیثیت کی مالک ہے ان سے پہلے ان کے استاد قاضی وکیع بن محمد بن خلف نے بھی 'الشریف' نامی کتاب اس سے ملتے جلتے موضوع پر لکھی تھی جس سے انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی ضخیم کتاب 'عیون الاخبار' میں استفادہ کیا ہے۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ 'المعارف' غالباً 'الشریف' سے پہلے لکھی گئی ہے ورنہ ابن قتیبہ اس سے 'المعارف' میں ضرور اقتباس کرتے اور اس کے حوالے دیتے۔ ابن قتیبہ کے ایک بزرگ معاصر محمد بن حبیب بغدادی (م ۲۴۵ھ) نے اس موضوع پر 'المحبر' نامی کتاب تحریر کی ہے۔ یہ کتاب 'المعارف' سے بہت مماثلت رکھتی ہے مگر ترتیب وتنسیق میں اس سے کم حیثیت ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ ابن قتیبہ نے اس کتاب المحبر سے اخذ وتلخیص کی ہے اور کتاب 'المعارف' ایک حد تک 'المحبر' کی مرہون منت ہے لیکن ابن قتیبہ نے اس کے حوالے نہیں دیئے ہیں۔ قیاس چاہتا ہے کہ ماخذ وتلخیص وتنسیق کا الزام ابن قتیبہ پر نہیں لگایا جاسکتا۔ وہ اور ابن حبیب معاصر ہیں اور 'المحبر' کی تصنیف کے وقت ان کی عمر ۳۲ سال کے قریب تھی، وہ متعدد کتابوں کے مصنف اور علمی دنیا میں ابن حبیب سے زیادہ متعارف تھے۔ یہ زمانہ عباسی خلیفہ متوکل علی اللہ کی خلافت سے تعلق رکھتا ہے اور ابن قتیبہ دینور کے قاضی اور حکومت کے توسل کے سبب روشناسِ عام تھے۔ ابن حبیب اور ابن قتیبہ نے غالباً ایک ہی ماخذ سے استفادہ کیا ہے اور دونوں ہی نے ایک ہی منبع علم وفضل سے فیض پایا ہے۔ اس قیاس کی توثیق مزید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس عہد کے مشہور عالم وماہر جغرافیہ ابوعلی احمد بن عمر معروف بہ ابن رستہ نے اصفہان میں اپنی ضخیم کتاب 'الاعلاق النفیسہ' تحریر کی ہے۔ اس کتاب کی ایک فصل انہی مباحث سے تعلق رکھتی ہے جنہیں ابن قتیبہ نے اپنا موضوع بنایا ہے۔ ابن رستہ نے اپنی کتاب میں ان دونوں کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔ کتاب المحبر حیدرآباد (دکن ہند) سے شائع ہوچکی ہے۔ لاہور کے ایک ناشر نے اسے چھاپ دیا ہے ☆ دونوں کتابوں کے مطالعہ سے 'المعارف' کا تفوق ثابت ہوتا ہے اور اس کے مقابلہ میں 'المحبر' بے کیف نظر آتی ہے۔ اس کا بڑا سبب تو یہ ہے کہ ابن قتیبہ ابن حبیب سے بہت بڑے انشاء پرداز ہیں اور انھیں عہد عباسی کے نثر نگاروں کے اساطین میں شمار کیا جاتا ہے۔ مزید براں ابن قتیبہ کو متقدمین

☆ اس کتاب کا اردو ترجمہ جو ڈاکٹر حمید اللہ نے املا کرایا تھا، نظر ثانی اور اضافہ کے ساتھ قرطاس کراچی سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔ (ن س ظ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جو ثقاہت و استناد حاصل ہے، ابن حبیب کو وہ مقام نہیں دیا گیا۔ کتاب المعارف اپنی شہرت کی وجہ سے علمی دنیا میں ابتداء ہی سے روشناس و متعارف رہی ہے، جبکہ کتاب المحبر اس شہرت و مقبولیت عامہ سے عاری رہی ہے۔ بہرکیف متقدمین کی تصانیف میں 'المعارف' اور 'المحبر' کو اہمیت حاصل ہے اور بقول کسے ع 'ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است' دونوں ہی اہم ماخذ و مرجع کی حیثیت سے علماء میں مقبول و متداول رہی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔

کتاب المعارف کے مطالب تاریخ اسلام کے وسیع پہلوؤں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ سطور ذیل میں ان کا ایک تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ کتاب جن مباحث پر مشتمل ہے انہیں دس ابواب کے عنوانات کے تحت کر دیا گیا ہے مگر دو جزوی تبدیلی کے علاوہ جس کا ذکر مقدمۂ مصنف میں قوسین میں کر دیا گیا ہے اور اس مقالہ کے آخری جزو میں بھی اس کی نشان دہی کی جا چکی ہے، متن کتاب میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے اور اسے بہر صورت برقرار رکھا گیا ہے۔

کتاب کا آغاز ابتدائے آفرینش کے عنوان سے ہوا ہے۔ اس کو باب اول کا نام دیا گیا ہے۔ اس باب کے دو حصے ہیں ایک ابتدائے آفرینش اور دوسرا تذکرہ انبیاء۔ ابن قتیبہ نے متقدمین کی اتباع میں تورات کے بیانات پر اعتماد کیا ہے اور اس کے عربی ترجمہ سے اخذ و تلخیص کی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے مشہور تابعی جناب وہب بن منبہ (م ۱۱۰ھ) کی روایات بھی درج کی ہیں۔ وہب بن منبہ کی روایات کا سرچشمہ بھی اسرائیلیات ہی ہیں۔ دوسرا حصہ تذکرہ انبیاء سے تعلق رکھتا ہے۔ ابن قتیبہ نے بنی اسرائیل اور غیر بنی اسرائیل کے مشہور انبیاء کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ یہاں بھی عام مفسرین قرآن کی پیروی کی گئی ہے اور تورات کے مندرجات پر اعتماد کیا گیا ہے۔ یہاں انہوں نے 'ذبیح' سے متعلق حضرت اسحاق کو یہود کی اتباع میں ذبیح قرار دیا ہے جب کہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک حضرت اسماعیل ذبیح ہیں۔ برموقع اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ سرسید مرحوم کی کتاب 'خطباتِ احمدیہ' میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی' مزید مطالعہ کی غرض سے قاری کو اسی سے رجوع کرنا چاہئے۔ اس ضمن میں قتیبہ نے ان موحدین کا ذکر بھی کیا ہے جو دورِ فترت میں تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب المعارف کے دوسرے باب میں عربوں کے انساب کا بیان ہے۔ اس کے پہلے حصہ میں اسماعیلی یعنی عدنانی عربوں کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے مگر ضروری تفصیلات سے صرف نظر نہیں کیا گیا ہے۔ عدنانی قبائل کے ذکر میں بطونِ ربیعہ کا مختصر بیان ہے۔ مضری قبائل کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا گیا ہے، ان کی مشہور شاخ قیسِ عیلان سے تعلق رکھنے والے قبائل کے بعد قبائلِ کنانہ اور ان میں بھی قریش کا ذکر قدرے مفصل کیا گیا ہے۔ اس باب کے دوسرے حصہ میں یمنی قبائل کا اختصار سے بیان ہے اور اوس خزرج (انصار مدینہ) کو عام علمائے انساب کی تقلید میں یمنی قبیلہ کہلان کی شاخ بتایا گیا ہے حالانکہ محدثین خصوصاً امام بخاری کے نزدیک مدینہ کے انصار اسماعیلی عرب تھے اور حضرت اسماعیل کے بڑے بیٹے نابت یا نابیوط کی نسل سے تھے۔ عہد جدید میں مشترقین کی بھی یہی رائے ہے۔ مزید معلومات کے لئے قاری کو مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم کی کتاب ارض القرآن سے رجوع کرنا چاہئے۔ اس باب کے مندرجات کلبی اور زبیر بن بکار کے بیانات کی تلخیص معلوم ہوتے ہیں، مگر ابن قتیبہ نے ان کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔

کتاب کا تیسرا باب رسول اکرم ﷺ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ اس میں آپؐ کے آباء و اجداد اور امہات و جدات اور ان کے قبائلی تعلق کا بیان ہے۔ آپؐ کی ازواجِ مطہرات، اولاد اور موالی وغیرہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد نہایت اختصار سے آپؐ کی حیاتِ دینوی کے واقعات درج کئے گئے ہیں۔ یہ باب محمد بن اسحاق (م۱۵۱ھ) محمد بن عمر واقدی (م۲۰۷ھ) اور ابن سعد (م۲۳۰ھ) کی کتابوں کی سند پر تحریر کیا گیا ہے۔ اختصار کے باوجود سیرت نبی کا جامع بیان موجود ہے۔

باب چہارم کے بھی دو حصے ہیں۔ حصۂ اول میں عشرہ مبشرہ کا بیان ہے اور دوسرے حصہ میں بقیہ مشہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ۔ ایسے (۱۵۶) اصحاب کا اس باب میں اجمالی ذکر ہے۔ عشرہ مبشرہ کے ضمن میں ان دس اصحاب کی اولاد کا بھی بیان ہے اور یوں اس کی حیثیت منفرد ہے۔ کتاب کا یہ حصہ واقدی اور ابن سعد کی اساس پر اور نسب قریش کے مولف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبیر بن بکار کے بیانات سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔

کتاب کا پانچواں باب خلفاء کے حالات اور نسب نامہ پر مشتمل ہے۔ اس باب میں (۱۴) اموی خلفاء اور (۱۵) عباسی خلفاء کا ذکر ہے۔ ابن قتیبہ کے معاصر عباسی خلیفہ المعتمد علی اللہ (۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ) پر یہ تذکرہ محتوی ہے۔ اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب میں اخیر وقت تک اضافے کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ ابن قتیبہ نے خلیفہ المعتمد کے عہد میں ۲۷۶ھ میں انتقال کیا اس لئے اس کے دور کے واقعات ناقص تھے۔ مترجم نے قوسین میں اسے ۲۷۹ھ تک بڑھا کر مکمل کر دیا ہے۔

المعارف کے باب ششم میں (۳۹) اشراف (یعنی معززین) حامیانِ حکومت اور مخالفینِ حکومت کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح باب ہفتم میں (۱۴۰) تابعین و تبع تابعین کا ذکر کیا گیا ہے۔ باب ہشتم میں (۱۹۷) فضلاء و ارباب کمال کا ذکر ہے، یعنی (۹) اصحاب الرائی کا (۱۰۰) محدثین کا (۲۵) قاریانِ قرآن کا اور (۲۰) ماہرینِ انساب واصحابِ اخبار کا (۲۳) شعراء، علماء لغات واصحابِ نحو (عربی قواعد) کا (۲۰) معلمین کا مختصر تذکرہ ہے۔ یہ تینوں ابواب ابن قتیبہ کے اولیات میں شمار کئے جاتے ہیں اور بعد کے تذکرہ نگاروں، اسماء الرجال کو مرتب کرنے والوں اور کتب طبقات کی تالیف کرنے والوں کے لئے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

المعارف کا باب نہم، نادر اور دل چسپ معلومات (معارف) پر مشتمل ہے۔ ان معلومات کو تیس (۳۰) عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اس باب کے مندرجات کا ابن حبیب کی المحبر اور ابن رستہ کی الاعلاق النفسیہ سے توارد ہوا ہے اور غالباً ان تینوں حضرات نے ایک ہی مآخذ سے ان نوادر کو اکھٹا کیا ہے۔ ان نادر معلومات میں اوائل، مساجد، انہار، جزیرۃ العرب، فتوحاتِ اسلامی، شرفاء کے پیشے، ایام عرب، مذاہب عرب قبل از اسلام، مذہب اسلام کے فرقوں کا بیان ہے۔ یہ باب بھی بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔

کتاب کا آخری یعنی دسواں باب ان بادشاہوں کے ذکر میں ہے جو اسلام سے پہلے گزرے ہیں۔ ان میں یمن کے عرب اور حبشی حکمرانوں شام (بصریٰ) اور عراق (حیرہ) کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب حکام اور شاہانِ عجم (ایران) کا اختصار کے ساتھ بیان شامل ہے۔ مورخ طبری و مسعودی نے بھی اس موضوع پر قلم فرسائی کی ہے مگر ابن قتیبہ کو ان حضرات پر تقدم حاصل ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ یہ معلومات قدیم فارسی کتاب 'خدائی نامہ' یا اس کے عربی ترجمہ 'سیر ملوک العجم' سے ماخوذ ہیں۔ ابن قتیبہ کے ایک معاصر ابو حنیفہ الدینوری (م ۲۷۹ھ) نے اپنی کتاب الاخبار الطّوال میں بھی یہ معلومات جمع کی ہیں مگر ابن قتیبہ کے ہاں شاہان عجم کے حالات کے علاوہ ملوک عرب کا بھی بیان ہے جو اس پر مستزاد ہے۔

مختصر یہ کہ امام ابن قتیبہ نے اپنی کتاب المعارف میں جو معلومات جمع کر دی ہیں، ان کی بناء پر یہ دعویٰ بجا طور کیا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب 'دائرہ المعارف' ہے جو حسن ترتیب کا نادر نمونہ اور بہترین مضامین کا عمدہ انتخاب ہے۔ اس کی تبویب نہایت دل آویز ہے، اس میں انساب عرب کا بیان اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے مگر ضروری تفصیل سے صرفِ نظر نہیں کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی دل چسپ معلومات کو نہایت سلیقے سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب یقیناً اپنے عہد کے علمی تقاضوں کی تکمیل کرتی ہے اور مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاریخ اسلام کا کوئی طالب علم اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ کتاب سے متعلق مزید معلومات مصنف کے مقدمہ سے معلوم ہوں گی۔

ج۔ منہج ترجمہ اردو

امام ابن قتیبہ کا شمار عربی زبان و ادب کے ممتاز فضلاء میں ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف یہ کہ عہد عباسی کے اعلیٰ پایہ کے انشاء پرداز تھے بلکہ بعد کے زمانوں میں بھی انہیں یہی نمایاں مقام حاصل تھا۔ مشہور مورخ و ادیب علامہ ابن خلدون نے عربی زبان کے جن چار انشاء پردازوں کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کتابوں سے عربی زبان و ادب کی تحصیل کی جانی چاہئے ان میں الجاحظ، المبرد اور القالی کے ساتھ ابن قتیبہ کا نام بھی شامل ہے۔ المعارف میں بعض مقامات پر اس حد تک اختصار سے کام لیا گیا ہے کہ ترجمہ کو بامعنی بنانا بڑا مشکل ہے اور ان کتابوں کی ورق گردانی کے بغیر، جن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ معلومات (معارف) قدرے تفصیل سے مذکور ہیں، ترجمہ کو بامعنی بنانا ممکن نہیں تھا۔ مزید یہ کہ کتاب کے مضامین مختلف النوع ہیں چنانچہ جن معارف کا ذکر ہے ان سے کماحقہٗ واقفیت ضروری ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے المعارف کا ترجمہ چنداں آسان نہ تھا۔ مترجم کو عربی زبان سے واقفیت کے ساتھ ساتھ تاریخ، رجال، ادب ونحو کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق رہا ہے اور خیال ہے کہ یہ شوق وتعلق زندگی کی آخری ہچکیوں تک رہے گا۔ مترجم نے کتاب المعارف کو ایک مستعد طالب علم کی طرح سبقاً سبقاً پڑھا ہے۔ مشکل مقامات پر گھنٹوں غور وخوض کیا ہے اور عربی زبان کے بعض فضلاء سے بھی مشورہ کیا ہے۔ یوں ہر امکانی کوشش کی ہے کہ ترجمۂ اردو، عربی متن کے مطابق ہو۔ بعض مقامات پر مترجم کو اصل عبارت پر اضافہ کرنا پڑا ہے۔ ایسے اضافوں کو بین القوسین رکھا گیا ہے تاکہ مصنف اور مترجم کی عبارتوں میں فرق قائم رہے۔ بعض مقامات پر مصنف سے اختلاف کی بناء پر یا اس کی غلطی کے سبب سے بین القوسین اظہارِ خیال کیا گیا ہے ترجمہ کو اصل سے قریب تر رکھنے کی غرض سے مصنف کے کسی جملہ فقرہ یا لفظ کو ترجمہ سے حذف نہیں کیا گیا ہے۔ یوں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ مکمل، عام فہم اور موثق ومستند رہے۔ اس کوشش میں مترجم کو کس حد تک کامیابی ہوئی ہے اس کا فیصلہ اہل علم پر چھوڑتا ہوں اور ان سے غلطیوں کی نشان دہی کرنے کی درخواست کرتا ہوں، ولعذر عند کرام الناس مقبول۔

مصنف کی عبارت میں کسی طرح کی تقدیم وتاخیر نہیں کی گئی ہے اور اسے علیٰ حالہٖ برقرار رکھا گیا ہے صرف دو مقامات پر یعنی 'نوادر فی المعارف' (ص ۴۲۰ تا ۴۲۲) اور اسماء المنافقین (ص ۴۴۳) پر ایسا کیا گیا ہے کہ ان دونوں سرخیوں کو کتاب کے باب نہم کے آخر میں نمبر ۲۹ و نمبر ۳۰ کے تحت شامل کردیا گیا ہے۔ ابواب اور بعض عنوانات ترتیب وتنسیق کی غرض سے قائم کئے گئے ہیں۔ ترجمہ کے لئے المعارف کا جدید ترین محقق نسخہ جسے مصری فاضل ثروت عکاشہ نے ایڈٹ کیا ہے استعمال کیا ہے اور ہر عنوانِ جلی کے آغاز میں اصل کتاب کے صفحات درج کردیئے گئے ہیں تاکہ اصل سے مراجعت کی جاسکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از

(ثروت عکاشہ)

عصر المؤلف۔ حیاۃ مؤلف۔ کتاب المعارف

(۱) عصر المؤلف

﴿ص ۳﴾ **بغداد:** ابوجعفر المنصور کی بنیاد ڈالنے سے قبل، بغداد قابل ذکر شہر نہیں مانا جاتا تھا۔ اس سے قبل ہم بغداد کو بادوریہ [۱] کے مقام پر واقع اعاجم واکاسرہ کے زمانے کے ایک چھوٹے سے گاؤں کے طور پر جانتے ہیں۔ اس وقت مدائن مرکز حکومت تھا اور وہیں ایوان کسریٰ اپنے شان وشوکت سے جلوہ نما تھا، جبکہ بغداد الصراۃ [۲] کے دہانے پر واقع دیر عتیق کے نام سے پہچانا جانے والا محض راہبوں کا علاقہ تھا۔

بغداد کے ابتدائی ایام میں عرب وعجم اس سے زیادہ واقف نہیں تھے، چنانچہ عربوں نے بغداد کو چھوڑ کر عراق کے دوسرے شہروں کی طرف رخ کیا دوسرے علاقوں میں نئے شہروں کی بنیادیں ڈالیں اور ان کی مدنیت کی ترقی کا باعث ہوئے جیسے کہ سعد بن ابی وقاص نے کوفہ کی بنیاد ۱۷ھ میں ڈالی اس وقت وہ عمر بن الخطاب کے والی تھے۔ [۳]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ص۴﴾ پھر اموی خاندان کی حکومت کا وقت آتا ہے جس کے بانی معاویہ بن ابی سفیان تھے۔ یہ منصب حاصل کرنے سے قبل معاویہ، عمر ابن الخطاب کی طرف سے والئی شام تھے، وہ عثمان بن عفان کے دور میں بھی بیس سال تک اس منصب پر فائز رہے، وہ اور ان کے اہل وعیال دمشق کی طرف کوچ کر گئے تھے اور جب ان کو حصول اقتدار میں کامیابی حاصل ہوئی تو انھوں نے دمشق کو مرکز حکومت بنایا، اور اسی کے آس پاس ان کے ساتھی اور حامی آباد ہوئے۔

اس زمانے میں دمشق نے مدنیت کا عروج حاصل کیا اور علم کے لیئے سفر کرنے والے علماء کا مستقر بنا، دمشق آراء کا مرکز بن گیا، اہل جاہ کا مقصود ٹھہرا، اور ان اسباب کی وجہ سے دمشق کی مدنیت و حضارت بڑھتی رہی، اس کی شان وشوکت بنوامیہ کی شان وشوکت رہی اور اس کا زوال بنوامیہ کا زوال رہا۔

اور جب خلافت بنوعباس کو ملی تو مرکز حکومت شام سے عراق کی طرف منتقل ہوگیا، اس کی پہلی وجہ یہ ہوئی کہ دمشق بنوامیہ کا مستقر اور ان کے انصار و مددگاروں کی جائے رہائش تھا۔ اور دوسرا سبب یہ تھا کہ عراق بنوعباس کی تحریک کا مرکز اور شیعیانِ بنوعباس کا گڑھ تھا۔

ابوالعباس السفاح، عبداللہ بن محمد بن علی نے ۱۳۲ھ میں عراق کا قصد کیا اور کوفہ کو خلافت ہاشمیہ کا مستقر بنایا۔ پھر کوفہ سے انبالہ کی طرف کوچ کیا اور یہاں فرات کے ساحل پر ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالی جس کا نام اس نے ''ہاشمیہ'' رکھا۔ [۴] سفاح کے انتقال کے بعد ابوجعفر المنصور بھی اس کے نقش قدم پر چلا اور ہاشمیہ سے ہاشمیوں کے امور سلطنت چلاتا رہا۔ اس کے بعد اس نے کوفہ اور حیرہ کے درمیان ایک شہر کی بنیاد ڈالی اس کا نام بھی ''ہاشمیہ'' تھا۔

اس نئے شہر کی طرف راوندیہ [۵] نے بھی، ابوجعفر المنصور کے ساتھ کوچ کیا، اور وہاں کے باشندوں کو تنگ کیا۔ کوفہ، حوکہ ہاشمیہ کے قریب ہی تھا، منصور اور اس کے خاندان کے لیے قابل اطمینان نہ تھا۔ لہٰذا وہ فکرمند ہوکر یہاں سے نکلا تا کہ اپنی فوج کے قیام کے لیئے بہتر جگہ تلاش کر سکے۔ وہ جرجرایا پہنچا۔ وہاں سے بغداد آیا، پھر اس کو بھی چھوڑ کر موصل کا قصد کیا اور پھر پلٹ کر دوبارا بغداد آیا۔ [۶]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ابوجعفر کو اس مقام کے نام کے بارے میں خبر دی گئی تو اس نے کہا: ''یہ اللہ کی قسم وہ شہر ہے جس کے بارے میں میرے باپ محمد ابن علی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں یہ شہر بناؤں گا، اس کو اپنا مستقر بناؤں گا اور اسی کو میری اولاد میرے بعد اپنا مستقر بنائے گی''۔ ۷

کہا جاتا ہے کہ مدائن کے ایک نصرانی طبیب نے ابوجعفر المنصور کو شہر بسانے سے روکا، اسے منصور کے نکلنے کا سبب معلوم تھا۔ اس نے منصور کو بتایا کہ ایک شخص جس کا نام مقلاص ہوگا۔ ۸ دجلہ اور صراۃ کے درمیان ایک شہر آباد کرے گا۔ منصور نے کہا ''واللہ میں ہی مقلاص ہوں اور مجھے ہی اس نام سے پکارا جاتا تھا جب میں چھوٹا تھا، پھر یہ لقب جاتا رہا''۔ ۹

کہا جاتا ہے کہ جب ابوجعفر موصل سے واپس بغداد کی طرف پلٹا تو اس نے کہا ''یہ میرے لشکر کے ٹھہرنے کے لیئے مناسب جگہ ہے، یہ دجلہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے اور چین کے درمیان کوئی شے نہیں اور ہم تک ہر وہ چیز آسانی سے پہنچ سکتی ہے جو کہ سمندر سے گزرے اور جزیرہ، آرمینیا اور گرد و نواح کا تمام رسد بھی ہم تک بآسانی آ سکتا ہے''۔ وہ اس جگہ رکا اور اپنے جیش کو صراۃ کے مقام پر بسایا اور ایک شہر کی تعمیر کے لیئے نقشہ بنوانے کا آغاز کیا۔ ۱۰

اس شہر کی تعمیر ۱۴۶ھ میں مکمل ہوئی۔ ابوجعفر المنصور اپنے لشکر سمیت اس شہر میں آباد ہوا اور اس کو ''مدینۃ السلام'' کا نام دیا۔ ۱۱

﴿ص ۶﴾ ابوجعفر کی تعمیر بغداد کا قصہ بہت طویل ہے، اس نے اس تعمیر پر جو خرچ کیا، جو سامان بہم پہنچایا اور جس طریقے سے اس کی منصوبہ بندی اور نقشہ بندی کی ان سب کا تذکرہ یاقوت نے اپنی کتاب معجم البلدان، یعقوبی نے اپنی کتاب البلدان، طبری نے اپنی تاریخ، ابن اثیر نے الکامل میں، ابن خطیب نے تاریخ بغداد میں، اصطخری، ابن حوقل، مقدسی، بلاذری، ابن جبیر اور ابن بطوطہ نے اپنی کتابوں میں، نیز علی ظریف الاعظمی نے اپنی کتاب ''مختصر تاریخ بغداد القدیم والحدیث'' ۱۲ میں، کارل بروکلمان نے اپنی کتاب ''تاریخ الشعوب الاسلامیہ'' ۱۳ اور خضری نے اپنی کتاب ''تاریخ الامم الاسلامیہ'' ۱۴ میں تفصیل سے کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغداد، خلفائے عباسیہ کا بدستور مرکز سیاست بنا رہا یہاں تک کہ معتصم باللہ محمد بن ہارون الرشید (۲۱۸ھ۔ ۲۲۷ھ) کے زمانے میں جبکہ وہ عربوں کی طاقت سے بددل ہوگیا تو ترک سپاہیوں کی آبادکاری کے حوالے سے بغداد میں تنگی ہوئی اور معتصم کو اندازہ ہوا کہ اس کے ترک لشکریوں کے لیئے بغداد میں جگہ نہیں ہے، تو وہ بغداد سے سامرا (سُــرَّ مـن رَاٰی) گیا، اس کی بناء ڈالی اور اسے اپنا دارالخلافہ بنایا۔ یہ ۲۲۱ھ کی بات ہے۔ ۱۵

ترک فوج نے خلیفہ مہتدی باللہ کے خلاف بغاوت کی، اسے قتل کر دیا اور معتمد علی اللہ العباس بن احمد کو اس کی جگہ خلیفہ بنایا (۲۵۶ھ۔ ۲۷۹ھ) معتمد اپنی وفات سے ایک سال قبل، ۲۷۸ھ میں واپس بغداد آ گیا اور جیسے کہ وہ پہلے تھا، اسے اپنا دارالخلافہ بنایا۔

﴿ص ۷﴾ **خلفاء اور علمی و ادبی سرگرمیوں کا فروغ:** منصور جب بغداد کی تعمیر کے بعد ہاشمیہ سے یہاں منتقل ہوا تو اس کا خزانہ اور دوسرے دفاتر بھی منتقل ہوئے، ان سیاسی اقدامات یک بعد وہ علوم کی ترویج کے لئے فارغ ہوا اور مترجمین کی طرف توجہ دی۔ اس کے پاس ۱۵۶ھ میں ہندوستان سے حساب نجوم کا ماہر شخص آیا جو اس موضوع پر ایک کتاب کا مؤلف بھی تھا، ابوجعفر نے اسے کتاب کے ترجمہ کا حکم دیا۔ اس سے قبل ابن مقفع (۱۰۶ھ۔ ۱۴۲ھ) اس کے لیئے ارسطو کی علم منطق پر کتاب اور کلیلہ ودمنہ ۱۶ کا ترجمہ کر چکا تھا۔

یہ وہ ساری باتیں ہیں جو ہمیں منصور کے بارے میں معلوم ہیں اس کے پاس علمی کتابیں محفوظ تھیں اور ان مدوّنات علمیہ سے اسے عشق تھا وہ ان کی حفاظت کرتا تھا، کہا جاتا ہے کہ اس نے ان کے بارے میں اپنے بیٹے مہدی کو اپنی وفات کے وقت وصیت بھی کی تھی۔ ۱۸

اس علمی ماحول نے منصور کو بھی حدیث شناس بنا دیا۔ اسے صرف ذوق شعری ہی نہ تھا بلکہ وہ شعراء پر نقد بھی کرتا تھا، اسے اچھے اور برے ادبی اقوال اور منحول ومسروق ☆ اشعار کی بھی خوب پہچان تھی۔ ۱۹

☆ منحول وہ اشعار ہوتے ہیں جو کہے کسی نے اور مشہور کسی اور کے نام سے ہوگئے یعنی ان کی نسبت غلط ہو اور مسروق، چرائے ہوئے اشعار۔ (ن س ظ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالفرج اصفہانی روایت کرتا ہے کہ جب منصور کے بیٹے جعفر کا انتقال ہوا، اور اس کی تدفین کے بعد منصور اپنے قصر میں واپس پہنچا تو اپنے وزیر ربیع سے کہا دیکھو میرے خاندان میں کون اس شعر کے بارے میں مجھے بتائے گا تا کہ میری اس مصیبت میں کچھ تسلی ہو۔

☆ أمن المنون و ربها تتوجع ☆

﴿ص ۸﴾ ربیع نے بنی ہاشم میں ایسا شخص تلاش کرنا چاہا مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ منصور نے کہا ''خدا کی قسم، یہ میرے لئے بڑی مصیبت ہے کہ میرے گھرانے میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اس شعر کے بارے میں بتا سکے، ادب میں ان کی دلچسپی اتنی کم ہے، یہ مصیبت میرے لیئے زیادہ بڑی اور شدید ہے بہ نسبت اس مصیبت کے جو میرے بیٹے کی موت سے مجھ پر آئی''۔ ۲۰ اس طرح منصور نے اس علمی ادب کی زندگی کا آغاز کیا وہ پہلا ہے جس نے طب اور علوم دینیہ کے لیئے مدارس قائم کیئے اور اس راستے میں زر کثیر خرچ کیا۔ ۲۱ وہ ان شعراء اور مصنفین کو نہیں بھولا جب وہ بغداد میں سب کے حصے مقرر کر رہا تھا۔ لہٰذا اس نے ابو دلامہ زند بن الجون الشاعر (۱۶۰ھ) کا وظیفہ مقرر کیا، جس طرح ابن ابی سعلی الشاعر کا وظیفہ مقرر کیا تھا، اور اسی طرح عمارۃ بن حمزہ الکاتب (۱۸۰ھ) کا بھی وظیفہ مقرر کیا۔ ۲۲

بغداد اسی طرح منصور کے زمانے میں پھلتا پھولتا رہا تا آنکہ اس کا بیٹا مہدی آخری عالم ادب تھا جو شعراء کا نقد کرتا تھا۔ ۲۳ اس کے عہد میں اس کے وزیر ابوعبیداللہ معاویہ بن یسار نے اس کے لیئے کتاب الخراج لکھی جس میں احکام الشرعیہ کے دقائق و اصول بیان کیئے گئے تھے۔ وہ پہلا منصف ہے جس نے خراج کے حوالے سے کتاب لکھی، اس کے بعد لوگوں نے اس کی متابعت کی اور اس فن پر تصانیف لکھی گئی۔ اس کے لیئے مفضل ضبّی ۲۴ نے ''مفضلیات'' لکھی۔

﴿ص ۹﴾ مہدی کی نگرانی میں اس کے بیٹے ابراہیم کی نشو ونما ہوئی جو ادیب، شاعر اور موسیقار تھا۔ مہدی نے اسے تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ کیا تھا چنانچہ اس نے ایک کتاب ادب میں ''ادب ابراہیم'' کے نام سے، ایک کتاب پکوان، ایک کتاب طب اور ایک اور کتاب غنا پر لکھی، لیکن یہ ساری تصانیف زمانے کے ہاتھوں تلف ہوگئیں۔ ۲۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ معاملات ہارون الرشید (۱۷۰ھ۔۱۹۳ھ) کی طرف منتقل ہوئے بغیر اس کے کہ علماء سے محبت، علم سے رغبت اور ادب سے عشق کا جذبہ کمزور پڑا ہو، ہارون کو ذی الرمۃ شاعر کے اشعار حفظ تھے۔ ۲۶ اس نے علماء، حکماء اور ادباء کو آزادانہ ماحول دیا، اور علوم وفنون کی اشاعت میں زر کثیر صرف کیا اور اپنے دور خلافت میں اس نے بغداد کو اس مقام تک پہنچا دیا جو اس سے قبل اسے نصیب نہیں تھا، بغداد ثقافت کا گہوارہ اور مرکز فنون وادب بن گیا جہاں ادباء، شعراء، علماء اور حکماء کا ظہور ہوا۔ اس نے بغداد میں رصدگاہیں، مکاتب، ہسپتال، اور مدارس قائم کیئے، بیت الحکمۃ کی بنیاد ڈالی۔ جہاں اس کے لیئے کثیر تعداد میں کتب جمع کی گئیں، وہ ایسے علماء کی اجتماع گاہ بن گیا جو علم وفن میں مشغول اور ادب میں مصروف رہتے تھے۔ ۲۷

امین کے دور خلافت (۱۹۳ھ۔ ۱۹۸ھ) میں اس کے اور اس کے بھائی مامون کے درمیان فتنے پھوٹے یہاں تک کہ امین قتل ہوگیا، اور زمام اقتدار مامون (۱۹۸ھ۔۲۱۸ھ) کے ہاتھ میں آئی اور بغداد کی سابقہ علمی وادبی زندگی عود کر آئی۔ مامون نے بیت الحکمۃ کی طرف توجہ دی جو اس کے والد الرشید نے قائم کیا تھا۔ جہاں اکناف عالم سے علماء آکر جمع ہونے لگے اور یہاں علماء، فلاسفہ، مترجمین، مؤلفین، ماہرین لغت وادب کا اژدھام ہوگیا۔ ۲۸ اسی عہد میں ابو یوسف یعقوب الکندی، جو فلسفی عرب کہلاتے ہیں۔ سامنے آئے، جو محض ارسطو اور افلاطون کے فلسفے کے شارح ہی نہ تھے بلکہ تاریخ کے اسباق اور تمام علوم طبیعی میں بھی ان کی خدمات تھیں۔ مامون ہی کے عہد میں حجاج بن یوسف بن مطر نے اقلیدس کی تصنیفات اور بطلیموس کی کتاب جو مجسطی کے نام سے معروف تھی، کا ترجمہ کیا، اسی کے زمانے میں محمد الخوارزمی نے الجبراء کی مستقل، مخصوص اور علیحدہ کتاب تصنیف کی۔ ۲۹

خلیفہ معتصم (۲۱۸ھ۔۲۲۷ھ) کے ابتدائی سالوں میں بغداد کا علمی وادبی مقام کھویا نہیں گیا لیکن جب معتصم نے ۲۲۱ھ میں مرکز حکومت نئے شہر سامرا منتقل کر دیا تو بغداد کی علمی وادبی زندگی کی رونقیں کم ہونا شروع ہوئیں اور پھر ایک عرصہ تک یہی صورت حال رہی۔ یہاں تک کہ خلیفہ معتمد علی اللہ نے مرکز حکومت کو ۲۷۹ھ میں دوبارا بغداد منتقل کیا، اور اس کی سابقہ علمی وفکری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وادبی سرگرمیاں عود کر آئیں۔

بغداد میں ادبی وعلمی زندگی کے مظاہر: ایسے ہی خلفاء کے مرکز بغداد میں علم وادب اور علوم وفنون کی زندگی عروج پر رہی اور بغداد میں اہل علم کا جم غفیر پہنچتا رہا۔ ﴿ص ۱۱﴾ بغداد کی تاسیس کے بعد کے سوسالوں کی علمی سرگرمیوں کو تاریخ نے محفوظ کرلیا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس صدی میں بہت سے شعراء نے ایسے اشعار کہے جو ابد تک زندہ رہے ان میں:

۱۔ مطیع بن اَیاس، جس کو جعفر بن ابی جعفر المنصور کی طرف سے وظیفہ ملتا تھا۔ ۳۰

۲۔ ابودلامہ زند بن الجون (۱۶۱ھ)، جو السفاح، منصور اور مہدی سے وظیفہ پاتا تھا۔ ۳۱

۳۔ حماد عجرد (۱۶۱ھ)، یہ مہدی کے زمانے میں بغداد آیا۔ ۳۲

۴۔ بشار بن برد (۱۶۷ھ)، اس کی پرورش بصرہ میں ہوئی، جب منصور نے شہر بغداد کی بنیاد رکھی تو یہ بغداد چلا آیا۔ ۳۳

۵۔ صالح بن عبدالقدوس (۱۶۷ھ)، بصرہ میں پلا بڑھا، رشید کے زمانے میں بغداد آ گیا۔ ۳۴

۶۔ السید الحمیری (۱۷۳ھ)، بصرہ میں پروان چڑھا، رشید کے زمانے میں بغداد آ گیا۔ ۳۵

۷۔ مروان بن ابی حفصہ (۱۸۱ھ)، یہ بغداد آیا، پہلے مہدی کی پھر رشید کی مدح کہی۔ ۳۶

۸۔ سلم الخاسر (۱۸۶ھ)، یہ برامکہ کی مدح کہتا تھا۔ ۳۷ ﴿ص ۱۲﴾

۹۔ منصور نمری، یہ رشید سے مربوط تھا۔ ۳۸

۱۰۔ ابان بن عبدالحمید، اس نے کتاب کلیلہ ودمنہ کو نظم کیا تھا یہ برامکہ سے مربوط تھا۔ ۳۹

۱۱۔ عباس بن احنف (۱۹۲ھ)، اپنے انتقال تک بغداد ہی میں مقیم رہا۔ ۴۰

۱۲۔ ابوالشیص محمد بن رزین (۱۹۶ھ)، یہ اَبی نواس کا ہمعصر تھا۔ ۴۱

۱۳۔ ابونواس حسن بن ھانی (۱۹۸ھ)، اھواز میں پیدا ہوا، بصرہ میں پلا بڑھا، پھر پہلے کوفہ، بعدازاں بغداد منتقل ہوگیا۔ ۴۲

۱۴۔ ابن مناذر محمد (۱۹۸ھ)، یہ شعرائے برامکہ میں سے تھا اور رشید سے مربوط تھا۔ ۴۳

۱۵۔ الرقاشی، فضل بن عبدالصمد (۲۰۰ھ)، اہل بصرہ میں سے تھا، برامکہ سے منسلک رہا۔ ۴۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ اشجع سلمی، پہلے برامکہ سے پھر رشید سے منسلک رہا۔ ۴۵

۱۷۔ ربیعۃ الرقی بن ثابت انصاری، یہ مہدی اور رشید سے مربوط رہا۔ ۴۶ ﴿ص۱۳﴾

۱۸۔ مسلم بن ولید (۲۰۹ھ)، پہلے برامکہ پھر مامون سے متعلق رہا۔

۱۹۔ ابوالعتاھیہ اسماعیل بن قاسم (۲۱۱ھ)، کوفہ میں پروان چڑھا، پھر مہدی کی خلافت کے ابتدائی عرصہ میں بغداد آیا۔

۲۰۔ عکوک علی بن جبلۃ (۲۱۳ھ)، اہل بغداد میں سے تھا، وہیں پیدا ہوا، اور وہیں پروان چڑھا۔

۲۱۔ کلثوم بن عمرو عتابی (۲۲۰ھ)، رشید سے منسلک تھا۔

یہ بغداد میں ادبی مظاہر میں سے ایک مظہر تھا، جو بغداد میں شعر و شاعری اور شعراء کی تصویر کشی کرتا ہے، اور یہ صورت حال بتاتی ہے کہ بغداد کس طرح شعراء سے بھرا پڑا تھا۔ جہاں تک رواۃِ حدیث، مورخین، ماہرین انساب کا تعلق ہے۔ یہ لوگوں کو سلف کے علوم سے فیض پہنچاتے تھے، اور یہ سب بغداد کی ثقافت میں اضافہ کرتے تھے۔ اور لوگوں کا تعلق ان کے ورثے سے جوڑتے تھے۔ ہم ان کی اسم شعاری کرتے ہیں:

۱۔ ابوعبیدہ معمر بن مثنی (۲۰۹ھ)، بصرہ میں پروان چڑھا، خلفائے بغداد کے پاس آیا، اس کا ذکر ابن الندیم نے اپنی الفہرست میں کیا ہے۔ مختلف موضوعات مثلاً قران، لغت، امثال، فتوحات، انساب و مثالب، عرب خاندانوں، ان کی جنگوں اور سوانحات پر ایک سو سانح کتابوں کا مؤلف تھا۔ ﴿ص۱۴﴾ سوائے نقائض جریرہ فرذوق کے اس کی کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔

۲۔ اصمعی عبدالملک بن قریب (۲۱۴ھ)، بصرہ میں پروان چڑھا، رشید کے زمانہ خلافت میں بغداد آیا، پھر مامون کے زمانے میں واپس بصرہ چلا گیا۔ ابن الندیم نے اس کی چالیس سے زائد کتب، مختلف موضوعات پر ذکر کی ہیں، زیادہ تر ضائع ہوگئیں، جو باقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ان میں (۱) الاصمیات، (۲) رجز العجاج، (۳) اسماء الوحوش، (۴) کتاب الابل، (۵) کتاب خلق الانسان، (۶) کتاب الخیل، (۷) کتاب الشاء، (۸) کتاب الدارات، (۹) کتاب الفرق، (۱۰) کتاب البنات و الشجر، (۱۱) کتاب النخل و الکروم، (۱۲) کتاب الغریب۔ ﴿ص ۱۵﴾

۳۔ ابو زید سعید بن اوس انصاری (۲۱۵ھ)، بصرہ میں نشوونما ہوئی، مہدی کے زمانے میں بغداد آیا۔ اس کی کتابوں میں سے جو ہمارے زمانے تک باقی ہیں، کتاب النوادر فی اللغة، کتاب المطر، کتاب البن۔

۴۔ ابو عبید قاسم بن سلام (۲۲۳ھ)، مامون کا ہمعصر تھا اور عبداللہ بن طاہر سے منسلک تھا، ابن الندیم اس کی ۲۳ سے زائد کتب کا تذکرہ کرتا ہے۔ سوائے ان پانچ کے، اس کی کتب ہم تک نہیں پہنچیں۔ کتاب غریب الحدیث، کتاب غریب المصنف، کتاب الامثال، کتاب فضائل القران اور کتاب المواعظ۔

ان کے علاوہ باقی اور بہت سے رواۃ اس زمانے میں تھے، جن میں سے اکثر کے اوپر روایت شعر کا غلبہ تھا، اور یہی لوگ حفظ اشعار کا باعث بنے اور یہی شاعری میں مرجع قرار پائے۔ ان میں سے چند کا ہم ذکر کرتے ہیں:

۱۔ حماد الراویہ (۱۵۶ھ)، کوفہ میں پروان چڑھا، پھر بغداد، منصور کے پاس آیا، اسی نے معلقات جمع کیئے جو آج ہمارے پاس ہیں، اس نے اکثر ﴿ص ۱۶﴾ قبائل کے اشعار جمع کیئے، اس نے تقریباً ہر قبیلہ کے شعراء کا کلام کتاب میں جمع کیا، لیکن وہ سب ضائع ہوگیا، ان میں سے کسی چیز کا تذکرہ صاحب الفہرست نے نہیں کیا۔

۲۔ مفضل بن محمد ضبّی (۱۶۸ھ)، مہدی کے پاس آیا اور اس کی قربت حاصل کی، اس کے لیئے ''مفضلیات'' کی شکل میں اشعار جمع کیئے، اس کے علاوہ اس کی ایک ''کتاب الامثال'' بھی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ابوعمرو شیبانی اسحاق بن مرار (۲۰۶ھ)، اسی سے زائد قبائل کے اشعار جمع کیئے۔ الخیل، حدیث، نوادر، انسان کی تخلیق اور حروف پر اس کی تالیفات تھیں جن کا صاحب الفہرست نے ذکر کیا ہے، تاہم لغت کی کتاب الجیم کے علاوہ اس کی کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔

۴۔ محمد بن سلام جمحی (۲۳۲ھ)، اس کی کتاب طبقات الشعراء الی هلیین والا سلامیین ہے۔

جس طرح بغداد شعراء اور رواۃ اشعار کے لیئے مشہور ہوا اسی طرح علمائے نحو میں تھے جو آزادانہ اپنی رائے کا اظہار کرنے والے، نحو کے قواعد مرتب کرنے والے اور اس کے مناہج کی وضاحت کرنے والے تھے، ان میں ﴿ص ۱۷﴾ یہ لوگ شامل تھے:

۱۔ سیبویہ عمرو بن عثمان (۱۸۳ھ)، بصرہ میں پروان چڑھا، بغداد کی طرف سفر کیا، رشید سے منسلک ہوا اور اس کے انعامات کا مستحق ٹھہرا۔ اصول نحو میں اس کی کتاب سیبویہ پر لوگ اعتبار کرتے ہیں۔

۲۔ کسائی علی بن حمزہ (۱۸۹ھ)، اس نے بغداد میں عباسی خلفاء سے فیض اٹھایا، ان کے بیٹوں کو تعلیم دے کر، برامکہ نے بھی اس کی شان میں اضافہ کیا۔ کسائی نے نحو، قرات، نوادر وغیرہ پر بہت سی کتب تصنیف کیں، سوائے لحن العامۃ پر اس کے ایک رسالے کے ہم تک کچھ نہیں پہنچا۔

۳۔ فرا ابوزکریا یحییٰ بن زیاد (۲۰۷ھ)، مامون نے اس کا وظیفہ مقرر کیا اور اس پر مامون کے دونوں بیٹوں کو نحو کی تعلیم دینے کی ذمہ داری ڈالی گئی۔ نحو اور لغت پر اس کی بہت سی تصانیف تھیں، جن میں سے کتاب معانی القران اور کتاب المذکر والمونث کے علاوہ ہم تک کچھ نہیں پہنچا۔

۴۔ ابن السکیت ابو یوسف یعقوب بن اسحاق (۲۴۴ھ)، یہ جعفر المتوکل کے بیٹے کا مودب تھا، اس کی ۲۳ سے زائد تالیفات تھیں۔ نحو، لغت، اور منطق پر اس کی تصانیف کا تذکرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب الفہرست نے کیا ہے۔ ہم سوائے کتاب اصلاح المنطق اور کتاب تہذیب الالفاظ کے اس کی اور کسی کتاب کے بارے میں نہیں جانتے۔

﴿ص ۱۸﴾ شعراء، شعر کے راویوں اور علماء نحو کے ساتھ ساتھ بغداد میں ایسے چیدہ ماہرین لسان تھے، جنھوں نے لغات کے اولین دور میں، لغت نویسی کی ذمہ داری سنبھالی، ان میں:

۱۔ خلیل بن احمد (۱۸۰ھ)، بصرہ میں پلے بڑھے جو بغداد سے زیادہ دور نہیں۔ آپ نے ہی سب سے پہلے لغت کو منضبط کیا۔ علم العروض کے آپ ہی بانی ہیں۔ آپ کی کتابیں ہیں، کتاب العین (یہ حروف کے مخارج پر مرتب ڈکشنری ہے)، فی معنی الحروف۔ ابن الندیم نے آپ کی ان تالیفات کا تذکرہ کیا ہے مگر یہ سب ضائع ہو چکی ہیں۔ کتاب النغم، کتاب العروض، کتاب الشواهد، کتاب النقط والشكل اور کتاب الایقاع۔

۲۔ مؤرج بن عمر السدوسی (۱۹۵ھ)، خلیفہ مامون کا مصاحب تھا۔ اس کی تالیفات: کتاب الانواء، کتاب غریب القرآن، کتاب جماهیر القبائل، کتاب المعانی اور ان کے ماسوا دیگر کتب۔ ان میں سے کوئی کتاب بھی ہم تک نہیں پہنچی۔ ﴿ص ۱۹﴾

۳۔ نضر بن شمیل (۲۰۳ھ)، مامون سے مربوط رہا۔ اس کی متعدد کتابوں کا ابن الندیم نے تذکرہ کیا ہے مگر ان میں سے ہم تک صرف ایک کتاب پہنچی ہے غریب الحدیث۔

۴۔ قطرب ابوعلی محمد بن المستنیر (۲۰۶ھ)، بصرہ میں پروان چڑھے۔ بغداد سے ان کا رابطہ منقطع نہ ہوا۔ کچھ کتابیں یہ ہیں: کتاب الاضداد، ماخالف فیه الانسان البهيمة، الأزمنة، مثلث قطرب۔

۵۔ ابن الاعرابی ابوعبداللہ محمود بن زیاد (۲۳۱ھ)، آپ کی آج تک باقی کتابیں یہ ہیں: کتاب اسماء البقر وصفاتها، کتاب اسماء الخيل وأنسابها۔

بغداد میں زندگی کی اور سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف اور انشاپردازی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوا۔ انشا پرداز مصنفین جو بغداد میں تھے: ﴿ص ۲۰﴾

(۱) طاہر بن الحسین (۲۱۷ھ)، خلیفہ مامون سے متعلق تھا۔

(۲) احمد بن یوسف (۲۱۳ھ)، مامون کا منشی تھا۔

(۳) عمرو بن مسعدۃ (۲۱۷ھ)، برامکہ کے ساتھ مختص تھا۔

(۴) حمید بن مہران، برامکہ کا کاتب تھا۔

انشا پرداز لکھاریوں کے ساتھ ساتھ مؤلفین بھی تھے۔ ہم ان میں سے چند ایک کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

۱۔ عبداللہ بن المقفع (۱۴۳ھ)، یہ خلیفہ منصور سے مختص تھا۔ اس کی کتابیں ہیں: **کتاب کلیلة ودمنة، الأدب الصغیر، الدرّة الیتیمة (الأدب الکبیر)، رسالة فی الاخلاق**۔ کچھ کتابوں کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا: **کتاب التاج** (در سیرت نوشیروان)، **کتاب سیرة ملوک العجم**، یہ کتاب ابن قتیبہ نے کتاب **الاعیون الأخبار** میں نقل کی ہے۔

۲۔ سہل بن ہارون (۱۷۳ھ) بغداد میں مقیم رہ کر مامون کی خدمت کی۔ خلیفہ مامون نے اسے بیت الحکمۃ کے خزانہ کی سرکردگی سپرد کی۔ یہ کتابیں لکھیں: **دیوان الرسائل، الاخوان، المسائل** وغیرہ۔ ﴿ص ۲۱﴾

۳۔ علی بن عبید الریحانی، یہ بھی مامون خلیفہ سے خاص تھا۔ ابن الندیم نے اس کی تقریباً پچاس کتابیں گنوائی ہیں۔ جو سب کی سب ضائع ہوگئیں۔

بغداد نغمہ وموسیقی سے اپنا حصہ نہیں بھولا۔ چنانچہ بغداد نے جس طرح علوم ومعارف میں حصہ لیا اسی طرح سنجیدگی ومحنت سے نغمہ وموسیقی میں بھی شرکت کی۔ بغداد کے چند لوگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ یحییٰ بن ابی منصور، اس نے حروف کی رو سے گیتوں کے بارے میں ایک کتاب لکھی۔ ایک اور کتاب عود اور آلاتِ موسیقی پر لکھی مگر یہ دونوں کتابیں ناپید ہوئیں۔

۲۔ اسحاق بن ابراہیم موصلی (۲۳۵ھ)، یہ عباسی خلفاء رشید، مامون اور واثق کا ندیم رہا۔ تالیفات: کتاب فی الاغانی، اخبار عزة المیلاء، اغانی معبد، الاختیار من الاغانی، الرقص و الزمن، النغم و الایقاع، قیان الحجاز وغیرہ۔

۳۔ ابراہیم بن مہدی (۲۲۹ھ) خلافت کا خواہاں رہا مگر جب معاملہ خلافت اس کے بھائی مامون کے لیے ہموار ہوگیا تو یہ نغمہ وموسیقی کی جانب مائل ہوا۔

بغداد کی پہلی خلافت کے زیر سایہ فقہ منضبط ہوئی اور اس کے احکام مدون ہوئے، ہم فقہی ائمہ کا تذکرہ کرتے ہیں: ﴿ص ۲۲﴾

۱۔ ابوحنیفہ نعمان (۱۵۰ھ) کوفہ میں پروان چڑھے اور ابوجعفر المنصور سے مربوط رہے۔ آپ کی باقی کتب ہیں: الفقه الاکبر، مسند ابوحنیفه اور المخارج فی الحیل۔

۲۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم (۱۸۲ھ)، آپ خلیفہ مہدی اور الرشید کی جانب سے بغداد کے قاضی رہے۔ آپ کی باقی ماندہ کتب میں سے کتاب الخراج ہے۔

۳۔ محمد بن حسن شیبانی (۱۸۹ھ)، کوفہ میں پروان چڑھے۔ خلیفہ الرشید سے منسلک ہوئے۔ آپ نے فقہ وغیرہ میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: کتاب المبسوط، کتاب الزیادات، الجامع الکبیر اور الجامع الصغیر۔

۴۔ احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے۔ آپ کی مؤلفات میں سے: المسند فی الحدیث، السنة موصل المعتقد الی الجنة اور کتاب الزهد۔

اس دور میں حدیث میں ایک بڑی جماعت منہمک رہی ان میں بغداد کے اندر ابن جریج (۱۴۹ھ)، واقدی (۲۰۷ھ)، تھے اور بغداد کے قریب سفیان الثوری (۱۶۱ھ)، زیاد البکائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸۳ھ)، ﴿ص ۲۳﴾ ابن عیاش (۱۹۳ھ)، عبداللہ بن مسلمۃ (۲۲۱ھ) تھے۔

بغداد کی پہلی خلافت کے زیر سایہ تاریخ نے اپنا الگ رنگ اختیار کرنا شروع کیا۔ چند مورخین اس کے لیے ہمہ تن مشغول ہو گئے، ان میں سے اہم ترین یہ ہیں:

۱۔ محمد بن اسحاق (۱۵۱ھ) خلیفہ منصور عباسی سے متعلق و مربوط رہا۔ بغداد میں وفات پائی۔ غزوات و سیر کا عالم تھا۔ کتاب کا نام ہے **کتاب السیرۃ**۔

۲۔ ہشام بن محمد بن سائب کلبی (۲۰۶ھ)، کوفہ میں نشو ونما ہوئی، بغداد میں زندگی گزاری۔ ایک سو پچاس سے زائد کتابیں ہیں۔ ان میں سے مشہور یہ ہیں: **جمهرة الانساب، الأصنام، بيوتاتِ قريش، الكنى، بيوتات اليمن، تاريخ أجناد الخلفاء، تسمية من بالحجاز من أصنامِ العرب**۔

۳۔ الواقدی محمد بن عمر (۲۱۷ھ)، مامون نے اسے تقرب بخشا اور مشرقی بغداد کا قاضی مقرر کیا۔ ابن الندیم نے اس کی تقریباً ۲۸ کتابیں گنوائی ہیں۔ ہمارے سامنے اس کی کتابوں میں سے یہ ہیں **كتاب المغازى، كتاب فتوح الشام، فتح افريقيا، ﴿ص ۲۴﴾ كتاب فتح مصر و اسكندريه**۔

۴۔ ابن سعد محمد (۲۳۰ھ)، بصرہ میں پیدائش ہوئی۔ بغداد میں سکونت و وفات ہوئی۔ ایک کتاب، **الطبقات الكبرىٰ** ہے۔

یہ ہے اجمالاً وہ ماحول جو کتاب المعارف کے مصنف ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (۲۱۳ھ۔ ۲۷۶ھ) کو ملا۔ ہم نے ان کی پیدائش سے پہلے کے کچھ حالات بیان کیے ہیں نیز ان کے بچپن اور جوانی تک پہنچنے کے ماحول پر نظر ڈالی ہے۔ آپ نے جب حصول تعلیم کا مرحلہ مکمل کر لیا اور شیوخ میں شمار ہونے لگے تو آپ بغداد کے قریب رہے تو آپ ان جیسے حضرات کے ساتھ رہے، جن کا تذکرہ ابھی آپ نے پڑھا۔ شاعروں میں سے درج ذیل آپ کے ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصر تھے:

۱۔ دعبلا الخزاعی (۲۴۶ھ)، کوفہ میں پروان چڑھے۔ ہارون الرشید کے دور میں بغداد وارد ہوئے۔

۲۔ الحسین بن الضحاک (۲۵۰ھ)، پہلے امین اور پھر مامون سے متعلق رہا۔

۳۔ ابن الرومی ابوالحسن علی بن العباس (۲۸۳ھ)، آپ العباس کے موالی میں سے تھے۔ بغداد میں ولادت و وفات ہوئی۔

۴۔ بحتری ابوعباد، ولید بن عبید (۲۸۴ھ) طویل مدت تک بغداد میں رہا۔

۵۔ ابن المعتز ابوعباس عبداللہ۔

۶۔ فضل، متوکل عباسی کی باندی۔

﴿ص۲۵﴾ مؤلفین میں سے آپ کا ہم عصر تھا، جاحظ ابوعثمان عمرو بن بحیر (۲۵۵ھ)، اس کی تالیفات ہیں الحیوان، المحاسن والاضداء، الرسائل، البیان و التبیین اور البخلاء۔ ☆ادباء راویوں میں سے آپ کے ہم عصر تھے سکری ابوسعید حسن بن حسین، اس نے جاہلی شعراء کے اشعار اور صدرِ اسلام کے شعراء کے اشعار اپنے دور تک یکجا کر دئے۔ ☆نحویوں میں سے آپ کے ہم عصر تھے ابوالعباس المازنی (۲۴۹ھ) اور ابوالعباس ثعلب (۲۹۱ھ)۔ ☆ماہرین لغت میں سے مفضل بن سلمۃ الضبی (۲۵۰ھ)، ابوعمرو الھروی (۲۵۵ھ)، ابو حاتم سجستانی (۲۵۵ھ) اور ابوالعباس المبرد (۲۸۵ھ) ☆مورخین میں سے محمد بن حبیب مولیٰ بنو العباس (۲۴۵ھ)، الزبیر بن بکار (۲۵۶ھ) یہ کئی بار وفد بن کر بغداد گیا۔ آخری دورہ ۲۵۳ھ میں کیا، عمر بن شبۃ (۲۶۲ھ)، یعقوبی احمد بن ابی یعقوب (۲۷۸ھ)، بلاذری ابوجعفر احمد بن یحییٰ (۲۷۹ھ)، ﴿ص۲۶﴾ ابن طیفور احمد بن طاھر (۲۸۰ھ) اور ابو حنیفہ الدینوری (۲۸۲ھ)۔ ☆جغرافیہ دانوں میں سے ابن خرداذبہ عبیداللہ بن احمد (۲۸۰ھ) اور ابن الفقیہ احمد بن محمد (۲۸۰ھ)۔ ☆علمائے کلام میں سے ابو الھذیل محمد بن الھذیل العلاف (۲۳۲ھ)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆علماء حدیث میں سے بخاری محمد بن اسماعیل (۲۵۶ھ)، ابن ماجۃ محمد بن یزید (۲۷۳ھ) ابو داؤد سجستانی (۲۷۵ھ)۔ ☆فلاسفہ اور منطقیوں میں سے ابن ماسویہ یوحنا (۲۵۳ھ)۔

مذکورہ بالا شخصیات کے ماسوا اور کبیر السن لوگ بھی تھے، جن کا مؤلف (ابن قتیبہ) ہم عصر ہوا اگرچہ یہ معاصرت مختصر مدت کی تھی۔ ان میں سے رازی (۳۲۰ھ)، طبری (۳۱۰ھ)، ابن درید (۳۲۱ھ) اور زجاج (۳۱۱ھ)۔ بہرحال یہ ان ہستیوں میں سے تھے جنھوں نے اس ماحول کو آباد کیا، بیدار کیا، مؤلف نے ان کی کاوشوں سے استفادہ کیا، اگرچہ ان کے سب علوم و افکار کا احاطہ نہ کر سکا۔

بغداد کی علمی زندگی کا اجمالی تعارف: قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ مختصر مدت جو ایک صدی سے تھوڑی سی ہی زیادہ ہے، کس طرح مختلف علوم و افکار اور فنون کے علماء اور ماہرین سے بھرپور تھی۔ محققین اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس مدت میں خلافت بغداد کا منصب سنبھالنے والے خلفاء اہل علم تھے، چنانچہ انھوں نے علم میں دلچسپی لی اور دوسروں کو علم کی ترغیب دی۔ اہل علم کی قدردانی کی اور انھیں علم میں مہارت پیدا کرنے میں حوصلہ افزائی کی۔ یوں بغداد اپنے باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے لیے وہ ایک وسیع علمی فکری تحریک کی جولانگاہ بن گیا۔ اس تحریک کے مقدر میں مامون کے ہاتھوں اپنے اوجِ کمال تک پہنچنا تھا۔ مامون کو اس تحریک کی قیادت کا موقع ملا، وہ ایک عالم تھا۔ وہ علماء کے ساتھ ان کی آراء میں شرکت کرتا اور حدیث نبوی میں بھی ان کی معیت میں مشغول رہتا۔

اس دور میں فکری آزادی کا دور دورہ تھا، چنانچہ اہل علم اس فکری آزادی و رواداری کے زیر سایہ پوری جرأت سے اپنی بات کرتے۔ کلامی فرقوں کے ظہور میں اس کا بہت ہاتھ تھا۔ چنانچہ ان فرقوں میں بحث وجدل ہونا ایک لازمی نتیجہ تھا فکری آزادروی و آزادی کا۔

مامون درگزر اور حریتِ فکر میں تمام خلفاء سے بڑھ کر تھا۔ چنانچہ اس دور میں کچھ جلیل القدر علماء اور متکلمین کے سرکردہ راہنماؤں کا ظہور ہوا، جنھوں نے عقل پر اعتماد کرتے ہوئے بحث وتنقید میں حد سے تجاوز کیا اور عام مسلمان علماء کے اعتقادات کی مخالفت کی۔ یہ اختلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے بصرہ میں رونما ہوا پھر بغداد پہنچا۔ اس کا جھنڈا واصل بن عطاء کے ہاتھ میں تھا۔ پھر عمرو بن عبید نے یہ پرچم تھاما۔ یاد رہے کہ ابن عبید کو خلیفہ منصور نے اپنا قرب بخشا تھا۔ اس کے بعد اس گروہ کی قیادت ابو ھذیل علاف، نظام، المریسی بشر بن غیاث، جاحظ اور ثمامۃ بن اشرس نے سنبھالی۔ یہ سب تحریک اعتزال کے شیوخ تھے۔

﴿ص ۲۸﴾ معتزلہ اور اہل سنت کے مابین مخالفت کی خلیج وسیع ہوتی گئی۔ آخر کار خلیفہ مامون معتزلہ کی رائے کی جانب مائل ہوگیا تو اس اختلاف نے ایک مسئلہ کی صورت اختیار کرلی یعنی مسئلہ خلق قرآن۔ مامون نے متکلمین سے بھی بڑھ کر اس مسئلے میں دلچسپی لی۔ مامون نے اس مسئلے کے بارے میں اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو بھی دشواری میں ڈال دیا۔ مامون معتزلہ کی رائے کے برعکس رائے رکھنے والوں کو دشمن سمجھتا اور انھیں بہت بری طرح سزا دیتا۔ مامون کے بعد معتصم آتا ہے، وہ بھی اس مسئلے میں اسی طرح الجھتا ہے جیسے اس کا بھائی مامون الجھا تھا۔ اس کے بعد واثق آتا ہے تو اس کی بھی مسئلہ خلق قرآن میں وہی روش تھی جو اس سے پہلے اس کے والد معتصم اور اس کے چچا مامون کی تھی۔

آزمائش وابتلاء کا یہ دور جاری رہا حتیٰ کہ عباسی خلیفہ واثق اس سے اکتا گیا۔ اس نے چاہا کہ کاش وہ اس مسئلے میں الجھنے سے بچ جائے اور اس سے صاف دامن چھڑالے۔ حتیٰ کہ جب متوکل (۲۴۷ھ) برسر اقتدار آیا تو اس نے حکم دیا کہ عوام کے عقائد وآراء میں دخل نہ دیا جائے اور لوگوں کو اپنی مرضی سے آزادانہ رائے قائم کرنے کا موقع دیا جائے۔

ان دو کلامی مکتب ہائے فکر، مدرسہ معتزلہ اور مدرسہ اہل سنت جنھوں نے لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کردیا تھا، کے ساتھ ساتھ دو اور مکتب ہائے فکر بھی تھے۔ جو نہ تو علم کلام کے بارے میں تھے، نہ ہی یہ مخالفت پر ابھارتے تھے۔ نہ ہی ان سے جان وبدن کو کوئی اذیت وخطرہ پہنچتا تھا۔ یہ تھے مدرسہ بصرہ اور مدرسہ کوفہ۔ یہ دونوں علم النحو میں مشغول تھے۔ ان دونوں مکتب ہائے فکر میں سے ہر مکتب کی نحو کے بارے میں ایک رائے تھی اور ہر رائے کے اپنے پیروکار اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حامی تھے۔

مدرسہ بصرہ پہلا مکتب فکر تھا۔ اس کے سربراہ تھے ابوالاسود، ابن ابی اسحاق حضرمی، عیسیٰ بن عمر ثقفی اور ہارون بن موسیٰ۔ ﴿ص ۲۹﴾ پھر ان کے بعد کوفی آئے تو انھوں نے کچھ باتوں میں بصرہ والوں کی تقلید کی اور کچھ امور میں ان کی مخالفت کی، چنانچہ دونوں شہروں کے مابین مناظرہ ہوا اور ہر ایک کا الگ الگ طریقہ بن گیا۔

اگرچہ بصرہ کے مکتب کو اولیت وسبقت حاصل تھی مگر اس پر کوفی مکتب فکر غالب آ گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خلفاء بغداد نے کوفیوں کی نصرت کی اور انھوں نے مدرسہ کوفہ کے اساتذہ کو بصری مکتب فکر کے شیوخ پر ترجیح دی۔ ان خلفاء نے اپنے بچوں کی اتالیق کے لیے کسائی، فراء، مفضل الضبی اور الشرقی بن القطامی کو منتخب کیا اور ان سب کا تعلق مدرسہ کوفہ سے تھا۔ ہم نے خلیفہ مامون کو دیکھا کہ وہ کسائی اور سیبویہ کے مابین مناظرہ میں سیبویہ پر زیادتی کر رہا ہے اور کسائی کی حمایت کر رہا ہے۔

یاد رہے کہ جب بغداد آباد ہوا تو چہار اطراف سے لوگ وہاں آنے لگے۔ کچھ لوگ مال کمانے کے لیے آئے۔ کچھ لوگوں کو وہاں کی علمی وفکری زندگی کی کشش کھینچ لائی۔ ایک گروہ پر تعیش زندگی کا طالب ہوا۔ بغداد ایک ایسا سنگم تھا جس میں عربی کے ساتھ ساتھ فارسی، رومی، نبطی، ترکی، چینی، ہندوستانی، بربری اور زنگی سبھی شرکت کر رہے تھے۔ ان میں سبھی مذاہب کے پیروکار تھے مسلمان، عیسائی، یہودی، صابئ، سامری، مجوسی، بدھ مت کے پیروکار وغیرہ۔ بلاشبہ یہ لوگ فکر وثقافت کے کئی رنگ اپنے ساتھ بغداد لائے۔ بغداد نے ان تمام رنگوں سے فائدہ اٹھایا اور ان پر اثر انداز بھی ہوا۔

﴿ص ۳۰﴾ اس پر علوم وفنون کو عربی زبان میں منتقل کرنے کی خلفاء کی رغبت مستزاد تھی۔ چنانچہ منصور نے کتب نجوم وطب کو ترجمہ کرنے میں دلچسپی لی۔ ہارون الرشید آیا تو اس کے دور میں کتاب المجسطی ترجمہ ہوئی۔ مامون کا دور آیا تو ترجمہ کی تحریک میں وسعت آئی۔ مترجمین کی اکثریت نساطرہ کے سیریانی تھے، کیونکہ یہ یونانی زبان سے ترجمہ کرنے کی زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیت رکھتے تھے۔ان میں مشہورترین تھے آل بختیشوع، آل حنین اور قسطا بن لوقا وغیرہ۔جبکہ فارسی سے عربی میں ترجمہ کرنے میں مشہور تھے: ابن مقفع، فضل بن نوبخت، موسیٰ اور یوسف فرزندان خالد اور ان کے علاوہ اور بہت سے۔جن لوگوں نے سنسکرت (ہندی) سے ترجمہ کیا: ان میں منکہ ہندی اور ابن دھن شامل تھے۔نبطی (کلدانی) زبان سے منتقل کرنے والوں میں سے ایک ابن وحشیہ تھا۔اس نے بہت سی کتابیں ترجمہ کیں۔ان میں سے اہم ترین کتاب الفلاحة النبطية ہے۔اس مختصر مدت میں ترجمہ ہونے والی کتابوں کی تعداد کئی سو ہے۔

یہ تھا وہ دور جس میں ابن قتیبہ موجود تھا، یہ دینی تنازعات کا اور نحوی جھگڑوں کا زمانہ تھا۔ مختلف علوم اور متعدد ثقافتوں کا عصر تھا۔یہ ناممکن تھا کہ ابن قتیبہ جیسا شخص ان تمام باتوں سے الگ تھلگ رہے، بلکہ اس کا ان باتوں سے متاثر ہونا اور ان میں غوطہ زن ہونا ناگزیر تھا۔ہم ابن قتیبہ کے بارے میں بات کرنے سے پہلے چاہتے ہیں کہ اس کے تعارف میں کچھ تمہیدی کلمات کہہ دیں۔

﴿ص۳۱﴾ ۲۔ ابن قتیبہ مؤلف کی زندگی

نسب: ابومحمد عبداللہ، تمام مراجع میں اسی طرح ہے۔تاہم دائرۃ المعارف الاسلامیہ کو اس سے انکار ہے۔وہ آپ کا نام یوں لیتا ہے، ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن قتیبہ المروزی۔

﴿ص۳۲﴾ ان کے والد مسلم کو ہم نے ابوعبداللہ سے متعارف کرایا ہے۔آپ کے والد اہل علم وحدیث میں سے تھے۔تاہم وہ علم میں اپنے صاحبزادے کے مرتبے تک نہ پہنچ سکے۔یا اس مرتبہ علم تک نہ پہنچ پائے کہ ان کا نام ریکارڈ کرلیا جاتا۔یہی وجہ ہے کہ ہم کتب مراجع میں کوئی ایسی کتاب نہیں پاتے جس نے آپ کا نام بیان کیا ہو۔اگر ہم نے آپ کو ''ابومحمد'' کہہ کر پکارا ہے تو دوسرے مراجع خاموش ہیں اور ان کا نام بیان نہیں کرتے۔خود ابن قتیبہ نے بھی اپنی اس کتاب ''المعارف'' میں ایک سے زیادہ مقامات پر، نیز اپنی کتاب عیون الاخبار میں اپنے والد کا نام نہیں لیا بلکہ یوں کہا ہے: ''حدثنی ابی'' ابن قتیبہ کے والد کے بارے میں ہمیں یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑا سا معلوم ہے۔

بغدادی، ان کے والد کو مسلم سے متعارف کرانے کا اضافہ کرتا ہے اور کہتا ہے: اور کہا گیا کہ آپ کا والد مروزی تھا، یعنی وہ اہل مرو میں سے تھا۔ آپ کے دادا کے نام کے اشتقاق کے بارے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ علماء نے کہا ہے کہ یہ قِتبۃ کی تصغیر ہے۔ (زیر کے ساتھ) جو الاقتاب کی واحد ہے اور یہ انتڑیاں ہیں اور اس کی طرف نسبت قتیبی ہے۔

الزبیدی نے کہا التھذیب میں ہے۔ لیث کی رائے ہے کہ قتیبہ ماخوذ القتب سے۔ پھر اس نے مجاہد امیر قتیبہ بن مسلم رحمہ اللہ کے بارے میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے نام قتیبہ کے بارے میں وضاحت فرمایا کرتے تھے کہ یہ اکاف (پالان) کے معنی میں ہے۔ پھر الزبیدی نے کہا: یہ اللیث کے قول کے مطابق ہے۔

پیدائش و وفات: جن حضرات نے ابو محمد کے حالات زندگی بیان کیے ہیں، انھوں نے آپ کا سال ولادت لکھنے میں اختلاف نہیں کیا اور یہ ہے ۲۱۳ھ۔ اگرچہ ان میں سے کچھ افراد نے اس سے سکوت کیا ہے، جیسے بغدادی۔ یہ افراد اس سال کے ساتھ مہینہ بیان نہیں کرتے، حالانکہ زیادہ تر وہ سال کے ساتھ مہینہ ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان حضرات نے جب ابن قتیبہ کی تاریخ وفات لکھی ہے تو سال وفات کے ساتھ مہینہ بھی درج کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات نے ابن قتیبہ سے اس وقت ملاقات کی جب وہ مشہور ہو چکے تھے۔ چنانچہ یہ ان کے علوم و معارف یکجا کرنے میں مشغول ہو گئے اور اس بات کی طرف توجہ نہ دی کہ ابن قتیبہ کب ان کے پاس دنیا میں تشریف لائے۔ کیونکہ یہ ان کے مقدر میں نہ تھا۔

﴿ص ۳۳﴾ لیکن ہم نہیں جانتے کہ جب مورخین کو دوسرے لوگوں کی زبان سے ابن قتیبہ کی تاریخ ولادت (سال و ماہ) معلوم کرنے کا موقع نہیں مل سکا تو انھوں نے خود ابو محمد سے ان کی تاریخ ولادت دریافت کیوں نہ کر لی۔ وہ تو ان کی آنکھوں کے سامنے رہے۔

مورخین آپ کی تاریخ ولادت کی طرح آپ کے شہر ولادت کے بارے میں بھی مختلف الرائے ہیں۔ چنانچہ ابن الندیم، ابن الاثیر اور ابن الانباری کا موقف یہ ہے کہ آپ کوفہ میں پیدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ ہم نہیں جانتے کہ کیا ابن الانباری (۵۷۷ھ) نے اس بارے میں ابن الندیم (۳۲۸ھ) کی پیروی کی ہے۔ پھر ابن الاثیر (۶۰۶ھ) نے ان دونوں حضرات کی اتباع کی۔ یا ان تینوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے طریق پر تحقیق کی۔

وہ لوگ جو بیان کرتے ہیں کہ ابن قتیبہ کی پیدائش بغداد میں ہوئی۔ اس میں البغدادی (۴۶۲ھ) اور پھر السمعانی (۵۶۲ھ) نے۔ ان دونوں کے بعد القفطی (۶۰۶ھ)۔ یہ تینوں حضرات سابقین علماء کی اس روایت سے بحث نہیں کرتے کہ ابن قتیبہ کی جائے پیدائش کوفہ ہے بلکہ یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ انھیں اس کا علم ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ بغداد میں ابن قتیبہ کے قیام سے جن لوگوں کو غلط فہمی ہوئی، وہ آپ کے بغداد میں پیدا ہونے کے قائل ہوگئے، تاہم وہ لوگ اس غلط فہمی سے محفوظ رہے جنھیں علم تھا کہ آپ پیدا تو کوفہ میں ہوئے مگر پھر بغداد میں اقامت گزیں ہوگئے۔ جس بات پر مورخین کا تقریباً اتفاق ہو چلا تھا، اس سے ہٹنے کا جو سبب بنا وہ یہ تھا کہ ابن قتیبہ کا والد بغدادی نہیں تھا اور یہ خاندان غیر بغدادی تھا۔

جس طرح آپ کے شہر پیدائش میں اختلاف رہا، اسی طرح آپ کے سال وفات میں بھی اختلاف تھا۔ ابن الانباری (۳۲۸ھ) ابن المنادی سے بواسطہ ابو القاسم ابراہیم بن محمد بن ایوب بن بشیر الصائغ روایت کرتا ہے، ابن قتیبہ نے ہریسہ کھایا تو انھیں بخار ہوگیا، انھوں نے ﴿ص ۳۴﴾ زور سے چیخ ماری۔ پھر ان پر نماز ظہر کے وقت تک بے ہوشی طاری رہی۔ پھر ایک گھنٹہ تک بے قرار رہے پھر پرسکون ہوگئے۔ پھر سحری کے وقت تک مسلسل تشہد (کلمہ شہادت) پڑھتے رہے، پھر فوت ہوگئے۔ یہ رجب ۲۷۶ھ کی پہلی رات تھی۔ تمام مورخین نے ابن الانباری کی اس روایت کو اپنایا ہے۔ خطیب بغدادی (۴۶۳ھ) روایت کرتے ہوئے کہتا ہے میں نے حسن بن ابی بکر پر بواسطہ احمد بن کامل قاضی پڑھا، کہا ''عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری نے ذوالقعدہ ۲۷۰ھ میں وفات پائی''۔

خطیب بغدادی، جس نے یہ خبر اپنی سند سے بیان کی ہے۔ وہ اس کے بعد پہلی خبر بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔ ابن الانباری نے اپنی سند سے نقل کیا ہے لیکن خطیب بغدادی ان دونوں خبروں میں سے کسی خبر کو دوسری پر ترجیح نہیں دیتا۔

ابن خلکان (۶۸۱ھ)، ان دونوں روایتوں پر ایک تیسری روایت کا اضافہ کرتا ہے اور کہتا ہے، آپ نے ذوالقعدہ ۲۷۰ھ میں وفات پائی، ایک اور روایت کے مطابق ۲۷۱ھ میں اور تیسری روایت کے مطابق یکم رجب کی رات ۲۷۶ھ میں۔ پھر فیصلہ کرتے ہوئے کہتا ہے، آخری قول صحیح ترین ہے۔

ابن خلکان کی ترجیح کو صحیح قرار دینے میں ہمارے پاس ایک دلیل ہے اور وہ یہ ہے، قاسم بن اصبغ اندلسی (۳۴۰۔۲۴۷ھ) نے مشرق کی جانب ۲۷۴ھ میں سفر کیا۔ یہ وہ سیاح ہے جس نے ابن قتیبہ سے بغداد میں تحصیل علم کی۔

ایک متاخر مورخ الالوسی نعمان بن محمود بن عبداللہ (۱۳۱۷ھ) اپنی کتاب **جلاء العینین فی محاکمة الاحمدین** (صفحہ ۲۳۶) میں لکھتا ہے ''اور ابومحمد عبداللہ بن قتیبہ التوفی ۲۶۱ھ نے کہا''۔ ہم نہیں جانتے کہ الوسی کے اس قول کی دلیل کیا ہے؟ گمان غالب یہ ہے کہ یہ ایک طباعتی غلطی ہے۔

﴿ص ۳۵﴾ **الدینور کی طرف آپ کی نسبت:** الدینور جیسا کہ آپ جانتے ہیں قرمیسین کے قریب اعمال الجبل میں سے ایک شہر ہے۔ اس کے اور ہمدان کے مابین بیس سے کچھ زائد فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ابومحمد اس شہر میں قاضی کے منصب پر فائز رہے اور وہاں ایک مدت تک مقیم رہے، چنانچہ اس کی طرف منسوب ہو گئے لیکن ابومحمد اس عہدہ قضاء پر کس کی طرف سے مامور ہوئے۔

ابومحمد کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ آپ وزیر ابوالحسن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان (۲۶۳ھ) سے متعلق تھے۔ آپ نے اس وزیر کی خاطر اپنی کتاب ''ادب الکاتب'' تحریر کی۔ آپ نے اس کتاب کے دیباچے میں اس وزیر کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے ''پس حمد ہے اللہ کے لیے جن نے وزیر ابوالحسن ایدہ اللہ کی اعانت فرمائی''۔

''ادب الکاتب'' کے خطبہ (دیباچہ) کی تشریح کرتے ہوئے ابوالقاسم الزجاجی کہتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یعنی الخاقانی، اور وہ عبیداللہ بن یحییٰ الخاقانی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس وزیر کے لیے اپنی یہ کتاب تالیف کی، چنانچہ وزیر موصوف نے آپ کو بھرپور انعام دیا، آپ سے حسن سلوک کیا اور آپ کا تقرر کیا''۔

ابن السید البطلیوسی ''الاقتضاب'' میں کہتا ہے ''یعنی عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان۔ یہ متوکل کا وزیر تھا۔ حتی کہ اس نے اسے اپنے بعض صوبے میں مقرر کر دیا''۔

ابن السید کا یہ قول ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس خاقانی نے ابن قتیبہ کا تقرر کیا۔ یہ خاقانی ۲۳۷ھ تک خلیفہ متوکل کا وزیر رہا۔ جب کہ یہ خاقانی ۲۵۶ھ سے ۲۷۹ھ تک خلیفہ معتمد کا وزیر نہیں رہا۔ اب خاقانی نے جو ابن قتیبہ کا تقرر کیا تو وہ الدینور کے قاضی کے منصب پر متعین کرنا ہی تھا۔ متوکل کی بیعت ۲۳۲ھ میں ہوئی اور وہ ۲۴۷ھ میں مارا گیا۔ اب دینور کی قضاء پر ابن قتیبہ کا تقرر ۲۳۲ھ اور ۲۴۷ھ کے مابین ہی ہوا۔ ہمیں یہ علم نہیں کہ اس منصب قضاء کا آغاز کس سال سے ہوا؟ تاہم ہمارا رجحان اس طرف ہے کہ یہ تقرر خاقانی کے وزارت میں موجود رہنے تک باقی رہا یعنی ۲۴۷ھ تک۔ ﴿ص ۳۶﴾ اس کے بعد ابن قتیبہ واپس بغداد آ گئے، جیسے کہ وہ پہلے اس میں مقیم تھے۔ الدینور میں اس اقامت کی وجہ سے ان کی نسبت اس شہر کی طرف کی جانے لگی اور انھیں الدینوری کہا جانے لگا۔

آپ کا پروان چڑھنا اور آپ کے اساتذہ: آپ خواہ بغداد میں پیدا ہوئے یا کوفہ میں بہرحال آپ بغداد میں پروان چڑھے۔ اگر بغداد میں پیدائش ہوئی تو اس یقین کو زائل کرنے والے دلائل مفقود ہیں اور اگر آپ کوفہ میں پیدا ہوئے ہوں تو ہم کوفہ کو بغداد سے زیادہ دور نہیں سمجھتے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ بغداد میں ایسی عمر میں رہے جب آپ علم حاصل کر سکتے اور روایت کر سکتے تھے۔ قارئین کچھ سطور کے بعد آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ابن قتیبہ نے **اللحیانی** سے حدیث بیان کی جب آپ اٹھارہ برس کے تھے۔ خطیب بغدادی کا قول آپ کو یہ خبر دے گا ''آپ نے بغداد میں سکونت کی اور بغداد میں آپ نے..... سے حدیث بیان کی''۔ پھر خطیب نے آپ کے بغدادی اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے مگر ایسے اساتذہ کا تذکرہ نہیں کیا، جن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آپ نے بغداد شہر کے علاوہ کہیں علم حدیث حاصل کیا ہو۔

ابن قتیبہ کے اساتذہ۔ جن سے ہم آپ قارئین کو متعارف کروانا چاہتے ہیں۔ درج ذیل ہیں۔ ان کا تذکرہ مختلف مراجع میں موجود ہے:

۱۔ آپ کے والد: مسلم بن قتیبہ، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ ابن قتیبہ اپنے والد کے حوالے سے کئی بار اپنی دونوں کتابوں، عیون الاخبار اور المعارف میں احادیث بیان کرتے ہیں۔

۲۔ احمد بن سعید لحیانی، یہ ابی عبید القاسم بن سلام کے شاگرد تھے۔ آپ نے ان کے حضور کتاب الاموال پڑھی۔ نیز ابو عبید کی کتاب غریب الحدیث ۲۳۱ھ میں پڑھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت ابن قتیبہ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

۳۔ ابو عبداللہ محمد بن سلام جمحی (۲۳۱ھ) صاحب طبقات الشعراء۔

۴۔ ابن راھویہ ابو یعقوب اسحاق بن ابراھیم (۲۳۸ھ)۔ آپ فقہ وحدیث کے ائمہ میں سے ایک ہیں، امام شافعیؒ کے ساتھ رہے اور ان سے مناظرہ کیا۔ بخاری، مسلم، ﴿ص ۳۷﴾ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کے بارے میں احمد بن خلیل نے کہا ''میں اسحاق کی مثال نہیں جانتا''۔

۵۔ حرملۃ بن یحییٰ تجیبی (۲۴۳ھ) شافعی کے شاگرد۔

۶۔ یحییٰ بن اکثم قاضی (۲۴۲ھ) کہا جاتا ہے کہ ابن قتیبہ نے آپ سے مکہ میں علم حاصل کیا۔ شاید ایسا دوران حج ہوا ہو۔

۷۔ مروزی ابو عبداللہ حسن بن حسین بن حرب سلمی (۲۴۶ھ)

۸۔ دعبل بن علی خزاعی، شاعر (۲۴۶ھ)

۹۔ ابو عبداللہ محمد بن محمد بن مرزوق بن بکیر بن بہلول باہلی بصری (۲۴۸ھ)

۱۰۔ زیادی ابو اسحاق ابراہیم بن سفیان (۲۴۹ھ) شاگرد سیبویہ، اصمعی اور ابو عبیدہ۔

۱۱۔ ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی (۲۴۸ھ یا ۲۵۵ھ)، الازھری نے مقدمۃ التہذیب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ص:۱۱) میں کہا ہے آپ کی ہم نشینی شمر اور عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے اور دونوں نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔

۱۲۔ محمد بن زیاد بن عبیداللہ بن زیاد بن ربیح زیادی بصری (۲۵۲ھ)

۱۳۔ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن صواف باہلی بصری (۲۵۳ھ)

۱۴۔ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن ابوحزم قطعی بصری (۲۵۳ھ)

۱۵۔ ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ بن زیاد حسانی بصری (۲۵۴ھ)

۱۶۔ شابۃ بن سوار (۲۵۴ھ)

۱۷۔ ﴿ص ۳۸﴾ ابوعثمان جاحظ (۲۵۴ھ)، ان کے بارے میں ابن قتیبہ نے اپنی کتاب عیون الاخبار میں کہا 'اور ہمیں عمرو بن بحر نے اپنی جن کتابوں کی اجازت دی کہا'۔

۱۸۔ ابو یعقوب اسحاق بن ابراھیم بن حبیب بن شہید بصری (۲۵۷ھ)

۱۹۔ ابوطالب زید بن اخزم طائی بصری (۲۵۷ھ)

۲۰۔ ابوالفضل العباس بن الفرج الریاشی، شاگردِ اصمعی (۲۵۷ھ)

۲۱۔ ابوسہل الصفار عبدۃ بن عبداللہ خزاعی (۲۵۸ھ)

۲۲۔ عبدالرحمٰن بن بشر بن الحکم بن حبیب بن مھران عبدی (۲۶۰ھ)

۲۳۔ ابوبکر محمد بن خالد بن خداش بن عجلان مہلبی

۲۴۔ ابوسعید احمد بن خالد الضریر، الازھری نے مقدمۃ التھذیب میں کہا (صفحہ ۱۱) ''ان کے پاس ابن قتیبہ آئے اور ان سے علم حاصل کیا''۔

۲۵۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن قریب، یہ اصمعی کے بھتیجے ہیں۔

۲۶۔ محمد بن عبید بن عبدالملک اسدی، ابوعبداللہ ہمدانی

آپ کے شاگرد: جو لوگ ابن قتیبہ کی خدمت میں حصول علم کی خاطر حاضر ہوئے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ آپ کے صاحبزادے احمد۔ عیاض نے اپنی کتاب ''المدارک'' میں ان کے حالات زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ضمن میں کہا ہے، ابوجعفر ابن قتیبہ، آپ ہیں احمد بن عبداللہ بن مسلم الدینوری، بغداد میں پروان چڑھے۔ مالکی المذھب تھے۔ اہل علم میں سے تھے۔ اپنے والد کی کتابوں کے حافظ تھے اور انھیں ایسے حفظ کرتے تھے جیسے قرآن۔ ﴿ص ۳۹﴾ آپ کے پاس نسخہ نہ تھا، اس کے باوجود آپ اپنے حافظے کی مدد سے نقطہ اور اعراب کو مدنظر رکھتے تھے۔ آپ کے والد نے اپنی کتابیں آپ کو تختی پر حفظ کروادی تھیں۔ میں نے ایسی اکیس تصانیف شمار کی ہیں۔ جو یہ ہیں: **کتاب المشکل، معانی القرآن، غریب الحدیث، عیون الاخبار، مختلف الحدیث، التفسیر، الفقہ، المعارف، اعلام النبوۃ، العرب و العجم، الانواء، طبقات الشعراء، معانی الشعر، اصلاح الغلط، ادب الکاتب، الابنیۃ، النحو، المسائل، القرأت**۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے سماع کیا۔ آپ ۳۲۱ھ میں مصر کے قاضی رہے۔ تقرر کے بعد آپ نے ربیع الاول ۳۲۴ھ میں وفات پائی۔ آپ تین ماہ تک مصر کے قاضی کے عہدہ پر مامور رہے۔

ابوعلی القالی (۳۵۶ھ) نے کتاب ''عیون الاخبار'' نیز کتاب ''ادب الکاتب'' ابوجعفر احمد سے پڑھیں۔ آپ سے آپ کے والد کی سب کتابیں ابوالقاسم الامدی (۳۷۰ھ) نے پڑھیں۔ ابوجعفر احمد سے پڑھنے والوں میں شامل ہیں۔ ابوالفتح محمد بن جعفر المراغی نیز خطبہ ادب الکاتب کے شارح ابوالقاسم عبدالرحمٰن الزجاجی۔

بغدادی اپنی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں ابوجعفر احمد کے ایک صاحبزادے عبدالواحد کا تذکرہ کرتا ہے اور کہتا ہے عبدالواحد کی کنیت ابواحمد تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ۲۷۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ مصر تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ مصر میں ہی آپ نے اپنے دادا کی کتابیں اپنے والد اور دادا کے حوالے سے روایت کیں۔

۲۔ احمد بن مروان المالکی (۲۹۸ھ)، آپ ان حضرات میں سے ایک ہیں جنھوں نے ابن قتیبہ کی کتاب ''تاویل مختلف الحدیث'' ان سے روایت کی۔ یہ کتاب ہم تک انہی صاحب کی روایت کے ساتھ پہنچی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ابوبکر محمد بن خلف بن المرزبان (۳۰۹ھ)۔ ﴿ص ۴۰﴾

۴۔ ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن ایوب بن بشیر الصائغ (۳۱۳ھ)، آپ نے ابن قتیبہ سے ان کی تمام تصنیفات روایت کیں۔

۵۔ ابومحمد عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عیسیٰ السکری (۳۲۳ھ)، انھوں نے ابن قتیبہ سے ان کی کتاب ''غریب الحدیث'' سنی۔ ''اصلاح الغلط'' ۲۶۸ھ میں سماعت کی۔ ان صاحب کی ابن قتیبہ سے روایت کی بدولت ہم تک یہ کتابیں پہنچی ہیں: المسائل و الاجوبة اور اصلاح الغلط۔

۶۔ ابوالقاسم عبیداللہ بن احمد بن عبداللہ بن بکیر تمیمی (۳۳۴ھ)

۷۔ ھیثم بن کلیب الشاشی (۳۳۵ھ)، آپ نے ابن قتیبہ سے خاص طور پر الادب پڑھی۔

۸۔ قاسم بن اصبغ اندلسی (۳۴۰ھ)، انھوں نے ۲۷۴ھ میں مشرق کی طرف سفر کیا۔ انھوں نے ابن قتیبہ سے المعارف اور شرح غریب الحدیث پڑھیں۔

۹۔ عبداللہ بن جعفر بن دوستویہ الفسوی (۳۳۵ھ)، ان کی روایت سے ہم تک ابن قتیبہ کی کتاب الاشربة پہنچی۔

۱۰۔ ابوالقاسم عبیداللہ بن محمد بن جعفر بن محمد الازدی (۳۴۸ھ)

۱۱۔ ابوبکر احمد بن الحسین بن ابراہیم الدینوری، آپ نے ابن قتیبہ سے ''تاویل مختلف الحدیث'' پڑھی۔

۱۲۔ ابوعبداللہ بن ابی الاسود (۳۴۳ھ)

۱۳۔ ابوالیسر ابراھیم بن احمد الشیبانی البغدادی (۲۹۸ھ)

تالیفات: ابن قتیبہ کے اساتذہ اور شاگردوں کا تذکرہ ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ دونوں بہت زیادہ ہیں۔ اس سے آپ قارئین پر یہ واضح ہوا کہ ابن قتیبہ میں دوسروں سے علم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا اور لوگوں میں بھی آپ سے استفادہ کرنے کا ولولہ موجود تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ص۴۱﴾ اب ہم آپ کو موصوف کی تالیفات سے آگاہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم آپ کی کتاب المعارف کا الگ سے خصوصی تذکرہ کریں گے۔ پہلے ہم ابن قتیبہ کے بارے میں بات سے فارغ ہولیں۔

۱۔ غریب القرآن : یہی نام بیان کیا ہے ابن خلکان، الخطیب، الداوری، السیوطی، ابن کثیر، ابن الانباری، القفطی، ابن العماد حنبلی اور حاجی خلیفہ نے، اس کا ایک نسخہ دمشق کے الخزانة الظاهرية میں ہے۔ اس کا نمبر ہے ۳۳ لغة۔ مکتبہ السلفیہ نے اس کتاب کے ایک اور نسخے کا تعارف کروایا ہے جو طائف کے شیخ عثمان قاری مرحوم کے کتب خانے میں ہے۔ اس نسخے میں نام کا اضافہ ہے۔ اس میں ہے: ''کتاب غریب تفسیر قرآن''۔ جب کہ پہلا عنوان مولف کے اس طریق کار کے زیادہ قریب ہے جو وہ اپنی کتابوں کے نام رکھنے میں اختیار کرتے ہیں۔ ''غریب القرآن'' سے پہلے آپ نے ''مشکل القرآن'' لکھی۔ دونوں عنوانات تقریباً ایک جیسے ہیں۔ جب کہ ابن قتیبہ اپنی کتاب ''مشکل القرآن'' صفحہ ۲۵ میں کہتے ہیں ''میں نے نامانوس (غریب) الفاظ کے لیے الگ سے ایک کتاب لکھی ہے تاکہ یہ کتاب، مشکل القرآن، طویل نہ ہو جائے''۔

ابن قتیبہ نے اس جملے میں اپنی اس کتاب کا نام خود ہی رکھ دیا ہے۔ جس سے طائف والے نسخے میں نام کی زیادتی کا احتمال ختم ہو جاتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ ابن قتیبہ اس بات کو دہراتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب ''غریب القرآن'' کے مقدمہ میں کہتے ہیں ''اب ہم تفسیر غریب القرآن کی ابتداء کرتے ہیں۔ قرآن کے مشکل الفاظ و مقامات کی تاویل کیے بغیر اس لیے کہ ہم نے مشکل کے لیے الگ سے ایک جامع با کفایت کتاب الحمدللہ لکھ دی ہے''۔

﴿ص۴۲﴾ ابن قتیبہ پر تحقیق کرنے والے ایک صاحب کو اس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ دونوں کتابوں کے ناموں میں ان دو اضافوں کو شامل کریں۔ المشکل کے مخطوطے کے پہلے صفحے پر یہ عبارت موجود ہے الجزء الاول من مشكل القرآن جب کہ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری صفحہ پر یہ عبارت ہے ''تم کتاب مشکل القرآن'' (کتاب مشکل القرآن مکمل ہوئی)۔

افسوس کہ ''غریب القرآن'' جو چھپی ہے۔ اس میں اس کے مخطوطے کے دو صفحے (پہلا اور آخری) کی نقل نہیں دی گئی۔ لہٰذا اس سے ہمیں وہ راہ نمائی نہیں مل پائی جو ہمیں کتاب ''مشکل القرآن'' کے مخطوطہ صفحات سے ملی ہے۔

۲۔ **مشکل القرآن** : یہ کتاب اور اس سے پہلے ذکر کردہ کتاب کو دار احیاء، الکتب العربیۃ نے پروفیسر سید صقر کی تحقیق کے ساتھ چھاپا ہے۔ ان دونوں کتابوں کو ابو عبداللہ محمد بن احمد بن مطرف الکنانی (۳۵۴ھ) نے ایک کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔ اس کا نام رکھا ہے القرطین، اس میں کمی اور اضافہ دونوں کیے ہیں۔

علاوہ ازیں ابوالقاسم العکبری عبداللہ بن محمد (۵۱۶ھ) کی ایک کتاب ''مشکل القرآن'' کتاب کے بارے میں ہے۔ اس کا نام رکھا ہے **الانتصار لحمزۃ فیما نسبہ الیہ ابن قتیبہ فی مشکل القرآن**۔ اس کا تذکرہ صاحب **کشف الظنون** نے کیا ہے۔

عکبری کی کتاب کا نام جیسے کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ بتا رہا ہے کہ کچھ ایسے ماخذ ہیں جنھیں عکبری نے ابن قتیبہ کے خلاف شمار کیا ہے اور یہ ماخذ ابن قتیبہ پر اس لیے عیب چینی کرتے ہیں کہ اس نے حمزۃ کے خلاف کچھ باتوں میں ادّعا کیا ہے۔ ﴿ص ۴۳﴾

۳۔ **معانی القرآن** : سیوطی نے البغیۃ میں، داودی نے **طبقات المفسرین** میں، عیاض نے ابوجعفر احمد بن عبداللہ بن قتیبہ کے حالات زندگی میں اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ عیاض نے کہا ہے ''قاسم بن اصبغ (۳۵۰ھ) نے یہ کتاب اس (احمد) سے پڑھی''۔ مجھے تقریباً شک ہے کہ یہ ایک نئی کتاب ہے اور یہ مذکورہ بالا دو کتابوں۔ یعنی ''مشکل القرآن'' اور ''غریب القرآن'' سے الگ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ''غریب القرآن'' ہی ہے۔ اس لیے کہ الغریب کتاب میں معانی کو بے نقاب کرنا ہے اور معانی غریب الفاظ کی وضاحت ہے دونوں ناموں کا مقصود ایک ہے۔ لہٰذا ان دونوں کے ساتھ دو کتابوں کا ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ السقراءات : ابن الندیم نے الفہرست میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ جیسا کہ خود مؤلف نے اپنی کتاب مشکل القرآن (ص ۴۵) میں اسے بیان کیا ہے، جب کہا ہے'' آپ اس سب کو جلد ہی وجوہ القراءات کے بارے میں ہماری تالیف کردہ کتاب میں پائیں گے''۔ ہم نہیں جانتے کہ آیا ابن قتیبہ کی زبان پر زائد پہلا لفظ (وجوہ) کتاب کا عنوان ہے یا یہ کتاب کے موضوع کی وضاحت کا ایک انداز ہے؟۔

۵۔ اعراب القراءات : یہ نام ابن خلکان اور القفطی نے بیان کیا ہے۔ جب کہ ابن الندیم، سیوطی اور الداودی اعراب القرآن نام استعمال کرتے ہیں۔ ہم ان مؤخرالذکر حضرات کے موقف کو ہی تقریباً ترجیح دیتے ہیں۔ اگر ابن قتیبہ کی بھی وہی مراد ہے جو ابن خلکان اور القفطی نے بیان کیا تو اس کے لیے ان کی سابقہ کتاب ''القراءات'' یا ''وجوہ القراءات'' اس قدر محیط و جامع نہیں ہوتی۔

۶۔ الرد علی القائل بخلق القرآن : السیوطی نے اس کا تذکرہ البغیۃ میں اور الداودی نے طبقات المفسرین میں کیا ہے۔ ﴿ص ۴۴﴾

۷۔ آداب القراءۃ : صاحب کشف الظنون نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ہمیں معلوم کہ انھیں یہ کتاب کہاں سے ملی؟۔

۸۔ غریب الحدیث : ابن الندیم، ابن خلکان، خطیب، داودی، سیوطی، ابن کثیر، ابن انباری، قفطی اور ابن العماد نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ کتاب کا ایک حصہ جو پہلی تہائی اور آخری تہائی پر محیط ہے، دمشق کے خزانۃ ظاھریۃ میں محفوظ ہے۔ صاحب کشف الظنون نے کہا ہے ''اس میں آپ نے ابوعبید القاسم بن سلام کی طرز نگارش کی پیروی کی ہے۔ چنانچہ ابن قتیبہ کی کتاب اس کی کتاب جیسی ہے یا اس سے بڑی ہے۔ آپ نے اس کے مقدمے میں کہا ہے ''مجھے امید ہے کہ ان دونوں کتابوں کے بعد غریب الحدیث میں سے کچھ باقی نہیں رہ جائے گا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں کسی کو کچھ کہنے کی گنجائش ہو''۔

۹۔ **اصلاح غلط ابی عبیدة** : اس نام سے اس کتاب کو داودی اور سیوطی نے ذکر کیا ہے۔ جب کہ ابن الندیم نے اسے **اصلاح غلط أبی عبید فی غریب الحدیث** کے نام سے بیان کیا ہے۔ ابن خلکان، قفطی اور صاحب طبقات فقہاء السادۃ الحنفیۃ اور ابن العماد نے اس کا نام **اصلاح الغلط** لیا ہے۔ حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ اس کی ابو المظفر محمد بن آدم بن کمال الھروی (۴۱۴ھ) نے شرح لکھی ہے۔ اس کتاب میں ابن قتیبہ نے ابو عبیدہ کی پچاس سے زائد مقامات پر غلطیوں کی نشان دہی کی ہے، اور ان پر گرفت کی ہے۔ ﴿ص ۴۵﴾

۱۰۔ **مشکل الحدیث** : اس کا تذکرہ ابن خلکان، خطیب، سمعانی، ابن انباری، قفطی، صاحب طبقات فقہاء السادۃ الحنفیۃ اور ابن العماد نے کیا ہے۔ ابن الندیم نے ابن قتیبہ کی ایک کتاب المشکل کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر ہمیں نہیں معلوم کہ اس سے مراد مشکل الحدیث ہے یا مشکل القرآن گمان غالب یہ ہے کہ ابن قتیبہ جب المشکل کا تذکرہ کریں اور اسے کسی کی طرف مضاف نہ کریں تو اس سے ان کی مراد مشکل القرآن ہوتی ہے۔ ابن الندیم سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے، اس موضوع پر دو اور کتابوں کا تذکرہ کرتا ہے اور وہ یہ ہیں: **مختلف الحدیث، اختلاف تاویل الحدیث**۔

داؤدی اور سیوطی اس کا تذکرہ مختلف الحدیث کے نام سے کرتے ہیں۔ جب کہ حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر اختلاف الحدیث اور کتاب المناقضۃ کے نام سے کیا ہے۔ مصری دار الکتب میں اس کا ایک نسخہ **الرد علی من قال تناقض الحدیث** کے نام سے موجود ہے۔ جب کہ اس دار الکتب کا فہرست ساز اس کا نام رکھتا ہے **المشتبہ من الحدیث و القرآن و ذکر الاحادیث التی قیل بتناقضھا**۔ جبکہ جورجی زیدان **تاریخ العربیۃ** میں اس کا تذکرہ **المشتبہ من الحدیث و القرآن** کے نام سے کرتا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۲۶ھ میں قاہرہ میں **تاویل مختلف الحدیث** کے نام سے چھپی۔ ظاہر ہے کہ یہ سب نام ایک ہی کتاب کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ص۴۶﴾ ۱۱۔ **المسائل ولأجوبة** : داودی اور سیوطی نے اسی نام سے اس کتاب کو بیان کیا ہے۔ جب کہ ابن الندیم، ابن خلکان، قفطی اور صاحب **طبقات فقهاء السادة الحنفية** نے اس کا نام **المسائل والجوابات** لیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں ہے اور اس کا عنوان ہے: **كتاب المسائل** ۔ یہ ۱۳۴۹ھ میں مصر سے **المسائل ولأجوبة في الحديث واللغة** کے نام سے چھپ چکی ہے۔ شاید یہ اضافہ ناشر کا اجتہاد ہے۔ جب کہ کتاب کا موضوع وہ سوالات ہیں جو حدیث ولغت کے بارے میں ابن قتیبہ سے کیے گئے اور آپ نے ان کے جوابات دیئے۔

۱۲۔ **دلائل النبوة** : اس نام سے اس کا تذکرہ ابن ندیم، داودی، سیوطی اور حاجی خلیفہ نے کیا ہے۔ ابن انباری نے اس کا تذکرہ **دلائل النبوة من الكتب المنزلة على الانبياء عليهم السلام** کے عنوان سے کیا ہے۔ جب کہ قاضی عیاض نے **المدارک** میں اسے **أعلام النبوة** سے موسوم کیا ہے۔ قاہرہ کے خزانہ تیموریہ میں ابن قتیبہ کی ایک کتاب **معجزات النبی** کے عنوان سے ہے۔ اسی نام سے ابوالطیب اللغوی نے اسے اپنی کتاب **مراتب النحويين** میں بیان کیا ہے۔ ﴿ص۴۷﴾

۱۳۔ **جامع الفقه** : اس کا تذکرہ ابن ندیم نے **الفهرست** میں کیا ہے۔ جب کہ قفطی نے کتاب **الفقه** کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن ندیم، ابن خلکان، قفطی اور صاحب طبقات فقہاء السادۃ الحنفیۃ اور حاجی خلیفہ نے اس موضوع پر ابن قتیبہ کی اور کتاب **كتاب التفقيه** کا نام لیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں ابن الندیم کہتا ہے ''میں نے اس کے تین اجزاء دیکھے ہیں۔ تقریباً چھ سو ورق۔ اس کے تقریباً دو جزء کم تھے۔ میں نے اس کتاب کی بابت اہل خط کی ایک جماعت سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ موجود ہے''۔ یہ البندنیجی کی کتابوں سے بڑی ہے اور اس سے عمدہ ہے۔ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ دونوں نام ایک ہی کتاب کے ہیں۔

۱۴۔ **كتاب الأشربة** : ابن ندیم، ابن خلکان، قفطی، صاحب ''طبقات فقہاء السادۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحنفیۃ''، ابن العماد اور حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ خود ابن قتیبہ نے اس کتاب کی طرف اپنی کتاب المیسر و القداح میں اشارہ کیا ہے۔ مؤلف سے ہی ابن عبد ربہ نے اپنی کتاب العقد الفرید میں آخر مقامات پر اسے نقل کیا ہے۔ اس کا زیادہ تر حصہ مستشرق ارثور کی نے رسالہ المقتبس میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۴۷ء میں محمد کرد علی کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔ ﴿ص ۴۸﴾

۱۵۔ الرد علی المشبهة : ابن ندیم، داودی، سیوطی اور قفطی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ وہی کتاب ہے جسے مطبعۃ السعادۃ نے ۱۳۴۹ھ میں مرحوم الشیخ محمد زاھد الکوثری کی تحقیق کے ساتھ کتاب الاختلاف فی اللفظ و الرد علی الجهمية و المشبهة کے نام سے شائع کیا ہے۔

۱۶۔ ادب الکاتب : اس کا تذکرہ کیا ہے ابن ندیم، ابن خلکان اور سمعانی نے نیز قلادة النحر میں، طیب نے اسی نام کے ساتھ اسے ابن کثیر، قفطی اور ابن عماد حنبلی نے بیان کیا ہے۔ جب کہ ادب الکاتب کے نام سے اس کا تذکرہ خطیب اور ابن انباری نے کیا ہے۔ یہی نام درست ٹھہرتا ہے۔ اس لیئے کہ ابن سید بطلیوسی (۴۲۱ھ) نے اس کی جو شرح لکھی ہے اس کا نام رکھا ہے الاقتضاب فی شرح أدب الکاتب۔ ابن السید کے علاوہ بھی بہت سے افراد نے اس کتاب کی شرح لکھی ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں، جوالیقی (۵۳۹ھ)، جذامی (۵۵۸ھ)، اسحٰق بن ابراہیم، فارابی (۳۵۰ھ)۔ بعض حضرات نے اس کتاب کے خطبے کی شرح لکھی ہے۔ جیسے الزجاجی (۳۵۰ھ) اور ابن فاخر النحوی (۳۳۸ھ)۔ یہ کتاب مصر اور دیگر ممالک میں بارہا چھپی ہے۔

۱۷۔ عیون الشعر : ابن الندیم نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے یہ دس کتابوں پر مشتمل ہے۔ پھر اس نے ان میں سے سات کے نام گنوائے ہیں جو یہ ہیں: کتاب المراتب، کتاب القلائد، کتاب المحاسن، کتاب المشاهد، کتاب الشواهد، کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواهر اور کتاب المراکب۔ ﴿ص۴۹﴾ پھر ابن الندیم نے ابن قتیبہ کی ایک اور کتاب المراتب والمناقب من عیون الشعر کا نام لیا ہے۔ بظاہر یہ کتاب عیون الشعر میں شامل ایک کتاب ہے۔

۱۸۔ کتاب المعانی الکبیر : ابن الندیم نے اس کا تذکرہ معانی الکبیر کے نام سے کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ وہ بارہ کتابوں پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں: (۱) کتاب الفرس: سولہ ابواب۔ (۲) کتاب الابل: سولہ ابواب۔ (۳) کتاب الحرب: دس ابواب۔ (۴) کتاب القدور: دس ابواب۔ (۵) کتاب الدیار: دس ابواب۔ (۶) کتاب الریاح: اکتیس ابواب۔ (۷) کتاب السباع والوحوش: سترہ ابواب۔ (۸) کتاب الحرام: چودہ ابواب۔ (۹) کتاب الایمان والدواهی: سات ابواب۔ (۱۰) کتاب النساء والغزل: ایک باب۔ (۱۱) کتاب الشعیب و الکبر: آٹھ ابواب۔ (۱۲) کتاب تصحیف العلماء: ایک باب۔

ابن قتیبہ نے اپنی کتاب عیون الاخبار اس کی طرف اشارہ کیا ہے، جب کہا ہے ''میں نے اس شعر کی تشریح و توضیح اپنی اس کتاب میں کی ہے جو میں نے گھوڑوں کی عادات کے بارے میں ابیان المعانی کے سلسلے میں تالیف کی ہے''۔ ﴿ص۵۰﴾ آپ نے جس بات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ المعانی میں موجود ہے۔

ایا صوفیا کے کتب خانے میں اس کتاب کا پہلا جزء المعانی لابن قتیبہ کے نام سے موجود ہے اور یہ جزء گھوڑوں کے بارے میں ہے۔ جب کہ اس کتاب کا دوسرا جزء لندن کی انجینئرنگ لائبریری میں موجود ہے اور اس کا پہلا حصہ باب الذباب ہے۔ اس کتاب کا دستیاب مواد تین جلدوں کی صورت میں ہندوستان سے ۱۳۶۸ھ میں چھپ چکا ہے۔ یاد رہے کہ اس کتاب المعانی کی بارہویں کتاب تصحیف العلماء ابھی تک نایاب ہے۔ ابن المرزبان عبداللہ بن جعفر بن درستویہ (۳۴۸ھ) نے اس کی تردید میں ایک کتاب لکھی، جس کا نام رکھا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرد علی ابن قتیبہ فی تصحیف العلماء۔

۱۹۔ دیوان الکاتب : ابن ندیم، سیوطی اور حاجی خلیفہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ابن قتیبہ کی دو کتابوں: المعانی یا عیون الشعر میں سے کسی ایک کا حصہ ہے۔ اس کے عنوان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہ کوئی مستقل کتاب ہے بلکہ یہ کسی کتاب کا ایک باب ہے۔

۲۰۔ تقویم اللسان : دارلکتب المصر یہ نے اس کا تذکرہ اپنی فہرست میں کیا ہے۔ حاجی خلیفہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس نام سے ابن قتیبہ کی کتاب کا یہ دوسرا جزء ہے۔ یہ کتاب ادب الکاتب کی ہی ایک کتاب کے سوا کچھ نہیں جو دراصل چار کتابوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے: کتاب المعرفة، کتاب تقویم الید، کتاب تقویم اللسان اور کتاب الابنیة۔ ﴿ص ۵۱﴾

۲۱۔ خلق الانسان : اس کا تذکرہ کیا ہے ابن ندیم، داودی، سیوطی اور حاجی خلیفہ نے۔

۲۲۔ کتاب الخیل : کتاب کے اس نام کو بیان کیا ہے: ابن الندیم، ابن خلکان، داودی، سیوطی، قفطی اور صاحب ''فقہاء السادۃ الحنفیۃ'' نے۔ جب کہ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا نام لیا ہے: ''کتاب الحیل'' ح اور یاء کے ساتھ۔

۲۳۔ کتاب الانواء : اس کا تذکرہ ابن الندیم، ابن خلکان، داودی، سیوطی، سمعانی اور قفطی نے کیا ہے نیز حاجی خلیفہ اور صاحب طبقات فقہاء السادۃ الحنفیۃ نے۔ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب ''المعانی'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب کا ایک مخطوطہ الخزانۃ الزکیۃ میں ہے۔

۲۴۔ جامع النحو الکبیر : ابن الندیم، الداودی، السیوطی، القفطی اور حاجی خلیفہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۔ جامع النحو الصغیر : ابن الندیم، داودی، سیوطی، قفطی اور حاجی نے اسے بیان کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ المیسر و القداح : صاحب طبقات فقہاء السادۃ الحنفیۃ اور حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ ﴿ص۵۲﴾ مؤلف نے اپنی کتاب ''الانواء'' میں اس کا یوں تذکرہ کیا ہے ''میں نے اسے کتاب المیسر میں واضح کر دیا ہے''۔ الاستاذ محب الدین الخطیب کی تحقیق سے یہ کتاب مطبعۃ سلفیہ سے ۱۳۴۲ھ میں چھپ چکی ہے۔

۲۷۔ فضل العرب علی العجم : ابن قتیبہ نے اپنی کتاب عیون الاخبار میں اس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے ''میں نے شعراء کے لیے مستقلاً ایک کتاب لکھی ہے اور کتاب العرب میں ایک طویل باب شاعری کے لیے ہے۔ اس کتاب سے ابن عبدربہ نے اپنی کتاب العقد الفرید میں کئی باتیں نقل کی ہیں۔ اس کا ایک ٹکڑا رسائل البلغاء میں نشر ہوا ہے۔ اس کتاب کا کچھ حصہ مجلۃ المقتبس میں شائع ہوا ہے۔ دارالکتب المصریۃ میں کتاب ہذا کا ایک نسخہ دو اجزاء میں ہے۔ پہلے جزء سے کچھ اوراق کم ہیں۔ دوسرے جزء کے آغاز میں یوں لکھا ہے: فضل العرب علی العجم ۔ جب کہ پہلے جزء کے اختتام پر یوں لکھا ہے: تم کتاب العرب و علومها ۔ شاید پہلے صفحے کے ضائع ہونے کی وجہ سے ہی کتاب کے نام میں یہ اضطراب پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک بار تو کتاب کا نام لیا: فضل العرب علی العجم دوسری بار فضل العرب والتنبیہ علی علومها اور تیسری مرتبہ کتاب العرب و علومها۔ ﴿ص۵۳﴾ یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ ابن الندیم اور قفطی نے جس کتاب التسویۃ بین العرب والعجم کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ ایک الگ کتاب ہے، یہ وہی کتاب نئے نام سے ہو۔

۲۸۔ عیون الاخبار : اس کا تذکرہ ابن حضرات نے کیا ہے: ابن الندیم، ابن خلکان، خطیب بغدادی، سمعانی، ابن کثیر، ابن الانباری، قفطی اور صاحب فقہاء السادۃ الحنفیۃ اور ابن العماد۔ اسے دارالکتب المصریہ نے ۱۳۴۳ھ میں شائع کیا ہے۔

۲۹۔ طبقات الشعراء : اس نام سے اس کا ذکر ابن خلکان، الداودی، السیوطی، القفطی اور ابن العماد نے کیا ہے، جب کہ ابن الندیم نے اس کا ذکر ''الشعر والشعراء'' کے نام سے کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب پہلی بار ۱۸۷۵ء میں لیڈن سے شائع ہوئی۔ ۱۹۰۴ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن چھپا۔ پھر آخری مرتبہ یہ مرحوم استاذ احمد محمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۶۶ھ میں شائع ہوئی۔

۳۰۔ **الحکایۃ و المحکی** : ابن الندیم نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۱۔ **فرائد الدر** : ابن الندیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۳۲۔ **حکم الامثال** : اسے ابن الندیم نے بیان کیا ہے۔ ﴿ص ۵۴﴾

۳۳۔ **آداب العشرۃ** : ابن الندیم نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۴۔ **کتاب العلم** : ابن الندیم اور القفطی نے اس نام سے اسے بیان کیا ہے۔ ابن الندیم نے کہا ہے: ''یہ تقریباً پچاس ورقوں میں ہے''۔ پھر اس کا تذکرہ **کتاب القلم** کے نام سے داودی اور سیوطی نے کیا ہے۔

۳۵۔ **تعبیر الرؤیا** : ابن الندیم اور ابوالطیب اللغوی نے اس نام سے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۔ **الجوابات الحاضرۃ** : الداودی، السیوطی اور حاجی خلیفہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۷۔ **الجراثیم** : کسی نے ابن قتیبہ کی اس کتاب کا تذکرہ نہیں کیا۔ خزانہ ظاہریہ دمشق میں اس کا ایک نسخہ ہے جو ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہے تاہم یہ معاملہ لائق تحقیق ہے۔

اہل علم ابن قتیبہ کی اور کتابوں کے نام بھی شمار کرتے ہیں، مگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ مستقل کتب نہیں ہیں، بلکہ یہ کتابوں کے ابواب ہیں۔ جیسے علماء بیان کرتے ہیں کہ ابن قتیبہ کی ایک کتاب ہے، ﴿ص ۵۵﴾ اس کا نام **استماع الغناء بالألحان** ہے۔ ان حضرات کا انحصار اس پر ہے جو حاجی خلیفہ نے حرف السین میں یہ کہتے ہوئے تذکرہ کیا ہے، علماء نے الحان کے ساتھ گانا سننے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ یہ ایک تفصیلی مسئلہ ہے۔ بہت سے متقدمین نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مسئلے پر کتابیں لکھی ہیں، جیسے قاضی ابوالطیب اور علامہ ابومحمد بن قتیبہ۔ ہمیں اس میں شبہ نہیں کہ ابن قتیبہ نے اس موضوع پر لکھا، لیکن ہمیں اس بات میں ضرور شک ہے کہ اس نام سے ان کی کوئی کتاب ہو۔

ہم پہلے اس تکرار کی طرف اشارہ کر آئے ہیں۔ جیسے کتاب ''الفرس''، جس کا تذکرہ قفطی نے کیا ہے۔ یہ ''معانی الشعر'' میں سے ایک کتاب ہے۔ اسی طرح کتاب ''تقویم اللسان'' جس کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کیا ہے، وہ ''ادب الکاتب'' میں شامل ہے۔ اسی طرح ''المراتب والمناقب'' کتاب کا تذکرہ ابن الندیم نے کیا ہے اور وہ ''عیون الشعر'' میں سے ایک کتاب ہے۔ اسی طرح کتاب **الأبنية** ہے، جس کا تذکرہ قاضی عیاض نے کیا ہے اور یہ ''ادب الکاتب'' میں شامل ہے۔

شاید ان حضرات کو ابن قتیبہ کی کتابوں کی تعداد میں اضافے پر جس چیز نے آمادہ کیا ہے وہ ابن قتیبہ کی کتابوں کے مشتملات سے لاعلمی ہے۔ اس لیے کہ انھیں ان کتابوں کے بارے میں شناسائی و واقفیت محض سننے سے تھی۔ اس کا سبب ایک اور چیز بھی ہے۔ جب انھوں نے بعض مؤرخین سے سنا یا ان کی تحریر پڑھی تو اس سے متاثر ہو کر وہ اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔ مثلاً **التحديث بمناقب اهل الحديث** کا مؤلف بیان کرتا ہے کہ ابن قتیبہ کی کتابیں تین سو کے لگ بھگ ہیں۔ حالانکہ اس میں شک نہیں کہ اس مؤلف (صاحب **التحديث**) کی اس سے مراد یہ ہے کہ ابن قتیبہ کی کتابوں کے ابواب کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ وہ ہر باب کو ایک کتاب شمار کرتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہم اس پر ایک ایسا الزام لگاتے ہیں، جس سے ہم ہر اس شخص کو بری قرار دیتے ہیں جو علم و تالیف سے متعلق ہے۔ ﴿ص ۵۶﴾ گزشتہ صفحات میں ''المدارک'' کے حوالے سے جو بات بیان ہوئی ہے، اگر ہم اس سے استفادہ کریں تو یہ زیادہ قرین صواب ہوگا۔ جب ابوجعفر احمد کے بارے میں گفتگو ہوئی کہ وہ اپنے والد (ابن قتیبہ) کی تصانیف کو حفظ کیا کرتے تھے اور ان کی تعداد اکیس تھی، اب یہ تعداد ایک ایسے عالم کی نسبت کم ہے، جس کی عمر ابن قتیبہ جتنی ہو، بالخصوص کئی مؤلفات کئی اجزاء پر مشتمل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ایک کتاب کا تذکرہ باقی ہے، جس کی نسبت ابن قتیبہ کی طرف مشہور ہوئی ہے، مگر وہ ان کی تالیف نہیں۔ یہ ہے کتاب الامامة و السیاسة۔ ابن قتیبہ کی طرف اس کتاب کی نسبت غلط ہونے کے ویسے تو بہت سے دلائل ہیں، ہم ان میں سے چند ایک کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

۱۔ جن اہل علم نے ابن قتیبہ کے حالات زندگی تحریر کیے ہیں۔ انھوں نے ان کی تالیفات میں اس کتاب کو بیان نہیں کیا۔ سوائے قاضی ابوعبداللہ التوزی المعروف بہ ابن الشباط کے۔ انھوں نے اپنی کتاب صلة السمط کے چوتیسویں باب کی فصل دوم میں یہ بات نقل کی ہے۔

۲۔ یہ کتاب بیان کرتی ہے کہ اس کا مؤلف دمشق میں تھا۔ حالانکہ ابن قتیبہ بغداد سے باہر صرف الدینور کے لیے گئے۔

۳۔ اس کتاب میں ابولیلیٰ سے روایت کی گئی ہے۔ جب کہ ابولیلیٰ ۱۴۸ھ میں کوفہ کے قاضی تھے۔ یعنی ابن قتیبہ کی پیدائش سے ۶۵ سال پہلے۔

۴۔ مؤلف نے اندلس فتح ہونے کی خبر ایک خاتون کے حوالے سے نقل کی ہے، جس نے اس فتح کا مشاہدہ کیا تھا۔ جب کہ فتح اندلس ابن قتیبہ کی پیدائش سے تقریباً ۱۲۰ سال پہلے ہوئی ہے۔

۵۔ کتاب کا مؤلف موسیٰ بن نصیر کا مراکش کو فتح کرنا بیان کرتا ہے۔ حالانکہ مراکش نامی شہر کو سلطان المرابطین نے ۴۵۵ھ میں تعمیر کروایا تھا جبکہ ابن قتیبہ نے ۲۷۶ھ میں وفات پائی ہے۔

﴿ص ۵۷﴾ ابن قتیبہ کی طرف ایک وصیت منسوب ہے کہ وہ انھوں نے اپنے صاحبزادے کے لیے لکھی۔ اسے ڈاکٹر اسحاق موسیٰ الحسینی نے امیرکن یونیورسٹی بیروت کے مجلّہ میں شائع کیا ہے۔ یہ اس یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ایک قلمی مجموعہ سے ماخوذ ہے۔ مگر اس وصیت کا اسلوب نگارش، اس بات کی چغلی کھا رہا ہے کہ یہ ابن قتیبہ کا نہیں کسی اور کا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ابن قتیبہ کی کتابوں پر نظر، پھر ان کا احاطہ اور تجزیہ یہ ایک جداگانہ مستقل بحث و تحقیق کا موضوع ہے اور یہ کوئی معمولی اور تھوڑا کام نہیں۔ ہم نے سطور بالا میں جو ابن قتیبہ کی تالیفات کا تذکرہ و تعارف کیا ہے وہ صرف آپ قارئین پر یہ واضح کرنے کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ ماحول جس کا ہم نے تفصیلی تعارف کرایا ہے، اس نے ابن قتیبہ کو مشغول رکھا اور شائد ہی ایسی کوئی فکری بحث ہو جس میں ابن قتیبہ نے اپنی رائے کے اظہار سے شرکت نہ کی ہو۔

چنانچہ ابن قتیبہ نے خلق القرآن کی آزمائش میں شرکت کی اور اس مسئلے کے بارے میں ان کی ایک رائے تھی۔ مشبہ و مجسمہ کے فتنے میں ان کی ایک رائے تھی۔ آپ نے بصرہ کوفہ کے مابین نحوی جھگڑے میں اس طرح شمولیت کی کہ ان دونوں مکتب ہائے فکر کے مابین بغداد میں ایک تیسرے نحوی مکتب فکر کی بنیاد رکھی۔ آپ عجمیوں پر عربوں کی فضیلت و برتری یعنی شعوبیت کے مسئلہ میں بھی اپنی ایک صائب رائے رکھتے تھے۔ فکری انتشار کے اس دور میں صاحب الرائے ہونا آسان بات نہیں تھی۔ اس کے لیئے مہارت، علم، تجربہ اور تمام علوم میں مشارکت ضروری تھی۔ چنانچہ ابن قتیبہ بھی ان مشارکت کرنے والے ائمہ و ماہرین میں سے ایک امام تھے۔

اس سے پہلے کہ ہم المعارف کتاب کی بابت ایک مستقل تحریر پیش کریں، ہم چاہتے ہیں کہ قارئین گرامی کی خدمت میں ابن قتیبہ کے بارے میں ایک رائے مختصراً بیان کردیں۔

آپ کے عقیدہ کے بارے میں کچھ لوگوں نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے، جب کہ دوسروں نے آپ پر تہمت تراشی کی ہے۔ ابن تیمیہ کی نظر میں آپ اہل السنۃ کے لیے ایسے ہیں جیسے اہل معتزلہ کے لیے جاحظ۔ ﴿ص ۵۸﴾ حافظ السّلفی (۵۷۶ھ) کا آپ کے بارے میں قول ہے ''ابن قتیبہ ثقہ لوگوں اور اہل سنت میں تھے''۔ خطیب بغدادی کہتا ہے ''آپ ثقہ، دیندار اور فاضل شخص تھے''۔ ابن حزم ابومحمد علی بن احمد بن سعید (۴۵۶ھ) نے کہا ''ابن قتیبہ اپنے دین اور علم میں ثقہ تھے''۔ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں کہا ہے ''ابومحمد صاحب التصانیف، سچا اور کم روایت کرنے والا ہے''۔ تذکرہ الحفاظ میں ہے ''ابن قتیبہ حافظانِ علم میں سے تھا، مگر وہ حدیث میں کم عمل تھا''۔ ابن جوزی نے کہا ''ابن قتیبہ سچا اہل السنّت میں سے تھا''۔

مذکورہ بالا علماء کے برعکس دیگر علماء کی رائے آپ کے بارے میں ہے۔ چنانچہ دارقطنی ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی (۳۵۸ھ) کا کہنا ہے ''ابن قتیبہ تشبیہ کی طرف مائل ہوتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عترت (آلِ فاطمہؓ) سے منحرف تھا۔ اس کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے''۔

بیہقی ابوبکر احمد بن حسین (۴۵۸ھ) کہتا ہے''ابن قتیبہ کی رائے الکرامیۃ کی رائے کی طرح تھی۔ المشبہہ اور الکرامیۃ کے مابین زیادہ فرق نہیں۔ الکرامیہ محمد بن کرام کے پیروکار ہیں۔ یہ تجسیم وتشبیہ کا مسلک رکھتا تھا۔ وہ حضرت عثمان کے ماجرا میں حضرت علی پر طعن کرتا تھا''۔

﴿ص ۵۹﴾ یہ حضرات اس بات کو بھول گئے کہ وہ جس پر تشبیہ کا الزام لگا رہے ہیں، خود اس نے المشبہ فرقہ کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے اور یہ کہ اس کتاب میں ایسی عبارات ہیں جو حضرت علیؓ کی طرف آپ کے میلان پر دلالت کرتی ہیں۔ معترضین نے اس حقیقت کو بھی فراموش کر دیا کہ ابن قتیبہ نے عربوں کی فضیلت میں ایک کتاب تحریر کی ہے۔ لیکن ان تہمت تراشوں نے کیونکر بے دلیل آپ پر الزامات لگائے؟۔

اصل بات یہ ہے کہ ابن قتیبہ کی کتابوں میں کچھ ایسی باتیں ہیں، جو کچھ شک وشبہ پیدا کر دیتی ہیں۔ ان کی کتاب مشکل القرآن میں ان کی یہ عبارت پڑھیے:''رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی عنھم، زمین کے چراغ ہیں۔ انسانوں کے قائد ہیں اور علم کی انتہاء ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کو دو سورتیں اور تین سورتیں اور چار سورتیں زبانی یاد ہیں اور بعض کو قرآن کا کچھ حصہ یاد تھا۔ البتہ ان میں سے کچھ افراد کو اللہ نے پورا قرآن جمع کرنے کی توفیق دی اور ان کے لیے اسے یاد کرنا آسان فرما دیا۔ شعبی نے کہا''ابوبکر، عمر اور علی رحمہم اللہ نے وفات پائی اور قرآن حفظ نہ کیا'' اور کہا''عثمان کے ماسوا خلفاء میں سے کسی نے قرآن کو مکمل حفظ نہیں کیا''۔ شریک نے اسماعیل بن ابو خالد کے حوالے سے روایت کی کہ اس نے کہا''میں نے شعبی کو سنا وہ اللہ عزوجل کی قسم اٹھا کر کہتے تھے۔ علی اپنی قبر میں داخل ہو گئے اور انھوں نے قرآن حفظ نہ کیا''۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ابن قتیبہ کا یہ کلام ہے جس نے ان کے بارے میں یہ اشتعال ابھارا۔ اسی بناء پر تہمت تراشوں کو ان پر الزام لگانے کا موقع ملا۔ ابوالحسین احمد بن فارس (۳۹۵ھ) کو سنئے، وہ اپنی کتاب''الصاحبی'' میں ابن قتیبہ کے مذکورہ بالا اقتباس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے''ابن قتیبہ ناپسندیدہ باتیں کر جاتا ہے، وہ بیہودہ چیزیں روایت کر دیتا ہے۔ جیسے اس نے شعبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے سے روایت کی ہے کہ ابوبکر وعمر اور علی نے وفات پائی اور قرآن حفظ نہ کیا اور یہ کہ علی اپنی قبر میں جا پہنچے اور قرآن حفظ نہ کیا۔ یہ کلام انتہائی قبیح ہے''۔

﴿ص ۶۰﴾ ابن قتیبہ جو راوی کے طور پر یہ نقل کرتا ہے تو اس سے ہٹ کر بھی اہل البیت کے دفاع میں بیان کرتا ہے، جن میں وہ اپنی رائے اور عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اب ہمیں فرق کرنا ہے۔ ایک عالم لغزش کرتا ہے جب کہ وہ تاریخ کے ساتھ انصاف کے تقاضوں کے تحت روایت کر رہا ہوتا ہے۔ دوسری طرف وہ لغزش کرتا ہے اور جو کچھ اس کا عقیدہ ہوتا ہے اسے صاف صاف بیان کرتا ہے۔ ظاہر ہے ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ ابن قتیبہ نے اگر راوی کے طور پر لغزش کی ہے تو اس نے اپنے عقیدہ کے اظہار میں لغزش نہیں کی۔ اب سنئے، وہ اپنی کتاب الرد علی الجهمية میں کہتے ہیں: ''ان لوگوں نے آپ کے صاحبزادے، حسین علیہ السلام کو خروج کرنے والا قرار دیا، مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والا کہا اور مباح الدم قرار دیا۔ انھوں نے اہل شوریٰ اور آپ کو فضیلت میں برابر کر دیا..... اگر کوئی کہنے والا یہ کہے، رسول اللہ ﷺ کے بھائی علی ہیں اور آپؐ کے نواسوں حسن وحسین کے والد ہیں اور علی، فاطمہ اور حسن وحسین چادر والے ہیں تو چہرے زرد ہو جاتے ہیں اور آنکھیں بدل جاتی ہیں''۔

یہ اقتباس بلاشبہ ابن قتیبہ کو منصف ٹھہرانے والے اقوال میں سے ایک ہے اور پہلا اقتباس، ابن قتیبہ کے خلاف باعث حرج نہیں۔

جہاں تک ابن قتیبہ کے علم کے بارے میں بات ہے تو طعنہ زن اس میں منصف کی جانب معدوم نہیں ہوا۔ جہاں تک بات ہے ان لوگوں کے بارے میں جنھوں نے یہاں پر انھیں منصف ٹھہرایا ہے تو قریباً یہی وہ لوگ ہیں، جنھوں نے وہاں پر آپ کو انصاف پسند قرار دیا ہے۔ جب انھوں نے ابن قتیبہ کے عقیدہ کے بارے میں بات کی ہے۔ وہاں ان کی باتیں تقریباً ایسی ہی ہیں، جیسے ان کی باتیں یہاں ہیں۔

جہاں تک آپ کے علم کے بارے میں تہمت لگانے والوں کا معاملہ ہے تو ہم انھیں اور قسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لوگ پاتے ہیں۔ ابن قتیبہ کے علم کا انکار کرنے والوں میں شاید قدیم ترین شخص ابن الانباری (۳۲۸ھ) ہے۔ آیئے ہم ابن تیمیہ کی زبانی سنیں کہ وہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ''ابن الانباری آیات متشابہات کے معانی میں سب لوگوں سے بڑھ کر کلام کرنے والا ہے۔ وہ ان آیات کے بارے میں ایسے اقوال بیان کر جاتا ہے جو سلف میں سے کسی سے بھی منقول نہیں۔ وہ قرآن مجید کے بارے میں اپنے اقوال کے لیے عربی زبان کے شاذ معانی سے حجت پکڑتا ہے''۔ ابن الانباری کا اس سے مقصد ابن قتیبہ پر نکیر و اعتراض کرنا ہوتا ہے۔

﴿ص ۶۱﴾ ابن الانباری کے بعد ابوالطیب (۳۵۱ھ) ہے۔ وہ اپنی کتاب مراتب النحویین میں کہتا ہے، ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری نے ابوحاتم اور الریاشی سے علم حاصل کیا۔ نیز اصمعی کے بھتیجے عبدالرحمٰن سے کسب فیض کیا۔ ابن درید نے ان تمام سے علم حاصل کیا نیز اشناندانی سے مگر یہ کہ ابن قتیبہ نے اس کے خلاف کوفیوں کی حکایات سے خلط ملط کر دیا جو اس نے ثقہ لوگوں سے نہ لی تھیں۔ وہ ایسی چیزیں شروع کرتا تھا جنھیں صحیح نہج پر قائم نہیں رکھ پاتا تھا۔ جیسے اس نے نحو کے بارے میں اپنی کتاب تالیف میں کیا اور جیسے ان نے خوابوں کے تعبیر کے بارے میں اپنی کتاب کے سلسلے میں کیا۔ اسی طرح اس نے نبی اکرم ﷺ کے معجزات کے بارے میں اپنی کتاب، نیز عیون الاخبار، المعارف، الشعراء وغیرہ کی تالیف میں کیا۔ علماء نے تو اسے عیب و تساہل پر محمول کیا جب کہ عوام اور بے بصیرت افراد میں ان کتابوں کی مانگ بڑھی۔

ابن الانباری اور ابوالطیب کے بعد ہم الحاکم ابوعبداللہ محمد نیشاپوری (۴۰۵ھ) کو دیکھتے ہیں جو کہتا ہے ''امت کا اس پر اجماع ہے کہ القتیبی کذاب ہے''، اس طرح ہم ''ابن تغر بیردی (۸۷۴ھ) کو پاتے ہیں، وہ روایت کرتا ہے ''ابن قتیبہ خبیث اللسان تھا، بڑے بڑے علماء پر تنقید کرتا تھا''۔

جن اہل علم نے ابن قتیبہ کی تنقیص کی ہے، ان کا کلام ہر حالت میں دو صورتوں سے باہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے، ایک صورت میں علمی ماخذ ہیں اور دوسری صورت میں گالم گلوچ اور تشہیر و بدنام کرنا ہے۔

ہمیں اس میں شک نہیں کہ ابن قتیبہ کی منہ زور خواہش ہی تھی، جس نے انھیں مختلف میدانوں میں اترنے پر آمادہ کیا۔ پھر اس زبردست خواہش کے زیر اثر انھوں نے ایسی ذمہ داریاں اپنے سر لیں، جنھیں وہ کما حقہ ادا نہ کر پائے، بالفاظ دیگر یکساں معیاری علمی کام سرانجام نہ دے سکے۔ بسا اوقات اس خواہش نے انھیں اتنا مواد یک جا کرنے پر مجبور کر دیا کہ اس قدر بڑی مقدار میں مواد جمع کرتے وقت انسان کے لیے تلاش و جستجو اور تثبت برقرار رکھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی چیز نے دوسری صورت کے مخالفین کو آپ پر جھوٹ بولنے وغیرہ جیسے الزامات عائد کرنے کا موقع دیا۔

﴿ص ۶۲﴾ ۳۔ کتاب المعارف

یہ ابن قتیبہ کی مشہور کتابوں میں سے ایک ہے۔ آپ کے حالات زندگی بیان کرنے والے مورخین کی بہت بڑی تعداد نے آپ کی اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ حالات زندگی بیان کرنے والوں کا یہ وطیرہ نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی سب کتابیں بیان کر دیں۔ وہ صرف اس کتاب کے بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں، جس کا علم ان تک پہنچتا ہے یا یہ حضرات اس کتاب کے کوئی اثرات پاتے ہیں۔ اب ان سب کا ایک چیز پر اجماع کر لینا، اس کے عام ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ گمان صحیح ہو تو پھر اس چیز کی قدر دانی کی بھی دلیل ہے۔ اس کتاب المعارف کا تذکرہ ان مورخین نے کیا ہے: ☆ابن الندیم (۳۸۵ھ) نے الفہرست میں۔ ☆خطیب بغدادی (۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں۔ ☆سمعانی (۵۶۲ھ) نے اپنی کتاب الانساب میں۔ ☆ابن الانباری (۵۴۷ھ) نے اپنی کتاب نزھۃ الالبا میں۔ ☆قفطی (۶۴۶ھ) نے اپنی کتاب انباہ الرواۃ میں۔ ☆ابن خلکان (۶۸۱ھ) نے اپنی کتاب وفیات الاعیان میں۔ ☆ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے اپنی کتاب البدایۃ والنہایۃ میں۔ ☆صاحب طبقات فقہاء السادۃ الحنفیۃ نے۔ ☆الطیب (۵۹۲ھ) نے اپنی کتاب قلادۃ النحر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی وفیات اعیان الدھر میں۔ ☆ابن العماد (۱۰۳۲ھ) نے اپنی کتاب شذرات الذھب میں۔ ☆حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں۔

سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کتاب کا نام ''المعارف'' ہے۔ حاجی خلیفہ اس نام پر اضافہ کرتے ہوئے اسے ''المعارف فی التاریخ'' کہتا ہے۔ اس اضافہ کا بھی ایک پس منظر ہے۔ بہت پہلے سے کچھ لوگوں نے ابن قتیبہ کی جانب تاریخ کے موضوع پر ایک کتاب منسوب کی ہے۔ مسعودی کہتا ہے اور مسعودی سے یہ بات حاجی خلیفہ نقل کرتا ہے اور وہ ابو حنیفہ الدینوری ۲۸۲ھ کی تاریخ کی بابت بیان کرتا ہے۔ مسعودی نے کہا ''وہ بڑی ہے۔ جو ابو حنیفہ الدینوری نے بیان کیا وہ ابن قتیبہ نے لے لیا وار اسے اپنا قرار دے دیا''۔

﴿ص ۶۳﴾ دمشق کے خزانۃ ظاھریۃ کی فہرست سے بھی اسی نام کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ (نمبر ۸۰ تاریخ) میں ایک کتاب کا نام درج ہے ''تاریخ ابن قتیبہ''۔

لوگ اس بارے میں شک ہی میں رہے حتیٰ کہ پروفیسر اسحاق الحسینی کو موقع ملا۔ وہ اپنی تحقیق کے دوران اس نسخہ کو دیکھ پائے اور اس کا تحقیقی مطالعہ کیا تو ان پر واضح ہوا کہ یہ تو خود کتاب المعارف ہی ہے۔ شاید پہلے کسی نے اس کا نام پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ تاریخ کے بارے میں کوئی الگ سے چیز ہے اور یہ ابن قتیبہ کی ہے، چنانچہ اس کو اس کے نام کا عنوان دے دیا۔

شاید ابن قتیبہ پہلا شخص ہے، جس نے المعارف نام سے کتاب لکھی۔ ہمارے علم میں کوئی ایسا صاحب علم نہیں، جس نے ابن قتیبہ سے پہلے اپنی کتاب کا یہ نام رکھا ہو۔ البتہ ہم ابن قتیبہ کے بعد آنے والے حضرات کو جانتے ہیں، جنھوں نے اپنی اپنی کتابوں کا نام المعارف رکھا۔ چنانچہ ابوالفتوح ناصر بن محمد (۴۴۴ھ) کی اس نام سے کتاب ہے۔ ابو حامد محمد بن احمد غزالی (۵۰۵ھ) کی کتاب کا نام المعارف الفعلیہ ہے۔ جب کہ محمد بن عبدالملک الھمدانی (۵۲۱ھ) کی کتاب کا نام المعارف فی التاریخ ہے۔ ابوالغنائم سعید بن سلیمان الکوفی (۶۱۶ھ) کی کتاب کا نام ہے معارف القلوب بذکر کشف الغیوب جب کہ امام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشبندی احمد بن عبداللہ (۱۰۳۴ھ) کی کتاب کا نام ہے: المعارف الدینیة ہے۔

یہ نام رکھنے کا مقصد، معرفت کے مختلف رنگوں کو ایک دوسرے سے یکجا کرنا اور ملانا ہے تاکہ وہ باہم مربوط و متعلق ہو جائیں۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ الگ الگ تھے۔ ان میں ملے جلے رنگوں کے لیے المعارف کا نام ہی زیادہ موزوں و مناسب ٹھہرا۔

اگرچہ ابن قتیبہ نے یہ نام رکھنے اور اسے اپنی کتاب کا عنوان بنانے میں سبقت حاصل کر لی ہے۔ مگر اس رنگ کے تالیف معرض وجود میں لانے میں، وہ پیچھے ہیں۔ چنانچہ وکیع قاضی محمد بن خلف ﴿ص ۶۴﴾ کی کتاب الشریف ہے۔ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب ''المعارف'' اس کے رنگ میں لکھی ہے۔ جب کہ وکیع ابن قتیبہ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ ابن قتیبہ نے ان کے حوالے سے حدیث بیان کی اور اپنی کتاب ''عیون الاخبار'' میں ایک سے زیادہ مقامات پر روایت کی ہے۔

محمد بن حبیب بغدادی (۲۴۵ھ) کی کتاب کا نام المحبّر ہے۔ یہ تقریباً کتاب المعارف کے ابواب کے ساتھ بکثرت متفق ہے۔ اگرچہ اندازِ بیان الگ الگ ہے۔ حتیٰ کہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب ''المعارف'' اس کتاب سے نقل کی ہے۔ چنانچہ مفضل بن سلمۃ کے مقدمۃ الفاخر میں ہے ''احمد بن عبیداللہ بن احمد سے روایت ہے کہا: ہمیں اس کتاب کی املاء ابوبکر محمد بن یحییٰ الصدلی رحمہ اللہ نے کروائی۔ آپ کا اسے ہمارے لیے املاء کروانے کا خاص سبب یہ ہوا کہ ایک شخص آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا وہ ابوبکر محمد بن قاسم الانباریؒ کی مجلس میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ آپ نے ایک دن اس کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی تو اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ تو اسے پایا کہ وہ کتاب الزاہر سے مجلد ہے۔ اس پر فرمایا، یہ مفضل بن سلمہ کی کتاب الفاخر سے نقل کی گئی ہے۔ جیسے کہ ابو محمد بن قتیبہ نے اپنی کتاب المعارف، ابن حبیب کی کتاب المحبر سے نقل کی''۔

ہم ایک ہم عصر مؤلف ابن رستہ ابوعلی احمد بن عمرو کو دیکھتے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاعلاق النفاسیۃ میں وہ تمام ابواب شامل کر دیئے ہیں جو کتاب المعارف میں موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے بتایا ہے الاوائل، الاشراف، اھل العاھات، اسماء المعلمین کے بارے میں نیز ان لوگوں کے بارے میں جو ایک نسق و ترتیب میں رہے۔

دونوں کتابوں کا تحریری مواد تقریباً ایک جیسا ہے اور مصادر بھی ایک ہی ہیں۔

اب جیسے ابن قتیبہ نے دوسروں سے لیا ہے اور ان سے نقل کیا ہے۔ اگر یہ درست ہے، تو پھر ابن قتیبہ نے جو کچھ اپنی کتاب المعارف میں بیان کیا ہے، اسے بھی دوسروں نے بیان کیا ہے اور اسی کے اسلوب و انداز کو اختیار کیا گیا ہے۔ ابن جوزی (۵۹۷ھ) نے اپنی کتاب تلقیح فھدم الاثرۃ فی التاریخ والسیرۃ میں وہ نہج اپنایا ہے، جو ابن قتیبہ نے اپنی کتاب المعارف میں اختیار کیا ہے۔ اور اس میں اسی کے اسلوب کی نقل کی ہے۔

﴿ص ۶۵﴾ پس کتاب المعارف ایک انسائیکلوپیڈیا ہے، جو ترتیب و یکجہتی سے متصف ہے۔ یہ ایک خوبصورت انتخاب ہے۔ اس کی ابواب بندی مہارت سے کی گئی ہے۔ اس کتاب میں ایک دوسرے میں پیوست شاخ در شاخ انساب (نسبوں) کو انتہائی جامعیت و ایجاز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تاریخ کی اس طرح تلخیص کرتی ہے کہ اس کی روانی میں خلل و رکاوٹ نہیں ہوتی۔ پھر یہ نوادرات، پرلطف اور پرمزاح باتوں کو ایک ایسے سلیقے اور اسلوب سے پیش کرتے ہے جو بہت پیارا اور دل آویز ہے۔ یہ باتیں بیان کرنے میں مؤلف کسی اہم چیز کو نظر انداز نہیں کرتے، اسے سامنے لانے سے نہیں چوکتے۔ ضرور اہم باتوں کی طرف اشارہ کر کے انھیں واضح کر دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ مطلوبہ مراجع میں سے بعض کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ جب کہ ہم چاہتے ہیں کہ کاش وہ مراجع کے حوالے بکثرت دیتے۔

ابن قتیبہ وغیرہ مورخین میں یہی تو ایک عیب ہے کہ وہ خبر کو اس کی سند کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں اور پھر اس سند کے بارے میں بہت اشتیاق بھی رکھتے ہیں۔ کاش کہ ان کا ہی جذبہ و اشتیاق مراجع کو بیان کرنے کے بارے میں ہوتا۔ اگر یہ جذبہ ہوتا اور اس کے ساتھ مراجع کا التزام بھی کیا جاتا تو اس نوع کے انسائیکلوپیڈیا کا نفع زیادہ وسیع اور زیادہ عام ہوتا مگر ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کا اپنا ایک خاص اسلوب ہوا کرتا ہے۔ ہمارے متقدمین کا یہی اسلوب تھا۔ ان میں ابن قتیبہ بھی شامل ہیں۔

اس انسائیکلوپیڈیا، میری مراد ہے کتاب المعارف، نے ہر وہ چیز اپنے دامن میں سمیٹ رکھی ہے، جس کے لوگ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے بارے میں جاننے کے لیے بے تاب ہوا کرتے ہیں۔ اپنے بزرگوں کے بارے میں حالات، اخبار و واقعات لوگ اس کتاب میں پڑھ سکتے ہیں۔ یہ کتاب بلاشبہ، اس دور کی ثقافتوں کے رنگوں میں سے ایک رنگ سے رنگین ہے۔ یہ کتاب آپ کو ہر وہ چیز بتائے گی جو لوگ جاننے کے مشاق و دلدادہ ہوا کرتے ہیں۔

ابن قتیبہ کی کتاب المعارف اب تک ایک لائق اعتماد مرجع ہے، جس کی طرف پورے اعتماد کے ساتھ رجوع کیا جاتا ہے۔ جب بڑی بڑی ضخیم کتابیں ضروری امور سے خالی ہوتی ہیں تو اس وقت یہ کتاب اپنے قارئین کی حاجت روائی کرتی ہے اور انہیں ضروری معلومات فراہم کرتی ہے۔ جب انسان تفصیلات کے درپے نہیں ہونا چاہتا اور اصل حقائق سے آشنا ہونے پر اکتفا کرنا چاہتا ہے تو اس وقت یہ کتاب اس کی بہت مدد کرتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: مقدمہ

۱ بادوریا، بغداد سے مغربی سمت واقع تھا۔ (معجم البلدان)

۲ یہ ایک نہر ہے جو محول کے مقام سے نکلتی ہے اور دجلہ میں گرتی ہے۔ (معجم البلدان)

۳ یعقوبی، البلدان (بغداد)

۴ معجم البلدان، (الھاشمیۃ) یعقوبی، البلدان

۵ راوندیہ، روافض المولیہ کا ایک فرقہ تھا جن کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کی روح ان کے آئمہ کے جسموں میں حلول کر جاتی ہے۔ راوندیہ نے اس حلول کا دعویٰ سب سے پہلے دولت عباسیہ کے ساتھی ابو مسلم (خراسانی) کے بارے میں کیا۔ (الفرق بین الفرق، ۱۶۳)

۶ طبری (۲۳۴:۶) مطبعۃ الاستقامہ۔ ابن اثیر، الکامل (۱۴:۵) طبع ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ

۷ یعقوبی، البلدان

۸ مقلاص ایک چور تھا جو بغداد کے اطراف میں رہا کرتا تھا اور چوری کے حوالے سے مشہور تھا، منصور کو بھی اسی لقب سے پکارا جاتا تھا، جب اس نے ایک بچے کی مٹھائی چرالی تھی اور اس وقت وہ کم عمر اور کم عقل تھا، اس واقعہ کی تفصیل یاقوت نے (بغداد) کے تحت ذکر کی ہے۔

۹ ابن اثیر، الکامل

۱۰ طبری

۱۱ تاریخ بغداد (۷۸:۱)

۱۲ یہ کتاب مطبعۃ الفرات، بغداد میں ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی۔

۱۳ عربی ترجمہ (۸:۲) دار العلم للملایین، بیروت

۱۴ شائع کردہ مطبعۃ الاستقامہ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء

۱۵ طبری، ابن اثیر، البلدان

۱۶ ابن صاعد، طبقات الامم، بیروت

۱۷ تاریخ الشعوب الاسلامیہ (۱۱:۲)

۱۸ ابن اثیر (۷:۶)

۱۹ البیان والتبین (۱۵۶:۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰ آغانی (۶۱:۶)

۲۱ تاریخ بغداد القدیم والحدیث (ص:۱۰)

۲۲ تاریخ بغداد (۸۶:۱ـ۸۷)

۲۳ ارشاد الاریب (۱۱،۳:۶)، الاغانی (۵۵:۳)

۲۴ تاریخ الامم الاسلامیہ (۸۹)

۲۵ تاریخ آداب اللغۃ العربیہ (۲۲)

۲۶ الاغانی (۳۹:۷)

۲۷ مختصر الدول

۲۸ ابن طقطقی، الفخری

۲۹ تاریخ الشعوب الاسلامیہ (۳۹:۲ـ۴۱)

۳۰ الاغانی (۷۸:۱۲، ۸۵:۱۳، ۹۷:۲۱)

۳۱ الاغانی (۱۳۰:۷)، وفیات الاعیان (۱۹۰:۱)، الشعر والشعراء (۴۷۸) ابن معتز، طبقات الشعراء (۵۴)

۳۲ الاغانی (۷۳:۱۳)، وفیات الاعیان (۱۶۵:۱)، الشعر والشعراء (۴۹۰)، ابن المعتز (۶۷)، تاریخ بغداد (۱۴۸:۸)

۳۳ الاغانی (۱۹:۳، ۴۸:۶)، ابن خلکان (۸۸:۱)، الشعر و الشعراء (۴۷۶)، ابن المعتز (۲۱)، تاریخ بغداد (۱۱۲:۷)

۳۴ ابن المعتز (۹۰)، معجم الادباء، تاریخ بغداد (۳۰۳:۹)، فوات الوفیات (۱۹۱:۱)

۳۵ الاغانی (۲:۷)، ابن المعتز (۳۲)

۳۶ تاریخ بغداد (۱۴۲:۱۳)، الاغانی (۳۶:۹)، الشعر والشعراء (۴۸۱)

۳۷ تاریخ بغداد (۲۴۲)، الاغانی (۱۱۰:۲۱)، ابن المعتز (۹۹)

۳۸ تاریخ بغداد (۶۵:۱۳)، ابن المعتز (۲۴۲)، الاغانی (۱۷:۱۲)، ابن قتیبہ (۵۴۶)

۳۹ تاریخ بغداد (۴۴:۷)، الاغانی (۷۳:۲۰)، ابن الندیم، الفہرست (۱۶۳)

۴۰ تاریخ بغداد (۱۲۸:۱۲)، والموشح (۲۹۰)، الاغانی (۱۵:۸)، ابن خلکان (۲۴۵:۱)

۴۱ تاریخ بغداد (۴۰۱:۵)، الاغانی (۱۰۸:۱۵)، ابن قتیبہ (۵۳۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲ تاریخ بغداد (۹:۴۳۶)، ابن المعتز (۱۹۳)، ابن قتیبہ (۵۰۱)

۴۳ الاغانی (۹:۱۷)، ابن المعتز (۱۱۹)، ابن قتیبہ (۵۵۳)

۴۴ تاریخ بغداد (۱۲:۴۴۵)، ابن المعتز (۲۲۶)، ابن قتیبہ (۵۱۵)، الاغانی (۱۵:۳۵)

۴۵ تاریخ بغداد (۷:۴۵)، ابن المعتز (۲۵۱)، الاغانی (۱۷:۳۵)، ابن قتیبہ (۵۶۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ مؤلف

از

(ابن قتیبہ الدینوری)

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو ساری دنیا والوں کا پالنے والا ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ، ان کی آل واصحاب پر اللہ کا درود وسلام ہو۔

ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کہا:

یہ ایک کتاب ہے، جس میں میں نے ان معلومات (معارف) کو جمع کر دیا ہے، جن کا سیکھنا اور جن کو یاد کرنے کے لئے محنت اور مشق کرنا اس شخص کے لئے از بس ضروری ہے جس کو اعلیٰ مرتبہ بخشا گیا ہے، ادب کے ذریعہ پست طبقہ سے نمایاں کیا گیا ہے اور علم و بیان عطا فرما کر جسے عوام الناس پر برتری دی گئی ہے کیوں کہ اگر اسے بادشاہوں کی مجلس میں شرف ہم جلیسی حاصل ہو، شرفاء کی محفلوں میں ہم نشینی کی عزت نصیب ہو اور علماء کے حلقوں میں ہم کلامی کی فضیلت میسر ہو، تو وہ ان (معلومات) سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت کم مجلسیں ایسی ہوں گی جنہیں واقعات کی نشان دہی کی غرض سے منعقد کیا جائے، یا وہ علمی آگاہی مہیا کرنے کے لئے برپا کی جائیں یا ان میں شرافت و جواں مردی کی روش اپنائی جائے، اور وہ ان معلومات (معارف) کے اسباب وانواع میں سے کسی سبب اور کسی نوع کے اصول پر مبنی نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور ان میں ان معلومات کا بیان و ذکر نہ ہو۔ (ان محفلوں میں) خواہ کسی نبی کا ذکر آئے، کسی بادشاہ کا تذکرہ ہو، کسی عالم کا بیان ہو، کسی نسبی سلسلہ کا مذکور ہو، گذشتہ زمانہ وافراد کا قصہ ہو، یا عرب جاہلیت کی جنگوں سے کسی جنگ کا حال ہو (ان کے شرکاء کے لئے) نفس واقعہ، مقام قبیلہ، زمانہ، بادشاہ، شخصِ مذکور کا حال اور مثلِ مشہور کا سبب جاننا ضروری ہوتا ہے۔

میں نے ایسے بہت سے شرفاء کو دیکھا ہے جو اپنے ہی نسب سے ناواقف ہیں اور کتنے ایسے اعلیٰ و بلند رتبہ لوگ ہیں جو اپنے ہی اسلاف سے بے خبر و بے علم ہیں۔ خود قبیلہ قریش کے کتنے افراد ہیں جن کو نہ تو یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ان کے اہل (بیت) اور ان کے مشہور صحابہ کے ساتھ کیا قرابت داری ہے اور ان سے ان لوگوں کا سلسلۂ نسب کہاں جا کر ملتا ہے۔ اسی طرح میں نے بہت سے ایسے عجمی بادشاہ زادے دیکھے ہیں، جن کو نہ تو اپنے آباء واجداد کے حالات اور نہ ان کے زمانوں کا کوئی علم ہے۔ ایسے لوگوں کو بھی میں جانتا ہوں جو کسی فصیلہ کی جانب اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور انہیں یہی معلوم نہیں کہ وہ کس عمارۃ (فصیلہ سے اوپر کی قبائلی تقسیم) سے وابستہ ہیں۔ یا یہ کہ وہ کس بطن (قبیلہ کی ذیلی شاخ) سے نسبت رکھتے ہیں اور انہیں یہی علم نہیں کہ اس بطن کا کس قبیلہ سے تعلق ہے۔ ایسے لوگ بھی میری نظر میں ہیں جنھوں نے اپنے قبیلہ کو چھوڑ کر ایسے شخص سے اپنا نسبی تعلق جتایا جس کی نسل چلی ہی نہیں اور وہ لاولد فوت ہوگیا مثلاً میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ اپنا سلسلۂ نسب ابوذر غفاری سے جوڑتے تھے، حالانکہ ابوذر کی نسل نہیں چلی۔ اسی طرح ایک صاحب حسان بن ثابت سے اپنا نسب جوڑتے تھے جب کہ حسان کی نسل موجود ہی نہیں ہے۔ اسی طرح ایک شخص خلیفہ مامون کے دربار میں حاضر ہوا۔ اس کی عمدہ گفتگو سے مامون بہت متاثر اور محظوظ ہوئے اور اس سے اس کی نسبی وابستگی کے بارے میں دریافت کیا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ وہ قبیلہ طی سے تعلق رکھتا ہے اور حاتم طائی کے بیٹے عدی بن حاتم کی نسل میں ہے۔ مامون نے پھر پوچھا کیا تم (عدی) کی صلب سے ہوا۔ وہ شخص بولا جی ہاں، اب مامون نے کہا، افسوس تم نے غلط بات کہی ابوطریف (عدی بن حاتم) کی نسل چلی ہی نہیں۔ اس شخص نے اپنے کو بے خبری کی وجہ سے ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص کی جانب منسوب کیا جس کی نسل منقطع ہوگئی۔ یہ بات اس سے بھی زیادہ شرم ناک ہے کہ اس نے اپنے نسب سے بے اعتنائی برت کر اسے چھوڑ دیا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی ادب میں امام ہوتا ہے، دوسرے اس کی اتباع کرتے ہیں وہ دوسروں سے سبقت لے جاتا ہے اور اس کو ادب میں بڑا کمال حاصل ہو جاتا ہے مگر وہ بعض ایسی باتوں کو محفوظ رکھنے سے غافل ہو جاتا ہے جن کو یاد رکھنے کا وہ دوسروں سے بڑھ کر حق دار تھا اور اس غفلت سے اسے خفت و ذلت اٹھانی پڑتی ہے مثلاً فقہ کی باریکیوں کی جستجو کرنے والا 'ابواب الصلوۃ' اور 'ابواب الفرائض' سے غفلت برتے اور اسے چھوڑ دے یا حدیث کی روایات کے طریقوں کی تحقیق کرنے والا شخص حدیث کے متن اور اس کی معانی سے ناواقف ہو یا علم نحو کا ماہر تعلیل و تصریف، اگر کوئی رقعہ لکھے اور اس میں زبان کی غلطی کا ارتکاب کرے یا کوئی شعر غلط پڑھے اور تلفظ کی غلطی کرے (ان تمام غلطیوں کے سرزد ہونے سے اہل علم و فضل و شرف کو خفت اٹھانی پڑتی ہے)۔

میری یہ کتاب معلومات (معارف) کے مختلف فنون و انواع پر مشتمل ہے (مثلاً) تخلیق کائنات کا آغاز، انبیاء علیہم السلام کے قصے، ان کے زمانے، ان کے حلیئے، ان کی عمریں، ان کی اولاد اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے اور ان کے بعد دور فترت میں انبیاء کی اولاد کا مشرق و مغرب، سواحل سمندر، صحراؤں اور ریگستانوں میں منتشر اور آباد ہونا۔ (پھر) انساب عرب کا بیان اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے اور صرف مشہور عمائر اور بطون تک محدود ہے۔ (پھر) اخبار رسول ﷺ، آپؐ کے نسب کا بیان، آپؐ کے چچاؤں، پھپیوں، خالاؤں، دادیوں، نانیوں، دایوں، بیویوں، بیٹیوں اور غلاموں کے تذکرے، آپؐ کی بعثت کے حالات اور مغازی کے تذکرے، اور آپؐ کا وصال۔ (پھر) عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم کا تذکرہ اور مشہور صحابہ کرام کے حالات۔ (پھر) معاویہ سے لے کر احمد بن محمد بن معتصم، الملقب بہ المستعین باللہ تک خلفاء (بنی امیہ و بنی عباس) کا تذکرہ۔ (پھر) حکم رانوں کے مشہور ساتھیوں اور ان کے خلاف خروج کرنے والوں کا تذکرہ۔ (پھر) تابعین اور تبع تابعین کا تذکرہ۔ (پھر) اصحاب الرائے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاملین حدیث، حجاز، مکہ، عراقین (بصرہ، کوفہ) اور شام کے قاریانِ قرآن، ماہرین انساب، صاحبان اخبار و تاریخ، راویان شعر، (اصحاب) غریب، علماء نحو کے تذکرے۔ (پھر) صحابہ و تابعین میں سے قطع تعلق کرنے والوں کا ذکر، ان لوگوں کا تذکرہ جنہوں نے سب سے پہلے کوئی عمل کیا جو ان کے بعد ایک عرصہ تک باقی رہا، مشہور مساجد مثلاً کعبہ، بیت المقدس، مسجد نبوی، مسجد بصرہ، مسجد کوفہ، مسجد دمشق کا ذکر کہ وہ کب بنیں اور کن لوگوں نے ان کی تعمیر کی، جزیرہ عرب کا حدود اربعہ، سواد، دجلہ، فرات کے مابین الجزیرہ اور نجد، حجاز و تہامہ کے حدود، فتوحات کی خبریں کہ کونسے علاقے جنگ سے اور کون سے علاقے صلح سے تسخیر ہوئے۔ جو لوگ عراق بصرہ و عراق کوفہ کے بیک وقت والی ہوئے تھے ان کا ذکر، مہاجرین اول اور بعد کے مہاجرین میں فرق، مخضرمین کا ذکر، بنی تغلب کے نصاری سے صدقہ کی دوگنی رقم وصول کرنے کا سبب، زمانہ جاہلیت میں مذاہب عرب کا بیان، رفض، تشیع، ارجاء (مرجیہ) قدر (معتزلہ) سے تعلق رکھنے والوں کے نام، زمانہ جاہلیت میں شرفاء کے پیشے (ذریعہ معاش) مختلف امراض میں مبتلا آفت رسیدہ لوگوں کا تذکرہ کہ برص، لنگ، بہراپن، اعضائی بریدگی، کوڑھ، بھینگا پن، کڑنجے (نیلی آنکھوں والے) دانتوں کا ہونٹوں سے باہر ہونا، چہرے پر بال بہت کم ہونا، کند ذہنی، کانڑاپن اور نابینائی میں کون سے لوگ مبتلا تھے، تسلسل سے وقوع پذیر امور کا ذکر جن کی کوئی اور مثال موجود نہیں، حد سے زیادہ دراز قامتوں اور حد سے کم پستہ قدوں کا تذکرہ، ان لوگوں کا احوال جو شکم مادر میں مدت حمل سے زیادہ عرصہ تک یا کم عرصہ رہے، طاعونوں اور ان کی اوقات کا بیان (عہد جاہلیت) کی مشہور جنگوں یعنی ذی قار، فجار اول و دوم، حلف الفضول، حلف المطیبین، حرب بکر و تغلب، حرب داحس و غبراء کا بیان، ان لوگوں کے قصے جن کے نام ضرب الامثال ہو گئے، مثلاً حاجب کی کمان، باقل کی بیوقوفی، ماریہ کی جھمکے، خریم ناعم، ساباط کا حجام، شقائق النعمان بن منذر، خرافہ کی بات، برجان چور، سحبان وائل، اور خطیب طفیل جس کی جانب طفیلی منسوب ہیں، العطف کا خزانہ، کسعی کی پشیمانی، عرقوب کے وعدے، حنین کے موزے، منشم کا عطر وغیرہ۔ (پھر) حیرہ کے بادشاہوں کا ذکر، ردافہ (کی تحقیق) بادشاہان یمن کے حالات،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہان فارس وغیرہ کا تذکرہ، ان کی تعداد، مدت حکومت اور مختصر حالات درج کئے گئے ہیں۔

یہ تمام باتیں جو میں نے بیان کی ہیں، ان میں میرے پیش نظر ایجاز و اختصار اور تخفیف و آسانی رہی ہے اور میرا مقصد یہ رہا ہے کہ ان خبروں کو بیان کروں جو مشہور ہیں اور ان واقعات کا ذکر نہ کروں جو گم نام اور غیر مشہور ہیں۔ جن واقعات کے اسباب زباں زد عوام ہیں انھیں بیان کروں اور جن کے اسباب عموماً لوگوں کی زبانوں پر نہیں ہیں، انہیں نہ بیان کروں اگر میں تمام واقعات کی تفصیل میں جاتا تو کتاب طویل ہوجاتی اور اسے یاد کرنا تو ایک طرف رہا لوگ اس کے لکھنے سے بھی عاجز ہوجاتے۔ پوشیدہ اور غیر واضح امور، ظاہر و واضح امور سے گڈمڈ اور خلط ملط ہوجاتے۔ وہ کانوں کو ناگوار ہوتے، لوگ انھیں سننا گوارا نہ کرتے اور ان سے اوب جاتے۔ نفس انسانی کا خاصہ یہ ہے کہ وہ جس بات کے اسباب سے واقف ہوتی ہے اس پر زیادہ توجہ دیتی ہے، اس کا مطالعہ کرتی ہے، اس سے زیادہ وابستہ اور اس سے زیادہ تعلق رکھتی ہے۔

(اے قاری) اس کتاب میں جو کچھ بیان ہوا ہے میں نے اس کا سیکھنا اور جاننا تم پر ضروری قرار دیا ہے اگر میں نے اس میں طوالت اختیار کی ہوتی اور وہ باتیں بیان کی ہوتیں جن کی تمہیں ضرورت نہیں ہے، تو میں زیادہ عرصہ تک تمہیں تھکاتا اور پریشان کرتا رہتا اور تمہیں مجبور کردیتا کہ تم اس میں سے کچھ یاد رکھنے اور جاننے کے لئے اپنے پلے باندھ لو اور کچھ دوسری باتوں کو چھوڑ دو۔ میں نے (ایجاز سے کام لے کر) تم کو اس (کچھ لو اور کچھ چھوڑو) سے بے نیاز کردیا ہے اور بڑی احتیاط سے تمھاری خاطر (طوالت کے) بوجھ کو ہلکا کردیا ہے اور بھائی حفاظ (اخبار و احادیث) و ماہرین انساب کی نگاہ سے انھیں دیکھا ہے۔

مجھے امید ہے اس (کتاب) کے ذریعہ تمھارے لئے آرزوئے جان اور تسکین قلب کا سامان میں نے بہم پہونچا دیا ہے اور تمھاری ہدایت اور رہ نمائی کے ضمن میں میں نے جو غور و غوض کیا ہے اس میں توفیق ایزدی و حسنِ ثواب میرے شامل حال رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

﴿ص۶﴾ (الف) تخلیق کائنات [1]

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ میں نے تورات کے سفرِ اول میں پڑھا ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوقات میں سب سے پہلے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ زمین اجاڑ تھی اور پانی پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اللہ کے حکم سے پانی کی سطح پر ہوا چل رہی تھی۔ اللہ نے چاہا کہ روشنی ہو، سو روشنی ہوگئی۔ اللہ نے اس کو پسند فرمایا۔ اس لئے اسے اندھیرے سے ممتاز کر کے اس کا نام دن رکھ دیا اور اندھیرے کو رات کا نام دیا اب شام ہو چکی تھی اور پہلا دن تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ پانی کے درمیان ایک چھت ہونی چاہیے، جو (نیچے کے) پانی اور (اوپر کے) پانی کے مابین حائل ہو، تاکہ اوپر کے پانی اور نیچے کے پانی کے درمیان ایک فرق و امتیاز قائم ہو جائے۔ اللہ نے اس چھت کا نام آسمان رکھ دیا اب شام ہوگئی اور یہ دوسرا دن تھا۔

ابو محمد (ابن قتیبہ) کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو الخطاب نے، ان سے مالک بن سُعیر نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، اللہ تعالیٰ کے قول **والبحر المسجور** (سورۃ طور: آیت ۶) کے متعلق ابو صالح کے حوالہ سے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ وہ ایک سمندر ہے جو عرش کے نیچے ہے۔ یہ روایت تورات کی اس روایت کے مشابہ ہے کہ آسمان دو سمندروں کے بیچ میں ہے۔

ہم تورات کے بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں اللہ بزرگ و برتر نے حکم دیا کہ وہ سارا پانی جو آسمان کے نیچے ہے ایک جگہ سمٹ جائے۔ اس سے خشکی نمودار ہوئی۔ اللہ نے اس خشکی کو زمین کا نام دیا اور جہاں پانی سمٹ آیا تھا اس کا نام سمندر رکھا۔ اس کے بعد اللہ نے حکم دیا کہ زمین میں سبزہ، پھول اور پھل دار درخت اگیں تاکہ زمین کی خشکی دور ہو جائے۔ یوں زمین میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبزے اور درخت اگے۔ یہ اللہ کو پسند آیا۔ اب شام ہوگئی اور یہ تیسرا دن تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آسمان میں دو روشنیاں ہونی چاہئیں تا کہ ان کی وجہ سے دن اور رات میں تمیز کی جاسکے اور وہ روز و سال کی علامتیں قرار پائیں۔ اس طرح دو روشنیاں پیدا ہوئیں۔ بڑی روشنی آفتاب دن کے لئے اور چھوٹی روشنی (ماہتاب) اور ستارے رات کے لئے۔ اللہ نے انہیں دیکھ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اب شام ہوگئی اور یہ چوتھا دن تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ پانی جانداروں کو حرکت میں لاکر زندہ کرے اور زمین کے پرندے چھت (آسمان) کی فضاء میں پرواز کریں۔ اللہ نے دو بڑے اژدھے پیدا فرمائے۔ پانی نے (حسب الحکم) ہر جنس کے جاندار کو اور ہر پرندے کی جنس کو متحرک کر کے زندہ کر دیا۔ اللہ نے انہیں دیکھا تو انہیں یہ سب اچھا لگا۔ اس نے ان کو دعا دی کہ پھلو، پھولو، بڑھو، اب شام ہوگئی اور یہ پانچواں دن تھا۔

اللہ نے فرمایا ﴿ص ۷۶﴾ ہم اپنی صورت پر ایک بشر پیدا کریں گے۔ سو اس نے زمین کی گندمی رنگت سے آدم کی تخلیق کی اور اس کے چہرے میں زندگی کی روح پھونکی۔ پھر فرمایا کہ آدم تنہا نہیں رہ سکتا میں اسی جیسا اس کا ایک ہم جلیس پیدا کروں گا۔ چنانچہ اس پر نیند طاری کر دی اور اس کی ایک پسلی نکال کر اسے درست کیا اور اس کا نام 'امراۃ' (عورت) رکھا کیوں کہ اسے 'المرء' (مرد) سے لیا گیا تھا۔ اسے آدم کے نزدیک کیا۔ آدم بولے یہ میری ہڈیوں میں سے ایک ہڈی ہے اور میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرد اپنے باپ اور اپنی ماں کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بیوی کے پیچھے بھاگتا ہے اور دونوں بمنزلہ جسدِ واحد ہو جاتے ہیں۔ اللہ نے دونوں کو (آزاد) چھوڑ دیا اور کہا پھلو، پھولو اور بڑھو اور زمین کو (اپنی اولاد سے) بھر دو۔ سمندر کی مچھلیوں پر، آسمان کے پرندوں پر، چوپایوں اور جانوروں پر زمین کی جڑی بوٹیوں پر، اس کے درختوں اور پھلوں پر قابض ہو جاؤ۔ پھر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا کیا تھا انہیں دیکھا تو سب کی سب بہت خوب صورت تھیں۔ اب شام ہوگئی اور یہ چھٹا دن تھا۔

اللہ عزوجل کے تمام اعمال مکمل ہو چکے تھے چنانچہ اس نے تخلیق کے ساتویں دن آرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اور اس دن کو مبارک و مطہر و مقدس بنایا (یہ سبت یعنی سنیچر تھا)۔ ہمارے رب نے عدن میں فردوس (باغ) کی تنصیب کی۔ اس میں ایک دریا تھا جو فردوس کو سیراب کرتا تھا۔ اس دریا کی چار شاخیں ہوئیں۔ **جیحون**، یہ تمام سرزمین حویلاء کو گھیرے ہوئے ہے یہاں عمدہ قسم کا سونا، بلور کے پتھر اور فیروزہ پیدا ہوتے ہیں۔ **سیحون**، یہ دوسرے دریا کا نام ہے یہ سرزمین کوش اور حبش کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ تیسرے دریا کا نام **دجلہ** ہے اور یہی وہ دریا ہے جو اثور (اسیریا والجزیرہ) کی جانب جاتا ہے۔ (راوی کا بیان ہے کہ یہی موصل کا علاقہ ہے)۔ چوتھے دریا کا نام **فرات** ہے۔

فردوس کے بیچوں بیچ اللہ نے **شجرۃ الحیاۃ** (درخت زندگانی) نصب فرمایا۔ (یہیں) **شجرۃ علم الخیر والشر** (نیک و بد کے علم کا درخت) نصب کیا، اور آدم سے کہہ دیا کہ فردوس کے درختوں کے جو پھل کھانا چاہو کھاؤ مگر **شجرۃ علم الخیر والشر** کا پھل نہ کھانا۔ کیوں کہ تم جس روز اس کا پھل کھاؤ گے، مرجاؤ گے۔ ابو محمد (ابن قتیبہ نے) کہا یعنی تمہاری حالت اس شخص جیسی ہو جائے گی جو مرجاتا ہے۔

سانپ زمین پر رینگنے والے جانوروں میں سب سے بڑا مکار و فریبی تھا۔ اس نے عورت سے کہا اگر تم دونوں اس درخت کا پھل کھالو تو ہرگز نہیں مرو گے بلکہ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم دونوں دیوتاؤں کی طرح ہو جاؤ گے اور نیکی و بدی کا تمہیں علم حاصل ہو جائے گا۔ عورت نے اس درخت کا پھل خود کھالیا اور اپنے شوہر کو بھی کھلا دیا۔ (پھل کھا کر) ان کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں یہ معلوم ہوا کہ وہ دونوں برہنہ ہیں۔ اس لئے انہوں نے انجیر کے پتوں کا تہ بند بنا کر (اپنے بدن چھپائے) آدم و حواء نے جنت میں دن نکلنے پر اللہ تعالیٰ کی آواز سنی۔ دونوں جنت کے درختوں میں چھپ گئے۔ اللہ نے ان دونوں کو اپنے پاس بلایا۔ آدم نے کہا میں نے تیری آواز فردوس میں سنی مگر میں اپنے کو عریاں دکھائی دیا اس لئے تجھ سے چھپ گیا۔ اللہ نے کہا تجھے یہ بات کیسے معلوم ہوئی کہ تو عریاں ہے۔ تو نے اس درخت کا پھل کھالیا جس سے تجھے روکا گیا تھا۔ آدم نے کہا مجھے عورت نے وہ پھل کھلا دیا اور عورت نے کہا مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سانپ نے وہ پھل کھلا دیا۔ یہ سن کر اللہ عزوجل نے سانپ سے کہا تیری اس حرکت کے سبب تجھ پر پھٹکار پڑے گی، تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور مٹی کھائے گا۔ تیرے اور اس عورت اور اس کی اولاد کے مابین دشمنی ہو جائے گی۔ وہ تیرا سر کچلیں گے اور تو انہیں ڈسے گا۔ (اللہ عزوجل نے) عورت سے کہا میں تیرے دردزہ اور حمل کو بہت بڑھا دوں گا تو بچے تکلیف سے جنے گی، انہیں اپنے شوہر کو (پال پوس کر) لوٹا دے گی سو وہ تجھ پر مسلط ہو جائے گا۔ آدم سے ارشاد ﴿ص ۸﴾ ہوا ہم نے تیری وجہ سے زمین پر پھٹکار کی، وہ کانٹا اور جھاڑ جھنکاڑ اگائے گی۔ تو اس میں سے سخت مشقت سے اور چہرے اور پیشانی کے پسینے بہا کر کھائے گا۔ یہاں تک کہ تو مٹی کی جانب لوٹ جائے گا کیوں کہ تو بھی مٹی سے بنایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیوی کا نام اس لئے حوا رکھا کہ وہ زندہ (حی) کی ماں ہوں گی۔ اللہ نے آدم وحوا کو جلد (چمڑے) کے لباس پہنائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سوچ کر کہ آدم کو خیر وشر کا علم ہو گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر درخت زندگانی کا پھل توڑ کر کھالے اور حیات جاوداں پا جائے۔ اس لئے اللہ نے اسے جنت عدن کے مشرقی حصہ سے نکال کر زمین پر اتار دیا، کہ وہ اسی زمین سے بنایا گیا تھا۔ یہ تورات کا بیان ہے۔ (جو ختم ہوا)

وہب بن منبہ کی روایت: وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے کہ آدم سے پہلے زمین کے باشندے جنات تھے۔ ان کے ایک گروہ نے کفر اختیار کیا اور آپس میں سخت خوں ریزی کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کے فرشتوں کی ایک فوج کو، جس میں ابلیس بھی تھا اور اس کا سردار تھا، زمین پر جانے کا حکم دیا۔ اس فوج نے لڑ کر وہاں سے جنوں کو نکال باہر کیا۔ (وہب بن منبہ نے) اس بیان پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استشہاد کیا ہے، والجان خلقناہ من قبل من نار السموم (سورۃ حجر، آیت: ۲۷) [یعنی ہم نے اس سے پہلے جنات کو لو کی گرمی سے پیدا کیا] یعنی آدم کی تخلیق سے قبل۔ (ملائکہ کی فوج نے جنات کو) سرحدات کے اطراف اور سمندر کے جزیروں میں ڈھکیل دیا اور ابلیس اور اس کے ساتھی سپاہ کو آباد زمینوں اور سرسبز و شاداب خطوں میں آباد کیا۔ ابلیس کا نام عزازیل تھا۔ اس کے بعد (وہب بن منبہ نے) اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھوں آدم کی تخلیق کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ نے آدم کو ناخن جیسا (چمک دار) لباس پہنایا اور یہ لباس ہر روز جدت اور حسن میں زیادہ ہوتا رہتا تھا مگر جب انہوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھایا تو ان دونوں کے کپڑے اتر گئے۔ اس کپڑے میں سورج کی کرن جیسی چمک تھی مگر (اتارے جانے کے بعد اس کے نشانات صرف) ان دونوں کے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں (ناخن کی شکل میں) باقی رہ گئے۔

(وہب نے) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جمعہ کے دن پیدا کیا۔ آدم وحوا جنت میں چھ دن رہے۔ انہوں نے جنت میں سب سے پہلی چیز جو کھائی وہ انگور تھا۔ جس درخت سے ان دونوں کو منع کیا گیا تھا وہ گندم کا درخت تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم کی خدمت گزاری کے لئے سانپ کو مقرر کیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ خوب صورت تھا۔ اس کی ٹانگیں اونٹ جیسی تھیں۔ جب ابلیس نے جنت میں داخل ہونے کے لئے تمام زمین کے جانوروں سے مدد چاہی تو سانپ کے سوا سبھوں نے اس سے معذوری ظاہر کی۔ سانپ (ابلیس کو) اپنے دانتوں میں سے دو دانتوں کے درمیان دبا کر جنت میں لے گیا۔

(وہب نے) کہا جب اللہ تعالیٰ نے آدم کی توبہ قبول کی تو انہیں مکہ جانے کا حکم دیا۔ ان کے لئے زمین کو لپیٹ دیا (فاصلہ بہت کم کر دیا) اور ان سے صحراؤں کو روک دیا (ان کے سفر میں صحراؤں کی مسافت کو نہایت مختصر کر دیا) وہ زمین کی جس چیز پر اپنا پاؤں رکھتے وہ آباد ہو جاتی تا آنکہ وہ مکہ پہونچ گئے۔ آدم کو جنت عدن سے سرزمین ہندوستان کے شرقی حصے میں اتارا گیا تھا اور اللہ عزوجل نے حواء کو جدہ میں اتارا تھا۔ سانپ کو ریگستان میں پھینکا گیا۔ ابلیس کو بحر ابُلّہ ۳ میں پھینک دیا گیا۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ اہل علم یہ بیان کرتے ہیں کہ آدم وحواء کو زمین پر جہاں اتارا گیا وہ سرزمین ہندوستان کا واسم نامی ایک پہاڑ تھا۔ یہ پہاڑ ﴿ص ۹﴾ (ہمارے زمانے کے) قصبوں دھنج اور مندل کے درمیان واقع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو محمد (ابن قتیبہ نے) کہا کہ اہل عرب خوشبو کو مندل کہتے (جنوبی ہند کا کار و منڈل) کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ شاعر ایک عورت کا یوں ذکر کرتا ہے کہ:

اذا برزت نادی بھا فی ثیابھا ..... ذکی الشذا و المندلی المطیر

[جب وہ جلوہ گر ہوئی تو اس کے کپڑوں کی تیز مہکنے والی مشک اور شگفتہ مندلی عود کی خوشبو نے اس کی آمد کا راز کھول دیا]۔

المندلی عود (خوشبودار لکڑی) کو اور المطیر پھٹی ہوئی (شگفتہ) کو کہتے ہیں۔

(ب) تذکرہ انبیاء

☆ **آدم صلی اللہ علیہ وسلم** : آدم سادہ رو (امرد) تھے۔ جہاں تک داڑھی کا تعلق ہے تو ان کے بعد ان کی اولاد کے اگی۔ وہ دراز قامت تھے۔ بال گھنے اور گھونگھریالے تھے وہ گندمی رنگت کے اور دنیا کے نہایت حسین مرد تھے۔ جب وہ زمین پر اترے تو انھوں نے کھیتی باڑی شروع کی اور حواء نے اون کات کر اپنے ہاتھ سے بنا۔

ابو محمد (ابن قتیبہ نے) بیان کیا ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنی بیوی حواء کے ساتھ جماع کیا اور قابیل پیدا ہوا۔ اس پر انھوں نے کہا، میں نے اللہ کے لئے ایک مرد کا فائدہ حاصل کیا۔ اس کے بعد حواء نے ہابیل کو جنم دیا۔ قابیل کاشتکار تھا اور ہابیل نے گلہ بانی کا پیشہ اختیار کیا۔ ان دونوں نے قربانی کی۔ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی مگر قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی (طیش میں آ کر) اس نے اپنے بھائی ہابیل کو جان سے مار ڈالا۔

وہب (بن منبہ) کی روایت ہے کہ آدم کے حوا کے بطن سے ہر بار دو بچے پیدا ہوتے تھے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ ان میں سے مرد اپنی جس بہن سے چاہتا ماسوائے اس بہن کے جو اس کے ساتھ بطن مادر سے پیدا ہوئی ہو، شادی کر سکتا تھا مگر قابیل نے اپنی جڑواں بہن کی ہابیل کے ساتھ شادی کی مخالفت کی اور کہا کہ میں اپنی جڑواں بہن سے شادی کرنے کا زیادہ حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار ہوں۔ اس پر آدم ناراض ہوئے اور بولے کہ تم دونوں جا کر اللہ سے قربانی پیش کر کے فیصلہ چاہو تم دونوں میں سے جس کی قربانی قبول ہو جائے گی وہ اس لڑکی سے شادی کا زیادہ حق دار ہوگا۔ سو ان دنوں نے منیٰ کے مقام پر قربانی پیش کی۔ اسی وقت سے منیٰ قربان گاہ قرار پایا۔ چنانچہ اوپر سے آگ اتری اور اس نے ہابیل کی قربانی کو قبول کیا۔ (اس پر حسد کر کے) قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا اور وہ یوں کہ پتھر سے اس کے سر کو کچل دیا۔ اور اپنی (جڑواں) بہن کو لے کر عدن کے مشرقی حصہ میں ملک یمن کی کسی وادی میں بھاگ کر روپوش ہو گیا۔ (حضرت) آدم کو اس کے کرتوت کی خبر ہوئی (تو وہ تلاش میں نکلے) انہیں ہابیل کی لاش ملی، زمین ان کا خون پی گئی تھی۔ چنانچہ انھوں نے زمین کو بددعا دی اور آدم کی اس بددعا کی وجہ سے اب زمین خون جذب نہیں کرتی اور کانٹے اگانے لگی ہے۔

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا تورات میں مذکور ہے کہ (حضرت) آدم نے اپنی زوجہ حوا سے صحبت کی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے شیث اس لئے رکھا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہابیل کی جگہ خلف صالح تھے۔ آدم کے بیس باری میں چالیس اولاد پیدا ہوئی۔ اللہ نے اولاد آدم کے لئے مردار، خون اور سور کے گوشت کی حرمت کے بارے میں احکام اور حروف تہجی اکیس اوراق میں نازل کیئے۔ یہ دنیا کی پہلی کتاب تھی۔ اللہ نے تمام زبانوں کو اس میں محدود کر دیا۔

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا مجھ سے زید بن اخزم نے، ان سے یحییٰ بن کثیر نے، ان سے عثمان بن سعد الکاتب نے، ان سے حسن نے اور ان سے عتی نے ابی کا یہ قول نقل کیا کہ جب (حضرت) آدم کی موت کا وقت نزدیک آیا تو انھوں نے جنت کے انگور کا ایک خوشہ کھانے کی خواہش کی۔ ان کے بیٹے اس کی تلاش میں نکل پڑے۔ دریں اثناء انہیں فرشتے ملے اور پوچھا، اے آدم کے بیٹوں کہاں کا قصد ہے۔ ان لوگوں نے کہا، ہمارے باپ کو جنت کے ایک ﴿ص ۱۰﴾ خوشہ انگور کھانے کی اشتہاء ہے۔ فرشتوں نے کہا لوٹ جاؤ، تم لوگ اپنی ذمہ داری پوری کر چکے۔ بعدازاں (فرشتے حضرت) آدم کے پاس آئے، ان کی روح قبض کی، انھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسل دیا، خوشبو لگائی، کفن پہنایا اور جبرئیل نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کے پیچھے تمام فرشتے اور ان کے پیچھے آدم کے بیٹے تھے۔ پھر (فرشتوں نے) انہیں دفن کیا اور کہا، اے آدم کے بیٹوں تمہارے مرنے والوں کے لئے تمہارا یہی طریقہ ہوگا۔

وہب بن منبہ نے کہا آدم کی قبر جبل ابوقبیس میں اس جگہ کھودی گئی جسے غار الکنز کہتے ہیں۔ آدم (کا جسد خاکی) اس غار میں طوفان نوح کے زمانے تک رہا۔ اس وقت (حضرت) نوح نے ان کے جسد خاکی کو نکالا اور ایک تابوت میں اپنے ساتھ کشتی میں رکھ لیا۔ جب پانی خشک ہوگیا اور کشتی پر سوار لوگوں کو زمین دکھائی دی، تو (حضرت) نوح نے اسے اس کی سابقہ جگہ میں واپس رکھ دیا۔ ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا میں نے تورات میں لکھا ہوا پایا کہ آدم نوسو تیس سال تک زندہ رہے مگر وہب کا بیان ہے کہ آدم ایک ہزار سال جئے۔

☆ **شیث بن آدم صلی اللہ وسلم علیھما** : وہب کی روایت ہے کہ (حضرت) شیث بن آدم اپنے باپ کے بیٹوں میں سب سے خوبصورت، سب سے افضل اور اپنے بھائیوں میں اپنے باپ کے سب سے زیادہ ہم شکل اور ان کے سب سے چہیتے تھے۔ وہ اپنے والد کے وصی اور ولی عہد تھے۔ تمام انسانوں کے باپ وہی ہیں اور لوگوں کا نسب انہیں تک منتہی ہوتا ہے۔ انہیں نے گارے اور پتھر سے کعبہ کی تعمیر کی۔ ان سے پہلے اس مقام پر (حضرت) آدم کا خیمہ تھا جسے اللہ نے جنت سے لاکر ان کے لئے نصب فرمایا تھا۔ اللہ نے شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل فرمائے۔ شیث نے نوسو بارہ سال عمر پائی۔ ان کے متعدد بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں جن میں انوش بھی تھے۔ انوش کے بیٹے قینان تھے، قینان کے بیٹے مہلائیل تھے۔ مہلائیل کے یارد نامی بیٹے پیدا ہوئے اور یارد کے بیٹے کا نام اخنوخ تھا۔ یہی اخنوخ ادریس ہیں۔

☆ **ادریس صلی اللہ علیہ وسلم** : وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ ادریس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قد لانبا، پیٹ بڑا اور سینہ چوڑا تھا۔ ان کے جسم میں بال کم تھے مگر سر کے بال گھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ان کا ایک کان دوسرے کان سے بڑا تھا۔ ان کے جسم میں سفید نقطے تھے لیکن یہ برص کے داغ نہ تھے۔ آواز ان کی باریک اور گفتگو ان کی پاکیزہ تھی۔ جب چلتے تو قدم قریب قریب رکھتے تھے۔ ان کا نام ادریس اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ کثرت سے کتاب اللہ اور سنت اسلام پڑھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تیس صحیفے نازل کیے۔ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا اور سب سے پہلے انہیں نے کپڑے بن کر پہنے۔ ان سے پہلے لوگ جانوروں کی کھالوں (کا لباس) پہنتے تھے۔ وہ جن لوگوں کو دعوت حق دیتے تھے ان میں سے ایک ہزار افراد نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور اسے قبول کیا۔ جب انہیں اللہ نے اپنے حضور اٹھالیا تو لوگوں میں اختلافات پیدا ہو گئے اور نوح کے زمانے تک طرح طرح کی نئی نئی باتیں گھڑ لی گئیں۔ (حضرت ادریس) نوح کے پردادا تھے۔ جس وقت انہیں اٹھایا گیا، ان کی عمر تین سو پینسٹھ سال تھی۔

تورات میں ہے کہ اخنوخ (ادریس) اللہ تعالیٰ کے بہترین خادموں میں تھے، اس لئے اللہ نے انہیں اٹھالیا۔ ادریس کی عمر جب تین سو سال ہوئی تو ان کے فرزند متوشالخ تولد ہوئے۔ متوشالخ کے بیٹے لمک تھے اور ان کے ہاں جولڑکا پیدا ہوا، انہوں نے اس کا نام نوح رکھا۔

☆ **نوح صلی اللہ علیہ وسلم** : وہب نے روایت کی ہے کہ نوح پہلے شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ادریس کے بعد خلعت نبوت سے سرفراز کیا۔ وہ بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے۔ ان کا رنگ سیاہ، چہرہ پتلا، سر لمبوترا، آنکھیں بڑی، بازو گھٹے، ﴿ص ۱۱﴾ پنڈلیاں پتلی، رانیں پُر گوشت، کلائیاں پتلی، کمر موٹی، داڑھی لمبی اور چوڑی تھی۔ وہ دراز قامت اور لحیم شحیم تھے۔ انھیں غصہ آتا تو اس میں بڑی سختی ہوتی اور ڈانٹتے تو بڑی شدت ہوتی۔ جب ان کی عمر پچاس سال ہوئی تو ان کو نبوت عطا کی گئی۔ وہ اپنی قوم میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے مگر تھوڑے سے لوگوں کے سوا ان کی قوم نے ان کی دعوت قبول نہ کی۔ اس کا ذکر اللہ عزوجل نے توریت میں کیا ہے۔

تورات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح کے پاس وحی بھیجی کہ ایک کشتی تیار کرو جس کی لمبائی تین سو ہاتھ (ذراع) چوڑائی پچاس ہاتھ اور بلندی تیس ہاتھ اور دروازہ اس کا اس کی چوڑائی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ (جب کشتی بن جائے تو) اس میں تم، تمہاری بیوی، بیٹے اور ان کی بیویاں سوار ہو جائیں۔ ہر گوشت دار (حلال) جانور کے نر و مادہ کے دو دو جوڑے بھی اس میں رکھ لو، کیونکہ میں زمین پر لگاتار چالیس شب و روز بارش برساؤں گا اور زمین پر جو کچھ میں نے پیدا کیا ہے اسے تلف و ضائع کر دوں گا۔ (اس کے علاوہ) ایک تابوت آب نوس کی لکڑی کا بنا کر اس میں آدم کی لاش رکھ کر ساتھ لے لینا اور اپنے ساتھ ایک سال کا سامان خورد و نوش رکھ لینا چنانچہ نوح نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد اللہ نے نوح کی عمر کے چھ سویں سال میں دوسرے مہینے کی سترہویں تاریخ کو زمین پر طوفان بھیجا۔ یہ کشتی پانی میں ایک سو پچاس دن تک رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی جس نے زمین کو ڈھانپ لیا، یوں زمین نے اپنے پانی کو جذب کر لیا۔ زمین کے سوتے اور آسمان کے پرنالے بند ہو گئے۔ کشتی چھٹے مہینے جبل قردی پر آ کر ٹھہری۔ (قردی کوہ جودی کے قریب ایک قریہ کا نام ہے) دسویں مہینے میں پہاڑ کی چوٹیاں نمودار ہوئیں۔ (عمر نوح کے) چھ سو ایک سال کے پہلے مہینے کے پہلے روز زمین سے پانی خشک ہونے لگا۔ اس وقت نوح نے کشتی کا دروازہ کھولا اور زمین دیکھی۔ دوسرے مہینے کی ستائیس تاریخ کو زمین بالکل خشک ہو گئی۔ یہ ساری روایت تورات کی ہے۔

وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ کشتی نوح دس رجب کو پہاڑ پر ٹھہری۔ وہ پانی میں ایک سو پچاس دن تک رہی۔ پھر کوہ جودی پر کہ سرزمین الجزیرہ کا ایک پہاڑ ہے، ایک ماہ تک ٹھہری رہی۔ حضرت نوح کشتی سے زمین پر دس محرم کو اترے۔

تورات میں ہے کہ اللہ نے نوح کو حکم دیا کہ وہ اور ان کے ساتھ جو لوگ کشتی میں سوار ہیں، کشتی سے باہر نکلیں تو وہ لوگ باہر نکل آئے۔ نوح نے اللہ کے لئے ایک قربان گاہ تعمیر کی اور اس قربان گاہ پر قربانی پیش کی۔ اللہ نے اس قربانی پر آرام و سکون کی ہوا چلائی اور نوح اور ان کی اولاد کو برکت دی اور فرمایا، پھلو، پھولو، بڑھو اور زمین کو بھر دو تاکہ زمین کے جانوروں، آسمان کے پرندوں اور سمندروں کی مچھلیوں پر تمہارا رعب قائم ہو جائے لیکن ایسا گوشت نہ کھانا جس میں اس کی جان نہ ہو (مردار) اور جو کوئی آدمی کا خون بہائے گا، اس کا خون آدمیوں میں بہے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ آدم کو اللہ بزرگ و برتر کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے ﴿ص ۱۲﴾ اور (اللہ نے) نوح سے فرمایا، بے شک میرے اس عہد کی کہ میں اب زمین کو طوفان لاکر برباد و خراب نہ کروں گا، نشانی میری وہ کمان (قوس) ہے جسے میں نے بادلوں میں رکھ دیا ہے۔ اس لئے جب تم لوگ اس (کمان) کو دیکھنا تو میرے میثاق کو یاد رکھنا۔ (یہاں بادل میں نمودار ہو جانے والی دھنک یا قوس وقزح مراد ہے)۔

وہب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ نوح اور ان کے تین بیٹے سام، حام اور یافث اور ان کی بیویاں اور چالیس مسلمان مرد اور چالیس مسلمان عورتیں کشتی میں تھیں۔ جب یہ لوگ کشتی سے باہر نکلے تو انھوں نے ایک گاؤں آباد کیا اور اس کا نام ثمانین (اسّی) رکھا، کیوں کہ اس گاؤں میں اسّی گھر تھے کہ نوح پر ایمان لانے والے ہر شخص کے لئے ایک گھر مخصوص تھا۔ اس گاؤں کو اس زمانہ میں (بزمانۂ وہب بن منبہ) 'سوق ثمانین' (اسّی کا بازار) کہتے ہیں۔ نوح نے قربانی پیش کی، ماہ رمضان کا روزہ رکھا اور اس ماہ کا روزہ رکھنے والے وہ پہلے شخص تھے۔

(وہب نے) کہا، اس سیل آب کو طوفان کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہر چیز پر تیرتا رہا اور نہ ڈوبا۔ وہب کا بیان ہے کہ آدم علیہ السلام کی وفات اور (طوفان نوح سے زمین کے) غرق ہونے کے درمیان دو ہزار، دوسو بیالیس (۲۲۴۲) سال کا عرصہ ہے۔

تورات میں مذکور ہے کہ نوح طوفان کے بعد تین سو پچاس (۳۵۰) سال زندہ رہے۔ یوں ان کی عمر نوسو پچاس (۹۵۰) سال ہوئی۔

وہب (بن منبہ) کا بیان ہے کہ نوح نے ایک ہزار سال عمر پائی کیوں کہ جب انہیں اپنی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا تو ان کا سن پچاس (۵۰) سال تھا۔ وہ ان لوگوں میں نوسو پچاس سال تک مقیم رہے اور انہیں دعوت حق دیتے رہے تا آنکہ ان کا انتقال ہو گیا۔

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ تورات میں مذکور ہے کہ پانچ سو سال کی عمر ہونے کے بعد نوح کے تین بیٹے سام، حام اور یافث پیدا ہوئے مگر وہ (بیٹا) جس نے ان کے خلاف روش اختیار کی اور جس سے انھوں نے کہا کہ 'اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو جا' اس کا نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یام تھا۔ میں نے اس کا تورات میں ذکر نہیں دیکھا اور تمام لوگ انھیں تین بیٹوں کی اولاد ہیں۔

(ابو محمد ابن قتیبہ نے کہا) کہ مجھ سے سہل بن محمد نے، اصمعی کے حوالہ سے اور انھوں نے مسلمہ بن علقمہ المازنی کے حوالہ سے بیان کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کعب (احبار) سے دریافت کیا کہ آدم کے دو بیٹوں میں سے کس بیٹے سے نسل چلی۔ انھوں نے جواب دیا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی نسل باقی نہیں، جو قتل ہوا (یعنی ہابیل) وہ لاولد مرا اور جو قاتل تھا (یعنی قابیل) اس کی اولاد طوفان نوح میں ہلاک ہوگئی۔ تمام لوگ نوح کی اولاد ہیں اور نوح شیث کی اولاد میں ہیں اور شیث آدم کے بیٹے ہیں۔

تورات میں ہے کہ جب نوح کشتی سے باہر آئے تو انھوں نے انگور کی بیلیں لگائیں، پھر انگور کو نچوڑ کر اس سے شراب بنائی اور اسے پی لیا۔ اس سے ان کو نشہ ہوا اور وہ اپنے خیمہ کے وسط میں برہنہ ہوگئے۔ کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو بے ستر دیکھ کر اپنے دونوں بھائیوں کو بتایا۔ سام اور یافث نے ایک چادر لی اور دونوں نے اسے کاندھوں پر ڈال کر الٹے پاؤں چل کر اپنے والد کے ستر کو ڈھانک دیا اور وہ دونوں اپنا منہ پیچھے کئے ہوئے لوٹ گئے۔ نوح کا نشہ ٹوٹ گیا اور وہ یہ جان کر کہ ان کے چھوٹے بیٹے نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے، کہا 'کنعان کا باپ راندہ درگاہ ہے، اپنے دونوں بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا' اور کہا 'سام کو برکت ہو! اور اللہ یافث کی اولاد کو بڑھائے گا وہ سام کی بستی میں آباد ہوگا اور کنعان کا باپ (حام) ان دونوں کا غلام ہوگا'۔ ☆حام بن نوح علیہ السلام، وہب بن منبہ نے کہا کہ نوح کا بیٹا حام گورا چٹا اور خوبصورت تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ کی بددعا کے سبب اس کے اور اس کے بیٹوں کے چہروں کی رنگت بدل دی۔ وہ اور اس کے بیٹے وہاں سے چل کر سمندر کے ساحلی خطوں میں آ کر بس گئے۔ اللہ نے ان کی خوب تعداد بڑھائی۔ یہی لوگ سیاہ فام (حبشی) کہلائے۔ ان لوگوں کی غذا مچھلی تھی۔ ان کے دانت تیز ہو کر سوئی جیسے ہوگئے، کیوں کہ مچھلی کا گوشت ان کے دانتوں میں چپک جاتا تھا ﴿ص ۱۳﴾ حام کے کچھ بیٹے المغرب (شمالی افریقہ) میں آ کر آباد ہوگئے۔ حام کے بیٹے کوش، کنعان اور قوط تھے۔ قوط بن حام (اپنے اصلی وطن سے) نکل کر ہند اور سندھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلا گیا۔ ان (ملکوں) کے باشندے اسی کی اولاد ہیں۔ کوش اور کنعان کی اولاد میں سودان، نوبہ، زنگی، قران، زغاوہ، حبشی، قبط اور بربر نسل کے لوگ ہیں۔ ☆یافث بن نوح، یافث کی اولاد میں صقالبہ، بُرجان اور اسبان ہیں۔ یہ لوگ (موجودہ) روم کے باشندوں سے پہلے سرزمین روم میں آباد تھے۔ یافث کی اولاد میں ترک، خزر، یاجوج اور ماجوج بھی ہیں۔ ☆سام بن نوح علیہ السلام، سام بن نوح زمین کے وسط میں حرم اور اس کے اردگرد یمن، حضرموت، عمان، بحرین، عالج، یبرین، وبار، الدّو اور دہنا میں آباد ہوا (یہ تمام مقامات عرب کے قصبات، ریگستان، پہاڑ اور ساحلی خطوں پر مشتمل ہیں)۔ سام کے بیٹے ارم بن سام اور ارفخشد بن سام ہیں۔ ارفخشد بن سام کے بیٹوں میں قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے۔ اس کا بیٹا یعرب بن قحطان پہلا شخص تھا جس نے عربی زبان میں بات چیت کی۔ وہ سرزمین یمن میں آباد ہوا۔ تمام یمنی قبائل کا مورث اعلیٰ وہی ہے۔ وہ پہلا آدمی ہے جسے اس کے بیٹوں نے بادشاہوں کا سلام انعم صباحا (صبح بخیر) اور ابیت اللعن (تجھ سے لعنت دور ہو) کہا۔ ارفخشد کی اولاد میں یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بھی ہے۔ یہ یقطن جرہم کا باپ ہے اور جرہم، یعرب کا چچازاد بھائی ہے۔ جرہم یمن میں آباد ہوا اور عربی زبان بولی بعد ازاں یہ لوگ مکہ آ گئے اور وہیں بس گئے۔ (بنو) قطوراء بھی ان کے عم زاد بھائی ہیں۔ بعد میں (مکہ میں) اللہ کے حکم سے اسماعیل علیہ السلام آباد ہوئے۔ انھوں نے بنو جرہم میں شادی کی۔ یوں یہ لوگ اولاد (اسماعیل) کے ماموں ہوئے۔

ارم بن سام بن نوح کی اولاد میں عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح تھے۔ ان لوگوں کی بستی احقاف میں تھی جو ریگستان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی طرف انہیں کی قوم کے ہود کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔ ارم بن سام بن نوح کی اولاد میں ثمود بن عابر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح ہیں۔ (یعنی ثمود کے باپ کا نام عابر یا جاثر تھا)۔ یہ عاد بن ارم کے چچازاد بھائی ہیں۔ ان کی بستیاں حجر میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف انہیں کے ہم قوم صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارم بن سام بن نوح کے بیٹوں میں طسم اور جدیس بھی ہیں۔ یہ دونوں لاوذ بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں۔ انھوں نے یمامہ میں سکونت اختیار کی۔ ان دونوں کے بھائی عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح ہیں۔ ان میں کچھ تو حرم میں بس گئے اور کچھ شام چلے گئے۔ انہیں کی نسل میں عمالیق ہیں جو مختلف ممالک میں منتشر ہو گئے۔ انہیں میں مصر کے فراعنہ و جبابرہ بھی ہیں۔ انہیں کی نسل میں فارس کے بادشاہ اور اہل خراسان بھی ہیں۔

ان (قبائل) کا بھائی (قبیلہ) اَمیم بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح ہے اس نے سرزمین فارس میں طرحِ اقامت ڈالی۔ فارس کی تمام نسلیں اس کی اولاد سے ہیں۔

سام کی اولاد میں ماش بن ارم بن سام بن نوح بابل میں آباد ہوا۔ نمروذ بن ماش اسی کا بیٹا تھا۔ اس شخص نے بابل میں الصرح (محل) تعمیر کرایا تھا اور پانچ سو سال تک اس کی بادشاہی رہی۔ اسی کے عہد میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی زبانیں جدا جدا کر دیں اور سام کی اولاد ﴿ص ۱۴﴾ میں انیس زبانیں بولی جانے لگیں، حام کی اولاد سترہ لسانی گروہ میں بٹ گئی اور یافث کی اولاد چھتیس زبانیں بولنے لگی۔ (یوں کل ۷۲ زبانیں بولی جانے لگیں) کہا جاتا ہے کہ نبطی ماش کی اولاد میں ہیں۔ ان کو کنواں کھود کر پانی نکالنے کی وجہ سے نبط کہا گیا۔ یہ بھی مروی ہے کہ نبط شاروغ بن ارغوا ابن فالغ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد میں ہیں اور نمرود، شاروغ ارغوا کا بھائی تھا۔ تمام عجمی و عربی انبیاء اور تمام عرب خواہ یمنی خواہ نزاری سام بن نوح کی نسل میں ہیں۔

☆ **ھود صلی اللہ علیہ وسلم** : ۵ وہب (بن منبہ) نے کہا کہ ہود، عبداللہ بن رباح بن حارث بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے علاوہ وہ آدم کی اولاد میں آدم سے سب سے زیادہ مشابہ و ہم شکل تھے۔ ان کا رنگ گندمی، ان کے بال گھنے اور ان کا چہرہ خوب صورت تھا۔ عاد کے تیرہ قبیلے تھے۔ ان کی بستیاں الرمل میں تھیں جو نہایت سرسبز و شاداب علاقہ تھا۔ ان کی اکثر آبادی اور شہر الدو، دہناء، عالج، یبرین اور وبار،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمان، حضرموت اور یمن تک تھے۔ جب خدائے برتر و بزرگ ان سے ناراض ہوا تو اس نے ان کی ان (بستیوں) کو صحراؤں اور نشیبی جھاڑیوں والی زمین میں بدل دیا۔ جب اللہ نے ان کی قوم کو ہلاک کر دیا تو ہود اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے مکہ چلے گئے اور وہیں بس گئے۔ وہ لوگ اپنی موت تک وہیں مقیم رہے۔ ہود تجارت کرتے تھے۔

☆ **صالح صلی اللہ علیہ وسلم** : وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ اللہ نے صالح کو ان کی قوم کی جانب عنفوان شباب میں ہی نبی بنا کر بھیجا۔ وہ سرخ سفیدی مائل رنگت کے آدمی تھے۔ داڑھی میں بال نہ تھے۔ ننگے پاؤں چلتے تھے، جوتا استعمال نہ کرتے تھے۔ اسی طرح عیسیٰ بھی ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنا کوئی ٹھکانا یا گھر نہیں بنایا تھا اور ہمیشہ اپنے رب کی عطا کردہ اونٹنی کے ساتھ رہتے تھے جدھر وہ جاتی خود بھی ادھر ہی جاتے تھے صالح، عبید بن عابر بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے تھے۔ ان کی قوم کی بستی مقام حجر میں تھی۔ حجر اور قُرح کہ وہی وادی القریٰ بھی کہلاتا ہے، کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے۔ جب ان کی قوم نے ان سے (ان کی نبوت کی) کوئی نشانی طلب کی تو وہ انھیں پہاڑی پر لے گئے۔ پہاڑی انہیں دیکھ کر حاملہ عورتوں کی طرح دردزہ سے کراہی اور پھر وہ پھٹ گئی اور اس میں سے ایک اونٹنی برآمد ہوئی۔ اس اونٹنی کی کونچ کاٹنے والا احمر ثمود کہلاتا ہے، جو نحوست میں ضرب المثل ہے (کہ اس کی وجہ سے قوم ثمود پر عذاب نازل ہوا) اس شخص کا نام قُدار بن سالف تھا۔ یہ شخص زردی مائل سرخ فام تھا، آنکھیں کڑنجی (نیل گوں) چہرہ داڑھی مونچھ سے صاف اور پستہ قد تھا۔ دوسرا شخص جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں مہرج کا بیٹا مِصدع تھا۔ یہ (مِصدع) نحیف ونزار دبلا پتلا، لانبا بے وقوف اور بے چین طبیعت کا مالک تھا۔ جب اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں تو اس کا بچہ پہاڑ پر چڑھ کر چلایا اور (ثمود پر) عذاب الٰہی نازل ہو گیا۔

وہب کے علاوہ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ: اس وجہ سے عرب کہتے ہیں، **رغـــا فوقهم سقب السماء** (ان کے اوپر آسمان کا بچہ شتر چلایا) یعنی ان لوگوں پر عذاب نازل ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ ہلاک ہو گئے۔

وہب بن منبہ نے کہا کہ جب (قوم ثمود کو) اللہ نے ہلاک کر دیا تو صالح نے اپنے پر ایمان لانے والوں سے کہا 'اے میری قوم یہ وہ بستی ہے جس کے باسیوں سے اللہ ناراض ہے، یہاں کی سکونت ترک کر کے اللہ کے حرم اور امان سے جا ملو۔ سو ان لوگوں نے اس وقت حج کی نیت سے تسبیح و تہلیل کہنی شروع کی اور احرام باندھ کر سرخ اونٹنیوں پر سوار ہو کر جن کی لگامیں کھجور کی بٹی ہوئی رسیوں کی تھیں، لبیک کہتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ مکہ پہونچ کر وہیں رہ پڑے اور وہیں مرے۔ ان کی قبریں کعبہ کے مغرب میں دار الندوہ اور حجر کے درمیان ہیں۔ صالح تجارت کرتے تھے۔

﴿ص ۱۵﴾ ☆ **ابراهيم صلى الله عليه وسلم** : وہ ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن اشرغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح تھے۔ ابو محمد (بن قتیبہ) نے کہا کہ یہ وہب (بن منبہ) کا قول ہے: میں نے اس نسب نامہ کا تورات کے مندرجات سے مقابلہ کیا تو میں نے اس کو تورات کے مطابق پایا۔ ماسوا اس کے کہ میں نے اشرغ کے بجائے تورات میں شاروع لکھا ہوا پایا۔

وہب نے کہا کہ ابراہیم پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہمانوں کی ضیافت کی۔ انھوں نے سب سے پہلے ثرید پکا کر غریبوں اور مسکینوں کو کھلایا۔ وہ پہلے شخص ہیں جس نے اپنی مونچھ تراشی، موئے زیر ناف صاف کئے اور ختنہ کرایا۔ اپنے ناخن کاٹے، مسواک کی، بالوں کی مانگ نکالی، کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور پانی سے استنجاء کیا۔ وہ پہلے شخص ہیں جو ایک سو پچاس سال کے سن میں بوڑھے ہوئے (سر کے بال سفید ہوئے) اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب سارہ کے بطن سے اسحٰق پیدا ہوئے اور اہل کنعان نے کہا کہ ان بڑے میاں اور بڑی بی کو دیکھ کر تعجب نہیں کرتے کہ ان دونوں نے ایک لاوارث بچہ پڑا ہوا پایا اور اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسحٰق کو ابراہیم کا ہم شکل بنا دیا اور ان دونوں کے درمیان تمیز کرنا ممکن نہ رہا (کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون باپ ہے اور کون بیٹا) اس لیے اللہ نے ابراہیم کے بال سفید کر دیے۔ (تا کہ دونوں میں تمیز کی جا سکے)۔

میں نے تورات میں لکھا ہوا پایا کہ ابراہیم کے والد تارخ کے دو بیٹے اور پیدا ہوئے، ناحور اور ھرون۔ ۲ ھرون سے لوط، سارہ اور ملکیٰ پیدا ہوئے۔ ھرون اپنے باپ تارخ کی زندگی میں اسی سرزمین میں جہاں وہ تولد ہوا تھا، مر گیا۔ ھرون کی بیٹی سارہ سے (حضرت) ابراہیم کی شادی ہوئی اور ھرون کی دوسرے بیٹی ملکیٰ سے ناحور نے شادی کر لی۔ سارہ بانجھ تھیں۔ تارخ اپنے بیٹے ابراہیم اور پوتے لوط کو لے کر سرزمین حران آیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ یہیں حران میں تارخ کی موت واقع ہوگئی۔

وہب (بن منبہ) کا بیان ہے کہ سب سے پہلے جس نے حران تعمیر کیا وہ حضرت ابراہیم کے دو بھائی تھے۔ ان کے نام ھاران اور ناھر تھے۔ (اسی ھاران کے نام پر حران کا نام پڑا یہ ناھر حضرت اسحاق کی بیوی رفقا کا باپ تھا) وہب کی روایت ہے کہ نوح اور ابراہیم کے درمیان دو ہزار دو سو چالیس سال کا فاصلہ ہے۔

جس شخص نے اللہ کے بارے میں ابراہیم سے بحث کی وہ نمروذ بن کنعان تھا۔ یہ نمروذ پہلا (حکمران) ہے جس نے جبر و ظلم کیا اور بری رسوم ڈالیں۔ سب سے پہلے اسی نے تاج پہنا اور علم النجوم وضع کیا اس پر غور کیا اور اس کے مطابق عمل کیا۔ اللہ نے اسے ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ یہ مچھر اس کی ناک کے نتھنے میں گھس گیا اور اس کی وجہ سے چالیس سال تک وہ عذاب میں مبتلا رہ کر مر گیا۔ وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ دنیا میں دو مومن اور دو کافر بادشاہ گزرے ہیں۔ دو مومن حکمران سلیمان بن داؤد اور ذوالقرنین تھے اور دو کافر بادشاہ نمروذ اور بخت نصر تھے۔ جلد ہی اس امت سے ایک پانچواں آدمی زمین کا بادشاہ ہوگا۔

(وہب نے) کہا جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو آتش نمروذ سے نجات دلائی تو وہ سرزمین بابل کے شہر کوثی سے نکل کر ارض مقدسہ آئے۔ ان کی بیوی سارہ اور بھتیجے لوط ان کے ہمراہ تھے۔ یہ لوط اپنی قوم کے ایک گروہ کے ساتھ ابراہیم پر ایمان لا چکے تھے۔ یہ لوگ ابراہیم کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ حران آئے اور وہاں ایک عرصہ تک مقیم رہے۔ پھر وہاں سے نکل کر اردن آئے۔ وہاں سے وہ ایک ایسے شہر میں پہونچ گئے جس پر قبطی ظالم حکمرانوں میں سے ایک شخص حکومت کرتا تھا۔ اس جبار کا نام صادوف تھا۔ اس نے سارہ کے بارے میں ابراہیم کے لئے رکاوٹ پیدا کی (ان سے سارہ کو چھین لینا چاہا) مگر اللہ نے سارہ کو اس جابر سے محفوظ رکھا۔ اس نے ہاجرہ نامی قبطی عورت سارہ کو عطا کی۔ یہی ہاجرہ اسماعیل کی ماں ہیں۔ ﴿ص ۱۶﴾ وہب کہتے ہیں کہ وہ ظالم حکمران اس شہر سے چلا گیا اور اللہ نے ابراہیم کو اس کا وارث و مالک بنا دیا۔ اس کی وجہ سے وہ مال دار ہو گئے اور اللہ نے اس سے ان کے مال میں اضافہ کیا۔ انھوں نے لوط کو اپنا آدھا مال دے دیا۔ اللہ نے ابراہیم پر بیس صحیفے نازل کیے۔

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ تورات میں مذکور ہے کہ سارہ نے ابراہیم کی ہاجرہ سے شادی کرادی اور کہا کہ اللہ نے مجھے اولاد سے محروم کر دیا ہے اس لئے تم میری اس باندی سے صحبت کرو شاید اللہ اسی کے ذریعہ ہمیں اولاد سے قوی دست کرے۔ وہب کا بیان ہے کہ سارہ نے ابراہیم کو ہاجرہ ہبہ کر دی تھی۔ تورات میں ہے کہ ہاجرہ کے بطن سے اسماعیل پیدا ہوئے تو ابراہیم کی عمر چھیاسی سال تھی اور جب سارہ کے ہاں اسحاق پیدا ہوئے تو ابراہیم پورے ایک سو سال کے تھے۔ جب ابراہیم نے ختنہ کرایا تو وہ ننانوے سال کے تھے اور اسماعیل کا ختنہ ہوا تو ان کی عمر تیرہ سال تھی اور ان کے ساتھ ابراہیم نے غریبوں کے بچوں کے بھی ختنے کرائے۔ سارہ نے ایک سو ستائیس سال کی عمر میں حمرون ؎ میں انتقال کیا۔ یہ حمرون سرزمین کنعان میں قبطی بادشاہوں کا ایک قریہ تھا۔

وہب کی روایت ہے کہ ابراہیم نے کنعانیوں کی ایک عورت سے جس کا نام قطورا تھا، شادی کی۔ اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے ۸ انھوں نے ایک اور عورت سے شادی کی جو حجورا کہلاتی تھی۔ اس کے بطن سے سات بیٹے پیدا ہوئے۔ یوں ابراہیم کے تیرہ بیٹے پیدا ہوئے۔ ابراہیم ایک سو پچھتر سال جئے۔ وہب کی روایت ہے کہ ابراہیم دو سو سال تک زندہ رہے۔ ان کی قبر حمرون کے مرغزار میں ہے، جسے انھوں نے خرید لیا تھا۔ یہیں سارہ کی بھی قبر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ **اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم** : ابن قتیبہ نے کہا ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے اسماعیل اور ان کی والدہ کے ہمراہ مکہ جانے کا حکم دیا اور انہیں یہ بتادیا کہ وہ (اسماعیل کو) بیت الحرام میں بسائے گا انہیں کے ہاتھوں اللہ اسے آباد اور اس کی تعمیر کرے گا اور کنویں سے پانی نکال کر (حاجیوں کو) پلانے کی خدمت اسماعیل کے سپرد کرے گا۔ چنانچہ ابراہیم (اسماعیل) اور ان کی والدہ کو مکہ لائے اور انہیں وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ اس اثناء میں قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ آ کر مکہ کی گھاٹیوں میں بس گئے۔ انھوں نے اسماعیل کو سات بکریاں دیں۔ یہی ان کا راس المال تھا۔ اسماعیل بنو جرہم کے بچوں کے ساتھ پلے بڑھے، تیراندازی سیکھی اور انہیں کی زبان بولنے لگے۔ پھر انہیں نکاح کا پیغام دیا اور انھوں نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت سے ان کی شادی کر دی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ خاتون قبیلہ جرہم کے مُضاض بن عمرو نامی شخص کی بیٹی تھی۔ اس خاتون کے بطن سے ان کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ انہیں میں قیدار اور نبت تھے۔ ماہرین انساب کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ مَعدبن عدنان ان دونوں میں سے کس کی اولاد میں ہے۔ بعض نسابین کا یہ خیال ہے کہ وہ قیدار کی اولاد میں ہے جب کہ بعض دوسرے نسابین یہ کہتے ہیں کہ معد بن عدنان نبت کی اولاد میں ہے۔ نبت (حضرت) اسماعیل کا بڑا بیٹا تھا اور اپنے باپ کے بعد وہی خانہ کعبہ کا متولی ہوا اور اس کے بعد اس کا نانا مُضاض بن عمرو جرہمی متولی ہوا۔ جب اسماعیل کی اولاد کی تعداد بڑھی تو مکہ کی سرزمین ان کے لئے تنگ اور ناکافی ہوگئی اور وہ مختلف بستیوں میں پھیل گئے۔ وہ جس علاقے میں جاتے اللہ انہیں وہاں کے باشندوں پر غالب و فتح مند کر دیتا تھا۔ انہیں نے عمالقہ کو شکست دے کر نکال دیا تھا۔ ﴿ص ۱۷﴾ اسماعیل ایک سو سینتیس سال زندہ رہے اور حجر میں دفن ہوئے، یہیں ان کی والدہ بھی دفن ہیں۔

☆ **اسحاق بن ابراھیم صلی اللہ علیہم وسلم** : (ابن قتیبہ نے) بیان کیا ہے کہ اسحٰق ذبیح ہیں۔ اہل علم کی اکثریت کا یہی قول ہے۔ میں نے تورات میں ان کا نام ذبیح دیکھا ہے (ابن قتیبہ نے) کہا مجھ سے محمد بن خالد نے، ان سے سلم بن قتیبہ نے، ان سے مبارک نے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے حسن نے، ان سے احنف نے عباس بن عبدالمطلب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ذبیح اسحاق ہیں (ابن قتیبہ نے) کہا کہ مجھ سے ابوالخطاب نے ابوداؤد کے حوالہ سے، انھوں نے شعبہ کے حوالہ سے، انہوں نے ابواسحاق کے حوالہ سے اور انھوں نے ابی الأحوص سے، ۹ اور انہوں نے عبداللہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ ذبیح اسحاق ہیں۔ (ابن قتیبہ نے) کہا مجھ سے ابوالخطاب نے ابوداؤد سے، انھوں نے یزید بن عطا سے، انھوں نے سماک بن حرب سے، انھوں نے محمد بن منتشر سے اور انھوں نے مسروق سے روایت کی ہے کہ ذبیح اسحاق ہیں۔ عمرو بن حماد نے اسباط سے، انھوں نے سُدّی سے اور انھوں نے ابو مالک سے روایت کی ہے۔ ابو صالح سے جنھوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور مُرّہ ہمدانی سے جنھوں نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے متعدد اصحاب نے (حضرت) ابراہیم کے طویل و مکمل قصہ میں یہی روایت کیا ہے کہ ذبیح اسحاق ہیں۔ ہمیں عبداللہ بن مبارک سے یہ حدیث یونس، زہری، عمرو بن ابی سفیان کے ذریعہ پہونچی ہے کہ کعب (احبار) ابو ہریرہ سے بیان کر رہے تھے کہ اسحاق ہی ذبیح ہیں۔

مگر ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں (ابن قتیبہ نے) کہا مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن حبیب بن شہید نے، ان سے یحییٰ بن یمان نے، اسرائیل، ثوری اور مجاہد کے حوالہ سے (عبداللہ) بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل ہیں۔ مجھ سے محمد بن عبید نے، ان سے مسلم بن ابراہیم نے ۱۰ ان سے حجاج نے فرزدق شاعر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر یہ کہتے سنا کہ بے شک ذبیح اسماعیل ہیں۔ ۱۱

ابومحمد (ابن قتیبہ) کا کہنا ہے کہ تورات میں ہے کہ اسحاق نے اپنی چچازاد بہن رفقا بنت ناحور بن تارخ سے شادی کی۔ وہب کی روایت ہے کہ یہ رفقا ناھر بن آزر کی بیٹی اور اسحاق کی چچازاد بہن تھی۔ اس خاتون سے اسحاق کے بیٹے عیصو اور یعقوب جڑواں پیدا ہوئے۔ پہلے عیصو پھر ان کے بعد یعقوب (شکم مادر سے) باہر نکلے۔ یعقوب کا ہاتھ ان کی پشت پر ٹکا ہوا تھا۔ اس لئے ان کا نام یعقوب پڑ گیا۔ (حضرت) اسحاق نے ایک سو اسی سال عمر پائی۔ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ مرے تو ان کے دونوں بیٹوں نے اسی مرغزار میں جسے (حضرت) ابراہیم نے خریدا تھا، انھیں حضرت ابراہیم کے نزدیک دفن کیا۔

☆ **عیصو بن اسحاق** : (ابن قتیبہ نے) کہا عیصو گورے آدمی تھے۔ جسم میں کثرت سے بال تھے۔ ان کے جسم پر بال کے لچھے تھے وہ شکاری تھے۔ وہ روم کے والد ہیں۔ روم مضبوط، نہایت زرد رنگت کے جس میں سفیدی کی آمیزش ہو، آدمی تھے۔ ﴿ص ۱۸﴾ اسی وجہ سے رومیوں کو بنو الاصفر (زرد) کہا جاتا ہے۔ عیصو نے اپنے چچا اسماعیل بن ابراہیم کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ اس خاتون کے بطن سے عیصو کا بیٹا روم اور پانچ دوسرے بیٹے پیدا ہوئے۔ اس وقت سرزمین روم میں جتنے لوگ ہیں وہ انھیں لوگوں کی اولاد ہیں۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسبان (اسپین) کے لوگ بھی اس کی اولاد ہیں۔ عیصو نے ایک سو سینتالیس (۱۴۷) سال عمر پائی۔ یعقوب کی بھی اتنی ہی عمر ہوئی۔ یہ دونوں مرغزار میں (حضرت) ابراہیم کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

☆ **یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم علیھم السلام** : (ابن قتیبہ نے) کہا یعقوب کا (لقب) اسرائیل ہے۔ تمام اسباط انہیں کی نسل میں ہیں۔ ان کے بال کم، چھدرے اور باریک تھے۔ ان کا جسم کمزور تھا وہ لئے دیئے رہتے تھے۔ وہ جس گنبد نما حجرہ میں رہتے تھے اسے چھوڑ کر شاذ و نادر ہی باہر نکلتے تھے (ان کا حلیہ) تورات میں ایسا ہی بیان کیا گیا ہے۔ اسحاق نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اہل کنعان کی کسی عورت سے شادی نہ کریں بلکہ اپنے ماموں لابان بن ناھر بن آزر کی کسی بیٹی سے شادی کرلیں۔ لابان کی سکونت فدان ۱۲ میں تھی۔ چنانچہ یعقوب ان کے ہاں روانہ ہوئے۔ اثناء سفر میں رات ہوگئی وہ ایک پتھر پر ٹیک لگا کر سو گئے۔ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے سر کے قریب آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ایک سیڑھی آویزاں ہے۔ فرشتے اس سیڑھی کے ذریعہ چڑھ اتر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے (حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعقوب) سے کہا' بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ میں تیرا اور تیرے باپ دادا کا معبود ہوں۔ میں نے تجھے، تیری اولاد کو اور تیرے بعد آنے والی تیری نسل کو اس پاک سرزمین کا وارث بنایا اور انہیں اور تجھے برکت دی۔ اور تم سب کو کتاب، حکمت اور نبوت دی۔ پھر میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیری اس وقت تک حفاظت کروں گا جب تک تجھے اس مقام پر واپس نہ لاؤں اور اسے ایک ایسا گھر بنادوں جس میں تو اور تیری اولاد میری عبادت کرے وہی بیت المقدس ہے'۔ یعقوب اپنے ماموں کے پاس گئے اور اس کی بیٹی راحیل سے اپنی شادی کا پیغام دیا (لابان کی) دو بیٹیاں تھیں، ایک لایا جو بڑی تھی اور دوسری راحیل جو چھوٹی تھی (لابان نے) کہا کیا تمھارے پاس مال ہے جس کے عوض (مہر) میں تم سے اپنی بیٹی بیاہوں۔ یعقوب بولے نہیں میرے پاس مال نہیں ہے، مگر میں مزدور کی حیثیت سے اس وقت تک آپ کی خدمت کروں گا جب تک کہ مہر کی رقم پوری نہ ہو جائے (لابان نے) کہا اس کا مہر یہ ہے کہ تم سات سال تک میری خدمت کرو۔ یعقوب نے کہا میری شرط یہ ہے کہ آپ میری شادی اپنی بیٹی راحیل سے کردیں اور اس کی خاطر میں آپ کی خدمت کروں گا۔ اس پر یعقوب سے ان کے ماموں نے کہا میرے اور تمہارے درمیان بات پختہ ہوگئی۔ یعقوب نے سات سال تک اس کے مویشی چرائے۔ جب انھوں نے اس کی شرط پوری کردی تو (ان کے ماموں نے) اپنی بڑی بیٹی لایا انہیں سونپ دی اور اسے ان کے ہاں رات کے وقت پہونچا دیا۔ جب صبح ہوئی تو (حضرت یعقوب نے راحیل) کے بجائے جس کے لئے انھوں نے شرط پوری کی تھی، دوسری عورت پائی وہ (اپنے ماموں) کے پاس جو لوگوں کے ساتھ چوپال میں بیٹھا ہوا تھا، آئے اور بولے آپ نے مجھے دھوکہ دیا اور میرے ساتھ فریب کر کے میری سات سال کی محنت کو اپنے لئے حلال اور جائز کرلیا اور میری شادی ایک دوسری عورت سے کردی۔ (ان کے ماموں نے) کہا اے میری بہن کے بیٹے! تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ماموں کو شرمندگی اور ذلت اٹھانی پڑے اور اس پر گالی پڑے حالانکہ وہ تمہارا ماموں ہے اور باپ (کی جگہ) ہے۔ تم نے یہ کہاں دیکھا کہ لوگ بڑی بیٹی کے ہوتے ہوئے چھوٹی کی شادی پہلے کرتے ہیں۔ آؤ! سات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال مزید میری خدمت کرو میں تم سے اس کی بہن (راحیل) کی شادی بھی کردوں گا۔ اس زمانے میں لوگ دو بہنوں سے بیک وقت شادی کر لیتے تھے جب اللہ نے موسیٰ کو نبی بنا کر بھیجا اور ان پر تورات نازل ہوئی تو ایک ہی وقت میں دو بہنوں سے شادی کی ممانعت ہوگئی۔ چنانچہ یعقوب نے مزید سات سال تک (لابان کے) مویشی چرائے ﴿ص ۱۹﴾ اس کے بعد اس نے یعقوب سے راحیل بھی بیاہ دی اور اس سے انھوں نے صحبت کی۔ لایا سے یعقوب کے چار بیٹے روبیل، یہوذا، سمعان ۱۳ اور لاوی پیدا ہوئے۔ راحیل کے بطن سے ان کے دو بیٹے یوسف، بنیامین اور ان کی بہنیں پیدا ہوئیں۔ لابان نے اپنی دونوں بیٹیوں کو یعقوب کے ساتھ رخصت کرتے وقت دو لونڈیاں دی تھیں ان دونوں نے ان باندیوں کو یعقوب کو ہبہ کر دیا۔ چنانچہ ان دونوں سے یعقوب کے تین تین بیٹے پیدا ہوئے (یوں حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے جو بنی اسرائیل کے بارہ خاندان کہلائے، پیدا ہوئے)۔ یعقوب اپنے ماموں سے رخصت ہو کر اپنے بھائی عیصو کے ساتھ مقیم ہوئے۔ بعد ازاں وہ سرزمین مصر میں سترہ سال تک رہے۔ ایک سو سینتالیس (۱۴۷) سال کی عمر میں انھوں نے انتقال کیا اور (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے قریب سپرد خاک کیے گئے۔

☆ **یوسف بن یعقوب علیہما السلام** : یوسف اور موسیٰ بن عمران کے مصر میں داخل ہونے کے درمیان چار سو سال کی مدت ہے۔ یوسف اپنے والد کی وفات کی بعد تیئیس سال زندہ رہے۔ تورات میں مذکور ہے کہ (حضرت) یوسف نے ایک سو دس سال عمر پائی۔ یوسف کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک افرائم جو یوشع بن نون بن افرائم کا دادا تھا اور دوسرا منشا۔ ۱۴ منشا کے موسیٰ نامی بیٹے پیدا ہوئے جو موسیٰ بن عمران سے پہلے منصب نبوت پر فائز ہوئے۔ یہود کا خیال ہے کہ انھیں (موسیٰ بن منشا بن یوسف) نے خضر کو طلب کیا تھا۔

☆ **شعیب، بلعم اور خضر علیہم السلام** : وہب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ شعیب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلعم۔ اس گروہ کی اولاد میں تھے جو ابراہیم پر (آتش نمرود سے محفوظ رہنے کے) دن ایمان لایا تھا۔ یہ لوگ انھیں کے ہمراہ ہجرت کر کے شام چلے آئے تھے۔ ان سے ابراہیم نے لوط کی بیٹیوں کی شادیاں کردی تھیں۔ وہ تمام نبی جو بنی اسرائیل سے پہلے اور ابراہیم کے بعد معبوث ہوئے اسی گروہ سے تھے۔ شعیب کی دادی لوط کی بیٹی تھیں۔ ۱۵

وہب نے کہا کہ مدین جو اصحاب الایکہ (الایکہ کے رہنے والے) تھے شعیب کی قوم کے افراد نہ تھے بلکہ وہ لوگ اس قوم کے تھے جن کی طرف، شعیب نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ جب شعیب کی قوم پر عذاب نازل ہوا، تو ان پر ایمان لانے والے اصحاب الایکہ مکہ چلے آئے اور اپنی موت تک وہیں رہے۔

خضر کا نام بَلیا ۱۶ بن مَلکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح تھا۔ ان کا والد بہت بڑا بادشاہ تھا۔

☆ **ایوب علیہ السلام** : وہب کی روایت ہے کہ ایوب، صُوص ۱۷ بن زَعویل ﴿ص۲۰﴾ کے بیٹے تھے۔ ان کے والد ابراہیم پر جلائے جانے والے دن ایمان لانے والوں میں شامل تھے۔ ایوب، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے ہم عصر اور ان کے داماد تھے۔ (حضرت) یعقوب کی بیٹی الیا ان کی زوجہ تھیں۔ انھیں کو (حضرت ایوب نے) گھاس کے مٹھے سے مارا تھا۔ ایوب کی ماں، لوط کی بیٹی تھیں۔ شام کا شہر البثنیہ ان کی ملکیت میں تھا۔

☆ **موسیٰ و ھارون علیھما السلام** : وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ موسیٰ، عیسیٰ بن عمران بن قاھث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بیٹے تھے۔ آل یعقوب اور ایوب کے درمیان موسیٰ کے (مبعوث) ہونے تک کوئی نبی نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام گندم گوں تھے ان کے بال گھنگریالے اور ان کا قد دراز تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ شنوءَ قوم کے فرد ہیں۔ ہارون، موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ لانبے زیادہ لحیم شحیم، زیادہ سفید فام اور زیادہ چوڑے چکلے ہاڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تھے وہ ان سے عمر میں تین سال بڑے تھے۔ ہارون کی پیشانی پر ایک تل تھا اور موسیٰ کی ناک کے سرے پر تل تھا۔ ان کی زبان کے کنارے بھی ایک تل تھا۔ ان سے پہلے اور ان کے بعد ان کے علاوہ کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس کی زبان کے کنارے کوئی تل ہو۔ یہی (ان کی زبان کی) وہ گرہ تھی جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ ان کی بہن مریم اپنے دونوں بھائیوں سے عمر میں بڑی تھیں۔ وہ کالب بن یوفنا بن فارض بن یہوذا بن یعقوب کی بیوی تھیں۔ موسیٰ کی والدہ کا نام اباحثۃ تھا۔ توریت کے مطابق ان کا نام یوخابث بنت لاوی بن یعقوب تھا۔ ۱۸

(وہب) کا بیان ہے کہ موسیٰ کے زمانہ کا فرعون ہی یوسف کے دور کا فرعون تھا کیوں کہ وہ چار سو سال سے زیادہ زندہ رہا۔ اس کا نام ولید بن مصعب تھا مگر دوسرے راویوں نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ (عہد موسوی کا فرعون عہد یوسفی کے فرعون سے) مختلف تھا۔ فرعون کی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا اور قارون، صافر بن قاھث بن لاوی کا بیٹا تھا۔ وہ موسیٰ کا چچازاد بھائی تھا۔ سامری کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ باجری کا رہنے والا تھا وہ نسلاً بنی اسرائیل سے منسلک اور موسیٰ بن عمران کے چچازاد بھائیوں میں تھا۔

وہب نے کہا ہارون نے ایک سو سترہ سال (۱۱۷) کی عمر میں انتقال کیا۔ (ہارون کے) بعد موسیٰ تین سال زندہ رہے اور ہارون ہی کی عمر میں انہوں نے بھی وفات پائی۔ ان کے جانشین یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب ہوئے۔

☆ **اشماویل بن هلقانا ۱۹ علیه السلام** : (اشماویل) عربی زبان میں اسماعیل ہے۔ ان کی ماں کا نام حنہ تھا۔ ان کا تعلق بنو اسرائیل سے تھا ان کے اور یوشع بن نون کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انہیں کا یہ ذکر کیا ہے، **وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت مَلِكا** (اور ان سے ان کے نبی نے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ البقرہ، آیت: ۲۴۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ **طالوت علیہ السلام** : وہب نے کہا طالوت، بنیامین بن یعقوب کے خاندان سے تھے۔ ﴿ص ۲۱﴾ طالوت نادار آدمی تھے، گدھے چرایا کرتے تھے۔ وہ اپنے گاؤں سے اپنے دو گدھوں کی تلاش میں نکلے اور اشماویل کے ہاں ٹھہرے۔ انھوں نے (بنی اسرائیل کو) بتایا کہ یہی (طالوت) ان کے بادشاہ ہیں اور بنیامین کے خاندان سے ہیں (بنی اسرائیلی) بولے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس خاندان سے کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے اور نہ اس میں کوئی نبی ہی مبعوث ہوا ہے (یہ سن کر حضرت) اشماویل نے ان لوگوں سے کہا کہ 'کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔ کیا تمھیں یہ معلوم نہیں کہ جب اللہ نے انھیں بادشاہ بنا کر بھیجا تو اسے ان کا نسب معلوم تھا'۔

☆ **داؤد، سلیمان صلی اللہ اوران کی اولاد** : وہب بن منبہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اشماویل کے بعد داؤد بن ایشاء کو ان کا جانشین (خلیفہ) بنایا۔ وہ سات بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور اپنے باپ کے مویشی چرایا کرتے تھے۔ وہ پستہ قد، نیلی آنکھوں والے اور سر کے ایک طرف سے گنجے تھے۔ انھوں نے طالوت سے یہ شرط لگائی تھی کہ اگر وہ جالوت کو قتل کردیں گے تو طالوت ان سے اپنی بیٹی بیاہ دیں گے۔ تو انھوں نے طالوت کی بیٹی سے شادی کرلی اس خاتون کے بطن سے ان کا بڑا بیٹا ابشالوم پیدا ہوا۔ یہ اپنے باپ کا بڑا بیٹا تھا اس نے ان کے خلاف بغاوت کرکے ان سے ان کا ملک چھین لینا چاہا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے اوریا کی بیوی سے، اس کے قتل کے بعد شادی کی۔ ۲۰ اس کے بطن سے سلیمان تولد ہوئے۔ سلیمان کے بعد ان کی اولاد میں بادشاہی اور نبوت الاعرج (لنگڑا) تک رہی۔ یہ شخص ان کے بیٹے کی اولاد میں تھا۔ عرق النساء کی بیماری کے سبب یہ لنگڑا ہوگیا تھا۔ اس کی کمزوری اور بیماری کی وجہ سے (آس پاس کے) بادشاہوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرلینا چاہا (الاعرج) صرف بادشاہ تھا، نبی نہ تھا۔

الجزیرہ کے بادشاہ نے، جس کو نسقر کہتے تھے اور جو صحراء الثرثار جسے صحراء سنجار بھی کہا جاتا ہے کے شہر الحضر ۲۱ میں رہتا تھا (الاعرج پر) فوج کشی کی۔ یہ شہر (الحضر) پتھر سے تعمیر کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا اور (اس کا بادشاہ لنقر) زہرہ ستارے کی پوجا کرتا تھا۔ اس نے یہ منت مانی تھی کہ اگر بیت المقدس پر اس کا قبضہ ہوگیا تو اپنے بیٹے کو زہرہ پر بھینٹ چڑھا دے گا۔ بخت نصر اس وقت اس کا کاتب تھا۔ اللہ نے اس کے خلاف طوفان باد بھیجا جس سے اس کی فوج برباد ہوگئی۔ خود وہ اور اس کا کاتب جان بچا پائے اور الحضر پہونچنے میں کامیاب ہوئے۔ وہاں لنقر کو اس کے بیٹے نے مار ڈالا۔ اس کی حمایت میں بخت نصر دھوکہ سے بیٹے کو قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ یہ بخت نصر کی بادشاہی کا آغاز تھا۔ ہندوستان کے بادشاہ نے (آل سلیمان) پر حملہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔ یوں سلیمان کی اولاد اور ان کے ہم عصروں کا زمانہ حکومت ختم ہوا۔

موصل کے بادشاہ سنجاریب نے جس کا مستقر حکومت نینوی تھا اور آذربیجان کے بادشاہ سلماعاشر ۲۲ نے جسے عربی زبان میں سلیمان الاعشر کہتے ہیں، بنو اسرائیل پر فوج کشی کی مگر ان میں اختلاف پیدا ہوگیا اور آپس میں لڑائی چھڑ گئی جس سے وہ دونوں ہلاک ہوگئے اور ان کا مال واسباب بنو اسرائیل کی لوٹ میں آیا۔

(بنو اسرائیل پر) روم کے بادشاہ نے حملہ کیا اور اس کے ہمراہ اسبان، صقالبہ اور بادشاہ اسپین (کی افواج بھی) تھیں، لیکن ان سبھوں میں مخالفت ہوگئی اور یہ بھی آپس میں لڑ پڑے۔ اللہ نے ان کو ایک دوسرے سے آپس میں لڑا کر ہلاک کر دیا۔ بعدازاں (بنو اسرائیل نے) اپنے دین میں نئی نئی باتیں پیدا کر لیں، ﴿ص ۲۲﴾ مذہب میں تغیر وتبدل کر لیا اور ان میں سے کچھ لوگوں نے بیت المقدس سے بے توجہی اختیار کر کے ایک مسجد ضرار بنالی۔ (جب یہ لوگ اس مسجد میں داخل ہوئے) تو زلزلہ آ گیا اور اس کی شہتیر سے ان کے سر کچل دیئے گئے۔ اس کے بعد ان پر بخت نصر نے حملہ کیا۔ اس وقت (بنی اسرائیل نے) اللہ کی طرف رجوع کیا اور گناہوں سے توبہ کی، تو اللہ نے بخت نصر کو ان کے ملک سے لوٹا دیا۔ حالاں کہ اس نے بیت المقدس کا شہر فتح کر لیا تھا اور اس کے بازاروں پر یلغار کر کے انھیں لوٹ لیا تھا۔ یہ (بخت نصر کی لشکر کشی کا پہلا واقعہ تھا) جس کا اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے 'جب ان فسادوں میں پہلے فساد کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے اٹھا کھڑے کئے جو بڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت گیر تھے اور وہ تمھارے شہروں کے اندر پھیل گئے اور اللہ کا وعدہ پورا ہونا تھا، پھر ہم نے تم کو دشمنوں پر غلبہ دے کر دوبارہ تمہارے دن پھیرے اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی۔ [الاسراء، آیت:۵،۶]

اس (بربادی کے بعد بھی) انھوں نے دین میں طرح طرح کی بدعات داخل کیں، تو اللہ نے انہیں اپنی ناراضی سے مطلع کرنے کی غرض سے ارمیا نبی کو معبوث فرمایا۔ وہ بنی اسرائیل میں اللہ کی وحی کے مطابق تبلیغ کرنے لگے تو ان لوگوں نے ان کو مار پیٹ کر قید کر دیا۔ اس وقت اللہ نے ان کے خلاف بخت نصر کو پھر بھیجا۔ یہ دوسرا حملہ اور فوج کشی تھی جس کا اللہ پاک نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے 'پھر جب دوسرے فساد کا وقت آیا، تو ہم نے اپنے دوسرے بندوں کو اٹھا کھڑا کیا کہ تم کو اس قدر ماریں کہ تمھارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی مرتبہ وہ مسجد (بیت المقدس) میں گھسے تھے اور اسے لوٹا کھسوٹا تھا، اسی طرح اس مرتبہ پھر اس میں گھسیں اور جس چیز پر قابو پائیں، توڑ پھوڑ کر اس کا ستیاناس کر دیں'۔ [الاسراء، آیت:۷]۔ چنانچہ (اس دوسرے حملہ میں بخت نصر نے بنی اسرائیل کو) قتل کیا، سولی دی، آگ میں جلایا، ہاتھ پاؤں کٹوائے، ان کے بچوں اور عورتوں کو فروخت کیا اور بری طرح ان کے جسم کے اعضاء کٹوائے۔ (اس سے گھبرا کر بنو اسرائیل کا) ایک گروہ بھاگ کر مصر چلا گیا اور وہاں کے بادشاہ کے ہاں پناہ لی۔ بخت نصر نے مصر پر حملہ کر دیا۔ فریقین میں گھمسان کا رن پڑا بخت نصر کو فتح حاصل ہوئی۔ اس نے بادشاہ مصر اور اسرائیلی (مفرورین) کو گرفتار کر لیا، مصری فوج کو قتل کرا دیا اور سرزمین بابل میں (فتح مندانہ) واپس آیا۔

ارمیا (نبی) مصر میں مقیم رہے۔ انھوں نے ایک باغیچہ تیار کرایا اور اس میں سبزی کاشت کر کے اپنی گزر بسر شروع کی۔ اللہ نے ان پر وحی نازل کی کہ بے شک کاشت کاری اور سرزمین مصر میں قیام کے بجائے تمھارا ایک اعلیٰ نصب العین اور ایک بڑی ذمہ داری ہے۔ کسی سرزمین میں تمھارے لئے قیام کی کیسے گنجائش پیدا ہو سکتی ہے جب کہ تم جانتے ہو کہ بنی اسرائیل سے سخت ناراض ہوں۔ میں نے ایلیا (بیت المقدس) اور اس کے باشندوں کے بارے میں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کیا ہے اور (انہیں برباد کر دیا ہے) اس پر تمھیں غمگین ہونا چاہیے۔ یہ آبادی وخوش حالی کا زمانہ نہیں ہے بلکہ بربادی اور ویرانی کا زمانہ ہے۔ اس لئے تم اپنے اس باغیچہ کی دیواروں کو منہدم کر دو، اس کی سبزیوں کو نوچ پھینکو اور اس کے پانی کی نہروں کو کاٹ دو اور ایلیا واپس چلے جاؤ اور اس وقت تک وہاں ٹھہرے رہو جب تک کہ میرا حکم نہ پہونچے۔ ارمیا ڈرے سہمے مصر سے نکلے حالاں کہ یہ وقت پھلوں کے پکنے کا اور فصلوں کی کٹائی کا تھا۔ وہ اپنی گدھی پر سوار ہوئے۔ ایک تھیلے کے توشہ دان میں تھوڑے انگور اور تھوڑی سی انجیر رکھی ایک نئی مشکیزہ میں پانی بھرلیا، نئی رسی بٹ کر اپنی گدھی کی لگام تیار کی اور چل پڑے۔ جب انھیں سواد بیت المقدس نظر آیا تو انھوں نے ہولناک تباہی کے ناقابل بیان مناظر دیکھے۔ اور بول اٹھے 'اللہ اسے مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا'۔ (یہ سورۃ بقرہ کی آیت ۲۵۹ کی طرف اشارہ ہے) اس پر اللہ نے ان کو سو سال تک موت کی حالت میں رکھا۔

بعدازاں (اللہ نے) فارس کے ایک بادشاہ کو جس کا نام کورش تھا، بھیجا۔ اس نے (بیت المقدس کو) دوبارہ بسایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (ارمیا نبی کو) زندہ کیا اور فرمایا 'اپنے کھانے اور پانی کو دیکھو کہ وہ اب تک خراب نہیں ہوئے'۔ ۲۳

☆ **عزیر و دانیال علیہما السلام** : (وہب نے) کہا ان اسرائیلی قیدیوں میں جو بخت نصر کے قبضہ میں تھے ﴿ص ۲۳﴾ عزیر اور دانیال بھی تھے۔ دانیال وہی ہیں جنھوں نے (بخت نصر کے) خواب کی تعبیر بتائی تھی۔ اس لئے اس کے ہاں ان کی بڑی آؤ بھگت ہوئی۔ ان کی قبر سوس کے اطراف میں تھی (اسلامی فتوحات کے زمانے میں) ابوموسیٰ اشعری نے اسے (کھلی ہوئی) پاکر (لاش قبر سے) نکلوا کر، کفن پہنا کر اور نماز پڑھا کر انہیں دفن کرادیا۔ ۲۴

عزیر نے بنی اسرائیل کو دوبارہ تورات مہیا کی، کیوں کہ (بخت نصر کے ابتلاء میں) وہ جلادی گئی تھی اور بنو اسرائیل اس سے بالکل ناواقف تھے۔ عزیر جب شام واپس آئے تو یہود کی ایک جماعت نے (ان کے ذریعہ تورات کی بازیابی کے سبب) انہیں اللہ کا بیٹا کہنا شروع کیا۔ ۲۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں عزیر نے اللہ تعالیٰ سے مناجات میں قدر کے بارے میں بہت سرگوشیاں کی تھیں، اس لئے (ناراض ہوکر) اللہ نے ان کا نام (فہرست) انبیاء سے مٹادیا اوران کا انبیاء کے زمرہ میں ذکر نہیں کیا جاتا حالانکہ وہ رسول ہیں۔

☆ **شعیا نبی علیہ السلام** : (وہب) کا بیان ہے کہ (بخت نصر کے ابتلاء کے بعد) بنو اسرائیل ایک مدت تک اللہ کے احکام بجالاتے رہے اوراللہ نے شعیا بن اموص کوان کا نبی بنا کر بھیجا۔ پھران میں بکثرت بدعتیں اور غلط رسوم درآئیں۔ (اس سے ناراض ہوکر اللہ نے) بابل کے بادشاہ سنجاریب کوان پر مسلط کردیا وہ ان پر چڑھ دوڑا اوران کے شہر کے میدان میں پڑاؤ کیا۔ اب بنواسرائیل نے گناہوں سے توبہ کی اور غلطیوں کی معافی مانگی۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اورسنجاریب کے لشکر میں طاعون پھیل گیا جس سے وہ سب کے سب مرگئے اوراس کے لشکر میں جو کچھ مال ومتاع تھا اسے اللہ نے بنی اسرائیل کو مال غنیمت کے بطور دے دیا۔ اس طاعون سے صرف سنجاریب اوراس کے پانچ ساتھی بچ کر جاسکے۔ (جب دشمن کا خطرہ ٹل گیا) تو بنواسرائیل نے پھردین میں نئی نئی باتیں داخل کرلیں، اللہ کی کتاب (توارت) پرعمل چھوڑ دیا اسے پس پشت ڈال دیا اورحصول اقتدار کے لئے آپس میں ایک دوسرے کی مخالفت شروع کردی۔ اس پراللہ نے شعیا کوحکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل میں وحی الٰہی کے مطابق (رشد وہدایت کا) فریضہ انجام دیں۔ جب انھوں نے ان کی اصلاح کی کوششیں شروع کیں تو انھوں نے انہیں قتل کردیا۔ اس لئے اللہ نے ان کے دشمن کوان پرمسلط کردیا۔ (اللہ نے) دشمن کے ہاتھوں انھیں پراگندہ ومنتشر کردیا، انہیں ہلاک کردیا اوران پر ذلت ورسوائی مسلط کردی، ان سے ان کی بادشاہی چھین لی اور نبوت سے انہیں محروم کردیا۔ وہ جس قوم میں بھی ہوں، ان پر قیامت تک کے لئے ذلت، حقارت ورسوائی مسلط کردی گئی۔ ان شعیا نے رسول اللہ ﷺ کی آمد کی بشارت دی اورآپ کے حالات بیان کئے ہیں۔ انھوں نے عیسیٰ کی آمد کی بھی بشارت دی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ **حزقیل علیہ السلام** : یہ حزقیل بن بوذی ہیں۔ انھیں کی قوم میں طاعون پھیل گیا تھا اور یہ لوگ موت کے خوف سے اپنی بستیوں سے بھاگ نکلے تھے حالاں کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ ۲۶ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ مرجاؤ (سو وہ مر گئے) پھر اس نے انہیں زندہ کر دیا۔ ۲۷

☆ **الیاس علیہ السلام** : الیاس کا تعلق یوشع بن نون ۲۸ کے خاندان سے تھا۔ اللہ نے انھیں (شام کے شہر) بعلبک کے باشندوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ ﴿ص ۲۴﴾ یہ لوگ بعل نامی ایک بت کی پوجا کرتے تھے۔ ان کے بادشاہ کا نام احب ۲۹ اور اس کی بیوی کا نام ازبیل تھا۔ (احب) جب کبھی ملک سے باہر جاتا تو (اپنی بیوی ازبیل کو) اپنا جانشین بنا دیتا تھا چنانچہ وہی لوگوں کے مابین فیصلے کرتی تھی۔ یہ عورت انبیاء علیہم السلام کی قاتل تھی، اس نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کرا دیا تھا۔ یہ (لبنان کے شہر) صیدا کے بادشاہ کی بیٹی تھی اور بڑی لانبی عمر پائی۔ بنو اسرائیل کے سات بادشاہوں نے (یکے بعد دیگرے) اس عورت سے شادی کی تھی۔ اس نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کرایا تھا۔ اللہ بزرگ و برتر نے الیاس سے فرمایا مجھ سے جو مانگنا چاہو مانگ لو میں تمھیں وہ دوں گا۔ انھوں نے عرض کیا تو مجھے اپنی جانب اٹھالے اور موت کے ذائقہ کو مجھ سے بعد کے لئے اٹھا رکھ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پر لگا کر اپنے پاس اٹھالیا۔ انھیں ارضی، سماوی اور ملکی بنا دیا۔ سو وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔

☆ **الیسع علیہ السلام** : الیسع، ۳۰ الیاس کے شاگرد تھے۔ الیاس نے انھیں دعاء دی، چنانچہ اللہ نے انھیں (حضرت الیاس کے) بعد نبی بنا دیا اور انھیں اللہ نے روح الیاس کے مثل سے قوی دست کیا اور ان کی تائید فرمائی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے الیسع کے بعد یونس بن متیٰ کو نینویٰ ۳۱ کے باشندوں کی جانب نبی بنا کر بھیجا۔

☆ **زکریا** : یہ زکریا بن آزن تھے۔ زکریا بن ازن ۳۲ اور عمران بن ماتان بن یعاقیم،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داؤد نبی علیہ السلام کی اولاد میں تھے (حضرت داؤد کا تعلق) یہوذا ابن یعقوب کے خاندان سے تھا۔ یہ دونوں (زکریا اور عمران) ایک ہی زمانہ میں تھے۔ زکریا نے عمران کی بیٹی ایساع سے کہ مریم کی بہن تھی، شادی کی تھی۔ مریم کی ماں کا نام حنہ تھا۔ یحییٰ اور (حضرت) عیسیٰ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ زکریا بڑھئی تھے۔ یہودیوں نے یہ جھوٹی خبر اڑائی کہ (نعوذ باللہ) زکریا نے مریم کے ساتھ بدکاری کی ہے اور انھوں نے ان کو ایک درخت کے کھوکھلے تنے میں قتل کر دیا۔ یوں کہ ان بدبختوں نے اس درخت کو کاٹ دیا اور اس کے ساتھ ہی انھیں بھی کاٹ ڈالا۔ ۳۳

☆ **عیسیٰ علیہ السلام** : یحییٰ بن زکریا کو احب نے اپنی بیوی ازبیل کے فریب میں آ کر قتل کرا دیا تھا۔ جب عیسیٰ کی والدہ مریم نے انہیں جنا تو وہ (بادشاہ بعلبک) احب کے خوف سے کہ ازبیل کا شوہر تھا، انھیں مصر لے کر بھاگ گئیں۔ عیسیٰ اور ان کی والدہ کو وہاں یوسف النجار لے گیا۔ اس یوسف نے مریم کو نکاح کا پیغام دیا تھا اور (بعد میں) ان سے شادی کر لی تھی۔ انجیل میں یہی مذکور ہے، جب حضرت مریم اس کے پاس آئیں تو اس نے ان سے مباشرت کرنے سے پہلے ان کو حاملہ پایا۔ (یوسف النجار) مرد نیکوکار تھا۔ اس لئے اس بات کے فاش کرنے کو پسند نہ کیا اور یہ بات دل میں رکھی کہ انہیں خفیہ طریقے سے علیحدہ کر دے گا۔ (اس اثناء میں) اسے خواب میں ایک فرشتہ نظر آیا جس نے اس سے کہا اے داؤد کے بیٹے یوسف! تیری بیوی مریم عنقریب ایک بچہ جنے گی جس کا نام عیسیٰ ہوگا۔ وہ اپنی امت کو ان کے گناہوں سے نجات دلائے گا۔

انجیل میں ہے کہ جس بادشاہ سے مریم کو یہ ڈر ہوا تھا کہ وہ عیسیٰ کو ہلاک کر دے گا اس کا نام ہرادس تھا۔ عیسیٰ کی ولادت شام کے شہر بیت لحم یہوذا (بیت المقدس کے قریب ایک شہر) میں ہوئی۔ جب ہرادس مر گیا تو یوسف نے خواب میں دیکھا کہ وہ عیسیٰ اور ان کی والدہ کو لے کر شام کے مقام الخلیل (بیت المقدس کے نزدیک ایک شہر کا نام) جائے۔ ﴿ص ۲۵﴾ چنانچہ وہ وہاں پہونچا اور ناصرہ نامی گاؤں میں سکونت اختیار کی۔ اس لئے ان کے پیروؤں کو نصاریٰ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا گیا ہے۔

☆ **اصحاب الکھف** : وہب کی روایت ہے کہ اصحاب کہف روم کے چند نوجوان تھے جو حضرت عیسیٰ سے پہلے (کسی ظالم بادشاہ کے خوف سے) غار میں روپوش ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سلا دیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تو ان کو ان لوگوں کے بارے میں بتایا گیا۔ بعد ازاں عیسیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی زمانہ (فترت) میں اللہ نے انہیں کچھ عرصہ کے لئے اٹھایا تھا۔ ۳۴

☆ **ذوالقرنین جو نبی نہیں تھے** : وہب کا بیان ہے کہ ذوالقرنین اسکندریہ کے رہنے والے تھے اور ان کا نام اسکندروس تھا۔ انھوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ سورج کے نزدیک پہونچ گئے ہیں اور اس کے مشرقی و مغربی سینگوں کو انھوں نے پکڑ رکھا ہے۔ اپنے اس خواب کو انھوں نے اپنی قوم سے بیان کیا۔ ان لوگوں نے ان کا نام ہی ذولقرنین (دو سینگوں والا) رکھ دیا۔ یہ عیسیٰ کے بعد دور فترت میں تھے۔

☆ **جرجیس علیہ السلام** : جرجیس فلسطین کے باشندے تھے۔ انھوں نے بعض حواریوں کا زمانہ پایا تھا۔ ان کو موصل کے بادشاہ کے پاس نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہو گزرے ہیں۔ ۳۵

☆ **لقمان حکیم اور وہ نبی نہیں تھے** : لقمان حکیم ۳۶ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے حبشی غلام تھے۔ اس نے ان کو آزاد کر کے کچھ مال بھی دے دیا تھا۔ وہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھے۔ ان کے باپ کا نام ثاران ۳۷ تھا۔ اکثر علماء کے بیان کی رو سے وہ نبی نہ تھے۔ یزید بن ہارون نے، حماد بن سلمہ سے، انہوں نے علی بن زید سے اور انھوں نے سعید بن مُسیب سے روایت کی ہے کہ لقمان النبی درزی کا کام کرتے تھے۔ وہب کا قول ہے کہ میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت لقمان کے دس ہزار ابواب پڑھے ہیں۔ لوگوں نے اس سے عمدہ کوئی کلام سنا ہی نہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ لوگوں نے حکمت لقمان کو اپنے کلام میں داخل کرلیا ہے۔ ان سے اپنے خطبات اور رسائل میں مدد لی ہے اور وہ لوگ اس کے ذریعہ فصاحت و بلاغت پیدا کرتے ہیں۔

☆ **ذوالکفل علیہ السلام** : (ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) میں نے وہب کی مرویات میں ذوالکفل کا ﴿ص ۲۶﴾ ذکر نہیں پایا۔ وہ بنی اسرائیل کے فرد تھے اور ان کے کنعان نامی بادشاہ کے پاس نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ انھوں نے اسے ایمان کی دعوت اور جنت کی کفالت اور ضمانت دی۔ اور اللہ پر اپنے حق کے بیان اور اس کی کفالت پر ایک تحریر لکھ کر اس بادشاہ کو دیدی۔ وہ بادشاہ مسلمان ہوگیا اور یہ صاحب ذوالکفل (صاحب کفالت، ضامن) کہلائے۔

☆ **نبیوں اور رسولوں کی کل تعداد** : وہب (بن منبہ) نے (عبداللہ) بن عباس سے روایت کی ہے کہ رسولوں میں پہلے رسول آدم اور سب سے آخری محمد ﷺ ہیں۔ انبیاء کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان میں تین سو پندرہ (۳۱۵) رسول ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول تیرہ (۱۳) ہیں۔ ان میں سے پانچ عبرانی ہیں یعنی آدم، شیث، ادریس، نوح، اور ابراہیم اور پانچ عرب یعنی ہود، صالح، اسماعیل، شعیب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ بنی اسرائیل کے پہلے نبی موسیٰ تھے اور آخری عیسیٰ علیہما السلام۔ ۳۸

☆ **آسمانی کتابیں** : (وہب نے) کہا انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی کل تعداد ایک سو چار ہے۔ یعنی شیث پر پچاس صحیفے، ادریس پر تیس صحیفے، ابراہیم پر بیس صحیفے، موسیٰ پر تورات، داؤد پر زبور، عیسیٰ پر انجیل اور محمد ﷺ پر الفرقان (القرآن) نازل ہوئے۔

☆ **تاریخ** : آدم علیہ السلام ایک ہزار سال زندہ رہے مگر تورات میں ہے کہ وہ نو سو تیس (۹۳۰) سال جئے۔ ☆ آدم کی وفات اور طوفان (نوح) کے درمیان دو ہزار دو سو چالیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲۴۰) سال کا فاصلہ ہے۔ ☆طوفان اور نوح کی موت کے مابین تین سو پچاس (۳۵۰) سال کا عرصہ گزرا ہے۔ ☆نوح اور ابراہیم کے درمیان دو ہزار دو سو چالیس (۲۲۴۰) سال کی مدت ہے۔ ☆ابراہیم اور موسیٰ کے مابین سات سو (۷۰۰) سال کا وقفہ ہے۔ ☆موسیٰ اور داؤد میں پانچ سو (۵۰۰) سال کا فاصلہ ہے۔ ☆داؤد اور عیسیٰ کے درمیان بارہ سو (۱۲۰۰) سال کا وقفہ ہے۔ ☆عیسیٰ اور رسول اکرم محمد ﷺ کے مابین چھ سو بیس (۶۲۰) سال کا عرصہ ہے۔

یہ تاریخیں وہب بن منبہ کی روایات کی رو سے ہیں۔ وہب کا بیان ہے کہ نوح اور آدم کے درمیان دس آبا (باپ) ہیں اور ابراہیم اور نوح کے درمیان دس آباء (باپ) ہیں۔ مگر عکرمہ کی روایت ہے کہ آدم اور نوح کے درمیان دس صدیاں گذری ہیں۔ یہ سب مسلمان تھے۔

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ میں نے انجیل میں پڑھا ہے کہ ابراہیم سے داؤد تک چودہ صدیاں گزری ہیں۔ داؤد سے (بنی اسرائیل کی) بابل جلاوطنی تک چودہ سو سال کا عرصہ ہے۔ بابل جلاوطنی سے عیسیٰ تک چودہ سو سال کا وقفہ ہے۔

ابو محمد (ابن قتیبہ) کا بیان ہے کہ میں نے سیر العجم نامی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اسکندروس اور اردشیر کے درمیان ملوک الطوائف برسر اقتدار تھے اور ان کی مدت چار سو پینسٹھ (۴۶۵) سال ہے۔ بعد ازاں اردشیر سے لے کر یزدجرد تک ایران کے حکمران ہوئے، ان کی حکومت چار سو تیس سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک رہی یزدجرد آخری ایرانی حکمران تھا اور خلافت عثمانی میں مارا گیا تھا۔ اسکندروس اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے درمیان نو سو سال (۹۰۰) کے قریب فاصلہ ہے۔

وہب کا بیان ہے کہ اسکندروس عیسیٰ کے بعد گزرا ہے۔ یہ بات خود وہب کے اپنے اس قول کے خلاف ہے کہ عیسیٰ اور محمد ﷺ کے درمیان چھ سو بیس (۶۲۰) سال کا وقفہ ہے۔

﴿ص ۲۷﴾ مگر (وہب کے) علاوہ دوسرے راویوں کا قول ہے کہ اسکندر عیسیٰ سے پہلے گزرا ہے۔ انجیل میں بنو اسرائیل کی بابل جلاوطنی کے بارے میں یہ اطلاع ہے کہ وہ داؤد کے چودہ سو سال کے بعد اور عیسیٰ سے چودہ سو سال پہلے پیش آئی۔ ماہرین انساب بیان کرتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ (بنو اسرائیل کی بابل جلاوطنی) ابراہیم سے پہلے واقع ہوئی۔

(ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) اس بارے میں جو اختلافات اور فرق ہیں وہ بدیہی ہیں اور نظر آ رہے ہیں (سچ) اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ۳۹

(ج) بعثت نبویؐ سے قبل دین حق کے پیرو

☆ **ارباب بن رئاب** : ۴۰ ان کا تعلق قبیلہ عبدالقیس کی شاخ شن سے تھا۔ یہ عیسیٰ کے مذہب سے وابستہ تھے۔ لوگوں نے رسول ﷺ کی بعثت سے پہلے ایک منادی کو یہ آواز دیتے ہوئے سنا کہ اہل دنیا میں سب سے اچھے تین حضرات ہیں، ریاب الشنی اور بحیرا راہب اور ایک وہ جو ابھی نہیں آیا ہے یعنی نبی اکرم ﷺ۔ ارباب کی اولاد میں جو کوئی مرتا اور دفن کیا جاتا اس کی قبر پر ہلکی پھوہار ضرور دیکھی جا سکتی تھی۔

☆ **ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی** : یہ (حضرت) خدیجہ کے برادر عم زاد تھے۔ انھیں بت پرستی سے تنفر ہو گیا تھا اور عیسائی ہو گئے تھے۔ ان سے پہلے (پہلی وحی کے نزول کے بعد) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ کا کچھ ذکر کیا تھا۔ ورقہ نے کہا تھا کہ ان کے پاس وہی ناموس اکبر (جبرئیل) آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا۔

☆ **زید بن عمرو بن نُفیل** : یہ سعید بن زید کے جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، والد تھے۔ انھوں نے بت پرستی چھوڑ دی تھی اور دین (ابراہیمی) کی جستجو میں سرگرداں تھے۔ ان کو شام میں عیسائیوں نے قتل کر دیا۔ (ان کے متعلق) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ (قیامت کے دن) ایک امت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔ انھیں (زید) نے زمانہ جاہلیت میں یہ شعر کہا تھا:

اسلمتُ وجهي لمن اسلمت له المزْنُ تَحمل عذبا زُلالا

[میں نے اسی کے حضور سر تسلیم خم کر دیا جس کا وہ بادل مطیع فرمان ہے، جو میٹھا اور صاف و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفاف پانی اٹھا کر لاتا ہے]۔

(زید) کے بارے میں ورقہ بن نوفل نے یہ شعر کہا تھا: ﴿ص ۲۸﴾

رشدت وانعمت ابن عمرو وانما تجنبت تنوراً من النار حامیاً

[اے (زید) ابن عمرو! تم نے راہ ہدایت پائی، عنایات الٰہی کے حق دار ہوئے اور تم بھڑکتی ہوئی آگ کے تنور سے محفوظ و مامون ہوگئے]۔

☆ **امیہ بن ابی الصلت** : امیہ نے کتب (سماویہ) کا مطالعہ کیا تھا اور اسے بتوں کی پرستش سے تنفر ہوگیا تھا۔ وہ لوگوں کو یہ اطلاع دیتا تھا کہ جلد ہی ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اور اس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہونچا ہے مگر اس نے جب نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر اور آپ کا قصہ سنا تو اسے آپؐ پر حسد ہوئی اور وہ کافر ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کے اشعار سماعت فرمائے تو ارشاد فرمایا، اس کی زبان تو مومن ہوگئی، مگر اس کا دل کافر ہی رہا۔

☆ **اسعد ابو کرب حمیری** : یہ اسعد، رسول اللہ ﷺ پر آپ کی بعثت سے سات سو سال پہلے ایمان لایا تھا۔ اس نے کہا:

شھدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم

فلو مد عمری الی عصرہ لکنت وزیراً لہ و ابن عم

(والزم طاعتہ کل من علی الارض من عرب او عجم)

[میں احمد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ خالق کائنات و خدائے بزرگ کے نبی و رسول ہیں ☆ اگر میری عمر ان کے زمانے تک دراز ہوتی، تو میں ان کا وزیر و ابن عم ہوتا ☆ میں دنیا کے تمام عربوں اور عجمیوں کو ان کی اطاعت کا پابند کر دیتا]۔

یہ پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ پر چمڑے کا غلاف اور (یمنی) چادریں چڑھائیں۔ ۱۴۱

☆ **قُس بن ساعدہ الایادی** : قس حکیم العرب کہلاتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے (قس بن ساعدہ کو) بازار عکاظ میں سرخ اونٹ پر بیٹھے خطبہ دیتے دیکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حضرت) ابوبکر نے ان کا قصہ بیان کیا اور ان کے اشعار پڑھے۔

☆ **ابو قیس صرمہ بن ابی انس** : ان کا تعلق (مدینہ کے قبیلہ) بنی نجار سے تھا۔ راہب ہوگئے تھے کمبل کا لباس پہنتے تھے۔ بت پرستی سے توبہ کرلی تھی۔ عیسائی ہوجانا چاہتے تھے مگر پھر ایسا کرنے سے رک گئے۔ اپنے گھر میں خانہ نشین ہوگئے اور اسے عبادت گاہ بنادیا تھا وہاں کوئی حائضہ عورت اور ناپاک مرد داخل نہ ہوسکتا تھا۔ وہ کہتے تھے میں ابراہیم کے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے، تو انھوں نے اسلام قبول کرلیا اور اسلام پر پختگی سے ثابت قدم رہے، انھیں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہا ہے:

ثوی فی قریش بضع عشرہ حجة ۴۲ بمکہ لا یلقی صدیقا مواتیا

فلما اتانا اظھر اللہ دینہ واصبح مسرورا بطیبة راضیا

واصبح لا یخشی من الناس واحداً بعیدا ولا یخشی من الناس دانیا

بذلنا لہ الاموال فی کل ملکنا وانفسنا عند الوغی والتاسیا

ونعلم ان اللہ لا رب غیرہ وان رسول اللہ للحق رائیا

ادی الذی عادی من الناس کلھم جمیعاً وان کان الحبیب المصافیا

[وہ مکہ میں قبیلہ قریش کے ساتھ تیرہ سال کے قریب مقیم رہے لیکن کوئی ان کا مددگار نہ ہوسکا ☆ مگر جب وہ ہمارے ہاں (یثرب میں) آئے، تو اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا اور وہ طیبہ میں خوش اور راضی ہوگئے ☆ اور ایسا ہوا کہ وہ کسی سے، خواہ وہ ان کا دور کا ہو یا ان سے قریب کا خائف نہ ہوئے ☆ ہماری ملکیت میں جو مال تھا ہم نے اسے ان پر خرچ کیا۔ اسی طرح وفا و ہمدردی کے موقع پر ان پر اپنی جانیں نثار کیے ☆ ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کے رسول کے پیش نظر حق رہتا ہے ☆ اگر تمام دنیا والے ان کے دشمن ہوجائیں تو ہم بھی ان سب کے دشمن ہوجائیں گے۔ خواہ وہ ہمارے مخلص دوست ہی کیوں نہ ہوں]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں (ابوقیس) نے زمانہ جاہلیت میں کہا تھا:

سبحوا اللہ شرق کل صباح　　طلعت شمسہ و کل ھلال

﴿ص۲۹﴾ یا بنی الارحام لا تقطعوھا　　وصلوھا قصیرۃ من طوال

یابنی النجوم لا تظلموھا　　ان ظلم النجوم داء عضال

[ہر صبح کے درخشاں ونمودار ہونے کے وقت جب کہ سورج طلوع ہو اور (شام کو) ہلال کے چمکنے کے وقت اللہ کی پاکی بیان کرو ☆اے میرے بیٹو! قطع رحمی نہ کرو۔ خاندان میں عداوت کے بجائے محبت قائم کرو ☆اے میرے بیٹو! حدود سے آگے نہ بڑھو، کیوں کہ حدود سے تجاوز کرنا بڑی خراب بیماری ہے]۔

☆ **خالد بن سنان بن غیث** : خالد کا تعلق قبیلہ عبس بن بغیض سے تھا۔ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، وہ ایک نبی تھے جنھیں ان کی قوم نے ضائع کر دیا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا، جب میں دفن کیا جا چکوں، تو جلد ہی گدھوں کا ایک گلہ آئے گا۔ ان کے آگے ایک خاکی رنگ کا گدھا ہوگا۔ وہ میری قبر کو اپنے کھروں سے کھودے گا۔ جب تم لوگ یہ دیکھنا تو میری قبر کھود کر مجھے نکال لینا، کیوں کہ میں قبر سے نکل کر تمھیں وہ ساری باتیں بتا دوں گا جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔ جب (خالد بن سنان) مر گئے تو ان کی قوم نے وہی کچھ دیکھا جو انھوں نے کہا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان کی قبر کو کھود کر باہر نکال لینا چاہا لیکن ان میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کو پسند نہ کیا اور بولے ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ہم سے یہ بات منسوب کی جائے گی کہ ہم اپنے مردوں کی لاشیں کھود کر نکالتے ہیں (ہم نباش یعنی کفن چور ہیں) چنانچہ وہ قبر میں مر گئے۔ ان کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو قل ھو اللہ احد پڑھتے ہوئے سن کر بولی، میرے والد بھی یہی کہتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب اوّل

۱ ابن قتیبہ نے تورات اور وہب بن منبہ کی روایات کا ایک افسانوی ملغوبہ تیار کر کے مجاز کو حقیقت کا اور اسرائیلیات کو اسلامی روایات کا رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ غیر معمولی اختصار پسندی کی وجہ سے اس کے بیان میں ابہام اور ژولیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ ہم نے تورات اور وہب کی روایات کو الگ الگ کر دیا ہے مگر جوہری لحاظ سے وہب کے بیانات بھی یہودی قصہ طرازی کا جزو ہی ہیں، یوں تورات اور وہب کے بیانات اسرائیلیات کا حصہ ہیں۔ تخلیق کائنات کے ضمن میں ساتویں دن کی تقدیس، تمجید اور تبریک کا ذکر کرتے ہوئے ابن قتیبہ یہ بالکل بھول گئے کہ یہ یہود کا سبت ہے جس کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ہے اور جمعہ ان کے مذہب میں اس تعظیم و تمجید کا مستحق تھا۔ قاری کو میرا مشورہ ہے کہ اس باب کو خواہ وہ تخلیق کائنات کا مضمون ہو، خواہ تذکرہ انبیاء کا اسلام کے حوالہ کے بجائے یہودی روایات (اسرائیلیات) کے مندرجات سمجھ کر پڑھیں اور ان کی صحت، کو جزوی طور پر درست سمجھیں، کلی طور پر اس پر یقین نہ کریں۔ (مترجم)

۲ یہاں پر مترجم نے چند سطور تحریر کی ہیں جو نسخہ صاوی (قدیمی کتب خانہ، کراچی) میں نہیں عین ممکن ہے کہ یہ تشریحی عبارت غلطی سے ترجمے کے درمیان آ گئی ہو یہاں اسے بالکل علیحدہ کر کے حواشی میں دیا جا رہا ہے۔ مترجم نے یہاں لکھا ہے، ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا الاستراحہ سے مراد ہے کام سے فارغ ہونا (افراغ من الامر) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، سنفرغ لکم ایھا الثقلان (اے جن وانس ہم جلد روز قیامت حساب کتاب کے لئے) تمہارا قصد کریں گے تمہاری طرف متوجہ ہوں گے (سورہ رحمان، آیت:۳۱) یہاں سنفرغ لکم کے معنی ہیں سنقصد کم (ہم تمہارا قصد کریں گے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک معاملہ دوسرے معاملہ سے غافل نہیں کر سکتا۔ (ن س ظ)

۳ اُبُلّہ، بصرہ کے قریب ایک چھوٹا سا شہر ہے، جہاں نہر ابلہ گزرتی ہے۔ (نسخہ صاوی)

۴ دھنج، زمرد اور قیمتی پتھروں کے لیے اور مندل عود اور انواع و اقسام کی خوشبو جات کے لیے مشہور ہیں۔ (نسخہ صاوی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں یہاں ایک جملہ لکھا ہے 'وہ ہیں ہود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام' یہ اضافی جملہ ہے، اصل نسخۂ صاوی میں موجود نہیں۔ (ن س ظ)

۶ ابن کثیر کی کتاب البداية و النهاية میں اس کا نام 'ھاران' آیا ہے۔ (نسخہ صاوی)

۷ بیت المقدس کے قریب ایک شہر۔ (نسخہ صاوی)

۸ ان کے نام تھے: زمران، مدان، سان اور مدیان۔ (مترجم)

۹ یہاں راوی 'ابی الاحوص' کا نام چھوٹ گیا تھا، اصل سے مراجعت کر کے شامل کیا گیا ہے (ن س ظ)

۱۰ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں یہاں ایک راوی کا نام قاسم بن فضل موجود ہے تاہم اصل نسخۂ صاوی میں موجود نہیں۔ (ن س ظ)

۱۱ قرآن کی نص صریح اور احادیث صحیحہ کی رو سے اس امر پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل ابن حضرت ابراہیم علیہما السلام ہیں۔ مناسک حج اور قربانی کی رسم مسلمانوں میں اسی کی یادگار ہے۔ قربانی فرزند اکبر کی ہوتی ہے۔ اسماعیل فرزند اکبر تھے جب کہ اسحاق بڑے بیٹے نہ تھے۔ علماء نے یہود و نصاریٰ کے خلاف اس پر کثرت سے دلائل قائم کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے سیرۃ النبیؐ جلد اول بذکر سلسلہ اسماعیل، ارض القرآن اسی ذکر میں اور سیرت و احادیث کی کتابیں دیکھئے۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ خود تورات سے بھی حضرت اسماعیل ہی ذبیح قرار پاتے ہیں۔ مولانا عنایت رسول عباسی چریا کوٹی کی کتاب القول الصريح فيمن هو الذبيح اس موضوع پر لکھی گئی ہے۔ کتب تفاسیر میں بھی اس پر بڑی مدلل بحثیں موجود ہیں۔ (مترجم)

۱۲ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں سہواً الفردت چھپ گیا جبکہ نسخہ صاوی میں فدان ہے۔ (ن س ظ)

۱۳ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں شمعون ہے، جبکہ نسخہ صاوی میں سمعان ہے۔ (ن س ظ)

۱۴ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں یہ نام میشا ہے، جبکہ نسخہ صاوی میں یہ منشا ہے تاہم نسخہ صاوی کے حاشیہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ اخبار الدول میں یہ نام میشا ہے۔ (ن س ظ)

۱۵ یہاں چند سطور مترجم کا اضافہ ہے جو قوسین نہ لگنے کی وجہ سے اصل متن میں شامل ہو گیا تھا۔ وہ سطور یہاں قوسین میں دی جا رہی ہیں (حضرت شعیب کو خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ بلعم کی رہائش گاہ ریحانا در شام میں تھی۔ وہ اسم اعظم جانتا تھا مگر جب اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل پر بددعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسم اعظم بھلا دیا اور وہ اسم اعظم کو بھول گیا) (ن س ظ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶ اخبار الدول میں 'ایلیا' ہے۔ (نسخہ صاوی)

۱۷ ابن اسحٰق میں 'ابن موص بن زراح بن العیص' ہے۔ (نسخہ صاوی)

۱۸ مترجم سے یہ سطور (یعنی موسیٰ کی والدہ کا نام.....لاوی بن یعقوب تھا) ترجمہ ہونے سے رہ گئی تھیں۔ نسخۂ صاوی سے مراجعت کر کے، ترجمہ کر کے شامل کی جا رہی ہیں۔ البدایہ والنہایہ کے مطابق ام موسیٰ کا نام 'اریاخا' تھا، ایک اور قول ہے کہ ان کا نام 'ایاذخت' تھا۔ (ن س ظ)

۱۹ اخبار الدول میں 'حلقا' ہے۔ (نسخہ صاوی)

۲۰ اوریا، داؤد علیہ السلام کی فوج کا ایک سپاہی تھا، اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی، بعض مورخین نے اس گمان کا اظہار کیا ہے کہ حضرت سلیمان نے اس لیے اسے لشکر کے ساتھ بھیجا کہ وہ قتل ہو جائے اور وہ اس کی عورت حاصل کر لیں، اس قسم کی باتیں انبیاء کے اخلاق سے بعید ہیں۔ (نسخہ صاوی)

۲۱ الخضر، تکریت اور سنجار کے درمیان ایک شہر تھا۔ (ن س ظ)

۲۲ البیرونی میں 'سلمان الاعشر' ہے۔ (نسخہ صاوی)

۲۳ یعنی جو اللہ سو سال تک پڑے رہنے والے کھانے اور پانی کو اسی طرح تر و تازہ رکھ سکتا ہے اور سو سال کے مردہ کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے وہی مردہ و برباد باشندوں اور شہر کو آباد و زندہ کر سکتا ہے۔ دیکھیے القرآن البقرۃ آیت ۲۵۹ و بعد۔

۲۴ (جناب دانیال کی لاش بالکل صحیح حالت میں تھی) صرف ان کی داڑھی کے کنارے میں کسی قدر بوسیدگی کا اثر تھا۔ (یہ لاش) ایک حجرہ میں پتھر کے اوکھلی نما برتن (کڑھاؤ) میں رکھی ہوئی تھی۔ اوکھلی نما برتن کے نیچے تانبے کے تیس مٹکے، جن کے سرے سیسہ سے بند تھے، رکھے ہوئے تھے۔ ان مٹکوں کے نیچے ایک ٹوکری پتھر کے اوکھلی نما برتن (کڑھاؤ) میں دھری تھی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہ جان پائے کہ یہ کیا ہے۔ انھوں نے (اس جگہ کے پروہتوں سے) اس کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ سب کیا ہے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ جب ہم پر کوئی دشمن حملہ آور ہوتا ہے یا بارش نہیں ہوتی تو ہم اوکھلی نما برتن (کڑھاؤ) کے سرے (منہ) کو کھول کر ان کے چہرے کو کھول دیتے ہیں (اور دشمن پر فتح یا بارش کی دعا مانگتے ہیں) حضرت ابو موسیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ باتیں لکھ بھیجیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ (جس شخص کی یہ لاش ہے) وہ جناب دانیال ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں ایسی جگہ لے جا کر دفن کرو جہاں گنہ گاروں کے ہاتھ انہیں چھو نہ سکیں۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں کفن پہنا کر دریائے تستر کو پار کر کے لاش کو پتھر کے اوکھلی نما برتن (کڑھاؤ) میں رکھ کر دریا کی نالی میں دفن کر دیا اور اس پر پانی بہا دیا (تاکہ قبر کا نشان باقی نہ رہے اور اس سے وابستہ بدعات کا خاتمہ ہو جائے)۔ یہ تفصیلات جو قوسین میں دی گئی ہیں نسخہ صاوی میں نہیں ہیں۔ غالباً یہ ایزاد مترجم کی طرف سے تھا جو کمپوزر کی غلطی سے متن میں شامل ہو گیا۔ (ن س ظ)

۲۵ دیکھئے سورۃ النور، آیت: ۳

۲۶ ان کی تعداد کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ ابن عباس کا کہنا ہے کہ وہ چار ہزار تھے، ابن ملیک کا کہنا ہے کہ وہ تیس ہزار تھے جبکہ ابن رباح کے مطابق وہ ستر ہزار تھے (نسخہ صاوی)

۲۷ دیکھئے سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۴۲

۲۸ وہ الیاس بن فنحاص بن عیزار بن ہرون علیہ السلام تھے۔ (نسخہ صاوی)

۲۹ توراۃ میں یہ نام اُھاب اور اخبار الدول میں اُجب ہے۔ جبکہ اس کی بیوی کا نام اُزبیل ہے۔ (نسخہ صاوی)

۳۰ وہ الیسع بن اَخطوب تھے اور ابن العجوز کے نام سے جانے جاتے تھے۔ (نسخہ صاوی)

۳۱ یہ نینویٰ موصل کے شہروں میں سے تھا۔ (مترجم)

۳۲ اخبار الدول میں ہے کہ یہ زکریا بن برخیا تھے اور یہ یہودا کی اولاد میں تھے۔ (نسخہ صادی)

۳۳ وہب کا بیان ہے کہ (یہود سے) بھاگ کر حضرت زکریا ایک درخت کے کھوکھلے تنے (جوف) میں گھس گئے۔ بدبختوں نے کاٹنے کی غرض سے درخت پر آری چلائی۔ جب آری ان کے جسم تک پہونچی تو وہ درد سے کراہے۔ اللہ عزوجل نے ان پر وحی نازل کی کہ یا تو کراہنے سے باز رہو ورنہ میں زمین کو الٹ پلٹ دوں گا۔ چنانچہ حضرت زکریا خاموش ہو گئے اور بالکل نہ کراہے یہاں تک کہ (بدبخت یہودیوں نے) ان کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ (نسخۂ صاوی میں یہ سطور نہیں ہیں)۔ (ن س ظ)

۳۴ اس بارے میں لوگوں میں خاصے اختلافات ہیں کہ اصحاب کہف کا زمانہ کیا تھا؟ کیا وہ دور فترت میں ہو گزرے ہیں، نیز اس ظالم بادشاہ کا نام یعریس تھا یا دقیانوس تھا اور کیا اصحاب الرقیم ہی اصحاب الکہف تھے وغیرہ۔ (نسخہ صاوی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵ کسائی کا کہنا ہے کہ جرجیس نبی نہیں تھے مگر بہت عابد اور مستجاب الدعوۃ تھے۔ تاجر تھے اور بہت دولت مند تھے، وہ زیادہ صدقہ کرنے والے تھے۔ انھوں نے اپنی قوم کو ڈرایا تو ان کی قوم نے انھیں جلا دیا، اس راکھ سے اللہ نے انھیں دوبارہ زندہ کیا۔ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ وہ ستر مرتبہ قتل ہوئے اور اللہ انھیں زندہ کرتا تھا۔ ان کی قبر رملہ شہر کے قریب ہے۔ (نسخہ صاوی)

۳۶ وہ لقمان بن عنقا تھے اور قرن بن حسن کے مولی تھے۔

۳۷ ایک کمزور روایت یہ بھی ہے کہ ان کا نام باران تھا۔

۳۸ مگر تیرہ کہاں ہوئے نیز آدم، شیث، ادریس، نوح، و ابراہیم کب عبرانی تھے۔ عبرانی تو اولاد یعقوب ہیں؟۔ (مترجم)

۳۹ بیشتر مدتیں نا قابل اعتبار ہیں۔ (مترجم)

۴۰ اردو ترجمہ معارف، طبع اول میں 'ریاب بن البراء' لکھا ہے، عربی نسخہ صاوی سے مراجعت کے بعد ارباب بن رئاب کیا گیا ہے۔ (ن س ظ)

۴۱ باب دہم میں تذکرۃ الملوک کے ضمن میں اسعد کے مزید حالات ملیں گے۔ (مترجم)

۴۲ اصل نسخہ میں لویلقی تھا، مروج الذھب سے تصحیح کی گئی ہے۔ (نسخہ صاوی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوئم

انساب العرب

(الف) نسب عدنان

علماء نے عدنان کے نسب میں اختلاف کیا ہے۔ کچھ کا یہ خیال ہے کہ عدنان، ادد بن یجنوم بن مقوم بن ناحور بن تارخ بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم کا بیٹا ہے اور بعض دوسرے علماء کا قول ہے کہ عدنان کا باپ ادد بن اشجب بن ایوب بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔ کچھ اور علماء کی رائے ہے کہ میدع بن متیع بن ادد بن کعب بن یشجب بن یعرب بن ھمیسع بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم کا بیٹا عدنان ہے۔ عدنان کے بیٹے عک بن عدنان اور معد بن عدنان ہیں۔ معد بن عدنان کے آٹھ بیٹے ہوئے ان میں سے چار جن کی نسلیں چلیں، مشہور ہیں۔ یہ قضاعہ بن معد، قُنص بن معد، ایاد بن معد اور نزار بن معد ہیں۔ قضاعہ بنوحمیر کی طرف منسوب ہوگئے انہیں قبائل یمن میں محسوب کیا جاتا ہے۔ قنص کے بارے میں ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ آل منذر اور حیرہ کے بادشاہ انہیں کی نسل میں ہیں۔

جہاں تک ایاد کا تعلق ہے تو وہ بڑے قبیلے کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں اور ان میں کوئی مشہور قبیلہ نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بنوثقیف انہیں (ایاد) سے تعلق رکھتے ہیں مگر دوسرے علماء کہتے ہیں کہ ثقیف قیس عیلان کے قبیلے سے ہیں۔ جہاں تک نزار کا تعلق ہے۔ نزار کے دو بیٹے ہوئے مضر اور ربیعہ اور انہیں دونوں کی طرف نزار کی اولاد منسوب کی جاتی ہے۔ یہ لوگ بنو اسماعیل میں صریح النسب ہیں۔ مضر بن نزار کا بیٹا الیاس بن مضر ہے۔ ﴿ص ۳۰﴾ الیاس کے بیٹے خِندف کہلاتے ہیں کیوں کہ الیاس کی بیوی کا نام خندف تھا اور اس کی اولاد اپنی ماں کی طرف منسوب ہے۔ الیاس کے بیٹے مُدرکہ، طابخہ اور قَمَعہ ہیں۔ قمعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق بعض ماہر انساب کا بیان ہے کہ خزاعہ کے قبائل اسی کی اولاد ہیں مگر ماہرین کی دوسری جماعت کا خیال ہے کہ بنوخزاعہ یمنی ہیں اور عمر بن عامر کی اولاد میں ہیں۔ خندف سارے کے سارے مُدرکہ و طابخہ کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ قمعہ بن الیاس بن مُضر کی نسل قیس عیلان کہلاتی ہے۔ یوں تمام مضری قبائل انہی دونسلوں خِندف وقیس عیلان سے ہیں۔

مُدرکہ بن الیاس: مدرکہ بن الیاس کی نسلیں ہذیل، اسد، کنانہ اور قریش سے چلیں۔ ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے تین بیٹے ہوئے، سعد، لحیان اور عمیر۔ بنوھذیل کا سب سے کثیر التعداد قبیلہ سعد بن ہذیل ہے۔ تمیم بن سعد، حُریث بن سعد، منعہ بن سعد، خُناعہ بن سعد جہامہ بن سعد [1] اور غنم بن سعد (اس کی اولاد ہیں) ان میں بھی تعداد کی کثرت بنوتمیم بن سعد میں ہے۔ تمیم کے بیٹوں میں معاویہ بن تمیم اور حارث بن تمیم ہیں۔ ان میں تعداد کے لحاظ سے معاویہ بن تمیم (کو برتری حاصل) ہے۔ حارث بن تمیم عبداللہ بن مسعود کا قبیلہ ہے۔ ہذیل کا تذکرہ ختم ہوا۔

اسد (بن خزیمہ بن مدرکہ): اسد، خُزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مُضر کا بیٹا ہے۔ کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ اور ہُون بن خزیمہ بن مدرکہ، اسد کے بھائی ہیں۔ اسد کے بیٹے دُودان بن اسد، کاہل بن اسد، عمرو بن اسد اور حملہ بن اسد ہیں۔ انہیں سے تمام بنو اسد کی شاخیں نکلی ہیں۔ ان کے مشہور بطون میں بنوفقعس، بنوصیداء، بنونصر بن قُعین، بنوزنیہ، بنوغاضرہ اور بنونعمامہ ہیں۔ ہُون بن خزیمہ بن مدرکہ کا بیٹا قارہ بن ہون ہے۔ قارہ سے عضل اور دیش نامی قبیلے تعلق رکھتے ہیں اور یہ دونوں ہون بن خزیمہ کے قبیلے ہیں۔ قارہ تیراندازی میں ماہر تھے۔ اسی لئے ان کے بارے میں کہا گیا ہے:

قد انصف القارہ من راماھا

[جس نے تیراندازی میں مقابلہ کیا قارہ نے اس سے بدلہ چکالیا]۔

کنانہ (بن خزیمہ بن مدرکہ): کنانہ بن خزیمہ نے بَرّہ بنت مُرّ سے نکاح کیا جو تمیم بن مر کی بہن تھی۔ کنانہ کے ایک بیٹے کا نام نضر [2] ہے جس کی ماں برہ ہے۔ دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے مالک بن کنانہ، ملکان ﴿ص ۳۱﴾ اور عبدمناۃ ہیں۔ عبدمناۃ کا نام علی ہے اور اس کو مسعود بھی کہا گیا ہے۔ بنو ملکان کے لوگ موجود ہیں مگر ان میں کوئی نمایاں شرف و امتیاز نہیں ہے۔

بنو مالک کے قبائل میں بنو فُقیم اور بنو فِراس ہیں۔ ان میں سے بنو فقیم مہینوں کو نسئی کرتے تھے۔ ۳ بنو فراس میں بنو قعقاع بن حکیم ہیں جو بصرہ میں سکونت پذیر تھے اور انہی میں سے کوفے کے طبیبوں کا خاندان بنو یجر ہے۔ بنو عبدمناۃ میں سے بنو مُدلج تھے جو قیافہ شناسی میں ماہر تھے اور انہی سے بنو جذیمہ کا تعلق تھا جنھیں خالد بن ولید نے مقام غمیصاء میں قتل کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا خون بہا ادا کیا تھا۔ اسی قبیلے سے بنو لیث کا بھی تعلق ہے جو عبید بن عمیر لیثی اور عبداللہ بن شداد کا قبیلہ ہے۔ اسی سے ابوالاسود وئلی کا قبیلہ بنو وَئل بھی ہے۔

ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا کلام عرب میں وَئل کے فعل سے کوئی اسم نہیں آتا، بلکہ یہ افعال کے اوزان ہیں مثلاً شُتم وضُرب۔ ابوحاتم نے مجھے اخفش کی روایت سے یہ شعر سنایا:

جاوا بجیش لوقیس معرسه ما کان الا کمعرس الدئل

[وہ ایسا لشکر لے کر آئے کہ اگر اس کے مقام شب باشی کو قیاس کیا جائے تو وہ وَئل کے رات گزارنے کی جگہ کے مانند ہوگی]۔

وَئل ایک رینگنے والا نیولے سے ملتا جلتا جانور ہے۔ اس قبیلے سے بنو ضمرہ ہیں جن میں رسول ﷺ کے صحابی عمرو بن امیہ ضمری تھے۔ ضمرہ کی شاخ بنو غفار ہے جو (حضرت) ابوذر کا قبیلہ ہے۔ انہیں سے بنو عریج بھی ہیں مگر ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ابونوفل بن ابی عقرب عُریجی انہیں میں سے تھے۔

قریش: نضر بن کنانہ، قریش ہے۔ مالک اور صلت اس کے بیٹے ہیں۔ صلت کو اہل یمن میں شمار کیا جاتا ہے۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ صلت قبائل خزاعہ کا پدر اول ہے۔ قریش کی نسل مالک بن نضر میں محدود ہوگئی ہے اور وہی تمام قبائل قریش کا جد اعلیٰ ہے۔ مالک کے بیٹے فہر اور حارث ہیں۔ ان دونوں کی ماں قبیلہ جرہم کی ایک خاتون تھی۔ حارث بن مالک کی اولاد مطیبین میں سے ہے۔ انہیں میں (حضرت) ابوعبیدہ بن جراح کا خاندان ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بنو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خُلج کا تعلق بنو حارث بن مالک سے ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنو خلج بنو عدوان سے ہیں۔ (حضرت) عمر بن خطاب نے انہیں بنو حارث سے وابستہ کر دیا تھا۔ انھیں خلج اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بنو عدوان سے علیحدہ ہو گئے۔ مدینہ میں ان کی بڑی آبادی ہے۔ فہر بن مالک سے قریش کے قبائل پھیلے۔ اس لئے قریش کو بنو فہر بھی کہا جاتا ہے۔ فہر کے بیٹوں میں غالب بن فہر اور مُحارب بن فہر ہیں۔ محارب کی نسل میں عہد جاہلیت کے شاعر قریش ضِرار بن خطاب تھے۔ اسی خاندان میں ضحاک بن قیس بھی تھے جنھیں مروان نے جنگ مرج راہط میں قتل کیا تھا۔ ﴿ص۳۲﴾ غالب بن فہر (بن مالک بن نضر بن کنانہ) غالب بن فہر کے بیٹے لُوَی اور تیم ہیں۔ تیم بنو ادرم کہلاتے ہیں جو قریش کے بدو ہیں۔ ان میں سے مکہ میں اب کوئی نہیں ہے۔ انہیں کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

ان بنی الاَدرم لیسوا من احد　　لیسوا إلی قیس ولیسوا من أسد

ولا توفاهم قریش فی العدد

[بے شک بنو ادرم کسی سے نہیں، نہ تو قیس سے ہیں نہ اسد سے اور نہ انہیں قریش نے اپنایا]

لوئی بن غالب: قریش کی تعداد اور اس کا شرف لوئی کی جانب منتہی ہوتا ہے۔ اس کے بیٹے کعب بن لوئی، عامر بن لوئی، سامہ بن لوئی، سعد بن لوئی، خزیمہ بن لوئی، حارث بن لوئی اور عوف بن لوئی ہیں۔ عامر کی اولاد میں حِسل اور مَعیص ہیں۔ معیص کی نسل میں ابن ام مکتوم، ابن قیس رقیات اور (حضرت) خدیجہ بنت خویلد کی ماں تھیں۔ حسل کی اولاد میں سَہل، سُہیل اور سکران بنو عمرو تھے۔ سامہ بن لوئی کی نسل عمان میں ہلاک ہو گئی۔ سعد بن لوئی بُنانہ نامی عورت کے لڑکوں کا باپ ہے۔ یہ ثابت بنانی کا خاندان ہے۔ سعد کے بیٹے اپنی ماں بنانہ کی جانب منسوب ہیں۔

خزیمہ بن لوئی کے خاندان سے بنو عائذہ ہیں۔ یہ لوگ بنو شیبان میں محسوب ہوتے ہیں۔ مقاس عائذی شاعر بنو عائذہ سے تعلق رکھتا تھا۔ حارث بن لوئی، عوف بن لوئی، (ابن قتیبہ نے ان کی نسل کا کوئی ذکر نہیں کیا)۔ جہاں تک کعب بن لوئی کا تعلق ہے۔ کعب بن لوئی کے بیٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرہ، ھُصیص اور عدی ہیں۔

ھصیص کی نسل میں بنو سہم اور بنو جُمح ہیں۔ عدی کے خاندان سے عمر بن خطاب اور زید بن عمرو بن نفیل تھے۔ مرہ کی اولاد میں تیم بن مرہ ہیں جو ابو بکر صدیق، طلحہ بن عبیداللہ، عبیداللہ بن معمر اور آل منکدر کا قبیلہ ہے۔ اسی مرہ کی نسل میں مخزوم بن یقظہ بن مرہ ہے۔ بنو مخزوم سے ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ اور آل مغیرہ تھے۔ ہشام بن مغیرہ اپنی قوم کا سردار تھا اور اس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

واصبح بطن مکه مقشعرا کان الارض لیس بها هشام

[بطن مکہ لرزہ براندام ہے گویا اس سرزمین میں ہشام نہیں]۔

مرہ کی نسل میں کلاب بن مرہ ہے جس کے بیٹے زہرہ بن کلاب اور قصی بن کلاب ہیں۔ زہرہ، کلاب کی بیوی تھی جس کی جانب اس کا بیٹا منسوب کیا گیا ہے۔ بنو زہرہ رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہیں۔

قصی بن کلاب: اس کا نام زید تھا، اسے مجمع (جمع کرنے والا) بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے خزاعہ سے قبائل قریش کو (الگ کر کے) جمع کیا تھا اور انہیں مکہ میں آباد کیا، دارالندوہ بنایا اور خزاعہ سے (کعبہ کی) کنجی حاصل کی تھی۔ قصی کے بیٹے عبدمناف، عبدالدار، عبدالعزی اور عبد ہیں۔ عبد کی نسل ہلاک ہوگئی۔ عبدالعزی کے خاندان سے خویلد بن اسد بن عبدالعزی تھا جو زبیر بن عوام کا دادا اور خدیجہ بنت خویلد وحزام بن خویلد کا باپ تھا۔ عبدالدار بن قصی کی نسل میں ابی طلحہ بن عثمان بن عبدالدار کی اولاد ہے۔ جنگ احد میں یہ سب کے سب عثمان بن طلحہ کے سوا مارے گئے۔ عثمان نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی کنجی انہیں واپس کی۔ ان کے بیٹے کا نام شیبہ بن عثمان تھا اور انہیں کی اولاد میں ہمارے عہد تک کعبہ کی کنجی ہے۔

عبدمناف بن قصی کا نام مغیرہ تھا۔ اس کے بیٹے ہاشم، ﴿ص ۳۳﴾ عبدشمس، مطلب، نوفل اور ابوعمرو تھے۔ ابوعمرو کی نسل باقی نہ رہی۔ نوفل کے خاندان میں جبیر بن مطعم بن عدی بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوفل تھے۔ مطلب بن عبدمناف کے دس بیٹے ہوئے۔ ان میں عبدالحارث، عبّاد، مخرمہ اور ہاشم (مشہور) ہوئے۔

نسب بنی ھاشم: ہاشم بن عبدمناف کا نام عمرو تھا۔ سرزمین شام کے شہر غزہ میں اس کا انتقال ہوا۔ عبدالمطلب اور اسد اس کے بیٹے تھے ان کے علاوہ اور بھی بیٹے تھے مگر ان سے نسلیں نہ چلیں۔ اسد کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام حنین تھا اس کا خاندان نہ چلا۔ یہی علی بن ابی طالب کا ماموں تھا۔ اسد کی ایک بیٹی بھی تھی جن کا نام فاطمہ تھا۔ فاطمہ (حضرت) علی بن ابی طالب کی ماں تھیں۔ روئے زمین پر جتنے ہاشمی ہیں وہ سب عبدالمطلب بن ہاشم کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں کیوں کہ ہاشم کی دوسری اولاد ذکور کے خاندان نہ چلے۔ عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ مدینہ میں اپنے ماموؤں کے ہاں تھے۔ ان کو ان کا چچا مطلب مکہ لایا۔ مکہ میں مطلب یوں داخل ہوا کہ عبدالمطلب اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے دیکھا تو کہنے لگے یہ عبدالمطلب یعنی مطلب کا غلام ہے یہی نام ان کا چل پڑا حالاں کہ ان کا نام عامر تھا۔ انہوں نے طویل عمر پائی۔ (اخیر عمر میں) نابینا ہوگئے تھے۔ مکہ میں جب عبدالمطلب نے انتقال کیا تو رسول اللہ ﷺ کی عمر آٹھ سال دو ماہ تھی۔ عبدالمطلب کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کے تذکرے میں ہم نے ان سب کا حال بیان کیا ہے۔

نسب بنی امیہ: عبدشمس بن عبدمناف کے بیٹے تھے امیہ اکبر، حبیب، عبدالعزی، سفیان اور ربیعہ، اس کے تین بیٹے اور تھے جو اس لئے عیلات کہلاتے تھے کہ ان کی ماں کا نام عیلہ تھا۔ اور (ان تینوں کے نام) امیہ اصغر، عبدامیہ، جو آٹھ سال کی عمر میں مرگیا اور نوفل تھے۔ سفیان کی نسل نہیں چلی۔ ربیعہ، عتبہ اور شیبہ کا باپ تھا۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ابوسفیان بن امیہ لاولد تھا مگر سفیان کی اولاد موجود ہے۔ (حضرت) معاویہ کی ماں ھند عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی تھیں۔

عبدالعزی کے بیٹے تھے ربیع، ربیعہ، جر اور بطحاء۔ ربیع ابوالعاص کا باپ تھا۔ (ابوالعاص) رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب کے شوہر تھے۔ ان کی اولاد ذکور سے نسل نہ چلی۔ امیہ اصغر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نسل سے ثریا تھی جس سے عمر بن ابی ربیعہ اپنے اشعار میں تشبیب کیا کرتا تھا۔ حبیب بن عبدشمس کا بیٹا ربیعہ تھا جو عامر بن کریز بن ربیعہ کا دادا تھا (دوسرا بیٹا) سمرہ بن حبیب تھا۔ اس کی ماں حبشی تھی جس کا نام زبیبہ تھا۔ اس کا اخیافی بھائی ابو جمعہ تھا جو کثیر بن عبدالرحمٰن بن ابی جمعہ شاعر کا دادا تھا۔

امیہ اکبر بن عبدشمس کے بیٹے تھے حرب، ابوحرب، سفیان، ابوسفیان عمرو اور ابوعمرو۔ یہ سب 'عنابس' کہلاتے ہیں کیوں کہ انہیں شیر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ عاص، ابوالعاص، عیص اور ابوالعیص۔ یہ 'اعیاص' کہلاتے ہیں۔ (امیہ کے یہ کل دس بیٹے تھے)۔ حرب بن امیہ، باپ ہے ابوسفیان اور ام جمیل حمالۃ الحطب کا۔ ابوالعیص بن امیہ کا بیٹا اسید تھا جو عتاب اور خالد بن اسید کا باپ تھا۔ عتاب حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے مکے کے گورنر تھے۔ عاص بن امیہ کا بیٹا ابو احیحہ تھا جس کا نام سعید تھا۔ ﴿ص ۳۴﴾ ابوالعاص بن امیہ کے بیٹے عفان اور حکم تھے۔ عفان (حضرت) عثمان کے باپ تھے اور حکم، مروان کے باپ تھے۔ ابوعمرو بن امیہ کا بیٹا تھا ابومعیط جو عقبہ بن ابی معیط کا باپ تھا۔ عمرو بن امیہ، ابوسفیان بن امیہ، ابوحرب بن امیہ اور عیص بن امیہ کی نسلیں نہ چلیں۔ یہ سب مُدرکہ بن الیاس کی اولاد تھے۔

طابخہ بن الیاس: طابخہ بن الیاس کا بیٹا اد بن طابخہ تھا۔ اُدّ کے بیٹے تھے مُرّ بن اد، عبدمناۃ، ضبہ، مزینہ اور حُمیس۔ عبدمناۃ بن اد کی نسل میں تمیم بن عبدمناۃ اور اس کے بطون میں عدی بن عبدمناۃ، جس کے خاندان سے ذوالرمہ شاعر تھا اور عُکل اور اس کے بطون ہیں۔ یہ تینوں رباب سے ہیں۔ ثور بن عبدمناۃ، جو سفیان ثوری اور ربیع بن خُثیم کا قبیلہ ہے۔ (عبدمناۃ کی چوتھی اولاد ہے)۔

ضبہ بن اد: ضبہ بن اد کے بیٹے سعد، سعید اور باسل ہیں۔ باسل، دیلم کا مورث اعلیٰ ہے۔ سعید لاولد مقتول ہوا۔ یوں ضبہ کی نسل سعد بن ضبہ سے متعلق ہے۔ سعد بن ضبہ عرب کی چنگاریوں میں سے ایک چنگاری تھا اور یہ بھی رباب سے ہے۔ سعد کی اولاد، جن کی جانب ضبہ (کا قبیلہ) منسوب ہے، بکر، ثعلبہ اور صریم ہیں جن کے بطن میں نصر، مازن، سیل، ذہل، عائذہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیم اللات، جس کا نام حازم تھا، ذبیان، عوف اور شُیبم ہیں۔ ذہل کے خاندان سے بجالہ، تیم، صبیح، ضبیعہ اور کعب ہیں یہ سب بنو بجالہ کہلاتے ہیں۔ کعب کی نسل سے، جوضبہ کا گھرانا ہے، ضِرار بن عمرو تھا۔ اسی کا یہ مقولہ ہے، من سرہ بنوہ ساۃ نفسہ (یعنی جو اپنے بیٹوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے وہ اپنی ذات سے ناخوش ہوتا ہے) اس شخص کے تیرہ بیٹے ہوئے اور (بنو ذہل ہی سے) بنو صباح کا تعلق ہے جو شکار کے لئے مشہور ہیں اور اسی (ذہل کے) خاندان سے عُقرہ اور ہلال (کے قبائل) ہیں۔

مُزینہ بن اد: مزینہ بن اد، جو مزینہ مضر ہیں، انہیں میں سے نعمان بن مُقرن، معقل بن یسار، بکر بن عبداللہ مزنی اور زُہیر (بن ابی سلمی) شاعر تھے۔

حُمیس بن اد: حمیس بن اد کی تعداد کم ہے یہ بصرہ میں بنو عبداللہ بن دارم اور کوفہ میں بنو مجاشع پر مشتمل ہیں۔

مر بن اد: مر بن اد کے بیٹے ہیں ثعلبہ بن مر، جس کی نسل اس کی ماں کی نسبت سے بنو ظاعنہ کہلاتی ہے۔ بکر بن مر، یہ لوگ شعیراء ہیں۔ اراشہ بن مر، یہ لوگ یمن سے مل گئے اور بنو جذام میں شمار ہوتے ہیں اور انہیں جدیس کہا جاتا ہے۔ غوث بن مر بھی یمن میں شامل ہو گئے اور ان کو بنو صُوفہ کہا جاتا ہے۔ یہ بنی صفوان اور تمیم بن مر سے پہلے لوگوں کو عرفات سے روانگی کی اجازت دیتے تھے۔

تمیم بن مر: تمیم بن مر کی قبر مرّان میں ہے۔ اس کے بیٹے زید مناۃ بن تمیم، ﴿ص ۳۵﴾ عمرو اور حارث بن تمیم ہیں۔ ان کی ماں عوراء بنت ضبہ تھی۔ جہاں تک حارث بن تمیم کا تعلق ہے تو شقرہ اسی خاندان سے ہیں۔ عمرو بن تمیم کے بیٹے ہیں عنبر بن عمرو، ھجیم بن عمرو، اسیّد بن عمرو، اور اسی خاندان سے ابو حاضر اسیدی، اکثم بن صیفی، ابو ہالہ (حضرت) خدیجہ کے (پہلے) شوہر تھے، قلیب بن عمرو، حارث بن عمرو حبط، جس کی اولاد حبطات کہلاتی ہے اور مالک بن عمرو اسی کی نسل سے تھے۔ مازن اور حرماز بھی اسی سے متعلق ہیں اور ابو عمرو بن علاء مازن (کے قبیلے) سے ہیں۔ زید مناۃ بن تمیم کے بیٹے عامر، حارث، امرؤالقیس، مالک اور سعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جن کی اولاد کا حال درج ذیل ہے: ☆عامر بن زید مناۃ بن تمیم کی نسل عامر بن مجاشع کی جانب منسوب ہے۔ ☆حارث بن زید مناۃ بن تمیم کی اولاد تعداد میں کم ہے۔ ☆امرؤالقیس بن زید مناۃ بن تمیم کے خاندان سے عدی بن زید شاعر تھا یہ قبائل بنو عصیہ (کہلاتے) ہیں۔ ☆مالک بن زید مناۃ بن تمیم سے ربیعہ الجوع کا گھرانا ہے جس سے علقمہ بن عبدہ اور علقمہ الخصی کا تعلق تھا، انہیں سے براجم ہیں۔ یہ لوگ عمرو، قیس، کلفہ، ظلیم اور غالب، حنظلہ بن مالک (بن زید مناۃ بن تمیم) کے بیٹے ہیں۔

(بنو حنظلہ بن مالک کی نسل سے) یربوع بن حنظلہ ہیں۔ (بنو یربوع کی متعدد شاخیں ہیں انہیں میں سے) بنوکلیب بن یربوع تھے جو جریر (شاعر) کا قبیلہ تھا۔ ریاح بن یربوع ہیں جو احوص شاعر، تعنب ریاحی اور مُسحیم بن وَثیل ریاحی کا خاندان تھا، ثعلبہ بن یربوع ہیں جو عتیبہ بن حارث بن شہاب کا قبیلہ تھا۔ غُدانہ بن یربوع ہیں جو قتیبہ بن مسلم باہلی کے قاتل وکیع بن ابی سُود کا گھرانا تھا اور جرام بن یربوع ہیں جو سَجاح جھوٹی مدعیہ نبوت کا قبیلہ تھا۔

(بنو حنظلہ بن مالک) کی نسل سے بنو دارم بن مالک بن حنظلہ بھی ہیں (بنو دارم کی شاخیں) مجاشع بن دارم اور نہشل بن دارم ہیں۔

(مالک بن حنظلہ بن مالک) کی نسل سے بنوعدو یہ ہیں جو اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں ان کے نام زید بن مالک بن حنظلہ، صُدَیّ بن مالک بن حنظلہ اور یربوع بن مالک بن حنظلہ ہیں۔ انہیں کے قبیلے سے بنوطہیہ ہیں۔ یہ لوگ اپنی ماں کی نسبت سے مشہور ہیں۔ یہ سُود بن مالک بن حنظلہ، عوف بن مالک بن حنظلہ اور جشیش بن مالک بن حنظلہ کے بیٹے ہیں۔ انہیں سے ابوالبلاد طہوی کا تعلق تھا۔

سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا لقب فزر ہے۔ اسی کے بارے میں ضرب المثل ہے، کما تفرقت مِعزی الفزر (میں تم لوگوں کے پاس اس وقت تک نہ آؤں گا جب تک کہ لوٹی ہوئی بھیڑیں اکٹھا نہ ہو جائیں گی)۔ بنوتمیم کی کثرت تعداد اسی (قبیلے) میں ہے۔ سعد کے بیٹے ہیں کعب بن سعد، عمرو بن سعد اور حارث بن سعد۔ یہ عوافہ کہلاتے ہیں ﴿ص ۳۶﴾ اور عبشمس بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعد جس کا نام مقروع ہے، جشم بن سعد، مالک بن سعد، عوف بن سعد اور ہبیرہ بن سعد۔ جہاں تک کعب بن سعد کا تذکرہ ہے تو کثرت تعداد انہیں میں ہے۔ ان میں مقاعس (یعنی) حارث بن عمرو بن کعب بن سعد (کا قبیلہ) ہے۔ انہیں میں بنوحمان بن کعب بن سعد ہیں۔ انہیں میں بنومقر بن عبید بن حارث بن عمرو بن کعب ہیں۔ انہیں میں بنومرہ بن عبید ہیں جن سے احنف بن قیس اور عکراش بن ذؤیب کا تعلق ہے۔ انہیں میں ربیعہ بن کعب ہیں (ربیعہ) ابو المُستوغر بن ربیعہ کا باپ ہے۔ اس نے تین سو بیس ۳۲۰ سال عمر پائی۔

عوف بن کعب کے خاندان سے بہدلہ ہیں جو زبرقان بن بدر کا قبیلہ ہے۔ انھیں میں سے قُریع ہیں، جو بنو انف الناقہ کا گھرانا ہے۔ الاضبط بن قریع کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا جو (مستقل سکونت کی نیت سے) قبائل عرب میں نقل مکانی کرتا تھا مگر جب اسے یہ لوگ پسند نہ آئے تو اپنی قوم میں واپس آ گیا اور کہا، **بکل وادٍ بنو سعد** (ہر وادی میں بنوسعد ہیں) اور انہیں میں آل عطارد یعنی خاندان ابورجاء عطاردی ہے۔ انہیں میں سے آل صفوان بن نجبہ ہیں جو حجاج کو عرفہ سے رخصت کرتے تھے اور عطارد ہی سے بنوعوف کا بھی تعلق ہے۔ طابخہ بن الیاس بن مضر کی اولاد (کا تذکرہ) مکمل ہوگیا۔

قیس بن عیلان: قمعہ بن الیاس بن مضر ہی قیس عیلان ہے۔ اس کے بیٹے سعد، عکرمہ، اعصر، عمرو اور خصفہ ہیں۔ بعض علمائے انساب کا خیال ہے کہ عکرمہ، خصفہ کا اور اعصر، سعد کا بیٹا ہے۔

نسب بنی عمرو بن قیس عیلان: عمرو بن قیس کے دو بیٹے تھے فہم اور عدوان۔ فہم کی نسل سے تابط شرا کا تعلق تھا اور فہم کے افخاذ کا حال مجھے معلوم نہیں۔ جہاں تک عدوان کا تعلق ہے تو عدوان کے بطون میں بنو خارجہ، بنو وابش، بنو یشکر، بنوعوف، فرعا، بنورہم، بنور باح ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں سے خلج کا بھی تعلق ہے۔ عدوان ہی کے قبیلے سے عرب (جاہلیت) کا حکم (ثالث) عامر بن ظرب اور ابو سیارہ تھے کہ خدمت افاضہ اس کے ذمہ تھی۔ عدوان (طائف کے قدیم باشندے تھے انہوں) نے ثقیف کو طائف میں قیام کرنے کی اجازت دی تھی ان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے سردار تھے مگر یہ لوگ آپس کی دشمنی اور عداوت و سرکشی کے سبب منتشر ہو گئے۔

نسب بنی سعد بن قیس عیلان: سعد بن قیس کے بیٹے ہیں غطفان جس کی ماں تکمہ بنت مرتھی اس کا اخیافی بھائی سُلیم بن منصور تھا اور (دوسرا بیٹا) اعصُر بن سعد تھا۔ اعصر کے بیٹے ہیں غنی بن اعصر، معن بن اعصر یہی قبائل باہلہ کا پدر اول ہے۔ باہلہ قبیلہ ہمدان کی ایک عورت تھی جس کی جانب معن (بنو اعصر) کی اولاد منسوب ہے۔ اور منبہ بن اعصر قبائل طفاوہ کہلاتے ہیں۔ غنی بن اعصر کی نسل سے بنو ضبینہ، بنو بہثہ اور بنو عبید ہیں یہ لوگ بنو کلاب میں ان کے حلیف کے بطور شامل ہیں۔

طُفاوۃ: (یعنی منبہ بن اعصر) سے بنو حسر اور بنو سنان تھے جو بنو شیبان میں ان کے حلفاء تھے، حبال جو (قبیلہ) ھُجیم میں تھے وہ بھی طفاوہ سے تھے۔ معن بن اعصر کے بیٹے قتیبہ اور وائل ہیں ان دونوں کی ماں بنو فزارہ کی تھی اور اود اور جاَ وہ ہیں۔ ان دونوں کی ماں بنو ہمدان کی باہلہ نامی عورت تھی (معن کے اور بیٹے) فراص اور ابو علیم ہیں۔ ﴿ص ۳۷﴾ قتیبہ بن معن بن اعصر کا بیٹا غنم بن قتیبہ ہے۔ جس کا بیٹا سہم بن غنم ہے اس کے خاندان سے بکر بن حبیب سہمی، عبداللہ بن بکر سہمی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو امامہ تھے۔ قتیبہ کے خاندان سے بنو صحب ہیں جو یمامہ میں مقیم ہیں۔ اور (بنو قتیبہ ہی سے) عمرو بن عبد، اعبد، قعنب، سعد بن عبد اور عامر بن عبد ہیں۔ بنو سعد (بن عبد) ہی سے اصمعی کا خاندان بنو اصمع ہے۔ وائل بن معن کے خاندان سے بنو سلمہ، بنو ہلال بن عمرو، بنو زید، بنو عامر بن عوف اور بنو عصیہ ہیں۔ بنو ہلال سے قتیبہ بن مسلم باہلی تھا اور بنی عامر بن عوف سے سلمان بن ربیعہ باہلی تھا ۵ بنو وائل سے مشہور خطیب سحبان بن وائل کا تعلق تھا۔

اود بن معن: کے قبیلے سے احنف بن قیس کی ماں تھی اور بصرے کی جامع مسجد کے موذن بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ فراص بن معن بن اعصر کے قبیلے سے ابن احمر شاعر تھا۔ جاَ وہ (بن معن بن اعصر) کی اولاد بھی موجود ہے۔ بنو علیم بن معن بن اعصر کی جزیرہ میں بڑی آبادی ہے۔ اسی قبیلے سے بکر بن معاویہ تھا جو دیوان الجند کا سربراہ اور ابو جعفر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(منصور) کے سپہ سالاروں میں تھا۔

غطفان بن سعد: غطفان بن سعد (بن قیس عیلان) کے بیٹے ہیں رَیث اور عبداللہ۔ ریث کے دو بیٹے ہوئے اشجع اور بغیض۔ بغیض کے بیٹے ذبیان، عبس اور انمار ہیں۔ جہاں تک عبداللہ بن غطفان کا تعلق ہے اس کی نسل بنوعبس میں ضم ہوگئی۔

اشجع بن ریث بن غطفان سے بنو دھمان کا تعلق ہے۔ بنو اشجع ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے (حضرت) عثمان کے خلاف ان کے دشمنوں کی یوم الدار کے موقع پر مدد کی تھی۔

انمار بن بغیض قلیل التعداد ہیں انہیں میں سے ربیع بن زیاد اور اس کے بھائیوں کملہ کی ماں فاطمہ بنت خرشب تھی۔ [۲]

عبس بن بغیض کے بیٹے ہیں قطیعہ، ورقہ اور معتم مگر ان کی کثرت تعداد اور عز وشرف بنو قطیعہ میں ہے۔ انہیں سے ربیع بن زیاد اور اس کے بھائیوں کملہ کا تعلق تھا۔ انہیں میں سے زبیر بن جزیمہ اور اس کے بھائی اور اس کے بیٹے قیس بن زُھیر اور رقاء وغیرہ تھے۔ قیس بن زھیر وہی شخص ہے جو داحس اور غبرا کی جنگ کا بانی مبانی تھا۔ عبس کے دو اور بیٹے ورقہ اور معتم کی نسلوں کا پتہ نہیں چلتا۔

ذبیان بن بغیض: کے بیٹے ہیں فزارہ، سعد، **ھاربة البقعاء۔ ھاربه البقعاء** ہلاک ہوگئے۔ ان کا بہت چھوٹا سا گروہ باقی رہا جو بنوثعلبہ بن اسد میں ضم ہوکر انہی میں شمار ہوتا ہے۔ فزارہ بن ذبیان کے بیٹے ہیں عدی، ظالم، مازن و شمخ، ان کی ماں کا نام مُنولہ تھا۔ ظالم بن فزارہ ہلاک ہوگئے ان کی بہت قلیل تعداد بچی ہے انہیں میں سے نعامہ تھا جو حماقت کے لئے مشہور تھا نعامہ کا نام ہبیس تھا۔ شمخ بن فزارہ کے بیٹے لای اور ہلال ہیں۔ بنولائی سے سمرہ بن جندب کا تعلق تھا۔

مازن بن فزراہ سے بنوالعشراء ہیں۔ بنوالعشراء سے ھرم بن قُطبہ بن سیار تھا، جس کے ﴿ص ۳۸﴾ پاس ثالثی کے لئے عامر (بن طفیل) اور علقمہ (بن علاثہ) گئے تھے۔ عدی بن فزارہ کے بیٹے ثعلبہ اور سعد ہیں۔ بنوسعد سے عمرو بن ھبیرہ بن فزاری تھا۔ بنوثعلبہ سے عدی بن ارطاۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور انہیں میں سے غطفان اور (بنو) قیس کے گھرانے کا سردار حذیفہ بن بدر تھا، جسے عرب معد کا مربی کہتے تھے اور اس کا بھائی مالک بن بدر اور حمل بن بدر اور اس کا بیٹا حصن بن حذیفہ جو عیینہ بن حصن کا باپ تھا یہ سب اسی قبیلے سے تھے۔ بنو بدر ہی سے بنوام قرفہ بھی تھے۔ بنو فزارہ ہی سے بنو خالد کا بھی تعلق ہے۔ سعد بن ذبیان کے بیٹے ثعلبہ اور عوف ہیں۔

بنو ثعلبہ سے بنو جحاش، بنو سُبیع اور بنو حشور ہیں مگر عزت و شرف بنو سبیع میں ہے۔ بنو ثعلبہ سے ضرار کے دو شاعر بیٹے شماخ اور مُزرِّد تھے۔

عوف بن سعد کے بیٹے مُرّہ اور عَبید ہیں۔ عَبید کی تعداد بہت کم ہے۔ انہیں میں وہ شخص تھا جسے محلم بن جثامہ لیثی نے قتل کر دیا تھا۔ حالاں کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ رہا تھا۔ مرہ بن عوف کی نسل میں شرف اور سرداری ہے۔ مرہ بن عوف کے بیٹے غیظ بن مرہ، مالک بن مرہ، صرمہ (بن مرہ) سُہم (بن مرہ) اور بنو صارد وغیرہ ہیں۔ غیظ بن مرہ کی نسل میں نُشبہ اور یربوع ہیں۔ یربوع کی شاخ حارث بن ظالم ہے اور انہیں سے نابغہ ذبیانی اور عقیل بن عَلّفہ تھے۔ نُشبہ بن غیظ کی اولاد میں ھرم بن سنان جیسا سخی انسان تھا جو زہیر (ابن ابی سلمی شاعر) کا ممدوح تھا۔ اسی خاندان سے ھرم بن سنان کا بھائی خارجہ بھی تھا جس کا لقب 'بقیر عظفان' تھا کیوں کہ اس کو اس کی ماں کے ہلاک ہو جانے کے بعد پیٹ چاک کر کے نکالا گیا تھا (نیز اسی خاندان سے) ان کا بھائی عوف بن سنان اور اس کے بیٹے حارث بن عوف بھی تھے۔ حارث کو قبائل عبس و ذبیان کے مابین 'صاحب الحمالۃ' کہتے تھے۔

خصفہ بن قیس عیلان کا نسب: خصفہ بن قیس عیلان کے بیٹے عکرمہ اور مُحارب ہیں مگر بعض علمائے انساب کا خیال ہے کہ عکرمہ قیس عیلان کا بیٹا (اور خصفہ کا بھائی) ہے۔

☆ محارب بن خصفہ کی نسل میں جسر اور بنوالخضر ہیں۔ بنو جسر بنو عامر بن صعصعہ کے حلیف ہیں۔ ☆ عکرمہ بن خصفہ کے بیٹے عامر، منصور اور ابو مالک ہیں۔ ☆ ابو مالک بن عکرمہ کی نسل سے قبیلہ بنی تیم اللہ میں چار سو گھر ہیں۔ ☆ عامر بن عکرمہ کا خاندان بصرے میں بنو سلیم کے کمینے اور رذیل لوگوں میں شمار ہوتا ہے ان کی کچھ نسلیں صحراء عرب میں بھی ہیں۔ ☆ منصور بن عکرمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیٹے سُلیم، سلامان، ھوازن اور مازن ہیں۔ ☆مازن کی نسل سے عتبہ بن غزوان تھے جنھوں نے بصرے کا شہر بسایا تھا۔ ☆سلیم بن منصور کا بیٹا یُہشہ بن سلیم تھا۔ جس کے دو بیٹے امرالقیس اور عوف ہوئے۔ بنوسلیم کے قبائل سے بنوحرام، بنوخفاف، بنوسماک، بنورعل، بنوذکوان، بنو مطرود، بنوبہز، بنوقنفذ، بنورفاعہ، بنوعصیہ، بنوظفر، بنونجلہ، بنوحبیب بن مالک، بنوالشرید اور بنو قُنبہ ہیں۔ مگر بنونجلہ، بنوسلیم سے نکل کر بنوعُقیل میں جاملے۔ بنوالشرید جوسلیم کا (معزز) گھرانا ہے، اس سے خنساء اور اس کے دونوں بھائیوں صخر بن عمرو اور معاویہ بن عمرو کا تعلق تھا۔

﴿ص ۳۹﴾ **ھوازن بن منصور** کے بیٹے بکر، سُبیع، منبہ اور حرب ہیں۔ ہوازن کے دو بیٹوں سُبیع اور حرب کی نسل موجود نہیں ہے (تیسرا بیٹا) منبہ بعض علمائے انساب کے بقول ثقیف کا مورث اعلیٰ ہے۔ ☆بکر بن ہوازن کے بیٹے ہیں سعد بن بکر، معاویہ بن بکر اور زید بن بکر۔

☆زید بن بکر کو اس کے بھائی معاویہ بن بکر نے قتل کردیا اور وہ پہلا مقتول ہے جس کا خون بہا اونٹ (کی شکل) میں ادا کیا گیا۔ ☆سعد بن بکر رسول اللہ ﷺ کے رضاعی رشتہ دار ہیں۔ جب (غزوہ ہوازن میں) بنو ہوازن گرفتار ہوئے (تو ان میں بنوسعد بن بکر بھی تھے) آپؐ کی رضاعی بہن نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر ان لوگوں کی سفارش کی۔ سو آپؐ نے ان تمام قیدیوں کو رہا کردیا۔ ☆معاویہ بن بکر کے بیٹے جشم، نصر، صعصعہ، جسر، سباق، جحش، جحاش، عوف، دحوہ، اور دحیہ تھے۔ دحوہ، دحیہ، جحش اور جحاش کی نسلوں کا ہمیں کچھ علم نہیں ہے۔ رہے عوف تو انہیں الوقعۃ کہا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

یا أخت دحوۃ بل یا أخت أخوتھم　　من عامر أو سلول أو من الوقعۃ

[اے دحوہ کی بہن بلکہ ان کے تمام بھائیوں کی بہن جن کا قبیلہ عامر، سلول یا وقعہ سے تعلق ہے]۔

بنوجشم کے بارے میں انطل کہتا ہے:

ولا جُشم شر القبائل انھم　　کبیض القطا لیسوا بسود ولاحمر

[اور نہ قبائل میں سب سے زیادہ برے بنوجشم ہیں جو قطا کے انڈے کی طرح نہ تو سیاہ ہیں اور نہ سرخ]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی خاندان (بنوجشم) سے غزیہ کا قبیلہ ہے جو (مشہور شاعر اور شہ سوار) درید بن صمہ کا خاندان تھا۔ بنونصر سے مالک بن عوف نصری تھا جو غزوہ حنین میں بنوہوازن کا سپہ سالار تھا۔ صعصعہ بن معاویہ کے بیٹے عامر، مرہ، غاضرہ، مازن اور وائلہ ہیں۔ بنومرہ، بنوسلول کے نام سے مشہور ہیں سلول ان کی ماں کا نام تھا۔ اسی خاندان سے ابومریم سلولی، عجیر سلولی اور عبداللہ بن ھمام شاعر تھے۔

عامر بن صعصعہ (بن معاویہ بن بکر بن ہوازن) کے بیٹے ہیں: ☆ہلال بن عامر یہ ام المومنین زینب بنت خزیمہ اور میمونہ بنت حارث کا خاندان ہے۔ ☆سواۃ بن عامر ے ☆نمیر بن عامر کو جمرة من جمرات العرب 'عرب کی چنگاریوں میں سے ایک چنگاری' کہا جاتا ہے۔ اسی خاندان سے ابوحیّہ نمیری اور راعی شاعر تھے۔ ☆ربیعہ بن عامر کی نسل میں بنومجد جو اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں۔ لبید (شاعر) کا شعر ہے:

سقی قومی بنی مجد و أسقی نمیراً و القبائل من هلال

[میری قوم نے بنومجد کو اور میں بنونمیر اور ہلال کے قبائل کو سیراب کرتا ہوں]۔

(ربیعہ بن عامر کی اولاد) عامر بن ربیعہ، کعب بن ربیعہ اور کلاب بن ربیعہ ہیں۔ ☆عامر بن ربیعہ کے بیٹوں میں عمرو بن عامر فارس الضحیاء تھا۔ عمرو کی اولاد میں خداش بن زھیر شاعر تھا اور اسی کی اولاد میں بنو بکاء بن عامر ہیں جن کی نسل میں ذوالرمہ (شاعر) کی معشوقہ خرقاء تھی۔ ☆کلاب بن ربیعہ کے خاندان میں حماقت تھی۔ اس کے بیٹے ہیں جعفر، معاویہ، ربیعہ، ابوبکر، عمرو، وحید، رواس، اضبط، عبداللہ، (اور کعب یہ کل دس ہیں)۔ ۸ ☆بنو ابورواس کے خاندان سے وکیع المحدث تھے۔ ☆بنووحید سے ام البنین زوجہ (حضرت) علی بن ابی طالب کا تعلق تھا جن کے بطن سے عباس، جعفر اور عبداللہ پیدا ہوئے۔ ☆بنومعاویہ بن کلاب سے ضباب کا تعلق ہے۔ یہ لوگ جسل، حُسیل، اور ضَب پسران معاویہ (بن کلاب) ہیں۔ ☆بنوعمرو بن کلاب کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ﴿ص ۴۰﴾ انہیں میں وہ قوم بھی ہے جسے بنوودوان کہا جاتا ہے۔ عمرو (بن کلاب) کے بیٹوں میں یزید بن عمرو صعق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو جعفر بن کلاب کے بیٹے ہیں احوص، خالد، مالک اور عتبہ۔ احوص کی کنیت ابو شریح تھی وہ جنگ جبلہ کے موقع پر بنو عامر کا سپہ سالار تھا۔ اس کے بیٹوں میں علقمہ بن علاثہ تھا جس نے عامر بن طفیل سے ھرم بن قطبہ فزاری کی ثالثی میں مفاخرت کی تھی۔ خالد بن جعفر وہ ہے جس نے زھیر بن جذیمہ عبسی کو قتل کیا تھا اور اسے حارث بن ظالم مری نے قتل کیا۔ مالک بن جعفر کے بیٹے عامر، طفیل، ربیعہ اور عبیدہ تھے اور معاویہ کی ماں کا نام ام البنین تھا۔ اسی بارے میں لبید نے کہا ہے:

نحن بنو ام البنین الاربعه

[ہم ام البنین کے چار بیٹے ہیں]۔

دراصل یہ پانچ تھے مگر قافیہ کی (مجبوری کی) وجہ سے شاعر نے انہیں چار کر دیا (۔ ان بھائیوں میں سے) معاویہ معوذ الحکماء ہے۔ ربیعہ، لبید شاعر کا باپ ہے، طفیل، عامر بن طفیل کا باپ ہے۔ ☆ بنو ابی بکر بن کلاب میں قُرطات (یعنی) قُرط، قُریط اور مُقرِط تھے۔ انہیں سے ضحاک بن سفیان کا تعلق تھا جنھیں رسول اللہ ﷺ نے بنو سُلیم پر عامل مقرر کیا تھا اور انہیں میں سے مُحلق بن حَتم تھا جس کے بارے میں اَعشیٰ شاعر نے کہا ہے:

وبات علی النار الندی والمحلق

[ترجمہ: اس نے اور محلق نے ندی کی آگ پر رات گزاری]۔

بنو کلاب کا ذکر ختم ہوا۔

کعب بن ربیعہ: کعب بن ربیعہ کے بیٹے عُقیل، قُشیر، حَریش، جَعدہ، عبداللہ اور حبیب ہیں۔ ☆ عبداللہ بن کعب کی اولاد بنو عجلان ہیں جو ابن مقبل شاعر کا قبیلہ ہے۔ ☆ جعدہ بن کعب کی نسل سے نابغہ جعدی (شاعر) تھا۔ ☆ حریش بن کعب کی اولاد میں مُطرّف بن عبداللہ بن شِخّیر، زُرارہ بن اوفی، عبداللہ بن سبرہ حرشی تھے (موخر الذکر کا) ہاتھ اطریانوس رومی نے کاٹ دیا تھا۔ ☆ قُشیر بن کعب کے قبیلے سے عُطیف وغطفان ہیں اور انہیں میں سے مالک ذوالرُقیبہ وبنوضَمرہ ہیں جن کی بصرے میں کافی تعداد ہے۔ ☆ عُقیل بن کعب کی نسل میں (بنو) خفاجہ ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو باعزت وشرف ہیں اور انہیں میں سے حلفاء ہیں نیز انہیں میں سے بنو اخیل ہیں، جو لیلیٰ اخیلیہ کا خاندان تھا اس قبیلے سے مجنوں شاعر اور لیلیٰ اخیلیہ کا عاشق توبہ بن حمیر تھے۔

﴿ص ۱۴۱﴾ **بنو ثقیف:** مُنبّہ بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان کے بیٹے کا نام قَسی ہے جو ثقیف (بھی کہلاتا) ہے۔ (ثقیف کی قسی کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ) ابو رغال، محصول وصول کرنے والا تھا۔ ثقیف کا اس کے پاس سے گزر ہوا اور اس نے ابو رغال کو قتل کر دیا اس لئے کہا گیا ہے ثقیف نے اس پر سختی کی۔ اور اس کا نام قسی پڑ گیا۔ شاعر کا قول ہے:

نحن قسی وقسا ابونا

[ہم قسی ہیں اور ہمارے باپ نے سختی کی تھی]۔

ثقیف کے دو بیٹے ہوئے جُشم اور عَوف اور مِسک (نامی لڑکی)۔ ☆مِسک سے قاسط نے نکاح کیا جس سے بکر بن وائل کا باپ وائل پیدا ہوا۔ ☆جُشم کا بیٹا حُطیط ہے۔ حُطیط کے دو بیٹے ہیں۔ مالک اور غاضرہ۔ ☆عوف کی نسل 'احلاف' کہلاتی ہے کیوں کہ ان لوگوں نے بنو مالک (بن حطیط بن جُشم بن ثقیف بن منبہ بن ہوازن) کے خلاف محالفہ کر لیا تھا اور بنو غاضرہ (بن حطیط بن جشم بن ثقیف بن منبہ بن ہوازن) ان کے ساتھ ہو گئے تھے۔ یوں بنو ثقیف دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک بنو مالک اور دوسرے احلاف۔ ☆بنو مالک کے خاندان سے سائب بن اقرع ہے اور انہیں میں سے بنو حارث بن مالک ہیں جو 'الاثرون' کہلاتے ہیں۔ ☆احلاف میں سے مختار بن ابی عبید، حجاج بن یوسف، امیہ بن ابی صلت شاعر، ابو محجن شاعر، حارث بن کلدۃ، مُعتِب، عتّاب، ابو عُبہ اور عثمان تھے۔

ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کے بیٹے ہیں اسد، اکلب اور ضُبیعہ۔ ☆اکلب بن ربیعہ کی نسل خثعم کے (خاندان) میں (محدود) ہے۔ انہیں میں سے انس بن مدرک خثعمی ہے جس نے سُلیک بن سُلکہ کو قتل کیا تھا۔ بہت سے قبائل وبطون ہیں جو خثعم کی جانب منسوب ہیں۔ ☆ضُبیعہ بن ربیعہ کے بیٹے ہیں، اُحمس اور حارث ذو القِلادہ (ہاروں والا)۔ اُحمس کی نسل سے وہ گروہ ہے جس سے مسیب بن عَلَس شاعر کا تعلق تھا۔ انہیں میں سے بُہثہ اور دوفن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن سے متلمس شاعر اور حارث بن عبداللہ بن دوفن الاضجم ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رئیس بنی ضبیعہ تھا۔ (ضبیعہ ہی سے) بنو الکلبۃ ۹ ہیں جن کی تعداد زیادہ ہے اور جو بہادر ہیں۔ انہیں میں سے بنو شحنہ بھی ہیں۔ ☆ اسد بن ربیعہ کی اولاد ہیں جدیلہ بن اسد جس کی ماں بنو ایاد سے تھی۔ عنزہ بن اسد و عمیرہ، ان دونوں کی ماں برہ بنت قیس عیلان تھی۔ عمیرہ بن اسد کی نسل بنو عبدالقیس میں مل جل گئی۔ اس کے بیٹوں کے نام مبشر، منصور اور مالک تھے۔ عنزہ بن اسد کا نام عامر ہے۔ اس کو عنزہ اس لئے کہا جانے لگا کہ اس نے ایک شخص کو عنزہ (انی دار چھوٹے نیزے) سے مار ڈالا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عنزہ (لقب) ہے اسد بن خزیمہ کے بیٹے کا۔ عنزہ کے بیٹے ہیں یَدُکر بن عنزہ اور یقدُم بن عنزہ۔ جدیلہ بن اسد کا بیٹا ہے دُعمی بن جدیلہ۔ دُعمی کا بیٹا ہے اَفصی۔ افصی کے بیٹے ھنب اور عبدالقیس ہیں۔

☆ **بنو عبدالقیس:** (بن افصی بن دُعمی بن جدیلہ) کا ایک بیٹا اللَّبُو بن عبدالقیس ہے جس کی ماں ہند بنت تمیم بن مر ہے۔ اللَّبُو کے اخیافی بھائی ہیں تغلب اور بکر۔ دوسرا بیٹا افصی بن عبدالقیس ہے۔ اللَّبُو موصل اور توج میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ افصی بن عبدالقیس کے بیٹے ہیں شن اور لکیز۔ ☆ شن کی نسل سے الدیل بن شن ہے جس کے بیٹے ہیں سعد، جذیمہ، عامر، حبیب اور انہیں میں سے بنو بہثہ بن جذیمہ بن الدیل ہیں۔ ☆ لُکیز کے بیٹے نکرہ، صباح اور ودیعہ ہیں۔ ☆ نکرہ کی نسل میں حلفائے جذیمہ ہیں نیز ان میں ﴿ص ۴۲﴾ معبہ بن نکرہ ہیں جو بحرین میں آباد ہیں اور تعداد و شرف بھی انہیں میں ہے۔ اسی قبیلے سے مثقب عبدی شاعر، ممزق شاعر اور مفضل بن عامر شاعر (آخر الذکر) القصیدۃ المنصفہ کا مصنف ہے۔ عمان میں بھی نکرہ کی نسل کے لوگ ہیں اور یمن میں بھی ان کا ایک گروہ آباد ہے۔ ☆ وَدیعہ (بن لکیز) کے بیٹے عمرد بن ودیعہ، غَنم بن ودیعہ اور دُھن بن ودیعہ ہیں۔ ☆ دُھن بن ودیعہ کی نسل سے (بنو) وائلہ ہیں جو اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں (انہیں میں عمار ذی تھا)۔ ☆ غنم بن ودیعہ کے بیٹے عمرو بن غنم اور عوف بن غنم ہیں۔ ☆ عمرو بن ودیعہ کی بیٹے اَنمار، عجل، مُحارب، الدِّیل، العَوَق، اور امرؤالقیس ہیں۔ ☆ الدیل کی اولاد میں عمان کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بنو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صُوحان، مُصقلہ بن رَقبہ خطیب اور آل مُعذّل بن غیلان، بصرے میں آباد ہیں۔ ☆العوق کی نسل العوقہ ہے۔ یہ لوگ عمان میں تھوڑی تعداد میں ہیں۔ ☆انمار میں سے اشج العبدی کا قبیلہ عصر ہے۔ انہیں میں ظفر بھی ہیں جو صُحار عبدی کا خاندان ہے۔ انمار ہی سے بنو جذیمہ بھی ہیں جن سے مَہو ۱۰ کا تعلق ہے۔ جس نے حیرہ کی دو چادروں کے عوض فسو (بنو عبدالقیس کے ایک خاندان) کو خرید کر اپنے میں شامل کرلیا تھا۔ ☆محارب بن عمرو کے بیٹے حطمہ اور ظفر ہیں۔

ھنب بن افصی (بن دعمی بن جذیلہ) کے تین بیٹے ہوئے۔ قاسط بن ھنب، عمرو بن ھنب اور خندف بن ھنب۔ ۱۱ ☆عمرو بن ھنب سے عتیب بن عمرو ہیں جو بنو شیبان میں مل گئے ہیں۔ عتیب کی خاصی تعداد بصرے میں آباد ہے۔ ☆قاسط بن ھنب کی بیٹے ہیں عمرو بن قاسط، نمر بن قاسط اور وائل بن قاسط۔ ان کی ماں مِسک بنت ثقیف ہے۔ ☆عمرو بن قاسط کی نسل میں (بنو) غُفیلہ ہیں، جزیرہ میں ان کی کثیر تعداد ہے مگر یہ لوگ بنو تغلب میں شمار ہوتے ہیں۔ ☆نمر بن قاسط کے بیٹے ہیں تیم اللہ، اوس اللہ اور عائذ اللہ۔ ان کی ماں ہند بنت تمیم بن مر ہے۔ ان کے اخیافی بھائی بکر اور تغلب ہیں۔ ان کا اخیافی بھائی اللّٰہ بن عبدالقیس بھی ہے۔ ☆تیم اللہ کے بیٹے خزرج اور حریث ہیں۔ خزرج کا بیٹا سعد ہے اور سعد کا بیٹا عامر بن سعد ضحیان ہے (ضحیان اس کا نام اس لئے پڑا کہ) وہ دوپہر کو اپنی قوم کے مقدمات فیصل کرنے کے لئے بیٹھتا تھا اور وہ اپنی قوم کا صاحب مرباع بھی تھا۔ عامر کے دو بیٹے ہوئے رَبیعہ اور رُبیعہ۔ عامر کی اولاد میں ہلال بن ربیعہ بن زید مناۃ بن عامر ہے۔ انہیں سے ابوحوط الخطائر کا تعلق ہے اس کا نام حظائر اس لئے پڑ گیا کہ منذر بن امرالقیس نے بنو بکر کے قیدیوں کو جلا دینے کی نیت سے ایک باڑے (حظیرہ) میں اکٹھا کیا تھا، [ابوحوط نے ان لوگوں کی سفارش کرکے ﴿ص ۴۳﴾ انہیں رہائی دلوائی تھی]۔ اسی قبیلے سے کعب بن حارث، ابن الکَیّس نمری اور ابن القَرِیہ کا تعلق تھا۔

☆وائل بن قاسط کے بیٹے ہیں بکر بن وائل، تغلب بن وائل اور عنز بن وائل۔ ان سب کی ماں ہند بنت تمیم بن مُرّ تھی۔ ☆عنز بن وائل کے بیٹے اراشہ و رفیدہ ہیں۔ اراشہ کی نسل سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشجع اور غطاضہ ہیں۔

☆تغلب بن وائل کے بیٹے ہیں غنم بن تغلب، اوس بن تغلب اور عمران بن تغلب۔ غنم بن تغلب کی نسل سے بنو معاویہ بن عمرو بن غنم ہیں انہیں کے متعلق اخطل کہتا ہے:

اذا حلت معاویه بن عمرو علی الاطواء خنقت الکلابا

[جب بنو معاویہ بن عمرو 'اطواء' پر اتریں گے تو بنو کلاب کا گلا گھونٹ دیں گے]۔

اسی (بنو غنم بن تغلب) سے اراقم ہیں یہ جُشم، مالک، عمرو، ثعلبہ، حارث اور معاویہ پسران بکر بن حبیب بن عمرو ہیں۔ اور بنی تغلب سے عِکّب ہیں جن کی ایک شاخ بنی عدی بن اسامہ تھی اور دوسری بنو کنانہ، جنھیں 'قریش تغلب' کہا جاتا ہے اور وہ بنو عکب ہیں اور انہی میں جُشم بن بکر (بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب) ہیں۔ ان سے بنو حارث بن زہیر تھے جو کُلیب بن ربیعہ کا خاندان ہے۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ، اعز من کلیب وائل (کلیب سے بھی زیادہ عزت دار) (بنو حارث بن زہیر ہی سے) کلیب کا بھائی مہاہل بھی تھا۔ اس شخص نے بنو بکر و بنو تغلب کے درمیان چالیس سال تک لڑائی کی آگ بھڑکائے رکھی۔ بنو زہیر (بن جُشم بن تغلب) کے خاندان سے بنو عَتّاب ہیں جن سے عمرو بن کلثوم کا تعلق تھا۔ بنو جُشم ہی سے بنو فدوکس ہیں جو اخطل شاعر کا قبیلہ تھا۔

بکر بن وائل: کے بیٹے ہیں علی بن بکر، یَشکُر بن بکر اور بَدَن بن بکر۔ ان کی ماں ہند بنت تمیم بن مر تھی۔ اس خاتون کو 'ام القبائل' کہا جاتا ہے۔ یشکر بن بکر کے بیٹے ہیں کعب بن یشکر، کنانہ بن یشکر اور حرب بن یشکر (یشکر کی اولاد میں) کثرت تعداد اور عزت و شرف کعب بن یشکر کی اولاد کو حاصل ہے۔ کعب بن یشکر کی اولاد میں حُبَیب و عَتِیک ہیں اور انہیں میں بنو غنم ابن حبیب، ثعلبہ، جُشم اور عدی بن جُشم ہیں۔ یہ (قبائل) یشکر (کی تفصیل) تھی۔

علی بن بکر کا بیٹا صَعب ہے اور صعب کے بیٹے ہیں لُجیم بن صعب، عُکابہ بن صعب اور مالک بن صَعب۔ مالک بن صعب کی نسل سے بنو زمان ہیں جن میں فِند الزمانی تھا۔ ۱۲ یہ بنو حنیفہ میں محسوب ہوتے ہیں۔ لجیم بن صعب کے بیٹے ہیں عجل بن لجیم اور حنیفہ بن لجیم اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے دو جن سے نسلیں نہ چلیں۔ عجل بن لجیم کے بیٹے ہیں ربیعہ، ضُبیعہ، سعد و کعب۔ ﴿ص ۴۴﴾ کعب وضبیعہ کی تعداد کم ہے۔ رہے ربیعہ تو ان میں سے ابوالنجم راجز عجلی اور عُدَیل بن فَرخ ۱۳ شاعر تھے۔ اس قبیلے سے دُغنہ نامی احمق عورت تھی جو جُندب بن عنبر کے نکاح میں تھی۔ اس کے بطن سے عدی بن جندب پیدا ہوا۔ سعد بن عجل کی اولاد کثیر التعداد ہے۔ انہیں میں سے اغلب الراجز تھا۔ انہیں سے ابودلف کا تعلق تھا اور انہیں سے فرات بن حیان تھے جنھیں شرف صحبت حاصل تھا۔ (بنو) عجل کا ذکر ختم ہوا۔

☆ **حنیفہ بن لُجیم** کے بیٹے ہیں الدّول، عدی، عامر، عبدمناۃ، ان کی تعداد کم ہے۔ عدی بن حنیفہ کی اولاد میں مسیلمہ کذاب تھا۔ الدول بن حنیفہ میں بنو ھِفّان تھے جن سے ھوذہ بن علی حنفی صاحب تاج (ذوالتاج) تھا۔ (بنو) حنیفہ کا تذکرہ ختم ہوا۔

☆ **بنو ثعلبہ** : کہتے ہیں عکابہ بن صعب کے بیٹے قیس وثعلبہ تھے مگر قیس بن عکابہ کی تعداد کم ہے اور بنی ذہل میں محسوب ہوتے ہیں۔ ثعلبہ بن عکابہ کو 'الحصن' کہا جاتا ہے۔ اعشی کا شعر ہے:

فما ضرھا اذ خالطت فی بیوتھم بنی الحصن ما کان اختلاف القبائل

[اگر (بنو ذہل میں) الحصن بھی مل جاتے تو اس سے کچھ نقصان اور اختلاف نہ ہوتا]۔

ثعلبہ کے بیٹے تھے۔ ذُھل بن ثعلبہ، شیبان بن ثعلبہ، قیس بن ثعلبہ، تیم اللہ بن ثعلبہ، اُسید بن ثعلبہ اور ضِبّہ بن ثعلبہ۔ ☆ضبہ بن ثعلبہ یمنی قبائل میں مدغم ہوگئے اور بنوعذرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ☆ اُسید بن ثعلبہ بنوشیبان میں محسوب ہوتے ہیں۔ ☆ تیم اللہ بن ثعلبہ اللھازم کہلاتے ہیں اور بنوعجل کے حلیف ہیں۔ تیم اللہ کے بیٹے مالک، حارث، عامر، ہلال، ذھل، زمان اور حاطمہ ہیں۔ کہتے ہیں ہلال، ذھل، زمان اور حاطمہ کو 'احلاف' کہا جاتا ہے کیوں کہ انھوں نے (بقیہ تین بھائیوں) حارث، عامر اور مالک کے خلاف باہم عہد و پیمان باندھا تھا۔ ۱۴ ☆قیس بن ثعلبہ کے بیٹے ہیں ضُبیعہ، تیم اور سعد۔ ضبیعہ میں کثرت تعداد ہے۔ انہیں میں سے اعشی شاعر میمون بن قیس تھا۔ نیز انہیں سے **ربیعہ الجحدر** ۱۵ کا تعلق ہے جو **تحلاق اللمم** کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرکے میں بنو بکر کا شہ سوار تھا۔ انہیں میں مرہ بن عباد، حارث بن عباد اور جریر بن عباد تھے۔ (جریر کی جانب) جریری محدث منسوب ہیں۔ رہے تیم بن قیس و سعد بن قیس تو یہ دونوں الحرقتان کہلاتے ہیں۔ ☆ذھل بن ثعلبہ بن عُکابہ کے دو بیٹے شیبان اور عامر ہوئے۔ عامر کو 'الوَخم' کہا جاتا ہے۔ رہے شیبان بن ذہل تو اس کے بیٹے ہیں سَدوس، جس میں کثرت تعداد ہے عمرو، مازن، عِلباء، مالک، عامر اور زید مناۃ۔ عِلباء کی تعداد کم ہے، ﴿ص ۴۵﴾ عمرو بن شیبان (بن ذہل بن ثعلبہ) سے قعقاع بن شَور تھا جس کے بارے میں یہ شعر ہے کہ:

وکنت جلیس قعقاع بن شَور ولایشقی بقعقاع جلیس

[تم قعقاع بن شَور کے ہم جلیس تھے اور قعقاع کی وجہ سے کوئی ہم جلیس خراب نہیں ہوتا]۔

اسی خاندان سے دِغفل نامی ماہر انساب تھا۔ سدوس بن شیبان (بن ذہل بن ثعلبہ) 'آکل المرار' کی سواری پر اس کے پیچھے بیٹھتا تھا۔ اس شخص کے دس بیٹے تھے۔ انہیں کی نسل میں حارث بن سدوس ہے جس کے اکیس بیٹے تھے۔ اس کے بارے میں یہ شعر ہے:

فلوشاء ربی کان أیر ابیکم طویلا کأیر الحارث بن سدوس

[اگر میرے رب نے چاہا تو تمھارے باپ کا آلہ تناسل اتنا ہی دراز ہوجائے گا جتنا کہ حارث بن سدوس کا آلہ تناسل تھا]۔

☆ **بنو شیبان:** شیبان بن ثعلبہ بن عُکابہ کے بیٹے ہیں ذُھل، تیم، ثعلبہ، عوف۔ ☆عوف سے نسل نہ چلی۔ ☆ثعلبہ کی نسل سے مصقلہ بن ھبیرہ شیبانی تھا۔ ☆تیم کی اولاد میں سخاوت اور سیادت ہے۔ اسی خاندان سے 'الاصمعان' تھے۔ زمانہ جاہلیت میں 'یوم الاصمعین' نامی جنگ انہیں سے منسوب ہے۔ ☆ذھل بن شیبان کا بیٹا مرہ بن ذُھل ہے جس کی نسل میں عدد و شرف ہے۔ (دوسرے بیٹے) ربیعہ بن ذھل، مُحلّم بن ذھل، اور حارث بن ذھل ہیں۔ جن کی ماں کا نام رقاش تھا۔ عبد غنم بن ذھل، عوف بن ذھل، صبیح بن ذھل اور شیبان بن ذھل جن کی ماں بنو یشکر کی 'الورشۃ' نامی عورت تھی اور یہ چاروں اسی کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں اور 'بنو الورشۃ' کہلاتے ہیں۔ عمرو بن ذھل جس کی ماں ایک یمنی باندی جذرہ تھی اس کی نسل 'بنو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجذرہ' کہلاتی ہے مگر ان کی تعداد بہت کم ہے (ذہل بن شیبان کے کل نو بیٹے ہوئے)۔

بنوشیبان کے اشراف میں عوف بن مُحلِم بن ذہل تھا جس کے بارے میں کہا گیا ہے، لاحر بوادی عوف (یعنی وادی عوف میں کوئی مرد آزاد نہیں ہے)۔

بنوشیبان ہی سے ان اشخاص کا بھی تعلق ہے۔ ☆ضحاک بن قیس شاری ☆بطین بن زید شاری ☆شبیب خارجی ☆قعنب خارجی ☆ہانی بن مسعود جو جنگ ذی قار کا اصل محرک تھا اور اس کا بھائی۔ ☆قیس بن مسعود ☆جساس (بن مرہ) قاتل کلیب (بن ربیعہ) ☆سُوید بن سلیم شاری ☆مثنی بن حارثہ جنہوں نے عراق (سواد) فتح کیا۔ جب مثنی کا انتقال ہوگیا تو سعد بن ابی وقاص نے ان کی بیوہ سلمٰی سے نکاح کرلیا۔ جنگ قادسیہ کے موقع پر انہوں نے دشمنوں کے جمگھٹے کو دیکھ کر کہا تھا، 'دونوں گروہ ایک دوسرے کے ہم پلہ ہیں افسوس کہ آج مثنی نہیں' یہ سن کر سعد نے (غیرت میں آکر) سلمٰی کے طمانچہ مار دیا تھا۔ ☆حوفزان بن شریک اور ☆مطر بن شریک۔ مطر کی اولاد میں معن بن زائدہ اور (اس کا بھتیجا) یزید بن مزید (شیبانی) تھے۔ ☆قیس بن مسعود شیبانی، رئیس بنی بکر اور ☆اس کا بیٹا بسطام بن قیس ☆بنوشقیقہ بھی بنوشیبان ہی سے تعلق کہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں اور یہ سب بنوذہل بن شیبان سے تعلق رکھتے ہیں۔ قبائل نزار کا تذکرہ تمام ہوا۔

(ب) نسب یمن

﴿ص ۴۶﴾ علمائے انساب کا اس پر اجماع ہے کہ یمنی قبائل قحطان کی نسل سے ہیں۔ اس کا نسب کتاب کے پہلے باب میں درج ہو چکا ہے۔ قحطان کے بیٹے کا نام یَعرُب تھا۔ یعرُب کے یَشجُب نامی بیٹا پیدا ہوا اور یشجب کا بیٹا سبا بن یشجب کہلایا۔ بعض ماہرین انساب کا خیال ہے کہ سبا کا نام عامر تھا۔ سبا کے بیٹے تھے حمیر، کہلان، عمرو، اشعر، انمار، عاملہ اور مُر۔ عمرو بن سبا کا بیٹا تھا عدی بن عمرو، عدی کے بیٹے تھے لخم اور جُذام۔ لخم سے حَدَس بن لخم ہیں اور یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے قبیلے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قبائل لخم اراشہ بن مر بن ادبن طابخہ بن الیاس کی اولاد ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اراشہ یمنی قبائل کے ساتھ مل گیا تھا۔ اور اسے جذام میں محسوب کیا گیا ہے۔ لخم سے غنم بن لخم ہیں۔ یہ بھی کثیر التعداد قبائل ہیں مگر ایک جماعت انہیں بھی مضر کی نسل سے بتاتی ہے۔ لخم ہی سے بنو الدار بن ہانی کا بھی تعلق ہے یہ لوگ 'الداریون' کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے تمیم الداری تھے۔ جذام کے بیٹے حرام اور حشم ہیں۔ حرام بن جذام کے بیٹے ہیں غطفان بن حرام اور مالک بن حرام۔

غطفان بن حرام کی نسل سے ثعلبہ، بنو احنف، بنو ضُبَیب، بنو ھدالہ، بنو ثُعاثہ، بنو ضُلیع، بنو عائذہ، بنو شُمرہ، بنو عبداللہ، بنو خضراء، بنو سُلیم، بنو بجالہ، بنو غنم اور بنو فالۃ ہیں۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ غطفان بن حرام کا تعلق قیس عیلان سے ہے جو یمن چلے گئے تھے (اس لئے یہ یمن میں محسوب کئے گئے)۔

مالک بن حرام بن جذام کے بیٹے ہیں سعد بن مالک اور وائل بن مالک۔ بنو سعد بن مالک کے بہت سے بطون ہیں جن میں سے بنو عوف، بنو عائذہ، بنو فہیرہ، بنو صحبہ، بنو اخنس اور بنو حَسّی وغیرہ ہیں۔ بنو وائل بن مالک کے بھی بہت سے بطون ہیں۔ حشم بن جذام کے پانچ بطون ہیں جن میں حُکمہ بھی شامل ہیں مگر قبائل مضر کے ماہرین انساب کا خیال ہے کہ یہ لوگ بنو اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اشعر بن سبا کی نسل میں اشعریین ہیں جو ابوموسی اشعری کا قبیلہ ہے۔

انمار بن سبا کے لڑکوں نے خثعم اور بجیلہ کے قبائل سے پیمان دوستی کرلیا تھا۔ مضری قبائل کا نسب بیان کرنے والوں کی یہ رائے ہے کہ خثعم اور بجیلہ انمار بن نزار کے بیٹے تھے مگر انمار بن سبا نے ان کے نسب کو اپنے باپ سبا کے نام سے ملادیا۔ دوسرے ماہرین انساب کا بیان ہے کہ خثعم اور بجیلہ ازد بن غوث کے بھائی عمرو بن غوث کے بیٹے ہیں اور بجیلہ عورت کا نام ہے۔ بجیلہ کے بطون میں سے بنو قسر ہیں جن سے خالد بن عبداللہ قسری کا تعلق تھا اور بنو احمس ہیں جو شبل بن معبد کا گروہ ہے۔ ان کے بطون مشہور نہیں ہیں۔

عاملہ بن سبا: عاملہ بن سبا کے قبائل قلیل التعداد ہیں۔ مضر کے نسب نگاروں کا خیال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ بنو عاملہ قاسط بن وائل کی نسل سے ہیں۔ اعشیٰ کہتا ہے:

﴿ص ۴۷﴾ أعامل حتى تذهبين الى غير والدك الاكرام

و والدكم قاسط فارجعوا الى النسب الاتلد الاقدام

[اے بنو عاملہ کب تک تم غیر معزز آباء کی جانب اپنے آپ کو منسوب کرو گے۔ تمھارا پدر اول قاسط ہے سو تم لوگ اس قدیم و معزز نسب کی جانب لوٹ آؤ]۔

حمیر بن سبا: حمیر بن سبا کے بیٹے ہیں مالک بن حمیر، عامر بن حمیر، سعد بن حمیر، وائلہ بن حمیر اور عمرو بن حمیر۔ وائلہ بن حمیر کا بیٹا ہے سکاسک بن وائلہ۔ قبائل حمیر کی کثرت تعداد انہیں میں ہے۔ عامر بن حمیر کی اولاد میں دُھمان بن عامر ہے۔ تمام قبائل یحصب اسی دھمان کی نسل میں ہیں۔ سعد بن حمیر کے بیٹے ہیں السلف اور اسلم۔ عمرو بن حمیر کا بیٹا ہے حارث بن عمرو۔ حارث کی نسل میں ذی رُعین ہے۔ مالک بن حمیر کا بیٹا قضاعہ بن مالک (بن حمیر) ہے۔ قضاعہ کے قبائل میں کلب بن وبرہ ہیں۔ ان کے بطون میں بنو عدی بن جناب اور بنو عُلیم بن جناب وغیرہ ہیں۔ ان سب کا زُھیر نے تذکرہ کیا ہے۔ انہیں میں سے بنو عبید ہیں۔ اعشیٰ کہتا ہے کہ:

(بنو الشهر الحرام فلست منهم) ۱۲ ولست من الكرام بنى العبيد

[نہ تو تم بنو شہر حرام سے ہو اور نہ بنو العبید کے شرفا سے ہو]۔

انہیں سے رُفیدہ، مصاد، بنو قین، سَلیح، تنوخ، جَرم بن رَبّان، راسب بن جرم، بہراء، بلّی، مَہرہ، عُذرہ، سعد ھذیم ہیں۔ یہ ھذیم ایک حبشی غلام تھا اس نے سعد کی بچپن میں دیکھ بھال کی تھی اس لئے سعد اسی کی جانب منسوب ہوگیا۔ ضِنّۃ بن سعد، سُلامان بن سعد، جُھینہ بن سعد، نہد و بن سعد کا بھی اس سے تعلق ہے۔ تبابعہ کا تعلق بھی قضاعہ سے ہی ہے۔ ان تبابعہ میں سے ذو الکلاع، ذو نواس، ذو اصبح، جس کی جانب اصبحی کوڑے منسوب ہیں، ذو جدن، ذو فایش، ذو یزن، جوشن، شُحول اور بہت سے بطون ہیں۔

کھلان بن سبا: کہلان بن سبا کا بیٹا زید بن کہلان ہے۔ زید کے بیٹے ہیں مالک بن زید اور ادد بن زید۔ ادد کے بیٹے طئی اور غوث ہیں۔ طئی سے بنو نبہان بن عمرو، بنو ثُعل بن عمرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے حاتم طائی کا تعلق ہے، جرم بن عمرو اور بنوسنبس ہیں۔ شاعر کہتا ہے:

فصبحها القانص السِّنبسی

[سوان پر قانص سنبسی نے صبح کے وقت حملہ کیا]۔

(بنوطئ ہی سے) بنوتیم بن ثعلبہ بھی ہیں ان کے بارے میں امرؤالقیس کہتا ہے:

بنوتَیم مَصابیح الظلام

[بنوتیم ظلمت میں چراغ ہیں]۔

بنوطئ کے افخاذ بہت ہیں مگر ان سب کو ان کے پدر اول طئ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

مالک بن زید بن کہلان کے بیٹے ہیں یحابر اور یہی مراد ہے، مرتع، قرن اور خیار۔ مرتع کا بیٹا ہے ثور بن مرتع۔ ثور کے بیٹے ہیں کندہ بن ثور اور یزید بن ثور۔ یزید بن ثور کا بیٹا صداء بن یزید ہے۔ کندہ کے بیٹے تُجیب اور سکون ہیں۔ ﴿ص ۴۸﴾

خیار بن مالک کا بیٹا ربیعہ بن خیار ہے۔ ربیعہ کا بیٹا أوسَلة بن ربیعہ ہے جو ہمدان کہلاتا ہے۔ ہمدان کی نسل سے سبیع، ابواسحاق سبیعی کا قبیلہ اور وداعہ مسروق بن اجدع کا قبیلہ ہے۔

یُحابر بن مالک کا بیٹا مَذحَج بن یحابر ہے۔ مذحج کے بیٹے ہیں مراد، سعدالعشیرۃ، خالد اور عنس۔ عنس، عمار بن یاسر اور اسود عنسی کا قبیلہ ہے، جس نے یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔

سعدالعشیرۃ بن مذحج کے بیٹے ہیں جعفی بن سعد، جنب بن سعد، حکم بن سعد، عائذ اللہ بن سعد، عبداللہ بن سعد، اللَّبُو بن سعد، خارجہ بن سعد، اسد بن سعد، عمرو بن سعد، جمل بن سعد اور صعب بن سعد۔ جعفی بن سعد کے دو بیٹے مَران اور حریم ہیں۔ لبید کا شعر ہے:

والقد نأت یوم النخیل وقبله مران من ایامنا وحریم ۱۷

[معرکہ نخیل اور اس سے پہلے بنومران اور حریم نے ہمارے معرکوں کو آزمایا]۔

صعب بن سعد کی نسل سے زبید بن صعب ہے جو عمرو بن معدی کرب زبیدی کا گھرانا ہے اور (دوسرا قبیلہ) اود بن صعب ہے۔ خارجہ بن سعد سے جدیلہ بن خارجہ کا تعلق ہے جو بنی طئ میں شمار ہوتے ہیں۔ عمرو بن سعد، خولان بن عمرو کا باپ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم بن سعد کے خاندان کے بارے میں یہ مثل مشہور ہے جاؤ الحکم (یعنی بنی حکم آ گئے)۔ جنب بن سعد کے بارے میں مہلہل (بن ربیعہ) کہتا ہے:

انکحها فقدها الارامل فی جنب و کان الحباء من آدم

[ارامل کے مفقود ہو جانے کے باعث اس عورت نے بنی جنب میں نکاح کیا اور اس کا عطیہ (مہر) چمڑے کی قسم سے تھا]۔

جمل بن اسد کے خاندان سے ہند بن عمرو جملی تھا جو علی بن ابی طالب کے ہمراہ تھا اور جنگ میں مارا گیا اور اس کے قاتل کا یہ قول ہے: قاتل عِلباء و هِند الجملی (یعنی میں نے علباء اور ہند جملی کو قتل کر دیا)۔ مراد بن مذحج کے بیٹے ہیں انعم بن مراد اور یُحابر بن مراد، جرش کے مقام پر یغوث نامی بت انہیں کا معبود تھا۔ خالد بن مذحج کا بیٹا عُلہ بن خالد ہے۔ عُلہ کا بیٹا عمرو بن عُلہ ہے۔ عمرو کے بیٹے ہیں جسر بن عمرو اور کعب بن عمرو۔ جسر (بن عمرو) نخع بن جسر کا باپ ہے۔ نخع ابراہیم نخعی کا گھرانا ہے۔ کعب (بن عمرو) کے خاندان سے بنو انصار، بنو الحماص، خاندان نجاشی شاعر اور بنو قتان ہیں۔

قرن بن مالک بن زید بن کہلان کا نام نبت ہے۔ اس کا بیٹا غوث ہے۔ غوث کا لڑکا ازد ہے۔ ازد کے بیٹے ہیں مازن، عمرو، دوس، نصر، مالک، قدار، الہنو، میدعان، زہران، عامر، عبداللہ۔

مازن کی نسل غسان کہلاتی ہے ﴿ص ۴۹﴾ غسان ایک چشمے کا نام ہے جس کی طرف یہ لوگ منسوب کیے گئے اور اس خاندان سے بادشاہوں کا گھرانا بنو جفنہ ہے آل عنقاء، آل مُحرق، تنوخ اور کعب اور جبلہ بن ایہم غسانی کا خاندان (بھی بنو مازن ہی سے) ہے۔ یہ بات کہی جاتی تھی کہ مازن غسان ارباب ملوک ہیں، حمیر ارباب عرب ہیں، کندہ کندۃ الملوک (بادشاہ) ہیں، مذحج مذحج الطعان (نیزہ بازی کے ماہر) ہیں، ہمدان شہ سوار ہیں اور ازد شیر مرداں ہیں۔

میدعان کی نسل سے بنو سلامان ہیں۔ زہران سے غطاریف یعنی بنو یشکر اور جدرہ ہیں۔ زہران ہی سے (حضرت) ابو ہریرہ کا قبیلہ دوس بن عدثان ہے۔ دوس کے خاندان سے جذیمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس ہے جو زبا کا عاشق تھا۔ اسے جذیمۃ الابرش کہا جاتا ہے۔ دوس ہی سے جہضم بن مالک خاندان جہاضم بھی ہے اور اسی خاندان سے جریر بن حازم فقیہ کا تعلق تھا۔ (دوس ہی سے) سلیمہ بن مالک کا قبیلہ بھی ہے جو ابوحمزہ خارجی کا گھرانا ہے۔ بنو ھنأۃ ابن مالک قبیلہ عقبہ بن سلم (دوس ہی کی شاخ ہے) نیز معن بن مالک قبیلہ مسعود بن عمرو (دوس کی ایک شاخ ہے) دوس کے ایک بطن کو یحمد کہا جاتا ہے جس کے ایک فخذ فراہید سے بانی علم عروض خلیل بن احمد کا تعلق تھا (اسے فراہیدی اور فرہودی دونوں کہا جاتا ہے)۔

عامر بن ازد کی نسل سے ماہر قیافہ شناس بنولہب بن عامر ہیں اور انہیں سے غامد کا بھی تعلق ہے۔

عبداللہ بن ازد کی اولاد بہت ہے ان میں: ☆القسامل ☆ازد شنوءۃ، خاندان مہلب بن ابی صفرہ ☆بارق بن عوف اور شہران بن بارق ☆طاحیہ بن سود ☆ھداد ☆عمرو بن عامر مزیقیاء ☆انصار یعنی اوس وخزرج پسران حارثہ بن ثعلبۃ العنقاء بن عمرو بن عامر اسی کی نسل سے ہیں۔ ☆عمران بن عامر (از نسل عمرو بن عامر) ☆خزاعہ از اولاد عمرو بن عامر ☆خزاعہ کے ایک بطن کا نام بنو قُمیر ہے جو قبیصہ بن ذؤیب اور عبداللہ بن مالک کا گھرانا ہے۔ ☆بنو خلیل، خاندان بنو کرز جو قیافہ شناس تھے۔ بنو المصطلق، کعب، مُلیح، عدی، سعد اسلم وجشم شامل ہیں۔

(ج) نسب اوس وخزرج

اوس اور خزرج حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن عبداللہ بن ازد بن غوث بن النبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کے بیٹے ہیں۔ ان کی ماں نام قیلہ تھا اور یہ دونوں اس کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں۔ یہی (اوس خزرج) انصار کہلاتے ہیں۔

خزرج کے پانچ بیٹے ہوئے۔ جُشم وعوف ان دونوں کو 'الخرطومان' کہا جاتا ہے (ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں) کہا جاتا تھا: ان سرک العز فجججخ بجشم (یعنی اگر تم عالی مرتبتی سے خوش ہوتے ہو تو بنو جشم کو پکارو) ﴿ص ۵۰﴾ حارث بن خزرج، عمرو بن خزرج اور کعب بن خزرج۔

☆جشم بن خزرج سے بنو تزید کا تعلق ہے اور بنو تزید سے بنو سلمہ اور اس کے بطون ہیں۔ بنی جشم ہی سے بنو بیاضہ بھی ہیں۔ ☆عوف بن خزرج سے بنو حبلی ہیں جو عبداللہ بن ابی بن (ابی) سلول کا قبیلہ ہے۔ انہیں میں سے 'قواقل' ہیں (قوقلہ ایک طرح کی رفتار کو کہتے ہیں) زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص پناہ لیتا اور ان کے جوار میں یثرب آ جاتا تو اس سے کہا جاتا تھا: بنو قوقل کی پناہ میں آ جاؤ تم محفوظ و مامون ہو جاؤ گے اور (بنو عوف بن خزرج سے) بنو سالم کا بھی تعلق ہے۔

☆عمرو بن خزرج کی نسل سے بنی النجار ہیں۔ النجار کا نام تیم اللات بن ثعلبہ ہے۔ اسے نجار (بڑھئی) اس لئے کہا گیا کہ اس نے ایک آدمی کا چہرہ بسولے سے چیر دیا تھا۔ اس کی نجار کی وجہ تسمیہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اس نے بسولے سے کسی کا ختنہ کر دیا تھا۔ ☆کعب بن خزرج سے بنو ساعدہ قبیلہ سعد بن عبادہ کے بطون کا تعلق ہے۔

اوس بن حارثہ کا ایک ہی بیٹا مالک بن اوس ہوا۔ اسی مالک کی نسل سے قبائل اوس اور ان کے بطون پھیلے۔ مالک بن اوس کے بیٹے یہ ہیں: عمرو بن مالک، یہ لوگ النبیت کہلاتے ہیں۔ (عمرو بن مالک کا بیٹا خزرج بن عمرو بن مالک تھا۔ اس خزرج کے دو بیٹے تھے ایک حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک اور دوسرا کعب بن خزرج بن عمرو بن مالک جس کا نام ظفر بھی تھا۔ حارث کا بیٹا جشم تھا اور پوتا عبدالاشہل بن جشم تھا۔ حارث ہی کا دوسرا بیٹا حارثہ بن حارث تھا)۔

☆عوف بن مالک کی نسل میں قباء کی بستی کے باشندے بنو عمرو بن عوف ہیں اور (عمرو بن عوف سے) جحجبی (ابن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف) کا بھی تعلق ہے۔ ☆مرہ بن مالک جعادرہ ہیں انہیں اوس اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ ☆سالم بن مالک میں بنو واقف ہیں۔ ☆سلم بن مالک، (حضرت) سعد بن خیثمہ کا گھرانا یہی ہے۔ ☆عبداللہ بن مالک اس کی نسل کے لوگ بنو خطمہ کہلاتے ہیں۔ ۱۸ انساب عرب کا بیان ختم ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(د) وہ عورتیں جن سے ان کے سوتیلے بیٹوں نے شادی کی

☆ **برّہ بنت مر:** تمیم بن مر کی بہن، خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کی بیوی تھی۔ (جب خزیمہ مر گیا تو) اس کے بیٹے کنانہ بن خزیمہ نے (برہ سے) شادی کر لی۔

☆ **ناجیہ بنت جرم:** قبیلہ قضاعہ کی ناجیہ بنت جرم بن زَبان، سامہ بن لوئی کے نکاح میں تھی۔ سامہ کا بیٹا غالب بن سامہ اسی کے (بطن سے) پیدا ہوا۔ جب سامہ بن لوئی مر گیا تو ناجیہ سے اس کے سوتیلے بیٹے حارث بن سامہ نے شادی کر لی۔

☆ **واقدہ:** قبیلہ بنو مازن بن صعصعہ کی واقدہ نامی عورت عبد مناف (بن قصی) کی بیوی تھی۔ (اسی کے بطن سے) عبد مناف کے دو بیٹے نوفل اور ابو عمرو پیدا ہوئے۔ جب عبد مناف مر گیا تو اس عورت سے ہاشم بن عبد مناف نے نکاح کر لیا۔ واقدہ (کے بطن) سے ہاشم کی دو بیٹیاں خالدہ اور ضعیفہ پیدا ہوئیں۔ ﴿ص ۵۱﴾

☆ **آمنہ:** آمنہ بنت آبان بن کلیب، امیہ بن عبد شمس کے نکاح میں تھی (امیہ کے بیٹے) اعیاص اس (کے بطن) سے پیدا ہوئے۔ جب امیہ مر گیا تو آمنہ سے امیہ کے بیٹے ابو عمرو بن امیہ نے نکاح کر لیا۔ اس کے (بطن) سے ابو عمرو کا بیٹا معیط پیدا ہوا۔

☆ **ملیکہ:** ملیکہ بنت سنان بن ابی حارثہ مُرّی، ہرم بن سنان کی بہن تھی۔ زبان بن سیار بن عمرو فزاری کی بیوی تھی۔ اس کی موت کی بعد اس کے بیٹے منظور بن زبّان نے ملیکہ سے شادی کر لی اور اس سے خولہ بنت منظور (نامی لڑکی) و ہاشم بن منظور (نامی لڑکا) تولد ہوئے۔ خولہ (بنت منظور) سے (حضرت) حسن بن علی بن ابی طالب نے شادی کی تھی (جس کے بطن سے) ان کے بیٹے حسن بن حسن پیدا ہوئے۔ (حضرت حسن بن علی کی وفات کے بعد) خولہ سے محمد بن طلحہ بن عبید اللہ نے شادی کی جس سے ابراہیم بن محمد (بن طلحہ بن عبید اللہ) پیدا ہوئے۔ ان ابراہیم کو الاعرج (لنگڑا) کہا جاتا ہے۔

☆ **انصار کی ایک عورت:** یہ عورت اساف بن زید بن اساف کی بیوی تھی۔ جب یہ مر گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس سے اس کے بیٹے اساف نے نکاح کرلیا۔

☆ **قبیلہ فہم کی ایک عورت:** یہ عورت عمر بن خطاب کے دادا نُفیل بن عبدالعزی کی بیوی تھی۔ (جب نفیل مرگیا) تو اس سے عمرو بن نفیل نے شادی کرلی۔ (اس کے بطن سے) زید پیدا ہوئے۔ یہ زید، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے باپ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب دوئم

۱۔ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں یہ نام چھوٹ گیا تھا۔ اصل سے مراجعت کر کے شامل کیا گیا ہے۔ (ن س ظ)

۲۔ یہ ماہرین انساب کی غلطیاں ہیں جس کی طرف پہلے پہل امام جاحظ نے متنبہ کیا۔ انساب کی ان اغلاط کے لیئے دیکھئے جاحظ کی کتاب الاضام۔ (نسخہ صاوی)

۳۔ مہینوں کو نسئی کرنے کا معاملہ کنانہ میں تھا، ان لوگوں کو 'قلامس' کہا جاتا تھا جس کا واحد 'قلمس' ہے۔ یہ قلامس ابوثمامہ جنادہ ابن عوف بن امیہ بن قلع بن عباد بن قلع بن حذیفہ تھے۔ (یعنی یہ سب قلامس تھے)۔ سب سے پہلے جس نے مہینوں کو نسئی کیا وہ حذیفہ بن عبد بن فقیم تھا۔ (نسخہ صاوی)۔ مزید وضاحت کے لیے دیکھئے کتاب المحبر، اردو ترجمہ از حمید اللہ، قرطاس، کراچی، ۲۰۱۱ء، ص: ۱۲۷ (ن س ظ)

۴۔ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے اس کی عمر تین سو سال لکھی ہے، جبکہ عمر تین سو بیس سال ہے۔ (ن س ظ)

۵۔ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں یہ نام چھوٹ گیا تھا۔ نسخہ صاوی سے مراجعت کر کے شامل کر دیا گیا ہے۔ (ن س ظ)

۶۔ نسب کے بیان کی ترتیب میں مترجم نے سلسلہ بیان میں تفہیم کی غرض سے جو تبدیلی کر دی تھی، اسے اصل کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ (ن س ظ)

۷۔ یہاں اردو ترجمہ معارف طبع اول میں انطل کے ایک شعر کا ترجمہ مترجم نے شامل کیا ہے یہ شعر نسخہ صاوی میں موجود نہیں۔ اس کا ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے۔ 'مجھے سوأۃ کے بارے میں یہ علم ہوا کہ وہ اوتار (ظلم انتقام یا کمان کی شست) اور گندے پانی کے کنارے مقیم ہیں'۔ غالباً یہ مترجم کا ایزاد تھا۔ (ن س ظ)

۸۔ نسخہ صاوی میں نو بیٹوں کا تذکرہ ہے۔ کعب کا نام مترجم کا ایزاد ہے۔ (ن س ظ)

۹۔ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں انہیں بنو کلب لکھا گیا ہے، جو درست نہیں۔ (ن س ظ)

۱۰۔ وہ مہو نہیں، بلکہ اس کا پوتا عبداللہ بن بیدرہ بن مہو تھا، جس نے عکاظ میں حیرہ کی دو چادروں کے عوض فسو کو خریدا تھا۔ مہو لقب تھا حی ابن عبدالقیس کا۔ (نسخہ صاوی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱ نسخہ صاوی میں خندف بن ھندب ہے جو یقیناً درست نہیں اسے خندف بن ھنب ہونا چاہئے۔ (ن س ظ)

۱۲ دونوں عربی نسخوں میں 'الفنک' ہے، جو درست نہیں۔ درست وہ ہے جو ہم نے لکھ دیا (یعنی الفند) یہ الفند زمانی سہل بن شیبان بن ربیعہ بن زمان بن مالک ہے۔ (صاوی)

۱۳ دونوں اصل نسخوں میں فزح ہے۔ (صاوی)

۱۴ مترجم نے تیم اللہ کے آٹھ بیٹے گنے ہیں، آٹھویں کا نام انھوں نے مازن بتایا ہے۔ نسخہ صاوی میں مازن نام کا کوئی بیٹا مذکور نہیں، ہوسکتا ہے مترجم کا ایزاد ہو، تاہم انھوں نے ماخذ کی نشاندہی نہیں کی۔ (ن س ظ)

۱۵ مصری نسخہ میں جحدری ہے۔ (صاوی)

۱۶ مصری نسخہ میں اس مصرے کا اضافہ ہے۔ (صاوی)

۱۷ دیوان لبید میں مصرع یوں ہے، ولقد بنت یوم النخیل۔ (صاوی)

۱۸ قبیلہ اوس کی بحث ابن قتیبہ کے ہاں الجھی ہوئی تھی۔ مترجم نے جمرۃ الانساب ابن حزم کی مدد سے اسے سلجھا کر قوسین میں لکھ دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

نسب سیدنا محمد بن عبداللہ المصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ ہمارے آقا محمدؐ بیٹے ہیں عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف بن قُصی بن کِلاب بن مُرّۃ بن کعب بن لُوئی بن غالب بن فِھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خُزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نِزار بن معد بن عدنان کے۔ عدنان کے بعد کے ناموں میں علمائے انساب کا اختلاف ہے۔ ہم نے اسے کتاب النسب میں بیان کیا ہے۔ (دیکھئے باب دوم کتاب ھذا)

عبدالمطلب کا نام عامر تھا۔ ان کے باپ ہاشم کا نام عمرو تھا۔ ان کا نام ہاشم پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے ثرید (روٹیوں اور گوشت کا ملغوبہ) پکا کر لوگوں کو کھلایا تھا۔ عبدمناف کا نام مغیرہ تھا اور قصی کا نام زید۔ انہیں مُجمّع (جمع کرنے والا) بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ انھوں نے قریش کے قبائل کو اکٹھا کر کے مکہ میں بسایا تھا۔

ابومحمد (ابن قتیبہ) کا بیان ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام ہیں: ☆عبداللہ پدر نبی اکرم ﷺ ☆زبیر ☆ابو طالب، ان کا نام عبد مناف ﴿ص۵۲﴾ تھا ☆عباس ☆ضِرار ☆حمزہ ☆مُقوّم ☆ابولہب، اس کا نام عبدالعُزّیٰ تھا ☆حارث اور ☆غَیداق، اس کا نام حَجل تھا۔ (بیٹیاں ہیں) ☆عاتکہ ☆امیمہ ☆بیضاء یہی ام حکیم ہیں ☆بَرّۃ ☆صفیہ اور ☆اروٰی۔ عبدالمطلب کے یہ بیٹے اور بیٹیاں مختلف ماؤں کے بطن سے تھے۔ ان عورتوں کے نام یہ ہیں۔ ☆فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم، ان کی سات اولاد ہوئیں۔ ☆عبداللہ پدر نبی اکرم ﷺ ☆زبیر ☆ابوطالب ☆عاتکہ ☆امیمہ ☆بیضاء اور ☆برۃ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ نُتیلة بنت کُلیب بن مالک بن جَناب، اس کا تعلق قبیلہ نمر بن قاسط سے تھا۔ اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ☆عباس اور ☆ضرار۔

☆ ہالہ بنت وُھیب بن عبد مناف بن زہرۃ اس سے تین اولاد ہوئیں۔ ☆حمزہ ☆مُقوّم اور ☆صفیہ۔ ☆لبنیٰ خزاعیہ کے بطن سے ابولہب پیدا ہوا۔ ☆صفیہ بنت جندب جس کا تعلق قبیلہ عامر بن صعصعہ سے تھا، حارث اور اروٰی کی ماں ہے۔ ☆مستعہ بنت عمرو خزاعیہ سے عُبید اق پیدا ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے والد:

نبی کریم ﷺ کے والد عبداللہ کے کوئی اولاد ذکور یا اناث رسول ﷺ کے علاوہ نہ تھی۔ ان کے ماموں مدینہ میں تھے۔ وہ ان کے ہاں مدینہ گئے اور وہیں جوان العمر مر گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے چچا:

☆ زبیر بن عبدالمطلب قریش کے سربرآوردہ لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ وہ شعر بھی کہتے تھے۔ ان ہی کا شعر ہے:

ولولا الحُمس لم تلبس رجال ثیاب أعزة حتی یموتوا

[اگر قریش نہ ہوتے تو لوگ تادم مرگ عزت کا لباس زیب تن نہ کرتے]۔

(ابومحمد نے کہا) حُمس سے مراد کنانہ اور قریش ہیں [1] زبیر کی کنیت ابو طاہر تھی، ان کے بیٹوں میں ☆عبداللہ تھے جنھوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئے مگر ان سے نسل نہ چلی۔ (بیٹیوں میں) ☆ضباعہ زوجہ مقداد اور ☆ام الحکم زوجہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب تھیں۔ زبیر بن عبدالمطلب کی اولاد ذکور کی نسل باقی نہیں ہے۔

☆ ابو طالب ﴿ص ۵۳﴾ بن عبدالمطلب کے بیٹے ☆علی ☆جعفر ☆عقیل اور ☆طالب تھے۔ (بیٹیوں میں) ☆ام ہانی، جن کا نام فاختہ تھا اور ☆جُمانہ تھیں۔ ان (سب بھائی بہنوں) کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ عقیل، جعفر سے دس سال بڑے تھے اور جعفر، علی سے عمر میں دس سال بڑے تھے ۲ طالب کے سوا ان سب کی نسلیں چلیں۔ ان کی ماں فاطمہ بنت اسد اسلام لائیں اور یہ پہلی ہاشمی خاتون تھیں جن کے بطن سے کسی ہاشمی مرد کی اولاد پیدا ہوئی۔ ابو طالب نے رسول ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے تین سال چار ماہ قبل وفات پائی۔

☆ عباس بن عبدالمطلب کی کنیت ابوالفضل تھی۔ انہیں قریش کا منصب سقایہ اور (چاہ) زمزم کی تولیت حاصل تھی۔ اسے آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر انہیں پھر عطا فرمایا۔ عباس، بیعت عقبہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور انہی نے انصار سے بات چیت کر کے معاہدہ کرایا تھا۔ انھوں نے مدینہ میں خلافت عثمان کے زمانہ میں انتقال کیا۔ وہ (اخیر عمر میں) نابینا ہو گئے تھے۔ انھوں نے نواسی سال عمر پائی۔ وہ واقعہ فیل سے تین سال قبل پیدا ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ سے (عمر میں) تین سال بڑے تھے عثمان بن عفان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے بیٹے عبداللہ نے قبر میں اتارا۔

عباس کی اولاد میں ☆عبداللہ ☆فضل ☆عبیداللہ ☆قثم ☆معبد ☆عبدالرحمٰن اور ☆ام حبیب (بیٹی) تھیں۔ ان سب کی ماں ام الفضل بنت حارث بن حزن ہلالیہ ہیں۔ جو (ام المومنین) میمونہ بنت حارث کی بہن ہیں۔ ام الفضل کا نام لُبابہ تھا۔ (ان اولاد کے علاوہ عباس کے بیٹوں میں) ☆تمام ☆کثیر اور ☆حارث تھے اور (بیٹیوں میں) ☆آمنہ اور ☆صفیہ تھیں جو مختلف ماؤں کے بطن سے پیدا ہوئے۔

فضل کی کنیت ابومحمد تھی، یہ عباس کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور انہیں پر ان کی کنیت تھی۔ فضل نے شام میں طاعونِ عمواس میں انتقال کیا۔ ان کی اولاد میں صرف ایک بیٹی ام کلثوم نامی زندہ رہیں جن کا نکاح ابوموسیٰ اشعری سے ہوا تھا۔

عبیداللہ بن عباس نہایت درجہ سخی تھے، ان کے بہت سے غلام تھے وہ اپنے ان غلاموں سے کہا کرتے تھے کہ تم میں سے جو میرے ہاں کسی مہمان کو لائے گا وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ وہ (حضرت) علی کی جانب سے یمن کے گورنر تھے۔ وہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ عبیداللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹوں میں عبداللہ، عباس اور جعفر تھے۔ ان عبداللہ (بن عبیداللہ بن عباس) کے دو بیٹے تھے، حسن اور حسین، ان دونوں کی ماں اسماء بنت عبداللہ بن عباس تھیں۔ عبیداللہ بن عباس کی ایک بیوی عائشہ حارثیہ تھیں جن سے یمن میں دو کمسن بچے پیدا ہوئے۔ جب (حضرت) معاویہ نے بُسر بن ارطاۃ کو (فوج دے کر یمن) بھیجا تو عبیداللہ (مقابلے کی تاب نہ لاکر) بھاگ کھڑے ہوئے۔ بسر نے عبیداللہ بن عباس کے ان دونوں کمسن بچوں کو پکڑ کر قتل کرادیا بچوں کی ماں نے یوں بین کیا:

یامن احس بابنی اللذین هما　　کالدر تین تشظی عنهما الصدف

[ہائے وہ جس نے میرے بچوں کو دیکھا جو دو موتیوں کی مانند تھے جو سیپ سے جدا کردیئے گئے ہوں]۔

معبد بن عباس، (حضرت) عثمان کی خلافت میں افریقہ جہاد کی غرض سے گئے اور وہیں مارے گئے۔ ان کی باندی جو حاملہ تھی اس کے بطن سے ایک بیٹی ہوئی۔ اس بچی کو ماں سے الگ کرکے یریم حمیری سے اس کی ماں کا بیاہ کردیا گیا۔ معبد بن عباس کے بیٹے عبداللہ بن معبد تھے، جن کے تین لڑکے تھے اور تینوں کا نام عباس تھا۔ ان تینوں میں سے ایک نے ابو العباس (السفاح) ﴿ص۵۴﴾ کی جدوجہد خلافت کے زمانے میں مدینہ پر عباسیوں کا سیاہ پرچم لہرایا اور شہر پر قبضہ کرلیا۔ معبد کی نسل باقی نہیں رہی۔

حارث بن عباس کی نسل موجود ہے۔ انہیں میں سے سرّی بن عبداللہ تھا جو یمامہ کا گورنر تھا۔ قثم بن عباس، سمرقند میں مارے گئے۔

مفسر ابوصالح کا بیان ہے کہ ہم نے بنوعباس میں سے کسی ماں کی اولاد کی قبروں کو ایک دوسرے سے اتنا دور نہیں دیکھا جتنی دور ام الفضل کے بیٹوں کی قبریں ہیں۔ فضل شام میں مرے، عبداللہ نے طائف میں وفات پائی، عبیداللہ کا انتقال مدینہ میں ہوا، قثم سمرقند میں فوت ہوئے اور معبد افریقہ میں مارے گئے۔

عبداللہ بن عباس کی کنیت ابوالعباس تھی انھوں نے ستر سال کی عمر میں طائف میں ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبیر کے ہنگامے کے زمانے میں انتقال کیا۔ وہ (اخیر عمر میں) آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔ محمد بن حنیفہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں چار تکبیریں کہیں۔ ان کی قبر پر ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ واقدی کا بیان ہے کہ ابن عباس نے ۶۸ھ میں طائف میں وفات پائی۔ ان کی عمر بہتر سال تھی۔ وہ داڑھی میں زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے۔ عبداللہ بن عباس کے بیٹے علی بن عبداللہ، عباس، محمد، فضل، عبدالرحمٰن اور عبیداللہ تھے اور (بیٹی) لبابہ۔ ان سب کی ماں زرعہ بنت مشرح کندیہ تھیں۔ (حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک بیٹی) اسماء تھی جس کی ماں باندی تھی۔ (عبداللہ بن عباس کے بیٹوں میں) عبیداللہ، محمد اور فضل کی نسل باقی نہیں رہی۔

علی بن عبداللہ، بڑے عبادت گزار، بڑے بردبار اور بڑے نماز گزار تھے۔ وہ ہر شب و روز میں ایک ہزار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ انھوں نے ثرات کے مقام پر ۱۱۷ھ میں اسّی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ واقدی کی روایت ہے کہ علی بن عبداللہ کی ولادت اس رات ہوئی جس میں (حضرت) علی بن ابی طالب پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ انہوں نے ۱۱۸ھ میں وفات پائی۔ ابن کلبی کی روایت ہے کہ ولید نے علی بن عبداللہ کو سلیط کی وجہ سے سات سو کوڑے لگوائے تھے اس نے (سلیط کے) اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

علی بن عبداللہ کے بیٹوں میں محمد بن علی کی ماں عالیہ بنت عبیداللہ بن عباس اور نانی عائشہ بنت عبدالمدان حارثی تھیں، داؤد اور عیسیٰ ایک باندی کے بطن سے، سلیمان و صالح دوسری باندی کے بطن سے جس کا نام سُعدیٰ تھا، اسمٰعیل و عبدالصمد تیسری باندی کے بطن سے، یعقوب چوتھی باندی کے بطن سے، عبداللہ اور عبیداللہ، ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر کے بطن سے، جس کی ماں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلی تھی، پیدا ہوئے۔ (بیٹیوں میں) اُمینہ، ام عیسیٰ، اور لبابہ مختلف لونڈیوں کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

محمد بن علی (بن عبداللہ بن عباس) نہایت خوبصورت اور باعزت شخص تھے۔ وہ اپنے والد سے چودہ سال چھوٹے تھے۔ علی سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے جبکہ محمد سرخ خضاب لگاتے تھے۔ اس لئے جو شخص انہیں نہ جانتا وہ بیٹے کو باپ سمجھتا تھا (یعنی محمد کو جو بیٹا تھا، باپ سمجھتا اور علی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جو باپ تھا بیٹا سمجھتا تھا) ان کا انتقال ۱۲۲ھ میں ہوا اور اسی سال (عباسی خلیفہ) مہدی پیدا ہوا۔ یہ بھی مروی ہے کہ وہ ۱۲۵ھ میں شام کے مقام شرات میں فوت ہوئے۔ انھوں نے ساٹھ سال کی عمر پائی۔ خلفائے (عباسی) انہی کی اولاد ہیں۔ ہم خلفائے عباسیہ اور محمد بن علی کے بھائیوں کا تذکرہ خلفائے بنی امیہ کے ذکر کے بعد کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

☆ **ضِرار بن عبدالمطلب** زمانہ قبل اسلام میں مرگیا، اس کی نسل موجود نہیں ہے، وہ شاعر تھا۔

☆ **حمزہ بن عبدالمطلب** کی کنیت ابوعمارہ تھی۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں۔ انھوں نے غزوہ بدر میں شیبہ بن ربیعہ، **طعینۃ** بن عدی اور سباع خزاعی کو قتل کیا تھا۔ جنگ احد میں ﴿ص ۵۵﴾ اس طعینہ کے غلام وحشی نے (حضرت) حمزہ کو ایک چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا جس سے وہ شہید ہوگئے۔ وہ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے۔ انہیں مکہ کی ایک عورت ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ حمزہ کا ایک بیٹا عمارہ نامی تھا جن کی ماں بنونجار کی ایک خاتون تھیں، عمارہ کی نسل نہ چلی۔ (حضرت حمزہ کے) ایک بیٹی بھی تھیں۔ جنھیں ابیہا کہا جاتا تھا اور جن کی ماں زینب بنت عمیس **خثعمیہ** تھیں۔ ان کی شادی عمر بن ابوسلمہ مخزومی سے ہوئی تھی۔

☆ **مُقوم بن عبدالمطلب** نے اسلام کا زمانہ نہ پایا اور اس کی نسل بھی موجود نہیں ہے اس کی ایک بیٹی تھی (جس کا نام ہند تھا) ؎ وہ عبداللہ بن ابی مسروح کے نکاح میں تھی۔ (یہ شخص) سعد بن بکر بن ہوازن کے قبیلے سے تھا۔

☆ **ابو لھب بن عبدالمطلب** کا نام عبدالعزی اور کنیت ابوعتبہ تھی۔ وہ بھینگا تھا۔ اسے ابولھب اس کے حسن کے باعث کہتے تھے۔ وہ وبائی سرخ دانے میں مبتلا ہوکر مکہ میں ہلاک ہوا۔ اسی نے کعبہ کے سونے کے بنے ہوئے ہرنوں کو چرایا تھا۔ ابولھب کے بیٹے عتبہ، **عتیبہ** اور **مُعتِّب** تھے۔ ان کی ماں ام جمیل بنت حرب بن امیہ تھی۔ (جسے قرآن مجید نے) **حمالۃ الحطب** (کہا) ہے۔ یہ عورت ابوسفیان بن حرب کی بہن اور معاویہ کی پھوپھی تھی۔ عتبہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہ منسوب تھیں، جن کو عتبہ نے ابولہب کے کہنے سے طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بددعا دی کہ 'اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کردے' سو اس کو کسی سفر میں شیر نے کھالیا۔ اس کی کنیت ابوواسع تھی۔ اس کی اولاد ذکور واناث کثرت سے موجود ہیں۔ انھیں میں مکہ کا گورنر ابراہیم بن ابی خداش بن عتبہ اور فضل بن عباس بن عتبہ شاعر تھے۔ (اسی فضل کا) شعر ہے:

وانا الاخضر من یعرفنی اخضر الجلدة فی بیت العرب

[میں سیاہ رنگ والا ہوں۔ میں عرب کے گھرانے میں سیاہ چمڑی والا ہوں]۔

ابومحمد نے کہا، یہ فضل مغنی تھا وہ لوگوں کی مدد کرتا تھا۔ لوگوں کو قرض دینے کے بارے میں اس کا واقعہ (مشہور) ہے جسے ہم نے اپنی کتاب عیون الاخبار میں بیان کیا ہے۔

معتب بن ابولہب مسلمان ہوئے اور رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ ان کی نسل کثیر تعداد میں موجود ہے۔

عتیبہ بن ابولہب کا نکاح رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم کے ساتھ ہوا مگر رخصتی سے پہلے ہی علیحدگی ہوگئی۔

☆ حارث بن عبدالمطلب اپنے باپ کا سب سے بڑا بیٹا تھا وہ چاہ زمزم کی کھدائی میں ان کے ساتھ تھا۔ عبدالمطلب کی کنیت اسی کے نام پر تھی۔ حارث کے بیٹوں میں ☆ابو سفیان بن حارث ☆مغیرہ بن حارث ☆نوفل بن حارث ☆ربیعہ اور ☆عبدشمس تھے اور بیٹی ☆اروی تھی۔

ابوسفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ کا رضاعی بھائی تھا اسے بھی حلیمہ نے چند دن دودھ پلایا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا دوست تھا مگر بعثت کے بعد آپ کا دشمن ہوگیا اور آپ کی ہجو کہی۔ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوگئے اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ یہ حمزہ کا نعم البدل ہوں گے۔ ان کے بارے میں یہ بھی کہا کہ ابوسفیان اہل جنت کے جاں بازوں کے سردار ہیں۔ انھوں نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ان کی موت کا سبب یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ ان کے سر میں ایک مسّہ تھا۔ منیٰ میں نائی نے ان کا سر مونڈا اور (غلطی سے) مسّے کو بھی کاٹ دیا (جب اس پر ان کے اہل خاندان رونے لگے تو) انھوں نے ان سے کہا ﴿ص ۵۶﴾ کہ مجھ پر نہ روؤ کیوں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کسی گناہ میں ملوث نہیں ہوا۔ انھوں نے ۲۰ھ میں انتقال کیا اور بقیع میں انھیں دفن کیا گیا۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔

نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بنو ہاشم میں اسلام لانے والوں میں عمر میں سب سے بڑے تھے، وہ حمزہ و عباس اور اپنے تمام بھائیوں سے معمر تھے۔ جنگ بدر میں اسیر ہوئے۔ عباس نے ان کا فدیہ دیا۔ غزوہ خندق کے زمانے میں نوفل مسلمان ہوئے اور مدینہ ہجرت کی۔ ان کی نسل کثیر التعداد ہے۔ ان میں عبداللہ بن حارث بن نوفل تھے جن کا لقب ببہ تھا وہ گونگے بہرے تھے۔ ابن اشعث کے ساتھ انھوں نے خروج کیا۔ جب ابن اشعث کو شکست ہوئی تو یہ عمان بھاگ گئے اور وہیں مرے۔

عبدشمس بن حارث (بن عبدالمطلب) کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھا تھا۔ انہوں نے عہد بنوی میں (مقام) صفراء میں انتقال کیا۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے کرتے میں دفن کیا۔ ان کی نسل شام میں موجود ہے اور انہیں قلت تعداد کی وجہ سے 'الموزہ' کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ لوگ تین سے زیادہ نہیں ہو پاتے۔

نوفل بن حارث کی اولاد میں مغیرہ تھے جو عہد عثمانی میں مدینے میں قاضی تھے۔ (حضرت) علی کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے۔ (حضرت) علی نے انھیں وصیت کی تھی کہ ان کے بعد زینب بنت رسول ﷺ کی صاحبزادی امامہ بنت ابو العاص سے نکاح کرلیں اور فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں معاویہ امامہ سے شادی نہ کرلیں۔ سو مغیرہ نے ان سے نکاح کرلیا۔ امامہ کے بطن سے ان کا بیٹا یحییٰ پیدا ہوا جس کے نام پر ان کی کنیت تھی۔ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ مغیرہ کی دوسری بیویوں کے بطن سے عبدالمالک، عبدالواحد، سعید و عبدالرحمٰن (وغیرہ) پیدا ہوئے۔

ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب صحابی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'ربیعہ اچھے آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اگر وہ اپنے بال ترشوالیں اور اپنے کپڑے اوپر کس لیں۔ یہ تجارت میں (حضرت) عثمان کے شریک تھے۔ ربیعہ کے متعدد بیٹے بیٹیاں تھے۔ ان میں سے عباس بن ربیعہ تھے وہ صاحب حیثیت شخص تھے، (حضرت) عثمان نے انھیں بصرہ میں ایک گھر جاگیر میں اور ایک لاکھ درہم عطا کیا تھا۔ وہ جنگ صفین میں (حضرت) علی کے ساتھ شریک ہوئے۔ ابوالاغر تمیمی کی حدیث میں انہی کا ذکر ہے۔ حسان بن ثابت (شاعرِ رسول ﷺ) کی بیٹی ام فراس ان ربیعہ کے نکاح میں تھیں جس سے کئی اولاد پیدا ہوئیں۔ ان کی نسل بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے چچاؤں کا ذکر ختم ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیاں:

☆عاتکہ بنت عبدالمطلب کی شادی ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی سے ہوئی تھی۔ ☆امیمہ بنت عبدالمطلب کا نکاح جحش بن رئاب اسدی سے ہوا۔ ☆بیضاء بنت عبدالمطلب، کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس سے بیاہی گئیں۔ ☆برہ بنت عبدالمطلب، عبدالاسد بن ہلال مخزومی کے نکاح میں تھیں۔ ان کے بطن سے ابوسلمہ بن عبدالاسد پیدا ہوئے جو ام سلمہ کے (پہلے) شوہر تھے۔ (عبدالاسد کے بعد برہ بنت عبدالمطلب سے) قبیلہ بنی عامر بن لوئی کے ابورہم بن عبدالعزیٰ نے شادی کی جن سے ابوسبرہ ﴿ص ۵۷﴾ بن ابی رہم پیدا ہوئے۔ ☆صفیہ بنت عبدالمطلب کی (پہلی) شادی حارث بن حرب بن امیہ سے ہوئی اس کے بعد ان کی شادی عوام بن خویلد سے ہوئی۔ یہ صفیہ، زبیر بن عوام کی ماں تھیں۔ ☆اروی بنت عبدالمطلب، عمیر بن عبد بن قصی بن کلاب کے نکاح میں تھیں۔

نبی اکرم ﷺ کی پھوپھیوں میں سے (حضرت) زبیر کی والدہ صفیہ کے علاوہ کسی کو دولت اسلام نہ ملی۔ اروی کے بارے میں اختلاف ہے۔ کچھ کی روایت ہے کہ وہ اسلام لائی تھیں۔ (حضرت) صفیہ نے (حضرت) عمر بن خطاب کے دور میں وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی والدہ:

ابومحمد (ابن قتیبہ) کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا نام **آمنہ** بنت وھب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ ہمیں آمنہ کے کسی بھائی کا علم نہیں جو نبی کریم ﷺ کے ماموں ہوتے مگر بنوزہرہ یہ کہتے تھے کہ ہم رسول ﷺ کے ماموں ہیں کیوں کہ آمنہ انہیں (کے قبیلے) سے تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی دادیاں:

نبی کریم ﷺ کی قریب ترین دادی کا نام ☆ **فاطمہ بنت عمر** بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھا جو آپ ﷺ کے والد عبداللہ کی والدہ تھیں۔ ☆عبدالمطلب بن ہاشم کی ماں قبیلہ بنی نجار (انصار) کی **سلمٰی بنت عمرو** تھیں۔ ان سلمٰی کی ماں اور نانی بھی بنونجار ہی سے تعلق رکھتی تھیں۔ سلمٰی، ہاشم بن عبدمناف سے شادی کرنے سے پہلے **اُحیحہ** بن جُلاح کے نکاح میں تھیں۔ احیحہ کے بیٹے عمرو انہیں کے بطن سے تھے۔ سوعمرو، عبدالمطلب کے اخیافی بھائی تھے۔ ☆ہاشم بن عبدالمطلب کی ماں بنوسلیم کی **عاتکہ بنت مرہ** بن ہلال بن فالج بن ذکوان تھیں۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ عبدمناف کی ماں بنوخزاعہ کی ☆ **حُبی بنت حُلیل** تھیں۔ خانہ کعبہ کی کلید اسی حلیل خزاعی کی تحویل میں تھی جس سے قصی بن کلاب نے حاصل کیا تھا۔ ☆قصی کی ماں قبیلہ ازدِ سراۃ کی فاطمہ بنت **سعد** تھیں۔ ☆کلاب کی ماں کا نام **نُعیم بنت سُریر** بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ تھا۔ ☆مرہ کی ماں **وشیہ بنت شیبان** بن محارب بن فہر تھیں۔ ☆کعب کی ماں **سلمٰی بنت مُحارب** بن فہر ☆لوئی کی ماں **وشیہ بنت مُدلج** بن مرہ بن عبدمناۃ بن کنانہ ☆غالب کی ماں **سلمٰی بنت سعد** بن ھذیل بن مُدرکہ ☆فہر کی ماں **جندلہ بنت حارث** جرہمی اور ☆مالک کی ماں قبیلہ قیس عیلان کی **ہند بنت عدوان** بن عمرو تھیں۔ ☆نضر کی ماں کا نام **برہ بنت مرتھا** یہ تمیم بن مر کی بہن تھیں۔ اس لئے بنوتمیم قریش کے ماموں ہیں کیوں کہ قریش کا تعلق اسی نضر کی نسل سے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ص ۵۸﴾ رسول اللہ ﷺ کی نانیاں:

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا: آمنہ بنت وہب کی ماں کا نام برہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار تھا۔ برہ کی ماں ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ تھیں۔ ام حبیب کی ماں کا نام برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب تھا، برہ بنت عوف کی ماں قلابہ بنت حارث بن لحیان بن ھذیل اور قلابہ بنت حارث کی ماں ہند بنت یربوع ثقفی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کے نانا وہب کی ماں کا نام عاتکہ بنت اوقص بن مرہ بن ھلال بن فالج بن ذکوان تھا۔ اس خاتون کا تعلق قبیلہ بنوسلیم سے تھا۔ وہب کے باپ عبدمناف کی ماں کا نام زہرہ تھا اور اس کی اولاد اپنی اسی ماں زہرہ کی طرف منسوب ہے ان لوگوں کو ان کے باپ کی نسبت سے نہیں پکارا جاتا۔ (ابن قتیبہ نے کہا کہ) مجھے (زہرہ نامی خاتون کے) باپ کا نام معلوم نہیں ہے۔ زہرہ بن کلاب (عبدمناف کا باپ) قصی بن کلاب کا بھائی تھا۔ ان دونوں کی ماں کا نام فاطمہ بنت سعد تھا جو قبیلہ ازدسراۃ سے تعلق رکھتی تھی۔ ۵

رسول اللہ ﷺ کی دائی رضاعی ماں:

رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنوسعد بن بکر بن ہوازن میں شیر خوارگی کے دن گزارے تھے۔ آپ ﷺ کی رضاعی ماں کا نام حلیمہ بنت ابی ذؤیب تھا۔ ابوذؤیب کا نام عبداللہ بن حارث تھا اور وہ سعد بن بکر کے قبیلے سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی باپ کا نام حارث بن عبدالعزی تھا اور وہ بھی قبیلہ بنوسعد بن بکر سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث (اور بہن) جدامہ بنت حارث تھیں۔ ان کا لقب شیما تھا جو نام کے بجائے مشہور ہوگیا۔ رسول اکرم ﷺ (بنوسعد بن بکر میں) پانچ سال تک مقیم رہے پھر انہیں ان کی والدہ کے پاس پہونچا دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں کیوں کہ میں قریش کے قبیلے سے ہوں اور میں نے بنوسعد بن بکر کے ہاں پرورش پائی ہے'۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات:

☆**خدیجہ رضی اللہ عنہا** : آپ ﷺ کی پہلی بیوی خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی تھیں۔ ان کی ماں بنو عامر بن لوئی کی فاطمہ بنت زائدہ بن اصم تھیں اور فاطمہ بنت زائدہ کی ماں کا نام ہالہ بنت عبد مناف تھا ان کا تعلق بنو معیص کی شاخ بنو حارث سے تھا۔ خدیجہ، ابراہیم کے سوا جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے، نبی کریم ﷺ کے تمام بچوں کی ماں تھیں۔ خدیجہ کی پہلی شادی عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوئی جس سے ایک بچی پیدا ہوئی۔ پھر ان کا نکاح بنو حبیب بن جروہ کے ابوھالہ تباش بن زرارہ اسدی تمیمی سے ہوا۔ جس کا زمانہ جاہلیت میں مکہ میں انتقال ہو گیا۔ اس سے خدیجہ کے بیٹے ہند بن ﴿ص ۵۹﴾ الی ھالہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ان سے رسول ﷺ نے شادی کی اور ان کی زندگی میں اور کوئی شادی نہ کی۔ خدیجہ کے بیٹے ہند کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے کی۔ ہند کہا کرتے تھے کہ 'میں باپ، ماں، بھائی اور بہن کی طرف سے سب سے زیادہ شریف شخص ہوں میرے باپ رسول ﷺ ہیں، میری ماں خدیجہ ہیں، میری بہن فاطمہ اور میرے بھائی قاسم ہیں'۔ انہی ہند کا، جو رسول ﷺ کے سوتیلے بیٹے تھے، ایک بیٹا تھا جس کا نام بھی ہند تھا۔ اس نے وبائی طاعون میں انتقال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) خدیجہ سے پچیس سال کی عمر میں شادی کی۔ وہ چوبیس سال اور چند ماہ تک آنحضرت کی رفیقہ حیات رہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کے انتقال کے تین دن بعد وفات پائی۔

☆**سودہ رضی اللہ عنہا** : ابو محمد ابن قتیبہ کا کہنا ہے کہ (حضرت) خدیجہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے سودہ بنت زمعہ سے شادی کی۔ ان کی پہلی شادی سکران بن عمرو سے ہوئی تھی جو مہاجرینِ حبشہ میں تھے۔ انہوں نے انتقال کیا اور کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ سکران کے بعد ان سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور سودہ پہلی خاتون ہیں جن سے آپؐ نے خدیجہ کے بعد شادی کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆**عائشہ رضی اللہ عنہا** : ابومحمد کا کہنا ہے کہ پھر رسول ﷺ نے عائشہ بنت ابوبکر صدیق سے شادی کی۔ وہ کنواری تھیں اور ان کے سوا آپ ﷺ نے کسی کنواری خاتون سے شادی نہیں کی۔ یہ شادی مکہ میں ہوئی اس وقت (حضرت) عائشہ کا سن چھ سال تھا اور رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے سات ماہ بعد نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو عائشہ کا سن اٹھارہ سال تھا۔ ان کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ ابن قتیبہ نے ابوالخطاب سے، انہوں نے مالک بن سعیر سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے اسود سے روایت کی کہ (حضرت) عائشہ نے فرمایا کہ 'رسول اللہ ﷺ سے میری شادی نو سال کی عمر میں ہوئی (اس سے ان کی مراد رخصتی تھی) اور میں آپ کے ساتھ نو سال رہی'۔ (حضرت) عائشہ (حضرت) معاویہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہیں۔ ۵۸ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کی عمر ستر سال کے قریب تھی اور انہیں بقیع کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیر کے حق میں وصیت کی۔ (حضرت) عائشہ کے موالی میں علقمہ بن ابی علقمہ تھے جن سے امام مالک بن انس حدیث روایت کرتے ہیں۔ علقمہ معلم تھے۔ نحو و عروض کی تعلیم دیتے تھے۔ منصور کی خلافت کے شروع میں انہوں نے انتقال کیا۔ (حضرت) عائشہ کے موالی میں ابوالسائب بھی تھے ان سے بھی حدیث روایت کی گئی ہے۔ ان کا نام عثمان تھا۔

☆**حفصہ رضی اللہ عنہا** : رسول اللہ ﷺ نے حفصہ بنت عمر بن خطاب سے شادی کی۔ یہ پہلے خُنیس بن عبداللہ بن حذامہ سہمی کے نکاح میں تھیں۔ (اس کے انتقال کے بعد) ان سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی۔ یہ خنیس کسریٰ بادشاہِ ایران کے دربار میں آنحضرت ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے بھیجے گئے۔ ان (خنیس) کی نسل باقی نہیں ہے۔ حفصہ، عبداللہ بن عمر کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں۔ انہوں نے مدینہ میں حضرت عثمان کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔ [۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆**زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ عنہا** : نبی کریم ﷺ نے زینب بنت خزیمہ سے شادی کی۔ ان کا تعلق قبیلہ بنوعبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ یہ پہلے عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کے عقد میں تھیں۔ پھر ان سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی۔ ان کا لقب ام المساکین تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پہلے انتقال کیا۔

☆**زینب بنت جَحش رضی اللہ عنہا** : نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش اسدیہ سے شادی کی۔ ﴿ص ۶۰﴾ یہ بنی غنم بن دودان بن اسد بن خُزیمہ سے تھیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے ازواج مطہرات میں سے پہلے انہیں نے بعہد خلافت فاروقی انتقال کیا اور انہیں کو سب سے پہلے نعش (تابوت) میں اٹھایا گیا۔ وہ نہایت خوش اخلاق تھیں۔ جب (حضرت) عمر نے نعش (تابوت) کو دیکھا تو فرمایا: 'پردہ نشین کا کیا ہی اچھا پردہ ہے'۔ یہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں اور انہیں کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: **واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک..... الخ** (اور جب آپ ان سے جن پر اللہ نے اور آپ نے احسان کیا، کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی سے تعلق قائم کئے رکھو۔ الاحزاب: ۳۷)

☆**اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا** : رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب سے شادی کی۔ ان کی پہلی شادی عبیداللہ بن جحش اسدی سے ہوئی۔ اس نے نصرانیت اختیار کی اور سرزمین حبشہ میں مرگیا سو ان سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کرلیا۔ وہ تختہ جس پر رسول اللہ ﷺ کا جنازہ اٹھایا گیا تھا، آپ ہی کے حجرے میں تھا اور وہ اب تک (تازمانہ ابن قتیبہ) ان کے آزاد کردہ غلاموں کے خاندان میں موجود ہے۔ وہ (اپنے بھائی) معاویہ کے دور خلافت تک زندہ رہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆**ام سلمہ رضی اللہ عنہا** : نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ سے شادی کی۔ وہ پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے عقد میں تھیں۔ جن سے ان کے بچے زینب بنت ابی سلمہ اور عمر بن ابی سلمہ، پروردہ رسالت ماب ﷺ پیدا ہوئے۔ یہ عمر جنگ جمل میں (حضرت) علی کے ساتھ تھے۔ انہیں نے ان کو بحرین کا گورنر مقرر کیا تھا۔ ان کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔ (حضرت) ام سلمہ، ابوجہل کی چچازاد بہن تھیں۔ ان کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ قریش میں رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ پھر یہ اسلام لائے اور طائف کے معرکے میں شہید ہوئے۔ ام سلمہ نے ۵۹ھ میں عائشہ کی وفات کے ایک سال چند یوم بعد انتقال کیا۔ حسن بصری کی ماں خیرہ ان کی باندی تھیں۔ اسی طرح شیبہ بن نصاح بن سرجس بن یعقوب بھی ام سلمہ کے غلام تھے۔ وہ اپنے زمانے میں قرات قرآن میں اہل مدینہ کے امام تھے۔ ان کے موالی میں ابومیمونہ بھی تھے۔ نافع بن ابی نعیم نے ان سے قرآت سیکھی تھی۔

☆**میمونہ رضی اللہ عنہا** : نبی کریم ﷺ نے میمونہ بنت حارث سے شادی کی۔ یہ عبداللہ بن بلال بن عامر بن صعصعہ کی اولاد میں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے سرف کے مقام پر نکاح کیا۔ یہ مقام مکہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔ ان کا انتقال بھی سرف ہی کے مقام پر ۳۸ھ میں ہوا اور انہیں وہیں دفن کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ سے شادی سے پہلے یہ ابوسبرہ بن ابی رُہم عامری کے عقد میں تھیں۔ (حضرت) میمونہ کی ماں جُرش کی رہنے والی ایک خاتون تھی جس کا نام ہند بنت عمرہ تھا۔ اس کے بطن سے دو شوہروں سے کئی لڑکیاں پیدا ہوئیں (جو نہایت نامور گھرانوں میں بیاہی گئیں) ان لڑکیوں میں ☆میمونہ بنت حارث زوجہ رسالت ماب ﷺ ☆ام الفضل لبابہ بنت حارث بن جزء بن بجیر بن ھرم بن رویبۃ بن عبداللہ بن ھلال بن عامر بن صعصعہ، زوجہ عباس بن عبدالمطلب ☆زینب بنت عمیس خثعمیہ، زوجہ حمزہ بن عبدالمطلب ☆سلمٰی بنت عمیس، زوجہ شداد بن ہاد اور ☆اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھیں جن کا پہلا عقد جعفر بن ابی طالب سے، ان کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق سے اور ان کے انتقال کے بعد علی بن ابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالب سے ہوا اور ان سب سے ان کے بچے پیدا ہوئے۔ ان سب کی ماں جرشیہ کے بارے میں کہا جاتا تھا: 'دامادوں کے اعتبار سے روئے زمین ﴿ص ۶۱﴾ کی سب سے باعزت، شریف معمر خاتون'۔ ؎

یسار (حضرت) میمونہ کے غلام تھے جن کے بیٹے عطاء، سلیمان، مسلم و عبدالملک تھے اور یہ سب کے سب فقیہ تھے۔

☆**صفیہ رضی اللہ عنہا** : نبی کریم ﷺ نے صفیہ بنت حُی بن اخطب نضیری سے شادی کی۔ یہ پہلے خیبر کے ایک یہودی (سلام بن مشکم قرظی کی بیوی تھیں۔ اس کے بعد ان کا نکاح) کنانہ (بن ربیعہ بن ابی حقیق) کے نکاح میں تھیں۔ (جنگ خیبر کے موقع پر) یہ شخص قتل ہوا اور اس کے اہل خانہ گرفتار کر لئے گئے۔ آپ نے صفیہ سے شادی کر لی۔ ان کا ۳۶ھ میں انتقال ہوا۔

☆**جویریہ رضی اللہ عنہا** : آنحضرت ﷺ نے جویریہ بنت حارث (بن ابی ضرار بن حبیب بن عایذ بن مالک بن جذیمہ مصطلقی) سے شادی کی۔ مسلمانوں نے بنو مصطلق پر بے خبری کے عالم میں حملہ کیا جب کہ ان کے اونٹ پانی پی رہے تھے۔ اسیران جنگ میں جویریہ بنت حارث تھیں ان سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی۔ ان کا ۵۶ھ میں انتقال ہوا۔

دیگر شادیاں : ابوالیقظان کی روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ☆عمرہ نامی عورت سے شادی کرنی چاہی جو بنو قرطات یعنی بنو ابی بکر بن کلاب سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کے باپ نے اس کی تعریف کی اور اس ضمن میں کہا کہ وہ کبھی بیمار نہیں پڑی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ایسی عورت میں اللہ کے نزدیک کوئی خوبی نہیں ہے اور اس سے قطع تعلق کر لیا۔ ☆آپ ﷺ نے ایک اور عورت سے شادی کرنی چاہی۔ ابوالیقظان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے امیمہ بنت نعمان بن شراحیل جونیہ سے شادی کی جب آپ ﷺ اس کے پاس گئے تو اس سے کہا کہ تو اپنے نفس کو مجھے ہبہ کر دے۔ اس عورت نے جواب دیا: 'کیا کوئی ملکہ کسی کو اپنا نفس ہبہ کرتی ہے'۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے اسے کچھ دے دلا کر رخصت کر دیا۔ ☆ یہ بھی مروی ہے کہ جس عورت نے 'میں آپ سے پناہ مانگتی ہوں' کہا وہ عورت مُلیکہ اللّیثیۃ تھی۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ وہ عورت فاطمہ بنت ضحاک تھی۔ جس سے آپ نے اپنی بیٹی زینب کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ ☆ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا پھر آپ ﷺ اس سے رک گئے۔ ☆ ابو الیقظان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو مرہ بن عوف بن سعد بن ذُبیان کی ایک عورت سے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو دیا۔ اس نے آپ ﷺ سے جھوٹ کہہ دیا کہ اسے برص ہے۔ جب وہ شخص یہ کہہ کر اپنے گھر لوٹا تو واقعی اس عورت کو برص ہو چکا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی عورت کا بیٹا شبیب بن برصاء بن حارث بن عوف مری تھا، جس نے قبیلہ عبس و ذبیان کے مابین (جنگ کے بعد مصالحت کے نتیجہ میں) دیت ادا کی تھی یا جمع کر کے پہونچائی تھی۔ ☆ ابو الیقظان نے کہا کہ جس عورت نے نبی کریم ﷺ کو اپنا نفس عطا کیا (اپنی شادی کا مختار بنایا) اس کا نام خولہ بنت حکیم سلمٰی تھا مگر دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ اس عورت کا نام ام شریک ازدیہ تھا۔ (یہ بھی روایت ہے کہ اس عورت کا نام فاطمہ بنت شریح تھا اور اس کا تعلق قریش سے تھا۔ یہ بھی مروی ہے کہ اس عورت کا نام غزیہ بنت دودان بن عوف بن عمرو بن خالد بن ضباب بن حجیر بن عدی بن معیص بن عامر بن لوئی (قریشی) تھا۔ (اور اس کی کنیت) ام شریک تھی)۔ ۸

نبی کریم ﷺ کی اولاد:

رسول ﷺ کے بچوں میں سے (حضرت) خدیجہ کے بطن سے ☆ قاسم جن کے نام پر آپ کی کنیت تھی، ☆ طاہر ☆ طیب ☆ فاطمہ ☆ زینب ☆ رقیہ اور ☆ ام کلثوم پیدا ہوئیں اور ماریہ قبطیہ کے بطن سے ☆ ابراہیم تولد ہوئے۔

☆ **قاسم اور طیب** : قاسم اور طیب نے مکہ میں کمسنی میں انتقال کیا۔ مجاہد کی روایت ہے کہ قاسم سات راتیں زندہ رہ کر فوت ہو گئے۔

☆ **زینب رضی اللہ عنہا** : زینب کا عقد ابو العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس سے ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالعاص کا نام قاسم یا مقسم تھا۔ ان کی ماں ہالہ بنت خویلد ﴿ص ۶۲﴾ بن اسد بن عبدالعزیٰ، خواہر خدیجہ بنت خویلد تھیں۔ سو ابوالعاص (حضرت) زینب کی خالہ کے بیٹے تھے۔ جب یہ نکاح ہوا تو ابوالعاص مشرک تھے (یہ نکاح بعثت سے پہلے ہوا جب رسول اللہ ﷺ کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تو دشمنی سے) کفار قریش نے ابوالعاص سے کہا کہ زینب کو طلاق دے دو تو ہم تمھاری شادی سعید بن عاص کی بیٹی سے کر دیں گے مگر ابوالعاص نے انکار کر دیا۔ ابوالعاص جنگ بدر میں قید ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر احسان کر کے زر فدیہ کے بغیر رہا کر دیا تھا۔ (حضرت) زینب پہلے طائف آئیں پھر نبی کریم ﷺ کے خدمت میں مدینہ آئیں۔ (کچھ مدت بعد) ابوالعاص بھی مدینہ آ گئے اور مسلمان ہو گئے۔ ان کا اسلام اچھا ہوا۔ (حضرت) زینب نے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے سات سال دو ماہ بعد وفات پائی۔ (اس کے بعد) ابوالعاص نے سعید بن عاص کی بیٹی سے شادی کی۔ ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ انہوں نے زبیر بن العوم کو اپنا وصی بنایا۔ زینب بنت رسول ﷺ کے بطن سے ابوالعاص کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام امامہ تھا۔ ان سے مغیرہ بن نوفل نے شادی کی جس سے یحییٰ پیدا ہوئے۔ یحییٰ کی نسل نہ چلی۔ ۹

☆**رقیہ رضی اللہ عنہا** : رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا۔ (بعثت کے فوراً بعد) اس کے باپ ابولہب نے اسے حکم دیا کہ وہ رقیہ کو طلاق دے دے سو اس نے رخصتی سے پہلے ہی انہیں طلاق دے دی۔ پھر ان سے (حضرت) عثمان کی مدینہ میں شادی ہوئی۔ رقیہ نے مدینہ میں ہجرت کے ایک سال، دس ماہ اور بیس دن بعد وفات پائی۔ ان کے بطن سے عثمان کے صاحبزادے عبداللہ تولد ہوئے۔ انہوں نے بچپن میں چھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کی آنکھ میں مرغ نے ٹھونگ ماردی تھی جس سے وہ بیمار ہو گئے اور اس سے ان کی موت واقع ہو گئی۔

☆**ام کلثوم رضی اللہ عنہا** : ام کلثوم کا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے ہوا تھا مگر رخصتی سے پہلے ہی علیحدگی ہو گئی۔ (حضرت) رقیہ کی وفات کے بعد ان کی شادی حضرت عثمان سے ہوئی۔ انہوں نے ہجرت کے آٹھ سال دو ماہ اور دس دن کے بعد مدینہ میں انتقال کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆**فاطمہ رضی اللہ عنہا** : فاطمہ کی شادی (حضرت) علی بن ابی طالب سے ہجرت کے ایک سال بعد اور رخصتی اس سے اگلے سال ہوئی۔ (حضرت) فاطمہ نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے سو دن بعد انتقال کیا۔ ان کے بطن سے (حضرت) علی کے بیٹے حسن، حسین اور محسن اور بیٹیاں ام کلثوم کبریٰ اور زینب کبریٰ پیدا ہوئیں۔ ہم (حضرت) علی کے حال میں ان کی تمام اولاد کے ساتھ ان کا بھی تذکرہ کریں گے۔

☆**ابراھیم رضی اللہ عنہ** : ابراہیم بن ماریہ قبطیہ مدینہ میں ہجرت کے آٹھ سال بعد پیدا ہوئے۔ وہ ایک سال، دس ماہ اور آٹھ دن زندہ رہے۔ ان کی ماں ماریہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ مجھ سے محمد بن زیاد الزیادی نے، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے بشیر بن مہاجر غنوی نے ان سے عبداللہ بن بُریدہ بن خصیب نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ قبطیوں (مصریوں) کے حکمران نے رسول ﷺ کی خدمت میں دو باندیاں کہ آپس میں بہنیں تھیں اور ایک خچر ہدیہ بھیجا تھا۔ آپ ﷺ خچر پر مدینہ میں سواری کرتے تھے اور دونوں باندیوں میں سے ایک (ماریہ) کو اپنے پاس رکھ لیا جن سے ابراہیم پیدا ہوئے اور دوسری باندی حسان بن ثابت کو عنایت فرمائی۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان کا نام سیرین تھا اور یہ ماں ہیں عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ماریہ نے جو رسول اللہ ﷺ کی ام ولد تھیں، ان کے وصال کے پانچ سال بعد انتقال کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے موالی:

☆ **زید بن حارثہ اور ام ایمن** : ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا (رسول اللہ ﷺ کے موالی) زید بن حارثہ اور ان کی بیوی ام ایمن تھیں۔ ﴿ص ۶۳﴾ ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ مجھ سے زید بن اخزم طائی نے بیان کیا: انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن داؤد کو یہ کہتے سنا کہ ام ایمن رسول اللہ ﷺ کو اپنے والدہ سے ورثہ میں ملی تھیں۔ ان کا نام برکہ تھا۔ رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے مکہ ہی میں عبید خزرجی سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ جس سے ایمن پیدا ہوئے۔ جب (حضرت) خدیجہ کی ملکیت میں زید بن حارثہ آئے، جنھیں ان کے لئے (ان کے بھتیجے) حکیم بن حزام نے عکاظ کے بازار سے چار سو درہم کے عوض خریدا تھا، اور رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا، تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے ام ایمن کا نکاح پڑھا دیا (ایسا عبید خزرجی کی موت کے بعد ہوا) اس شادی سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ یوں اسامہ اور ایمن اخیافی بھائی تھے۔ ایمن کے ایک بیٹے تھے جن کا نام جبیر تھا۔

زید بن حارثہ بن شراحیل قبیلہ بنو کلب سے تعلق رکھتے تھے۔ (بچپن میں) انہیں غلام بنالیا گیا تھا۔ رسول ﷺ نے انہیں آزاد کر کے منہ بولا بیٹا بنالیا، اسی لئے وہ زید بن محمد ﷺ کہلاتے تھے۔ یہاں تک کہ آیت: **ادعوھم لابائھم** نازل ہوئی (تو انہیں زید بن حارثہ کہا جانے لگا)۔ زید ان لوگوں میں تھے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے سریہ موتہ میں سپہ سالار مقرر فرمایا تھا۔ اسی معرکے میں وہ شہید ہوئے۔ سریہ موتہ ۸ھ میں پیش آیا۔ زید کی بیوی ام ایمن رسول اللہ ﷺ کی کھلائی تھیں۔ زید پچپن سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ ان کا قد پست، رنگ گہرا گندمی اور ناک چپٹی تھی۔ ان کی کنیت ابو اسامہ تھی۔

☆ **اسامہ بن زید** : ان کے دو بیٹے تھے۔ محمد بن اسامہ اور حسن بن اسامہ ان دونوں سے حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ بنو مازن بن نجار کے ابوغزیہ محمد بن موسیٰ اپنی ماؤں کی طرف سے (حضرت) اسامہ بن زید کی نسل میں ہیں۔

☆ **ابو رافع** : رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابو رافع کا نام اسلم ہے۔ نام پر تمام راویوں کا اتفاق ہے مگر اس بارے میں اختلاف ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں کیسے آئے۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ ابو رافع عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے انہوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کو تحفۃً دے دیا تھا۔ جب عباس اسلام لائے تو ابو رافع نے ان کے اسلام کی خوشخبری رسول اللہ ﷺ کو سنائی۔ اس پر آپ نے ابو رافع کو آزاد کر دیا اور اپنی باندی سلمیٰ سے ان کا نکاح کر دیا۔ جس سے عبیداللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے۔ یہ علی بن ابی طالب کے تمام دور خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان کے کاتب رہے۔

دوسرے راویوں کی روایت ہے کہ ابورافع سعید بن عاص کے غلام تھے اور ان میں ایک حصہ دوسروں کا بھی تھا۔ سعید نے انہیں آزاد کر دیا (مگر دوسروں کا جو حصہ تھا اس کی وجہ سے وہ پھر بھی جزوی غلام رہے) اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس حصہ کو اس کے مالکوں سے خرید کر ابورافع کو آزاد کر دیا۔ ابورافع کے دو بیٹے تھے ایک عبیداللہ جو (حضرت) علی کے کاتب تھے جن سے حدیث بھی روایت کی گئی ہے۔ (دوسرے) عبداللہ جو شریف اور معزز شخص تھے۔ جب سعید بن عاص مدینہ کے گورنر ہوئے تو عبیداللہ کو بلوا کر ان سے اس بارے میں دریافت کیا کہ وہ کس کے مولیٰ ہیں۔ عبیداللہ نے جواب دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ہیں۔ (اس پر ناراض ہو کر سعید نے) ان کے دو سو کوڑے لگوائے، بعد ازاں عبیداللہ کے بارے میں سعید کے بھائیوں نے سفارش کی (اور ان کی پھر باز پرس نہ کی گئی)۔

دوسرے راویوں کا کہنا ہے کہ ابورافع سعید بن عاص کے غلام تھے۔ وہ سعید کے بیٹوں کو ورثے میں ملے۔ سو بعض بیٹوں نے زمانہ اسلام میں انہیں آزاد کر دیا اور بعض نے اپنا حصہ نہ چھوڑا۔ ابورافع نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے مدد کے طالب ہوئے۔ رسول مقبول ﷺ نے سعید کے بیٹوں سے اس بارے میں بات کی۔ ان لوگوں نے ابو رافع کے اپنے حصے کو رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا پھر آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔

☆ **سفینہ** : رسول اللہ ﷺ کے غلام سفینہ سیاہ فام تھے۔ صحرائے عرب میں پیدا ہوئے۔ ان کے نام میں راویوں کا اختلاف ہے۔ ﴿ص ۶۴﴾ کچھ کا بیان ہے کہ سفینہ کا نام مہران اور کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ دوسروں کی روایت ہے کہ ان کا نام ریا ۱۰ تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام سفینہ رکھا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک سفر میں ہمراہ تھے۔ ساتھیوں میں جو تھک جاتا وہ ڈھال اور تلوار کی قسم کا کچھ سامان ان پر لاد دیتا۔ حتیٰ کہ انہوں نے کافی سامان اٹھالیا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کا ان کے پاس گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انت سفینہ 'تم کشتی ہو'۔ ان سفینہ کے قصہ اسیری کے متعلق بھی راوی مختلف الرائے ہیں۔ بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ بعض دوسرے راویوں کی روایت ہے کہ (حضرت) ام سلمہ نے انہیں خرید کر اس شرط پر آزاد کر دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ان کی خدمت کرتے رہیں گے۔

☆ **ثوبان** : رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ وہ سراۃ کے باشندے تھے۔ راویوں نے بیان ہے کہ یہ قبیلہ حمیر سے تھے۔ قیدی بنا لئے گئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا مگر وہ آپ ﷺ کے وصال تک آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد وہ شام منتقل ہو گئے اور حمص میں قیام کیا۔ جہاں ان کا (قائم کردہ) دارِ صدقہ تھا۔ انہوں نے معاویہ کے عہد خلافت میں ۵۴ھ میں وفات پائی۔

☆ **یسار** : رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ یسار نوبہ کے باشندے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو وہ غزوہ بنی عبد بن ثعلبہ میں ملے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ان یسار کو بنو عرینہ کے لوگوں نے اس وقت شہید کر دیا جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کی اونٹنیوں پر (مدینہ کے باہر چراگاہ میں) غارت گری کی تھی۔ ان (بدبختوں) نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر، ان کی زبان اور دونوں آنکھوں میں کانٹے چبھا دیئے تھے جس سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ اس کے بعد یہ لوگ لوٹے ہوئے چوپائے لے کر چلتے بنے۔ یسار کی لاش مدینہ لائی گئی۔

☆ **شقران** : نبی کریم ﷺ کی مولیٰ شقران کا نام صالح اور ان کے باپ کا نام عدی تھا۔ ان کے متعلق روایت میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام تھے۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ مگر ابو محمد (ابن قتیبہ) کہتے ہیں کہ ان سے زید ابن اخزم نے کہا، انہوں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا کہ ؎ شقران نبی کریم ﷺ کو اپنے والد سے ورثے میں ملے تھے۔

☆ **ابو کبشہ** : رسول اکرم ﷺ کے مولیٰ ابو کبشہ کا نام سلیم تھا۔ ان کی پیدائش قبیلہ دوس کی سرزمین یا بروایت دیگر مکہ میں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ابو کبشہ نے (حضرت) عمر بن خطاب کی خلافت کے پہلے روز وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ **ابو ضمیرہ** : ابوضمیرہ فئے میں آپؐ کو ملے تھے، وہ عرب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تھا، اور ایک تحریر لکھ کر دی تھی جو اب تک ان کی اولاد کے پاس محفوظ ہے۔ اس میں ان کے ساتھ اور ان کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی گئی ہے۔ ابوضمیرہ کی نسل میں حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ تھے۔ وہ خلیفہ مہدی (عباسی) کی خدمت میں رسول اللہ ﷺ کی تحریر لے کر حاضر ہوئے۔ مہدی نے اسے چوما، اپنی آنکھوں سے لگایا اور انہیں تین سو اشرفیاں مرحمت فرمائیں۔

☆ **مِدعم** : مِدعم نامی آنحضرت ﷺ کے غلام رفاعہ بن زید جذامی کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس وقت وہ اپنا سامان سواری اونٹ سے اتار رہے تھے ایک گزرتا ہوا اندھا تیر انہیں لگا اور وہ مر گئے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اسے جنت مبارک ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ شملہ جسے اس نے جنگ حنین ۱۲ کے موقع پر (مال غنیمت سے) چرایا تھا اس پر جہنم کی آگ میں بھڑک رہا ہے۔

☆ **ابو مویہبہ** : ابومویہبہ آنحضرت ﷺ کے مولیٰ ﴿ص ۶۵﴾ قبیلہ مزینہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ انہیں کے ساتھ آپ ﷺ بقیع تشریف لے گئے تھے اور فرمایا تھا: 'مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (آسودگان خاک بقیع) کے حق میں دعائے مغفرت کروں'۔

☆ **نُبیہ** : نبیہ سرات میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

☆ **فضالہ** : فضالہ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ تھے۔ شام جا کر آباد ہو گئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے اور سواری کے جانور:

رسول اللہ ﷺ کی سواری میں غزوہ احد میں جو گھوڑا تھا اس کا نام **السکب** تھا۔ اس جنگ میں ابو بردہ بن نیار کے گھوڑے کا نام مُلاوح تھا۔ **السمرتجز** رسول اللہ ﷺ کے اس گھوڑے کا نام تھا جسے آپؐ نے ایک بدو سے خریدا تھا اس (خرید و فروخت) کے خُزیمہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت تنہا گواہ تھے اور آپؐ نے ان کی اکیلی گواہی کو درست قرار دیا تھا۔ رسول کریم ﷺ کے ایک گھوڑے کا نام لزاز، دوسرے کا نام الظرب اور تیسرے کا نام اللحیف تھا اور چوتھے کو الورد کہا جاتا تھا۔ وہ خچر جسے بادشاہ مقوقس نے آپؐ کے پاس بطور تحفہ بھیجا تھا دلدل کہلاتا تھا۔ وہ معاویہ کے دور خلافت تک زندہ رہا۔ آپؐ کے پاس ایک گدھا بھی تھا جس کا نام یعفور تھا۔ آپؐ کی اونٹنیوں کے نام القصواء، الجدعاء، العضباء تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں جو گابھن اونٹنیاں تھیں اور جن پر عیینہ بن حصن فزاری نے چراگاہ میں ڈاکہ ڈالا تھا ان کی تعداد بیس تھی۔ (یہ سب مسلمانوں کیلئے وقف تھیں)۔ ۱۳

آپؐ کی ولادت، بعثت، مغازی وسرایا اور وصال کے حالات:

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت واقعہ فیل کے سال ہوئی۔ عام فیل اور عام الفجار کے درمیان بیس سال وقفہ ہے۔ آپؐ کی والدہ نے آپؐ کو دائی کے حوالے کیا جن کا تعلق بنوسعد بن بکر سے تھا۔ آپؐ ان لوگوں کے ساتھ پانچ سال رہے۔ پھر آپؐ اپنی والدہ کے پاس آئے۔ آپؐ کی والدہ ایک سال بعد آپؐ کو لے کر مدینہ گئیں۔ (اثنائے سفر میں) ابواء کے مقام پر انہوں نے انتقال کیا۔ ماں کی وفات کے بعد آپؐ کی کھلائی ام ایمنؓ انہیں مکہ لے کر آئیں۔ جب عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو آپؐ کا سن آٹھ سال دو ماہ تھا۔ آپؐ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ بارہ سال کی عمر میں شام تجارت کی غرض سے تشریف لے گئے۔ ۱۴ بیس سال کی عمر میں (آخری) جنگ فجار میں شرکت کی۔

(حضرت) خدیجہ کا مال تجارت لے کر ﴿ص ۶۶﴾ پچیس سال کی عمر میں شام گئے۔ اس (سفر سے واپسی کے) دو ماہ چند یوم بعد آپ نے (حضرت) خدیجہ سے شادی کی۔ جب کعبہ کی (تجدید) تعمیر ہوئی اور قریش آپ کی ثالثی پر راضی ہوئے تو آپ کی عمر پینتیس سال تھی۔ آپ کعبہ کی تعمیر نو کے پانچ سال بعد چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ آپ کی بعثت کے بیس دن بعد قریش نے دیکھا کہ آسمان سے تارے ٹوٹ کر زمین پر گر رہے ہیں۔ جب آپ کے چچا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو طالب کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی عمر انچاس سال اور آٹھ ماہ تھی۔ ابو طالب کی موت کے تین دن بعد (حضرت) خدیجہ کا انتقال ہوا۔ (حضرت) خدیجہ کی موت کے تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ (حضرت) زید بن حارثہ کے ہمراہ طائف تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ماہ تک قیام فرمایا پھر مطعم بن عدی کی حمایت میں مکہ واپس آئے۔ مکہ آنے کے ڈیڑھ سال بعد آپ کو معراج ہوئی۔ ۱۵

بعدازاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا اور جہاد فرض کیا سو آپ نے اپنے صحابہ کرام کو ہجرت کا حکم دیا۔ وہ لوگ جماعت کی صورت میں مکہ سے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے نکلے تو آپ کے ہمراہ تھے (حضرت) ابوبکر، ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقم جنھیں عبداللہ اریقط دئلی بھی کہا جاتا ہے۔ (رسول اللہ ﷺ نے) مکہ میں (حضرت) علی کو اس لئے چھوڑا کہ وہ لوگوں کی امانتوں کو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں ان کے مالکوں کو واپس کردیں۔ (ان امانتوں کی واپسی کے بعد) وہ رسول اللہ ﷺ سے (مدینہ میں) آملے۔ جب آنحضرت نے مدینہ ہجرت کی تو آپ کی عمر ترپن سال تھی۔ ابو یقظان کے مطابق اس حوالے سے حسان بن ثابت نے کہا:

ثوی فی قریش بضع عشرة حجة — یذکر لو یلقی حبیبا مواتیا
ویعرض فی أهل المواسم نفسه — فلم یر من یووی ولم یر داعیا
فلما أتانا واطمأنت به النوی — فأصبح مسرور بطیبة راضیا

محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پہلا گھر صرمہ بن ابی انس انصاری کا تھا، جہاں مدینہ میں آپ ٹھہرے۔ ۱۶

رسول اللہ ﷺ بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن مدینہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی ہجرت ربیع الاول میں ہوئی مگر اسے محرم کی طرف لوٹا دیا گیا کیوں کہ وہ سال کا پہلا مہینہ ہے۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے قباء میں قبیلہ اوس کی شاخ بنو عمرو بن عوف کے (سردار) کلثوم بن ہدم کے ہاں قیام فرمایا۔ پھر جب (حضرت) کلثوم بن ہدم کا انتقال ہوگیا تو آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعد بن خیثمہ اوسی کے ہاں منتقل ہو گئے۔ وہاں آپ نے ایک ماہ چار یوم قیام کیا یہاں تک کہ مقیم کی پوری نماز پڑھنے لگے۔ اتمام صلوٰۃ کے پانچ ماہ بعد انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارے (مواخات) کا رشتہ قائم فرمایا۔

چھ ماہ بعد ودّان کا غزوہ پیش آیا۔ اس کے ایک ماہ تین دن بعد قریش کے قافلے کا تعاقب کیا گیا۔ پھر بیس دن بعد کرز (بن جابر) کی تلاش میں غزوہ پیش آیا جس میں آپ بدر کے مقام تک پہونچے۔ (بعدازاں) قبلہ کا رخ کعبہ کی جانب موڑ دیا گیا۔

غزوہ بدر : پھر غزوہ بدر پیش آیا۔ ابو یقظان کی روایت ہے کہ بدر قبیلہ غفار کے ایک شخص کا نام تھا۔ ﴿ص ۶۷﴾ جو کہ ابوذر (غفاری) کا قبیلہ تھا، اس شخص کا تعلق اس قبیلے کی شاخ بنوانصار سے تھا۔ بدر کا کنواں اسی شخص کی طرف منسوب ہے۔ مگر شعبی کی روایت ہے کہ بدر اسی نام کے ایک شخص کے کنویں کا نام ہے۔ انہوں نے اس شخص کے قبیلے کا نام نہیں بتایا۔ روایت ہے کہ اس غزوے میں مشرکین کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ اور مسلمان تین سو دس سے کچھ اوپر تھے۔ (سواری کے جانور کی اتنی کمی تھی) کہ ایک اونٹ پر کئی آدمی باری باری سوار ہوتے تھے۔ مسلمانوں میں انصار کی تعداد دو سو ستر تھی اور باقی دوسرے لوگ تھے۔ رسول اللہ کا علَم (لواء) سفید اور پرچم (رایت) سیاہ تھا۔ جو (حضرت) عائشہ کی چادر سے جس پر کجاوے کی تصویر بنی ہوئی تھی، تیار کیا گیا تھا۔ اس جنگ میں آپ کا پرچم (حضرت) علی کے پاس اور آپ کا علم (حضرت) مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ مشرکین کے لشکر میں، بنو عدی بن کعب کے سوا جن کا کوئی فرد مکہ سے نہیں آیا، قریش کے ہر شاخ قبیلہ کے افراد شامل تھے۔ بنو زہرہ کے کچھ لوگ کفار کے ساتھ نکلے مگر ان کے حلیف اخنس بن شریق ثقفی نے انہیں مکہ واپس چلے جانے کا مشورہ دیا اور وہ لوگ بھی لوٹ گئے۔ ان کا بھی کوئی شخص جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اس شخص کو اخنس اس لئے کہا جانے لگا کہ اس نے بنو زہرہ کو جنگ بدر سے روک دیا تھا۔ اس شخص کا بنو ثقیف سے تعلق تھا مگر اس کا شمار بنو زہرہ میں ہوتا تھا۔ اس اخنس نے اسلام قبول نہ کیا۔ ابو الیقظان نے کہا کہ بصرہ کے فقیہ عثمان البتّی اسی اخنس کے موالی کی نسل سے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ بدر میں شریک نہ ہونے والوں کے نام : مہاجرین، انصار اور ایسے اشخاص جو کسی عذر کی وجہ سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے، ان کے نام ہیں: ☆عثمان بن عفان، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ کی تیمارداری کے لئے جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے (مال غنیمت میں سے) آپ کو حصہ دیا۔ اس پر عثمان نے عرض کیا 'اے اللہ کے رسول اور میرے ثواب کا کیا ہوگا'۔ آپ نے فرمایا: 'ہاں تمھیں ثواب بھی ملے گا'۔ ☆طلحہ بن عبیداللہ، شام گئے ہوئے تھے اس لئے جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے اور اس وقت (مدینہ) آئے جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس آ گئے تھے۔ طلحہ نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں بات کی تو آپ نے انہیں مال غنیمت میں حصہ دیا۔ انہوں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول میرے ثواب کا کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: 'ہاں تمھیں ثواب بھی ملے گا'۔ ☆سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بھی شام میں تھے وہ بھی اس وقت (مدینہ) آئے جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس آ چکے تھے۔ آنحضرت نے انہیں بھی ان کا حصہ دیا۔ انہوں نے بھی اپنے ثواب کے بارے میں پوچھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'ہاں تمھیں بھی ثواب ملے گا'۔ ☆قبیلہ انصار کے ابو لبابہ اور ☆حارث بن حاطب آنحضرت ﷺ کے ہمراہ (بدر کے لئے) روانہ ہوئے (راستے سے) آپ نے انہیں مدینے واپس بھیج دیا اور ابولبابہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ ان دونوں حضرات کو رسول اللہ ﷺ نے شرکائے بدر کے ساتھ حصہ دیا۔

بدر میں (لشکر) قریش کے خوردونوش کا انتظام کرنے والوں کے نام : ☆عباس بن عبدالمطلب ☆عتبہ بن ربیعہ ☆حارث بن عامر بن نوفل ☆طعیمہ بن عدی ☆ابو البختری بن ہشام ☆حکیم بن حزام ☆نضر بن حارث بن کلدہ ☆ابوجہل بن ہشام ☆امیہ بن خلف ☆حجاج کے بیٹے منبہ ونبیہہ اور ☆سہیل بن عمرو۔ [۱۷]

جنگ بدر میں مقتولوں اور اسیروں کی تعداد : ﴿ص ۶۸﴾ جنگ بدر میں مشرکین کے پچاس آدمی مارے گئے اور چوالیس آدمی قید ہوئے۔ اسیروں میں ☆عباس بن عبدالمطلب تھے جنھیں ابوالیسر کعب بن عمرو نے گرفتار کیا تھا۔ ☆عقیل بن ابی طالب تھے اور یہ دونوں (کفار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ) مجبوراً آئے تھے۔ ☆نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بھی تھا۔ اسیران جنگ میں ☆عقبہ بن ابی معیط ☆نضر بن حارث بن کلدہ بھی تھے۔ جنھیں رسول اللہ ﷺ نے (مقام) صفراء میں قتل کرادیا۔ ابن مبارک نے شُعبہ سے، انہوں نے ابوبشر سے اور انہوں نے سعید بن جُبیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے (موقع پر) تین کافر قیدیوں کو قتل کرایا تھا۔ (وہ) عقبہ بن ابی معیط، طعیمہ بن ابی عدی اور نضر بن حارث تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے عباس سے فرمایا کہ اپنا اور اپنے بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف کا زر فدیہ ادا کرو کیوں کہ تم مال دار ہو۔ عباس نے کہا اے اللہ کے رسول میں مسلمان ہو چکا ہوں قریش مجھے زبردستی لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے اسلام لانے کا علم اللہ کو ہے۔ تم جو بات کہہ رہے ہو اگر وہ سچ ہے تو اللہ اس کی تمھیں جزاء دے گا۔ مگر تمہاری ظاہری حالت تو یہ ہے کہ تم نے ہمارے خلاف (جنگ میں) حصہ لیا اور ہمارے مخالفوں کے ساتھ تھے۔ اس پر عباس بولے کہ میرے پاس مال نہیں ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ تمہارا وہ مال کیا ہوا جو تم نے مکہ سے روانہ ہوتے وقت (اپنی بیوی) ام الفضل کے پاس رکھا تھا اور تم دونوں کے ساتھ اس وقت کوئی اور نہیں تھا۔ پھر تم نے (ام الفضل سے) کہا تھا کہ اگر اس سفر میں مجھے کوئی گزند پہنچے تو فضل کا اس قدر حصہ ہے اور عبداللہ کا اس قدر۔ عباس نے (جب یہ سنا تو) کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا اس بات کا علم ام الفضل کے سوا کسی اور کو نہ تھا۔ اب مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ سو عباس نے اپنی ذات کا فدیہ سو اوقیہ دیا اور اپنے ہر بھتیجے کا چالیس چالیس اوقیہ۔ ابن اسحاق کی روایت ہے ایسی بھی ہے (زر فدیہ کی ادائیگی کے بعد عباس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا) تم نے مجھے اس حالت میں چھوڑا ہے کہ میں لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا پھروں (اس دوران) عباس نے اسلام قبول کیا اور عقیل کو حکم دیا سو وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ ان دو کے علاوہ قیدیوں میں سے کوئی اور اسلام نہ لایا۔

مقتولین کفار کے نام : (جنگ بدر کے) دن ☆علی بن ابی طالب نے عاص بن سعید بن عاص، ولید بن عتبہ بن ربیعہ اور عامر بن عبداللہ کو جو ان کا حلیف تھا اور جس کا تعلق بنی انمار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن بغیض سے تھا، قتل کیا۔ (حضرت) علی نے عوام بن خویلد کے بھائی نوفل بن خویلد کو بھی قتل کیا۔ طعیمہ بن عدی کے بارے میں اختلاف ہے۔ کچھ کا بیان ہے کہ اسے (حضرت) علی نے قتل کیا۔ کچھ کا کہنا ہے کہ اس کو حمزہ نے قتل کیا اور کچھ کی روایت ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے بحالت اسیری قتل کرادیا۔ ☆عمر بن خطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔ ☆حمزہ بن عبدالمطلب نے شیبہ بن ربیعہ، اسود بن عبدالاسد بن ہلال مخزومی کو قتل کیا۔ ☆عبیدہ بن حارث بن المطلب نے عتبہ کو قتل کیا۔ ☆زبیر بن عوام نے عبیدہ بن سعید بن عاص بن امیہ کو قتل کیا۔ ☆(معاذ بن) عمرو بن جموح انصاری نے ابوجہل کو قتل کیا۔ انہوں نے ابوجہل کے پاؤں پر تلوار ماری جس سے وہ کٹ گیا اور عبداللہ بن مسعود نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ☆عمار بن یاسر نے علی بن امیہ بن خلف کو قتل کیا۔ (ان کے علاوہ) وہ تمام مشرکین جو جنگ بدر میں مارے گئے اور جنھیں انصار نے قتل کیا، ان کے قاتلوں کے نام معلوم نہیں ہیں۔

جنگ بدر کے مسلمان شہداء : جنگ بدر میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ ان میں ☆عبیدہ بن حارث بن مطلب جنھوں نے عتبہ (بن ربیعہ) ﴿ص ۶۹﴾ سے قتال کیا ☆(حضرت) عمر کے غلام مہجع ☆ذوالشمالین ☆سعد بن ابی وقاص کے بھائی عمیر بن ابی وقاص زہری ☆عاقل بن بکیر، جنھیں عاقل اور غافل کہا جاتا ہے ☆صفوان بن بیضاء (مہاجرین میں سے تھے) باقی (آٹھ) کا تعلق انصار سے تھا۔

جنگ بدر اور اس کے بعد متفرق واقعات : جنگ بدر رمضان ۲ھ میں ۱۷ تاریخ کو پیش آئی۔ جب رسول اللہ ﷺ (بدر سے) مدینہ لوٹے تو آپ کی صاحبزادی رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ رقیہ کی وفات کے سولہ دن بعد (حضرت) فاطمہ کی رخصتی ہوئی۔

ام کلثوم کی شادی (۳ھ) : (حضرت) عثمان سے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی (اسی زمانے میں) ہوئی اور ان کی رخصتی (حضرت) فاطمہ کی رخصتی کے ساڑھے پانچ مہینے بعد ہوئی۔

(حضرت) حفصہ سے رسول اکرم ﷺ کی شادی : رسول اللہ ﷺ نے (حضرت)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفصہ سے اس کے دو ماہ بعد شادی کی۔

(حضرت) زینب بنت خزیمہ سے رسول اکرم ﷺ کی شادی : اس کے بیس دن بعد زینب بنت خزیمہ سے شادی کی۔

حسن کی ولادت : اس کے پانچ دن بعد حسن بن علی پیدا ہوئے۔ بعض روایتوں میں یہی مذکور ہے۔ اگر یہ بیان درست ہے تو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت (حضرت) حسن کا سن سات سال تھا۔ مگر ابن اسحاق کی روایت میں جیسا کہ میرا خیال ہے، یہ ہے کہ جنگ خیبر کے بعد ۶ھ میں (حضرت) حسن پیدا ہوئے۔ [۱۸]

حسین، حسن (کی پیدائش) کے دس ماہ اور بائیس دن بعد پیدا ہوئے۔ (حضرت) فاطمہ نے (حضرت) حسن کو حاملہ ہونے کے حالت میں دودھ پلایا پھر دونوں کو ساتھ دودھ پلایا۔

غزوہ احد (۳ھ) : ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جنگ احد شوال ۳ھ میں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ جب قریش، رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کی نیت سے روانہ ہوئے تو آپ مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور بنو حارثہ کی بستی میں پڑاو کیا، یہاں دن کا بقیہ حصہ اور رات بسر کرنے کے بعد دوسرے دن اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ہمراہ آپ نکلے۔ اثنائے راہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) نے ایک تہائی آدمیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ ہم کس کے لئے اپنے کو قتل کروائیں۔ بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے بھی لوٹ جانے کا ارادہ کیا پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے استقامت عطاء کی۔ جب رسول ﷺ آگے روانہ ہوئے تو ایک سوار کے گھوڑے کی دم ہلی جو کہ ایک (دوسرے سوار) کی تلوار کے سرے پر لگی اس نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار والے (سوار) سے کہا، اور وہ فال کو پسند کرتے تھے مگر جانوروں کی آواز یا ان کے ناموں سے شگون نہ لیتے تھے اور اسے پسند نہ فرماتے تھے 'اپنی تلوار کو نیام میں کرلو، کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب آج تلواریں نیاموں سے نکالی جائیں گی'۔ اس جنگ میں قریش کی تعداد تین ہزار تھی اور رسول اللہ سات سو آدمیوں کے ساتھ تھے۔ آپ نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ایک تلوار لے کر ہوا میں لہرائی اور فرمایا کہ کون اس کا حق ادا کرے گا۔ (حضرت) عمر نے کہا: میں۔ مگر آپ نے ان پر کوئی توجہ نہ کی۔ (حضرت) زبیر نے بھی کہا: میں۔ مگر آپ نے ان پر بھی توجہ نہ کی۔ اس سے ان دونوں کو ملال ہوا۔ ابو دجانہ سماک بن خرشہ آگے بڑھے اور بولے اے اللہ کے رسول اس تلوار کا کیا حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'اس سے مارتے رہو یہاں تک کہ یہ دوہری ہو جائے'۔ یہ سنا تو ابو دجانہ نے کہا میں اس کا حق ادا کروں گا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے یہ تلوار انہیں دے دی۔

اس دن تیراندازوں کے دستے کے سالار عبداللہ بن جبیر (انصاری) تھے۔ جو خوات بن جبیر ذات النحیین کے بھائی تھے۔ جنگ میں مشرکین کو شکست ہوئی۔ ﴿ص ۷۰﴾ (یہ دیکھ کر) تیراندازوں نے رسول ﷺ کے اس حکم کی خلاف ورزی کی کہ اپنی جگہ جمے رہیں۔ اس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا اور انہیں شکست ہوگئی اور ان میں سے کچھ لوگ بھاگ گئے۔

جنگ احد کے شہداء کی تعداد : جنگ احد میں مہاجرین میں سے یہ چار افراد شہید ہوئے۔ ☆حمزہ بن عبدالمطلب ☆عبداللہ بن جحش ☆مصعب بن عمیر اور ☆شماس بن عثمان بن شرید۔ انصار میں سے اکسٹھ حضرات شہید ہوئے۔

جنگ احد میں مشرکین کے مقتولوں کی تعداد : ☆(حضرت) علی نے دو بدو لڑائی میں طلحہ بن ابی طلحہ بن عثمان بن عبدالدار کو جو مشرکین کا علم بردار تھا، ابوالحکم بن اخنس بن شریق ثقفی کو جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اور ابو امیہ بن ابو حذیفہ بن مغیرہ کو قتل کیا۔ ☆(حضرت) حمزہ نے عثمان بن ابی طلحہ اور سباع بن عبدالعزیٰ کو قتل کیا۔ ☆(حضرت) سعد بن ابی وقاص نے ابو سعد بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ ☆(حضرت) عاصم بن ثابت نے مُسافِع بن طلحہ، کلاب بن طلحہ، جلاس بن طلحہ اور حارث بن طلحہ کو قتل کیا۔ یہ بیان بعض (راویوں) کا ہے مگر ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ☆جلاس اور حارث کو قزمان نے قتل کیا جو بنی ظفر کا حلیف تھا۔

(ابن اسحاق نے) کہا قزمان نے اس دن ارطاۃ بن شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو، اس کے ایک حبشی غلام کو، جس کا نام صواب تھا، قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عبدالدار کو، ہشام بن ابی امیہ بن مغیرہ کو، ولید بن عاص بن ہشام کو، خالد بن اعلم کو، عبیدہ بن جابر کو اور شیبہ بن مالک بن مضرب کو قتل کیا۔ یہ قزمان منافق تھا۔ اسی نے یہ بات کہی تھی کہ بخدا میں نے تو قومی جذبے کے جوش میں لڑائی میں حصہ لیا۔ (قزمان) جنگ میں زخمی ہوا، اس کے زخم گہرے تھے سو اس نے (شدت زخم سے بے قرار ہوکر) خودکشی کرلی۔ اسی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا قول ہے کہ 'بے شک اللہ اس دین کی ایک فاجر شخص کے ذریعہ مدد کرے گا'۔

☆ (حضرت) عبدالرحمان بن عوف نے اسید بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔

اس جنگ میں بنوعبدالدار کے دس افراد اور ان کا ایک غلام مارے گئے۔ بنوعبدالدار بن قصی کے خاندان کا کوئی فرد (حضرت) مصعب بن عمیر کے سوا آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہ تھا۔ وہ بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کا علم انہیں کے پاس تھا کہا جاتا ہے کہ قرآن کی یہ آیت بنوعبدالدار کے بارے میں نازل ہوئی، ان شر الدواب عند اللہ الصم بکم الذین لایعقلون (بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جانور بہرے گونگے ہیں جنھیں ذرا بھی عقل نہیں ہے۔ الانفال، آیت: ۲۲)

خندق اور اس کے بعد کی لڑائیاں : ☆ جنگ خندق ۴ھ میں ہوئی۔ ۱۹ ☆ بنی مصطلق اور بنی لحیان سے شعبان ۵ھ میں جنگیں ہوئیں۔ ☆ جنگ خیبر ۶ھ میں ہوئی۔ ۲۰ رسول اللہ ﷺ نے (خیبر والوں کا) تیرہ اور انیس راتوں کے درمیان محاصرہ کئے رکھا۔ (اسی دوران) جعفر بن ابی طالب نجاشی کے پاس سے آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ﴿ص ۱۷۱﴾ اسی سال (فتح خیبر کے سال) رسول اللہ ﷺ سے فدک والوں نے اپنے پھلوں کی نصف پیداوار پر صلح کی۔ فدک آپ کا فئے تھا۔ کیوں کہ مسلمانوں نے گھوڑوں اور اونٹوں کو نہیں دوڑایا تھا اور اسے لڑکر فتح نہیں کیا تھا۔

صلح حدیبیہ (۶ھ) : آنحضرت ﷺ عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے مگر مشرکین نے آپؐ کو روک دیا۔ آپ کے ہمراہ قربانی کے ستر جانور تھے۔ مگر قریش نے ان کو مقام قربانی تک پہنچنے سے روک دیا۔ پھر آپ سے مسلمانوں نے درخت کے نیچے بیعت کی جسے بیعت رضوان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔ مسلمان سات سو تھے۔ اسی کو عمرہ حدیبیہ کہتے ہیں۔ ۲۱

(ابن قتیبہ نے) کہا کہ مجھ سے زید بن اخزم نے، ان سے ابو داود نے اور ان سے قُرّہ بن خالد نے قتادہ کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیّب سے پوچھا کہ بیعت رضوان میں مسلمانوں کی کیا تعداد تھی۔ انہوں نے کہا پندرہ سو۔ اس پر راوی نے (سعید بن مسیّب سے) کہا کہ جابر بن عبداللہ نے تو ان کی تعداد چودہ سو بتائی ہے۔ سعید نے جواب میں کہا کہ (جابر بن عبداللہ کو) شبہ ہو گیا ہوگا کیوں کہ انہیں نے مجھ سے یہ بات بتائی ہے کہ مسلمانوں کی تعداد بیعت رضوان میں پندرہ سو تھی۔

سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ عبداللہ بن عمر تھے اور یہ بیعت عثمان بن عفان کی وجہ سے ہوئی تھی۔ وہ یوں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ قریش کو یہ بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔ قریش نے انہیں (قید کر لیا) رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی کہ (حضرت عثمان) قتل کر دیئے گئے ہیں سو آپ نے مسلمانوں سے قریش کے ساتھ جنگ کرنے کی بیعت کی۔ بعد میں آپ کو یہ خبر ملی کہ (حضرت) عثمان کے بارے میں جو اطلاع ملی تھی وہ غلط تھی۔

سریہ موتہ (۸ھ) : رسول اللہ ﷺ نے ۸ھ میں موتہ کی مہم روانہ کی۔ مسلمانوں کا امیر زید بن حارثہ کو مقرر کیا اور فرمایا: 'اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ مسلمانوں کے امیر ہوں گے'۔ ان لوگوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ (جنگ میں) زید بن حارثہ، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے تب خالد بن ولید نے سپہ سالاری کا منصب سنبھالا اور کامیابی سے لوگوں کو بچا لائے۔

۸ھ کے دیگر واقعات : ☆۸ھ میں رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے ☆(اسی سال) نجاشی کا انتقال ہوا۔ ☆آپ کی صاحبزادی ام کلثوم نے وفات پائی۔ ۲۲

فتح مکہ (۸ھ) : ۸ھ کے رمضان میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے فتح مکہ کو (ممکن بنا دیا) آپ نے مکہ فتح کیا۔ آپ کا مکہ میں پندرہ راتوں تک قیام رہا (اس دوران)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نمازوں میں قصر کرتے رہے۔

جنگ حنین (۸ھ) : ۸ھ میں شوال کے مہینے میں آپ حنین تشریف لے گئے اور مکہ میں عتاب بن اسید کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اس سال (زمانہ جاہلیت کے رسوم کے) مطابق حج ہوا اور مشرکین نے بھی حج ادا کیا۔

رسول اللہ ﷺ (اور مسلمانوں) سے ہوازن کے ہجوم کا مقابلہ حنین میں ۱۵ھ شوال کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہوازن کو شکست دی اور ان کے مال اور عورتیں بطور مال غنیمت ملیں۔ جنگ حنین میں (شروع میں) مسلمانوں کی شکست کے بعد جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے ان میں ☆علی بن ابی طالب ☆عباس بن عبدالمطلب جو رسول ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے ☆ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور ☆ان کے بیٹے فضل بن عباس بن عبدالمطلب ☆رسول ﷺ کی دائی ام ایمن کے بیٹے ایمن بن عبید جو اسی معرکہ میں شہید ہوئے اور ان کی نسل منقطع ہوگئی ☆ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ☆اسامہ بن زید بن حارثہ شامل ہیں۔ اسی معرکے کے متعلق عباس بن عبدالمطلب نے یہ شعر کہے: ﴿ص ۲۷۲﴾

نصرنا رسول اللہ فی الحرب سبعة وقد فرمن قدفر منهم فاقشعوا

وثامننا لاقی الحمام بسیفه بما مسه فی اللہ لا یتوجع

[ترجمہ: ہم سات (بنو ہاشم کے) افراد نے رسول اللہ کی جنگ میں مدد کی جب کہ مسلمانوں سے بہت سے بھاگ گئے تھے۔ اور ہم میں سے آٹھویں (یعنی ایمن بن عبید) تلوار سے موت کی آغوش میں چلے گئے اور اللہ کی راہ میں انہیں جو تکلیف پہونچی اس کے درد والم کا انہوں نے شکوہ نہیں کیا]۔

رسول اللہ ﷺ نے حنین کے بعد طائف کا قصد کیا اور ایک ماہ تک محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے شہر فتح کئے بغیر لوٹ آئے۔

آپ نے ذی قعدہ ۸ھ میں جعرانہ کے مقام سے عمرے کی (نیت کی) پھر وہاں سے لوٹ کر مدینہ آئے اور یہاں رجب ۹ھ تک مقیم رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ تبوک : (۹ھ میں) رومیوں کے علاقے پر لشکر کشی کی۔ آپ کی انتہائی منزل تبوک کی بستی تھی۔ آپ وہاں ٹھہرے اور ایک مسجد بھی تعمیر کی۔ یہ مسجد اب تک (بزمانہ ابن قتیبہ) وہاں موجود ہے۔ ۲۳

فتح دومۃ الجندل : اسی سفر میں دومۃ الجندل فتح ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے وہاں خالد بن ولید کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بھیجا، وہ اس کے رئیس اکیدر کو (گرفتار کر کے) حضور کے پاس لائے۔ اس سے جزیے کی ادائیگی کی شرط پر مصالحت ہوگئی۔ اس کے بعد آنحضرت مدینہ واپس آئے۔

(حضرت) ابوبکر کی امارت حج : جب ۹ھ کے حج کا زمانہ آیا تو آپ نے (حضرت) ابوبکر کو امیر الحج بنا کر مکہ بھیجا۔ (حضرت) ابوبکر نے حج کی قیادت کی۔ یہ اسلام میں ہونے والا پہلا حج تھا۔ (حضرت) ابوبکر کی مکہ روانگی کے بعد سورہ برأۃ نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) علی کو سورہ برأۃ لے کر بھیجا کہ جب ابوبکر حج سے فارغ ہولیں تو لوگوں میں اس کا اعلان کردیں۔ بعد ازاں (حضرات) ابوبکر اور علی، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (مدینہ واپس) آئے۔

۱۰ھ کے واقعات : ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ مدینہ ہی میں رہے۔ آپ کی خدمت میں ہر طرف سے قبائل عرب کے وفد آئے۔ آپ نے اپنے قاصد دنیا کے ملکوں کے بادشاہوں کے درباروں میں روانہ کئے۔ ۲۴

اس سال (۱۰ھ میں) لوگ فوج در فوج اسلام لائے اور آپ پر سورہ نصر نازل ہوئی۔ آپ نے (اس سورت کے نزول سے) یہ جان لیا کہ آپ کی رحلت کی خبر دی گئی ہے۔

جب حج کا زمانہ آیا تو ابھی ذی القعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ مدینہ سے (مکہ) روانہ ہوئے۔ آپ نے حج کی قیادت اور (مسلمانوں) کو حج کی مناسک تعلیم فرمائے۔

مدینہ واپسی اور وصال (۱۱ھ) : اس کے بعد آپ مدینے واپس آئے، یہاں ذوالحجہ کے باقی دن اور ۱۱ھ کے محرم، صفر اور ربیع الاول کے بارہ دن آپ کا قیام رہا اور پیر کے دن آپ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصال ہوا۔ آنحضرت ﷺ کا مدینہ میں قیام دس سال رہا۔ آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ روایت ہے کہ آپ کی ولادت پیر کو ہوئی، بعثت بھی پیر کو ہوئی، مدینہ بھی پیر کو آئے اور وصال بھی پیر کے دن ہوا۔ آپ کو عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں جہاں آپ کا وصال ہوا تھا، بدھ کی رات سپرد خاک کیا گیا۔ قبر میں عباس بن عبدالمطلب، علی بن ابی طالب اور فضل بن عباس بن عبدالمطلب اترے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ قثم بن عباس بھی قبر میں اترے تھے۔ بنوزہرہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہیں ہمارے ایک آدمی کو بھی قبر میں اترنے دیا جائے۔ لوگوں نے (حضرت) عبدالرحمان بن عوف کو قبر میں اتارا، یہ بھی کہا جاتا ہے ان کے ساتھ قبر میں (حضرت) اسامہ بن زید بھی اترے تھے۔

(حضرت) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے رابطہ رکھنے والا آخری آدمی ہوں اور وہ یوں کہ (ان کی انگوٹھی قبر میں گر گئی تھی) اور انہوں نے اسے نکالا تھا۔ (ابن قتیبہ کا بیان ہے) کہ مجھ سے زید بن اخزم نے عثمان بن فرقد کے حوالے سے یہ بیان کیا کہ انہوں نے جعفر بن محمد سے سنا جو اپنے والد کے حوالے سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جن صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی لحد تیار کی وہ (حضرت) ابوطلحہ (انصاری) تھے۔

جنہوں نے لحد کے نیچے چادر بچھائی وہ شقران تھے۔ جعفر نے کہا کہ انہیں ابورافع کے بیٹے نے یہ بتایا کہ انہوں نے شقران کو یہ کہتے سنا ﴿ص ۳۷﴾ کہ 'خدا کی قسم میں نے ہی قبر میں رسول ﷺ کے (جسد مبارک کے) نیچے چادر بچھائی تھی'۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب سوئم

۱ یہ جملہ ترجمہ ہونے سے رہ گیا تھا۔ اصل سے مراجعت کر کے شامل کیا جا رہا ہے۔ (ن س ظ)

۲ یہ جملہ ترجمہ ہونے، یا کمپوز ہونے سے رہ گیا تھا۔ اصل سے مراجعت کر کے شامل کیا جا رہا ہے۔ (ن س ظ)

۳ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں پروف کی غلطی کی وجہ سے یزید حمیری لکھا گیا ہے۔ جو درست نہیں۔ (ن س ظ)

۴ قوسین کا اضافہ مصری نسخہ کا ہے۔ (صاوی)

۵ عبد مناف کے باپ اور ماں دونوں ہی کا نام زہرہ ہے۔ ابن قتیبہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بنو زہرہ کو بنو زہرہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی ماں کا نام زہرہ تھا نہ اس لئے کہ ان کے باپ کا نام زہرہ تھا۔ (مترجم)

۶ حضرت حفصہ نے حضرت معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔ (مترجم)

۷ 'ان خواتین کی ایک بہن لبابہ صغریٰ بھی تھی، جو ولید بن مغیرہ مخزومی سے بیاہی گئی تھی اور حضرت خالد بن ولید کی ماں تھی'۔ یہ جملہ مترجم کا ایزاد ہے۔ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں سہواً قوسین نہیں لگ سکے۔ یہ جملہ نسخہ صاوی میں نہیں۔ (ن س ظ)

۸ معارف (اردو ترجمہ) طبع اول میں سہواً قوسین نہیں لگ سکے۔ قوسین کا بیان مترجم کا ایزاد ہے۔ (ن س ظ)

۹ ان کی پہلی شادی حضرت علی سے ہوئی تھی ان کی وصیت کے مطابق مغیرہ سے ان کی شادی ہوئی۔ دیکھئے معارف کا عربی صفحہ نمبر: ۵۶ (ن س ظ)

۱۰ اسی طرح بعض کا کہنا ہے کہ ان کا نام سفیان تھا۔ (صاوی)

۱۱ یہاں مترجم نے راویوں کے نام چھوڑ دیئے تھے۔ اصل سے مراجعت کر کے شامل کر دیئے گئے ہیں۔ (ن س ظ)

۱۲ معارف طبع اول (اردو ترجمہ) میں جنگ حنین کی جگہ کتابت کی غلطی کی وجہ سے جنگ خیبر لکھا گیا ہے۔ جو درست نہیں۔ (ن س ظ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳ یہاں مترجم نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ، تلوار اور زرہ کا تذکرہ بھی کیا ہے، جو معارف طبع اول میں شامل ہے۔ چونکہ یہ بیان نسخہ صاوی میں موجود نہیں لہٰذا متن سے حذف کیا جا رہا ہے۔ مترجم کا ایزاد یہ ہے۔ 'آپ کے اونٹ کا نام الاورق تھا، آپ کی تلوار ذوالفقار اور زرہ ذوالفضول تھی'۔ (ن س ظ)

۱۴ صحیح روایات سے یہ سفر ثابت نہیں ہوتا۔ (مترجم)

۱۵ واقعہ معراج کا صحیح سال ۱۲ نبوی ہے۔ (مترجم)

۱۶ یہاں چند سطور اور اشعار ترجمہ ہونے سے رہ گئے تھے۔ اصل سے مراجعت کر کے اب شامل کئے جا رہے ہیں۔ (ن س ظ)

۱۷ مترجم کا ایزاد (یہ لوگ ہیں جنھوں نے جنگ بدر میں قریش کے لشکر کے کھانے پینے کے اخراجات اپنے ذمے لئے تھے۔ انہیں کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: 'بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنے کی غرض سے مال خرچ کر رہے ہیں، وہ یہ مال خرچ کریں گے پھر یہی مال ان کے لئے ناکامی اور حسرت کا موجب ہوگا اور آخر کار وہ سب مغلوب ہوں گے'۔ [سورہ الانفال، آیت: ۳۶]

۱۸ یہ غلط ہے۔ غالباً یہ اضافہ کاتبوں کا غیر محتاط ایزاد ہے۔ (مترجم)

۱۹ صحیح سال ۵ھ ہے۔ (مترجم)

۲۰ صحیح سال ۷ھ ہے۔ (مترجم)

۲۱ یہ بیان درست نہیں ہے بیعت رضوان کے وقت مسلمانوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ (مترجم)

۲۲ ام کلثوم کی وفات کا درست سال ۹ھ ہے۔ (مترجم)

۲۳ راقمہ نے تبوک کی اس مسجد اور دیگر آثار کی زیارت کے لئے ۲۰۰۰ء میں تبوک کا سفر کیا۔ اسی مقام پر ایک خوبصورت سفید مسجد آج بھی مسجد رسول اللہ کے نام سے موجود ہے۔ (ن س ظ)

۲۴ یہ سن درست نہیں صحیح ۷ھ ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

تذکرہ صحابہ کرام

الف۔ عشرہ مبشرہ

﴿۱﴾ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابومحمد (ابن قتیبہ کا) بیان ہے کہ (حضرت) ابوبکر کا نام عبداللہ اور ان کے والد ابوقحافہ کا نام عثمان تھا، زمانہ جاہلیت میں ابوبکر کا نام عبدالکعبہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھ دیا۔ ان کے حسن و جمال کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے انہیں عتیق کا لقب دیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ عتیق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: انت عتیق من النار ۔'تم آتش دوزخ سے آزاد ہو'۔ انہیں صدیق اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے واقعہ معراج کی تصدیق کی تھی۔

(حضرت) ابوبکر کا نسب ہے، عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ ان کو قریش کی شاخ تیم کی نسبت سے تیمی کہا جاتا ہے۔ مشترکہ جداعلی (مرہ بن کعب) سے ان کی اور رسول اللہ ﷺ کی پیڑھیاں برابر ہیں کیونکہ ان کا نسب مرہ بن کعب پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔ اور ان دونوں اور مرہ بن کعب کے درمیان چھ پشتیں ہیں۔

راویوں کا بیان ہے کہ ابوقحافہ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ ان کے سر کے بال ثغامہ گھاس کی طرح بالکل سفید تھے۔ ابوقحافہ نے آنحضرت کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی، مکہ سے مدینہ آئے اور (حضرت) عمر کے عہد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت میں اپنی وفات تک یہیں مقیم رہے۔ (حضرت) ابوبکر نے اپنے والد سے پہلے انتقال کیا۔ ان کی میراث سے ابوقحافہ کو سدس یعنی چھٹا حصہ ملا مگر انہوں نے اسے (حضرت) ابوبکر کی اولاد کو لوٹا دیا۔ (حضرت) ابوقحافہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۴ھ میں انتقال کیا۔ انہوں نے ستانوے (۹۷) سال عمر پائی۔

(حضرت) ابوبکر کی والدہ کا نام سلمی بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھا وہ ابو قحافہ کی چچازاد بہن تھیں۔ ان کی کنیت ام الخیر تھی (وہ اسلام کے ابتدائی دنوں میں ہی مسلمان ہوگئی تھیں)۔

ابوقحافہ کی اولاد میں (ایک بیٹا) ابوبکر اور دو بیٹیاں ام فروہ اور قریبہ تھیں۔ ام فروہ کا نکاح قبیلہ ازد میں ہوا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ ان کا دوسرا نکاح تمیم داری سے ہوا اور تیسرا نکاح اشعث بن قیس کندی سے ہوا۔ قریبہ حضرت سعد بن عبادہ کے نکاح میں تھیں۔

قبول اسلام : سب سے پہلے کون اسلام لایا اس میں روایتیں مختلف ہیں: (پہلی روایت) ابن اسحاق کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں جو سب سے پہلے اسلام لایا اور آپؐ کی اتباع کی وہ علی ابن طالب ہیں۔ اس وقت وہ نو (۹) سال کے بچے تھے۔ ان کے بعد زید بن حارثہ اور ابوبکر بن ابی قحافہ اسلام لائے۔ ان کے بعد ایک جماعت اسلام لائی، جن میں عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ (شامل) ہیں۔

(دوسری روایت) یہ روایت ابوالخطاب کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے نوح بن قیس نے، ان سے ابوفاطمہ سلیمان نے اور ان سے عبداللہ عدوی کی صاحبزادی معاذہ نے کہا کہ میں نے علی کو بصرہ کے منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ 'میں صدیق اکبر ہوں، میں ابوبکر سے پہلے ﴿ص ۴۷﴾ ایمان لایا ہوں اور میں نے اسلام قبول کیا، اس سے قبل کہ ابوبکر اسلام قبول کرتے'۔

(تیسری روایت) اس میں ابوالخطاب نے کہا کہ مجھ سے ابوداؤد نے، ان سے شعبہ نے، ان سے سلمہ بن کہیل نے کہا کہ میں نے حَیّۃ العُرَنی سے سنا کہ انہوں نے (حضرت) علی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہتے سنا کہ 'میں پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی'۔

(چوتھی روایت) ابوالخطاب نے کہا مجھ سے ابو داؤد نے، ان سے شُعبہ نے، ان سے جریری نے روایت کی کہ انہوں نے ابونضرہ کو یہ کہتے سنا کہ، ابوبکر نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا: 'مجھ سے زیادہ خلافت کا کون مستحق ہوسکتا ہے، کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟'۔

حلیہ : عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے والد کا) حلیہ یوں بیان فرمایا ہے۔ ان کا رنگ گورا، جسم اکہرا تھا۔ رخساروں میں گوشت کم تھا۔ ان کے کاندھے سینے سے نکلے ہوئے تھے۔ کولھے پر پاجامہ نہ ٹکتا تھا۔ آنکھیں اندر کو گھسی ہوئی تھیں۔ پیشانی ابھری ہوئی اور ہتھیلیوں کی نسیں گوشت سے خالی تھیں۔ وہ مہندی اور کتم (ایک خوشبودار پودا) سے اپنے بالوں میں خضاب کرتے تھے۔

بیعت خلافت و وفات : (حضرت) ابوبکر کی خلافت کی بیعت اسی دن سقیفۂ بنو ساعدہ بن کعب بن خزرج میں ہوئی، جس روز رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا۔ دوسرے روز منگل کو (مسجد نبوی) میں بیعت عامہ ہوئی۔ (آپ کے خلیفہ ہوتے ہی) عربوں کی بڑی تعداد اسلام سے پھر گئی اور زکوۃ کی ادائیگی روک دی۔ آپ نے مرتدین کے خلاف جہاد کر کے ان کی اصلاح کی اور انہیں راہ راست پر لائے۔ انہوں نے ۱۱ھ میں (حضرت) عمر کو امیر الحج مقرر فرمایا اور لوگوں نے انہیں کی قیادت میں حج ادا کیا۔ عہد صدیقی میں یمامہ دوبارہ فتح ہوا اور مسیلمہ کذاب مارا گیا۔ اسی طرح یمن کے مقام صنعا میں (ایک اور جھوٹا نبی) اسود بن کعب عنسی مارا گیا۔ ۱۲ھ میں (حضرت) ابوبکر کی قیادت میں مسلمانوں نے حج ادا کیا۔ ۱۳ھ میں شام پر فوج کشی کی گئی۔ اجنادین کا معرکہ جمادی الاولی ۱۳ھ میں سر ہوا۔

(حضرت) ابوبکر کے مرض الموت اور وفات کے دن سے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ ابوالیقظان نے سلام بن ابی مطیع کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ (حضرت) ابوبکر نے زہر کے اثر سے پیر کی شام کے آخری پہر میں انتقال کیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کی بیماری کا سبب یہ ہوا کہ سخت سردی کے موسم میں آپ نے غسل کیا۔ جس سے آپ کو بخار آ گیا۔ پندرہ دنوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک بخار میں مبتلا رہے جب مرض میں اضافہ ہوا اور آپ میں چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی تو (حضرت) عمر نماز کی امامت کے فرائض انجام دینے پر مامور ہوئے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ (حضرت) ابوبکر نے جمعہ کے دن جمادی الاخرہ ۱۳ھ کی نو راتیں باقی تھیں (۲۱ر جمادی الاخرہ ۱۳ھ) کو وفات پائی۔ ان کی مدت خلافت دو سال تین ماہ اور نو دن ہے۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ آپ کی زوجہ اسماء بنت عمیس آپ کو غسل دیں گی۔ مرنے کے بعد آپ کو اس تخت پر اٹھایا اور غسل دیا گیا جس پر رسول اللہ ﷺ سوتے تھے۔ اور یہ (حضرت) عائشہ کی ملکیت میں تھا۔ (بعد کے زمانے میں) معاویہ کے موالی میں سے ایک شخص نے اس تخت کو چار ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور یہ مدینہ میں موجود ہے۔ نماز جنازہ (حضرت) عمر نے پڑھائی۔ قبر میں عمر، عثمان، طلحہ (بن عبید اللہ) اور عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اترے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (حضرت) عائشہ کے حجرے میں دفن کئے گئے۔

(حضرت) ابوبکر نے (حضرت) عائشہ سے وصیت کی تھی کہ جان پدر! ﴿ص ۷۵﴾ میری خلافت کے زمانے میں میرے مال میں جو اضافہ ہوا ہے، اس کا حساب کر کے مسلمانوں کو واپس کر دینا کیونکہ مسلمانوں کے مال میں سے ہمارا حق اتنا ہی تھا جو ہم نے موٹے پسے ہوئے کھانے کھائے اور موٹے چھوٹے کپڑے پہنے۔ (حضرت) عائشہ نے جب تحقیق کی تو پتا چلا کہ (خلافت کے بعد جس مال کا اضافہ ہوا ہے وہ) ایک اونٹ، ایک بوسیدہ موٹی چادر جس کی قیمت پانچ درہم بھی نہیں تھی اور ایک بھرت کا گدیلا ہے۔ جب یہ چیزیں (حضرت) عمر کی خدمت میں لائی گئیں تو (حضرت) عبدالرحمان بن عوف نے (حضرت) عمر سے کہا: 'اے امیر المومنین کیا آپ ان چیزوں کو ابوبکر کی اولاد سے واپس لے لیں گے'۔ (حضرت) عمر نے جواب دیا: 'ابوبکر اپنی زندگی میں ان چیزوں سے گنہ گار اور ان میں آلودہ نہ ہوئے تو کیا ان کی وفات کے بعد میں یہ بوجھ ان پر لاد دوں۔ رب کعبہ کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ ابوبکر پر رحم کرے انہوں نے اپنے بعد آنے والے کو تھکا دیا'۔ راویوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابوبکر نے تریسٹھ (۶۳) سال عمر پائی۔ رسول اللہ ﷺ ان سے عمر میں ان کی مدت خلافت کے بقدر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سوا دو سال) بڑے تھے۔

مجھ (ابن قتیبہ) سے عبدالوارث بن سعید نے، ان سے عبدالعزیز بن صُہیب نے انس بن مالک کا یہ بیان نقل کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اونٹ پر ابوبکر ان کے پیچھے بیٹھے تھے۔ ابوبکر بوڑھے لگتے تھے اور لوگوں میں جانے پہچانے تھے جبکہ آنحضرت ﷺ جوان دکھائی دیتے تھے اور لوگ آپ کو جانتے بھی نہ تھے۔ لوگ ابوبکر سے کہتے تھے کہ اے ابوبکر! آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں۔ یہ جواب دیتے: 'یہ میرے رہ نما ہیں'۔ اس سے لوگ یہ سمجھتے کہ آپؐ راہ دکھانے والے ہیں جبکہ (حضرت) ابوبکر کی اس سے یہ مراد ہوتی تھی کہ آپؐ بھلائی اور نیکی کی راہ دکھانے والے ہیں۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ (حضرت) ابوبکر، آنحضرت سے عمر میں بہت زیادہ بڑے تھے حالانکہ ارباب سیرت و روایت کے ہاں جو بات معروف اور جانی پہچانی ہے وہ وہی ہے جسے میں نے پہلے بیان کیا ہے۔

اولاد : ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے، عبداللہ بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر ان دونوں کی ماں، بنو عامر بن لُوی کی قُتیلہ نامی عورت تھی۔ عبدالرحمان (بن ابوبکر) اور عائشہ (بنت ابوبکر) کی والدہ بنی فراس بن غنم بن کنانہ کی ام رومان بنت حارث بن حویرث تھیں۔ ام رومان پہلے حارث بن سخبرۃ کے نکاح میں تھیں۔ اور اس سے ان کے بیٹے طفیل بن حارث پیدا ہوئے۔ ابوطفیل کو وہ سرات سے اپنے بال بچوں کے ساتھ مکہ آیا اور ابوبکر سے معاہدہ کر کے یہیں بس گیا۔ بعد میں وہ مر گیا تو ان کی بیوی سے ابوبکر نے شادی کر لی۔ یہ طفیل (حضرت) عائشہ کے اخیافی بھائی تھے۔ (تیسرا بیٹا) محمد بن ابی بکر تھا اس کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ (ان کی تیسری بیٹی) ام کلثوم کی ماں (حبیبہ) بنت زید بن خارجہ انصاریہ تھیں۔

☆ عبداللہ بن ابوبکر : یہ غزوہ طائف میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ اس میں زخمی ہو گئے تھے وہ اپنے والد کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے اور (اس زخم کے دوبارہ ہرے ہو جانے کی وجہ سے) انتقال کیا۔ انہوں نے ترکہ میں سات دینار چھوڑیں۔ (حضرت) ابوبکر نے اس کو بہت زیادہ سمجھا۔ (حضرت) عبداللہ کے ایک بیٹے اسماعیل نامی تھے جنہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بچپن میں) انتقال کیا۔ (ان عبداللہ کی) نسل نہ چلی۔

☆ **اسماء بنت ابوبکر** : یہی ذات النطاقین ہیں۔ ان سے زبیر بن عوام نے مکہ میں شادی کی۔ ان کے کئی بچے ہوئے۔ (حضرت) زبیر نے انہیں طلاق دیدی تھی اور وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مکہ میں ان کی شہادت تک رہیں۔ انہوں نے سو (۱۰۰) سال عمر پائی۔ مکہ میں انتقال کیا۔ اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔

☆ **عائشہ** : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ ﴿ص ۷۶﴾ میں (ابن قتیبہ) ان کا ذکر ازواج مطہرات کے ضمن میں کر چکا ہوں۔

☆ **عبدالرحمان بن ابی بکر** : یہ جنگ بدر میں مشرکین مکہ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد وہ اسلام لائے اور ان کا اسلام پختہ ہوا۔ ۵۳ھ میں مکہ کے قریب ایک پہاڑی پر انہوں نے اچانک انتقال کیا۔ عائشہ ان کی (لاش) کو حرم میں لائیں۔ ان کی تجہیز و تکفین کی اور ان کی طرف سے غلام آزاد کئے۔ عبدالرحمان جنگ جمل میں اپنی بہن (حضرت عائشہ) کے ساتھ تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کے دو بیٹے محمد اور عبداللہ تھے اور ایک بیٹی حفصہ تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمان کے بیٹے طلحہ تھے۔ ان کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں۔ اور عائشہ بنت طلحہ کی ماں ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم تھیں۔ طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابوبکر فیاض اور سخی تھے۔ ان کے بیٹے کا نام محمد تھا وہ مکہ کے حاکم رہ چکے تھے۔ طلحہ کی نسل بڑی تعداد میں موجود ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے قریب آباد ہیں۔ محمد بن طلحہ کی بیٹی عائشہ (عباسی خاندان کے) سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کی بیوی تھیں۔

☆ **محمد بن عبدالرحمان** : عبدالرحمان بن ابوبکر کے بڑے بیٹے محمد کے بیٹے کا نام عبداللہ بن محمد تھا۔ ان کی نسل موجود ہے۔ یہ لوگ آل ابی عتیق کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ (حضرت) ابوبکر کی اولاد میں باہمی شرف وفضیلت کی بحث ہوئی۔ ان میں سے ایک نے کہا: 'میں صدیق کا بیٹا ہوں' دوسرے نے کہا: 'میں ثانی اثنین کا بیٹا ہوں' ایک اور نے کہا: 'میں صاحب غار کا فرزند ہوں' اور محمد بن عبدالرحمان نے کہا: 'میں ابوعتیق کا بیٹا ہوں'۔ چنانچہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کی اولاد آج تک (بزمانہ ابن قتیبہ) آل ابی عتیق کہلاتی ہے۔

☆ **محمد بن ابوبکر** : محمد کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ وہ قریش کے ناسکوں میں تھا۔ [1] اس نے (حضرت) عثمان کے قتل میں باغیوں کی مدد کی (حضرت) علی نے اپنے زمانہ، خلافت میں مصر کی گورنری اسے عطا کردی۔ وہاں اس نے (حضرت) معاویہ کے حامیوں (صحیح حامیانِ عثمان سے کہ اہل خربتا کہلاتے تھے) سے اس کی لڑائی ہوئی، وہ شکست کھا کر ایک ویرانہ میں چھپ گیا) اس کے مخالفوں نے اسے ڈھونڈھ نکالا اور اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

محمد کے بیٹے کا نام قاسم تھا۔ وہ باندی کے بطن سے تھے۔ قاسم حجاز کے فقیہ اور مرد فاضل تھے۔ انہوں نے مکہ کے قریب قدید کے مقام پر ۱۰۸ھ میں انتقال کیا۔ قاسم کے بیٹے کا نام عبدالرحمان بن قاسم اور بیٹی کا نام ام فروہ تھا۔ ام فروہ کی شادی محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے ہوئی (جس سے جعفر الصادق پیدا ہوئے)۔ عبدالرحمان بن قاسم (بن محمد بن ابوبکر صدیق) قریش کے فاضل ترین شخص تھے۔ ابومحمد کنیت کرتے تھے۔ ان کی اولاد مدینہ میں موجود ہے مگر ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔

☆ **ام کلثوم بنت ابوبکر** : (حضرت) عمر بن خطاب نے (حضرت) عائشہ کے ذریعہ انہیں نکاح کا پیغام دیا تھا، لیکن ام کلثوم نے انکار کردیا، پھر ان کا نکاح (حضرت) طلحہ بن عبیداللہ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے زکریا بن طلحہ بن عبیداللہ اور عائشہ بنت طلحہ پیدا ہوئے۔ طلحہ بن عبیداللہ کی شہادت کے بعد ان سے عبدالرحمان بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی نے شادی کرلی تھی۔

ابی بکر کے موالی:

☆ **بلال بن رباح** : ان کی ماں کا نام حمامہ تھا۔ بلال مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ (قریش کی شاخ) بنو جمح کے ایک شخص (امیہ بن خلف) کے غلام تھے اور اسلام لانے کے جرم میں ان کو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں۔ چنانچہ ابوبکر نے پانچ اوقیہ سونے کے عوض خرید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اللہ کے لئے ان کو آزاد کر دیا۔ بلال جنگ بدر اور عہد نبوی کی تمام جنگوں میں شریک رہے۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اذان دی۔ رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بلال (حضرت) ابوبکر کے پاس آئے اور شام جانے کی اجازت طلب کی انہوں نے اجازت دیدی (اور وہ شام چلے گئے) اور وہیں کے ہو رہے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد اذان نہیں دی۔ ۲ جب عمر (اپنے عہد خلافت میں ۱۶ھ میں) شام تشریف لائے تو انہوں نے بلال سے اذان دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے اذان دی۔ (حضرت) عمر رونے لگے۔ آپ کے ساتھ سارے صحابہ رونے لگے۔

عطایا اور وظائف کے دیوان میں (حضرت) بلال کا نام قبیلہ خثعم کے ساتھ درج تھا۔ چنانچہ آج تک (تا زمانہ ابن قتیبہ) شام میں جو حبشی بھی ہے اس کا نام قبیلہ خثعم کے دیوان میں درج ہے (حضرت) بلال نے شام میں وفات پائی۔

واقدی کی روایت ہے کہ (حضرت) بلال کو وہ سرات کے مولد تھے۔ ﴿ص ۷۷﴾ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ وہ سیاہ فام، دبلے پتلے اور لانبے تھے۔ ان کے کاندھے سینے پر جھکے ہوئے تھے۔ جسم میں بال بہت تھے۔ گالوں پر گوشت بہت کم تھا۔ بال کھچڑی تھے مگر خضاب نہ لگاتے تھے۔ انہوں نے ۲۰ھ میں دمشق میں انتقال کیا۔ ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی۔

☆ عامر بن فہیرہ : (حضرت) ابوبکر کے موالی میں عامر بن فہیرہ تھے۔ (حضرت) عائشہ کے اخیافی بھائی طفیل بن حارث کے غلام تھے۔ عامر بن فہیرہ اسلام لائے تھے۔ چونکہ مسلمان ہونے کی پاداش میں ان پر تشدد کیا جاتا تھا، اس لئے (حضرت) ابوبکر نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ ابومحمد (ابن قتیبہ) کہتے ہیں کہ مجھ سے متعدد راویوں نے روایت کی ہے، انہیں میں الریاشی بھی ہیں کہ، ابوبکر نے سات غلاموں اور باندیوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام لانے کے جرم میں کفار قریش ان پر سخت ظلم وستم کرتے تھے اپنے مال سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ان میں ☆ بلال بن رباح ☆ عامر بن فہیرہ ☆ زبیرہ ☆ ام عُبیس ☆ بنی عمرو بن مومل کی ایک باندی ☆ النہدیہ اور ☆ اس کی بیٹی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامر بن فہیرہ سفر ہجرت مدینہ میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپؐ کی خدمت پر مامور تھے۔ وہ جنگ بدر اور واقعہ بئر معونہ میں شریک تھے اور اسی واقعہ میں شہید ہوئے۔

☆ **صفیہ** : (حضرت) ابوبکر کے موالی میں صفیہ بھی تھیں جو محمد بن سیرین کی والدہ تھیں۔

☆ **ابونافع** : ابونافع بھی (حضرت) ابوبکر کے مولی تھے۔ وہ عبدالرحمان بن ابی بکر کے مولی تھے۔ اور نہایت دولت مند آدمی تھے۔ اس قول سے وہی مراد ہیں کہ بخت أبی نافع (قسمت ہو تو ابونافع جیسی ہو)۔ ان کا قیام بصرہ میں تھا اور وہاں ان کی حویلی بہت مشہور تھی۔ انہیں کے بارے میں ابن مُفرّغ حمیری کہتا ہے:

سقی اللہ أرضا لی ودارا ترکتھا ۔ الی جنب داری معقل بن یسار

أبو نافع جارلھا وابن برثن ۔ فیالک جاری ذلة وصغار

[اللہ میرے گھر اور اس سرزمین کو جو معقل بن یسار کے دو گھروں کے پہلو میں ہے اور جسے میں نے چھوڑ دیا ہے باران رحمت سے سیراب کرے اس کے پڑوس میں ابونافع اور ابن برثن رہتے ہیں۔ یہ دونوں پڑوسی کس قدر ذلت وخواری کے ہم سایہ ہیں]۔

ابومحمد کا کہنا ہے ابن بُرثن بنوضبیعہ کے مولی تھے۔ ابونافع سے کہا گیا کہ ابن مفرغ نے آپ کی ہجو کی ہے۔ انہوں نے کہا 'اس نے میری ہجو کی ہے تو کیا میں یا میرا بیٹا طلحہ مر جائے گا؟' لوگوں نے کہا 'نہیں ایسا نہیں ہے'۔ ابونافع بولے 'تو پھر میں اس کی پروا نہیں کرتا'۔

☆ **مرہ بن ابی عثمان** : (حضرت) ابوبکر کے موالی میں مرہ بن ابی عثمان تھے۔ یہ عبدالرحمان بن ابوبکر کے مولی تھے۔ (حضرت) عائشہ نے (عراق کے گورنر) زیاد بن ابوسفیان کو ان کا خیال رکھنے کی غرض سے ایک خط تحریر کیا تھا۔ زیاد اس خط سے بہت خوش ہوئے۔ مرہ کی عزت کی اور بصرہ میں نہر مرہ نامی جگہ ان کو جاگیر میں عطاء کی۔ یہ نہر انہیں مرہ کی جانب منسوب ہے۔ بصرہ میں ان کی نسل بکثرت موجود ہے۔

☆ **سلیمان بن بلال** : قاسم بن محمد بن ابی بکر کے موالی میں سلیمان بن بلال تھے۔ وہ نسلاً بربری اور خوبصورت آدمی تھے۔ مدینہ کے افسر خراج تھے۔ ان سے حدیثیں روایت کی گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مدینہ میں ۱۷۲ھ میں وفات پائی۔ یہ ہارون کی خلافت کا زمانہ تھا۔

﴿۲﴾ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ونسب : (حضرت) عمر کا نسب نامہ ہے: عمر بن خطاب بن نُفیل بن عبدالعزیٰ بن قُرط بن رِیاح بن عبداللہ بن رِزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ (قرشی) عدی کی نسبت سے انہیں 'عدوی' بھی کہا جاتا ہے۔

(حضرت) عمر کے والد خطاب بن نُفیل ﴿ص ۸۷﴾ کا شمار قریش کے معززین میں ہوتا تھا۔ خطاب کی والدہ بنی فہم کی ایک خاتون تھی جو نفیل کے نکاح میں تھی۔ نفیل کی موت کے بعد اس کے سوتیلے بیٹے عمرو بن نفیل نے اس سے شادی کر لی تھی اور اس کے بطن سے زید بن عمرو پیدا ہوئے۔ زید کی ماں اور خطاب کی ماں ایک ہی عورت تھی۔ یہ زید سعید بن زید کے باپ تھے۔ جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ خطاب کے دو بیٹے ہوئے۔ زید بن خطاب اور عمر بن خطاب۔

زید بن خطاب کی ماں کا نام اسماء تھا اور بنی اسد بن خزیمہ سے تھیں۔ زید (حضرت) عمر سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ دونوں بھائیوں کے پاس ایک ہی زرہ تھی اور ہر بھائی دوسرے بھائی سے یہی کہتا تھا کہ: 'اللہ کی قسم اسے تمہارے سوا کوئی اور نہ پہنے گا'۔ وہ معرکہ احد میں بھی شریک تھے اور ان چار افراد میں شامل تھے جو میدان جنگ میں ڈٹے رہے اور وہاں سے فرار نہ ہوئے۔ ۱۲ھ میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ (یمامہ) میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا قاتل ابومریم حنفی تھا۔ یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ جس نے انہیں شہید کیا وہ ابومریم کا بھائی سلمہ تھا۔ (حضرت) زید کی کنیت ابو عبدالرحمان تھی۔ ان کے بیٹے کا نام عبدالرحمان تھا، ان کی ماں (حضرت) ابولبابہ انصاری کی بیٹی تھیں۔ (زید کی ایک بیٹی تھیں) جن کا نام اسماء تھا۔ ان اسماء کی شادی عبیداللہ بن عمر سے ہوئی وہ جب (جنگ صفین میں) قتل ہوئے تو اسماء ان کی زوجیت میں تھیں۔ عبدالرحمان کے بیٹے کا نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالحمید تھا، وہ لنگڑے تھے۔ ان کے دوسرے بیٹے عبداللہ تھے جن کی ماں فاطمہ بنت عمر تھیں۔ یہ عبدالحمید، عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے (عراق کے) گورنر تھے۔ ان کے بیٹے تھے: ☆ابراہیم ☆عبدالملک ☆عبدالکبیر ☆عمر ☆زید ☆عبدالعزیز اور ☆محمد۔ ابراہیم کے بیٹے کا نام اسحاق تھا وہ الخطابی کی نسبت سے مشہور تھے۔ ان کی اولاد بصرہ میں بڑی معزز ہے ان لوگوں کی تعداد بھی بہت ہے۔ عبدالحمید کی اولاد حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئی۔

(حضرت) عمر کی کنیت 'ابوحفص' تھی۔ ان کی والدہ حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ مخزومی کی بیٹی تھیں۔ ان کا لقب 'الفاروق' اس وجہ سے پڑا کہ انہوں نے اپنے اسلام کا بہ آواز بلند اعلان کیا اور لوگوں میں اس کی منادی کرادی تھی جب کہ دوسرے لوگ اسے پوشیدہ رکھتے تھے۔ یوں انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا۔ ان کے مسلمان ہونے سے پہلے مکہ میں انتالیس (۳۹) مرد اور عورتیں اسلام لا چکے تھے۔ (حضرت) عمر کے اسلام لانے کے بعد یہ تعداد چالیس پوری ہوگئی۔ (حضرت) عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: 'جب سے عمر اسلام لائے ہماری عزت میں اضافہ ہوتا گیا'۔

حلیہ : حجاز کے کچھ راوی کہتے ہیں کہ وہ گورے چٹے، دراز قامت تھے، پیشانی کے بال اڑے ہوئے تھے اور چہرے پر سرخی غالب تھی۔ کوفہ کے راویوں کا بیان ہے کہ (حضرت) عمر کا رنگ گہرا گندمی تھا۔ داڑھی میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔ ایک اور روایت ہے کہ وہ دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ بآسانی یکساں کام کرتے تھے۔ ایسے شخص کو 'الاضبط' کہا جاتا ہے۔

(ابن قتیبہ نے) کہا: مجھ سے سہل بن محمد نے ان سے اصمعی نے، ان سے شعبہ نے اور ان سے سماک بن حرب نے بیان کیا کہ: عمر 'اروح' تھے۔ (دراز قامتی کے سبب) ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ سوار ہیں اور دوسرے لوگ پیدل چل رہے ہوں۔ اور جیسے 'سدوس' کے قبیلے کے آدمی ہوں (سدوس کے قبیلے کے لوگ نہایت لمبے چوڑے ہوتے تھے) 'الاروح' ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ چلنے میں اس کی دونوں ایڑیاں قریب ہو کر رگڑ کھاتی ہیں۔ (ایسا تیز رفتاری کے سبب ہوتا ہے)۔

خلافت : ابومحمد (ابن قتیبہ نے) کہا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد عمر رضی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ کو اپنا جانشیں نام زد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل ﴿ص ۹۷﴾ سے ان کے زمانہ خلافت میں بیت المقدس اور دمشق (حضرت) خالد بن ولید کے ہاتھ پر صلح سے فتح ہوا۔ اور میسان، دستِ میسان، ۳ اَبزقُباد اور (شام میں) یرموک کی جنگوں میں کامیابی عطاء ہوئی۔ اس کے بعد الجابیہ (شام) کا معرکہ پیش آیا اور اہواز اور اس کے پرگنہ جات (ایران کے جنوبی حصے، خوزستان) ابوموسیٰ اشعری کے ہاتھوں تسخیر ہوئے۔ جنگ جلولاء (ایران) ۱۹ھ میں ہوئی اور مسلمانوں کے سالار و امیر سعد بن ابی وقاص تھے۔ اسی عہد میں قیساریہ (شام) فتح ہوا اور لشکر اسلامی کے سالار معاویہ تھے۔ پھر ۲۰ھ میں معرکہ بابیلون (مصر) ہوا اور مسلمانوں کے امیر عسکر عمرو بن عاص تھے۔ ۲۱ھ (ایران میں) نہاوند کا معرکہ کامیابی سے سر ہوا اور اسلامی افواج کے سالار نعمان بن مُقرن مُزنی تھے۔ اہواز (ایران) کا علاقہ 'ارجان' ۲۲ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی قیادت میں فتح ہوا۔ اصطخر کی پہلی لڑائی اور ہمدان ۴ کی تسخیر ۲۳ھ میں ہوئی۔

عام الرمادہ اور طاعون عمواس : 'الرّمادہ' (عرب کا قحط) اور 'طاعون عمواس' ۱۸ھ میں ہوا۔ ۵

شہادت : (حضرت) عمر نے مسلسل دس سالوں تک لوگوں کے ساتھ حج کیا اور لوگوں نے ان کی قیادت میں فریضہ حج ادا کیا۔ (جب وہ اپنے آخری حج کے بعد) مدینہ تشریف لائے تو مغیرہ بن شعبہ کے غلام فیروز ابولولو نے بروز پیر، ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو آپ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ واقدی کی روایت ہے کہ عمر چہار شنبہ ۲۳ ذوالحجہ کو زخمی ہوئے۔ تین دن تک زندہ رہے اور ۲۶ ذوالحجہ (۲۳ھ) کو آپ نے وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ صہیب (بن سنان) نے پڑھائی اور (حضرت) عائشہ کے حجرۂ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ اور (حضرت) ابوبکر کے ساتھ ابدی نیند سوئے۔ ۶ ابن اسحاق کے بیان کے مطابق آپ کی خلافت کی مدت دس سال چھ ماہ اور پانچ راتیں تھی۔

سن : عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کتنی عمر پائی، اس میں روایتوں میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ انتقال کے وقت آپ کی عمر پچپن سال تھی۔ ابو الیقظان بھی یہی کہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ واقدی نے قیس بن الربیع، ابواسحاق اور عامر بن سعد کی روایت سے کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مگر یہ روایت غلط ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو پہلی روایت میں بیان ہوئی۔ مجھ (ابن قتیبہ) سے زید بن اخزم نے، ان سے ابوقتیبہ نے ان سے جریر بن حازم نے، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے عبداللہ بن عمر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ شہید ہوئے تو ان کا سن پچپن سال تھا۔

اولاد : عمر بن خطاب کے بیٹے ☆عبداللہ اور بیٹی ☆حفصہ کی والدہ (قبیلہ قریش کی) زینب بنت مظعون تھیں۔ ☆عبیداللہ کی ماں قبیلہ خزاعہ کی ملیکہ بنت جرول تھیں۔ ☆عاصم (بن عمر) کی ماں جمیلہ بنت عاصم بن ثابت حَمِیُّ الدُّبر تھیں۔ ☆زید بن عمر اور ☆فاطمہ بنت عمر کی ماں (حضرت) فاطمہ اور (حضرت) علی رضی اللہ عنہما کی بیٹی ام کلثوم تھیں ﴿ص ۸۰﴾ یہ بھی مروی ہے کہ (حضرت) عمر کی جو بیٹی ام کلثوم بنت فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئیں ان کا نام (فاطمہ نہیں بلکہ) رقیہ تھا اور ان کی شادی ابراہیم بن نُعیم النحام (عدوی قرشی) سے ہوئی تھی ان کا انتقال اپنے شوہر کی زندگی میں ہوگیا تھا۔ اور انہوں نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ ☆مُجَبِّر بن عمر کا نام عبدالرحمان تھا۔ ☆ابو شحمہ بن عمر کا نام بھی عبدالرحمان تھا۔ (حضرت) عمر کی ایک بیٹی کا نام ☆فاطمہ بنت عمر تھا۔ ان کے علاوہ بھی ان کی کئی بیٹیاں تھیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ وہ اپنے والد کے ساتھ مکہ میں اسلام لائے۔ وہ اس وقت کم سن تھے۔ بدر اور احد (جس میں وہ کم عمر تھے) کے بعد عہد نبوی کی تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ اور عبدالملک کے زمانے تک زندہ رہے۔ ابوالیقظان کی روایت ہے کہ راویوں کا خیال ہے کہ (حجاز کے اس وقت کے گورنر) حجاج بن یوسف نے ایک شخص کو خفیہ طور پر ان کو قتل کرنے پر مامور کیا۔ اس نے اپنے نیزے کی انی کو زہر آلود کیا۔ اور راستہ میں بھیڑ میں ان کے پاؤں کے تلوے میں نیزہ مارا۔ حجاج (عیادت کی غرض سے) ان کے ہاں گیا اور انجان بن کر دریافت کیا کہ 'اے عبدالرحمان! آپ کو یہ گزند کس نے پہنچایا ہے؟'۔ (حضرت) عبداللہ نے کہا 'تم نے مجھے یہ زخم لگایا ہے'۔ حجاج بولا! 'آپ ایسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کیوں کہہ رہے ہیں! اللہ آپ پر رحم کرے۔ ابن عمر نے کہا' تم ایسے شہر (مکہ) میں ہتھیار لے کر آئے جہاں اسلحہ نہیں لایا جاتا تھا'۔ اس (زخم) سے انہوں نے انتقال کیا۔ الروم (مکہ میں بنی جمح کی بستی) میں ان کا جنازہ پڑھایا گیا اور 'حافظ حرمان' (یا 'حرماز') میں دفن ہوئے۔ مگر ابوالیقظان کے علاوہ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ (حضرت) عبداللہ بن عمر نے مکہ میں انتقال کیا اور مقام فسخ میں دفن ہوئے۔ انہوں نے چوراسی سال عمر پائی۔ وہ اپنی داڑھی میں زرد خضاب لگاتے تھے۔ مکہ میں وفات پانے والے اصحاب رسول ﷺ میں وہ آخری صحابی تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اولاد میں ☆عبداللہ بن عبداللہ تھے۔ ان کی ماں صفیہ بنت ابی عبید ثقفی تھیں جو مختار ثقفی کی بہن تھیں۔ ☆سالم بن عبداللہ کی ماں باندی تھی ☆عاصم ☆حمزہ ☆بلال اور ☆واقد بیٹے تھے اور کئی بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک عمرو بن عثمان بن عفان کے نکاح میں اور دوسری عروہ بن زبیر بن عوام کے نکاح میں تھیں۔ ☆**عبداللہ بن عبداللہ** بن عمر، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر فاروق کا شمار قریش کے بڑے لوگوں میں ہوتا تھا اپنے باپ کے وصی اور جانشین یہی تھے۔ ان کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔ ان کی اولاد میں عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ تھے جو خلیفہ المہدی (عباسی) کی جانب سے کرمان کے والی تھے۔ موسیٰ (الہادی عباسی) نے انہیں مدینہ کا والی بنادیا تھا۔ انہیں میں عبداللہ بن عبدالعزیز (بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر) تھے۔ وہ بہت بڑے زاہد، عابد اور فاضل ترین شخص تھے۔ مدینہ کے قریب صحراء عرب میں انتقال کیا۔ ☆**سالم بن عبداللہ بن عمر**، سالم بن عبداللہ بن عمر فاروق کی کنیت ابوعمرو تھی۔ ان کا شمار نیکوکاروں اور فقہاء میں ہوتا تھا۔ ان کے والد کو ان سے پیار کرنے پر ملامت کی جاتی تھی۔ اور وہ کہتے تھے:

یلومونی فی سالم و الومهم وجلدة بین العین والانف سالم

[لوگ مجھے سالم سے محبت کرنے کی وجہ سے ملامت کرتے ہیں اور میں بھی انہیں ملامت کرتا ہوں، اور سالم مجھے اتنا ہی عزیز ہے جتنا آنکھ اور ناک کے درمیان کا چمڑا]۔

واقدی کا بیان ہے کہ سالم کی کنیت ابوالمنذر تھی۔ انہوں نے مدینہ میں ۱۰۶ھ میں وفات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی۔ (اموی خلیفہ) ہشام بن عبدالملک نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ☆عاصم بن عبداللہ بن عمر، عاصم بن عبداللہ بن عمر کے بیٹے محمد تھے۔ ان کی نسل کوفہ میں موجود ہے۔ ☆واقد بن عبداللہ بن عمر، واقد بن عبداللہ بن عمر حالت احرام میں اونٹ سے گر کر فوت ہوگئے۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن واقد تھے۔ وہ قریش کے رودادوں اور خوبصورت لوگوں میں تھے۔ شاعر انہیں کے بارے میں کہتا ہے:

احب من النسوان کل خریدة لها حسن عبّاد و جسم ابن واقد

[میں عورتوں میں سے ہر کنواری شرمیلی عورت کو چاہتا ہوں جسے عبّاد کا حسن اور ابن واقد کا جسم ملا ہو]۔

شعر میں عباد سے مراد عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر ہیں۔ ☆بلال بن عبداللہ بن عمر، بلال بن عبداللہ بن عمر فاروق کے چہرے پر زخم کا نشان تھا۔ عبداللہ بن عمر ان سے کہتے تھے: 'اے بلال! مجھے امید ہے کہ اولاد عمر میں تمھیں اشج (چہرہ پر زخم کا نشان والے) ہو'۔ انہوں نے چھٹپن میں انتقال کیا۔ ﴿ص ۸۱﴾ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔

عبیداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما : عبیداللہ نہایت قوی اور مضبوط آدمی تھے۔ جب (حضرت) عمر شہید ہوگئے تو انہوں نے اپنی تلوار نیام سے باہر نکال لی اور ابولولو کی بیٹی، ہرمزان اور جفینہ نامی ایک ایرانی کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ اور کہا میں (مدینہ میں) کسی ایرانی کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے جن لوگوں کو قتل کیا تھا ان کے قصاص میں (حضرت) علی نے انہیں قتل کرنا چاہا مگر یہ بھاگ کر (حضرت) معاویہ کے پاس (شام) چلے گئے۔ جنگ صفین میں ان کے ساتھ تھے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ ۸ عبیداللہ بن عمر کی اولاد میں ابوبکر و عثمان (بیٹے) اور ام عیسیٰ (بیٹی) تھیں۔ ابوبکر کی بیٹی ام سلمہ حجاج کی زوجیت میں تھیں۔ عثمان کی بیٹی کا نام ام عثمان تھا جو (اموی خلیفہ) عمر بن عبدالعزیز کی بیوی تھیں۔

عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما : عاصم بن عمر بن خطاب فاضل اور مرد صالح و صاحب خیر تھے۔ انہوں نے ۷۰ھ میں عبداللہ بن زبیر کی شہادت سے پہلے انتقال کیا۔ ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی عبداللہ نے ان کا مرثیہ کہا:

فلیت المنایا کن خلفن عاصما فعشنا جمیعا او ذھبن بنا معا

[اے کاش! موت نے عاصم کو چھوڑ دیا ہوتا اور ہم سب ایک ساتھ زندہ رہتے یا پھر ایک ساتھ ہی اس دنیا سے چلے جاتے]۔

عاصم بن عمر کی اولاد میں حفص، عمر، حفصہ، ام عاصم اور ام مسکین تھے۔ ☆ام عاصم سے عبدالعزیز بن مروان کی شادی ہوئی۔ ان کے بطن سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔ ام عاصم نے اپنے شوہر عبدالعزیز بن مروان کی زندگی میں انتقال کیا۔ ان کے بعد عبدالعزیز بن مروان نے ام عاصم کی بہن حفصہ سے شادی کی۔ انہیں کے متعلق کہا گیا ہے کہ: 'حفصہ (اپنی بہن) ام عاصم جیسی نہیں ہیں'۔ 9 ☆ام مسکین سے یزید بن معاویہ نے شادی کی، پھر اس نے انہیں طلاق دے دی اور عبیداللہ بن زیاد نے ان سے عقد کرلیا۔ ☆حفص بن عاصم کی اولاد میں عمر اور ام عاصم تھے۔ عمر بن حفص کے بیٹے عبیداللہ بن عمر العمری تھے۔ ان سے احادیث روایت کی جاتی ہیں۔

☆**ابو شحمہ بن عمر بن خطاب** : ابوشحمہ بن عمر فاروق کو ان کے والد نے شراب نوشی کے جرم میں کوڑے لگوائے تھے وہ اسی صدمہ میں مر گئے۔ ابوشحمہ کی نسل باقی نہیں ہے۔

☆**زید بن عمر بن خطاب** : زید بن عمر بن خطاب (راستہ گزر رہے تھے کہ) بنی عویج اور بنی رزاح کے مابین لڑائی ہو رہی تھی۔ ایک پتھر زید بن عمر کے بھی لگا۔ اسی سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ ان کی نسل موجود نہیں ہے۔ روایت ہے کہ ان کا اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی وقت میں انتقال ہوا۔ ان دونوں میں سے کوئی دوسرے کا وارث نہ ہوا ان دونوں ماں بیٹے کی نماز جنازہ (حضرت) عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ انہوں نے زید کو مقدم اور ام کلثوم کو مؤخر کیا۔ اس کے بعد سے مردوں کو مقدم کرنے کی سنت رائج ہوگئی۔

مُجبّر بن عمر بن خطاب : مُجبّر بن عمر بن خطاب کی اولاد موجود تھی مگر بعد میں وہ سب ہلاک ہوگئے اور ان میں کوئی بھی زندہ نہ رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حضرت) عمر کے موالی : عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے موالی میں: ☆**مالک الدار** تھے۔ (حضرت) عمر نے ان کو ایک مکان کا متولی مقرر کیا تھا جس میں وہ لوگوں میں کچھ (مال وزر) تقسیم کیا کرتے تھے۔ ان کی ام ولد کا نام حُبّـــی تھا۔ انہوں نے عثمان بن عفان کو دودھ پلایا تھا۔ وہ طرح دار خاتون تھیں، ان سے (حضرت) عثمان نے کہا: 'میں تمہیں جاگیر میں کچھ دینا چاہتا ہوں، تو بتاؤ پانچ حصوں میں کا ایک حصہ یا چھ حصوں میں کا ایک حصہ لینا پسند کروگی (۱/۵ یا ۱/۶)' ﴿ص ۸۲﴾ انہوں نے کہا: 'چھ حصوں میں کا ایک حصہ (۱/۶)'۔ چنانچہ (حضرت) عثمان نے ان کو یہ جاگیر عطاء کردی۔ مالک الدار یمن کی جانب منسوب ہوئے۔ ان مالک الدار کے موالی میں ذکوان تھے وہ بڑے مرتبہ والے تھے۔ بعض سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ (ان کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ) انہوں نے مکہ سے مدینہ تک کا فاصلہ ایک دن رات میں پیدل طے کیا تھا۔ ☆**مهجع**، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے موالی میں مُہجع تھے۔ وہ جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ ☆**اسلم**، سعید بن مسیّب کا بیان ہے کہ اسلم حبشی اور بجاوہ (نوبہ) کے باشندے تھے۔ ان کی کنیت ابو زید تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ۱۲ھ میں خریدا تھا۔ اسی سال اشعث بن قیس کندی کو (حضرت) ابوبکر کی خدمت میں پابجولاں لایا گیا تھا۔ اسلم کا بیان ہے کہ: 'میں نے اشعث کو ابوبکر سے باتیں کرتے سنا تھا'۔ اسلم نے عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانہ میں انتقال کیا۔ انہوں نے (حضرت) عمر سے بکثرت روایت کی ہے۔ ☆**زید بن اسلم**، اسلم کے بیٹے زید نے اپنے والد سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ ☆**نافع**، عبداللہ ابن عمر کے مولی تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ وہ آبرشہر (نیشاپور) کے رہنے والے تھے۔ انہیں کسی جنگ میں (بطور قیدی) مل گئے تھے۔ ابوبکر، عبداللہ اور عمر نامی ان کے بیٹے تھے۔ ان سبھوں سے حدیث روایت کی گئی ہیں۔ ☆**هُـنَـی**، (حضرت) عمر کے موالی میں ھُنَی تھے۔ انہیں نے یہ راویت کیا ہے کہ: ابوبکر نے بقیع کے علاوہ کسی مقام کو (سرکاری جانوروں کی) چراگاہ کے لئے مخصوص نہیں کیا تھا۔ انہوں نے اس کو جہاد کے گھوڑوں (کی چراگاہ) کے لئے مخصوص کردیا تھا۔ ☆**مبارک**، (سیدنا) عمر کے موالی میں مبارک بن فضالہ بن ابی امیہ تھے۔ ان کے دادا ابوامیہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر کے مکاتب تھے۔ ان کا نام عبدالرحمان تھا۔ مبارک سے بہت سی حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ انہوں نے ۱۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان مبارک کے دو بھائی تھے۔ ان دونوں سے بھی حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ ان کے نام ہیں مُفضّل بن فضالہ اور عبدالرحمان بن فضالہ۔ ۱۰

﴿۳﴾ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام ونسب : وہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ ان کی کنیتیں ابوعمرو، ابوعبداللہ اور ابولیلیٰ تھیں۔

والدین : (حضرت) عثمان کے والد عفان تجارت کے سلسلہ میں شام گئے تھے وہیں وہ فوت ہوگئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غمیصاء (مکہ کے قریب ایک بستی) میں عفان، فاکہ بن مغیرہ کے ساتھ قتل ہوگئے تھے۔ عفان کے ایک بیٹے عثمان اور دو بیٹیاں آمنہ اور ارنب پیدا ہوئیں۔ عفان کی تینوں اولاد کی ماں اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس تھیں۔ اروی کی والدہ (ام حکیم) بیضاء بنت عبدالمطلب تھیں۔ (یہ بیضاء رسول اللہ ﷺ کے والد جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کی حقیقی اور جڑواں بہن تھیں) اور (حضرت) عثمان کی ماں (اروی) رسول اللہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ (اروی اسلام لائیں اور صحابیہ تھیں)۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا سراپا : واقدی کا بیان ہے کہ (حضرت) عثمان نہ پست قد اور نہ دراز قد ہی تھے۔ (بلکہ متوسط القامت تھے) ان کا چہرہ خوب صورت اور خندہ رو تھا۔ داڑھی گھنی اور لانبی تھی، رنگ گندمی تھا، سر میں بہت بال تھے اپنے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھتے تھے۔ دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ان کے سر کے اگلے حصے میں بال نہ تھے (یہ کبرسنی کا زمانہ ہوگا) اور ناک سبک اور اونچی تھی۔ ان کے گیسو دونوں کانوں سے نیچے لٹکے رہتے تھے۔ سر اور داڑھی میں بال کی کثرت کی وجہ سے ان کے دشمن انھیں ﴿ص ۸۳﴾ نعثل کہہ کر پکارتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ۱۱ رسول اللہ ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم سے ان کی شادی کر دی تھی۔ (اسی لئے وہ ذوالنورین یعنی دونوروں والے کہلاتے ہیں)۔ عثمان قریش میں نہایت محبوب اور ہر دل عزیز تھے۔ ان کے بارے میں قریش کا ایک شاعر کہتا ہے:

احبک والرحمن ☆ حب قریش عثمان ☆ اذا دعا بالمیزان

[میں اللہ رحمٰن کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تجھ سے اتنی محبت کرتا ہوں، جتنی کہ قریش کے لوگ عثمان سے محبت کرتے ہیں۔ جب اس محبت کو ترازو میں تولا جائے تو...]۔

(حضرت) عثمان مہاجرین اولین میں ہیں۔ انھوں نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (حضرت) رقیہ سے شادی کی اور ان کے ساتھ حبش کے ملک کو ہجرت کی اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں ابراہیم اور لوط کے بعد اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے پہلے (میاں بیوی) ہیں، بعد ازاں عثمان نے مدینہ ہجرت کی۔ یوں انھوں نے دو ہجرتیں کیں۔

انھوں نے بئر رومہ (مدینہ کا ایک کنواں) کو جو ایک یہودی کی ملکیت تھا اور وہ اس کا پانی بیچا کرتا تھا، خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رومہ کے کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے گا کہ وہ بھی مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ اپنے ڈول سے اس کا پانی نکال کر استعمال کرے گا اور اسے اس نیکی کے عوض اللہ جنت میں ایک حوض عطاء فرمائے گا۔ یہ سن کر عثمان رضی اللہ عنہ اس یہودی کے پاس گئے اور اس سے کنویں کی خریداری کی بات کی مگر اس نے پورا کنواں بیچنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ اور یہودی سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ایک دن میں کنویں سے پانی بھروں اور دوسرا دن تمہارا ہو یا پھر میں اپنے حصہ کی الگ چرخی بنالوں۔ یہودی نے کہا 'نہیں ایک دن میرے لئے اور ایک دن تمہارے لئے'۔ (حضرت) عثمان والے دن لوگ دو دنوں کا پانی ذخیرہ کر لیتے (اور یہودی والے دن کوئی پانی بھرنے نہ آتا) جب یہودی نے یہ حال دیکھا تو عثمان سے کہا 'آپ نے میرے کنویں کو میرے لئے برباد و بیکار کر دیا'۔ یوں عثمان نے کنویں کا بقیہ آدھا حصہ بھی آٹھ ہزار درم میں خرید کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا)۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: ہماری مسجد میں کون اضافہ کرے گا؟۔ (حضرت) عثمان نے پانچ ستونوں کے بقدر جگہ خرید کر مسجد میں اضافہ کرایا۔ (حضرت) عثمان نے جیش عسرت (غزوہ تبوک) کی تیاری میں نو سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑے دے کر اس تعداد کو ایک ہزار (سواریوں) تک مکمل کر دیا۔ آپ جنگ بدر میں اس لئے شریک نہ ہوئے کہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی تیمارداری کے لئے انھیں مدینہ میں رہنے دیا تھا۔ اسی دوران میں انھوں نے انتقال کیا اور دفن کر دی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں جنگ بدر کے شرکاء کی طرح مال غنیمت سے حصہ دیا اور اجر وثواب کی بھی یقین دہانی کی۔ وہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) بیعت الرضوان میں موجود نہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اہل مکہ کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا کہ وہ ان لوگوں کو بتا دیں کہ آپؐ جنگ کی نیت سے نہیں آئے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ کہہ کر دائیں ہاتھ سے ان کی طرف سے بیعت لی۔ ۱۲

(حضرت) عثمان جنگ احد میں شریک تھے مگر جب مسلمانوں کو (عارضی شکست ہوئی) تو بہت سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ انھیں میں عثمان بھی تھے۔ وہ بھاگ کر 'غابہ' (مدینہ کی ایک قریبی بستی جو شام جانے والی شاہراہ پر واقع ہے) چلے گئے جو تین دن کی مسافت پر ہے۔ ۱۳ ان کے بارے میں قرآن کی آیت نازل ہوئی: انَّ الَّذِینَ تولَّوا منکُم یوْمَ التقَی الجمعٰنِ انَّما استزَلَّهُمُ الشَّیطٰنُ ببَعضِ ما کسبُوا ولَقد عفا اللّٰهُ عنهُم۔ (تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ دکھائی جس دن دونوں جماعتوں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی یہ لوگ اپنے بعض کرتوتوں کے باعث شیطان کے پھسلانے پر آ گئے لیکن یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ آل عمران، آیت: ۱۵۵) اللہ نے ان لوگوں کی غلطی کو معاف کر دیا۔

خلافت : عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت یکم محرم ۲۴ھ کو ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر (۶۹) انہتر سال تھی۔ ان کی خلافت میں جو پہلا غزوہ ہوا وہ جنگ ری تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے سرعسکر ابوموسیٰ اشعری تھے۔ بعدازاں اسکندریہ (مصر)، سابور (فارس)، افریقہ، قبرص، بحرروم کے ساحلی شہر، اصطخر (فارس) کی تسخیر دوم، فارس کی تسخیر اول، جور (فارس) کی دوبارہ فتح، ﴿ص ۸۴﴾ طبرستان، داراب بجرد (فارس)، کرمان، سجستان، ایرانی افواج سے بحری جنگ، افریقہ، قبرص کے قلعے، ساحل اردن فتح ہوئے اور مرو (خراسان) عبداللہ بن عامر کی زیرکمان، ۳۴ھ میں فتح ہوا۔ ذوالحجہ ۳۵ھ میں باغیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے گھر میں محاصرہ کرلیا۔ انھوں نے جن باتوں کی وجہ سے آپ کی مخالفت کی اور ان پر جو الزامات لگائے (وہ یہ تھے)۔ ۱۴

☆انھوں نے (اپنے چچا) حکم بن ابی العاص کو مدینہ بلالیا اور ان کو ایک لاکھ درم بخش دیئے۔ حالانکہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے جلاوطن کردیا تھا۔ اور انھیں ابوبکر اور عمر نے اپنے زمانہ ہائے خلافت میں مدینہ آنے کی اجازت نہ دی تھی۔ (روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان نے حکم کی مدینہ واپسی کی اجازت رسول اللہ ﷺ سے حاصل کرلی تھی)۔ ☆رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے بازار مہزور کو مسلمانوں کے لئے وقف کردیا تھا، عثمان نے اسے مروان بن الحکم کے بھائی حارث بن الحکم کو جاگیر میں دے دیا۔ (یہ الزام بے اصل ہے۔ مہزور بدستور وقف رہا)۔ ☆فدک (حجاز کی ایک بستی جو مدینہ سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے) مروان بن حکم کو جاگیر میں دے دیا حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ تھا۔ (فدک عہد عثمانی وعلوی میں حکومت کے تصرف میں تھا۔ اسے مروان نے اپنی خلافت میں ذاتی جاگیر بنالیا تھا)۔ ☆افریقہ فتح ہوا اور اس کا جو خمس مدینہ آیا، اس کو مروان بن الحکم کو بخش دیا۔ (یہ الزام بے ثبوت ہے) اس پر عبدالرحمٰن بن حنبل جمحی نے جس کو (حضرت) عثمان نے جلاوطن کردیا تھا اور جو شاعر تھا، یہ اشعار کہے:

أحلف بالله رب الانام ما ترک الله شیأ سدی

ولکن خلقت لنا فتنه لکی نبتلی بک أو تبتلی

فان الامینین قد بینا منار الطریق علیه الهدی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فما أخذا درهما غيلة وما جعلا درهما في الهوى

وأعطيت مروان خمس العبا دفهيهات شأوك ممن سعى

[میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جو تمام مخلوقات کا پالنے والا ہے، کہ اس نے کسی چیز کو بے کار و بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے ☆لیکن تم نے ہمارے لئے فتنہ پیدا کیا، تا کہ ہم تمھاری وجہ سے آزمائش میں پڑ جائیں یا خود تم آزمائش میں مبتلا ہو جاؤ ☆بے شک دو امانت داروں (ابو بکر و عمر) نے واضح راستہ کو جس پر چل کر سیدھی راہ ملتی ہے واضح و نمایاں کر دیا ہے ☆ان دونوں نے ایک درم بھی فریب سے نہیں لیا، اور ایک درم بھی اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے نہیں صرف کیا ☆تم نے بندگان خدا کا ملکیتی خمس مروان کو بخش دیا، تو تم جو چال چلے وہ حق و انصاف سے کس قدر دور ہے]۔

☆عبداللہ بن خالد بن اسید نے (حضرت) عثمان سے انعام مانگا چنانچہ آپ نے ان کو چار لاکھ درم عطا کئے۔ (یہ انعام اگر دیا بھی گیا تو حضرت عثمان کی ذاتی آمدنی سے دیا گیا ہوگا)

☆(حضرت) ابوذر غفاری کو ربذہ (مدینہ کی ایک بستی جو شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے) جلاوطن کر دیا۔ (حضرت ابوذر اپنی خواہش سے ربذہ گئے تھے انہیں جلاوطن نہیں کیا گیا تھا)۔

☆عامر بن عبدالقیس کو بصرہ سے شام جلاوطن کر دیا۔

(یہ الزامات لگا کر) مصر کے کچھ لوگ (تین جتھوں کی شکل میں) جن میں محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، ایک جتھے کے ساتھ، کنانہ بن بشر تجیبی دوسرے جتھہ کے ساتھ اور ابن عدیس بلوی تیسرے جتھہ کے ساتھ، مدینہ چل پڑے (دوسری طرف) بصرہ سے حکیم بن جبلہ عبدی و سدوس بن عیسیٰ الشنی ایک گروہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے (تیسری طرف) کوفہ کا ایک گروہ اشتر بن حارث نخعی، کی ہمراہی میں مدینہ پہونچے۔ ان سبھوں نے (حضرت) عثمان سے باز پرس کی۔ انھوں نے ان کے جوابات دے کر ان کو مطمئن کر دیا اور یہ سارے لوگ راضی خوشی اپنے اپنے شہروں کو چل پڑے۔ مصری جتھے نے واپس ہونے کے بعد اثنائے راہ میں (حضرت) عثمان کا ایک خط جو ان کے منشی کا لکھا ہوا تھا اور جس پر ان کی مہر تھی اور جو مصر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنر (عبداللہ بن سعد بن ابی سرح) کے نام تھا، پکڑا۔ اس میں تحریر تھا کہ یہ لوگ جیسے ہی تمھارے پاس پہونچیں انہیں قتل کردو۔ (مصری جتھا) یہ خط لے کر مدینہ واپس پہونچ گیا اور (حضرت) عثمان سے اس خط کے بارے میں باز پرس کی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ انھوں نے نہ تو اس خط کے لکھنے کا حکم دیا اور نہ ان کو اس کا کوئی علم ہی ہے۔ یہ سن کے باغیوں نے کہا یہ تو سخت اعتراض کی بات ہے۔ تمھاری مہر تمھارے علم اور حکم کے بغیر لے لی جائے۔ تم اپنے معاملات میں مغلوب اور بے اختیار ہو اس لئے خلافت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ (حضرت) عثمان نے خلافت سے دست بردار ہونے سے انکار کردیا۔ ساتھ ہی انھوں نے اپنے حامیوں کو باغیوں سے جنگ کرنے سے منع کردیا اور اپنے گھر کے دروازے بند کرادیئے۔ ۱۵

باغیوں نے انہیں ان کے گھر میں بیس دن سے زیادہ محصور رکھا اور وہ گھر میں چھ سو افراد کے ساتھ محصور رہے۔ پھر باغی (پڑوس کے مکانات سے جو) انصار کے بنی حزم کے مکانات تھے دیوار پھلانگ کر (حضرت) عثمان کے گھر میں گھس آئے۔ نیار بن عیاض اسلمی نے دھاردار تیر سے ان کے چہرہ پر وار کر کے سخت زخمی کردیا اور خون بہہ کر قرآن پر گرا، جو ان کی گود میں تھا، جس کی وہ تلاوت کر رہے تھے۔ بعد ازاں محمد بن ابی بکر آگے بڑھا اور ان کی داڑھی پکڑ لی۔ (حضرت) عثمان بولے میری داڑھی چھوڑ دو۔ (اس اثناء میں باغیوں نے ان پر پے در پے وار کر کے شہید کردیا) ان کی شہادت ماہ ذوالحجہ ۳۵ھ ہوئی۔

اس سال (حضرت) عبداللہ بن عباس ﴿ص ۸۵﴾ امیر الحج تھے اور لوگوں نے ان کی قیادت میں فریضہ حج ادا کیا۔ (اس محاصرہ کے زمانے میں) علی بن ابی طالب نماز کی امامت کرتے اور خطبہ دیتے رہے۔ ۱۶ (حضرت) عثمان نے (اپنے زمانہ خلافت میں) دس سال امارت حج کی ذمہ داری خود ادا کی (ایک سال بیماری کی وجہ سے حج کو نہ جاسکے اور آخری سال باغیوں کے محاصرہ کے سبب حج کے لئے نہ گئے)۔

(حضرت) عثمان کس دن شہید ہوئے اس سلسلہ میں روایتیں مختلف ہیں۔ ابن اسحاق کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان ہے کہ بدھ کے دن عصر کے بعد آپ شہید ہوئے اور ہفتے کے دن ظہر سے پہلے دفن ہوئے۔ واقدی کی روایت ہے کہ جمعہ ۸/ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر بیاسی سال تھی اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ۱۷ وہ رات کے وقت بقیع (غرقد) کے قبرستان میں سپرد خاک کیئے گئے۔ جبیر بن مطعم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کے نشان قبر کو (باغیوں کے ڈر سے) زمین کے برابر کر دیا گیا۔ ابوالیقظان کی روایت ہے کہ عثمان جمعہ کے دن ۳۵ھ میں شہید کئے گئے۔ جس زمین میں انھیں دفن کیا گیا، اس کا نام حُشّ کوکب ہے اور کوکب انصار کے ایک شخص کا نام ہے۔ ۱۸

(ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) میں نے شعراء کو یہ کہتے سنا ہے کہ (حضرت) عثمان نے عید قربان کے دن (یعنی ۱۰/ذوالحجہ) کو جام شہادت نوش کیا۔ فرزدق (ابن غالب) کہتا ہے:

عثمان اذ قتلوه وانتهكوا دمه صبيحة ليلة النحر

[اور عثمان کا ماتم کرو جب مفسدوں نے انھیں عیدالاضحیٰ کی صبح قتل کر کے ان کا خون بہایا]۔

ایک دوسرے شاعر (حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ) عنہ نے کہا:

ضحوا بأشمط عنوان السجود به يقطع الليل تسبيحا وقرآنا

[وہ سیاہ وسپید بالوں والے کہ ان کی پیشانی پر سجدہ کا نشان تھا اور جو راتیں اللہ کی عبادت اور قرآن کی تلاوت میں گزارتے تھے، مفسدوں نے یوم الاضحیٰ کو انہیں ذبح کر ڈالا]۔

ایمن بن خُریم نے کہا:

تعاقدوا يذبحوا عثمان ضاحية فأى ذبح حرام ويحهم ذبحوا

ضحوا بعثمان فى الشهر الحرام ولم يخشوا على مطمح الكفر الذى طمحوا

فأى سنة كفر سن أولهم وباب كفر على سلطانهم فتحوا

فاستوردتهم سيوف المسلمين على تمام ظمء كما يستورد النضح

ماذا أرادوا أضل الله سعيهم بسفك ذاك الدم الزاكى الذى سفحوا

[برباد ہو جائیں وہ لوگ جنھوں نے عثمان کو علانیہ ذبح کر ڈالا، تم پر افسوس ہو تم نے کتنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم ومقدس شخص کو ذبح کر دیا ☆ان مفسدوں نے عثمان کو ماہ حرام میں قتل کر دیا، اور یہ نہ ڈرے کہ ان کا یہ فعل ارتکاب کفر کی طرف انہیں لے گیا ہے ☆ان کے پرکھوں نے کفر کی کس ریت کی بنیاد رکھی اور اسے رائج کیا، اور ان لوگوں نے اپنے حاکم پر کفر وسرکشی کے دروازے کو چوپٹ کھول دیا ☆پس ان لوگوں کو مسلمانوں کی تلواروں نے پینے کے وقت کے پورا ہونے پر ایسا ہی موت کے گھاٹ اتار دیا، جس طرح جانور پانی کے لئے حوض پر لائے جاتے ہیں ☆ان مفسدوں نے، اللہ ان کی کوشش کو راہ گم کردہ ورائیگاں کرے، اس پاک خون کو بہا کر کیا پایا۔ اس سے ان کا مقصد کیا تھا۔ اسلام کی بربادی کے سوا!۔

مدت خلافت : ابن اسحاق کی روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی۔ (یعنی یکم محرم الحرام ۲۴ھ سے ۱۸ھ ذوالحجہ ۳۵ھ تک)۔

عثمان کی اولاد : عثمان بن عفان کے بیٹے یہ ہیں۔ ☆عبداللہ اکبر، ان کی ماں فاختہ بنت غزوان تھیں۔ ☆عبداللہ اصغر، ان کی والدہ رسول اکرم ﷺ کی بیٹی رقیہ تھیں۔ ☆عمرو ☆ابان ☆خالد ☆عمر ☆سعید یا ولید ☆مغیرہ اور ☆عبدالملک (دس بیٹے) اور بیٹیاں تھیں ☆ام سعید ☆ام ابان ☆ام عمرو اور ☆عائشہ۔

عمرو بن عثمان : عمرو بن عثمان اپنے والد کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ ان کی نسل کے لوگ نہایت معزز اور رودار تھے۔ منیٰ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بیٹوں میں عثمان اکبر اور خالد اور عبداللہ اکبر تھے۔ ان عبداللہ اکبر کی ماں حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب کی صاحب زادی حفصہ تھیں۔ (دوسرے بیٹے تھے) عثمان اصغر، عبداللہ اصغر، بکیر، مغیرہ، عنبسہ، عمر اور ولید (نو بیٹے)۔ ☆عبداللہ اکبر (بن عمرو بن عثمان) نہایت حسین وجمیل تھے۔ خوبصورتی کی وجہ سے انھیں المطرف کہا جاتا تھا۔ انھیں کے بارے میں مُدرک بن حِصن کہتا ہے:

کانی اذا دخلت علی ابن عمرو　　دخلت علی مخباۃ کعوب

[میں ابن عمرو کے ہاں گیا، تو ایسا لگا کہ میں پردہ نشین نوخیز خاتون کے ہاں آ گیا ہوں]۔

﴿ص ۸۶﴾ عبداللہ اکبر بن عمرو کے بیٹے خالد اور عبدالعزیز اور بیٹیاں عائشہ، آمنہ وام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ تھیں۔ فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب کے بطن سے عبداللہ اکبر، محمد الاصغر، قاسم نامی بیٹے اور رقیہ نامی بیٹی پیدا ہوئیں اور دوسری بیویوں سے محمد الاکبر، عمر اور سعدہ پیدا ہوئیں۔

☆محمد الاصغر بن عبداللہ الاکبر بن عمرو بن عثمان خوبصورت ترین شخص تھے۔ ان کا لقب 'دیباج' تھا۔ وہ باعزت وصاحب شرف تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ہم نام اور ان کی اولاد میں ہیں اور خلیفہ مظلوم کی کھیتی اور اولاد ہیں۔ یہ (محمد الاصغر) بہت شادیاں کرتے اور بہت طلاق دیتے تھے چنانچہ ان کی ایک بیوی نے کہا 'ان کی مثال دنیا کی ہے جس کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہتیں اور جس کی مصیبتوں سے محفوظ نہیں رہا جاسکتا'۔ ابوجعفر المنصور (عباسی) نے ان کو بنو فاطمہ (آل حسن) کے ساتھ گرفتار کر کے خفیہ طور سے قتل کرادیا اور ان کا سر ہند بھیج کر یہ ظاہر کیا کہ یہ سر محمد بن عبداللہ بن حسن (بن حسن بن علی) فاطمی کا ہے۔

☆ان محمد الاصغر کی نسل موجود ہے۔ ان کی اولاد میں ایک خاتون ایسی تھیں جن کا نسب رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زبیر اور طلحہ الخیر (رضی اللہ عنہم) سبھی سے ملتا ہے۔ ان کا نام تھا (حفصہ) وہ محمد (الاصغر) بن عبداللہ (الاکبر) بن عمرو بن عثمان کی بیٹی تھیں۔ ان کی ماں خدیجہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر تھیں اور عروہ کی ماں اسماء بنت ابوبکر صدیق تھیں۔ (ان خاتون حفصہ کے والد) محمد الاصغر کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب تھیں اور حسین کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ تھیں۔ فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق تھیں جو طلحہ بن عبیداللہ کی بیٹی تھیں اور (ان حفصہ کے دادا) عبداللہ (الاکبر) کی ماں عبداللہ بن عمر بن خطاب کی بیٹی حفصہ تھیں۔

☆قاسم بن عبداللہ الاکبر بن عمرو بن عثمان کی نسل باقی نہیں رہی۔ ☆عمر بن عبداللہ الاکبر (بن عمرو بن عثمان) کے بیٹے عبداللہ بن عمر تھے جو عرجی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ یہ شاعر تھے اور مقام عرج میں قیام کرتے تھے جو طائف کی ایک بستی تھی۔ وہ (خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے ماموں اور ان کی جانب سے مکہ و طائف کے گورنر) ابراہیم بن ہشام مخزومی کی ہجو لکھا کرتے تھے۔ انھوں نے عرجی کو گرفتار کر کے قید کردیا۔ اسی قید خانہ میں وفات پاگئے۔ عالم اسیری میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں جو اشعار کہے تھے ان میں یہ اشعار بھی ہیں:

کانی لم اکن فیھم وسیطا ولم تک نسبتی فی آل عمرو

اضاعونی وای فتی اضاعوا لیوم کریھة وسداد ثغر

[میں گویا ان میں بلند و اعلیٰ وارفع نہ تھا، اور آل عمرو جیسے باعزت گھرانے سے میرا نسبی تعلق ہی نہ تھا۔ لوگوں نے مجھ کو ضائع کر دیا، اور انہوں نے کیسے جوان مرد کو ضائع کر دیا، جو جنگ کے موقع پر، سرحدوں کی حفاظت کے سلسلہ میں نمایاں کارنامے انجام دیتا تھا]۔

ابان بن عثمان : ابان بن عثمان، عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنگ جمل میں شریک تھے اور بھاگنے والوں میں دوسرے شخص تھے۔ ان کی ماں جندب بن عمرو بن حممۃ دوسی کی بیٹی تھیں۔ یہ خبط تھیں۔ وہ اپنے منہ میں گبرولا رکھ لیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ بتاؤ تو سہی کہ میرے منہ میں کیا ہے؟ یہی خاتوں عمرو بن عثمان کی بھی والدہ ہیں۔ ابان کے جسم پر برص کے داغ تھے۔ آنکھوں سے بھینگے تھے اور ان کا لقب بُقیع تھا۔ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر ان کے نکاح میں تھیں۔ ابان کے بعد ان سے ﴿ص ۸۷﴾ حجاج بن یوسف نے شادی کر لی تھی۔ ان کی نسل کثرت سے موجود ہے۔ ابان بن عثمان کے بیٹوں میں عبدالرحمان بن ابان تھے۔ وہ مرد عبادت گزار تھے۔ ان سے حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔

خالد بن عثمان : خالد بن عثمان کی تحویل میں مصحف عثمانی تھا۔ یہی وہ مصحف ہے جو شہادت کے وقت (حضرت) عثمان کی گود میں تھا (اور جس پر ان کا خون گرا تھا) اور ان کے بعد یہ مصحف ان کی اولاد کے پاس رہا۔ یہ لوگ ہلاک ہو گئے۔

عمر بن عثمان : عمر بن عثمان کے بیٹے تھے زید اور عاصم۔ بیٹی کا نام ام ایوب تھا، جو عبدالملک بن مروان کی زوجہ تھیں۔ زید بن عمر بن عثمان نے سکینہ بنت حسین (بن علی) سے شادی کی تھی۔ عاصم بن عمر (بن عثمان) حد درجہ بخیل تھے۔ انھیں کے متعلق کہا گیا ہے:

سیرا فقد جن الظلام علیکم فلست الذی یرجو القری عند عاصم

فما کان لی ذنب الیه علمته سوی انی قد زرتة غیر صائم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[یہاں سے چل کھڑے ہو، کیوں کہ رات کی تاریکی چھا گئی ہے، اور جو شخص عاصم سے ضیافت کی توقع رکھے وہ بڑا ہی بد بخت ہوگا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے کوئی قصور نہیں کیا ہے بجز اس کے کہ میں نے ان سے روزہ رکھے بغیر ملاقات کی]۔

سعید بن عثمان : سعید بن عثمان کانے اور بخیل تھے۔ ان کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس قتل کا سبب یہ ہوا کہ وہ (حضرت) معاویہ کی جانب سے خراسان کے گورنر تھے۔ جب انھوں نے سعید کو معزول کر دیا تو وہ صُغد (ایک ترک قوم) کے لڑکوں کے ساتھ جو ان کے ہاں گروی تھے مدینہ چلے آئے۔ اور ان لڑکوں کو اپنی ایک زمین میں (زراعت و باغبانی کی غرض سے) کدال سے زمین کو گوڑنے پر لگا دیا۔ ان سبھوں نے ایک دن احاطہ کا دروازہ بند کر کے سعید کو جان سے مار ڈالا۔ جب لوگوں نے ان کو ڈھونڈھ کر مار ڈالنا چاہا تو ان سب نے خودکشی کر لی۔

ولید بن عثمان : ولید بن عثمان کھانے پینے کے شوقین اور سخی آدمی تھے، اپنے والد (حضرت) عثمان کے قتل کے وقت وہ اپنے چھپر کٹھ میں خلوق (شادی کے وقت لگائی جانے والی ایک خوشبو) لگائے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن عثمان : یہ رقیہ بنت نبی کریم ﷺ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے بچپن ہی میں انتقال کیا۔ راویوں نے بیان کیا ہے کہ ان کی عمر چھ سال تھی کہ مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونگ ماردی تھی جس سے وہ بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔

عبدالملک بن عثمان : عبدالملک بن عثمان لڑکپن میں انتقال کر گئے تھے۔ ۱۹

(حضرت) عثمان کے موالی : (حضرت) عثمان کے موالی یہ لوگ ہیں۔ ☆کیسان ابو فردہ اور ان کے بیٹے ☆عبداللہ بن ابی فردہ۔ ابو فردہ بڑے مرتبہ والے تھے۔ وہ مصعب بن زبیر کے امور اور معاملات کے نگراں تھے جب مصعب قتل ہو گئے تو ان کے ساتھ جو کچھ مال تھا جس کی مالیت دس ہزار درم تھی لے کر مدینہ چلے آئے۔ ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بڑی عزت ہے۔ ☆خدان بن ابان اور ان کے بیٹے ☆ابوالزناد اور ان کے بیٹے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۴﴾ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ونسب : علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ کے والد ابو طالب کا نام عبدمناف بن عبدالمطلب بن ہاشم اور کنیت ابومحسن تھی۔

(عبدمناف) ابو طالب کے بیٹے تھے، ☆عقیل ☆جعفر ☆علی اور ☆طالب۔ ☆ام ہانی جن کا نام فاختہ تھا اور ☆جمانہ۔ ان سب کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف (بن قصی بن کلاب بن مرہ) تھیں۔ (فاطمہ بنت اسد کی) والدہ ھنی بنت ھرم بن رواحہ کا تعلق قریش کی شاخ بنی عامر بن لوی سے تھا۔ فاطمہ نے اسلام قبول کیا تھا، یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنھوں نے کسی ہاشمی بچے کو جنم دیا۔

☆**عقیل بن ابی طالب :** عقیل ابن ابی طالب کی کنیت ابو یزید تھی۔ جنگ بدر میں مشرکین کی جانب سے شریک تھے اور مسلمانوں نے انھیں جنگی قیدی بنالیا تھا۔ (ان کے چچا) عباس بن عبدالمطلب نے (کہ خود بھی مشرکین مکہ کے ساتھ تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہوئے تھے) ابوالیقظان کے بیان کے مطابق، عقیل کا زر فدیہ چار ہزار درم دے کر انھیں رہا کرایا تھا۔ ابو طالب کی میراث عقیل و طالب کو ملی اور علی و جعفر کو ان کی میراث کا کوئی حصہ نہ ملا، کیوں کہ یہ دونوں مسلمان ہو چکے تھے۔ عقیل، جعفر سے دس سال عمر میں بڑے تھے اور جعفر، علی سے دس سال بڑے تھے۔ عقیل نے (فتح مکہ کے موقع پر) اسلام قبول کیا۔ (علی و معاویہ کے اختلافات کے زمانہ میں) عقیل اپنے بھائی علی کو چھوڑ کر معاویہ سے جا ملے تھے۔ (اخیر عمر میں) عقیل کی بینائی جاتی رہی تھی۔ انھوں نے معاویہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ (حضرت) عقیل کا بقیع میں ایک وسیع و عریض گھر موجود ہے جس میں بہت سے اشخاص رہتے تھے۔ (حضرت) عقیل نے ایک شخص پر جس کا تعلق قریش سے تھا، زنا کی تہمت لگائی تھی اور چونکہ وہ یہ الزام ثابت نہ کر سکے تھے اس لئے (حضرت) عمر بن خطاب نے ان پر حد شرعی جاری کی تھی۔ (حضرت) عقیل کے بیٹے تھے، مسلم، عبداللہ، محمد، عبیداللہ اور بیٹی کا نام رملہ تھا۔ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبھوں کی ماں باندی تھی۔ بعض راویوں کی روایت ہے کہ مسلم بن عقیل کی ماں ایک نبطی (عراق کے کسان اور بیوپاری خاندان) عورت تھی جس کا تعلق فرزندا کے گھرانے سے تھا۔ (حضرت عقیل کی دوسری اولاد تھیں) عبدالرحمان، حمزہ، علی، جعفر، عثمان، زینب، اسماء، ام ہانی۔ مختلف ماؤں کے بطن سے یہ اولاد ہوئیں۔ یزید، سعد، جعفر الاکبر اور ابوسعید (یوں حضرت عقیل کے تیرہ بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں)۔

اسماء (بنت عقیل) کی شادی عمر بن علی بن ابی طالب سے ہوئی تھی۔

(حضرت) عقیل کے بیٹے (حضرت) حسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ (واقعہ کربلا میں) شریک تھے۔ ان میں سے نو افراد اس سلسلہ میں قتل کردیئے گئے۔ مسلم بن عقیل اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ یہ (حضرت) حسین کے مقدمتہ الجیش کے بطور ان سے پہلے کوفہ گئے تھے اور (انہیں والئی عراق عبیداللہ) بن زیاد نے قتل کرادیا تھا۔ کسی شاعر نے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

عین جودی بعبرة وعویل　　واندبی ان ندبت آل الرسول

سبعة کلهم لصلب علی　　قداصیبوا وتسعة لعقیل

[اے میری آنکھیں خوب آنسو بہاؤ، اور غم سے چیخو، چلاؤ اور اگر کرسکو تو آل رسول کا نوحہ و ماتم کرو۔ ان میں سات ایسے لوگ مارے گئے کہ سب کے سب علی کی صلب سے تھے اور نو افراد عقیل کی صلب سے جان سے گئے]۔

☆مسلم بن عقیل کے بیٹے تھے: عبداللہ بن مسلم اور علی بن مسلم ان دونوں کی ماں رقیہ بنت علی ابن ابی طالب تھیں۔ (دوسرے بیٹے تھے) مسلم بن مسلم اور عبدالعزیز بن مسلم۔ ☆محمد بن عقیل کی اولاد میں قاسم بن محمد، عبداللہ بن محمد، عبدالرحمان بن محمد تھے۔ ان تینوں کی ماں زینب صغری بنت علی بن ابی طالب تھیں۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل فقیہ تھے ان سے اخبار (واقعات و تاریخ) کی روایتیں کی جاتی ہیں۔ بھینگے (الاحول) تھے۔ ☆عبداللہ بن عقیل کے بیٹے محمد اور بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم تھیں۔ ان سب کی ماں حضرت علی بن ابی طالب کی بیٹی میمونہ تھیں۔ ☆ابو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید ﴿ص ۸۹﴾ بن عقیل کے بیٹے محمد تھے۔ ☆عبدالرحمان بن عقیل کے بیٹے سعید تھے۔ ان کی ماں خدیجہ بنت علی ابن ابی طالب تھیں۔

جعفر بن ابی طالب : (حضرت) جعفر بن ابی طالب ذوالجرتین اور ذوالجناحین (دو بازوؤں والے) تھے۔ وہ سریہ موتہ میں شہید ہوئے۔ اس جنگ میں ان کے دونوں بازو کٹ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو بازوؤں کے عوض انہیں دو بازو عطاء فرمائے جن سے وہ جنت میں اڑتے رہتے ہیں۔ سریہ موتہ میں جب ان کی لاش ملی تو ان کے جسم کے سامنے کے حصہ میں چون (۵۴) تلوار کے زخم تھے۔ ۲۰

(حضرت) جعفر بن ابی طالب حبشہ سے مدینہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فتح خیبر کے موقع پر آئے۔ اس پر رسول اکرم نے فرمایا، مجھے نہیں معلوم کہ میں کس بات پر اظہار مسرت کروں، جعفر کی واپسی پر یا خیبر کی فتح پر۔ رسول اکرم نے جعفر کو مدینہ میں مسجد نبوی کے پہلو میں ایک مکان عطاء فرمایا تھا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں 'رسول اللہ کے بعد جعفر سے زیادہ صاحب فضیلت کوئی شخص کجاوہ پر نہ سوار ہوا، جوتے نہ پہنے اور مٹی کو اپنے پاؤں سے نہ روندا'۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ (حضرت) جعفر کی اولاد ہے عبداللہ بن جعفر، عون بن جعفر اور محمد بن جعفر۔ ان کی ماں اسماء بنت عُمیس خثعمیہ تھیں۔

☆محمد بن جعفر کے بیٹے تھے قاسم بن محمد اور طلحہ بن محمد۔ طلحہ کی بیٹی فاطمہ تھیں۔ ان کی ماں ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر تھیں۔ (ام کلثوم کی) ماں زینب بنت علی تھیں اور (زینب کی) والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ تھیں۔ ان فاطمہ (بنت طلحہ بنت بن محمد بن جعفر بن ابی طالب) سے حمزہ بن عبداللہ بن زبیر کی شادی ہوئی۔ ان (حمزہ) کے بعد ان سے طلحہ بن عمر بن عبیداللہ نے نکاح کیا۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔ محمد بن جعفر، تستر (خوزستان کا ایک شہر) میں شہید ہوئے۔

☆عون بن جعفر بھی تستر ہی میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ ان کی نسل موجود نہیں ہے۔ ایک شخص جسے 'المساور' کہا جاتا تھا، عبداللہ بن جعفر کے پاس آیا اور ان سے کہا 'میں عون (بن جعفر) کا بیٹا ہوں'۔ عبداللہ بن جعفر نے اس کے دعویٰ کو تسلیم کیا اور دس ہزار درم عطاء فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے اس شخص سے اپنی ایک اندھی بیٹی بیاہ دی تھی۔ جس سے اس کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس کے بعد عبداللہ کے بیٹوں نے المساور کو (مدینہ سے) بھگا دیا۔ (المساور کی نسل) اس وقت (بزمانہ ابن قتیبہ) مدائن میں موجود ہے لیکن ان سے نہ کوئی شریف آدمی اپنی بیٹی بیاہتا ہے اور نہ ان کی بیٹی سے اپنے بیٹوں کی شادی کرتا ہے۔ انھیں یہ نہیں کہا جاتا کہ تم لوگ قریش کے قبیلہ سے ہو۔

☆عبداللہ بن جعفر کی کنیت ابوجعفر تھی۔ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ عرب کے نہایت فیاض اور بہت سخی تھے۔ بڑی عمر پا کر انھوں نے مدینہ میں انتقال کیا۔ یہ ابوالیقظان کی روایت ہے جبکہ دوسروں کا کہنا ہے کہ وہ ۹۰ھ میں فوت ہوئے اور الابواء (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی) کے مقام پر دفن ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو ان کی عمر دس سال تھی، سو وہ ہجرت کے سال پیدا ہوئے اور جب مرے تو ان کی عمر نوے (۹۰) سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ سلیمان بن عبدالملک نے پڑھائی۔

عبداللہ بن جعفر کے بیٹے تھے: جعفر الاکبر، علی، عون الاکبر اور عباس۔ اور بیٹی تھیں ام کلثوم۔ ان سب کی ماں تھیں زینب بنت علی ﴿ص۹۰﴾ اور زینب کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ تھیں۔ (دوسرے بیٹے تھے) محمد، عبیداللہ اور ابوبکر، ان کی ماں الحوصاء بنت خصفہ تھیں جو قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے تھیں۔ صالح، موسیٰ، ہارون اور یحییٰ بیٹے اور ام ابیہا نامی بیٹی، لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ (لیلیٰ سے عبداللہ بن جعفر نے) علی بن ابی طالب کے بعد شادی کی تھی۔ اور معاویہ، اسحاق، اسماعیل اور قاسم مختلف باندیوں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ حسن اور عون الاصغر کی ماں جمانہ بنت میتب فزاریہ تھیں۔ اور جعفر (کل ۱۸ بیٹے اور ۲ بیٹیاں عبداللہ بن جعفر کی پیدا ہوئیں)۔

ام کلثوم (بنت عبداللہ بن جعفر) کی شادی قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب سے ہوئی۔ ان کے بعد ان سے حجاج بن یوسف نے شادی کی اور حجاج کے بعد ابان بن عثمان بن عفان نے ان سے نکاح کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر، مروان بن عبدالملک کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے ان کو طلاق دیدی اور علی بن عبداللہ بن عباس نے ان سے شادی کرلی۔ انہیں کی زوجیت میں ام ابیہا نے انتقال کیا۔ انہیں عبدالملک نے اس لئے طلاق دی کہ ایک مرتبہ ایک سیب دانت سے کاٹ کر انہوں نے ام ابیہا کی جانب پھینکا چونکہ عبدالملک گندہ دہنی کے مریض تھے اس لئے انہوں نے سیب کھانے کے بجائے چھری منگوائی۔ عبدالملک نے چھری منگوانے کی وجہ دریافت کی تو یہ بولیں 'میں اس سے بیماری کو تراش کر نکالنا چاہتی ہوں'۔ یہ سن کر عبدالملک نے ام ابیہا کو علیحدہ کردیا۔

عبداللہ بن جعفر کی نسل ان کے جن بیٹوں سے چلی وہ ہیں علی، معاویہ، اسحاق اور اسماعیل۔

معاویہ (بن عبداللہ بن جعفر) بخیل تھے۔ ان کے بیٹے تھے عبداللہ بن معاویہ اور محمد بن معاویہ۔ ان کی والدہ ام عون نامی ایک خاتون تھیں جو حارث بن عبدالمطلب (بن ہاشم) کی اولاد میں تھیں۔ یزید، حسن اور صالح، ان کی ماں تھیں فاطمہ بنت حسن بن حسن بن علی اور علی جو باندی کے بطن سے تولد ہوئے۔ (کل چھ بیٹے) عبداللہ بن معاویہ نے اپنی خلافت کا دعویٰ کیا اور اصفہان اور فارس کے بعض علاقوں میں خروج کیا۔ ان کو ابومسلم (خراسانی) نے قتل کرادیا۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔

اسحاق بن عبداللہ بن جعفر کو (حضرت) عمر بن عبدالعزیز نے حد شرعی میں کوڑے مارے تھے۔ اس وقت وہ مدائن کے حاکم تھے۔ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا 'تمہاری محبت کی قسم اب روئے زمین پر کوئی ایسا قریشی نہیں ہے جس پر حد شرعی نہ جاری کی گئی ہو'۔ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ (حضرت) عمر کے والد عبدالعزیز کو بھی کوڑوں کی سزا دی جاچکی تھی۔ ان اسحاق کے بیٹے تھے قاسم، ان کی ماں ام حکیم بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

(حضرت) علی کی خلافت : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عثمان کی شہادت کے بعد مسجد نبوی میں علی کی بیعت عام ہوئی۔ بصرہ کے (باغیوں کے گروہ) نے ان کی بیعت کی اور مدینہ میں طلحہ اور زبیر نے بھی ان کی بیعت کی۔ (حضرت) عائشہ حج کی غرض سے مکہ گئی ہوئی تھیں۔ اس وقت (حضرت) عثمان اپنے گھر میں محصور تھے۔ جب وہ حج سے فارغ ہوکر (مدینہ جانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی غرض سے) روانہ ہوئیں۔ تو سرف (مکہ سے چھ میل کی مسافت پر واقع ایک موضع) میں انھیں شہادت عثمان اور بیعت علی کی خبر ملی۔ وہ مکہ واپس چلی آئیں۔ یہاں (حضرت) طلحہ، (حضرت) زبیر، مروان بن الحکم، عبداللہ بن عامر (والی بصرہ) اور والی یمن یعلی بن مُنبّہ بھی آ کر اکٹھا ہو گئے۔ ان سب لوگوں نے (حضرت) عثمان کے انتقام اور باغیوں کو کیفر کردار تک پہونچانے کی غرض سے آپس میں مشورہ کیا اور چونکہ معاویہ شام میں گورنر تھے اس لئے یہ طے پایا کہ شام چل کر آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنا چاہیئے۔ مگر عبداللہ بن عامر (بن کریز) نے کہ بصرہ کے سابق گورنر تھے انھیں شام جانے سے روک دیا اور بصرہ چلنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ یہ لوگ بصرہ روانہ ہو گئے۔ ان لوگوں نے بصرہ پہونچ کر وہاں کے علوی گورنر عثمان بن حنیف کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا اور پچاس افراد کو جو ان ﴿ص ۹۱﴾ کی طرف سے بیت المال کی حفاظت اور دوسرے کاموں پر متعین تھے مار ڈالا۔ ۲۱

(حضرت) علی کو جیسے ہی خبر ملی وہ نہایت سرعت سے ان کے تعاقب میں مدینہ سے چل پڑے۔ کوفہ والوں کی مدد طلب کرنے کے لئے (حضرت حسن اور حضرت عمار وغیرہ) کو بھیجا اور کوفہ کے امدادی دستہ کے ساتھ کم وبیش چودہ ہزار سپاہ کے ہمراہ بصرہ پہونچے۔ یہاں بصرہ کے لوگ حضرات طلحہ، زبیر اور عائشہ کی قیادت میں شہر سے باہر آئے۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ (حضرت) طلحہ نے جام شہادت نوش کیا اور ان کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ (حضرت) زبیر وہاں سے واپس روانہ ہوئے مگر وادی السِباع ۲۲ میں عمرو بن جرموز نے ان کو شہید کر دیا۔ (حضرت) عائشہ کے گرد گھیرا تنگ کر کے انھیں پکڑ لیا گیا اور (حضرت) علی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بصرہ میں داخل ہو گئے۔ اہل بصرہ نے ان کی خلافت کی بیعت کر لی اور عثمان بن حنیف کو قید سے رہائی دلائی گئی۔ (حضرت) علی بصرہ میں زیادہ عرصہ تک نہ ٹھہرے اور کوفہ چلے گئے۔ جاتے وقت (اپنے چچازاد بھائی) عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ (کوفہ پہونچ کر حضرت) علی (حضرت) معاویہ کے خلاف جنگی تیاریوں مصروف ہو گئے۔ (مناسب تیاری کے بعد) وہ کوفہ والوں اور اپنے پیروؤں کے ہمراہ امیر معاویہ سے جنگ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت سے شام روانہ ہوگئے۔ (حضرت) معاویہ اہل شام اور اپنے دوسرے حامیوں کے ہمراہ مقابلہ کی غرض سے چل پڑے اور فریقین میں صفین (شام) کے مقام پر جنگ ہوئی۔ پھر تحکیم کی شرط پر یہ جنگ ختم ہوگئی۔

(حضرت) علی کا تمام عہد جنگ کی نذر ہوگیا اور پایان کار وہ قتل کر دیے گئے انھیں جنگوں اور شورشوں کے سبب وہ اپنے دور خلافت میں کوئی حج نہ کر سکے۔ اور مخالفوں میں گھرے رہے۔ (حضرت) علی شب جمعہ ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہوئے۔ ان کا قاتل عبدالرحمان بن ملجم مرادی (خارجی) تھا۔ واقدی کا بیان ہے کہ انھیں رات کے وقت دفن کیا گیا اور ان کی قبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ (حضرت) حسن نے نماز جنازہ پڑھائی اور انھیں کوفہ میں جامع مسجد کے قریب قصرالامارت میں دفن کیا گیا۔ ۲۳

(حضرت) علی کی عمر اور حلیہ : علی نے کتنی عمر پائی، اس میں راویوں کا اختلاف ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ شہادت کے وقت ان کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ دوسرے راوی کا بیان ہے کہ شہادت کے وقت ان کی عمر اٹھاون سال تھی۔ (پہلی روایت کی رو سے بعثت نبوی کے وقت حضرت علی کا سن دس سال اور دوسری روایت کے مطابق ان کا سن صرف پانچ سال تھا)۔

(حضرت) علی کے حلیہ کے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ واقدی کی روایت ہے کہ ان کا رنگ گہرا گندمی تھا۔ پیٹ اور آنکھیں بڑی تھیں، سر کے سامنے کے بال اڑے ہوئے تھے اور قد پست تھا۔ قیس بن ربیع نے ابن اسحاق سے، روایت کی کہ (حضرت) علی کوتاہ قامت تھے، سر کے سامنے کے بال اڑ گئے تھے، جسم مضبوط اور گٹھا ہوا تھا، پیٹ بڑا تھا، ناک چپٹی تھی اور دونوں بازو پتلے تھے۔ جب بھی کسی سے کشتی لڑتے، اسے پچھاڑ دیتے تھے، ان کی جست بہت سخت اور ضرب نہایت قوی ہوتی تھی۔ ایک دوسرے راوی کا بیان ہے کہ ایک عورت نے (حضرت) علی کو دیکھا، تو حیرت سے بولی 'یہ کون صاحب ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ گویا انھیں پہلے توڑ دیا گیا ہو، پھر جوڑ دیا گیا ہو'۔ (یعنی ان کے اعضاء میں تناسب نہ تھا)۔

(حضرت) علی کی اولاد : ☆ (حضرت) فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن، حسین، محسن، ام کلثوم کبریٰ اور زینب کبریٰ ☆محمد بن علی کی ماں خولہ تھیں۔ یہ ایاس بن جعفر جار الصفا کی بیٹی تھیں اور بنو حنیفہ سے ان کا تعلق تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ خولہ، جعفر بن قیس کی بیٹی تھیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ خولہ لونڈی تھیں اور جنگ یمامہ میں گرفتار ہوئی تھیں اور (حضرت) علی کے حصہ میں آئیں۔ خولہ بنی حنیفہ کی سندھی سیاہ فام باندی تھیں اور بنی حنیفہ سے ان کا کوئی نسلی تعلق نہیں تھا کیوں کہ خالد بن ولید نے بنو حنیفہ سے جو صلح کی تھی ﴿ص۹۲﴾ اس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ ان کے غلام اور لونڈیاں جنگی قیدی بنالی جائیں گی۔ خود ان کے قبیلے کے مرد و زن کو غلام اور لونڈی بنانے کی شرط نہیں عائد کی گئی تھی (چنانچہ اگر خولہ آزاد خاتون ہوتیں تو وہ جنگی قیدی بنا کر مدینہ نہ لائی جاتیں) ☆عبیداللہ بن علی اور ابوبکر بن علی کی ماں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلی تھیں۔ ☆عمر بن علی اور رقیہ بن علی کی ماں، بنی تغلب کی ایک عورت تھیں۔ خالد بن ولید نے جنگ ارتداد میں ان کو گرفتار کیا تھا اور (حضرت) علی نے انھیں خرید لیا تھا۔ ☆یحییٰ بن علی کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ ☆جعفر بن علی، عباس بن علی اور عبداللہ بن علی کی ماں ام البنین بنت حرام وحیدیہ تھیں۔ ☆رملہ بنت علی اور ام الحسن بنت علی کی ماں ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی تھیں۔ ☆ام کلثوم الصغریٰ بنت علی، زینب الصغریٰ بنت علی، جمانہ بنت علی، میمونہ بنت علی، خدیجہ بنت علی، فاطمہ بنت علی، ام الکرام بنت علی، نفیسہ بنت علی، ام سلمہ بنت علی، امامہ بنت علی اور ام ابیہا بنت علی۔ مختلف باندیوں کے بطن سے تولد ہوئیں (حضرت علی کے کل دس بیٹے اور سولہ بیٹیاں تھیں)۔

علی بن ابی طالب کی بیٹیاں: ☆زینب الکبریٰ بنت فاطمہ کی شادی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی تھی۔ ان سے متعدد اولاد پیدا ہوئیں۔ ہم نے ان کا ذکر (عبداللہ بن جعفر کے تذکرہ میں) کیا ہے۔ ☆ام کلثوم الکبریٰ بنت فاطمہ، (حضرت) عمر بن الخطاب کے نکاح میں تھیں۔ ان سے جو بچے پیدا ہوئے ہم نے ان کا ذکر (حضرت عمر فاروق کے بیان میں) کر دیا ہے۔ (حضرت) عمر کی شہادت کے بعد ام کلثوم بنت فاطمہ سے محمد بن جعفر بن ابی طالب نے شادی کی۔ ان کے انتقال کے بعد عون بن جعفر ۲۴ بن ابی طالب سے شادی ہوئی اور انھیں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح میں حضرت ام کلثوم کا انتقال ہوا۔ ان کے علاوہ (حضرت) علی کی بیٹیاں (حضرت) عقیل اور (حضرت) عباس کے بیٹوں سے بیاہی گئیں صرف ام الحسن کی شادی (حضرت علی کے بھانجے) جعدۃ بن ہبیرہ مخزومی سے اور فاطمہ، بنی حارث بن اسد کے سعید بن الاسود سے بیاہی گئیں۔ ☆محسن بن علی بچپن میں مر گئے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی کنیت ابو محمد تھی۔ علی کی شہادت کے بعد ان کی خلافت کی کوفہ میں بیعت کی گئی اور معاویہ کی خلافت کی بیعت شام اور بیت المقدس میں ہوئی۔ بعد ازاں معاویہ کوفہ روانہ ہوئے اور ان سے مقابلہ کی غرض سے حسن فوجوں کے ساتھ آ گئے۔ (عراق کے شہر) مسکن میں دونوں افواج کا آمنا سامنا ہوا لیکن جنگ نہ ہوئی اور حسن نے معاویہ سے صلح کر کے ان کی بیعت کر لی۔ پھر وہ معاویہ کے ہمراہ کوفہ آئے۔ بعد میں معاویہ کوفہ سے شام واپس چلے گئے اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو بصرہ کا گورنر مقرر کر گئے۔ بعد میں ان دونوں (صوبہ جات کوفہ و بصرہ کا متحدہ گورنر) زیاد کو بنا دیا۔ (حضرت) حسن بن علی مدینہ لوٹ آئے اور وہیں انھوں نے وفات پائی۔ ایک (کمزور) روایت ہے کہ حسن کو ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے زہر دے دیا تھا۔ ان کی وفات ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر سینتالیس سال تھی۔ حاکم مدینہ سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(حضرت) حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ☆ حسن بن حسن ان کی ماں خولہ بنت منظور بن زبان فزاریہ تھیں۔ ☆زید بن حسن اور ام الحسن بنت حسن کی ماں عقبہ بن مسعود البدری کی بیٹی تھیں۔ ☆عمر بن حسن کی ماں بنی ثقیف کی ایک خاتون تھیں۔ ☆حسین الاثرم بن حسن کی ماں ام ولد تھیں۔ ☆طلحہ بن حسن کی ماں (حضرت) طلحہ بن عبیداللہ کی صاحب زادی ام اسحاق تھیں۔ ☆ام عبداللہ بنت حسن کی ماں ایک ام ولد تھیں۔

حسن بن حسن بن علی: حسن بن حسن بن علی کے بیٹے تھے ﴿ص ۹۳﴾ عبداللہ، حسن، ابراہیم، جعفر، داؤد اور محمد۔

عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی: عبداللہ بن حسن بن حسن (بن علی) کی کنیت ابو محمد تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نیکو کار اور فاضل تھے۔ انھیں ایک روز لوگوں نے موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو دریافت کیا 'کیا آپ بھی موزوں پر مسح کرتے ہیں' انہوں نے جواب دیا 'ہاں! عمر بن خطاب بھی موزوں پر مسح کرتے تھے، اور جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان عمر کو واسطہ بنالیا اس کی نجات پکی ہوگئی'۔

عبداللہ بن حسن بن حسن (پہلے عباسی خلیفہ) ابوالعباس کے ساتھ تھے وہ ان کی عزت کرتے تھے اور ان سے ان کو ایک گونہ انس وتعلق خاطر تھا۔ ابوالعباس نے ایک دن جواہرات کی تھیلی نکال کر ان کو بخش دی۔ سفاح نے ایک عمارت تعمیر کرائی تھی اسے (عبداللہ کو) دکھایا اور اس کے بارے میں ان کی رائے دریافت کی۔ انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

الم تر حوشباً امسی وبنی　　قصورا نفعها لبنی نفیله

یومل ان یعمر عمر نوح　　وامر الله یحدث کل لیله

[کیا تم حوشب کو نہیں دیکھتے کہ عمارت تعمیر کرتا ہے، جس سے بنی نفیلہ کو فائدہ پہونچے گا ☆اے امیر امید ہے کہ وہ عمر نوح پائے گا، حالانکہ اللہ کا ایک نیا حکم ہر رات صادر ہوتا ہے]۔

یہ سن کر (ابوالعباس السفاح) بولے: 'آپ ان اشعار میں میری مثال دے رہے ہیں حالانکہ آپ کے ساتھ میرے سلوک کو آپ دیکھ رہے ہیں؟' عبداللہ نے کہا 'اللہ کی قسم ان اشعار سے میں نے کوئی برائی کا قصد نہیں کیا ہے، لیکن یہ اشعار تھے جو میری یاداشت میں آئے اور میں نے سنادیئے اگر امیر المومنین مناسب خیال کریں تو میری اس بات کو گوارا اور برداشت کرلیں'۔ ابوالعباس نے کہا 'میں نے ایسا ہی کیا ہے'۔ (تاہم) اس کے بعد سفاح نے انھیں مدینہ واپس بھیج دیا۔

جب ابوجعفر منصور خلیفہ ہوئے تو عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کے دو بیٹوں محمد اور ابراہیم کی تلاش میں بڑی سرگرمی دکھائی اور وہ دونوں (ان کے خوف سے) عرب کے ریگستانی علاقوں میں روپوش ہوگئے۔ اس لئے ابوجعفر منصور نے ان دونوں کے والد عبداللہ اور ان کے بھائی داؤد، حسن اور ابراہیم کو گرفتار کر کے زنجیروں میں جکڑ کر اپنے پاس روانہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ لوگ مکہ کے راستہ میں ربذہ کے مقام پر ابوجعفر منصور عباسی کے سامنے پابہ جولاں اور مشکیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی ہوئی حاضر کئے گئے۔عبداللہ بن حسن نے منصور سے بالمشافہ بات کرنے کی اجازت مانگی، مگر اس کی اجازت نہ دی گئی اور وہ مر گئے، لیکن منصور سے رو در رو باتیں نہ کر سکے۔عبداللہ اور ان کے بھائی منصور کی قید میں مر گئے۔

مجبوراً عبداللہ کے بیٹے محمد اور ابراہیم نے منصور کے خلاف خروج کیا اور مدینہ، مکہ اور بصرہ پر یہ دونوں بھائی قابض ہو گئے۔ابوجعفر منصور نے ان کے مقابلہ پر (اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب) کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔اس نے شکست دے کر محمد بن عبداللہ کو مدینہ میں اور اس کے بعد ابراہیم کو شکست دے کر (بصرہ کے قریب) باخمریٰ کے مقام پر جو کوفہ سے سولہ فرسخ (۴۸ میل) کی مسافت پر ہے، قتل کر دیا۔ان دونوں کے بھائی ادریس بن عبداللہ بن حسن (عباسیوں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر) اندلس اور بربر (قبائل) میں بھاگ کر پہونچ گئے اور ان علاقوں میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ ۲۵

حسین بن علی: حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔وہ کوفہ روانہ ہوئے (مگر والیٔ عراق) عبیداللہ بن زیاد نے ان کے مقابلہ کے لئے ایک فوج بسرکردگی عمر بن سعد بن ابی وقاص روانہ کی۔ان کو (کوفی فوج کے) سنان بن ابی انس نخعی نے شہید کر دیا۔یہ حادثہ یوم عاشوراء ۶۱ھ کو پیش آیا۔اس وقت ان کا سن اٹھاون سال یا ایک اور روایت کی رو سے چھپن سال تھا۔وہ سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے۔

(حضرت) حسین بن علی کے بیٹے تھے ☆علی بن حسین، ان کی ماں مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی تھیں۔☆علی اصغر بن حسین باندی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔☆فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں اور ☆سکینہ بنت حسین کی ماں رباب بنت امرء القیس کلبیہ تھیں۔انھیں کے متعلق (حضرت) حسین بن علی کہتے ہیں:

لعمرک انني لاحب دارا تحل بها سكينه و الرباب

[تیری جان کی قسم! میں اس گھر سے پیار کرتا ہوں، جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں]۔

فاطمہ بنت حسین بن علی کی شادی حسن بن حسن بن علی (اپنے چچازاد بھائی) سے ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے بعد ان کا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا۔

سکینہ بنت حسین بن علی، مصعب بن زبیر بن عوام کو بیاہی گئیں۔ ﴿ص۹۴﴾ مصعب کے انتقال کے بعد ان سے عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام نے شادی کی۔ اس سے قُرین نامی بیٹا پیدا ہوا۔ ان کی نسل موجود ہے۔ (عبداللہ بن عثمان) کے بعد سکینہ سے الاصبغ بن عبدالعزیز بن مروان نے شادی کی مگر خلوت صحیحہ سے پہلے ان سے علیحدگی ہوگئی۔ اس کے بعد زید بن عمرو بن عثمان بن عفان نے سکینہ سے نکاح کیا مگر (اموی خلیفہ) سلیمان بن عبدالملک کے حکم سے زید بن عمرو نے سکینہ کو طلاق دیدی۔ سکینہ بنت حسین بن علی نے مدینہ میں ہشام بن عبدالملک (اموی خلیفہ) کے زمانے میں وفات پائی۔ یہ روایت ابوالیقظان کی ہے۔ مگر ہیثم بن عدی نے صالح بن حسان وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ سکینہ کی پہلی شادی عمرو بن حکیم بن حزام سے ہوئی۔ اس کے بعد ان سے عمرو بن عثمان بن عفان نے شادی کی۔ ان کے بعد ان کی شادی مصعب بن زبیر سے ہوئی۔ (یہ روایت غلط ہے) ابن الکلبی کی روایت ہے کہ سکینہ بنت حسین کے پہلے شوہر الاصبغ بن عبدالعزیز برادر عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ اموی) تھے۔ سکینہ کی رخصتی سے پہلے ہی اصبغ نے مصر میں انتقال کیا اور انھوں نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ اس کے بعد ان کی شادی زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوئی۔ اس کے بعد مصعب بن زبیر سے وہ بیاہی گئیں۔ ان کے بعد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام سے ان کا نکاح ہوا اور عثمان معروف بہ قُرین نامی ان کے بیٹے پیدا ہوئے۔ مصعب بن زبیر سے بھی سکینہ کی ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ اس کے بعد ان کی شادی ابراہیم بن عبدالرحمان بن عوف سے ہوئی۔ یہ ابراہیم، ابراہیم بن سعد الفقیہ کے دادا تھے (سکینہ سے ابراہیم کی یہ شادی بھی خلوت صحیحہ سے پہلے ہی ختم ہوگئی تھی)۔

(حضرت) علی بن حسین الاصغر: علی بن حسین الاصغر ہی سے (حضرت) حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل چلی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی ماں سندھی باندی تھیں اور ان کا نام سلافہ یا غزالہ تھا۔ ان خاتون سے (حضرت) حسین کی شہادت کی بعد ان کے غلام زبید نے شادی کی اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عبداللہ بن زبید نامی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ یہ (حضرت) علی بن حسین کا اخیافی بھائی تھا۔

علی بن محمد نے عثمان بن عثمان سے روایت کیا ہے کہ علی بن حسین نے اپنی ماں کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام سے کردی اور اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے خود اس سے شادی کر لی۔ اس کی خبر (اموی خلیفہ) عبدالملک بن مروان کو ہوئی تو انھوں نے عار دلانے کے لئے ان کو ایک خط لکھا۔ اس کے جواب میں علی بن حسین نے لکھا 'رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں تمھارے لئے ایک اسوہ حسنہ ہے۔ آپؐ نے (حضرت) صفیہ بنت حی کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا اور زید بن حارثہ کو آزاد کر کے ان سے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش کو بیاہ دیا تھا'۔

علی بن حسین بن علی نے مدینہ میں ۹۴ھ میں انتقال کیا اور بقیع (غرقد) کے گورستان میں دفن کئے گئے۔ ان کی کنیت ابوالحسن تھی۔ وہ نیکوکار، صالح اور مرد فاضل تھے۔

علی بن حسین کی اولاد: علی بن حسین بن علی کے بیٹے ☆حسن بن علی بن حسین، محمد بن علی بن حسین، علی بن علی بن حسین، عبداللہ بن علی بن حسین ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت حسن بن علی تھیں۔ ☆عمر بن علی بن حسین اور زید بن علی بن حسین، حیدان نامی باندی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ☆خدیجہ بنت علی بن حسین ایک باندی کے بطن سے تولد ہوئیں۔ ☆علی بن حسین کی بیٹیاں، ام موسیٰ، ام حسن، ام کلثوم کی مائیں بھی باندیاں تھیں۔ (کل ۶ بیٹے اور ۴ بیٹیاں)۔

محمد بن علی بن حسین: محمد بن علی (بن حسین بن علی) کی کنیت ابوجعفر تھی۔ وہ فقیہ تھے۔ انھوں نے مدینہ میں ۱۱۷ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے تھے، جعفر بن محمد اور عبداللہ بن محمد ان کی والدہ ام فروۃ بنت قاسم بن ابی بکر الصدیق تھیں۔ ام فروہ کی ماں کا نام تھا اسماء بنت عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق۔ جہاں تک جعفر بن محمد کا تعلق ہے ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی انھیں کی جانب الجعفریہ (بغداد کے مشرقی حصہ کا ایک بہت بڑا محلہ) منسوب ہے۔ انھوں نے مدینہ میں ۱۴۶ھ میں انتقال کیا۔ (صحیح ۱۴۸ھ) ان کی نسل موجود ہے۔ (دوسرے بیٹے) عبداللہ بن محمد کا لقب دُق دُق تھا۔ انھوں نے مدینہ میں انتقال کیا اور ان کی اولاد موجود ہے۔

عبداللہ بن علی بن حسین: عبداللہ بن علی بن ﴿ص ۹۵﴾ حسین بن علی کی نسل باقی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید بن علی بن حسین: زید بن علی بن حسین بن علی کی کنیت ابوالحسن تھی۔ ان کی ماں سندھی باندی تھیں۔ انھوں نے (اموی خلیفہ) ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ۱۲۲ھ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی تھی۔ (عراق کے گورنر) یوسف بن عمر ثقفی نے عباس المری کو ان کے مقابلہ پر روانہ کیا (اثناء جنگ میں) ان کے ایک تیر لگا جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ انہیں سولی پر لٹکایا گیا۔ زید (بن علی بن حسین) کے بیٹے تھے ☆یحییٰ جو ریطہ بنت ابی ہاشم بن عبداللہ بن محمد الحنفیہ بن علی کے بطن سے تھے۔ ☆عیسیٰ، حسین اور محمد جو باندیوں کے بطن سے تولد ہوئے۔

(ان میں سے) یحییٰ (بن زید) جوزجان (بلخ خراسان کا ایک کورلعنی پرگنہ) میں (اموی گورنر) نصر بن سیار کے زمانے میں (بجرم بغاوت) مارے گئے۔ ان کی نسل باقی نہ رہی۔ عیسیٰ بن زید کا کوفہ میں انتقال ہوا۔ وہاں ان کی نسل موجود ہے۔ انھیں میں احمد بن عیسیٰ تھے۔ حسین بن زید نابینا ہوگئے تھے۔ ان کی بیٹی کی شادی (عباسی خلیفہ) المہدی سے ہوئی تھی۔ جن کا نام میمونہ تھا۔ (حسین بن زید کی) اولاد موجود ہے۔

علی بن علی بن حسین (بن علی) کا لقب الافطس تھا۔ ان کی نسل باقی ہے۔ ام موسیٰ بنت علی بن حسین (بن علی) بن ابی طالب سے داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس (بن عبدالمطلب) نے شادی کی۔ ام حسن (بنت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب) سے ام موسیٰ کے بعد انھیں (داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے) شادی کی۔ خدیجہ (بنت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب) سے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے شادی کی۔

محمد بن علی بن ابی طالب: محمد بن علی بن ابی طالب، ابن الحنفیہ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ وہ عبداللہ بن زبیر (کے دور اقتدار میں) ان کے خوف سے بھاگ کر طائف چلے گئے تھے۔ وہیں انھوں نے ۸۱ھ میں وفات پائی۔ بوقت وفات ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ محمد بن علی ابن ابی طالب کی اولاد میں حسن، عبداللہ، ابو ہاشم، جعفر الاکبر، حمزہ اور علی (یہ باندی کے بطن سے تھے) جعفر الاصغر اور عون (جعفر الاصغر اور عون کی) ماں ام جعفر تھیں، قاسم اور ابراہیم دس بیٹے تھے۔

☆ابو ہاشم (بن محمد بن علی بن ابی طالب) عالی مرتبہ و معزز شخص تھے۔ شیعوں کا ایک گروہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا پیرو تھا۔ وہ شام میں تھے کہ ان کا وقت آخر آپہونچا (اس وقت وہاں) محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس (بن عبدالمطلب کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا) اس لئے ابو ہاشم نے انھیں کو وصیت کی اور کہا 'تم اس امر (امامت) کے متولی ہو اور اب یہ تمھاری اولاد میں ہوگی'۔ یہ کہہ کر انھوں نے (امامت کے) تمام کاغذات اور خطوط وغیرہ ان کو دیدیئے۔ اور شیعوں کو (محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) کی جانب لوٹا دیا۔ ابو ہاشم کی نسل سے کوئی شخص باقی نہیں ہے۔ ☆علی بن محمد کی نسل باقی نہیں ہے۔ ☆حمزہ بن محمد سے بھی نسل نہیں چلی۔ ☆ابراہیم بن محمد کا لقب ثعرۃ تھا۔ ☆قاسم بن محمد مسجد نبوی میں کسی ٹوٹکے سے جانے سے ان کو روک دیا گیا تھا اور اس ٹوٹکے کے سبب وہ مسجد میں داخل ہونے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

عمر بن علی بن ابی طالب: عمر بن علی بن ابی طالب سے حدیث روایت کی گئی ہے۔ وہ (حضرت) عمر بن خطاب سے روایت کرتے تھے۔ ان کے بیٹوں میں محمد، اور بیٹیوں میں ام موسیٰ کی ماں اسماء بنت عقیل بن ابی طالب تھیں۔ محمد (بن عمر) کے بیٹے عمر، عبداللہ اور عبیداللہ کی ماں خدیجہ بنت علی بن حسین بن علی (ابن ابی طالب) تھیں۔ اور جعفر (بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب) کی ماں ام ہاشم بنت جعفر بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی تھیں۔ عمر (بن علی بن ابی طالب) کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔

عباس بن علی بن ابی طالب: عباس بن علی بن ابی طالب، ﴿ص۹۶﴾ (حضرت) حسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ (کربلا میں) قتل ہوگئے۔ عباس کے بیٹے عبیداللہ کی ماں لُبابہ بنت عبیداللہ بن عباس (بن عبدالمطلب) تھیں اور حسن کی ماں باندی تھیں۔ ان کی نسل ہے۔

عبیداللہ بن علی بن ابی طالب: ان کو مختار ثقفی نے قتل کرادیا۔ ان کی نسل نہیں ہے۔

جعفر بن علی بن ابی طالب : ان سے بھی نسل نہ چلی۔

آل ابی طالب کے موالی : ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ آل ابی طالب کے موالی میں تھے۔ ☆یحییٰ بن ابی کثیر، ان سے اوزاعی روایت کرتے ہیں۔ وہ حضرت علی ابن ابی طالب کے مولیٰ تھے (۱۲۹ھ میں وفات پائی)۔ ایوب سختیانی کہتے تھے کہ یحییٰ بن ابی کثیر جیسا فاضل روئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین پر باقی نہیں ہے۔ ان کے بیٹے عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے۔ ☆ابو اسامہ حماد بن اسامہ یہ حسن بن سعد کے مولیٰ تھے اور حسن بن سعد حضرت حسن بن علی کے مولیٰ تھے۔ سو ابو اسامہ مولیٰ کے مولیٰ تھے۔ وہ اسی (۸۰) سال کی عمر میں ۲۰۱ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

﴿۵﴾ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

نام ونسب : (حضرت) زبیر کا نسب ہے۔ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ان کی والدہ کا نام صفیہ تھا جو عبدالمطلب کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ زبیر کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کے دادا خویلد زمانہ جاہلیت میں قتل ہو گئے تھے۔ ان کی اولاد میں یہ لوگ تھے، ☆خدیجہ بنت خویلد، ان کی ماں فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم تھی۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی زوجہ اور حضرت زبیر بن عوام بن خویلد کی پھوپھی تھیں۔ ☆عوام بن خویلد کی ماں کا تعلق بنو مازن بن منصور سے تھا۔ یہ جنگ فجار میں مارے گئے تھے۔ ☆نوفل بن خویلد کو 'اسد قریش' کہا جاتا تھا۔ اس کو جنگ بدر میں (حضرت) علی بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔ اس کی نسل نہیں ہے۔ ☆حزام بن خویلد، حکیم بن حزام کا باپ تھا۔ حکیم کی کنیت ابو خالد تھی۔ وہ جنگ بدر میں مشرکین کی جانب سے شریک ہوئے مگر نہ مارے گئے اور نہ گرفتار ہوئے۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام پختہ ہوا۔ وہ جب قسم کھاتے اور قسم میں تاکید مزید پیدا کرنا چاہتے تو کہتے 'اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر میں زندہ بچالیا'۔ ان کے بیٹے تھے عبداللہ بن حکیم اور ہشام بن حکیم، یہ ہشام صحابی تھے۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔ عبداللہ بن حکیم جنگ جمل میں (حضرت) عائشہ کے ساتھ تھے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ ان کے بیٹے عثمان بن عبداللہ تھے۔ ان عثمان کے بیٹے عبداللہ بن عثمان تھے جو سکینہ بنت حسین (بن علی) کے شوہر تھے۔ ان سے سکینہ کے بطن سے قرین نامی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ (عبداللہ بن عثمان کی) نسل موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(زبیر بن العوام کے والد) عوام بن خویلد کے بیٹے تھے۔ زبیر اور سائب، ان کی والدہ بھی صفیہ ہی تھیں۔ سائب جنگ احد اور خندق میں شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (عوام کے دوسرے بیٹوں میں) عبدالرحمان، اسود، اصرم اور یعلی تھے ان میں سے کسی کی نسل (حضرت) زبیر کے سوا باقی نہ رہی۔

(حضرت) زبیر رسول اللہ ﷺ کے حواری یکے از عشرہ مبشرہ بالجنہ ﴿ص ۹۷﴾ اور یکے از اصحاب شوریٰ تھے۔ ان کو رسول اکرم ﷺ نے ان کا گھوڑا جہاں تک دوڑ سکے اس کے بقدر زمین عطاء فرمائی تھی۔ چنانچہ انھوں نے گھوڑا دوڑایا اور جب وہ تھک گیا تو اپنا کوڑا پھینک دیا (اور اس کے بقدر زمین پائی)۔ (حضرت) زبیر جنگ جمل کے نتیجے میں جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر چونسٹھ سال تھی۔ یہ واقدی کی روایت ہے۔ مگر ابو الیقظان کہتے ہیں کہ شہادت کے وقت ان کا سن ساٹھ سال تھا۔ ان کو ابن جرموز نے وادی السباع میں قتل کر دیا۔ ان کی قبر وہیں ہے۔

حلیہ : (حضرت) زبیر رضی اللہ عنہ نہ بہت لانبے اور نہ بہت پست قد تھے۔ ان کی داڑھی میں بال کم تھے۔ گندم گوں، بال کھچڑی تھے لیکن اسے خضاب سے بدلتے نہ تھے۔ ابن ابی الزناد نے ہشام بن عروہ (بن زبیر) سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ زبیر دراز قامت تھے جب سوار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین سے رگڑ کھاتے تھے۔ آنکھیں نیلی تھیں اور جسم میں بال بہت تھے۔ میں (عروہ) بچپن میں کبھی ایسا ہوتا کہ ان کے کاندھے کے بال پکڑ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔

اولاد: (حضرت) زبیر کے بیٹے تھے عبداللہ، عاصم، عروہ، منذر، اور بیٹی ام الحسن، ان سب کی ماں اسماء بنت ابوبکر تھیں۔ ان اسماء کا لقب 'ذات النطاقین' (دو کمر بندوں والی۔ اشارہ ہے سفر ہجرت کی طرف) تھا اور مصعب، حمزہ، رملہ، خالد، عمر، عبیدہ، جعفر، خدیجہ، عائشہ وغیرہ کل نو بیٹیاں تھیں۔ (اور دس بیٹے) تھے۔ (ان کی تفصیل یہ ہے) ☆ رملہ بنت زبیر کی شادی خالد بن یزید بن معاویہ سے ہوئی تھی۔ وہ انھیں کے بارے میں کہتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجول خلاخيل النساء ولا ارى لرملة خلخالا يجول ولاقلبا

احب بنى العوّام طرا لحبها ومن اجلها احببت اخوالها كلبا

[عورتوں کے پازیب چھنچھنا رہے ہیں مگر میں رملہ کی پازیب کو چھنچھناتے اور اس کے کنگن کو کھنکتے نہیں دیکھ رہا ہوں ☆میں اس کی محبت کی وجہ سے تمام آل عوام سے محبت کرتا ہوں، اور اس کے لئے اس کے ماموؤں بنوکلب سے محبت کرتا ہوں]۔

☆جعفر بن زبیر قریش کے (طرحدار) جوانوں میں شمار ہوتے تھے اور عاشق مزاج وغزل گو تھے۔ انہیں کے شعر ہیں:

ولمجلس القرشى حق واجب فانظرن فى شان الكريم الاروع

ماتا مرين بجعفر وبحاجة يستامها فى خلوة وتضرع

[اور قریش کی مجلس کا یہ ضروری ولازمی حق ہے، سوتم شریف اور حسین سردار کے حالات کا خیال کرو ☆تم جعفر اور اس کی ضرورت کے سلسلہ میں کیا حکم کرتی ہو، جس کے لئے وہ تنہائی اور خوشامد کو پسند کرتا ہے]۔

ان جعفر کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔ ☆حمزہ بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مکہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی نسل ختم ہوگئی۔ ☆عمرو بن زبیر کی کنیت ابوالزبیر تھی۔ ان کی قدر ومنزلت تھی اور وہ رودار تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی مخالفت کی اور ان سے جنگ کی۔ بعدازاں وہ اپنے بھائی عبیدہ بن زبیر کی حفاظت میں عبداللہ بن زبیر کے پاس آئے لیکن عبداللہ نے انہیں امان نہیں دی اور قتل کرادیا۔ ان کے بیٹے عمرو بن عمرو (بن زبیر) کے متعلق حزین الدکلی کہتا ہے:

لوان اللوم كان مع الثريا تناول راسه عمرو بن عمرو

[ترجمہ: اگر ذلت وملامت ثریا کے ساتھ نہایت درجہ اونچائی پر ہوتی، تو بھی عمرو اتنا کمینہ وذلیل ہے کہ اس کی چوٹی کو جالیتا]۔

﴿ص ۹۸﴾ ☆عبیدہ بن زبیر نے ہی عمرو بن زبیر سے جب انہوں نے اپنے بھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن زبیر سے جنگ کی تھی، کہا تھا 'میرے ساتھ ان کے پاس میری حفاظت میں چلو، اگر انہوں نے تمہیں امان دیدی تو ٹھیک ہے، ورنہ میں تمہیں حفاظت سے تمہاری پناہ گاہ تک پہونچادوں گا، چنانچہ عمرو (اپنے بھائی) عبیدہ کے ہمراہ عبداللہ کے پاس گئے۔ مگر عبداللہ نے عبیدہ کی امان کو نہیں مانا اور عمرو سے اپنا بدلہ چکا لیا جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ عبیدہ (بن زبیر) کی نسل باقی ہے۔ ☆ خالد بن زبیر کو ان کے بھائی عبداللہ نے یمن کا حاکم بنایا تھا۔ ان کی نسل موجود ہے۔ انہیں میں خالد بن عثمان بن خالد بن زبیر تھے۔ انہوں نے (المنصور عباسی کے خلاف) محمد الحسنی (محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم) کے ساتھ بغاوت میں حصہ لیا تھا۔ ابوجعفر (المنصور) نے ان کو گرفتار کر کے پھانسی پر لٹکا دیا تھا۔ ☆ عاصم بن زبیر نے لڑکپن میں انتقال کیا۔ ان کی نسل باقی نہ رہی۔ ☆ عروہ بن زبیر فقیہ اور مرد فاضل تھے۔ ابوعبداللہ کنیت کرتے تھے۔ شام میں ان کے پیر میں ایک زخم ہوگیا تھا، وہ (خلیفہ) ولید بن عبدالملک کے ہاں مقیم تھے۔ چنانچہ ولید کی موجودگی میں ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا مگر وہ بالکل نہ ہلے اور نہ تکلیف کا اظہار کیا۔ ولید کو پاؤں کٹنے کی اس وقت تک خبر نہ ہوئی جب تک وہ زخم داغا نہ گیا اور جلنے کی بو نہ سنگھائی دی۔ اس واقعہ کے بعد وہ آٹھ سال تک زندہ رہے۔ انہوں نے مدینہ میں ایک کنواں کھدوایا تھا جسے 'بئر عروہ' کہتے تھے۔ سارے مدینہ میں اس کنویں کا پانی سب سے زیادہ میٹھا تھا۔ وہ ۹۳ھ میں مدینہ کے قریب اپنی جاگیر میں فوت ہوئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ ان کا انتقال ۹۴ھ میں ہوا۔ اس سال چونکہ مدینہ میں کئی فقہاء مر گئے تھے، اس لئے اسے سنة الفقها (فقہاء کا سال) کہا جاتا ہے۔

عروہ بن زبیر کی اولاد میں محمد، یحییٰ، عثمان، عمر، عبداللہ، مصعب، عبیداللہ اور ہشام تھے۔ ☆ ہشام بن عروہ کی ماں کا نام سارہ تھا۔ ☆ عبداللہ بن عروہ بہت بڑے خطیب اور نہایت اعلیٰ پایہ کے بلیغ تھے۔ ان کو بلاغت میں خالد بن صفوان سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ ان سے لوگوں نے کہا کہ 'آپ نے مدینہ کی رہائش جو دارالہجرت ہے ترک کردی۔ اگر آپ واپس آجاتے تو لوگوں سے آپ ملتے اور لوگ آپ سے ملتے' انہوں نے جواب دیا 'لوگ کہاں ہیں۔ لوگ دو طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہیں، رسوائی و ذلت پر خوش ہونے والے یا عزت و نعمت پر حسد کرنے والے۔ وفات سے پہلے نابینا ہو گئے تھے۔ ان کی نسل مدینہ میں ہے۔ ☆محمد بن عروہ اپنے وقت میں لوگوں میں نہایت صاحب حسن و جمال تھے۔ ان کی نسل اولاد نرینہ سے باقی نہیں ہے۔ ☆عثمان (بن عروہ) زبردست خطیب تھے۔ مدینہ میں ان کی اولاد موجود ہے۔ ☆یحییٰ بن عروہ، انساب عرب اور لوگوں کے اخبار و واقعات کے عالم تھے۔ اس زمانہ میں ہشام بن عبدالملک کی جانب سے ابراہیم بن ہشام ۲۶ھ مدینہ کا حاکم تھا۔ یحییٰ بن عروہ نے اس کا (اور اس کے خاندان کا ایسے لفظوں میں) ذکر کیا (جو اسے ناگوار گزرا) چنانچہ (خلیفہ) ہشام کے حکم سے انہیں (کوڑے) مارے گئے۔ اس کی وجہ سے وہ مر گئے۔ ان کی اولاد مدینہ میں موجود ہے۔ ☆عمرو بن عروہ (اپنے تایا عبداللہ) ابن زبیر کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان سے نسل نہ چلی۔ عبیداللہ بن عروہ کی اولاد مدینہ میں موجود ہے۔ ☆ہشام بن عروہ کی ماں سارہ تھی۔ وہ فقیہ (و ماہر انساب و اخبار و ایام) تھے۔ ابوجعفر المنصور کے زمانہ میں کوفہ تشریف لائے اور کوفہ کے علماء نے ان سے (علوم کی) سماعت کی۔ یہیں ۱۴۶ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ ان کی اولاد مدینہ اور بصرہ میں ہے۔ وہ ابوالمنذر کنیت کرتے تھے۔

☆منذر بن زبیر کی کنیت ابوعثمان تھی۔ وہ بردبار سردار تھے اور (اپنے بھائی عبداللہ) بن زبیر کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کے بیٹوں میں محمد بن منذر تھے جو 'سردار قریش' کہلاتے تھے۔ ان کی کنیت ابوزید تھی۔ وہ جب راستہ سے گزرتے تھے تو ان کی تعظیم کے لئے آگ (روشنی) گل کر دی جاتی تھی۔ ایک دن راہ چلتے ان کے ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ انہوں نے دوسرے جوتے کو بھی اپنے پاؤں سے اتار پھینکا اور چلے گئے، دونوں جوتوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ان کی کوئی پروا نہ کی۔ انہیں کا یہ مقولہ ہے: **ماقل سفهاء قوم قط الا ذلوا**۔ 'جب کسی قوم کے احمق ﴿ص ۹۹﴾ کم ہو جاتے ہیں تو وہ ذلیل ہو جاتی ہے'۔ ان کی نسل باقی ہے۔

☆مصعب بن زبیر کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ ان کی کنیت ابوعیسیٰ تھی۔ وہ عرب کے فیاض ترین شخص تھے۔ ان کے بھائی عبداللہ نے انہیں العراقین (کوفہ و بصرہ) کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنر مقرر کیا تھا۔ ان سے جنگ کی غرض سے عبدالملک بن مروان فوج لے کر آئے۔ ان کی فوج کے مقدمۃ الجیش کے سالاران کے بھائی محمد بن مروان تھے۔ ان سے مصعب کا مقابلہ ہوا اور جنگ میں مصعب قتل ہو گئے۔ مصعب کے بیٹوں میں عیسیٰ، عکاشہ، عمر، جعفر، حمزہ، سعد اور مصعب، ملقب بہ حصین اور محمد تھے۔ ☆عیسیٰ اپنے والد کے ساتھ (جنگ دجیل میں) مارے گئے۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔ ☆عکاشہ کی اولاد مدینہ میں موجود ہے۔ ان کے بیٹے مصعب بن عکاشہ جنگ قدید (مکہ کے قریب ایک مقام) میں مارے گئے تھے۔ ☆جعفر نے مُلَیکہ بنت حسن بن حسن بن علی سے شادی کی جس سے ان کی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ دوسری بیویوں سے جعفر کی نسل باقی ہے۔ ☆حمزہ اور ان کے بیٹے عمارہ جنگ قدید میں مارے گئے۔ مدینہ میں ان کی اولاد باقی ہے۔ انہوں نے شراب پی تھی اس لئے مدینہ کے کسی حاکم نے انہیں پکڑوا کر کوڑے لگوائے تھے اور لوگوں میں ان کی تشہیر کی تھی۔ جنگ قدید وہ معرکہ ہے جس میں ابوحمزہ خارجی مارا گیا تھا۔ اس نے یمن میں علم بغاوت بلند کیا تھا، وہاں سے چل کر مکہ اور مدینہ پر قبضہ کر لیا تھا پھر وہاں سے شام پر فوج کشی کی اور وہیں شکست کھا کر مارا گیا۔ ۲۷

☆ (حضرت) عبداللہ بن زبیر کی کنیت ابوبکر اور ابوخُبیب تھی۔ وہ ہجرت کے بیس ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔ یہ واقدی کی روایت ہے، لیکن ابوالیقظان کی روایت ہے کہ وہ زمانہ اسلام میں مدینہ میں پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں۔ انہوں نے کعبہ کی تعمیر کرائی اور اس میں دو دروازے لگوائے۔ انہوں نے خلافت کا دعویٰ کیا اور حجاز، عراق، یمن اور مصر میں انہیں کامیابی ہوئی۔ وہ اس طرح نو سال تک خلیفہ رہے۔ پھر حجاج فوجیں لے کر آیا اور مکہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ (اثنائے محاصرہ میں) ان کے ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ ۲۸

وہ بخیل تھے۔ ان کے بارے میں شاعر کہتا ہے کہ:

رایت ابابکر و ربک غالب　　علی امرہ یبغی الخلافۃ بالتمر

[میں نے ابوبکر (عبداللہ بن زبیر) کو دیکھا کہ کھجور کے عوض خلافت طلب کر رہے تھے حالانکہ تیرا رب اب اپنے کام پر غالب ہے]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل کے وقت ان کا سن تہتر سال (۷۳) تھا اور جہاں انھیں تیر لگا تھا اس مقام پر ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ (حضرت) عبداللہ (بن زبیر رضی اللہ عنہما) کے بیٹے تھے، حمزہ، خُبیب، ثابت، موسیٰ، عباد، قیس، عامر اور عبداللہ۔ ان کے علاوہ کئی بیٹیاں بھی تھیں۔

☆حمزہ عرب کے سخی ترین شخص تھے۔ اپنے والد کی جانب سے بصرہ کے والی رہ چکے تھے۔ ان کی اولاد مدینہ میں ہے۔ ☆خبیب بانجھ تھے۔ ☆ثابت بے ہودہ گو، زبان دراز اور بہادر تھے۔ ان کی نسل باقی ہے۔ ان کی اولاد میں زبیر بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت تھے۔ وہ ہارون الرشید کی جانب سے مدینہ اور یمن کے والی تھے۔ ☆موسیٰ کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔ انھیں میں صدیق بن موسیٰ بن عبداللہ بن زبیر تھے جو قریش کے معززین میں تھے۔ ☆عباد کی اولاد مدینہ میں موجود ہے۔ ☆قیس کی اولاد باقی نہ رہی۔ ☆عامر بن عبداللہ اپنے زمانے میں سب سے بڑھ کر عابد و زاہد تھے۔ وہ اپنی بیٹیوں کی شادیاں نہیں کرتے تھے۔ ان کے جوتے چوری ہو گئے تھے، اس لئے انھوں نے قسم کھائی تھی کہ اب کبھی جوتا نہیں خریدیں گے کہ مبادا اسے کوئی مسلمان چرا لے اور چوری کے گناہ کا مرتکب ہو۔ ☆عبداللہ بن عبداللہ سب لوگوں سے زیادہ اپنے والد کے مشابہ و ہم شکل تھے۔

عبداللہ بن زبیر نے اپنی بیٹیوں ﴿ص ۱۰۰﴾ کی شادیاں اپنے بھتیجوں سے کی تھیں۔

(حضرت) زبیر کے خاندان کے موالی: ☆البَتّی جو (حضرت) عائشہ سے روایت کرتے ہیں، وہ (حضرت) زبیر کے مولیٰ تھے۔ ان کا نام عبداللہ بن یسار تھا۔ ابو محمد کنیت کرتے تھے۔ کوفہ میں آباد ہو گئے تھے اور کوفہ کے علماء نے ان سے روایتیں کی ہیں۔ انھیں موالی میں سے ☆حمید الاعرج القاری تھے۔ وہ حُمید بن قیس آل زبیر کے مولیٰ تھے۔ کوفہ والوں کے قاری تھے۔ بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں، علم فرائض اور علم حساب کے ماہر تھے۔ انھوں نے مجاہد سے قرائت سیکھی تھی۔ ان کے بھائی عمر بن قیس روایت حدیث میں ضعیف تھے۔ انھوں نے ایک مرتبہ مالک بن انس سے ناشائستہ گفتگو کی تھی۔ اور کہا تھا' کبھی وہ غلطی کرتے ہیں اور کبھی درست بات نہیں کہتے' انھوں نے یہ بات مکہ کے والی کے سامنے کہی تھی۔ اس پر ان سے (امام) مالک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن انس نے کہا 'لوگ ایسا ہی کرتے ہیں'۔ وہ ان کی بات نہ سمجھ پائے اور اس سے غفلت برتی بعد ازاں (امام) مالک کو اس کی طرف توجہ دلائی گئی تو فرمایا 'میں اس سے کبھی بات نہ کروں گا'۔

☆ **ابوالزبیر** جو جابر سے روایت کرتے ہیں، اور ان کا نام محمد بن مسلم تھا، وہ (حضرت) حکیم بن حزام بن خویلد کے مولیٰ تھے۔ یہ حکیم، (حضرت) زبیر کے چچازاد بھائی تھے۔

﴿۶﴾ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

نام ونسب: وہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہیں۔ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ انھیں **طلحة الخير** اور **طلحة الفياض** کہا جاتا ہے۔ وہ **طلحة الطلحات** نہیں ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے:

رحم الله اعظما دفنوها بسجستان طلحة الطلحات

[ترجمہ: اللہ ان ہڈیوں پر جسے لوگوں نے سجستان میں دفن کیا ہے اور جو طلحة الطلحات کی ہیں، رحم کرے]۔

یہ **طلحة الطلحات** قبیلہ خزاعہ کے تھے۔ (حضرت) طلحہ مہاجرین اولین میں تھے۔ اور ۱۰ دس اصحاب میں شامل تھے جنہیں ان کی زندگی میں ہی رسول اللہ ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ وہ اصحاب شوریٰ میں سے ایک تھے لیکن مشورہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے کیوں کہ (تجارتی سفر کے باعث وہ مدینہ میں) نہیں تھے۔ جنگ احد میں رسول اللہ کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے اور رسول اللہ پر تلوار کے حملہ کو اپنے ہاتھ پر روکا تھا۔ جس سے ان کا ہاتھ شل (لنج) ہو گیا تھا۔ اس موقع پر نبی کریمؐ نے فرمایا 'طلحہ نے ایسا کام کیا ہے جس سے ان کے لئے جنت ضروری ہو گئی'۔ رسول اللہ نے ان کے اور سعد بن ابی وقاص کے مابین مواخات کرائی تھی۔ وہ (حضرت) عثمان کے سخت خلاف تھے۔ ان کی والدہ کا نام صعبہ بنت الحضرمی تھا۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبیداللہ کے نکاح میں آنے سے پہلے ابوسفیان بن حرب کی بیوی تھی۔ ابوسفیان نے اس خاتون کو طلاق دیدی تھی پھر ان کے دل میں اس کی محبت جاگی تو انھوں نے کہا:

انی وصعبة فیما یری　　بعیدان والود دان قریب

فان لم یکن نسب ثاقب　　فعند الفتاة جمال و طیب

فیا آل قصی الافاعجبوا　　هزبر یصید الغزال الربیب

[اگرچہ میں اور صعبہ دیکھنے میں ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہیں مگر اس کی محبت میرے قریب ہے ☆ ہر چند کہ اس سے میری قریبی قرابت داری نہیں ہے، لیکن نوجوان خاتون کے پاس حسن و جمال تو ہے ☆ اے قصی کے گھرانے والو! تعجب کی بات ہے کہ، وبر (بلی سے چھوٹا ایک جانور) پالتو ہرن ہو گیا ہے]۔

(حضرت) طلحہ جب بصرہ آئے اور (حضرت) علی کے خلاف جنگ جمل میں شریک ہوئے تو انھیں مروان بن الحکم نے دیکھ لیا۔ ﴿ص۱۰۱﴾ (حضرت) عثمان پر ان کے اعتراضات کی وجہ سے مروان کو ان سے سخت عداوت تھی۔ چنانچہ ان کو ایسا تیر مارا جو ان کے پنڈلی میں لگ کر گھوڑے کے پہلو میں پیوست ہو گیا۔ وہ گھوڑے کی گردن پکڑ کر لپٹ گئے اور بولے اللہ کی قسم میں نے سرداروں اور رودارروں کے پچھڑنے کی جگہ اس سے بڑھ کر بیکار اور گھٹیا نہیں دیکھی۔ اس زخم سے انھوں نے وفات پائی۔ انھیں قرۃ (بصرہ کے ایک مقام کا نام) کے پل کے قریب دفن کیا گیا۔ (حضرت) طلحہ کی وفات کے تیس سال بعد ان کی صاحبزادی عائشہ بنت طلحہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ ان سے سیلن اور نمی کی شکایت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی لاش کو وہاں سے نکالا گیا اور اس میں نمی آ چکی تھی۔ بعد ازاں بصرہ میں ان کے اپنے گھر میں جو الجبر یین کے محلہ میں تھا، انھیں دفن کیا گیا۔ ان کی قبر مشہور ہے۔ اس کام کی نگرانی عبدالرحمان بن سلامہ تیمی نے کی تھی۔

(حضرت) طلحہ کے دو بھائی اور تھے عثمان بن عبیداللہ اور مالک بن عبیداللہ۔ زمانہ جاہلیت میں عثمان بن عبیداللہ کو قریش میں عزت و منزلت حاصل تھی۔ اسلام کا زمانہ بھی پایا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے طلحہ اور ابوبکر کو ایک رسی میں باندھ دیا تھا۔ اس لئے یہ دونوں 'القرینین' (دو ساتھی) کہلاتے ہیں۔ (حضرت) زبیر کے خاندان کے ایک (شاعر) نے (حضرت) طلحہ کی اولاد میں سے ایک شخص کے بارے میں، جس کے آباء میں (حضرت) ابوبکر بھی تھے کہا ہے: ۲۹

یاطلحه یا بن القرینین اللذین هما مع النبی اذلا کل جبار

هذا المسمی بفعل الخیر نافلة دون الانام وهذا صاحب الغار

[اے طلحہ! اے قرینین کے بیٹے، کہ ان دونوں نے نبی کریم کی حمایت میں ہر سرکش کو ذلیل وخوار کیا۔ ان میں سے ایک یعنی اہل عالم کے مقابلہ میں مزید فعل خیر کے ساتھ موسوم ہے اور دوسرا غار میں رسول کا ساتھی ہے]۔

عثمان اور مالک (برادران طلحہ) کی نسلیں مکہ میں موجود ہیں۔

عمر اور حلیہ: (حضرت) طلحہ نے کتنی عمر پائی، اس میں روایتیں مختلف ہیں۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ بوقت قتل ان کی عمر ساٹھ سال تھی۔ واقدی نے کہا ہے کہ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں شہادت کے وقت ان کی عمر چونسٹھ (۶۴) سال تھی۔ (حضرت) طلحہ کے بعض بیٹوں سے مروی ہے کہ وہ باسٹھ (۶۲) سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

اسی طرح ان کے حلیہ سے متعلق بھی راویوں میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ (حضرت) طلحہ گندمی رنگت کے تھے۔ سر میں بال بہت تھے، بالکل سیدھے اور بہت گھنگھریالے نہ تھے بلکہ ہلکے گھنگھریالے تھے۔ چہرہ خوبصورت تھا، ناک کا بانسہ پتلا تھا، جب چلتے تو رفتار میں تیزی ہوتی، وہ بالوں کی سفیدی کو (خضاب سے) نہ بدلتے تھے۔

موسیٰ بن طلحہ کا بیان ہے کہ ان کا رنگ گورا، سرخی مائل تھا۔ قد درمیانہ مگر کوتاہ قامتی سے زیادہ قریب تھا۔ سینہ فراخ اور کاندھے چوڑے تھے۔ جب مڑتے تو پورے جسم کے ساتھ مڑتے تھے۔ دونوں پاؤں بھاری تھے، چلنے میں پاؤں کے تلوے زمین سے نہ لگتے تھے۔ جب چلنے میں پاؤں کے تلوے زمین سے نہ لگیں تو ایسے شخص کو ادج (چپٹے تلووں والا) کہتے ہیں۔ فضل بن دکین نے قیس بن الربیع کے حوالے سے عمر بن موسیٰ بن طلحہ سے ان کے والد کا یہ بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا ہے کہ طلحہ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی تھی جس کا نگینہ یاقوت سرخ کا تھا۔ (حضرت) طلحہ کی روزانہ کی آمدنی پورے ایک ہزار درم تھی۔

اولاد: (حضرت) طلحہ کے مختلف بیویوں سے دس بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں: ☆محمد بن طلحہ کی ماں حمنہ بنت جحش تھیں۔ ان حمنہ کی والدہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں۔ محمد عبادت گزار تھے ان کو 'سجاد' کہا جاتا تھا۔ ان کی کنیت ابو القاسم تھی۔ یہ جنگ جمل میں (حضرت عائشہ کی طرف سے) شریک تھے، مگر (حضرت) علی نے اپنے آدمیوں کو انھیں 'زندہ پہونچانے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ 'خبردار اونچی ٹوپی والے (یعنی محمد بن طلحہ) کو کوئی 'زندہ نہ پہونچنے پائے'۔ مگر ایک شخص (شریح بن اوفی عبسی یا مالک الاشتر نخعی) نے انھیں شہید کر دیا اور نہایت فخر سے یہ اشعار پڑھنے لگا:

واشعث قوام بآیات ربه قلیل الاذی فیما تری العین مسلما

امکنه بالرمح حضنی قمیصه فخر قتیلا للیدین وللفم

﴿ص۱۰۲﴾ علی غیر شی ء غیر ان لیس تابعا علیا ومن لایتبع الحق یظلم

ینا شدنی حامیم والرمح شاجر فهلا تلا حامیم قبل التقدم

[بکھرے بالوں والا، اپنے رب کی آیتوں کے ساتھ قیام کرنے والا، لوگوں کو تکلیف نہ پہونچانے والا اور آنکھوں کو مسلمان دکھائی دینے والا ☆ میں نے اس کے دونوں پہلوؤں میں نیزہ پیوست کر دیا اور وہ دونوں ہاتھوں اور منہ کے بل مقتول ہو کر گر پڑا ☆ مجھے اس سے کسی طرح کی عداوت نہ تھی، بجز اس کے کہ وہ علی کا تابع فرمان اور پیروکار نہ تھا، اور جو سچ کی پیروی نہیں کرتا ندامت اٹھاتا ہے ☆ وہ مجھے حٰمٓ یاد دلانے لگا، حالانکہ نیزہ حملہ کے لئے بلند ہو چکا تھا، اس نے میری پیش قدمی سے پہلے حٰمٓ کیوں نہ تلاوت کیا]۔

محمد بن طلحہ کی اولاد میں ہیں۔ ☆ابراہیم (بن محمد بن طلحہ) ان کے سر کے آگے کے بال اڑے ہوئے تھے۔ پاؤں سے لنگڑے تھے۔ سید و سردار تھے اور اسد الحجاز (شیر حجاز) کہلاتے تھے۔ (حضرت) عبداللہ بن زبیر نے ان کو کوفہ کا افسر خراج مقرر کیا تھا۔ حالت احرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مکہ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹوں میں عمران اور یعقوب تھے۔ ان کی ماں اسماعیل بن طلحہ کی بیٹی تھیں۔ اور اسماعیل بن طلحہ کی بیٹی کی ماں لبابہ بنت عبداللہ بن عباس تھیں۔ عمران کی اولاد میں محمد بن عمران تھے جو (عباسی خلیفہ) ابوجعفر (المنصور) کی جانب سے مدینہ میں قاضی تھے۔ یہ صاحب بخیل تھے۔ جب انھیں ان کے بخل پر برا بھلا کہا گیا تو انھوں نے کہا 'میں حق سے بخیل نہیں ہوں اور باطل میں پگھلتا نہیں'۔

☆ **عمران بن طلحہ** کی ماں حمنہ (بنت جحش) تھیں۔ ان کے نکاح میں ام کلثوم بنت فضل بن عباس تھیں۔ ان کی اولاد باقی نہیں ہے۔ ☆ **عیسیٰ بن طلحہ** پرہیزگار اور بخیل تھے۔ وہ عبدالملک بن مروان کے ہاں وفد لے کر گئے۔ اور ان سے (حجاز سے) حجاج کی معزولی کے بارے میں بات کی۔ اس وفد میں ان کے ساتھ عمر بن عبدالرحمان بن عوف بھی تھے۔ اس بات چیت کے نتیجہ میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو حجاز سے معزول کر دیا۔ عیسیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ ان کی نسل موجود ہے۔ ☆ **یحییٰ بن طلحہ**، (حضرت) طلحہ کے اچھے اور لائق بیٹوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے بیٹے اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ سے فقہ و احکام کی روایتیں کی جاتی ہیں۔ ان کی والدہ ام ایاس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں۔ ☆ **اسحاق بن طلحہ** کو (حضرت) معاویہ نے سعید بن عثمان بن عفان کی شراکت میں خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ انھوں نے ری کے مقام میں انتقال کیا۔ ان کی اولاد بڑی تعداد میں موجود ہے۔ ☆ **اسماعیل بن طلحہ** دولت مند تھے۔ لبابہ بنت عبداللہ بن عباس ان کے نکاح میں تھیں۔ ☆ **یعقوب بن طلحہ** واقعہ حرہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی نسل باقی ہے۔ اسی خاندان سے ابواعرو تھے جو ابوجعفر (المنصور عباسی) کی جانب سے بحرین کے حاکم تھے۔ ☆ **موسیٰ بن طلحہ** اپنے والد کی لائق اولاد میں تھے۔ ان کی عزت و قدر تھی۔ انھوں نے کوفہ میں ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابوعیسیٰ تھی۔ وہ اپنے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھتے تھے اور سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ ان کے بیٹے محمد بن موسیٰ کی والدہ (حضرت) عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی تھیں۔ انھیں عبدالملک بن مروان نے شبیب خارجی کی جانب روانہ کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعیب نے انہیں قتل کر دیا۔ (موسیٰ بن طلحہ کے دوسرے بیٹے) عمران بن موسیٰ کی ماں باندی تھی۔ وہ سخی تھے ان کی نسل باقی ہے۔ ☆زکریا بن طلحہ کی والدہ (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم تھیں۔ ان کی حقیقی بہن عائشہ بنت طلحہ تھیں۔ زکریا فیاض تھے ان کی اولاد موجود ہے۔ ☆**صالح بن طلحہ** کی ماں قبیلہ بنی تغلب کی ایک خاتون تھی۔ ☆**ام اسحاق بنت طلحہ**، حسن بن علی کے نکاح میں تھیں۔ ان کے بطن سے طلحہ بن حسن پیدا ہوئے جنھوں نے کمسنی میں انتقال کیا۔ (حضرت حسن کے بعد ام اسحاق سے) حسین بن علی نے شادی کی۔ ان سے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں۔ یہی عبداللہ بن حسین کی ماں تھیں۔ (حضرت حسین کے بعد) ان سے عبداللہ بن محمد بن ابی عتیق نے شادی کی۔ ان سے امیہ کی ولادت ہوئی۔ ☆**عائشہ بنت طلحہ**، سے عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابوبکر صدیق نے شادی کی۔ ان کے بعد عائشہ سے مصعب بن زبیر نے شادی کی اور انھیں (مہر میں) دس لاکھ درم دیئے۔ اس پر انس بن ﴿ص۱۰۳﴾ زنیم الدئلی نے ان کے بھائی (حضرت عبداللہ بن زبیر سے کہ اس وقت خلیفہ تھے) کہا:

ابلغ امیر المومنین رسالہ — من ناصح لک لایرید خداعا

بضع الفتاۃ بالف الف کامل — وتبیت سادات الجیوش جیاعا

لولا ابو حفص اقول مقالتی — واقص شان حدیثھم لارتاعا

[امیر المومنین (عبداللہ بن زبیر) کو ایک پیغام پہونچا دو، ان کے ناصح کی جانب سے جو فریب دینا نہیں چاہتا ☆نوجوان خاتون کو پورے دس لاکھ درم مہر میں دیئے جائیں، اور بہترین افواج بھوکی سوئے ☆اگر میں یہ بات ابوحفص (حضرت عمر فاروق) سے کہہ سکتا، اور ان کے سامنے ان کے کرتوت بیان کر سکتا تو وہ کانپ اٹھتے!]۔

جب مصعب قتل ہو گئے تو (عائشہ سے) عمر بن عبیداللہ بن معمر التیمی نے شادی کی۔ ان کے عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر کے سوا کسی شوہر سے کوئی بچہ نہیں ہوا۔ ☆**صعبہ بنت طلحہ** کی ماں ام ولد تھیں۔ ☆**مریم بنت طلحہ**، کی ماں بھی باندی تھی۔

(حضرت) **طلحہ کے موالی:** حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے موالی یہ ہیں: ☆**مسلم بن یسار**،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے زمانے میں کسی کو ان پر برتری اور ترجیح نہ دی جاتی تھی۔ جب یہ کسی سے ناراض ہوتے اور ان کا غصہ بڑھ جاتا تو کہتے 'اللہ میرے اور تمھارے درمیان جدائی کردے'۔ وہ جب یہ کہتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ اب اس کے بعد کچھ باقی نہیں رہ گیا۔ وہ کہتے تھے کہ 'میں اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ کو چھونا ناپسند کرتا ہوں کیوں کہ مجھے امید ہے کہ (قیامت کے دن) میں اپنا نامہ اعمال اس دائیں ہاتھ میں لوں گا'۔ ایک دفعہ وہ مسجد میں گئے۔ موذن نے اذان دی، یہ وہاں سے لوٹ آئے۔ موذن نے ان سے دریافت کیا 'آپ کس وجہ سے واپس آ گئے'۔ انھوں نے جواب دیا 'تم نے مجھے لوٹا دیا'۔ (یعنی تمھاری آواز خراب تھی سو میں لوٹ آیا) وہ کسی چیز پر بھی لعنت نہیں بھیجتے تھے اگر کبھی اپنے کسی جانور پر غصہ ہوتے تو کہتے 'تم زہر قاتل کھا لیتے'۔ (تو اچھا ہوتا) انھوں نے ۱۰۰ھ یا ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے تھے عبداللہ بن مسلم بن یسار۔ ان سے احادیث روایت کی گئی ہیں۔ ☆ **ابو نُعیم فضل بن دُکین** بن حماد المحدث بھی۔ یہ الاعمش اور ثوری سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کوفہ میں ۲۱۹ھ میں انتقال کیا۔ ☆ جہاں تک حمید الطّویل کا تعلق ہے تو وہ **طلحة الطلحات** (خزاعی) کے مولی تھے اور (حضرت) طلحہ بن عبیداللہ التیمی کے مولیٰ نہیں تھے۔

﴿۷﴾ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

نام ونسب: ابومحمد (بن قتیبہ) نے کہا وہ عبدالرحمان بن عوف بن عبدعوف عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبدالحارث تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ ان کا نام عبدعمرو تھا۔ (جب اسلام لائے تو) رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمان رکھ دیا۔ ان کے والد عوف بن عبدعوف زمانہ جاہلیت میں غمیصاء (مکہ کے قریب ایک ریگستانی بستی) میں بنو جذیمہ کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ ان کی والدہ کا نام الشفاء تھا۔ وہ بنو زہرہ سے تھی۔ (حضرت)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان بن عوف کے کئی بھائی تھے۔ ☆**عبداللہ بن عوف**، وہ قریش کے سرداروں میں تھے۔ ان کے بیٹے طلحہ بن عبداللہ بن عوف تھے۔ ان کی اولاد مدینہ میں آباد ہے۔ ☆**اسود بن عوف**، انھیں شرف صحابیت حاصل تھا۔ ان کو (حضرت) عمر بن خطاب نے مکہ میں شراب نوشی کے جرم میں کوڑے لگوائے تھے۔ وہ جنگ جمل میں (حضرت) عائشہ کے ساتھ تھے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ ان کی نسل باقی ہے۔

(حضرت) عبدالرحمان کی کنیت ابومحمد تھی۔ وہ ان دس اصحاب رسول اللہ میں سے ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت خود رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ وہ چھ اصحاب شوریٰ میں بھی شامل تھے۔ ان کے جسم پر سرخ رنگ کی تلیں تھیں، (اس لئے نبی کریم نے ان کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی تھی)۔ واقدی کا بیان ہے کہ ﴿ص۱۰۴﴾ (حضرت) عبدالرحمان واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے اور ۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر پچھتر (۷۵) سال تھی۔ ان کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ (حضرت) عثمان نے پڑھائی۔

ابوالیقظان کی روایت ہے کہ (حضرت) عبدالرحمان نے (حضرت) عثمان بن عفان کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ ان کا ترکہ سولہ (۱۶) حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ان کی ہر بیوی کو اسّی (۸۰) اسّی (۸۰) ہزار درم ملے۔ (ان کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ) انھوں نے ایک دن میں تیس (۳۰) غلام آزاد کئے تھے۔

حلیہ: واقدی کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان دراز قامت، خوب صورت، خندہ رو تھے۔ ان کے کاندھے میں ہلکا سا جھکاؤ تھا۔ رنگ سرخ و سپید تھا، سر اور داڑھی میں خضاب نہ لگاتے تھے۔ سہلہ بنت عاصم بن عدی کا بیان ہے کہ ان کی آنکھیں بڑی، ناک اونچی، سامنے کے دو اوپری دانت لانبے تھے جس سے ان کے ہونٹ کبھی کبھی زخمی ہوجاتے تھے۔ ان کی زلفیں کانوں سے نیچے لٹکی ہوئی تھیں، گردن لانبی تھی۔ ان کے چہرے کو دیکھنے سے ایسا لگتا کہ گویا ان کے کانوں کے پاس پانی کے بلبلے نکلے ہوئے ہیں۔ ان کی ہتھیلیاں پُرگوشت اور انگلیاں موٹی تھیں۔

اولاد: (حضرت) عبدالرحمان بن عوف کی اولاد میں محمد، ابراہیم، حمید اور زید ان سب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھیں۔ ابوسلمہ الفقیہ کی ماں تماضر بنت اصبغ کلبیہ تھی۔ مصعب کی ماں یمن کی رہنے والی تھی۔ سہیل کی ماں بھی یمنی تھیں۔ عثمان، مسور، عمرو غیرہ (دس بیٹے) اور کئی بیٹیاں تھیں۔ (اولاد کی تفصیل یہ ہے)

☆ محمد بن عبدالرحمان سخت غیرت مند تھے۔ ان کے بیٹے عبدالواحد تھے۔ ان کی نسل باقی ہے۔ ☆ ابراہیم بن عبدالرحمان اپنی قوم کے سردار تھے۔ وہ پست قامت تھے۔ انھوں نے سکینہ بنت حسین سے شادی کی، مگر بنو ہاشم نے اسے پسند نہ کیا، چنانچہ ابراہیم سے خلع لے لیا۔ ان کی کنیت ابواسحاق تھی۔ انھوں نے پچھتر (۷۵) سال کی عمر میں ۹۶ھ میں انتقال کیا۔ ابراہیم کے بیٹے تھے۔ ☆ سعد بن ابراہیم ان کی والدہ (حضرت) سعد بن ابی وقاص کی صاحب زادی تھیں۔ وہ ہشام (بن عبدالملک) کے زمانے میں مدینہ کے قاضی تھے۔ ان کی نسل موجود ہے۔ انھیں کے بارے میں موسیٰ شہوات نے کہا ہے:

یتقی الناس فحشه و اذاه　　مثل ما یتقون بول الحمار

لایغرنک سجده بین عینیه　　حذاری منها و منها فراری

[لوگ ان کی بے ہودہ گوئی اور اذیتوں سے ایسے ہی بچتے ہیں جیسے وہ گدھے کے پیشاب سے بچتے ہیں ☆ ان کی پیشانی پر سجدہ کا نشان دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا، اس سے بچو اور وہاں سے بھاگ جاؤ]۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا، انھوں نے اسے کوڑے لگوائے اس نے پوچھا کہ 'آخر کس جرم کی سزا میں آپ نے مجھے کوڑوں سے پٹوایا ہے'۔ (قاضی سعد بن ابراہیم نے) جواب دیا 'بدصورتی کے سبب سے'۔ اس پر مدینہ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہا:

جلد الحاکم سعد ابن سلیم فی السماجه

فقضی الله لسعد من امیر کل حاجه

[حاکم (قاضی) سعد نے بدصورتی کے جرم میں، ابن سلیم کے کوڑے لگوائے۔ چنانچہ اللہ نے امیر (حاکم) سے سعد کی تمام ضرورتوں کو پورا کرادیا]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعد بن ابراہیم نے مدینہ میں ۱۲۷ھ میں انتقال کیا۔ بانوے (۹۲) سال زندہ رہے۔

﴿ص ۱۰۵﴾ ان کے بیٹے ابراہیم بن سعد ابواسحاق بغداد میں افسر بیت المال تھے۔ انھوں نے بغداد میں ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔

☆ حُمید بن عبدالرحمان مالدار اور صاحب جاہ ومنزلت تھے۔ ان سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ ابوعبدالرحمان کنیت کرتے تھے۔ ان کے بیٹوں میں عبدالرحمان بن حمید تھے۔ وہ مدینہ میں قریش کے معززین میں تھے۔ انھوں نے مدینہ میں ۹۵ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر تہتر سال (۷۳) برس تھی۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ انھوں نے ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔ ☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمان فقیہ تھے۔ ان سے احادیث روایت کی جاتی ہیں۔ ان کا نام عبداللہ تھا۔ ان کے بیٹے عمر بن ابوسلمہ کو (عباسی خلیفہ) ابوجعفر (المنصور) نے شام میں قتل کرادیا تھا۔ یہ عمر اپنے بھانجوں کے ساتھ جو بنی امیہ سے تھے (شام میں) سکونت پذیر تھے اور انھیں کے ساتھ مارے گئے۔ ابوسلمہ نے ۹۴ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کا سن بہتر (۷۲) سال تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال ۱۰۴ھ میں ہوا۔ ☆ مصعب بن عبدالرحمان بہادر آدمی تھے۔ (اموی خلیفہ) عبدالملک بن مروان نے شام کے ایک شخص سے دریافت کیا 'جن شہ سواروں سے تم نے مقابلہ کیا، ان میں سے سب سے سخت کون تھا'۔ اس نے جواب دیا 'مصعب'۔ وہ اپنے ابن عم، زبیر ؓ کے ساتھ قتل ہوئے۔ اس سے پہلے وہ مدینہ میں مروان بن حکم کے پولیس افسر تھے۔ انھیں کے متعلق ابن قیس الرقیات کہتے ہیں:

حال دون الهوى ودون سرى الليل مصعب

وسياط علـى اكف رجـال تـقـلـب

[عشق اور رات کے چلنے کے درمیان مصعب حائل ہوگئے اور (شرطہ کے) لوگوں کے کاندھوں پر کوڑے الٹے پلٹے جارہے تھے]۔

واقدی کی روایت ہے کہ مصعب بن عبدالرحمان نے (یزید بن معاویہ کے دور خلافت میں، فوج یزیدی کے محاصرہ مکہ کے دوران ابن زبیر کی حمایت میں) حصین بن نمیر (السکونی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرعسکر تھا) کے پانچ ساتھیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا پھر وہ لوٹے تو ان کی تلوار ٹیڑھی ہوگئی تھی اور وہ کہہ رہے تھے:

انا لنودرها بيضا ونصدرها حمرا وفيها انحناء بعد تقويم

[ہم اپنی تلوار کو سفید لاتے ہیں اور اسے سرخ واپس لے جاتے ہیں اور سیدھی ہونے کے بعد اس میں خم آ جاتا ہے]۔

واقدی کے مطابق مصعب قتل نہیں ہوئے تھے بلکہ طبعی موت مرے تھے۔ ☆سہیل بن عبدالرحمان نے ثریا نامی خاتون سے شادی کی تھی جن کا تعلق امیہ الصغری (بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی) کے خاندان سے تھا۔ انھیں (ثریا) سے عمر بن ابی ربیعہ (مخزومی) شاعر تشبیب کرتا تھا (شعر میں ان کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتا تھا) اسی نے کہا ہے کہ:

ايها المنكح الثريا سهيلا عمرك الله كيف يلتقيان

هي شامية اذا ما استقلت وسهيل اذا استقل يماني

[اے ثریا سے شادی کرنے والے سہیل، اللہ تمھاری عمر دراز کرے، تم دونوں کیسے ملاقات کر سکتے ہو☆وہ جب مستقل آباد ہو شامی ہے اور سہیل جب مستقل ہو جائے تو یمانی ہے]۔

سہیل (بن عبدالرحمان) کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔ انھیں میں عُتیر بن سہیل تھا۔ وہ شرابی تھا۔ اس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

اذا انت نادمت العتير وذا الندى جبيرا وعاطيت الزجاجة خالدا

[جب تم عتیر اور سخی جبیر سے مصاحبت کرو اور پیمانہ شراب خالد کو دو.....]۔

﴿ص۱۰۶﴾ جبیر رسول اکرم ﷺ کی دائی ام ایمن کا بیٹا تھا اور خالد (حضرت) ابو ایوب انصاری کا فرزند تھا۔ ☆عمر بن عبدالرحمان، قریش کے قوی ترین اور چالاک لوگوں میں تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنھوں نے حجاج بن یوسف کے معاملہ میں کام دکھایا تھا اور انھیں کی کوششوں سے عبدالملک بن مروان نے اسے مدینہ کی گورنری سے برخاست کر دیا تھا۔ ان کی اولاد میں محمد بن عبدالعزیز تھے جو ابوجعفر (المنصور) کی جانب سے مدینہ کے قاضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ان کی نسل باقی ہے۔ ☆ زید بن عبدالرحمان کی اولاد باقی نہ رہی۔ ☆ مسور بن عبدالرحمان واقعہ حرہ (مدینہ) میں مارے گئے۔ ☆ عثمان بن عبدالرحمان کی اولاد بصرہ میں آباد ہے۔

﴿۸﴾ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

نام ونسب: ابومحمد (ابن قتیبہ) نے بیان کیا ہے کہ (حضرت سعد کا نسب ہے) سعد بن مالک بن اُھیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ ان کی کنیت ابو اسحاق تھی۔ ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبدشمس (بن عبدمناف بن قصی بن کلاب) تھیں۔ عتبہ اور عمیر نامی ان کے دو بھائی تھے۔ عتبہ کی اولاد میں ہاشم بن عتبہ المرقال تھے۔ وہ یک چشم (کانے) تھے۔ جنگ صفین میں (حضرت) علی کے ساتھ تھے۔ وہ بہت بڑے بہادر تھے۔ انھیں نے کہا ہے:

اعور یبغی اھلہ محلا ☆ قد عالج الحیاۃ حتی ملا ☆ لابد ان یغل او یغلا

[کانا اپنے اہل خاندان کے لئے باعزت مقام کا طالب ہے۔ ☆ اس نے زندگی کو برتا اور اب تھک گیا ہے ☆ یہ ضروری ہوگیا ہے کہ وہ دوسروں کو جنگ میں فریب دے یا دوسروں سے فریب کھائے]۔

(حضرت سعد کے دوسرے بھائی) عمیر بن ابی وقاص جنگ بدر میں شہید ہوگئے تھے۔

(حضرت) سعد بن ابی وقاص عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ وہ (حضرت عمر فاروق کی قائم کردہ) مجلس شوریٰ کے بھی ایک رکن تھے۔ وہ ماہر تیرانداز تھے۔ ان کے حق میں نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور فرمایا 'اے اللہ ان کی دعا قبول کر اور ان کی تیراندازی کے نشانہ کو درست کر'۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا 'سعد تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا'۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا 'یہ میرے ماموں ہیں، اگر کسی کا ایسا ماموں ہو تو لائے'۔ (حضرت) عمر بن خطاب نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ جنگ قادسیہ میں اسلامی لشکر کے سالار تھے۔ وہ زخم کے سبب علیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اس لئے براہ راست حصہ لینے کے بجائے جنگ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا (اور اسے پرچہ پر لکھ کر ہدایات جاری کرتے تھے) اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ (اختتام جنگ کے بعد) بنو بجیلہ کے ایک شخص نے کہا:

الم تران اللہ اظھر دینہ وسعد بباب القادسیہ معصم

فابنا وقد ایمت نساء کثیرہ ونسوۃ سعد لیس منھن ایم

[کیا تم نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا، اور سعد قادسیہ کے دروازے پر حفاظت سے بیٹھے رہے۔ جب ہم وہاں سے لوٹے تو ہماری بہت سی عورتیں بیوہ ہوگئی تھیں مگر سعد کی بیویاں بیوہ نہ ہوئی تھیں]۔

یہ اشعار سن کر (حضرت) سعد نے فرمایا 'اے اللہ اس کے ہاتھ اور زبان سے ہمیں محفوظ رکھ'۔ چنانچہ اس شخص کو ایک تیر لگا جس سے وہ گونگا ہوگیا اور اس کے ہاتھ سوکھ گئے۔ ۳۱

بعد ازاں کوفہ کے لوگوں نے سعد کی شکایت کی اور (حضرت) عمر نے ان کو معزول کر دیا۔ اس کے بعد انھیں (حضرت) عثمان نے کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ ۳۲ لیکن اہل کوفہ کی شکایت پر ان کو برخاست کر دیا۔ اور ولید بن عقبہ کو ان کے بجائے وہاں کا والی مقرر کیا۔ جب ولید کوفہ پہونچے تو (حضرت) سعد نے ان سے کہا 'اے ابو وہب! کیا تم ہمارے بعد عقلمند ہوگئے یا ہم تمہارے بعد بے وقوف ہوگئے'۔ ولید نے جواب دیا 'اے ابو اسحاق! نہ ہم سمجھدار ہوئے اور نہ آپ بیوقوف ہوئے لیکن لوگوں نے مجھے آپ پر ترجیح دی'۔ ۳۳

(حضرت) سعد کا انتقال عقیق (کے مقام پر) ﴿ص ۱۰۷﴾ جو مدینہ سے دس میل کی مسافت پر واقع ہے، اپنے محل میں ہوا۔ اپنے اصحاب کے ساتھ بقیع میں دفن ہوئے۔ ۵۵ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں انہوں نے انتقال کیا۔ (حضرت) معاویہ کی جانب سے مقرر کردہ حاکم مدینہ مروان بن حکم نے جنازہ پڑھایا۔ ان کی عمر تہتر (۷۳) اور اناسی (۷۹) سال کے درمیان تھی۔ یا اسّی (۸۰) سال سے اوپر تھی (یعنی ۸۳۔۸۹ کے درمیان) وہ کہا کرتے تھے کہ میں جب اسلام لایا تو میری عمر سترہ (۱۷) سال تھی (اس حساب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے وفات کے وقت ان کی عمر ۸۵ سال ہوئی)۔

حلیہ: واقدی کا بیان ہے کہ (حضرت) سعد بن ابی وقاص کی بیٹی عائشہ کا کہنا ہے کہ 'میرے والد پست قامت شخص اور موٹے تھے۔ ان کا سر بڑا اور انگلیاں موٹی اور لانبی تھیں'۔ مگر عامر بن سعد کی روایت ہے کہ (حضرت) سعد کے سر کے بال گھنگھریالے، جسم پر بال بکثرت، گندمی رنگ اور دراز قد تھے آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔

اولاد: (حضرت) سعد بن ابی وقاص کی اولاد ہیں۔ عمر، محمد، عامر، موسیٰ، مصعب اور عائشہ وغیرہ بیٹے اور بیٹیاں۔ (اولاد کی تفصیل یہ ہے)

☆عمر بن سعد اس لشکر کے سردار تھے جسے (کوفہ کے گورنر) عبیداللہ بن زیاد نے (حضرت) حسین بن علی سے جنگ کے لئے روانہ کیا تھا۔ ۶۴ھ جب مختار بن ابی عبید (ثقفی) نے بغاوت کر کے کوفہ پر قبضہ کرلیا تو بنی بجیلہ کے مولیٰ ابوعمرہ کو بھیج کر عمر بن سعد کو قتل کرادیا۔ وہ ان کا سر مختار کے پاس لایا۔ اس وقت وہاں ان کے بیٹے حفص بن عمر بن سعد بیٹھے ہوئے تھے۔ مختار نے ان سے کہا 'کیا تم اس سر کو پہچانتے ہو'۔ انھوں نے کہا 'ہاں! یہ (میرے والد) ابوحفص کا سر ہے'۔ اس پر مختار نے اپنے آدمیوں سے کہا 'حفص کو ابوحفص کے پاس پہنچادو'۔ یوں حفص بن عمر بن سعد کو قتل کردیا گیا۔ عمر بن سعد کی نسل کوفہ میں موجود ہے۔

☆محمد بن سعد نے (عبدالرحمان بن محمد) ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا، حجاج نے ان کو گرفتار کر کے قتل کرادیا۔ ان کے بیٹے اسماعیل بن محمد بن سعد فقہاء قریش میں تھے۔ اور ان میں بڑے عزت دار تھے۔ ☆عامر بن سعد سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔

☆مصعب بن سعد کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے والد کی وفات کے وقت رونے لگے تو ان کے والد نے کہا 'بیٹے! کیوں رو رہے ہو۔ میں اپنے پروردگار کے بھروسہ پر قسم کھاتا ہوں کہ وہ مجھے عذاب نہ دے گا'۔ مصعب نے ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔ ان سے حدیث روایت کی گئی ہے۔ ☆موسیٰ بن سعد کی نسل باقی ہے۔ ان کی اولاد میں نجاد بن موسیٰ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۹﴾ سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام ونسب: ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا، سعید کا نسب نامہ ہے۔ سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل بن عبدالعزیٰ بن قُرط بن ریاح بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

(حضرت) عمر بن خطاب (بن نفیل بن عبدالعزیٰ) (حضرت) سعید کے والد (زید بن عمرو) کے چچازاد بھائی تھے۔ نفیل بن عبدالعزیٰ کے دو بیٹے ہوئے عمرو بن نفیل اور خطاب بن نفیل۔ خطاب کی ماں قبیلہ بنی فہم کی ایک عورت تھی۔ ﴿ص ۱۰۸﴾ نفیل کی موت کے بعد اس کے بیٹے عمرو بن نفیل نے (زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج کے مطابق اپنی سوتیلی ماں سے) جو خطاب کی حقیقی ماں تھی شادی کرلی۔ اس سے زید پیدا ہوئے یوں زید اور خطاب کی ماں ایک ہی عورت ہے۔ ۳۵

زید بن عمرو بن نفیل نے بت پرستی چھوڑ دی تھی، اور سچے دین کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے الجزیرہ کے مقام میں ان کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے انھیں دین ابراہیمی کے بارے میں بتایا اور کہا 'اپنے وطن لوٹ جاؤ کیوں کہ ایک نبی کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آپہونچا ہے۔ جب وہ ظاہر ہوں تو ان کی پیروی کرنا'۔ زید (مکہ واپس چلے آئے) اور اس وقت تک زندہ رہے تا آنکہ نبی کریم ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آپؐ اس وقت تک خلعت نبوت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے۔ زید نے آپؐ کو اپنا قصہ سنایا اور کہا 'میں واپس تو آ گیا لیکن مجھے کوئی بات دکھائی نہیں دیتی'۔ بعد ازاں (دین حق کی تلاش میں) وہ شام چلے گئے۔ وہاں عیسائیوں نے انہیں قتل کردیا۔ زید کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا 'وہ قیامت کے دن ایک امت کے طور پر اٹھائے جائیں گے'۔ ان کے بارے میں ورقہ بن نوفل نے کہا ہے:

رشدت وانعمت ابن عمرو و انما　　تجنبت تنورا من النار حاميا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[اے زید بن عمرو! تم نے راہ راست پائی، پاک باز اور اچھے رہے اور بھڑکتی ہوئی جہنم کے تنور کی آگ سے بچ گئے]۔

زید بن عمرو (بن نفیل) نے خود زمانہ جاہلیت میں کہا ہے:

اسلمت وجهي لمن اسلمت له المزن تحمل عذبا زلالا

[میں نے اس ذات کے آگے اپنا چہرہ جھکا دیا، جس کے حضور ابر بہار جو شیریں وشفاف پانی اٹھا کر لاتے ہیں، جھک جاتے ہیں]۔

زید کی اولاد میں سعید بن زید اور عاتکہ بنت زید ہیں۔ ☆عاتکہ بنت زید کی شادی عبداللہ بن ابی بکر سے ہوئی۔ عبداللہ کے انتقال کے بعد ان سے (حضرت) عمر نے شادی کی۔ (حضرت) عمر کی شہادت کے بعد ان سے (حضرت) زبیر نے شادی کی۔ ☆سعید بن زید کی کنیت ابوالاعور تھی۔ ان کا شمار مہاجرین اولین میں ہوتا ہے۔ وہ (حضرت) عمر سے پہلے اسلام لائے۔ وہ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ وہ معاویہ کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ ان کی اولاد کوفہ میں کثرت سے موجود ہے۔ ان کی ایک بیٹی حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں۔ دوسری بیٹی منذر بن زبیر بن عوام کی زوجہ تھیں اور تیسری بیٹی عاصم بن منذر کے نکاح میں تھیں۔ سعید بن زید کی اولاد میں محمد بن عبداللہ بن سعید تھے جو شاعر تھے۔ انھیں نے جنگ حرہ کے موقع پر یزید بن معاویہ کو مخاطب کر کے کہا تھا:

لست فينا و ليس خالك منا يا مضيع الصلاة للشهوات

[اے نماز کو اپنی نفسانی خواہشوں کے لئے ضائع کرنے والا! نہ تو ہم میں سے ہے اور نہ تیرے ماموں ہم میں سے ہیں]۔

واقدی کا بیان ہے کہ سعید کا رنگ گندمی اور قد لانبا تھا جسم پر بال بہت تھے۔ انھوں نے ۵۱ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال سے اوپر تھی۔ ان کی قبر میں سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اترے تھے۔ ان کی قبر مدینہ میں تھی۔ مگر دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ سعید بن زید کوفہ میں آباد ہو گئے تھے وہیں ان کا انتقال ہوا اور ان کی قبر کوفہ ہی میں ہے۔ ۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۰﴾ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

نام ونسب: ابو الیقظان نے کہا: وہ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن جراح ہیں۔ اپنے دادا (جراح) کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا نام عامر تھا۔ وہ بنی حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ فہر کی اولاد قریش کہلاتی ہے اور فہر ہی سے قریش کی مختلف شاخوں کا نسلی تعلق ہے۔ ان کی والدہ کا بھی بنی الحارث بن فہر سے تعلق ہے۔ ۳۸ یہ مسلمان ہوگئی تھیں اور (حضرت) ابوعبیدہ نے زمانہ اسلام میں بھی ان کی شادی کرادی تھی۔ حارث بن فہر کی اولاد **مطیبین** (زمانہ جاہلیت میں قبائل قریش کا ایک معاہدہ دوستی) میں شامل ہے۔

(حضرت) ابوعبیدہ، رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ میں ہیں۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں'۔ ان کی جلالت شان کی وجہ سے (حضرت) ابوبکر ﴿ص ۱۰۹﴾ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں (انتخاب خلیفہ کے موقع پر) کہا تھا 'میں اپنے دو ساتھیوں، ابوعبیدہ اور عمر میں سے کسی ایک کو تمھارے (امام) کے لئے پسند کرتا ہوں، ابوعبیدہ کے متعلق میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ 'ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں' اور عمر کے متعلق میں نے آپؐ کو یہ دعا کرتے سنا ہے کہ 'اے اللہ اس دین کو عمر یا ابوجہل (کے قبول اسلام سے) قوی دست اور مضبوط بنا'۔ (حضرت) ابوعبیدہ نے شام میں عمواس کے طاعون میں انتقال کیا۔ ان کی نسل باقی نہ رہی۔ واقدی کا بیان ہے کہ ابوعبیدہ دبلے پتلے آدمی تھے چہرہ پر گوشت کم تھا، داڑھی ہلکی اور بال کم تھے، قد لانبا تھا، کاندھا آگے کو نکلا ہوا تھا، سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ مہندی اور ایک خوشبودار گھاس (کتم) کا خضاب لگاتے تھے۔

دوسرے راویوں کی روایت ہے کہ ابوعبیدہ کے سامنے کے دو دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ یہ تھی کہ جنگ احد کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کی پیشانی میں تیر کی انی (صحیح خود کی کڑی) چبھ گئی تھی۔ (حضرت) ابوعبیدہ نے اسے اپنے دانتوں سے کھینچ کر نکالا تھا اور اس میں آپ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ چنانچہ کوئی ایسا شخص جس کے سامنے کے دو دانت ٹوٹے ہوں (حضرت) ابوعبیدہ سے زیادہ خوبصورت دیکھنے میں نہیں آیا۔ الاہتم اور الاثرم اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ جائیں۔

واقدی نے ان کی قوم کے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں شرکت کے وقت ابوعبیدہ کی عمر اکتالیس سال تھی۔ انھوں نے (طاعون عمواس میں) ۱۸ھ میں وفات پائی اس وقت اٹھاون سال ان کی عمر تھی۔

ب۔ تذکرہ دیگر صحابہ

۱۔ **عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ** : عبداللہ بن مسعود بنو ہذیل کے خاندان بنو عمرو بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل سے تعلق رکھتے تھے۔ (قریش کی شاخ) بنو زہرہ کے حلیف تھے۔ کنیت ان کی ابوعبدالرحمٰن تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات مثلاً بدر اور بیعت الرضوان (وغیرہ) میں شریک رہے۔ (حضرت) عمر کے سارے عہد میں اور (حضرت) عثمان کے ابتدائی عہد خلافت میں کوفہ کے قاضی اور افسر بیت المال کے عہدوں پر فائز رہے۔ بعد ازاں مدینہ واپس آ گئے اور وہیں ۳۲ھ میں ساٹھ سال سے چند سال زیادہ عمر پا کر انتقال کیا اور البقیع میں دفن ہوئے۔ وہ دبلے پتلے، نہایت پست قد تھے۔ پست قامتی کے سبب بیٹھا ہوا آدمی بھی (جب کہ یہ کھڑے ہوتے) انہیں چھپا لیتا تھا۔ رنگ گہرا سانولا تھا۔ ان کے سر کے بال جنسلیوں تک تھے، وہ اسے اپنے کانوں کے پیچھے کر لیتے تھے۔ بالوں میں خضاب نہیں لگاتے تھے۔ لوہے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔

(حضرت) عبداللہ بن مسعود کی اولاد میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ، عتبہ بن عبداللہ اور ابو عبیدہ بن عبداللہ تھے۔ ☆عبدالرحمان کے ایک بیٹے قاسم بن عبدالرحمان کوفہ کے قاضی تھے۔ دوسرے بیٹے معن بن عبدالرحمان تھے۔ ان معن کے بیٹے قاسم بن معن (بن عبدالرحمان بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود) تھے۔ وہ بھی کوفہ کے قاضی تھے مگر انھوں نے اپنی وفات تک کوئی تنخواہ نہیں لی۔ وہ فقہ، حدیث، شعر، نسب اور واقعات و حالات اقوام کے عالم تھے۔ انہیں اپنے عہد کا شعبی کہا جاتا تھا۔ ☆عتبہ بن عبداللہ (بن مسعود) کی نسل موجود ہے۔ انہیں میں ابوعمیس عتبہ بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود تھے۔ انہوں نے بغداد میں انتقال کیا۔ ان کے بھائی عبدالرحمٰن المسعودی تھے جو آخری عمر میں مخبوط الحواس ہوگئے تھے۔ انہوں نے بھی بغداد میں وفات پائی۔ یہی 'مسعودی اکبر' تھے۔ 'مسعودی اصغر' عبداللہ بن عبدالملک بن ابی عبیدہ تھے۔

۲۔ **عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ** : یہ عبداللہ بن مسعود کے حقیقی بھائی تھے۔ یہ بھی قدیم الاسلام تھے۔ عتبہ نے نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث روایت نہیں کی ﴿ص ۱۱۰﴾ انہوں نے (حضرت) عمر کے دور خلافت میں انتقال کیا۔ ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام عبداللہ اور کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ وہ کوفہ میں بس گئے تھے اور وہیں عبدالملک بن مروان کے زمانہ حکومت میں انہوں نے وفات پائی۔ انہوں نے کثرت سے حدیثیں اور فتوے بیان کئے ہیں وہ فقیہ تھے۔ ان (عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) کے بیٹوں میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ تھے۔ وہ عالم تھے۔ ان سے زہری حدیثیں روایت کرتے تھے۔ وہ نکلتے تو زہری ان کے احترام میں کھڑے ہوجاتے تھے لیکن جب ان کو یہ خیال ہوا کہ ان کے پاس جو علم تھا وہ انہوں نے حاصل کرلیا تو انہیں دیکھ کر کھڑے ہونا چھوڑ دیا۔ (یہ دیکھ کر) عبیداللہ نے زہری سے کہا 'ابھی تم سخت زمین میں ہو، اس لئے کھڑے ہوا کرو'۔ یعنی ابھی تم (علم کے) کنارے پر ہو (تمھیں تحصیل کی مزید ضرورت ہے) اس لئے ہمارا احترام کرو۔ (عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے) ۹۸ھ میں وفات پائی۔

(عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے) بیٹوں میں عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود زاہدہ عالم تھے۔ وہ شروع میں ارجاء (مرجئہ) کے قائل تھے۔ بعد میں رجوع کرلیا اور کہا:

واول ما نفارق غیر شک　　نفارق ما یقول المرجئونا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقالوا مومن دمه حلال وقد حرمت دماء المومنينا

وقالوا مومن من اهل جور وليس المومنون بجائرينا

[اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سب سے پہلے میں مرجۂ کے عقائد واقوال چھوڑتا ہوں ☆ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اہل ایمان کا خون حلال ہے، حالانکہ ایمان والوں کا خون بہانا حرام ہے ☆یہ لوگ کہتے ہیں کہ ظلم وستم کرنے والے بھی مومن ہیں، مگر مظالم وستم گر مومن ہو ہی نہیں سکتا]۔ ۳۹

یہ (عون) خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے ہاں بڑے روادار اور معزز تھے۔ انہیں کیلئے جریر کہتا ہے:

یاایها القاری المرخی عمامته هذا زمانک انی قد خلا زمنی

أبلغ خليفتنا ان كنت لا قيه انی لدی الباب كالمشدود فی قرن

[اے قاری قرآن کہ اپنے عمامہ کو لٹکائے ہوئے ہے! یہ دور تمہارا ہے، میرا زمانہ گزر گیا ☆ہمارے خلیفہ سے اگر تمہاری ملاقات ہو تو ان تک یہ بات پہونچا دو کہ میں آپ کے دروازہ پر اس آدمی کی طرح ہوں جسے رسیوں سے باندھ دیا گیا ہو۔ (یعنی ایک مدت سے باریابی کا منتظر ہوں)]۔

عون سے کلام کثیر کہ حسن بلاغت کی جان ہے، یادگار ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو ایک طویل وصیت کی تھی جس کا آغاز یوں تھا 'جان پدر! ایسوں کے ساتھ رہنا، جو ان لوگوں سے دور ہوں جن سے یقین و پاکیزگی دور ہو'۔ ان (عون) کے بھائی عبیداللہ کو شعر کہنے پر سخت سست کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

لابد للمصدور من ان ينفث

[جس کے سینے میں درد اٹھے گا وہ اسے منہ سے باہر پھینکے گا ہی]۔

۳۔ **ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ** : ابوالیقظان کی روایت ہے کہ (حضرت) ابوذر کا نام جُندب، باپ کا نام سکن اور لقب بُرَیر تھا مگر واقدی کا بیان ہے کہ ان کا نام بریر بن جنادہ تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے (راویوں) کا کہنا یہ ہے کہ ابوذر کا نام جندب بن جنادہ تھا۔

(ابن قتیبہ نے) کہا، مجھ سے ابوالخطاب نے، ان سے ابوعتاب سہل بن حماد نے، ان سے عمر بن ثابت نے اور ان سے ابن اسحاق نے حنش بن معتمر کا یہ قول نقل کیا کہ میں (مکہ) آیا (اور دیکھا کہ) ابوذر کعبہ کے دروازہ کے حلقہ کو پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے۔ میں ابوذر غفاری ہوں اور جو مجھے نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا صحابی جندب ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے، جو اس میں سوار ہوگیا، اس نے نجات پائی۔

(حضرت) ابوذر کا تعلق قبیلہ غفار سے تھا۔ یہ قبیلہ کنانہ کی شاخ یعنی غفار بن مُلیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ ہے۔ انھوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی بستی میں چلے گئے اسی لئے بدر، احد اور خندق کے غزوات میں شریک نہ ہوئے۔ وہ اپنی بستی میں ہی مقیم رہے اور ان غزوات کے بعد مدینہ ہجرت کی۔ (اور بعد کے غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے)۔ (حضرت) عثمان نے ان کو ربذہ (مدینہ کا ایک قریہ، گاؤں) بھیج دیا تھا وہیں ﴿ص ۱۱۱﴾ ۳۲ھ میں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی نسل باقی نہ رہی۔ عبداللہ بن صامت، حضرت ابوذر کے بھتیجے تھے اور ابونصر کنیت کرتے تھے۔

۴۔ **معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ** : معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی کا قبیلہ خزرج سے تعلق تھا۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ ان کی والدہ ھند بنت سہل، بنو جہینہ سے تھیں۔ ان کے اخیافی بھائی کا نام عبداللہ بن جریر بن قیس بدوی ۴۰ تھا۔ کچھ راویوں کا بیان ہے کہ حضرت معاذ کے کوئی اولاد پیدا ہی نہیں ہوئی مگر دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ان کے ایک بیٹی ام عبداللہ نامی تھیں جنھوں نے رسول اللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام عبدالرحمان تھا، دوسرے بیٹے کا نام مذکور نہیں (حضرت) معاذ اور ان کے دونوں بیٹے طاعون عمواس میں (۱۸ھ میں بمقام شام) ابوعبیدہ بن جراح کے بعد انتقال کر گئے۔ ان کی نسل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی نہیں ہے۔ ان کا انتقال اردن کے علاقہ میں ہوا۔

(حضرت) معاذ نے کتنی عمر پائی اس میں راویوں کا اختلاف ہے۔ سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ جب معاذ نے وفات پائی تو ان کا سن تینتیس سال تھا۔ واقدی کی روایت ہے کہ معاذ نے جنگ بدر میں بیس یا اکیس سال کی عمر میں شرکت کی۔ وہ ۱۸ھ میں اڑتیس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ان کے رنگ کے بارے میں بھی مختلف روایتیں ہیں۔ واقدی نے کہا کہ وہ گورے چٹے، دراز قد، خوبصورت بالوں والے، بڑی آنکھوں والے تھے۔ ان کے بال گھنگھریالے تھے اور وہ مردوں میں نہایت حسین تھے مگر دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ معاذ سانولے، خوبصورت اور چمک وار دانتوں والے تھے۔

۵۔ **عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ** : عبادہ بن صامت بن قیس قبیلہ خزرج سے وابستہ تھے۔ ان کی کنیت ابوالولید تھی۔ ان کی والدہ قبیلہ خزرج کی قرۃ العین بنت عبادہ بن نھلہ خزرجیہ تھیں۔ عبادہ (انصار کے) بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے۔ وہ ستر انصار کے ہمراہ بیعت العقبہ میں موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر اور تمام معرکوں میں شریک رہے۔ ان کے بھائی اوس بن صامت بھی غزوہ بدر میں شریک تھے۔ وہ پہلے مسلمان ہیں جو ظہار کے مرتکب ہوئے۔ انہوں نے اپنی بیوی خولہ کو ایک دن دیکھ کر یہ کہہ دیا 'تم مجھ پر ایسی ہی (حرام) ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ'۔ (یہ ظہار ہوا جو طلاق کی ایک صورت ہے) انہیں یہ کہہ کر بعد میں ندامت ہوئی۔ یہ قصہ مشہور ہے۔ [۴۱] حضرت عبادہ لانبے، حسین، تنومند تھے۔ شام کے مقام رملہ میں ۳۴ھ میں بہتر سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے صاحب زادے الولید نبی کریم ﷺ کے آخری زمانہ میں پیدا ہوئے اور عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں شام میں وفات پائی۔ وہ ثقہ اور کم حدیث روایت کرنے والے تھے۔ ان کی نسل موجود ہے۔

۶۔ **عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ** : عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن عنس، یمنی قبیلہ مذحج کی شاخ عنس سے تعلق رکھتے تھے۔ اس قبیلہ سے جھوٹا نبی اسود عنسی بھی تھا۔ عنس مراد اور سعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العشیرہ کے، کہ مذحج کی شاخیں ہیں، بھائی ہیں۔ (عمار کے والد) یاسر یمن سے آ کر مکہ میں بنو مخزوم کے ابوحذیفہ بن مغیرہ کے حلیف ہو گئے۔ ابوحذیفہ نے اپنی باندی سمیہ سے ان کی شادی کر دی ان سے عمار پیدا ہوئے تو ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کر دیا۔ یاسر اور ان کے بیٹے عمار، ابو حذیفہ کی موت تک ان کے ساتھ ہی رہے۔ جب اسلام آیا تو یاسر، ان کی بیوی سمیہ، ان کے بیٹے عمار اور عبداللہ بن یاسر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ (رضی اللہ عنہم)

(حضرت) یاسر کی وفات کے بعد حارث بن کلدہ (ثقفی) کے رومی غلام الازرق نے (حضرت) سمیہ سے شادی کر لی تھی۔ (یہ الازرق) ان لوگوں میں شامل تھے جو طائف کے محاصرہ کے دوران بنوثقیف کے غلاموں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس چلے آئے تھے۔ ﴿ص ۱۱۲﴾ انہیں (غلاموں) میں ابوبکرہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو (جن کی تعداد چالیس تھی) آزاد فرما دیا تھا۔ سمیہ کے بطن سے الازرق کے بیٹے سلمہ بن الازرق کہ حضرت عمار کے اخیافی بھائی تھے، پیدا ہوئے۔ بعد میں ان سلمہ کے بیٹوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کا تعلق قبیلہ غسان سے ہے۔ یہ لوگ بنی امیہ کے حلیف ہیں اور مکہ میں رودادوں میں ان کا شمار ہے۔ الازرق اور اس کی اولاد نے بنی امیہ میں شادی بیاہ کی اور اس سے ان کی اولادیں ہوئیں۔ [۴۱]

عمار کی والدہ سمیہ اسلام میں اللہ کی راہ میں شہید ہونے والی پہلی ہستی ہیں۔ ابوجہل نے ایک چھوٹا نیزہ مارا جس سے انہوں نے وفات پائی۔

عمار نے علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ صفین میں حصہ لیا اس میں وہ قتل ہوئے اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ علی نے پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ انہیں غسل نہیں دیا گیا۔ عمار، جنگ بدر اور دیگر جنگوں میں رسول اللہ کے ساتھ رہے۔

مجھ (ابن قتیبہ) سے زیادی نے، ان سے عبدالوارث بن سعید نے، ان سے زمعہ بن کلثوم بن جبیر [۴۲] نے، ان سے ان کے والد (یعنی کلثوم بن جبیر) نے اور ان سے ابو العامریہ نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا 'خبردار! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے کچھ لوگ، کچھ دوسروں کی گردنیں مارنے لگیں۔ پس اس دن حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمار کے ساتھ ہوگا۔ ۴۴ ابوالعاریہ ۴۵ نے کہا کہ میں نے عمار کو مسجد میں (حضرت) عثمان کے بارے میں یہ کہتے اور عیب جوئی کرتے سنا حالانکہ وہ ہم میں بزدل خیال کئے جاتے تھے 'اس نعثل (لمبی داڑھی والے) نے ایسا ایسا کیا ہے اگر میں آج اس کے خلاف چند مددگار بھی پاسکتا تو اسے روند ڈالتا اور جان سے مار ڈالتا'۔ میں (یعنی ابوالعاریہ) جنگ صفین میں موجود تھا میں نے اپنے رسالہ میں (عمار کو) دیکھا۔ ایک شخص نے ان کے گھٹنے پر تیر مارا اور خود ان کے سر سے گر گیا۔ پس میں نے ان کے سر پر تلوار کا وار کیا اور عمار کا سر کٹ کر گر گیا۔ اس پر میرے والد (کلثوم بن جبیر) نے کہا، میں نے اس (ابوالعاریہ) سے زیادہ گمراہ کوئی دوسرا بڈھا نہ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت بھی کرتا ہے اور بعد ازاں عمار کا سر بھی قلم کر لیتا ہے۔ ۴۶

واقدی کا بیان ہے کہ عمار دراز قامت و مضطرب تھے۔ ان کی آنکھوں میں ایک طرح کی سیاہی مائل سرخی تھی اور ان کے دونوں بازو چوڑے تھے۔ ان کی کنیت ابوالیقظان تھی۔ دوسرے راویوں کی روایت ہے کہ عمار کا کان جنگ یمامہ میں کٹ گیا تھا۔ وہ ۳۷ھ میں مارے گئے۔ اس وقت ان کی عمر ترانوے سال تھی۔ عمار کے بیٹے کا نام محمد بن عمار تھا۔ وہ (اپنے والد سے) حدیث روایت کرتے تھے۔

(حضرت) عمار کے مولیٰ سعد القرظ (قرظ کے پتوں کے تاجر) رسول اکرم ﷺ اور (حضرت) ابوبکر کے عہد میں قباء کی مسجد میں اذان دیتے تھے۔ (حضرت) عمر جب خلیفہ ہوئے تو سعد القرظ کو مدینہ لا کر آباد کیا اور مسجد نبوی کی موذنی ان کے سپرد کی۔ ان کی اولاد اب تک (تا زمانہ ابن قتیبہ) مسجد رسول اللہ ﷺ میں موذنی کی خدمت انجام دیتی ہے۔

۷۔ **سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ** : سعد بن عُبادہ بن دُلیم قبیلہ خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ ان کی کنیت ابو ثابت تھی۔ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اچھے تیراک تھے۔ تیر اندازی میں بھی صاحب کمال تھے اور (ان خوبیوں کی وجہ سے) 'الکامل' کہلاتے تھے۔ وہ جنگ بدر میں اس لئے شریک نہ ہوئے کہ انہیں کیڑے (سانپ) نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈس لیا تھا۔ اس کے بعد تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ شام چلے گئے اور (حضرت) عمر کی خلافت کے ڈھائی سال بعد حوران میں فوت ہو گئے۔ ان کی موت کا یہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کسی بل میں پیشاب کر رہے تھے کہ کیڑے (سانپ) نے انہیں کاٹ لیا۔ وہ فوراً مر گئے (زہر کے اثر سے) ان کا جسم سبز ہو گیا تھا۔ ﴿ص ۱۱۳﴾ ان کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ ہمیں ان کی موت کی اطلاع مدینہ میں اس وقت ملی جب مدینہ کے بعض لڑکوں (نوعمر غلاموں) نے یہ بتایا کہ ہم نے باولی میں کسی کو یہ کہتے سنا ہے (جن کو یہ شعر پڑھتے سنا ہے):

قد قتلنا سيد الخزرج سعد بن عباده

ورميناه بسهمين فلم نخط فؤاده

[ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو مار ڈالا۔ ہم نے انہیں دو تیر مارے اس کا نشانہ ٹھیک ان کے دل پر لگا]۔

کہا گیا ہے کہ انہیں زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا تھا اور یہی صحیح ہے۔ سعد بن عبادہ کی اولاد میں قیس بن سعد تھے، ان کی کنیت ابو عبدالملک تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ انہوں نے (حضرت) معاویہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں مدینہ میں انتقال کیا۔ (ان کے دوسرے بیٹے) سعید بن سعد تھے۔ ان کے نکاح میں (حضرت) ابو الدرداء کی صاحب زادی تھیں جن سے ان کی نسل چلی۔

۸۔ **زید بن ثابت رضی اللہ عنہ** : زید بن ثابت بن ضحاک انصار سے تعلق رکھتے تھے۔ بنی غانم بن مالک بن نجار سے نسلی وابستگی تھی۔ ان کی کنیت ابو سعید تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ابو عبدالرحمان کنیت کرتے تھے۔ ان کے والد (اوس و خزرج کے درمیان لڑی جانے والی زمانہ جاہلیت کی جنگ) بعاث میں مارے گئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر صرف چھ سال تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ گیارہ سال کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری دور انہیں کے مصحف پر کیا تھا۔ اسی لئے وہ ہمارے مصحف سے قریب تر مصحف ہے۔ زید، عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں (دفتری) خط و کتاب کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ انہوں نے ۴۵ھ میں وفات پائی اور (گورنر مدینہ) مروان (بن حکم) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ان کے ایک بھائی تھے جن کا نام یزید بن ثابت تھا۔ (حضرت زید کے) بیٹے خارجہ بن زید کی کنیت ابو زید تھی۔ انہوں نے کہا 'کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں نے ستر زینے بنائے ہیں۔ جب میں انہیں بنا چکا تو وہ سب منہدم ہو گئے اور اس سال میں نے اپنی زندگی کے ستر سال پورے کر لئے ہیں (اس لئے میں اسی سال مر جاؤں گا) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اسی سال کہ ۱۰۰ھ تھا مدینہ میں انتقال کر گئے۔ واقعہ حرہ میں (کہ یزید بن معاویہ کے عہد حکومت میں ۶۳ھ میں پیش آیا) زید بن ثابت کی سات صلبی اولاد قتل ہوئی۔ ان کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔

۹۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ : ان کا تعلق انصار سے تھا۔ کنیت ان کی ابوالمنذر تھی۔ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کتابت وحی کی خدمت انجام دی۔ وہ پست قد اور بھاری پیٹ والے تھے۔ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے مگر خضاب استعمال نہ کرتے تھے۔ انہوں نے کب انتقال کیا، اس میں روایتوں میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کی رو سے ۲۲ھ میں عہد فاروقی میں ان کا انتقال ہوا۔ اور اس موقع پر (حضرت) عمر نے فرمایا 'آج مسلمانوں کے سردار نے وفات پائی'۔ مگر دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ انہوں نے (حضرت) عثمان کے دور خلافت میں ۳۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے کئی بیٹے تھے۔ انہیں میں طفیل بن ابی اور محمد بن ابی بھی تھے۔

۱۰۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ : ابوالیقظان کی روایت ہے کہ مقداد بن عمرو بن ثعلبہ کا تعلق یمن سے تھا۔ (مکہ کے) اسود بن عبد یغوث بن عبد مناف بن زہرہ (بن کلاب قرشی) نے انہیں اپنا بیٹا بنا لیا تھا، اور اس لئے کہ وہ اسود کے حلیف تھے۔ ﴿ص ۱۱۳﴾ اسود کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منسوب ہو گئے (اور انہیں مقداد بن اسود) کہا جانے لگا۔ پھر (جب اللہ نے لے پالک کی ممانعت فرما دی تو) ان کو ان کے باپ عمرو کی نسبت سے مقداد بن عمرو کہا گیا۔ وہ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے شہ سوار تھے۔ ۴۶ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب تھیں۔ مقداد دراز قامت، سانولے، توند والے تھے۔ سر کے بال زیادہ اور گھنے تھے۔ داڑھی میں زرد خضاب لگاتے تھے۔ آنکھیں بڑی، ابرو پیوستہ اور ناک کا بانسہ اونچا اور نتھنے تنگ تھے۔ ابو معبد کنیت کرتے تھے۔ (مدینہ سے تین میل دور مقام) الجرف میں ان کا انتقال ہوا۔ لوگ انہیں کاندھوں پر اٹھا کر لائے اور مدینہ میں ۳۳ھ دفن کیا۔ ۴۸ ستر سال یا اس کے قریب عمر پائی۔

۱۱۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ : ابوالیقظان کی روایت ہے کہ حذیفہ بن حسل بن جابر کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ (حذیفہ کے والد) حسل کا لقب 'الیمان' تھا۔ ان کا نسلی تعلق بنوعبس سے تھا اور ان کا شمار بنوعبدالاشہل میں ہوتا تھا۔ بنوعبس کے دس آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، ان میں دسویں حسل (الیمان) تھے۔ غزوہ احد کے موقع پر انہیں مسلمانوں نے غلطی سے قتل کر دیا حالانکہ حذیفہ چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ یہ میرے والد ہیں، میرے والد ہیں۔

دوسرے (راویوں) کا بیان ہے کہ وہ حذیفہ بن حسل بن جابر بن ربیعہ بن عمرو بن جروۃ ہیں اور جروۃ کا لقب 'الیمان' تھا۔ انہوں نے اپنی قوم میں کوئی خون کر دیا تھا اس لئے بھاگ کر مدینہ آ گئے تھے اور بنوعبدالاشہل سے معاہدہ کر کے یہیں بس گئے تھے۔ انہوں نے یمنی قبیلہ سے معاہدہ کر لیا تھا اس لئے ان کی قوم نے ان کا نام 'الیمان' رکھ دیا تھا۔

اشعث نے حسن سے روایت کیا ہے کہ حذیفہ قبیلہ عبس کے فرد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ اختیار دیا تھا کہ اگر چاہیں تو مہاجرین میں شامل ہو جائیں اور اگر چاہیں تو انصار کے ساتھ ہو جائیں۔ انہوں نے انصار میں شمولیت کی خواہش ظاہر کی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا' کہ تم انصار سے ہو۔ (حضرت) حذیفہ کی نسل انصار میں موجود ہے۔ وہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ان کے بھائی صفوان بن الیمان بھی بدر میں شریک نہ ہوئے تھے مگر احد میں (اپنے بھائی حذیفہ کے ساتھ) شریک ہوئے تھے۔ (حضرت) حذیفہ نے کوفہ میں (حضرت) عثمان کی شہادت کے بعد انتقال کیا۔ واقدی کی روایت ہے کہ انہوں نے ۳۶ھ میں مدائن میں وفات پائی۔ انہیں (حضرت) عثمان کی شہادت کی خبر مل گئی تھی مگر وہ جنگ جمل سے پہلے ہی مر گئے۔ جنگ جمل ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ کو ہوئی تھی۔ ان کی بہن لیلیٰ بنت الیمان سلمہ بن ثابت بن وقش کی ماں تھیں۔ ان کی دوسری بہن فاطمہ بنت الیمان تھیں۔

۱۲۔ صُہیب بن سنان رضی اللہ عنہ : (حضرت) صہیب بن سنان بن مالک بدری صحابی ہیں۔ مدینہ کے سبھی راویوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کا نسلی سلسلہ نمر بن قاسط سے ملتا ہے۔ ان کی والدہ سلمیٰ قبیلہ مازن تمیم سے تھیں۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ صہیب کے والد سنان بن مالک (ایرانی بادشاہ) خسرو کی جانب سے الابلہ کے حاکم تھے۔ یہ لوگ موصل اور اس سے ملحقہ الجزیرہ کے علاقے میں رہتے تھے۔ اس خطہ میں رومیوں نے غارت گری کی اور صہیب کو جو کم سن بچے تھے اپنے ساتھ گرفتار کر کے لے گئے۔ ان کی نشو ونما روم میں ہوئی۔ (بڑے ہوئے تو) بنو کلب نے انہیں خرید لیا اور مکہ لے کر آئے۔ یہاں (قریش کے ایک سردار) عبداللہ بن جدعان نے ان کو خرید لیا۔ کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جدعان نے انہیں آزاد کر دیا تھا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ ﴿ص ۱۱۵﴾ صہیب کی اولاد کا بیان ہے کہ وہ رومیوں (کی قید) سے بھاگ کر مکہ آئے تھے اور عبداللہ بن جدعان سے معاہدہ کر کے یہیں رہ پڑے تھے۔

مجھ سے زیاد بن یحییٰ نے، ان سے بشر بن مفضل نے، ان سے یونس نے حسن کے حوالہ سے بیان کیا کہ 'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نے عربوں میں سب سے پہلے اسلام کی جانب سبقت کی۔ رومیوں میں سب سے پہلے صہیب نے، ایرانیوں میں سب سے پہلے سلمان نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حبشیوں میں سب سے پہلے بلال نے اسلام کی جانب سبقت کی۔

واقدی نے کہا صہیب کا رنگ بہت سرخ تھا، قد درمیانہ تھا نہ بہت لانبا اور نہ چھوٹا، مگر پست قامتی سے زیادہ قریب تھا، سر میں بال گنجان اور بہت تھے۔ مہندی اور کتم (ایک خوشبودار گھاس) کا خضاب لگاتے تھے۔ نہایت پر مذاق آدمی تھے ایک مرتبہ ان سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا 'تمہاری آنکھ میں تکلیف ہے اور کھجور کھا رہے ہو؟'۔ صہیب نے جواب دیا 'اے اللہ کے رسول! میں دوسرے کنارے سے کھجوریں کھا رہا ہوں'۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے۔ صہیب نے شوال ۳۸ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ ستر سال عمر تھی بقیع کے گورستان میں سپرد خاک ہوئے۔ ان کے بیٹوں میں حمزہ، صہیبی اور عمارۃ تھے۔

۱۳۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ : ان کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔ یمن کے قبیلہ اشعر سے تعلق تھا۔ اپنے قبیلہ کے ساتھ (مکہ میں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (اور پھر واپس یمن چلے گئے، بعد ازاں وہاں سے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ اور وہیں سے غزوہ خیبر سے ذرا پہلے مدینہ آئے) اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔ ان کی والدہ کو طفیہ کہا جاتا تھا۔ ۴۹ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ طفیہ گوگل کی پتی کو کہتے ہیں۔ اس خاتون کا تعلق قبیلہ عک سے تھا۔ یہ مسلمان ہوگئی تھیں اور انہوں نے مدینہ میں وفات پائی۔

(حضرت) ابوموسیٰ کے کئی بھائی تھے جو مسلمان ہوگئے تھے۔ ان میں ابو عامر بن قیس تھے جو جنگ اوطاس (حنین) میں شہید ہوئے۔ ابو بردہ بن قیس اور ابورھم بن قیس تھے۔ ابورھم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ روایت نہیں کیا ہے۔ (حضرت) ابوموسیٰ اکہرے جسم کے پستہ قد، بے داڑھی کے تھے۔ قرآن نہایت عمدہ آواز میں تلاوت کرتے تھے۔ خوش آواز تھے۔ انہوں نے ۵۲ھ میں اور ایک کمزور روایت کی رو سے ۴۴ھ میں وفات پائی۔ ۵۰

ان کے متعدد بیٹے تھے۔ ان میں ☆ابو بردہ بن ابوموسیٰ قاضی تھے۔ ان کے بیٹے بلال بن ابی بردہ بھی قاضی تھے۔ ابو بردہ کا نام عامر بن عبداللہ تھا۔ انہوں نے ۱۰۳ھ میں انتقال کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆موسیٰ بن ابوموسیٰ۔ان کی والدہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔ ☆ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری کا نام ہی ان کی کنیت ہے۔ یہ ابو بردہ سے بڑے تھے۔

۱۴۔ **خالد بن ولید رضی اللہ عنہ** : خالد بن ولید بن مغیرہ (قریش کی شاخ) بنومخزوم سے تعلق رکھتے تھے۔ان کی والدہ لبابۃ الصغریٰ بنت حارث ہلالیہ، میمونہ زوجہ رسول اکرم ﷺ اور لبابۃ الکبریٰ ام الفضل زوجہ عباس بن عبدالمطلب کہ (حضرت) عباس کے بیٹوں ﴿ص ۱۱۶﴾ عبداللہ، فضل وعبیداللہ وغیرہ کی ماں تھیں۔ یہ سب بہنیں تھیں۔

(حضرت) خالد کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ وہ بدر، ۵۱ھ احد اور خندق میں مسلمانوں کی طرف سے شریک نہیں ہوئے کیونکہ ان سب میں مشرکین کی جانب سے شریک ہوئے تھے۔ یہ (حضرت خالد)، عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ ۸ھ میں اسلام لائے۔

(حضرت) خالد نے مسیلمہ کذاب، مالک بن نویرہ (مرتد) کو قتل کیا اور (جھوٹے نبی) طلحہ کذاب کو شکست دی۔ انہوں نے کنانہ کی شاخ بنوجذیمہ کو غمیصاء کے مقام پر قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی دیت ادا کی اور فرمایا 'اے اللہ خالد نے جو کچھ کیا اس سے میرا کوئی تعلق نہیں'۔ (حضرت) خالد نے عین التمر اور بیشتر شامی علاقے فتح کئے اور جنگ موتہ میں مسلمانوں کو بحفاظت دشمنوں کے نرغہ سے نکال لائے۔ ۲۱ھ میں حمص میں انہوں نے وفات پائی۔ ۵۲ھ شام میں ان کی اولاد کثیر تعداد میں موجود ہے۔ ان میں سے طاعون میں چالیس افراد مرگئے اور یہ سب برباد ہوگئے۔ خالد بن ولید کہا کرتے تھے 'میں نے ایسی ایسی جنگیں لڑیں۔ میرے جسم میں کوئی ایسی جگہ نہیں جس میں تلوار، نیزے یا تیر کا زخم نہ لگا ہو مگر افسوس آج بستر پر ایسی نامراد موت مر رہا ہوں جیسی موت گدھے مرتے ہیں۔ نامردوں کی آنکھیں کبھی نہ سوئیں'۔

۱۵۔ **ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ** : ابوسعید خدری کا نام سعد بن مالک تھا وہ الخزرۃ کی جانب منسوب ہیں جو یمنی قبیلہ ہے۔ قتادہ بن نعمان ان کے اخیافی بھائی تھے۔ یہ قتادہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں مشہور تیرانداز تھے۔ (حضرت) ابوسعید نے ۷۴ھ میں وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی سال سلمہ بن اکوع نے بھی انتقال کیا۔ ابوسعید خدری کے بیٹے تھے عبدالرحمٰن، سعید اور بشیر۔ عبدالرحمان کی کنیت ابومحمد تھی۔ انہوں نے مدینہ میں ۱۱۲ھ میں انتقال کیا۔ عبدالرحمان کے بیٹے تھے عبداللہ اور ربیع۔ ان (ربیع) کا نام سعید تھا۔ وہ اصحاب حدیث (محدثین) کے نزدیک ضعیف اور غیر ثقہ ہیں۔ ان کی روایت کی ہوئی حدیثیں بہت ہیں۔

۱۶۔ **ابوالدرداء رضی اللہ عنہ** : ان کا نام عویمر بن مالک تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام عویمر بن زید تھا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ ان کا نام عویمر بن عامر تھا۔ ان کا نسلی تعلق حارث بن الخزرج سے تھا۔ وہ اپنے خاندان میں سب سے آخر میں مسلمان ہوئے تھے۔ وہ اسلام لانے سے پہلے تاجر تھے۔ انہوں نے شام ۳۲ھ میں وفات پائی۔ شام میں ان کی نسل موجود ہے۔

۱۷۔ **عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ** : ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں طائف کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ اس عہدہ پر (حضرت) عمر کی خلافت کے چند سال ﴿ص ۱۱۷﴾ تک فائز رہے۔ بعدازاں (حضرت) عمر نے ان کو عمان اور بحرین کا گورنر مقرر کیا۔ (انہوں نے فارس پر حملہ کیا) اور توج (فارس کا ایک شہر کہ گازرون کے قریب تھا) پر پیش قدمی کی۔ (وہاں کے ایرانی حاکم) سہرک نے ان سے جنگ کی اور مارا گیا۔ عثمان (بن ابی العاص ثقفی) نے بصرہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔ (حضرت) عثمان بن عفان نے ان کو بارہ ہزار جریب زمین جاگیر میں عطاء کی تھی۔ انہوں نے (حضرت) معاویہ کی خلافت میں وفات پائی۔ ان کی نسل جو معززین واشراف میں شمار ہوتی ہے، موجود ہے۔

۱۸۔ **محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ** : محمد بن مسلمہ بن سلمہ بنی حارثہ بن حارث بن الخزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ بنوعبدالاشہل کے حلیف تھے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کا شہ سوار کہا جاتا تھا۔ آپؐ نے ان کو غزوہ 'قرقرۃ الکدر' کے موقع پر مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ یہ سیاہ فام، دراز قامت و لحیم شحیم تھے۔ آپ کے سر کے بال آگے سے اڑے ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکڑی کی ایک تلوار بنوا کر نیام میں رکھ لی تھی اور جمل، صفین اور دور فتنہ (۳۶ھ۔۴۰ھ) کی کسی لڑائی میں شرکت نہ کی۔ ۵۳ ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ وہ مدینہ ہی میں رہے اور وہیں ماہ صفر ۴۶ھ یا ۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (حاکم مدینہ) مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی اولاد میں دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔

۱۹۔ ابو الهیثم بن تیهان : نام ان کا مالک بن تیہان تھا۔ قضاعہ کی شاخ بلی بن عمرو بن الحاف سے نسلی تعلق تھا۔ (انصار کے) بنوعبدالاشہل کے حلیف تھے مگر کچھ راویوں کا قول ہے کہ وہ خاص قبیلہ اوس سے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کھجوروں کے درخت سے حاصل ہونے والی کھجوروں کا تخمینہ لگایا کرتے تھے۔ ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ وہ جنگ صفین میں علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے مگر اہل علم یہ بات نہیں جانتے اور اس کی توثیق وتصدیق نہیں کرتے۔

انہوں نے عمر بن خطاب کی خلافت میں ۲۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔ ان کے بھائی عبید بن تیہان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ ان کا نام عبید تھا جب کہ دوسرا گروہ ان کا نام عتیک بتاتا ہے۔

۲۰۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ : ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ راویوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ اصفہان کے رہنے والے تھے جب کہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ وہ فارس کے شہر رام ہرمز (خوزستان کا ایک شہر) کے باشندے تھے۔ اصفہان کا علاقہ فارس کے علاقے کے بالمقابل واقع ہے۔ سلمان بدر اور احد میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ وہ ان لڑائیوں کے زمانے میں غلام تھے۔ وہ جس غزوہ میں سب سے پہلے شریک ہوئے وہ غزوہ خندق تھا جو ۵ھ میں پیش آیا۔ انہوں نے بڑی لانبی عمر پائی اور (حضرت) عثمان کے خلافت کے شروع زمانہ میں انتقال کیا مگر بعض روایتوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ انہوں نے (حضرت) عمر کے عہد خلافت میں بمقام مدائن داعی اجل کو لبیک کہا۔

۲۱۔ ابو طلحه انصاری رضی اللہ عنہ : ابومحمد (ابن قتیبہ) کا بیان ہے کہ ابوطلحہ کا نام زید بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہل تھا۔ ان کا شعر ہے:

انا ابو طلحه و اسمی زید وکل یوم فی سلاحی صید

[میں ابوطلحہ ہوں میرا نام زید ہے۔ اور میرے ہتھیار میں ہر روز ایک شکار ہوتا ہے]۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ایک ہزار آدمیوں سے اچھی ہے۔ وہ (مشہور) تیراندازوں میں تھے۔ جنگ حنین میں انہوں نے بیس کفار کو قتل کیا اور ان کے اسلحہ حاصل کئے تھے۔ وہ سانولے اور درمیانہ قد تھے۔ سر کے سفید بالوں میں خضاب نہ لگاتے ﴿ص ۱۱۸﴾ تھے۔ وہ مدینہ میں ۳۴ھ میں فوت ہوئے۔ نماز جنازہ (حضرت) عثمان نے پڑھائی۔ بصرہ (کے علماء مغازی وسیر) کی روایت ہے کہ ابوطلحہ (فارس کی کسی بحری لڑائی میں شرکت کی غرض سے) کشتی میں سوار ہوئے وہیں ان کا انتقال ہوا اور کسی جزیرہ میں انہیں دفن کر دیا گیا۔ ۵۴ ام سلیم بنت ملحان ابوطلحہ کی زوجہ تھیں۔ (انہیں ام سلیم) کے بیٹے (حضرت) انس بن مالک تھے اور حرام بن ملحان کے بھائی تھے۔ ابوطلحہ کی تاریخ ومقام وفات میں سخت اختلاف ہے مگر صحیح روایت یہ ہے کہ انہوں نے ۵۱ھ میں مدینہ میں انتقال کیا۔

۲۲۔ **ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ** : ان کا نام سماک ۵۵ بن خرشہ تھا۔ وہ جنگ مسیلمہ (جنگ یمامہ ۱۲ھ) میں موجود اور مسیلمہ کذاب کے قتل میں شریک تھے وہ اسی دن درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ ان کی اولاد مدینہ اور عراق میں آباد ہے۔

۲۳۔ **ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ** : نام ان کا مالک بن ربیعہ تھا۔ وہ پست قامت اور بڑے پیٹ والے تھے۔ سر کے بال گھنے اور گنجان تھے۔ سر اور داڑھی کے بال سفید تھے (اخیر میں) آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔ اٹھہتر سال کی عمر میں ۶۰ھ میں فوت ہوئے ان کی نسل مدینہ اور بغداد میں موجود ہے۔

۲۴۔ **ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ** : ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا: ابوحذیفہ کا نام ہشیم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف (بن قصی بن کلاب) تھا اور حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل تھے۔ وہیں حبشہ میں ان کا بیٹا محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوا۔ ابو حذیفہ لانبے اور خوبصورت تھے۔ ان کے دانت تلے اوپر تھے اور آنکھوں سے بھینگے تھے۔ انہوں نے جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔ عثمان بن عفان نے ان کے (یتیم) بیٹے محمد بن ابی حذیفہ کی کفالت اپنے ذمہ لی اور وہ انہیں کے خرچ پر پلتا رہا مگر (جب شرپسندوں نے باہر کے شہروں سے مدینہ آ کر ان کے مکان کا) محاصرہ کرلیا تو یہ محمد بن ابی حذیفہ ان پر حملہ میں شامل ہوگیا، ان کے مخالف شرپسندوں کی مدد کی اور مصری باغیوں کو ان کے خلاف بھڑکا کر مدینہ پر چڑھا لایا۔ جب (حضرت) عثمان شہید ہوگئے تو محمد بن ابی حذیفہ بھاگ کر شام چلا گیا۔ وہاں (حضرت) معاویہ کے آزاد کردہ غلام رشدین نے اسے پکڑ کر مار ڈالا۔ ۵۶ھ (حضرت) ابو حذیفہ کے بیٹے مر گئے اور ان کے ساتھ ہی ان کی نسل بھی باقی نہ رہی۔ ان کے باپ عتبہ بن ربیعہ کی نسل بھی صرف اس کے ایک بیٹے ولید بن عتبہ بن ربیعہ کے پڑپوتے مغیرہ بن عمران بن عاصم (بن ولید بن عتبہ) سے چلی۔ یہ لوگ شام میں آباد ہیں۔

۲۵۔ سالم مولیٰ ابو حذیفه بن عتبه بن ربیعه رضی اللہ عنہ : سالم کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ وہ بدری صحابی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور (حضرت) ابوبکر کے مابین مواخاۃ (بھائی چارہ) کرادیا تھا۔ حضرت سالم کی ولا، حضرت ابو حذیفہ کی بیوی کو حاصل تھی، جو انصار سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہوں نے ان کی ولا، ابو حذیفہ کو دے دی تھی۔ کچھ دوسرے راویوں کا کہنا ہے کہ (حضرت) سالم، معقل کے بیٹے تھے۔ اور (فارس کے شہر) اصطخر کے رہنے والے تھے۔ وہ ثُبَینہ انصاریہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو آزاد کردیا تھا اس وجہ سے (حضرت) سالم کو انصار میں شمار کیا جاتا ہے۔ انہیں مہاجرین میں محسوب کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ (حضرت) ابو حذیفہ سے رشتہ ولاء میں منسلک ہوگئے تھے۔

ثُبَینہ (حضرت) ابو حذیفہ کی بیوی تھیں۔ انہوں نے سالم کو سائبہ کے طور پر آزاد ﴿ص ۱۱۹﴾ کردیا تھا۔ سائبہ اس غلام کو کہتے ہیں جس کا وارث یا مال کا حصہ دار آزاد کرنے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا۔ (اس آزادی کے بعد) سالم نے ابوحذیفہ سے موالات کرلی اور ابوحذیفہ نے انہیں اپنا بیٹا بنالیا اور اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے سالم کی شادی کردی۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ ابوحذیفہ کی جس بیوی نے سالم کو آزاد کیا تھا ان کا نام سلمٰی تھا اور وہ بنی خطمہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ سالم نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ ان کی نسل باقی ہے۔

۲۶۔ عُکاشہ بن مِحصن رضی اللہ عنہ : حضرت عُکاشہ بن محصن بن حُرثان قبیلہ اسد بن خزیمہ سے نسلی وابستگی رکھتے تھے۔ ان کی کنیت ابومحصن تھی۔ ام قیس بنت محصن، عکاشہ کی بہن تھیں، جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بچے کو لے کر حاضر ہوئی تھیں اور بچے کی گردن میں حلق کے درد کا تعویز تھا۔ عکاشہ نہایت خوبصورت آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بغیر حساب جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ وہ بُزاخہ (نجد کا ایک چشمہ) کے مقام پر (مرتدین کے ہاتھوں (حضرت) ابوبکر کے عہد میں (۱۱ھ میں) شہید ہوئے۔ ان کے بھائی ابوسنان بن محصن جنگ بدر، احد اور خندق میں شریک تھے اور بیعت الرضوان کے موقع پر انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی مگر واقدی کہتے ہیں کہ بیعت الرضوان میں رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ حضرت ابوسنان بن محصن نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے سنان بن ابی سنان بن محصن رضی اللہ عنہما تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے بیعت الرضوان کے موقع پر بیعت کی تھی وہ عبداللہ بن عمر تھے۔

۲۷۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کا نام خالد بن زید بن کُلیب تھا۔ انہوں نے (حضرت) علی کے ساتھ حروراء کی لڑائی میں (خارجیوں کے خلاف) حصہ لیا اور یزید بن معاویہ کی قیادت میں قسطنطنیہ کی جنگ میں شرکت کی اسی میں انہوں نے انتقال کیا۔ وہ شہر پناہ کے نیچے دفن کئے گئے اور ان کی قبر زمین کے برابر کرکے چھپادی گئی۔ مجاہد کی روایت ہے کہ اس موقع پر یزید (ابن معاویہ) کے حکم سے گھوڑے دوڑا کر زمین برابر کرکے حضرت ابوایوب کے نشان قبر کو چھپا دیا گیا۔ (دوسرے دن) قسطنطنیہ والوں نے شہر پناہ پر چڑھ کر مسلمانوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریافت کیا کہ رات تمھارے ہاں کیا واقعہ ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا ہمارے رسول کے، ان پر اللہ کا درود وسلام ہو، ایک بہت بڑے ساتھی اور بہت پرانے مسلمان (نے رات انتقال کیا) اور ہم نے انہیں اس جگہ جہاں تم نے دیکھا، سپرد خاک کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگوں نے ان کی قبر کھود کر ان کی لاش باہر نکالی تو ہماری حکومت میں ناقوس کبھی نہ بج سکے گا۔ مجاہد کی روایت ہے کہ جب رومیوں کے ہاں بارش نہیں ہوتی تو وہ (حضرت) ابوایوب کی قبر کھول دیتے ہیں (اور ان کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے ہیں) چنانچہ بارش ہوتی ہے۔ مدینہ میں (حضرت ابوایوب) کی نسل موجود ہے۔

۲۸۔ **عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : عتبہ بن غزوان بن حارث بن جابر قبیلہ بنو مازن سے تھے۔ (بنو مازن) بنو سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان کے بھائی ہیں۔ وہ مہاجرین اولین میں تھے۔ وہ بدری تھے۔ ان کا شمار مشہور تیراندازوں میں ہوتا تھا۔ انہیں نے (عراق کا ساحلی شہر) اُبلہ فتح کیا اور بصرہ آباد کیا تھا مجشر بن ادرع نے ان کے حکم سے بصرہ کی جامع مسجد کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ دراز قد تھے۔ جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو ان کی عمر چالیس سال تھی۔ (حضرت) عمر کے زمانہ خلافت میں ستاون برس کی عمر میں ۱۷ھ میں مکہ کے راستہ میں معدن بنی سلیم کے مقام پر انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے مولیٰ (حضرت) خباب بھی جنگ بدر میں شریک تھے۔

﴿ص ۱۲۰﴾ ۲۹۔ **یعلیٰ بن مُنیہ ۵۷ رضی اللہ عنہ** : یعلیٰ بن منیہ مہاجرین میں تھے۔ وہ اپنی والدہ منیہ کی جانب منسوب ہیں۔ منیہ حارث بن جابر کی بیٹی اور بنو مازن بن سفور سے تعلق رکھتی تھیں۔ وہ (حضرت) عتبہ بن غزوان کی پھوپھی تھیں (یوں حضرت یعلیٰ حضرت عتبہ کے ماموں زاد بھائی تھے) حضرت یعلیٰ کے باپ کا نام امیہ بن ابی عبیدہ تھا وہ بنو زید بن مالک بن حنظلہ کے قبیلے سے تھے۔ (فتح مکہ کے بعد) حضرت یعلیٰ اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور درخواست کی کہ آپ ان سے ہجرت پر بیعت لیں (یعنی مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوکر یہ مدینہ ہجرت کریں اور مہاجرین میں شمار ہوں) آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فتح (مکہ) کے بعد ہجرت نہیں ہے۔

(حضرت) ابوبکر نے (حضرت) یعلیٰ کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ انہوں نے (حضرت) زبیر بن عوام کی صاحبزادی سے شادی کی تھی۔ ابولہب کی بیٹی سے بھی انہوں نے نکاح کیا تھا۔

یعلیٰ (حضرت) عثمان کے زمانہ خلافت میں (یمن سے مدینہ) آئے۔ ان سے ملاقات کی غرض سے ابوسفیان بھی آئے۔ (حضرت) یعلیٰ نے انہیں دس ہزار درم دیئے۔ جنگ جمل کے موقع پر انہیں نے (حضرت) عائشہ کو سواری کے لئے عسکر نامی اونٹ پیش کیا تھا۔ وہی 'جمل عائشہ' کہلایا۔ انہوں نے اپنے ذاتی مال سے نوے آدمیوں کو مسلح کیا تھا۔ جب (حضرت) علی کو (اصحاب جمل کے) بصرہ آنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا 'مجھے بہادر ترین آدمی یعنی زبیر، فصیح ترین آدمی یعنی طلحہ، لوگوں میں سب سے زیادہ ہردل عزیز اور مطاع (حضرت) عائشہ، اور سب سے زیادہ دولت مند شخص یعنی یعلیٰ بن منیہ سے مقابلہ کی آزمائش میں ڈالا گیا ہے'۔

(حضرت) یعلیٰ کے ایک بیٹے کا نام عبداللہ بن یعلیٰ تھا۔ وہ مکہ کے قریب علیث نامی بستی میں رہتے تھے۔ وہ شاعر تھے۔ انہوں نے اپنی بیوی زینب کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے تھے:

بوجهک عن مس التراب مضنة — فلا تبعدینی کل حی سیذهب

تنکرت الأبواب لما دخلتها — وقالو ألا قد بانت الیوم زینب

أأذهب قد خلیت زینب طائعاً — ونفسی معی لم ألقها حیث أذهب

[تیرا چہرہ مٹی لگنے سے بچا رہے۔ تو مجھ سے دور نہیں کہ ہر زندہ یہاں سے چلا جائے گا ☆ میں جب گھر میں داخل ہوا تو ایسا لگا کہ اس کے دروازے میرے لئے اجنبی ہو گئے ہیں اور لوگوں نے کہا ہاں آج زینب یہاں سے رخصت ہوگئی ☆ ہائے! میں وہاں کیسے جاؤں میں نے تو خود ہی زینب کو اس جگہ سے روانہ کیا ہے! میری سانس میرے ساتھ ہے مگر جہاں جاتا ہوں اسے نہیں پاتا]۔

(حضرت) یعلیٰ کے موالی میں یمن میں آباد ایک گروہ ہے جو 'بنوشہاب' کہلاتا ہے۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ وہاں عزت وشرف کے حامل ہیں۔ یہ بنی خولان کے عرب تھے۔ (حضرت) یعلیٰ کے ہاتھوں جنگی قیدی بننے کے بعد یہ یمن کے قبائل کی جانب منسوب ہوگئے۔

۳۰۔ یعلیٰ بن مرّہ : رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں یہ بھی تھے ان کا نسبی تعلق بنوثقیف سے تھا۔ انہیں کو رسول اللہ نے (محاصرہ طائف کے موقع پر) بنوثقیف کے باغات کو کاٹنے کا حکم دیا تھا۔

۳۱۔ ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کے نام میں راویوں میں سخت اختلاف ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ بن عمرو تھا۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن تھا، بعض نے کہا کہ وہ عبدعمرو بن عبدغنم یا عبدشمس یا عمیر بن عامر یا سکین ان کے نام ہیں۔

یمنی قبیلہ دوس سے ان کا نسبی تعلق تھا۔ دوس ازد کی شاخ ہیں اور ان کا نسب ہے دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران۔ ان کی والدہ اُمیمہ بنت صُفیح بن حارث بھی قبیلہ دوس سے تھیں۔ (حضرت) ابو ہریرہ کی ماں بھی مسلمان ہوگئی تھیں۔ ان کے ماموں سعد بن صفیح اپنے وقت کے قوی ترین اور نہایت مضبوط آدمی تھے۔ (حضرت) ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں نے یتیمی میں پرورش پائی، ہجرت کی تو مفلس تھا، اور میں بُسرہ بنت غزوان کے ہاں مزدوری کرتا تھا۔ میری اجرت پیٹ کی روٹی اور سواری کی اپنی باری تھی۔ جب (میرے آقا) قیام کرتے تو میں ان کی خدمت کرتا اور جب سفر کرتے تو ان کے اونٹ ہنکاتا (پھر ایسا ہوا کہ) اللہ نے (میری مالکہ بسرہ بنت غزوان سے) ﴿ص ۱۲۱﴾ میری شادی کرادی۔ سو تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے دین کو کفیل کر دیا اور ابو ہریرہ کو مسلمانوں کا امام بنا دیا۔ (حضرت) ابو ہریرہ نے (مزید) کہا میری کنیت ابو ہریرہ پڑنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک چھوٹی سی بلی (ہریرہ) تھی جس سے میں کھیلتا تھا۔

(حضرت) ابو ہریرہ ۷ھ میں مدینہ آئے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ خیبر میں تھے۔ چنانچہ وہ خیبر روانہ ہوگئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ مدینہ واپس آئے۔ وہ سانولے، چوڑے چکلے کندھوں والے، دو چوٹیوں والے تھے۔ سامنے کے دو دانت دور دور تھے۔ داڑھی میں زرد خضاب کرتے تھے اور اسے لمبی چھوڑ دیا تھا ترشواتے نہ تھے۔ مونچھوں کو ترشواتے تھے۔ وہ خوش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزاج انسان تھے۔

عثمان نے حماد بن سلمہ سے، انہوں نے ثابت سے اور انہوں نے ابورافع سے روایت کیا ہے کہ، (حاکم مدینہ) مروان (اپنی عدم موجودگی میں) اکثر ابو ہریرہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کرتے تھے۔ (اس زمانے میں) وہ گدھے پر سوار ہو کر نکلتے جس پر عرق گیر (نہدہ) کسا ہوتا اور اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی رسی ہوتی۔ لوگ انہیں ملتے تو کہتے 'راستہ سے ہٹ جاؤ کیونکہ تمہارا حاکم آ گیا ہے'۔ (وہ اسی حالت میں) کبھی کبھی بچوں کے پاس آ جاتے وہ رات کے وقت کھیلتے ہوتے۔ یہ اچنبھے میں ان کے درمیان پہونچ جاتے اور بچے بے خبر رہتے۔ یہ اپنے پاؤں سے ایڑ لگاتے پاؤں پٹکتے۔ بچے ڈر کر بھاگ جاتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ مجھے (راوی، ابو رافع) رات کے کھانے پر بلاتے اور کہتے کہ کم گوشت والی ہڈی کو امیر (ابو ہریرہ) کے لئے چھوڑ دو! میں دیکھتا تو (کم گوشت والی ہڈی نہ ہوتی بلکہ) ثرید (روٹی کا مالیدہ) ہوتا جس میں زیتون ملا ہوا ہوتا۔ ابو ہریرہ نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔ یہ بھی روایت ہے کہ ۵۷ھ میں انتقال ہوا۔

۳۲۔ عقبہ بن عامر جھنی رضی اللہ عنہ : ان کی کنیت ابو عمرو یا ابو حماد تھی۔ نبی کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد یہ اسلام لائے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تیر اندازی کے بارے میں کوئی حدیث سنی تھی، اس لئے بہت زیادہ تیر اندازی کو مشق کیا کرتے تھے۔ جب مرے تو ستر کمانیں، ترکشوں اور انیوں کے ساتھ چھوڑیں۔ انہوں نے جنگ صفین میں (حضرت) معاویہ کے ساتھ شرکت کی۔ مصر منتقل ہو گئے تھے اور وہیں گھر بنا کر بس گئے تھے۔ وہ سیاہ خضاب لگاتے تھے اور کہتے تھے 'تم اس کے اوپری حصہ کی رنگت بدلتے ہو اور اس کی جڑوں کو نہیں بدل پاتے'۔ انہوں نے (حضرت) معاویہ کی خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی۔

۳۳۔ زید بن خالد جھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ابو عبدالرحمان کی کنیت تھی۔ یہ بھی مروی ہے کہ ان کی کنیت ابو طلحہ تھی۔ وہ کہاں مرے اس کے متعلق راویوں میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ انہوں نے مدینہ میں ۷۸ھ میں انتقال کیا۔ پچاسی سال عمر پائی۔ دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راویوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے کوفہ میں معاویہ کی خلافت کے آخری زمانے میں انتقال کیا۔

۳۴۔ عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ : کنیت ان کی ابویحییٰ اور شہرت جہنی کے عرف سے تھی۔ مگر جُھینہ سے ان کا تعلق نہیں تھا بلکہ وہ قضاعہ کی شاخ وبرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جھینہ بھی قضاعہ ہی کی شاخ ہیں۔ وہ بنوسلمہ (خزرج کی ایک شاخ) کے حلیف تھے۔ (حضرت) عبداللہ بن انیس بیعت عقبہ اور غزوہ احد میں شریک تھے مگر اس بارے میں کہ وہ غزوہ بدر میں شریک تھے یا نہیں راویوں میں اختلاف ہے۔ ان کا قیام اعراف کے مقام میں تھا جو مدینہ سے ایک برید (بارہ میل) کے فاصلہ پر ہے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک عصا عطا فرمایا تھا اور کہا تھا کہ یہ میرے اور تمھارے درمیانی نشانی ہے۔ بیشک قیامت کے دن وہ لوگ سب سے کم (پریشانی میں) ہوں گے جو عصاء پر ٹیک لگائے ہوں گے۔ ۵۸

انہیں کے بارے میں لیلۃ الاعرابی (بدو کی رات) اور لیلۃ الجھنی (جھنی کی رات) مشہور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ اپنی بستی سے اٹھ کر اپنی مسجد میں آئیں اور اس میں ۲۳ (رمضان) کی رات کو نماز پڑھیں۔ چنانچہ وہ ۲۳ کی شام کو نماز عصر پڑھ کر مسجد میں آتے پھر وہ وہیں دوسرے دن نماز فجر تک رہتے اور صرف کسی سخت ضرورت کے تحت مسجد سے باہر آتے تھے۔ (نماز فجر پڑھ کر) وہ اپنے اہل وعیال کے پاس چلے جاتے تھے۔ اس لئے 'جھنی کی رات' مشہور ہوگئی۔ انہیں نے لیلۃ القدر کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ﴿ص ۱۲۲﴾ 'اسے آج کی رات تلاش کرو' اور وہ رمضان کی ۲۳ ویں رات تھی۔ مدینہ میں معاویہ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے وفات پائی۔

۳۵۔ حارث بن ھشام : یہ ابوجہل (عمرو) بن ہشام کے بھائی تھے۔ غزوہ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے اور شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر حسان بن ثابت نے کہا تھا:

ان کنت کاذبۃ الذی حدثتنی — فنجوت منجی الحارث بن ھشام

ترک الاحبۃ ان یقاتل دونھم — ونجا براس طمرۃ ولجام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[تو نے مجھ سے جو بات کی اگر اس میں تو جھوٹی ہے۔ تو تو بھی ویسے ہی جان بچا جائے جیسی جان حارث بن ہشام نے بچائی تھی ☆ وہ اپنے پیاروں کی حمایت میں لڑنے کے بجائے انہیں چھوڑ کر بھاگ گیا اور تیز دوڑنے والے گھوڑے کے سبب جان بچا پایا]۔

حارث (بن ہشام) نے ان اشعار میں اپنے فرار کی معذرت کی:

اللہ یعلم ماترکت قتالھم	حتی علوا فرسی باشقر مزبد
وعلمت انی ان اقاتل واحدا	اقتل ولا یضرر عدوی مشھدی
فصددت عنھم والاحبۃ فیھم	طمعالھم بعقاب یوم سرمد ۵۹

[اللہ جانتا ہے کہ میں نے دشمنوں سے اس وقت تک جنگ کی جب تک کہ انہوں نے میرے گھوڑے کو سرخ جھاگ مارنے والے خون سے تر بتر نہ کر دیا ☆ اور میں نے یہ جان لیا کہ اگر میں اکیلا ہی لڑتا رہا تو مارا جاؤں گا اور میری موجودگی سے میرے دشمن کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا ☆ اس لئے میں نے ان سے اس توقع میں علیحدگی اختیار کر لی، حالانکہ میرے پیارے انہیں میں مقتول یا اسیر تھے، کہ کسی گھات کے دن ان سے بدلہ چکا لوں گا]۔

(حضرت) حارث فتح مکہ کے دن اسلام لائے وہ مولفۃ القلوب میں تھے۔ بعد میں ان کے اسلام میں پختگی آئی۔ وہ (حضرت) عمر کے عہد خلافت میں اپنے اہل وعیال اور مال و اسباب کے ساتھ شام چلے جانے کی غرض سے نکلے۔ یہ دیکھ کر مکہ والے ان کے ساتھ نکل آئے اور ان کی مفارقت پر رونے لگے۔ (حضرت) حارث کا بھی دل بھر آیا اور رو پڑے اور بولے 'اگر ہم گھر کے بدلے گھر اور پڑوس کے بدلے پڑوس بدلنے کی نیت سے مکہ چھوڑتے تو ہم تمہارا بدل نہ چاہتے لیکن ہم یہاں سے اللہ کے لئے منتقل ہو رہے ہیں'۔ وہ (شام میں) جہاد کرتے رہے اور ۱۸ھ میں عمواس کے طاعون میں انہوں نے انتقال کیا۔

(حضرت) حارث کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حارث کی کنیت ابو محمد تھی۔ ان کا نام ابراہیم تھا۔ جب (حضرت) عمر نے اپنے دور خلافت میں ان لوگوں کے ناموں کو جو انبیاء کے نام پر رکھے گئے تھے، بدلنا چاہا تو یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ان کا نام عبدالرحمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ دیا۔ سو آج تک ان کا یہی نام باقی رہ گیا۔ (ان کے بارے میں) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں 'کہ اگر میں بصرہ جانے کے بجائے اپنے گھر ہی بیٹھی رہتی تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ سے میرے عبدالرحمان جیسے (ہونہار) دس بیٹے ہوتے'۔ یہ عبدالرحمان ان (ام المومنین) کے ہمراہ جنگ جمل میں شریک تھے۔ وہ معزز اور سخی تھے۔ مدینہ میں (حضرت) معاویہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ ان کے (حضرت عبدالرحمان بن حارث بن ہشام کے) بیٹے ابوبکر تھے۔ ان کا نام ہی ان کی کنیت تھی۔ ان کو ان کے فضل و کثرت صلوۃ کی وجہ سے 'راہب قریش' کہا جاتا تھا۔ یہ جنگ جمل میں شرکت کے لئے پیش ہوئے لیکن کم سنی کے باعث انہیں اور عروہ بن زبیر کو لوٹا دیا گیا تھا۔ بعد میں ان کی بینائی جاتی رہی تھی مدینہ میں غسل خانے میں نہانے گئے اور وہیں اچانک ۹۴ھ میں مر گئے۔ یہ سال 'فقہاء' (کی وفات) کا سال کہلاتا ہے۔

۳۶۔ شداد بن الھادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کا نام شداد اور ان کے والد کا نام اسامہ تھا، مگر وہ مسافروں کی رہ نمائی کے لئے رات کو آگ جلایا کرتے تھے اس لئے ان کا نام الہادی پڑ گیا۔ ان کے عقد میں سلمٰی بنت عُمیس تھیں، جو اسماء بنت عمیس کی بہن تھیں۔ ﴿ص ۱۲۳﴾ ان سلمٰی کے بطن سے عبداللہ بن شداد پیدا ہوئے جو فقیہ اور محدث تھے۔ یہ (حضرت) عبداللہ بن عباس اور (حضرت) خالد بن ولید کے خالہ زاد بھائی تھے کیونکہ (حضرت) عبداللہ اور (حضرت) خالد کی مائیں اسماء بنت عمیس اور سلمٰی بنت عمیس بہنیں تھیں۔

۳۷۔ عتّاب بن اسید رضی اللہ عنہ : عتاب بن اسید بن أبی العیص بن امیہ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ جب نبی کریم ﷺ حنین جانے لگے تو ان کو مکہ کا حاکم مقرر فرمایا۔ وہ اس منصب پر رسول اکرم ﷺ کے وصال اور بعدازاں (حضرت) ابوبکر کی وفات تک فائز رہے۔ انہوں نے اور (حضرت) ابوبکر نے ایک ہی وقت میں انتقال کیا اور ان میں سے کسی کو دوسرے کی موت کی خبر نہ ہوئی۔ ان کے حقیقی بھائی خالد بن اسید بھی فتح مکہ کے موقع پر مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ وہ حد درجہ مغرور تھے اس لئے نبی اکرم ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ اس کے غرور میں اضافہ کر، چنانچہ یہ غرور ان کی اولاد میں آج بھی موجود ہے۔ ان کی نسل باقی ہے۔ عبدالرحمان بن عتاب بن اسید کو 'یعسوب قریش' کہا جاتا ہے۔ ان کو یعسوب سے جو شہد کی مکھیوں کا سردار ہوتا ہے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ جنگ جمل میں (حضرت) عائشہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ (جنگ میں شہید ہوجانے کے بعد) عقاب ان کی ایک ہتھیلی اٹھا کر لے گیا جو اسی جنگ میں کٹی تھی۔ یہ یمامہ میں آکر گری اور ان کی انگوٹھی کی وجہ سے پہچانی گئی۔ ۶۰

اہل مدینہ نے انگوٹھی کی وجہ سے ہاتھ کو پہچان لیا اور اسے غسل دے کر دفن کر دیا۔ اسی واقعہ سے اہل مدینہ کو جنگ جمل کی اطلاع اسی دن ہوگئی تھی۔

۳۸۔ علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کے والد حضری کا نام عبداللہ بن ضماد تھا، وہ حضرموت کے رہنے والے تھے۔ (حضرت علاء) بنی امیہ کے حلیف تھے۔ ان کے بھائی میمون بن حضرمی 'چاہ میمون' کے مالک تھے جسے انہوں نے زمانہ جاہلیت میں مکہ میں کھودا تھا۔ یہ علاء وہی ہیں جو (اپنے لشکر کے ساتھ) گھوڑے پر (خلیج کے پانی) کو عبور کر کے دارین (بحرین کا گھاٹ) کے مرتدین پر حملہ آور ہوئے تھے۔ ان سے 'دارین' کے لوگوں نے جنگ کی مگر وہ لوگ مارے گئے اور علاء نے ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلیا۔ انہیں نے فارس کے ساحلی مقامات بھی فتح کئے تھے۔ انہوں نے عہد فاروقی میں سرزمین بنی تمیم کے تیاس نامی (چشمہ پر جو حجاز و بصرہ کے درمیان میں تھا) انتقال کیا۔ روایت ہے کہ علاء مستجاب الدعوات تھے۔

۳۹۔ سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ : ان کی کنیت ابوزید تھی۔ قریش کی شاخ بنی جسل بن عامر بن لوئی سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حنین گئے مگر مشرک ہی تھے اور اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے۔ (حنین کے قریب) جعرانہ کے مقام پر اسلام لائے۔ وہ مؤلفۃ القلوب میں تھے مگر پھر ان کے اسلام میں پختگی آگئی۔ (حضرت) عمر کے زمانہ میں جہاد کی غرض سے شام گئے۔ وہیں عمواس کے طاعون میں (۱۸ھ میں) انتقال کیا۔ (حضرت) سہیل بن عمرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بالائی ہونٹ پھٹا ہوا تھا (وہ اعلم تھے) 'اعلم' وہ شخص ہوتا ہے جس کا ہونٹ پھٹا ہوا ہو، اسی طرح 'افلح' بھی پھٹے ہونٹ والے کو کہتے ہیں (فرق یہ ہے 'اعلم' کا بالائی ہونٹ پھٹا ہوا ہوتا ہے اور 'افلح' کے نیچے کا ہونٹ پھٹا ہوتا ہے) ان کے بیٹوں کی نسل موجود نہیں ہے۔ ان کے بھائی سکران بن عمرو مہاجرین حبشہ میں تھے۔ حضرت سودہ (بنت زمعہ) ان کی زوجیت میں تھیں۔ جب سکران کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے (حضرت سودہ) سے نکاح کرلیا۔ سکران کی نسل بھی باقی نہیں۔ جن کی نسل مدینہ میں موجود ہے وہ سکران و سہیل کے بھائی سہل بن عمرو ہیں۔ ان سہل بن عمرو نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا اور مدینہ میں وفات پائی تھی۔

۴۰۔ جُبیر بن مُطعِم : جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی نے فتح مکہ کے سال مدینہ میں اسلام قبول کیا۔ [۶۱] ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ وہ مؤلفۃ القلوب ﴿ص ۱۲۴﴾ میں تھے۔ پھر پکے مسلمان ہوگئے۔ فتح مکہ کے زمانہ میں اسلام لانے والے اور مدینہ میں بس جانے والے اصحاب میں جبیر نمایاں و معزز شخص تھے۔ ۵۹ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ [۶۲] بعض روایتوں کی رو سے اس سال حضرت ابو ہریرہ نے بھی انتقال کیا۔

ان کے بیٹے نافع بن جبیر مغرور آدمی تھے۔ ایک روز وہ عبدالرحمان الحرقی کے بیٹے علاء کے حلقہ درس میں بیٹھ گئے۔ علاء لوگوں کو قرآن پڑھا رہے تھے جب وہ درس سے فارغ ہوئے تو نافع بن جبیر نے لوگوں سے کہا 'کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں تمھارے پاس آکر کیوں بیٹھا ہوں؟' لوگوں نے جواب دیا 'آپ (درس) سننے کی غرض سے آکر بیٹھے ہیں!' نافع بن جبیر نے کہا 'نہیں اللہ کی قسم نہیں! لیکن میں اللہ کے لئے تواضع و خاکساری کی نیت سے تمھارے پاس آکر بیٹھ گیا ہوں'۔

۴۱۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ : عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سہم بن مُصیص بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کا والد (عاص بن وائل) رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا۔ اسی کے متعلق آیت (ان شانئک ھو الابتر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیشک آپ کا دشمن ہی ابتر ہے۔ نازل ہوئی ابترا سے کہتے ہیں جس کا کوئی بیٹا نہ ہو۔ یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا ذکر باقی نہ رہے گا۔ (حضرت عمرو کی) والدہ کا نام نابغہ تھا اور وہ عنزہ کے قبیلے سے تھیں۔

عاص بن وائل کے بیٹے تھے، ☆عمرو بن عاص اور ☆ہشام بن عاص، ہشام صالح و نیکوکار مسلمانوں میں تھے۔ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔ عمرو بن عاص سے دریافت کیا گیا کہ 'آپ افضل ہیں یا آپ کے بھائی ہشام؟' (حضرت) عمرو نے کہا 'میں بتاتا ہوں اور تم خود فیصلہ کرو۔ ہشام کی ماں ہشام بن مغیرہ (رئیس قریش) کی صاحبزادی ام حرملہ تھیں جو عمر بن خطاب کی خالہ تھیں، جب کہ میری ماں قبیلہ عنزہ کی ایک خاتون تھی۔ ہشام میرے باپ کو مجھ سے بڑھ کر پیارے تھے اور تم جانتے ہو کہ اپنے بیٹے کے متعلق باپ کی نگاہ کتنی معتبر ہوتی ہے۔ ہشام مجھ سے پہلے اسلام لائے ہم دونوں نے اللہ کی راہ میں سبقت کی وہ خوش قسمت تھے کہ نعمت شہادت سے شاد کام ہوئے اور میں اب تک زندہ ہوں'۔

عمرو بن عاص کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ انہوں نے ۸ھ میں خالد بن ولید کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ معاویہ کے زمانہ میں تین سال تک مصر کے والی رہنے کے بعد عیدالفطر سے ایک دن قبل انتقال کیا۔ مرنے کے وقت انہوں نے کہا 'اے میرے اللہ میرے لئے کوئی جائے نہیں جس کی معذرت چاہوں اور میری کوئی طاقت نہیں کہ مدد چاہوں۔ (اس کا ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے: اے میرے اللہ مرے لئے کوئی چھٹکارا نہیں، میرا عذر قبول کر، میری کوئی قوت نہیں، تو میری مدد کر) تو نے مجھے حکم دیا، میں نے نافرمانی کی اور تو نے مجھے روکا مگر میں نے اس کا ارتکاب کیا۔ اے میرے اللہ یہ میرا ہاتھ میری تھوڑی پر ہے (یعنی میں اپنے ماضی پر سخت پشیمان ہوں)' اس کے بعد انہوں نے وصیت کی اور کہا 'میری قبر بہت گہری کھودو اور مجھ پر لگا تار مٹی ڈالو' یہ کہہ کر انہوں نے اپنی انگلی اپنے منہ میں دبالی اور اسی حالت میں جان دے دی۔ انہوں نے تہتر سال عمر پائی۔ عیدالفطر کے دن ان کی تدفین ہوئی۔ ان کے سال وفات سے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ ۴۲ھ، ۴۳ھ اور ۵۱ھ کی روایتیں ہیں۔ ان کی نماز جنازہ ان کے بیٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں کے ساتھ عید کی نماز ادا کی۔

۴۲۔ **عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ** : ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ ۶۳ھ وہ اپنے والد (حضرت) عمرو سے پہلے مسلمان ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے۔ وہ دو تلواروں سے مار رہے تھے۔ ان کی رہائش مکہ میں تھی پھر شام چلے گئے اور وہیں یزید بن معاویہ کی موت تک (۶۴ھ) رہے۔ (پھر مکہ چلے آئے اور وہیں) ۶۵ھ میں بہتر ﴿ص ۱۲۵﴾ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے مصر میں وفات پائی اور اپنے 'چھوٹے گھر' میں دفن ہوئے۔ (حضرت) عبداللہ بن عمرو اور ان کے والد میں صرف بارہ سال کا فرق ہے۔ ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا: مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے ان سے یحییٰ بن آدم نے اور ان سے حسن بن صالح نے بیان کیا کہ ہمارے پاس ایک لونڈی تھی جس کی عمر اکیس سال تھی اور اس عمر میں وہ نانی ہو چکی تھی۔ (حضرت عبداللہ) کی بیوی عمرۃ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔ ان کے بطن سے محمد نامی بیٹے پیدا ہوئے۔ محمد کے بیٹے شعیب اور شعیب کے بیٹے شعیب ہوئے اور ان کے بیٹے عمرو بن شعیب تھے۔ (یہ عمرو بن شعیب بن شعیب) نہایت مالدار تھے انہوں نے اکثر ایک نشست میں اپنے دادا (شعیب بن محمد) کے مال سے پچاس ہزار درم لوگوں میں بانٹے۔ عمرو کے والد شعیب بن شعیب بھی دولت مند تھے۔ عبداللہ بن عمرو، سرخ فام، بڑے پیٹ والے اور لانبے تھے۔ آخری عمر میں بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ وہ سریانی زبان پڑھنا جانتے تھے۔ (حضرت) عمرو بن عاص کے ایک اور بیٹے تھے جن کا نام محمد تھا۔ ان کے موالی میں وردان تھے جو نہایت ہوش مند و عاقل تھے مصر میں ان کی اولاد آباد ہے۔ وہاں ان کا بسایا ہوا ایک بازار بھی ہے جو سوقِ وردان کہلاتا ہے۔

۴۳۔ **ابوبکرہ رضی اللہ عنہ** : وہ نفیع بن حارث ۶۴ھ بن کلدہ (ثقفی) کی جانب منسوب ہیں حارث بن کلدہ 'عرب کا طبیب' کہلاتا تھا۔ وہ بانجھ تھا اس کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس نے اسلام قبول کیا اور (حضرت) عمر کی خلافت کے زمانہ میں انتقال کیا۔ حضرت ابوبکرہ کی ماں کا نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمیہ تھا وہ زندرود (واسط کے قریب کے ایک شہر) کی رہنے والی تھی۔ (ایران کے بادشاہ) کسریٰ نے اسے یمن کے ایک حکم راں ابوالخیر کو بخش دیا تھا۔ جب (ابوالخیر ایران سے) یمن لوٹنے لگا تو طائف میں بیمار پڑ گیا۔ حارث نے اس کا علاج کیا (وہ جب صحت مند ہو کر یمن جانے لگا تو سمیہ کو) حارث کو بخش دیا (یوں سمیہ حارث کی باندی ہوگئی) جب رسول اللہ ﷺ نے طائف والوں کا محاصرہ کیا تو یہ اعلان کرادیا کہ جو غلام ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہوگا۔ چنانچہ ابوبکرہ جن کا نام نُفیع تھا، آنحضرت ﷺ کے پاس آگئے۔ ان کے بھائی نافع نے بھی طائف سے باہر چلے آنے کا ارادہ کیا تو ان سے حارث نے کہا 'تو میرا بیٹا ہے، میرے پاس ہی رہ، سو وہ وہیں رہ گئے۔ یہ دونوں (ابوبکرہ نفیع اور نافع) حارث کی جانب منسوب کئے گئے (اور اس کے بیٹے کہلائے) ان دونوں کی ماں سمیہ تھی۔ یہی سمیہ زیاد بن ابی سفیان کی بھی ماں تھی۔

ازدہ بنت حارث (نامی خاتون) بھی حارث بن کلدہ کی بیٹی تھیں وہ عتبہ بن غزوان کی بیوی تھیں۔ جب (حضرت) عتبہ بصرہ کے گورنر ہوئے تو انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور ان کے بھائی نفیع، نافع اور زیاد بھی بصرہ چلے آئے۔ جب ابوبکرہ مسلمان ہوگئے اور ان کا اسلام پختہ ہوگیا تو انھوں نے حارث بن کلدہ کی جانب اپنا انتساب ترک کردیا اور خود کو مولیٰ رسول اللہ ﷺ کہنے لگے۔ جب حارث مرا تو ابوبکرہ نے اس کی میراث میں سے بھی حصہ نہیں لیا۔ سمیہ کے شوہر کا نام مسروح تھا۔

ابوبکرہ چالیس بیٹے بیٹیاں چھوڑ کر (۵۱ھ میں) مرے۔ ان میں سے سات کی نسلیں باقی رہیں (جن کے نام ہیں)۔ عبداللہ، عبیداللہ، عبدالرحمان، عبدالعزیز، مسلم، رواد اور عتبہ۔

(۱) عبدالرحمان بن ابی بکرہ بصرہ میں پیدا ہونے والے پہلے بچہ تھے۔ اسی طرح کوفہ میں جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہوا وہ معاویہ بن ثور تھے جو بنی عامر بن ربیعہ کی شاخ بنو بکاء سے تعلق رکھتے تھے۔ (۲) عبیداللہ حد درجہ سخی و فیاض اور ساتھ ہی ساتھ نہایت بہادر تھے۔ وہ نہایت سیاہ فام تھے۔ عبیداللہ نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو ایک دفعہ میں سات جریب زمین جاگیر میں دی تھی۔ عمر نے (اس سے متاثر ہوکر) یہ قسم کھائی کہ وہ انہیں جب بھی دیکھیں گے (خدام کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح) ان کی رکاب تھام کر چلیں گے اور وہ اپنے کسی بیٹے کی اس وقت تک شادی نہ کریں گے جب تک کہ عبیداللہ اس شادی کی اجازت نہ دیں گے۔ عبدالملک بن مروان کہا کرتے تھے 'الارغم اہل مشرق کے سردار ہیں'۔ اس سے ان کی مراد عبیداللہ سے تھی 'الارغم' (مشکی گھوڑے، شب ویز) کو کہتے ہیں (عبدالملک نے) عبیداللہ کو اس سے تشبیہ دی۔ حجاج نے عبیداللہ کو ۷۸ھ میں سجستان کا والی مقرر کیا۔ انہوں نے دشمن کے ملک پر فوج کشی کی ان کی فوج کو سخت بھوک اور قحط کا منہ دیکھنا پڑا اور ایک روٹی ستر درہم میں بکنے لگی۔ وہیں عبیداللہ نے انتقال کیا ان کے ساتھ بہت سے لوگ جان سے گئے اور انہیں ایسی تکلیف اٹھانی پڑی جو اس سے پہلے کسی فوج نے نہ اٹھائی تھی۔ اعشیٰ ہمدان نے اسی کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے:

اسمعت بالجیش الذین تمزقوا　　واصابھم ریب الزمان الاعوج

لبثوا بکابل یاکلون خیارھم　　فی شر منزلۃ و شر معرج

لم یلق جیش فی البلاد کما لقوا　　فلمثلھم قل للنوائح تنشج

[کیا تم نے اس لشکر کے متعلق سنا جو پارہ پارہ ہوگیا اور جسے زمانہ کج رفتار کے مصائب نے آلیا؟ ☆ وہ کابل میں ٹھہرنے پر مجبور ہوئے اور اپنے عمدہ گھوڑوں کا گوشت کھانے لگے۔ یہ نہایت بری قیام گاہ اور نہایت خراب جائے اقامت تھی ☆ کسی فوج پر ملکوں میں ایسی بپتا نہ پڑی جیسی ان پر پڑی۔ انہیں جیسوں کے لئے نوحہ گروں سے کہو کہ ہچکیوں سے روئیں]۔

۴۴۔ **عمرو بن عَبَسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ان کا نسلی تعلق بنوسلیم سے تھا۔ ان کی کنیت ابو نجیح تھی۔ انہیں 'ایک چوتھائی اسلام' کہا جاتا ہے کیونکہ وہ جب مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ 'اس امر (اسلام) پر کن لوگوں نے آپ کی اتباع کی ہے؟' آپ نے فرمایا 'ایک آزاد (یعنی ابوبکر) نے، ایک غلام (یعنی بلال) نے' چنانچہ عمرو بن عبسہ کہا کرتے تھے کہ 'میں اس وقت چوتھائی اسلام تھا'۔ عمرو اسلام قبول کر کے اپنے وطن بنی سُلیم کی بستیوں میں چلے گئے اور وہیں بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر کے غزوات تک مقیم رہے۔ اس کے بعد رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد (عہد فاروقی میں) انہوں نے شام کی سکونت اختیار کی۔

۴۵۔ ابن ام مکتوم نابینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ : کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ ان کا نام عبداللہ تھا جب کہ دوسرے راویوں کا کہنا ہے کہ ان کا نام عمرو تھا۔ وہ قیس کے بیٹے اور بنو عامر بن لوئی (قریش) کے قبیلے سے تھے۔ ان کی ماں ام مکتوم کا نام عاتکہ تھا اور وہ بنو مخزوم (قریش) سے تھیں۔ وہ بدر کے تھوڑے دنوں بعد مدینہ ہجرت کر کے آئے۔ وہ نابینا تھے، جب رسول اللہ ﷺ غزوات کے سلسلہ میں (مدینہ سے باہر جاتے تو) ان کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرماتے تھے اور وہ نماز کی امامت کرتے تھے۔ یہ جنگ قادسیہ میں شریک تھے ان کے ہاتھ میں سیاہ پرچم اور جسم پر زرہ تھی۔ اس کے بعد وہ مدینہ لوٹ آئے اور یہیں انتقال کیا۔

۴۶۔ سھل بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ : (حضرت) سہل بن حنیف انصاری بنی عمرو بن عوف (بنی اوس) کے قبیلے سے تھے۔ ابوسعید کنیت کرتے تھے۔ (حضرت) علی بن ابی طالب کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور وہیں ۳۸ھ میں وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ علی بن ابی طالب نے پڑھائی اور چھ تکبیریں کہیں اور فرمایا 'یہ بدری ہیں'۔ ان کے بیٹے ابوامامہ بن سہل نے بہت کثرت سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان کا نام حضرت 'اسعد بن زرارہ' کے نام پر 'اسعد' رکھا گیا تھا۔ حضرت سہل (بن حنیف) کے ان کے علاوہ متعدد بیٹے تھے۔ مدینہ اور بغداد میں ان کی نسل موجود ہے۔

۴۷۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ : وہ تمیم بن اوس یمنی قبیلہ لخم کی شاخ بنی الدار بن ہانی سے ﴿ص ۱۲۷﴾ وابستہ تھے۔ ان کی کنیت 'ابو رقیہ' تھی۔ (حضرت) تمیم بن اوس اور ان کے بھائی نُعیم بن اوس ۹ھ میں اپنے قبیلہ بنی الدار کے دس افراد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۸۔ **عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ** : یہ قبیلہ خزاعہ سے تھے۔ آنری حج (حجۃ الوداع) کے موقع پر آں حضرت ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ اس کے بعد آپ کے ساتھ رہے اور ان سے ایک حدیث روایت کی۔ کوفہ میں قیام تھا (حضرت) علی کے حامیوں میں تھے۔ جن لوگوں نے (حضرت) عثمان کے خلاف مدینہ آ کر بلوہ کیا تھا اس میں یہ بھی شامل تھے (بلکہ یہ قاتلین عثمان میں شامل تھے)۔ (حضرت) علی بن ابی طالب کے ساتھ ان کی جنگوں میں شریک ہوئے۔ انہوں نے حجر بن عدی کی (حکومت کے خلاف) مدد کی تھی پھر بھاگ کر موصل چلے گئے اور ایک غار میں چھپ گئے وہاں انہیں سانپ نے کاٹ لیا اور یہ ہلاک ہو گئے لوگ انہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار میں داخل ہوئے تو انہیں مردہ پایا۔ موصل کے عامل نے ان کا سر کاٹ کر (عراق کے گورنر) زیاد کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے اس سر کو معاویہ کے ہاں بھیج دیا۔ وہ اسلام میں پہلا سر تھا جو شہر شہر گھمایا گیا۔ ۶۵

۴۹۔ **جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ** : ان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ قبیلہ بجیلہ سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رمضان ۱۰ھ میں آئے اور اسلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ وہ نہایت خوبصورت تھے (حضرت) عمر ان کو 'امت مسلمہ کا یوسف' کہتے تھے۔ ان کے متعلق نبی کریم ﷺ نے کہا کہ 'ان کے چہرہ پر بادشاہی کی نشانی ہے' وہ دراز قامت تھے اور اپنی دراز قامتی کے سبب اونٹ کی کوہان میں دھنس کر بیٹھتے تھے (تاکہ پاؤں زمین پر رگڑ نہ کھائے) ان کا جوتا ایک ہاتھ کا ہوتا تھا۔ اپنی داڑھی میں زعفران کا خضاب رات کو لگاتے اور صبح کو اٹھ کر اسے دھو دیتے تھے اس سے ان کی داڑھی کا رنگ سونے کی رنگت جیسا ہو جاتا تھا۔

انہوں نے (خانہ جنگی کے دوران حضرت) علی اور (حضرت) معاویہ دونوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور الجزیرۃ اور اس کے نواح میں رہنا شروع کر دیا تھا۔ شراۃ میں ۵۴ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت کوفہ کے گورنر ضحاک بن قیس تھے۔ (حضرت) جریر کے دو بیٹے تھے جن سے حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ ان کے نام تھے ابراہیم اور ابان۔ ابراہیم نے بڑی عمر پائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ ان کو شریک نے دیکھا۔ ابوزرعہ بن عمرو بن جریر نے اپنے دادا (حضرت جریر) اور (حضرت) ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ (حضرت جریر کے) ایک بیٹے عمرو بھی تھے جن سے حدیثیں روایت نہیں کی گئی ہیں۔

۵۰۔ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ : یہ بنی مخزوم سے تھے۔ انھوں نے عدی بن حاتم (طائی) کی بیٹی سے (مہر کے متعلق) ان کے فیصلہ کی شرط پر شادی کی تھی۔ چنانچہ عدی نے چار سو درم (مہر) کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی کی بیٹی سے بھی شادی کی تھی۔ کوفہ میں ان کی اولاد ہے، اور ان کا بڑا ذکر ہے۔ ان کے موالی میں عمر بن العلاء تھے وہ سخی اور بہادر تھے۔ خلیفہ المہدی نے ان کو طبرستان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ انہیں کے بارے میں بشار (بن برد عقیلی) کہتا ہے:

اذا ارقتک جسام الامو ر فنبہ لھا عمرا ثم نم

دعانی الی عمر جودہ وقول العشیرۃ بحر خضم

﴿ص ۱۲۸﴾ و لولا الذی زعموا لم اکن لامدحا ریحانہ قبل شم

[جب تمھیں بڑے معاملات بے چین و پریشان کر دیں تو ان کے تصفیہ کی غرض سے عمر (بن علاء) کو جگا دو اور خود آرام سے سو جاؤ ☆ مجھ کو عمر کی طرف ان کی بخشش اور خاندان کے لوگوں کی اس بات نے بلایا کہ وہ سخاوت کا بحر ذخار ہے ☆ اگر وہ بات نہ ہوتی جو لوگوں نے ان کے متعلق کہی ہے تو میں کسی خوشبو کو سونگھے بغیر اس کی تعریف و توصیف ہرگز نہ کرتا]۔

عمرو بن حریث کی ماں ہشام بن خلف کنانی کی بیٹی تھی۔ یہ ہشام زمانہ جاہلیت میں رودار اور معزز تھا۔ اسی نے (حیرہ عراق کے بادشاہ) نعمان بن منذر کے سر پر پیشاب کر دیا تھا اور وہ یوں کہ نعمان بن منذر عربوں کے مذہب کا پیرو تھا۔ وہ حج کے لئے مکہ آیا اسے ہشام نے دیکھ لیا اور لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہی (ایرانیوں کی جانب سے) عربوں کا بادشاہ ہے؟ لوگوں نے کہا 'ہاں!' چنانچہ ہشام نے نعمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس کے سر پر پیشاب کر دیا۔ (اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہانت آمیز سلوک کی وجہ سے نعمان) عربوں کے مذہب سے ہٹ کر عیسائی ہوگیا۔ عمرو بن حریث کے ایک بھائی تھے جن کا نام سعید بن حریث تھا۔

۵۱۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کا تعلق انصار سے تھا اور کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کی والدہ عمرۃ بنت رواحہ (مشہور صحابی رسولؐ) عبداللہ بن رواحہ کی بہن تھیں۔ انہیں کے متعلق شاعر کہتا ہے:

و عمرة من سروات النساء وتنقع بالمسک اردانها

[عمرہ آبرو دار، باعزت اور بہترین خواتین میں ہیں اور ان کے کرتے کی آستینیں مشک سے مہکتی رہتی ہیں]۔

(حضرت نعمان نے) ایک آدمی کو یہ شعر پڑھتے سنا تو لوگوں نے اسے چپ کرادیا۔ اس پر انہوں نے کہا 'اس نے سچ ہی تو کہا ہے!'۔ نعمان بن بشیر کو دھوکہ سے شام میں سَلَمیہ اور حمص کے شہروں کے درمیان شہید کردیا گیا۔

۵۲۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کی کنیت ابوعبداللہ اور نسلی تعلق بنوثقیف سے تھا۔ عروہ بن مسعود ثقفی ان کے چچا تھے۔ عروہ نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اسلام قبول کیا اور اپنی قوم بنوثقیف کو اسلام کی دعوت دی مگر ان لوگوں نے ان کو شہید کردیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا 'یہ (عروہ) آل یاسین کے مومن کے شبیہہ و مشابہ ہیں'۔ (اشارہ ہے بنی اسرائیل کے اس آدمی کی جانب جس نے اپنی قوم کو دین حق کی آمد کی خوش خبری سنائی مگر اس کی قوم نے اس کی بات نہ سنی اور اسے شہید کردیا تھا)۔

(حضرت) مغیرہ مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ (زمانہ کفر میں) مصر کے سفر پر گئے تھے۔ ان لوگوں کو انہوں نے دھوکہ سے قتل کردیا، ان کا تمام مال و اسباب لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ چلے آئے اور مسلمان ہوگئے۔ وہ بیعت الرضوان، جنگ یمامہ، شام کی فتوحات،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یرموک اور قادسیہ میں شریک ہوئے۔

(حضرت) عمر نے ان کو بصرہ کا والی مقرر کیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے میسان، دست میسان، ابزقباذ، سوق اہواز اور ہمدان کے مقامات فتح کئے۔ وہ نہاوند کی فتح میں شریک تھے اور (افواج اسلام کے سپہ سالار) نعمان بن مقرن کے افسر میسرہ (بائیں بازو کے کماندار) تھے۔ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے بصرہ کا دیوان (دفتر حکومت) قائم کیا۔

ایک کمزور روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے اسّی عورتوں سے شادی کی تھی۔ ان کی بیویوں میں سے ایک بیوی سے کہا گیا کہ مغیرہ کانے اور بدصورت ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ 'وہ اللہ کی قسم یمن کا نفیس شہد ہیں جو خراب برتن میں رکھ دی گئی ہے'۔ مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے والی تھے، یہیں ۵۰ھ میں طاعون سے ان کا انتقال ہوا۔ مرتے وقت انہوں نے کہا 'اے میرے اللہ! یہ میرا دایاں ہاتھ ہے، اس سے میں نے تیرے نبیؐ کی بیعت کی اور تیری راہ میں اسی سے جہاد کیا'۔ ان کے بیٹے عروہ بن مغیرہ کی کنیت ابو یعقوب تھی وہ کوفہ کے امیر اور نیکوکار تھے۔ (ان کے دوسرے بیٹے تھے) عقّار، یعفور اور حمزہ۔ ان سب سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

۵۳۔ خالد بن سعید بن عاص بن امیہ رضی اللہ عنہ : ابوالیقظان سُخیم بن حفص بن قادم عجفی وغیرہ نے کہا ہے کہ خالد بن سعید نے ابوبکر سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور اس کا سبب ایک خواب تھا جو انہوں نے دیکھا تھا۔ ۶۶ ان کو رسول اللہ ﷺ نے (یمن میں) بنی زبید سے صدقات (زکوۃ) کی تحصیل و وصول کا افسر مقرر کیا تھا۔ ﴿ص ۱۲۹﴾ ان کو (اس زمانہ میں) عمرو بن معدیکرب زبیدی کی تلوار الصمصامۃ مل گئی تھی جو ان کی اولاد میں متواتر رہی تا آنکہ (خلیفہ) مہدی نے ان سے بیس ہزار درم میں خرید لی۔ خالد بن سعید جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ ان کا بھائی عاص بن سعید جنگ بدر میں شرک کی حالت میں علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے بیٹے سعید کم سن تھے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کے موقع پر) ایک جبہ پہنایا تھا۔ جس کپڑے سے وہ جبہ تیار کیا گیا تھا اسے الثیاب السعیدیہ کہا جانے لگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سعید پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے اونٹ کی ناک چھید کر اس میں لکڑی ڈالی تھی۔ ان کے بیس بیٹے اور بیس بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے بیٹوں میں عمرو بن سعید الاشدق تھے جن کو عبدالملک بن مروان نے قتل کرادیا تھا۔ سعید بن عاص نے ۵۹ھ میں انتقال کیا۔ معاویہ نے ان کے بیٹے عمرو الاشدق سے جو اس وقت صغیرالسن تھے کہا 'تمھارے متعلق تمھارے والد نے کسے وصیت کی ہے؟' عمرو نے جواب دیا 'انہوں نے مجھے وصیت کی ہے، میرے متعلق وصیت نہیں کی ہے'۔ عمرو کی اولاد میں (ان کے پوتے) اسماعیل بن امیہ بن عمرو بن سعید سے حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ انہوں نے ۱۴۰ھ میں وفات پائی۔

۵۴۔ عبداللہ بن مُغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ : وہ عبداللہ بن مغفل بن عبدنُہم ہیں۔ عبدنہم کے بیٹے مغفل، ۶۷ خزاعی اور عبداللہ ذوالنجادین، عبلہ بنت معاویہ بن معاویہ مزنی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کا تعلق مزینہ مضر سے تھا۔ انہیں بنوعثمان کہا جاتا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر مزینہ (مضر) کی تعداد ایک ہزار نفوس ہوگئی تھی۔ اس موقع پر بنوسلیم بھی ایک ہزار ہوگئے تھے۔ عبداللہ بن مغفل کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ مگر محمد بن عبداللہ بن خزاعی بن زیاد بن عبداللہ بن مغفل کی روایت ہے کہ ان کی کنیت ابوسعید تھی۔ انہوں نے معاویہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں بصرہ میں وفات پائی اس وقت بصرہ کا گورنر عبیداللہ بن زیاد تھا۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ عبیداللہ بن زیاد ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائے بلکہ ابو برزہ اسلمی ان کا جنازہ پڑھائیں۔ ان کے دس بیٹے تھے جن میں سعید، حسان الاکبر، حسان الاصغر، زیاد، طارق اور مغیرہ (نمایاں) تھے۔

۵۵۔ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ : ان کا بھی مزینہ مضر سے تعلق تھا۔ ابوعبداللہ کنیت کرتے تھے۔ انہیں نے نہر معقل کے دھانے کو کھول کر جاری کیا تھا۔ (بصرہ کے گورنر) زیاد (بن ابی سفیان) نے اس نہر کو کھدوایا تھا۔ معقل چونکہ صحابی رسول ﷺ تھے اس لئے انہوں نے برکت کی غرض سے ان سے درخواست کی کہ نہر کا دہانہ کھول کر پانی جاری کردیں۔ یوں یہ نہر ان کی طرف منسوب ہوگئی۔ انہیں کی جانب الرطب المعقلی (معقلی خرما) بھی منسوب ہیں۔ معقل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن یسار نے معاویہ کے آخری زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ ان کی نسل بصرہ میں موجود ہے۔ ان کے موالی حبیب المعلم تھے۔ وہ حبیب بن زید مولیٰ معقل بن یسار کہلاتے تھے۔

۵۶۔ معقل بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ : معقل بن سنان بنو اشجع سے تعلق رکھتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آں حضرت ﷺ کے ہمراہ تھے۔ وہ واقعہ حرہ (۶۳ھ) تک (مدینہ میں) زندہ تھے (شامی فوج کے کماندار) مسلم بن عقبہ مری نے اسی واقعہ میں انہیں قتل کرا دیا۔ نوفل بن مساحق نے ان کو قتل کیا۔ ان کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ (مسلم بن عقبہ مری نے) یہ سن رکھا تھا کہ (حضرت) معقل بن سنان یہ کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ شراب پیتا ہے اور وہ اس کی عیب جوئی اور برائی کرتے تھے۔ اس بات سے اس کے دل میں ان کی طرف سے کینہ و عداوت تھی۔

۵۷۔ عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ : یہ بھی مزینہ مضر ہی سے نسلی رشتہ رکھتے تھے۔ انہیں ﴿ص ۱۳۰﴾ سے عبیداللہ بن زیاد نے کہا تھا 'تم اصحاب محمد (ﷺ) کی بھوسی (گھٹیا) ہو'۔ انہوں نے جواب دیا 'کیا محمد (ﷺ) کے اصحاب میں کوئی بھوسی (گھٹیا) بھی ہے؟'۔ بصرہ میں بنو مزینہ (کی بستی) میں ان کا گھر موجود ہے۔

۵۸۔ بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ یہ بھی قبیلہ مزینہ مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں کو نبی کریم ﷺ نے القبلیۃ (مدینہ کے قریب ایک مقام) کی کانیں بطور جاگیر عطا فرمائی تھیں۔ اسّی سال کی عمر میں ۶۰ھ میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے حسان بن بلال پہلے آدمی تھے جنہوں نے بصرہ میں (فرقہ) مرجئہ کے عقائد کا اظہار کیا تھا۔

۵۹۔ نعمان بن مُقرِن رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کا تعلق قبیلہ مزینہ کی شاخ اوس سے تھا مگر یہ لوگ عثمان کی اولاد نہیں ہیں۔ ان لوگوں کی تعداد کم ہے۔ انہوں نے (حضرت) عمر کے دور میں نہاوند فتح کیا تھا اور اسی جنگ میں جام شہادت نوش کیا تھا۔ ان کی قبر وہیں اُسفیذ ھان کے مقام پر ہے۔ (اسی مقام پر جنگ نہاوند میں شہید ہونے والے) طلحہ بن خویلد، عمرو بن معدیکرب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے مسلمانوں کی بھی قبریں ہیں۔ سوید بن مقرن اور معقل بن مقرن ان کے بھائی تھے یہ سب رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ان کی رہائش کوفہ میں تھی۔ معقل بن مقرن، عمرۃ المزنی کے باپ تھے۔

۶۰۔ **حنظلہ الکاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : یہ حنظلہ بن ربیعہ بن صیفی عرب کے مردداناؤں اکثم بن صیفی کے بھتیجے ہیں۔ ان کا نسلی تعلق بنوتمیم کی شاخ بنوشریف سے تھا۔ اکثم نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت زندہ تھے۔ وہ اپنی قوم کو برابر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے اور دوسروں سے پہلے وہاں آنے کی نصیحت کرتے رہے مگر خود اسلام نہ لائے۔ انہوں نے ایک سو نوے سال عمر پائی۔ ان کا شعر ہے:

وان امرا قد عاش تسعین حجة الی مائة لم یسأم العیش جاهل

[اگر آدمی ایک سو نوے سال جی جائے اور زندگی سے اُدب نہ جائے، تو وہ نادان ہے]۔

اکثم (بن صیفی) کی نسل کوفہ میں موجود ہے۔ خود ان کا انتقال بادیہ (ریگستان عرب) میں ہوا۔ حنظلہ الکاتب رسول اللہ ﷺ کے لئے تحریری کام کرتے تھے۔ وہ معاویہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔ ان کی اولاد موجود نہیں ہے۔ کچھ راویوں کا بیان ہے کہ ان کا نام حنظلہ بن ربیع تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے لئے ایک خط لکھا تھا اس وجہ سے انہیں 'الکاتب' کہا جانے لگا۔ عرب میں لوگ پڑھنا بہت کم جانتے تھے۔ یہ حنظلہ شرف صحابیت سے مشرف تھے۔ ان کے بھائی رباح بن ربیعہ بن صیفی بھی صحابی تھے۔ انہیں نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا 'یہودیوں کے لئے ایک خاص دن (سبت، ہفتہ) ہے، نصاریٰ کا بھی ایک خاص دن (اتوار) ہے۔ کاش ہمارا بھی ایک خاص دن ہوتا!' اس پر سورہ جمعہ نازل ہوئی۔

۶۱۔ **بُریدہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : بریدہ بن خصیب قبیلہ اسلم کے رئیس تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کی اور کراع الغمیم (مکہ اور مدینہ کے درمیان حجاز کی ایک بستی) پہونچے تو بریدہ وہاں موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب مسلمان ہوگئے۔ بعدازاں بریدہ مدینہ اس وقت آئے جب نبی کریم ﷺ مسجد نبوی کی تعمیر میں مصروف تھے۔ بریدہ اسلمی نے مرو میں یزید بن معاویہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

۶۲۔ **عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ان کا نام حسام تھا یہ رسول ﷺ کے کاتب وحی تھے۔ مگر جب آپؐ ﴿ص ۱۳۱﴾ عزیز حکیم لکھواتے تو یہ غفور رحیم لکھتے تھے۔ انہیں کے بارے میں آیت، **ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ** (الانعام: ۹۳) نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز جن لوگوں کا خون مباح کر دیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ یہ (حضرت) عثمان کے دودھ شریک بھائی تھے۔ انہیں (حضرت) عثمان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور معافی کی درخواست کی آپؐ نے ان کو معاف کر دیا (اور یہ پھر مسلمان ہوگئے) عثمان کے زمانہ میں یہ مصر کے گورنر تھے اور انہیں کے ہاتھوں المغرب کے بعض علاقے فتح ہوئے۔ ان کے باپ سعد (بن ابی سرح) منافقین میں شمار ہوتے تھے۔ ۶۸

۶۳۔ **قیس بن عاصم** : قیس بن عاصم بن سنان بن خالد بن منقر کی کنیت ابوعلی تھی۔ انہیں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ 'وہ خیمہ نشین (دیہاتی) عربوں کے سردار ہیں'۔ وہ فتح مکہ کے بعد بنوتمیم کے وفد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ وہ شریف وسردار تھے۔ انہیں کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

فما کان قیس ھلکہ ھلک واحد ولکنہ بنیان قوم تھدم

[قیس کی ہلاکت ایک شخص کی ہلاکت نہیں، بلکہ اس سے تو قومی عمارت کی بنیادیں ہی منہدم ہوگئیں]۔

قیس کی اولاد میں طَلِبہ، قعقاع اور شماخ وغیرہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے تینتیس بیٹے تھے۔ ذوالرمہ شاعر کی محبوبہ میہ، طلبہ کی اولاد میں تھی۔

۶۴۔ **زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ان کا نام حصین بن بدر بن خلف بن بہدلۃ بن عوف بن کعب بن سعد تھا۔ نہایت حسین وجمیل تھے اس لئے 'زبرقان' (چاند، قمر) نام پڑ گیا ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو 'نجد کا چاند' کہا جاتا تھا۔ عباس جن سے وہ کنیت کرتے تھے (ابوالعباس)، عیاش اور ابوشذرہ ان کے بیٹے تھے۔ اور کئی بیٹیاں تھیں۔ ان کی اولاد بادیہ عرب میں بکثرت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت زبرقان کو اپنے قبیلہ کا محصل زکوٰۃ مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا تو وہ یہ صدقہ زکوٰۃ لے کر (حضرت) ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کی مالیت سات سو اونٹ تھی۔

۶۵۔ عیینہ بن حِصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ : عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کا نام حذیفہ تھا مگر انہیں لقوہ کی بیماری ہوگئی تھی جس سے ان کی آنکھ کے ڈھیلے ابھر آئے تھے اور ان کا نام عیینہ پڑ گیا۔ ان کی کنیت ابو مالک تھی۔ ان کے دادا حذیفہ بن بدر قبیلہ غطفان کے سردار تھے۔ ان کو 'رب معد' (قبیلہ معد کا مربی) کہا جاتا تھا۔ اسی طرح ان کے والد حصن بنو اسد اور بنو غطفان کے قائد و سالار تھے۔ حذیفہ کو بنی عبس نے اور حصن کو بنی عقیل نے قتل کر دیا تھا۔ حصن کے بیٹے خارجہ بن حصن اہل کوفہ کے سردار تھے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ بدر بن عمرو کے علاقہ میں سخت خشک سالی آئی اور ان لوگوں کے پاس بہت تھوڑا مال باقی بچا۔ اسی اثناء میں ان لوگوں کو پتا چلا کہ تغلمین میں بطنِ نخلہ (مدینہ کے قریب بصرہ جانے والی شاہراہ پر ایک قصبہ) کی جانب بادل دکھائی دیئے ہیں عیینہ یہ سن کر اپنے اہل خاندان کے ہمراہ بطنِ نخلہ آیا (اور یہاں ٹھہرنا چاہا) مگر نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب سے اسے خوف معلوم ہوا اس لئے (چالاکی سے) مدینہ آیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی، لیکن (عیینہ) نہ تو اسلام سے دور ہی ہوا اور نہ اسلام قبول کیا۔ اس نے آپؐ سے درخواست کی کہ میں آپ کی حفاظت اور پڑوس میں رہنا چاہتا ہوں، اس لئے مجھے ذرا مہلت دیجئے۔ چنانچہ آپؐ نے سوچنے کی غرض سے اسے تین ماہ کی مہلت دے دی۔ (اور وہ لوگ تین مہینوں تک بطن نخلہ میں مقیم رہے) جب یہ مدت ختم ہوگئی تو عیینہ اپنے آدمیوں کو لے کر وہاں سے اپنی بستیوں میں واپس چلا گیا۔ وہ لوگ خوب کھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پی کر موٹے تازے ہو گئے تھے۔ ﴿ص ۱۳۲﴾ ان کے چوپایوں کے تھنوں میں دودھ بھر آئے تھے اور صلیان (ایک گھاس جسے اونٹ کی روٹی کہتے ہیں اور اونٹوں کی من بھاتی غذا ہے) کھا کھا کر وہ خوب تگڑے ہو گئے تھے اور یہاں کی سرسبزی انہیں بہت پسند آ گئی تھی (اس لئے واپس جا کر عیینہ پلٹا) اور اس نے یہاں غارت گری کر کے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں کو جو غابہ (مدینہ کے قریب شام کے رخ پر ایک بستی) میں رہتی تھیں لوٹ لیا۔ اس پر جارود بن عوف نے عیینہ سے کہا 'تو نے محمدؐ کو بڑا برا بدلہ دیا! ان کے علاقہ میں رہ کر تو تر و تازہ ہوا اور پھر وہیں لوٹ مار کی'۔ اس نے کہا 'ہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو'۔ اس (عیینہ) کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'وہ بیوقوف ہے مگر لوگ اس کی فرماں برداری کرتے ہیں'۔ بعد میں عیینہ مسلمان ہو گیا مگر مؤلفۃ القلوب میں تھا۔ جب بہت سے عرب قبیلے مرتد ہو گئے تو عیینہ بھی اسلام سے پھر گیا۔ اور طلیحہ بن خویلد (اسدی) سے جس نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا تھا جا کر مل گیا اور اس پر ایمان لایا۔ (حضرت) خالد بن ولید نے طلیحہ کو شکست دی اور بھاگ کھڑا ہوا تو عیینہ ان کے ہتھے چڑھ گیا انہوں نے اس کو پابجولاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ جب اسے مدینہ لایا گیا تو مدینہ کے لڑکے کھجور کی ڈنڈیوں سے اس کو چھیڑتے اور کہتے 'اے اللہ کے دشمن تو اسلام لا کر اسلام سے پھر گیا اللہ کی نافرمانی کی کافر ہو گیا'۔ اس کے جواب میں عیینہ کہتا 'میں ایمان ہی کب لایا تھا جو کافر ہو گیا'۔ جب اس سے (حضرت) ابوبکر نے بات کی تو وہ دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ انہوں نے اسے معاف کر دیا اور اس کا عذر قبول کر لیا اور امان نامہ لکھ دیا۔ جب (حضرت) عثمان خلیفہ ہوئے تو عیینہ ان کے پاس آیا اور بولا 'اے عفان کے بیٹے ہمارے ساتھ عمر بن خطاب کی روش کے مطابق عمل کرو کیونکہ انہوں نے ہمیں دیا تو دوسروں سے بے پروا کر دیا اور ہمیں ڈرایا سو ہم نے برائیوں سے اپنے کو دور رکھا'۔ (حضرت) عثمان نے فرمایا 'بخدا ہم اس پر بھی عمر کی روش سے مطمئن نہ تھے'۔ پھر انہوں نے عیینہ سے دریافت کیا 'کیا تم ہمارے ساتھ رات کا کھانا کھانا پسند کرو گے؟' عیینہ بولا 'میں روزے سے ہوں'۔ انھوں نے پوچھا 'کیا تم صولِ وصال رکھتے ہو؟' عیینہ نے دریافت کیا 'صومِ وصال کیا ہوتا ہے؟'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حضرت) عثمان نے فرمایا 'وہ یہ ہے کہ تم دن کا روزہ رکھو، پھر رات بھی روزے میں بسر کرو اور دوسرے دن بھی شام روزے سے رہو'۔ عیینہ نے جواب دیا 'ایسا نہیں ہے میں راتوں کا روزہ رکھتا ہوں کیوں کہ راتوں کے روزے دن کے روزے سے میرے لئے زیادہ آسان ہیں'۔ یہ عیینہ وہی شخص ہے جس نے عکاظ کے بازار پر ڈاکہ ڈالا تھا جس کے نتیجہ میں جنگ فجار ثانی ہوئی تھی۔ اس کی نسل موجود ہے۔ اخیر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گیا تھا۔

۶۶۔ **عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ** : عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس کا نام عبد کلال تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بدل کر عبدالرحمان رکھ دیا اور ان سے فرمایا 'کبھی سرداری (حکومت کا کوئی عہدہ) نہ قبول کرنا، کیوں کہ اگر وہ تمھیں بے مانگے ملی تو اس میں تمھاری مدد کی جائے گی'۔ عبداللہ بن عامر نے (اپنی بصرہ کی گورنری کے زمانے میں) ان کو سجستان کا والی مقرر کیا تھا۔ انھیں نے اسے فتح کیا۔ کابل بھی انھیں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ ان کے ایک بھائی کا نام عمرو بن سمرہ تھا جن کا ہاتھ چوری کے جرم میں نبی کریم ﷺ نے کٹوا دیا تھا۔ ان دونوں (بھائیوں) کی نسلیں موجود ہیں۔ منصور بن زاذان ان کے مولیٰ تھے۔

۶۷۔ **سمرہ بن جُندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : سمرہ کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ لوئی بن شمخ بن فزارہ کے قبیلہ سے تھے۔ جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر کم تھی۔ ایک کمزور روایت یہ ہے کہ وہ ان دس اشخاص میں شامل ہیں جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا 'تم میں سے سب سے آخر میں مرنے والا شخص آگ میں جل کر مرے گا'۔ (یہ آخری آدمی حضرت سمرہ تھے جو گرم پانی سے بھری دیگ میں گر کر مر گئے تھے)۔ یہ بھینگے تھے اور ان کی ماں سیاہ فام تھی۔ زیاد نے ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ انھوں نے کوفہ میں ۶۳ھ و ۶۹ھ کے درمیانی عرصہ میں وفات پائی۔ وہاں ان کی اولاد ہے۔

۶۸۔ **سمرہ بن جنادہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : صحابہ کرام میں سمرہ بن جنادہ بن جندب بھی ہیں۔ بعض راویوں نے انھیں غلطی سے سمرہ بن جندب سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ جابر بن سمرہ کے والد تھے۔ جابر بن سمرہ رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کوفہ میں عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ ﴿ص ۱۳۳﴾ سعد بن ابی وقاص نے مدائن کی فتح پر ایران کے شاہی خاندان کی اولاد میں سے دو غلام (اسیران جنگ) انہیں (سمرہ بن جنادہ بن جندب) کو عطا کئے تھے ان میں سے ایک کا نام بذیمہ تھا جو علی بن بذیمہ کا باپ تھا جن سے حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ دوسرا غلام ابوزہیر تھا جو مطلب بن زیاد بن ابی زہیر کا دادا تھا۔ جابر بن سمرہ نے ان دونوں کو آزاد کر دیا تھا۔

۶۹۔ ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : محذورہ کا نام سلمان بن سمرہ تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام سَمُرہ بن معیر بن لوذان بن عویج بن سعد بن جمح تھا۔ ان کی والدہ قبیلہ خزاعہ سے تھیں۔ یہ سمرہ رسول اللہ ﷺ کے موذن تھے۔ انھیں سے جب انھوں نے اذان دی (حضرت) عمر نے کہا تھا 'کیا تم یہ نہ ڈرے کہ کہیں تمھارے پیٹ کا نچلا حصہ ناف سے پیڑو تک پھٹ نہ جائے؟' ان کے ایک بھائی کا نام اُنیس بن معیر تھا جو جنگ بدر میں کافر مارا گیا تھا۔ ابومحذورہ جنگ حنین کے بعد اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ نے انھیں مکہ میں موذن مقرر کیا آج تک مسجد حرام میں انھیں کی اولاد اس فریضہ کو انجام دیتی ہے۔ انھوں نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔

۷۰۔ رافع بن خدیج بن رافع رضی اللہ عنہ : رافع بن خدیج اوس سے تعلق رکھتے تھے اور انصار سے تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ جنگ احد اور خندق میں شریک تھے۔ وہ اپنی مونچھوں کو اتنی کمزور کترتے تھے کہ وہ منڈی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور اپنی داڑھی کو بہت بڑھاتے اور اسے زرد رنگ سے رنگتے تھے۔ ان کے جسم میں ایک زخم رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے تھا وہ ۷۳ھ میں پھٹ گیا، اس سے ان کا انتقال ہوگیا اس وقت ان کی عمر چھیاسی سال تھی۔ ان کے بھائی رفاعہ بن خدیج بھی صحابی تھے۔ ان کے چچا ظُہیر بن رافع اور ان کے بیٹے اسید بن ظہیر نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

۷۱۔ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ : جابر بن عبداللہ بن عمرو کے والد غزوہ احد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ یہ بیعت عقبہ (ثانیہ) میں ستر انصار کے ساتھ شریک تھے اور ان میں سب سے کم سن تھے۔ جنگ بدر و احد میں شریک نہیں ہو سکے ان کے بعد تمام غزوات میں شریک تھے۔ بعض حدیثوں میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے کہ 'میں جنگ بدر میں جوئے کا ایسا تیر تھا جو بے کار ہوتا ہے اور جس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا'۔ یہ روایت غلط ہے کیونکہ ارباب سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جابر جنگ بدر میں شریک نہیں تھے۔ انہوں نے مدینہ میں ۷۸ھ میں چورانوے (۹۴) سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کی بصارت جاتی رہی تھی۔ ابان بن عثمان جو اس وقت مدینہ کے حاکم تھے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ ان اصحاب رسول میں ہیں جنھوں نے مدینہ میں بہت آخر میں انتقال کیا۔ ان کے دو بیٹے تھے جن سے حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ ان کے نام ہیں عبدالرحمان بن جابر اور محمد بن جابر مگر محدثین ان دونوں کو ضعیف اور نامعتبر سمجھتے ہیں۔

۷۲۔ جابر بن عبداللہ بن رباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ : یہ صاحب بھی صحابی رسول ﷺ تھے۔ جنھوں نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں۔

۷۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ : یہ انصاری ہیں۔ ان کی والدہ حضرت ام سُلیم بنت ملحان تھیں جو ابوطلحہ انصاری کی بیوی تھیں۔ ان کے بھائی براء ابن مالک (بھی صحابی تھے) اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ﴿ص ۱۳۴﴾ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انس کی والدہ انہیں آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں۔ اس وقت انس آٹھ سال کے تھے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت آپ کے وصال تک (دس سال سے اوپر) خدمت کی آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں دعا دی اور فرمایا 'اے اللہ ان کو مال و اولاد عطا فرما اور اس میں ان کو برکت دے'۔ انس کہا کرتے تھے کہ 'انصار میں میرا مال اور میری اولاد سب سے زیادہ ہیں'۔ مجھے (ابن قتیبہ کو) یہ بتایا گیا ہے کہ بصرہ میں حجاج کی آمد تک انس نے اپنی صلب سے ایک سو بیس اولاد کو سپرد خاک کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحرازی کا بیان ہے کہ بصرہ میں تین ایسے حضرت تھے جنھوں نے اپنی وفات سے پہلے ایک سو اولاد نرینہ کو دیکھا۔ وہ تھے خلیفہ بن بدر، ابوبکرہ اور انس بن مالک۔

انس بن مالک نے بڑی لانبی عمر پائی۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں وہ بصرہ میں مرنے والے آخری شخص تھے۔ انھوں نے ۹۱ھ یا بروایت دیگر ۹۳ھ میں انتقال کیا۔ اس کے دو سال بعد (۹۵ھ میں والی عراق) حجاج بن یوسف ہلاک ہوا۔ انس کے بیٹوں میں سے موسیٰ بن انس، مالک بن انس، نضر بن انس اور عبداللہ بن انس نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ محمد بن سیرین انس کے غلام تھے۔ انھوں نے ایک رقم ادا کر کے اپنی آزادی خرید لی تھی۔ (یوں وہ ان کے مکاتب تھے)۔ ان کے بارے میں شاعر نے کہا ہے:

یابی الجواب فما یراجع هیبة　　فالسائلون نواکس الاذقان

هدی التقی وعز سلطان التقی　　فهو المطاع ولیس ذا سلطان

[جب وہ کسی بات کا جواب دینے سے رک جاتے ہیں تو ان کے رعب کے باعث سوال دہرایا نہیں جاتا، اور سوال کرنے والے ذلت سے اپنی ٹھوڑیاں نیچے جھکا لیتے ہیں ☆ نیکوکار کی ہدایت اور صاحبان اقتدار کی عزت اس بات میں مضمر ہے کہ لوگ ان سے ڈریں، مگر وہ مطاع ہے، لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں حالانکہ اسے کسی قسم کا اقتدار حاصل نہیں ہے]۔

۷۴۔ عمران بن حصین الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کی کنیت ابونُجید تھی۔ قدیم الاسلام تھے۔ بصرہ میں معاویہ کے زمانے میں ۵۲ھ میں انتقال کیا۔

۷۵۔ ابو امامه الباهلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : یہ صُدَی بن عجلان ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ صفین میں شریک تھے۔ بعد میں شام میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ان کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ انھوں نے ۸۶ھ میں اکانوے سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اپنی داڑھی میں زرد خضاب لگاتے تھے۔

۷۶، ۷۷۔ ابو امامه اسعد و ابو امامه ثعلبه : انصار میں ابوامامہ اسعد بن زُرارہ اور ابو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامہ الحارثی ثعلبہ بن سہل تھے۔

۷۸۔ عِکراش بن ذؤیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ : عکراش کا تعلق بن تمیم کی شاخ سے بنونزال بن مرہ بن عبید سے تھا۔ بنومرہ بن عبید نے ان کو اپنے مال کی زکوۃ دے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ یہ جنگ جمل میں (حضرت) عائشہ کے ساتھ شریک تھے۔ اس پر احنف بن قیس نے کہ انہیں کے قبیلے سے تھے، کہا 'تم لوگ شاید انہیں اس وقت تک نہ چھوڑو جب تک کہ وہ یا تو قتل نہ ہو جائیں یا زخمی ہو کر مر نہ جائیں'۔ (اس جنگ میں) ان کی ناک پر تلوار کا زخم آیا۔ وہ اس زخم کے باوجود اس کے بعد سو سال تک زندہ رہے اور زخم باقی رہا۔ ان کی کنیت ابو الصہباء تھی۔ (یعنی ان کی عمر سو سال ہوئی، یہ نہیں کہ جمل کے بعد سو سال اور جئے)۔ (حضرت عکراش کے) بیٹے تھے عبداللہ، عبیداللہ ﴿ص ۱۳۵﴾ اور عبدالسلام۔ ☆ان کے بیٹے عبداللہ اپنے والد سے ان کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (زکوۃ کے) اونٹوں کے ساتھ جوارطی (ایک ریگستانی درخت جس کی رگیں سرخ ہوتی ہیں) کی رگوں کی طرح سرخ تھے، حاضر ہونے کی اور ان کے ساتھ کھانا تناول کرنے کی حدیث روایت کرتے تھے۔ ☆عبیداللہ (بن عکراش) کے متعلق ابوالنضر کہ عبدالاعلی کے مولیٰ تھے، کہتے ہیں:

قل لسوار اذا ما جئته وابن علاثه

زاد فی الصبح عبیدالله او تادا ثلاثه

[جب سوار (قاضی) اور ابن علاثہ کے پاس جانا تو ان سے کہ دینا کہ عبیداللہ نے نماز صبح میں تین وتروں کا اضافہ کر دیا ہے]۔

ان عبیداللہ کی نسل بصرہ میں باقی ہے۔ انہیں کا یہ قول ہے: زمن خؤون و وارث شفون فلا تامن الخؤون و کن وارث اشفون (زمانہ خائن اور بے ایمان ہے، وارث غیرت مند و کینہ پرور ہیں۔ اس لئے بددیانت و خائن سے بے خطر و مطمئن نہ ہو اور غیرت مند کا وارث ہو)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۹۔ حکیم بن حِزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ : حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد، زبیر بن عوام کے چچازاد بھائی اور آنحضرت ﷺ کی زوجہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ حکیم کہتے تھے کہ 'میں واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوا تھا۔ جب عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ان کے نام فال نکل جانے کے بعد اپنی نذر پوری کرنے کی خاطر ذبح کرنا چاہا تو میں اس وقت سمجھ دار تھا'۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے پانچ سال پہلے پیش آیا تھا۔

حکیم اپنے بیٹے کے ساتھ جنگ فجار میں شریک تھے۔ اور فجار ثانی میں ان کے والد حزام مارے گئے تھے۔ حکیم کی کنیت ابو خالد تھی۔ انھوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ ان کے بیٹے بھی اسی دن ان کے ساتھ اسلام لائے۔ ان کے نام ہیں ہشام بن حکیم، خالد بن حکیم اور عبداللہ بن حکیم۔ یہ سب صحابی تھے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں۔

حکیم بن حزام زمانہ جاہلیت میں ساٹھ سال جیے اور اسلام میں بھی ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ وہ مولفتہ القلوب میں تھے مگر بعد میں ان کا اسلام پختہ و راسخ ہو گیا۔ انھوں نے مدینہ میں ۵۴ھ میں وفات پائی۔ ۶۹

انھوں نے اپنا (مکہ کا) گھر معاویہ کے ہاتھ (توسیع مسجد حرام کے موقع پر) ساٹھ ہزار دینار میں فروخت کیا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ 'آپ کو معاویہ نے دھوکہ دے کر (کم قیمت میں) اسے خرید لیا ہے'۔ انھوں نے جواب دیا 'اللہ کی قسم میں نے اس کو زمانہ جاہلیت میں شراب کے ایک مشکیزہ کے عوض خریدا تھا۔ میں تم لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ گھر اللہ کی راہ میں مفت دیتا ہوں (اور قیمت واپس کر دی) اب دیکھو ہم میں سے کون گھاٹے میں رہا'۔

۸۰۔ حویطب بن عبدالعزیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : حویطب، بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ بھی ساٹھ سال زمانہ جاہلیت میں اور ساٹھ سال زمانہ اسلام میں اور کل ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ معاویہ کے زمانہ خلافت میں ۵۴ھ میں انتقال کیا۔ ان کی نسل موجود ہے۔ انھوں نے اپنا (مکہ کا) گھر (توسیع مسجد حرام کے موقع پر) معاویہ کے ہاتھ چالیس ہزار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینار میں فروخت کیا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ 'اے ابو محمد! چالیس ہزار جیسی خطیر رقم' انھوں نے جواب دیا 'اس شخص کے لئے چالیس ہزار دینار کیا چیز ہے جس کے پانچ عیال (کھانے والے) ہوں'۔ یہ بھی مؤلفۃ القلوب میں تھے۔ پھر ان کے اسلام میں پختگی آ گئی۔

۸۱۔ **حسان بن ثابت بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : حسان انصار سے تھے۔ ان کی کنیت ﴿ص ۱۳۶﴾ ابوالولید تھی ان کی والدہ کا نام فریعہ تھا اور وہ بنی خزرج سے تھیں۔ وہ قدیم الاسلام تھے مگر رسول کریم ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں اپنی بزدلی کی وجہ سے شریک نہیں ہوئے۔ ان کی پیشانی پر بالوں کی ایک لٹ تھی جسے وہ اپنی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان لٹکائے رہتے تھے۔ ان کی زبان لمبی تھی اس لئے اس سے اپنی ناک کے نتھنے کو چھو لیتے تھے۔ وہ زمانہ جاہلیت میں ساٹھ سال اور زمانہ اسلام میں بھی ساٹھ سال تک زندہ رہے۔

حسان کے بیٹوں میں عبدالرحمٰن بن حسان تھے۔ ان کی ماں شیرین تھیں جو (حضرت) ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماریہ قبطیہ کی بہن تھیں۔ یہ عبدالرحمان شاعر تھے۔ ان کے بیٹے سعید بن عبدالرحمان تھے۔ (حضرت) حسان کی نسل ختم ہوگئی۔ اب ان میں کوئی باقی نہیں ہے۔ حسان بن ثابت کے دو بھائی اور تھے، اوس بن ثابت اور ابی بن ثابت۔ اوس (بن ثابت) شداد بن اوس کے والد تھے۔ جس سے روائتیں کی جاتی ہیں۔ شداد نے فلسطین میں ۵۰ھ میں وفات پائی۔ ان کی اولاد بیت المقدس میں موجود ہے۔ ان میں یعلی بن شداد تھے جو ثقہ تھے اور ان سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ ابی بن ثابت 'ابی شیخ' کی عرفیت سے مشہور تھے۔ وہ واقعہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ ان کی نسل نہ چلی۔ واقدی کا بیان ہے کہ ۵۴ھ میں جو معمر حضرات فوت ہوئے، انہیں کے طبقہ میں تھے سعید بن یربوع ابوھود جنھوں نے ایک سو بیس سال عمر پائی اور مخرمہ بن نوفل جو ایک سو پندرہ سال کی عمر میں مرے۔

۸۲۔ **عدی بن حاتم طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ان کی کنیت ابوطریف تھی۔ نہایت لانبے تھے۔ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو ان کے پاؤں قریب قریب زمین سے لگ جاتے تھے۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شاید ان سے بے توجہی کی شکایت پیدا ہوئی اس لئے انھوں نے (حضرت) عمر سے دریافت کیا 'کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟' (حضرت) عمر نے فرمایا 'میں نے تمھیں پہچان لیا اللہ نے تمھیں اچھی پہچان کے ساتھ معزز کیا ہے۔ جب دوسروں نے کفر کیا تو تم مسلمان ہوئے، جب لوگوں نے حق سے انکار کیا تو تم نے اسے پہچانا جب دوسروں نے بے وفائی کی تو تم نے وفا کی، تم آگے آئے جب دوسروں نے پیٹھ پھیر لی'۔ اس پر عدی نے کہا 'امیر المومنین بس کیجئے میرے لئے یہی کافی ہے'۔

عدی، علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل میں شریک تھے اس میں ان کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی اور ان کے بیٹے محمد بھی مارے گئے تھے۔ ان کا ایک بیٹا خارجیوں کے ساتھ مارا گیا تھا۔ وہ جنگ صفین میں بھی (حضرت) علی کے ساتھ تھے۔ ایک سو بیس برس کی عمر میں مختار ثقفی کے (کوفہ پر قبضہ) کے زمانے میں وفات پائی اور یہ وصیت کی مختار ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے۔ ان کی نسل صرف دو بیٹیوں اسدہ، اور عمرہ سے چلی۔ حاتم کی نسل ان کے دوسرے بیٹے عبداللہ بن حاتم سے چلی۔ یہ لوگ 'نہر کربلا' نامی مقام پر آباد ہیں۔ (عدی ۶۸ھ میں مرے)۔

۸۳۔ **عمرو بن المسیح الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : یہ وفد کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ عرب کے نہایت ماہر تیرانداز تھے۔ انہیں کے بارے میں امرؤالقیس کہتا ہے:

رب رام من بنی ثعل　　مخرج کفیه من سترہ

[بنی ثعل کے بعض تیرانداز اپنے پردہ سے اپنی دونوں ہتھیلیاں باہر نکالتے ہیں]۔

﴿ص ۱۳۷﴾ عمرو ایک سو پچاس سال زندہ رہے۔ (ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) مجھے یہ نہیں معلوم کہ ان کا انتقال رسول کریم ﷺ کی حیات میں ہوا یا آپ کے وصال کے بعد۔

۸۴۔ **نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ** : یہ نوفل بن معاویہ بن عمرو الدئلی ہیں۔ ان کا باپ معاویہ جنگ فجار اول میں بنی الدئل کا سپہ سالار تھا۔ 'تابط شرا' (شاعر) انہیں سے کہتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا عامر ولا النفاثی نوفل

[ہمارے باپ کی قسم ہم عامر کے ہاں نہیں ٹھرے اور نہ نوفل نفاثی کے ہاں ٹھہرے]۔

(نوفل بن معاویہ کے) بیٹے اسلم بن نوفل عربوں میں حد درجہ سخی و فیاض تھے۔ نوفل زمانہ جاہلیت میں ساٹھ سال اور زمانہ اسلام میں بھی ساٹھ سال زندہ رہے۔ وہ اسلام لائے اور غزوہ خندق کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں شریک رہے اور رسول کریم ﷺ سے متعدد حدیثیں روایت کیں۔ انھوں نے مدینہ میں یزید بن معاویہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔

۸۵۔ عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : عوف بن مالک مسلمان ہوئے اور جنگ حنین میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے موقع پر بنوالاشجع کے علم بردار یہی تھے۔ (حضرت) ابوبکر کی خلافت کے زمانہ میں شام منتقل ہوگئے اور حمص میں بس گئے۔ عبدالملک بن مروان کی خلافت کے شروع تک زندہ رہے اور ۷۳ھ میں وفات پائی۔ ابوعمرو کنیت کرتے تھے۔

۸۶۔ مالک بن عوف النصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) : ان کا تعلق نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن کے قبیلے سے تھا۔ یہ جنگ حنین میں مشرکین (ہوازن) کے سپہ سالار اعظم تھے۔ بعد میں یہ مسلمان ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی قوم پر عامل مقرر کیا۔ اور (مال غنیمت کے) ایک سو اونٹ ان کو عطا فرمائے۔ یہ مولفۃ القلوب میں تھے۔ ان کی نسل باقی ہے۔

۸۷۔ حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کا تعلق بنی مرہ بن نشبہ سے تھا۔ کنیت ان کی ابو اسماء تھی۔ جنگ داحس (وغبراء) میں مقتولین کی دیت کی ادائیگی انہی نے کی تھی۔ جنگ احزاب میں مشرکین کے ایک سردار یہ بھی تھے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوگئے اور ان کا اسلام پختہ و بہتر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک انصاری کو ان کی حفاظت میں ان کی قوم کے لوگوں کو اسلام کی دعوت کی غرض سے بھیجا تھا مگر ان کی قوم کے لوگوں نے ان انصاری کو شہید کر دیا۔ انصاری کی دیت میں (حضرت حارث بن عوف نے) ستر اونٹ بھیجے چنانچہ ان اونٹوں کو آپ ﷺ نے (شہید انصاری کے) وارثوں کے حوالہ کر دیا۔ ان کی نسل موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۸۔ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ : معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی، ازد سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ بہت پہلے مکہ میں اسلام لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد وہ اپنے وطن (یمن) لوٹ گئے تھے۔ بعد میں وہ ابوموسیٰ الاشعری اور قبیلہ الاشعر کے مسلمانوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں آئے اور جنگ خیبر میں شریک ہوئے۔ وہ (حضرت) عثمان کی خلافت تک زندہ رہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے 'مہر بردار' تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے منشی بھی رہے۔ وہ عہد فاروقی میں بیت المال کے نگراں تھے۔

﴿ص ۱۳۸﴾ معیقیب کو جذام کی بیماری ہوگئی تھی۔ خارجہ بن زید کہتے ہیں کہ، عمر بن خطاب کے ساتھ معیقیب کھانا کھا رہے تھے۔ (حضرت) عمر نے ان سے کہا کہ جو کھانا تمھارے نزدیک ہے اسے کھاؤ کیونکہ تمھیں جو (بیماری) ہے اگر کسی اور کو ہوتی تو میں اس سے جب تک کہ ایک نیزہ کا فاصلہ نہ ہوتا، بات بھی نہ کرتا۔ ۷۰

۸۹۔ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ : ان کا تعلق بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھا۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ وہ اسیر ہو گئے تھے اور انہیں اغوا کرنے والوں نے مکہ لا کر بیچ دیا تھا۔ انہیں بنی خزاعہ کی ایک خاتون ام انمار نے کہ سباع (بن عبدالعزیٰ) کی ماں تھی، خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ام انمار (قریش کی شاخ) بنو زہرہ کی حلیف تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خباب اور سباع بن عبدالعزیٰ الخزرعی کی ماں ایک ہی تھی۔ وہ مکہ میں نومولود بچوں کے ختنے کرتی تھی۔ اس لئے (غزوہ کے موقع پر) حمزہ بن عبدالمطلب نے سباع بن عبدالعزیٰ کو ام انمار کے بیٹے تھے، کہا تھا 'ذرا ٹھہر تو سہی اے ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے!!'۔ یوں (حضرت) خباب آل سباع سے وابستہ ہو گئے اور اسی سبب سے بنو زہرہ کے حلیف قرار پائے۔

وہ جوانمرد و فیاض تھے۔ (اخیر میں) ان کے جسم پر برص کے داغ نمودار ہو گئے تھے۔ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن خباب کو (نہروان کے نزدیک) خارجیوں نے شہید کر دیا تھا۔ ان کا خون دھار بن کر نہر میں جا گرا، گویا جوتے کے تسمہ کی طرح، جو پانی میں حل نہ ہوا اور ایک لکیر سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن گئی۔ خوارج نے ان کی ام ولد کا پیٹ چاک کر کے (انہیں بھی مار ڈالا) وہ (نہروان کے قریب) ایک گاؤں میں مقیم تھے۔ اسی وجہ سے (حضرت) علی نے خوارج سے جنگ کو جائز قرار دیا۔

واقدی کی روایت ہے کہ خباب کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ کوفہ میں ۳۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ تریسٹھ سال عمر پائی۔ وہ کوفہ کے پہلے شخص ہیں کہ (حضرت) علی جنگ صفین سے واپس آ کر ان کی تدفین میں شریک ہوئے اور نماز جنازہ پڑھائی۔

۹۰۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ابوالیقظان کی روایت ہے کہ حاطب، عبیداللہ بن حُمید بن زُھیر بن حارث بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے غلام تھے۔ انھوں نے عبیداللہ سے ایک رقم کی ادائیگی کی شرط پر اپنی آزادی خرید لی تھی۔ انھوں نے وہ رقم فتح (مکہ) کے روز ادا کر دی تھی۔ ان کی اصل قبیلہ ازد کی شاخ نمر سے تھی جو کہ قبیلہ لخم سے وابستہ ہے۔ (ان کا مولیٰ) عبیداللہ بن حمید جنگ بدر کے موقع پر کافر مقتول ہوا۔ اسے (حضرت) علی بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔

واقدی کی روایت ہے کہ، (حضرت) حاطب بنولخم سے تھے اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے ابومحمد کنیت کرتے تھے۔ ۳۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ ان کا جنازہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ انھوں نے پینسٹھ (۶۵) سال عمر پائی۔ ان کی داڑھی کے بال کم، چہرہ بے ریش و بردت تھا۔ کندھا آگے کو جھکا ہوا اور جسم خوبصورت تھا۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ حاطب تجارت کرتے تھے۔ طعام وغیرہ فروخت کرتے تھے۔ جب مرے تو چار ہزار دینار اور بہت سے درہم اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں ترکہ میں چھوڑیں۔

سعد بن خولی ان کے مولیٰ نعمت تھے (یعنی غلام تھے، حضرت حاطب نے ان پر احسان کر کے آزاد کر دیا تھا) وہ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے اور احد میں شہید ہو گئے تھے۔

حاطب کے ایک بیٹے عبدالرحمان بن حاطب تھے جن سے احادیث روایت کی جاتی ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں پیدا ہوئے اور (حضرت) عمر سے حدیثیں روایت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ انھوں نے مدینہ میں ۶۸ھ میں انتقال کیا۔ وہ ثقہ اور کم حدیثیں روایت کرنے والے تھے۔ حاطب کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔

﴿ص ۱۳۹﴾ ۹۱۔ **ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ابوالیقظان نے کہا، وہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس ہیں۔ ابوعمرو کا نام ذکوان تھا اور وہ غلام تھا۔ امیہ نے اسے اپنا بیٹا بنالیا اور اس کی کنیت ابوعمرو رکھ دی۔ اس نے امیہ کی بیوی آمنہ بنت ابان سے کہ الاعیاص (عاص، ابوالعاص، عیص اور ابوالعیص) کی ماں تھی، اس کی وفات کے بعد شادی کرلی تھی۔ ۱؎ ولید کی کنیت ابووہب تھی۔ وہ عثمان بن عفان کے اخیافی بھائی تھے۔ ان دونوں کی ماں اروی بنت کریز تھیں۔ ۲؎

وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے بنومصطلق کے ہاں محصل زکوٰۃ بنا کر بھیجا۔ انھوں نے آپؐ کی خدمت میں واپس آکر کہہ دیا کہ ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے، حالانکہ یہ جھوٹ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف مسلح کاروائی کا حکم دیا، لیکن اس دوران میں یہ آیت قرآنی آپؐ پر نازل ہوئی۔ **یاایھا الذین امنوآ ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینو آ** (اے ایمان والوں اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو الخ۔ سورہ الحجرات، آیت ۶)۔

ولید بن عقبہ اور علی بن ابی طالب کے درمیاں کسی بات پر تلخ کلامی ہوئی تو ولید نے ان سے کہا 'میں تمہارے مقابلے میں دستہائے فوج کا منہ موڑ دینے پر اور جنگ جو بہادر کے سر پر تلوار کا وار کرنے پر تم سے زیادہ قادر ہوں'۔ اس واقعہ پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔ **افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً لایستون** (جو ایمان لایا کیا وہ فاسق جیسا ہوسکتا ہے یہ لوگ برابر نہیں ہوسکتے۔ سورہ السجدۃ، آیت ۱۸)۔ ۳؎

ابن الکلبی کا قول ہے، امیہ بن عبد شمس (مکہ) سے شام چلا گیا تھا اور وہاں دس سال مقیم رہا۔ وہاں ترنا نامی ایک یہودی لونڈی سے اس نے ہم بستری کی۔ وہ صفوریہ (اردن کا ایک شہر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک باشندہ کی جو بنی لخم سے تھا، کی لونڈی تھی اور اس کا ایک یہودی شوہر بھی تھا جو صفوریہ ہی کا رہنے والا تھا۔ (اس ہم بستری کے نتیجہ میں) ذکوان پیدا ہوا۔ اس وجہ سے جس روز رسول اکرم ﷺ نے عقبہ کو قتل کرنا چاہا تو اس سے کہا 'تو صفوریہ کا یہودی ہے'۔ ۴ھ

(حضرت) عمر نے ولید کو بنی تغلب کی زکوۃ کا محصل مقرر کیا تھا اور (حضرت) عثمان نے سعد بن ابی وقاص کے بعد ان کو کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔ انھوں نے نشہ کی حالت میں اہل کوفہ کو نماز پڑھائی اور بولے کیا اس میں اضافہ کردوں؟' اہل کوفہ نے (حضرت) عثمان کے ہاں ولید کے خلاف شراب کی شہادت دی۔ انھوں نے ان کو برخاست کر کے حد شرعی جاری کی۔ ان کا انتقال الرقہ کے اطراف میں ہوا۔ ان کی قبر الرقہ کی نہر بلیخ میں ہے۔ ان کی اولاد الرقہ اور کوفہ میں آباد ہے۔ انہیں میں سے محمد بن عمرو بن ولید بن عقبہ تھے جن کو ذوالشامہ کہا جاتا تھا اور ان پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی جاتی تھی۔

(ولید کے) بھائی عُمارۃ بن عُقبہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ ان کے بیٹوں میں مدرک بن عمارۃ تھے جن سے اسماعیل بن ابی خالد حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ولید کے دوسرے بھائی خالد بن عقبہ معززین میں تھے۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ حضرت حسن بن علی کے جنازے میں بنی امیہ کی جانب سے یہ شریک ہوئے۔

۹۲۔ عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ابوالیقظان کی روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس ہیں۔ ان کے والد عامر بن کریز نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ وہ (حضرت) عثمان کی خلافت تک زندہ رہے۔ اپنے بیٹے عبداللہ بن عامر کے پاس جو اس وقت بصرہ کے والی تھے، آئے۔ عامر کی والدہ بیضاء بنت عبدالمطلب (یعنی رسول ﷺ کی حقیقی پھوپھی) تھیں۔ عامر نہایت کمزور تھے۔ ان کو عبدالمطلب کے پاس لایا گیا۔ ﴿ص ۱۴۰﴾ انھوں نے ان کو چھوا اور کہا ہاشم کی ہڈیوں کی قسم! بنوعبدمناف میں کوئی بچہ اس سے زیادہ بے عقل نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عامر کو ان کے والد عامر بن کریز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کے منہ میں چھوہارا چبا کر دیا، انھوں نے جماہی لی تو آپ نے ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا وہ اس کو نگل گئے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مجھے امید ہے کہ یہ بچہ نیکوکار اور متقی ہوگا'۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ انہیں نے فارس، خراسان، سجستان اور کابل کے بیشتر علاقے فتح کئے تھے۔ انہوں نے (بصرہ کے قریب) ایک اونچے ٹیلہ (نباج) کو درست کرا کر اس میں درخت لگوائے، چنانچہ اس کو 'نباج ابن عامر' (ابن عامر کا ٹیلہ) کہتے ہیں۔ اسی طرح دو گاؤں بسائے ان میں کھجور کے درخت لگوائے اور چشمے کھدوائے۔ یہ 'عیون ابن عامر' (ابن عامر کے چشمے) کے نام سے مشہور ہے۔ اس (عیون ابن عامر) اور نباج (ابن عامر) کے درمیاں مدینہ جانے والی شاہراہ پر ایک رات کی مسافت ہے۔ انھوں نے متعدد کنویں کھدوائے۔ الجفر میں کنویں کھدوائے اس کے بعد السمینہ (بصرہ جانے والوں کے لئے نباج سے پہلی منزل یا پڑاؤ) انھوں نے قباء میں ایک محل تعمیر کرایا اور اس میں کام کرنے کے لئے حبشیوں کو مقرر کیا جب وہ سب مر گئے تو انھوں نے اس (محل) کو چھوڑ دیا۔ اس طرح ابن عامر نے عرفات میں حوض بنوائے اور کھجوروں کا باغ لگوایا۔ بصرہ میں دو نہریں بنوائیں جن میں سے ایک شہر کے مشرق میں تھی اور دوسری نہر ام عبداللہ کے نام سے مشہور ہے۔ ام عبداللہ ان کی والدہ تھیں ان کا نام دجاجہ بنت اسماء بنت الصَلت سلمی تھا۔ بصرہ کا ایک حوض ان ام عبداللہ کے نام سے منسوب ہے۔ اس خاتون نے بصرہ میں وفات پائی۔ عبداللہ بن عامر نے نہر ابلہ بھی کھدوائی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے موقع ملے تو عورت اپنی سواری میں (بصرہ سے مکہ) روانہ ہوگی اور وہ روزانہ ایک چشمہ اور بازار میں قیام کرتی ہوئی مکہ پہونچ جائے گی۔

عبداللہ بن عامر مکہ میں فوت ہوئے اور عرفات میں دفن ہوئے۔ ان کی نسل کثرت سے موجود ہے۔ ان کی وفات معاویہ سے ایک سال پہلے ۵۹ھ میں ہوئی۔ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عبداللہ بن عامر نے رسول اللہ ﷺ سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔ اور وہ یہ کہ 'جو شخص اپنے مال و جائیداد کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے'۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے عبداللہ بن الزبیر کو وصیت کی تھی۔ ان کی وفات کے وقت عبداللہ بن عمر ان کے پاس آئے اور عرفات میں انھوں نے جو حوض بنوائے تھے ان کی اور ان کے دوسرے نیک آثار اور خیراتی کاموں کے لئے ان کی تعریف کی۔ یہ سن کر عبداللہ بن عامر نے لوگوں کی طرف دیکھا اس پر عبداللہ بن عمر نے کہا 'جب آدمی کی کمائی پاک ہو تو خرچ بھی پاک ہوتا ہے۔ ہم عنقریب (اللہ کے ہاں) جائیں گے اور ہمیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی'۔

بنو کریز کے موالی میں (حضرت) عثمان بن عفان کی والدہ اروٰی بنت کریز کا مولیٰ طویس تھا۔ اس کا نام عبدالملک اور کنیت ابو النعیم تھی۔ (حج کے موقع پر) طویس کو دیکھا گیا کہ وہ کنکریوں کے بجائے شکر کے زعفران آلود ڈلوں سے شیطان کو مار رہا ہے۔ اس سے دریافت کیا گیا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ بولا کہ مجھ پر شیطان کا احسان تھا میں اس کا نیک بدلہ دے رہا ہوں۔

۹۳۔ ذوالیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کا نام عمیر بن عبد عمرو تھا اور قبیلہ خزاعہ سے نسلی تعلق تھا۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ کام کرتے تھے اس لئے ان کو ذوالیدین (دو ہاتھوں والا) کہا گیا۔ ان کو ذوالشمالین (دو دائیں بازوں والے) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ان کا نام الخرباق تھا اور ان کے دونوں ہاتھ لانبے تھے۔ انہیں کا اس حدیث میں ذکر ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ﴿ص ۱۴۱﴾ رسول اللہ ﷺ نے (دو رکعت) نماز کے بعد بات چیت کی اور اس کے بعد جو رکعتیں رہ گئی تھیں انہیں پورا کیا۔ وہ یہ ذوالشمالین نہیں ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔

۹۴۔ ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کا نام عبداللہ بن عبدنُہم تھا۔ ان کا نام ذوالبجادین (دو چادروں والا) اس لئے پڑا کہ جب انھوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ نے اپنی ایک چادر کو دو ٹکڑوں میں کاٹ کر ایک ٹکڑے کا ان کا پاجامہ اور دوسرے ٹکڑے کی قمیض بنا کر انہیں پہنائی تھی۔ (اس لیے وہ دو چادروں والے کہلاتے ہیں) انھوں نے نبی کریم ﷺ کے عہد میں وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۵۔ عمیر مولیٰ آبی اللحم الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ : عمیر، ابی اللحم غفاری کے مولیٰ تھے اور نبی کریم ﷺ سے حدیثیں روایت کرتے تھے۔ ابی اللحم نے بتوں پر چڑھاوے کے ذبیحہ کے گوشت کا کھانا چھوڑ دیا تھا اس لئے ان کا نام ابی اللحم پڑ گیا تھا۔ عمیر کا بیان ہے کہ میں جنگ حنین میں شریک تھا اور اس وقت میں غلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک تلوار اور چھوٹا موٹا گھریلو سامان عطا فرمایا مگر مال غنیمت میں میرا کوئی حصہ مقرر نہیں فرمایا۔

۹۶۔ جھجاہ الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ : یہ جھجاہ بن سعید الغفاری ہیں۔ یہ نادار مہاجروں میں تھے اور عمر بن خطاب کے ہاں مزدوری کرتے تھے۔ (حضرت) عثمان (اپنے زمانہ خلافت میں) منبر پر خطبہ دے رہے تھے جھجاہ نے ان کا عصا چھین کر اپنے گھٹنوں پر رکھ کر توڑ دیا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کے گھٹنوں میں خارش کی بیماری ہوگئی تھی۔ ایک مرتبہ جب وہ کافر تھے انہیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوا تو انھوں نے بہت کھایا۔ پھر دوسری بار جب وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ انہیں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے کا موقع ملا۔ اب کے انھوں نے بہت تھوڑا کھایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'مومن ایک معدہ میں کھاتا ہے، جب کہ کافر سات معدوں میں کھاتا ہے'۔

۹۷۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کی کنیت ابوایاس تھی۔ وہ مشہور تیر اندازوں میں تھے۔ ۷۴ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر اسی (۸۰) سال تھی۔ اہبان بن اکوع مکلم الذئب (بھیڑیئے کو زخمی کرنے والے) ان کے بھائی تھے۔ واقدی نے ان کو مکلم الذئب اہبان بن اوس اسلمی لکھا ہے۔ اہبان مسلمان ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے۔ کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔ معاویہ بن ابی سفیان کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ سلمہ بن اکوع کے بیٹے ایاس بن سلمہ بن اکوع کی کنیت ابوبکر تھی۔ انھوں نے مدینہ میں ۱۱۹ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر ستتر سال تھی۔

۹۸۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : یہ اپنی والدہ (حسنہ کی) نسبت سے مشہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ ان کے والد عبداللہ بن مطاع بن عمرو یمن کے رہنے والے اور (قریش کی شاخ) بنو زہرہ کے حلیف تھے۔ شرحبیل کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ انھوں نے ۱۸ھ میں طاعون عمواس میں انتقال کیا۔ چونسٹھ سال عمر پائی۔

۹۹۔ عبداللہ بن بُحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : یہ اپنی ماں (بُحینہ) کی جانب سے منسوب ہیں۔ یہ بُحینہ، حارث بن عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔ ان کے والد مالک ۵ے قبیلہ ازد سے تھے۔

﴿ص ۱۴۲﴾ **۱۰۰۔ خُفاف بن نُدبَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : یہ بھی اپنی ماں (ندبہ) کی جانب منسوب ہیں۔ وہ سیاہ فام تھی۔ خفاف اپنے کالے رنگ کی وجہ سے عرب کے کالوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا باپ عمیر بن حارث بن شرید سلمی تھا۔ وہ شاعر تھا۔ خفاف فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ بنوسلیم کا پرچم انہیں کے پاس تھا۔ وہ (حضرت) عمر کے زمانے تک زندہ رہے۔

۱۰۱۔ ابو لبابہ انصاری رضی اللہ عنہ : ان کی کنیت ان کی لبابہ نامی ایک بیٹی پر ہے۔ یہ لبابہ زید بن خطاب کی زوجہ تھیں۔ ان سے ان کی اولاد پیدا ہوئی۔ ابولبابہ کا نام بشیر بن عبدالمنذر تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام رفاعہ بن عبدالمنذر تھا۔ ابولبابہ (حضرت) عثمان کی شہادت کے بعد فوت ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انھوں نے (حضرت) علی کی شہادت سے پہلے وفات پائی۔ ان کی نسل ان کے بیٹے سائب سے چلی۔

۱۰۲۔ براء بن عازب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ : براء، ابو بردہ بن نیار کے بھانجے تھے۔ ابو بردہ کا نام ہانی تھا اور ان کا تعلق قضاعہ کے قبیلے سے تھا۔ ابو بردہ کی نسل موجود ہے۔ براء کے دو بیٹے تھے یزید بن براء اور سوید بن براء ان دونوں سے حدیث روایت کی گئی ہے۔ سوئد عمان کے حاکم تھے ان کا شمار اچھے حاکموں میں ہوتا تھا۔

۱۰۳۔ عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ان کا تعلق قضاعہ کی شاخ عجلان سے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سو پندرہ سال کی عمر میں عہد معاویہ میں وفات پائی۔ ان کے بھائی معن بن عدی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کی نسل باقی ہے۔ عاصم بن عدی کی اولاد میں ابوالبدّاح بن عاصم بن عدی العجلانی تھے۔ (العجلانی) کے لقب سے ان کی شہرت ہوئی۔ ان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ ان سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ ۱۱۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر چوراسی سال تھی۔

۱۰۴۔ **ابو عبس بن جَبر رضی اللہ عنہ** : ان کا نام عبدالرحمان اور نسلی تعلق (انصار کے) بنو خزرج سے تھا۔ یہ اسلام سے پہلے بھی عربی لکھنا جانتے تھے۔ ۳۴ھ میں وفات پائی اور بقیع کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ وہ مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ ان کی نسل مدینہ اور بغداد میں بکثرت موجود ہے۔

۱۰۵۔ **خوّات بن جُبیر بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ان کا تعلق خزرج سے ہے۔ ابو صالح کنیت تھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ ۶ے تھی۔ زمانہ جاہلیت میں 'ذات النِّحیین' ۷ے کے ساتھ ان کا واقعہ مشہور ہے۔ انھوں نے ۴۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی نسل باقی ہے۔ ان کے بھائی عبداللہ بن جبیر جنگ احد میں (مسلمان) تیراندازوں کے سالار تھے اور اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی نسل موجود نہیں ہے۔

۱۰۶۔ **ابو الیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ابوالیسر کا نام کعب بن عمرو اور تعلق انصار سے تھا۔ وہ پستہ قد اور بڑے پیٹ والے تھے۔ انھوں نے جنگ بدر میں عباس بن عبدالمطلب کو گرفتار کیا تھا۔ اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تھے۔ ابوالیسر نے ۵۵ھ میں معاویہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ مدینہ میں ان کی اولاد موجود ہے۔

﴿ص ۱۴۳﴾ ۱۰۷۔ **ابو مرثد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : نام ان کا کناز بن حصین اور قبیلہ ان کا غنی تھا۔ وہ حمزہ بن عبدالمطلب کے ہم عمر اور دوست تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور عُبادہ بن صامت کے مابین مواخاۃ کرائی تھی۔ اسی طرح ان کے بیٹے مرثد اور ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صامت برادر عبادہ بن صامت کے مابین مواخاۃ کا رشتہ قائم کرایا تھا۔ ابو مرثد دراز قامت تھے اور سر کے بال نہایت گھنے تھے۔ انھوں نے (حضرت) ابوبکر کے زمانہ خلافت میں ۱۲ھ میں بہ عمر چھیاسٹھ سال انتقال کیا۔ ان کے بیٹے مرثد رسول اللہ ﷺ کی حیات میں واقعہ رجیع میں شہید ہوئے۔ وہ دستہ مبلغین کے امیر تھے۔ ۸ے

۱۰۸۔ مسطح بن اُثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : یہ مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبد مطلب بن عبد مناف ہیں۔ ابو عبادہ کنیت تھی۔ بدر، احد اور عہد رسالت کی تمام جنگوں میں شریک رہے۔ (حضرت) ابوبکر ان کی مالی مدد کرتے تھے۔ انہیں نے (حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا پر صفوان بن معطل سے تہمت لگائی تھی۔

۱۰۹۔ سُویبط رضی اللہ تعالیٰ عنہ : سویبط بن سعد حرملہ، بنو عبدالدار بن قصی کے خاندان سے تھے۔ انھوں نے بھی مکہ سے حبشہ ہجرت کی تھی۔ جنگ بدر اور احد میں شریک تھے۔ یہ بہت مذاق اور ہنسی دل لگی کرتے تھے۔ یہی صاحب تھے جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ایک سال تک ہنساتے رہے۔ وہ قصہ یہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مال تجارت لے کر (شام کے شہر) بصریٰ گئے۔ ان لوگوں کے ہمراہ نعیمان بھی تھے کہ شرکائے بدر میں تھے۔ نعیمان کے ذمہ قافلے کے لوگوں کا زاد راہ اور خورد نوش کا سامان تھا۔ اثناء راہ میں سویبط نے ان سے کہا مجھے کھانا کھلا دو۔ نعیمان بولے (حضرت) ابوبکر کو آ لینے دو۔ سویبط نے کہا اچھا میں تم کو (ایسا ستاؤں گا کہ) تم سخت ناراض اور غصہ ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد یہ لوگ آگے بڑھ گئے۔ راستہ میں کچھ لوگ ملے۔ سویبط نے ان سے کہا 'کیا تم لوگ مجھ سے ایک غلام خریدنا چاہتے ہو؟' ان لوگوں نے کہا 'ہاں!' سویبط نے کہا 'وہ غلام باتیں بہت بناتا ہے۔ وہ تم سے کہے گا کہ میں غلام نہیں آزاد ہوں اور جب وہ تم لوگوں سے یہ کہے گا تو تم اسے چھوڑ دو گے اور یوں مرا غلام سرکش ہو جائے گا'۔ ان لوگوں نے کہا 'ہم اسے تم سے ضرور خریدیں گے'۔ چنانچہ دس اونٹنیوں کے عوض نعیمان کا سودا ہو گیا اور ان لوگوں نے ان کے ڈیرے پر آ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعیمان کے گلے میں رسی ڈال دی۔نعیمان چلائے کہ یہ شخص (سویط) تم سے مذاق کر رہا ہے۔ میں آزاد ہوں، غلام نہیں ہوں۔ان لوگوں نے کہا ہمیں تمھارے حالات معلوم ہیں یہ کہہ کر وہ لوگ نعیمان کو لے کر روانہ ہو گئے۔ جب (حضرت) ابوبکر آئے اور یہ بات معلوم ہوئی تو ان لوگوں کی تلاش میں گئے۔ اونٹنیاں واپس کر کے نعیمان کو چھڑا لائے۔ جب یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس (مدینہ) واپس آئے تو سارا واقعہ سنایا۔اس واقعہ کو سن کر اور بعد میں یاد کر کے آپ اور آپ کے اصحاب سارا سال ہنستے رہے۔

یہ نعیمان بھی مذاقیہ تھے رسول اکرم ﷺ نے شراب کے جرم میں ان پر چار دفعہ حد شرعی جاری کی تھی۔ وہ ایک بار مخرمہ بن نوفل کے پاس سے گزرے۔مخرمہ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ انھوں نے پکار کر کہا، کوئی ہے جو مجھے لے جا کر پیشاب کرا لائے۔ یہ سن کر نعیمان نے ان کا ہاتھ پکڑا چلا کر مسجد کے پچھلے حصہ میں لے آئے اور بولے یہ جگہ مناسب ہے یہاں پیشاب کر لیجئے۔انھوں نے وہیں پیشاب کیا۔لوگ چلانے لگے اور ان کو مسجد پر پیشاب کرنے پر برا بھلا کہا۔انھوں نے دریافت کیا مجھے یہاں کون لایا تھا۔لوگوں نے کہا نعیمان۔مخرمہ نے کہا اللہ کی قسم اس کو اپنے اس ڈنڈے سے ماروں گا۔ جب نعیمان کو یہ معلوم ہوا تو وہ مخرمہ کے پاس آئے اور پوچھا کیا آپ کو نعیمان کی تلاش ہے؟ مخرمہ بولے ہاں۔نعیمان نے کہا کہ تو پھر اٹھئے وہ اٹھ کر نعیمان کے ساتھ ہو لئے۔ (حضرت) عثمان بن عفان مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے۔ نعیمان مخرمہ کو ان کے قریب لائے اور کہا یہ نعیمان ہیں۔ یہ سن کر مخرمہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنا ڈنڈا پکڑ کر مارا۔ ﴿ص ۱۴۴﴾ لوگ چلائے ہائیں ہائیں! یہ کیا کر رہے ہیں یہ امیر المومنین ہیں۔مخرمہ نے گھبرا کر پوچھا مجھے یہاں لے کر کون آیا ہے؟ لوگوں نے کہا آپ کو نعیمان یہاں لے کر آئے ہیں۔مخرمہ نے کہا کہ میں اب کبھی نعیمان کے پاس نہیں آؤں گا۔

۱۱۰۔ دِحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : دحیہ بن خلیفہ بن عامر (انصار کے قبیلہ) خزرج سے تھے وہ قدیم الاسلام تھے مگر جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جبرئیل علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ جب وہ مدینہ آتے تو نوجوان عورتیں انہیں دیکھنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل آتی تھیں۔ وہ معاویہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔ ۹ے

۱۱۱۔ **عرابہ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : یہ عرابہ بن اوس القیظی ہیں۔ انہیں کی تعریف میں شماخ شاعر نے کہا ہے:

رایت عرابه الاوسی یسمو الی الغایات منقطع القرین

[میں نے عرابہ اوسی کو دیکھا کہ نیکی کے کاموں کی جانب بلند ہوتے ہیں۔ اور ان کا کوئی مثیل وقرین نہیں ہے۔ جب کوئی علم شرف وفضیلت کی غرض سے بلند کیا جاتا ہے تو عرابہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں]۔

عرابہ جنگ احد میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر عمر کم ہونے کی وجہ سے انہیں واپس کر دیا گیا۔

۱۱۲۔ **وحشی قاتلِ حمزہ** : وحشی بن حرب کی کنیت ابو دسمہ تھی۔ وہ مکہ کے حبشیوں میں تھے اور جبیر بن معظم کے غلام تھے۔ (جنگ احد میں حضرت) حمزہ کو قتل کر دیا تھا۔ (فتح مکہ کے موقع پر) یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا: 'مجھ سے اپنا چہرہ چھپا لو!' وحشی کا بیان ہے کہ 'میں جب آپ کو راستہ میں دیکھتا تو اس راستہ سے دور ہٹ جاتا تھا'۔ یہ شام چلے گئے اور حمص میں آباد ہو گئے۔ وہ شراب پیتے اور رنگین کپڑے پہنتے تھے۔ وہ پہلے شخص تھے جس کو شام میں شراب نوشی کے جرم میں کوڑے مارے گئے تھے۔ شام میں ان کی اولاد موجود ہے۔

۱۱۳۔ **حمل بن مالک بن نابغہ** : قبیلہ ہذیل سے تھے۔ اسلام لائے اور اپنی قوم (بنو ہذیل کی بستی) میں واپس چلے گئے۔ بعد میں بصرہ منتقل ہو گئے اور وہاں بنو ہذیل کے محلّہ میں گھر بنا لیا۔ ان کے بعد ان کا یہ گھر عمر بن مہران الکاتب کے قبضہ میں آ گیا تھا۔

۱۱۴،۱۱۵۔ **مُجالد و مُجاشع پسران مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما** : ان دونوں بھائیوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلق بنوسلیم سے تھا۔ مجالد کے پاؤں میں بہت زیادہ لنگ تھا۔ ان کے بھائی مجاشع بن مسعود کا شمار مہاجرین میں ہوتا ہے۔ مجاشع اپنے بھائی (مجالد) کو فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ کے خدمت میں ہجرت پر بیعت کی غرض سے لائے۔ آپؐ نے فرمایا 'فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں'۔

مجاشع کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام الدبسا تھا۔ اس پر سوار ہوکر وہ گھڑ دوڑ میں حصہ لیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ایک دوڑ میں پچاس ہزار درم جیتے تھے۔ یہ جنگ جمل میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک تھے۔ اور اس میں شہید ہوئے۔ بصرہ میں ان کی نسل موجود ہے۔

۱۱۶۔ **علقمہ بن علاثہ** : انہیں نے عامر بن الطفیل سے مفاخرت (شرف ومجد میں مقابلہ) کیا تھا۔ چنانچہ اعشیٰ شاعر نے انہیں کے متعلق کہا تھا:

علقم ما انت الی عامر

[اے علقمہ تم کو عامر سے کیا نسبت؟ کہ وہ انتقام اور انتقام لینے والے کو توڑ کے رکھ دیتا ہے]۔

یہ وفد کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر مرتد ہوکر قیصر (روم) کے یہاں چلے گئے۔ پھر وہاں سے واپس آکر دوبارہ مسلمان ہوگئے۔ (حضرت) عمر نے ان کو حوران (شام کا ایک شہر) کا حاکم بنادیا تھا، وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔

۱۱۷۔ **لبید بن ربیعہ الشاعر رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : وہ لبید بن ربیعہ بن مالک بن مالک بن جعفر بن کلاب ہیں۔ لبید بنو کلاب کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ چنانچہ وہ ان کے قبیلے کے لوگ مسلمان ہوگئے اور اپنی بستی کو لوٹ گئے۔ مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے کوئی شعر نہ کہا۔ بعد میں وہ اور ان کے بیٹے کوفہ آئے (یہ تو وہیں بس گئے)۔ مگر ان کے بیٹے اپنی ﴿ص ۱۴۵﴾ دیہاتی بستی (البادیہ) میں واپس چلے گئے اور اعرابی (بدو) ہوگئے۔ لبید کوفہ میں اپنی وفات تک مقیم رہے اور 'صحراء بنی جعفر بن کلاب' کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ ان کی وفات اسی رات میں ہوئی جب معاویہ، حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے صلح کی غرض سے مقام نُخیلہ ۴۰ھ میں آکر اترے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصالحت کے بعد ہوا۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ایک سو ستاون (۱۵۷) سال تھی۔

۱۱۸۔ **والد بن المنتفق** : کہا جاتا ہے یہ لقیط بن صبرہ ہیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ یہ لقیط بن عامر بن المنتفق ہیں۔ ان کا تعلق بنو عقیل سے تھا اور کنیت ان کی ابو رزین تھی۔ راویوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بنو عقیل سے تھے۔

۱۱۹۔ **مُکنف بن زید الخیل الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : مکنف اپنے والد (حضرت زید الخیل) کے بڑے بیٹے تھے اور ان کی کنیت انہیں کے نام پر تھی۔ یہ اسلام لائے اور نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہے۔ بعد ازاں جنگ ارتداد میں خالد بن ولید کے ساتھ شریک رہے۔ اسی طرح ان کے بھائی حریث بن زید الخیل بھی اسلام لائے نبی کریم ﷺ کا شرف انہیں حاصل ہوا اور جنگ ارتداد میں خالد بن ولید کے ہمراہ مرتدین سے قتال میں شریک رہے۔

خود زید الخیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؐ نے ان کا نام زید الخیر (اچھے زید) رکھا اور زمینیں جاگیر میں عطا فرمائیں۔ اس زمانے میں مدینہ میں وبا پھیلی تھی جب وہ آپ ﷺ کے ہاں سے نکل کر جانے لگے تو آپ نے فرمایا 'زید بخار سے بچ نہ سکیں گے'۔ چنانچہ جب وہ اپنی بستی میں پہونچے تو ان کا آخری وقت آپہونچا اور انھوں نے انتقال کیا۔ حماد الراویہ انہیں مکنف (بن زید الخیر الطائی) کے مولیٰ تھے۔

۱۲۰۔ **اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ان کا نام معدی کرب بن قیس تھا۔ ان کا نام اشعث ان کے سر کے بال کی پراگندگی کے سبب پڑا۔ وہ بنو کندہ سے تھے۔ قبیلہ مراد کے لوگوں نے ان کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ یہ اپنے والد کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے نکلے مگر دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ انھوں نے تین ہزار اونٹوں کا فدیہ دے کر رہائی حاصل کی۔ یہ بنو کندہ کے ستر آدمیوں کا وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر (حضرت) ابوبکر کے عامل نے ان سے جنگ کی۔ انھوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبور ہوکر ان سے امان طلب کی چنانچہ ابوبکر کے فیصلے کی شرط پر اشعث کو امان دے کر مدینہ روانہ کر دیا گیا۔ انھوں نے ابوبکر سے درخواست کی کہ ان کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دی جائے اور یہ کہ وہ اپنی بہن ام فروہ سے ان کی شادی کر دیں۔ ابوبکر صدیق نے ایسا ہی کیا۔ اشعث نے ۴۰ھ میں انتقال کیا۔ ان کے پوتے عبدالرحمان بن محمد بن اشعث تھے۔ جنھوں نے حجاج (بن یوسف ثقفی) کے خلاف بغاوت کی تھی اور ان کے ساتھ قراء اور علماء بھی تھے۔

۱۲۱۔ **عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : یہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔

۱۲۲۔ **حُجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ان کو معاویہ نے قتل کرا دیا تھا۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمان تھی۔ یہ ایک وفد کی صورت میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہوکر اسلام لائے تھے۔ جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ ﴿ص ۱۴۶﴾ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حصہ لیا تھا۔ امیر معاویہ نے (بغاوت کی سازش کے الزام میں) دمشق کے مضافات مرج عذراء میں ان کو کئی دوسرے افراد کے ساتھ قتل کر دیا۔ ان کے دو بیٹے تھے جو تشیع (شیعہ) کی جانب مائل تھے۔ ان کے نام تھے عبیداللہ اور عبدالرحمان ان دونوں کو (بزمانہ خلافت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عراق کے گورنر) مصعب بن زبیر نے قتل کرا دیا تھا۔ حجر ۵۳ھ میں مقتول ہوئے۔

۱۲۳۔ **عبداللہ بن عوسجتہ البجلی** : رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک خط دے کر بنو حارثہ بن عمرو بن قریط کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے اس مکتوب کو لے کر پانی میں دھو دیا اور اپنے ڈول کے پیندے میں اس کا پیوند لگا دیا اور کوئی جواب دینے سے انکار کر دیا۔ جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا 'ان لوگوں کو کیا ہوگیا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلیں چھین لیں'۔ (اس بددعاء کی وجہ سے) وہ لوگ اب تک احمقانہ بات چیت اور فضول بکواس کرتے رہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۴۔ **فیروز الدیلمی** : یہ ایرانیوں کی اولاد تھے جنھیں ایرانی بادشاہ کسریٰ نے یمن بھیجا تھا۔ انھوں نے وہاں سے حبشیوں کو نکال باہر کر کے خود اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ فیروز نے یمن کے جھوٹے نبی اسود بن کعب عنسی کو قتل کر دیا تھا اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا 'اسود کو مرد صالح و نیکوکار فیروز الدیلمی نے قتل کر دیا'۔ وہ رسول اکرم کی خدمت میں وفد کی شکل میں آئے (اسلام لائے) اور آپ سے حدیثیں روایت کیں جن میں ان کو الدیلمی الحمیری کہا گیا ہے۔ ان کو الحمیری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا قیام بنو حمیر کے ساتھ تھا۔ فیروز نے خلافت عثمانی میں وفات پائی۔

۱۲۵۔ **العجلانی** : یہ وہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور ان کی بیوی کے درمیاں لعان کرایا تھا۔ ان کا نام عویمر بن حارث تھا۔ عکرمہ کا بیان ہے کہ میں نے لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے بیٹے کو مصر کا گورنر دیکھا اور وہ کسی باپ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا تھا۔ (جب شوہر بیوی پر زنا کی تہمت دھرتا اور اس پر لعنت بھیجتا تو بیوی کو طلاق ہو جاتی اور اس کے پیٹ کا بچہ ماں کی طرف منسوب کیا جاتا، باپ سے اس کا کوئی واسطہ نہ ہوتا تھا)۔

۱۲۶۔ **عباس بن مرداس السلمی** : عباس بن مرداس فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ فتح مکہ کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نو سو سے زائد نیزے اور زرہیں گھوڑے پر لاد کر (مدینہ) لائے تھے۔ وہ مکہ یا مدینہ میں نہیں رہتے تھے بلکہ (ضرورت ختم ہو جانے پر) اپنی قوم (بنو سلیم کی بستی) میں واپس چلے جاتے تھے۔ ان کے بیٹے جلھمۃ نے رسول اللہ ﷺ سے متعدد حدیثیں روایت کی ہیں۔

۱۲۷۔ **ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ان کا نام عبداللہ بن نضلہ تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام نضلہ بن عبداللہ تھا خراسان میں جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

۱۲۸۔ **فرات بن حیان** : یہ بنی عجل سے تھے کہ بنی سعد کی شاخ اور حنظلہ بن ثعلبہ بن سیار کا قبیلہ تھا۔ یہ راستوں کی سب سے زیادہ پہچان اور پرکھ رکھتے تھے۔ چنانچہ قریش کے تجارتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹوں کو شام لے جاتے تھے۔ حسان بن ثابت انہیں سے خطاب کر کے کہتے ہیں:

فان نلق فی تطرافنا و انبعاثنا فرات بن حیان نقظ دون هالک

[اگر ہم نے اپنے سفر اور تلاش و جستجو میں فرات بن حیان کو پالیا، تو وہ ضرور ہلاک ہو جائے گا]۔

فرات مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا اسلام پختہ ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر جب مولفۃ القلوب کو مال غنیمت سے انعام دیا تو فرمایا 'لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کو ہم ان کے ایمان کے حوالہ کر دیں گے۔ انہیں میں فرات بن حیان بھی ہیں'۔

﴿ص ۱۴۷﴾ ۱۲۹۔ **خشخاش** : خشخاش بن خلف ہیں۔ ان کے باپ مُحفر کہلاتے تھے۔ ان کا تعلق بنی عنبر سے تھا۔ انہیں سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا 'تمھارا بایاں ہاتھ تمھارے دائیں ہاتھ پر زیادتی نہ کرے'۔ ان کے مالک اور عبید نامی دو بیٹے تھے۔ جو مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ مالک کے ایک بیٹے کا نام حصین تھا وہ زیاد کی جانب سے میسان کے حاکم تھے اور چالیس سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ مالک کے دوسرے بیٹے کا نام حرتھا اور ان کی اولاد میں معاذ بن العنبری تھے جو ہارون الرشید کے عہد میں بصرہ کے قاضی تھے۔

خاندان خشخاش کے موالی میں فیروز تھے جو عراق کے مولیٰ اعظم (سب سے بڑے اور معزز مولی) تھے مختلف صوبوں اور شہروں کی حکومتوں پر فائز رہے تھے۔ وہ (عبدالرحمان بن محمد) بن اشعث کے ساتھ حجاج کے خلاف بغاوت میں شریک تھے۔ حجاج نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ 'جو شخص میرے پاس فیروز کا سر لائے گا اس کو دس ہزار درم انعام دیا جائے گا'۔ اس کے جواب میں فیروز نے یہ اعلان کرا دیا کہ 'جو آدمی میرے پاس حجاج کا سر لائے گا اسے ایک لاکھ درم کا انعام دوں گا'۔ جب ابن الاشعث کو شکست ہوئی تو فیروز بھاگ کر خراسان چلے گئے۔ (وہاں کے گورنر) یزید بن مہلب نے انہیں گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے ان سے کہا 'مجھے اپنے مال و متاع کا پتا بتاؤ!' فیروز نے کہا 'اس شرط پر اپنے مال کی تفصیل بتا سکتا ہوں کہ تم مجھے امان دے دو'۔ حجاج بولا 'ایسا نہیں ہو سکتا'۔ یہ سن کر فیروز نے یہ اعلان کر دیا کہ 'لوگو! تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے جس کے پاس فیروز کا کوئی مال ہو وہ اسے خرچ کرنے کا حقدار ہے وہ اس کی ملکیت ہے۔ پھر حجاج نے ان کے متعلق حکم صادر کیا۔ بانس پھاڑ کر ان کو اس سے باندھ دیا گیا پھر ایک ایک کر کے بانس کے کھپچے کھینچے جانے لگے یہاں تک کے ان کا سارا جسم کٹ کر لہولہان ہو گیا۔ اس زخم پر سرکہ اور نمک چھڑک دیا گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

۱۳۰۔ **عِیاض بن حِمار** : یہ عیاض بن حمار بن ابی حمار بن ناجیہ بن عقال الدارمی ہیں اور ابو حمار بن ناجیہ بن عقال الدارمی، صعصعہ بن ناجیہ کا بھائی تھا۔ (یہ صعصعہ) فرزدق شاعر کا دادا تھا۔ عیاض بن حماد نے جبکہ وہ مشرک تھے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ کہہ کر واپس کر دیا تھا کہ 'میں مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کرتا'۔ ہمیں ان کی اولاد کے متعلق یہ پتا نہیں کہ آیا وہ باقی ہے یا اس کا سلسلہ نسب منقطع ہو گیا۔

۱۳۱۔ **الاَشجع العبدی** : نام ان کا منذر بن عائذ اور قبیلہ ان کا بنی عصر تھا۔ عمر بن قیس ان کے بھانجے تھے۔ قبیلہ ربیعہ میں وہی سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ اشجع نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے بھیجا تھا۔ انھوں (عمرو بن قیس) نے جب آنحضرت ﷺ سے ملاقات کی تو مسلمان ہو گئے۔ پھر آ کر (اپنے ماموں) اشجع کو آپ کے حالات سے مطلع کیا اور وہ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' آپؐ میں دو ایسی عادتیں ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے، ایک حلم اور دوسری حیاء۔

۱۳۲۔ **جـارُود العبدی** : یہ بشر بن عمرو بن حَنَش بن معلّٰی ہیں اور قبیلہ عبدالقیس سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوغیاث تھی۔ ان کا نام جارود اس لئے پڑا کہ وہ اپنا مال واسباب لے کر اپنے ننہال بنوشیبان کے پاس بھاگ گئے تھے۔ ان کے اونٹ بیمار تھے۔ یہ بیماری ان کے ماموؤں کے اونٹوں میں بھی پھیل گئی۔ اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔ اس لئے شاعر نے کہا:

کما جرد الجارود بکر بن وائل

[جس طرح جارود نے بکر بن وائل کو مویشیوں سے خالی کر دیا]۔ [۸۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارود نے نبی کریم ﷺ کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا۔ (فارس کے جہاد میں شریک تھے اور وہیں) عقبة الطّین (فارس کا ایک مقام) میں دشمن سے جنگ میں شہید ہوئے۔ اس گھاٹی کا نام ہی عقبة الجارود (جارود کی گھاٹی) پڑ گیا۔ ☆ان کے بیٹے عبداللہ بن جارود کا لقب ان کی کوتاہ قامتی کے سبب طَیر العناق (چڑیا کا چھوٹا بچہ) تھا۔ وہ قبیلہ عبدالقیس کے رئیس اور سردار تھے۔ بصرہ اور کوفہ ﴿ص ۱۴۸﴾ کے تمام قبائل رُسْتَقُباذ (سرزمین دستور) میں ان کی سرداری میں اکٹھا ہوئے اور حجاج سے جنگ کی۔ حجاج کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور (عبداللہ بن جارود) کو گرفتار کر کے اس نے پھانسی پر لٹکا دیا۔ ☆جارود کے دوسرے بیٹے منذر بن جارود، علی بن ابی طالب کی جانب سے اصطخر کے حاکم تھے۔ ان کے بیٹے حکم بن منذر اپنے زمانے میں بنی عبدالقیس کے رئیس کل تھے۔ انہیں کے متعلق الکذاب الحرمازی کہتا ہے:

یاحکم بن منذر بن جارود — سرادق المجد علیک ممدود

انت الجواد ابن الجواد المحمود — نبت فی الجود و فی بیت الجود

والعود قد ینبت فی اصل العود

[اے حکم بن منذر بن جارود! شرف و بزرگی کے پردے تم پر پھیلے ہوئے اور سایہ فگن ہیں ☆تم فیاض، ابن فیاض ستودہ صفات ہو، تم نے فیاضی میں نشوونما پائی اور فیاض کے گھر میں بڑھے پھلے ☆ہاں! عود کی جڑ سے عود ہی نکلتی ہے]۔

ان کی کنیت ابوغیلان تھی۔ انھوں نے حجاج کی قید میں زندان دَیماس (واسط) میں انتقال کیا۔

۱۳۳۔ صُحار بن العباس العَبدی : یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وفد کے ساتھ آئے اور مسلمان ہوئے۔ یہ بڑے خطیب و زبان آور تھے۔ ان کا رنگ سرخ اور آنکھیں نیلی تھیں۔ معاویہ نے ان سے ایک بار کہا 'اے نیلی آنکھوں والے!' صحار بولے 'شاہین نیلی آنکھوں والا ہی ہوتا ہے'۔ انھوں نے پھر کہا 'اے سرخ فام!' صحار نے کہا 'سونا سرخ ہی ہوتا ہے'۔ وہ عثمانی (حامئ حضرت عثمانؓ) تھے۔ حالانکہ عبدالقیس کے قبیلے والے شیعہ (حامئ علیؓ) تھے لیکن یہ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے خلاف تھے۔ جعفر بن زید کے دادا تھے۔ وہ نیکوکار، فاضل، مجتہد و عابد تھے۔ صحار نے رسول اللہ ﷺ سے دو یا تین حدیثیں روایت کی ہیں۔

۱۳۴۔ **خُرَیم بن فاتک** : خریم، بنی اسد سے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف انہیں حاصل ہے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان کے بیٹے ایمن بن خریم شاعر تھے۔ ان کے جسم پر برص کے داغ تھے۔ وہ بنی مروان کے ساتھ تھے۔ ان کے ہاں قصہ گوئی کرتے اور ان کے بھروسے کے آدمی تھے۔

مجھ (ابن قتیبہ) سے سہل بن محمد نے، اصمعی کے حوالے سے، انھوں نے زکریا حبطی کے حوالہ سے انھوں نے اپنے والد (عدی) کے حوالے سے بیان کیا کہ، عبدالملک بن مروان نے ایمن بن خریم الاسدی سے کہا' آپ کے والد اور چچا صحابی تھے۔ (اس لئے لوگوں پر آپ کا اثر ہے) آپ یہ مال لیجئے اور (مکہ) جا کر (عبداللہ) ابن الزبیر سے (میری حمایت میں) جنگ کیجئے'۔ انھوں نے ایسا کرنے سے انکار [۸۲] کر دیا اور کہا:

ولست بقاتل رجلا یصلی — علی سلطان آخر من قریش

لہ سلطانہ وعلی وزری — معاذاللہ من سفہ و طیش

أأقتل مومنا وأعیش حیا — ولست بنافع ما عشت عیشی

[میں ایسے شخص سے جو مسلمان ہے اور نمازیں پڑھتا ہے، قریش کے دوسرے شخص کی سلطنت قائم کرنے کی غرض سے نہیں لڑوں گا ☆ اس کی بادشاہی مستحکم ہو جائے گی اور مجھ پر اس کا بوجھ اور گناہ ہوگا، بے وقوفی اور ایسے غصہ سے اللہ کی پناہ! ☆ کیا میں کسی صاحب ایمان کو قتل کر دوں اور خود آرام کی زندگی بسر کروں، اس بات سے جب تک میں جیتا رہوں گا مجھے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہ پہونچے گا]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۔ متفرقات

(۱) وہ صحابہ جو سب سے آخر میں فوت ہوئے

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ واقدی کا بیان ہے کہ: ☆کوفہ میں جن صحابی نے سب کے آخر میں وفات پائی، وہ عبداللہ بن ابی اوفی تھے۔ انھوں نے ۸۶ھ میں انتقال کیا۔ ☆مدینہ میں سب کے بعد میں وفات پانے والے صحابی سہل بن سعد الساعدی تھے۔ انھوں نے ایک سو سال کی عمر میں ۹۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ☆بصرہ میں ﴿ص ۱۴۹﴾ انس بن مالک سب سے آخر میں مرنے والے صحابی تھے۔ انھوں نے ۹۱ھ یا ایک دوسری روایت کی رو سے ۹۳ھ میں وفات پائی۔ ☆شام میں سب سے آخر میں انتقال کرنے والے صحابی عبداللہ بن بسر تھے۔ انھوں نے ۸۸ھ وفات پائی۔ ☆شام ہی میں بعد میں وفات پانے والے اصحاب رسول میں واثلہ بن اسقع بھی تھے۔ انھوں نے ۸۵ھ میں انتقال کیا۔ انھوں نے اٹھانوے سال عمر پائی۔ ان کا نسلی تعلق بنی لیث بن کنانہ سے تھا۔ ☆ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عامر بن واثلہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والوں میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ انھوں نے ۱۰۰ھ کے بعد انتقال کیا۔ وہ (حضرت) علی کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ اور مختار ثقفی کے ساتھ اس کے علم بردار تھے۔ وہ رجعت کے قائل تھے۔ ۸۳ انھیں نے یہ شعر کہا تھا:

وبقیت سهما فی الکنانه واحدا　　سیرمی به او یکسر السهم کاسره

[میں ترکش میں اکیلا تیر رہ گیا ہوں، جسے جلد پھینکا جائے گا یا پھر تیر کو توڑنے والا توڑ دے گا]۔

یہ شعر بھی انھیں کے ہیں:

أیدعوننی شیخا وقد عشت حقبة　　وهن من الازواج نحوی نزائع

وما شاب راسی من سنین تتابعت　　علی ولکن شیبتنی الوقائع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[میں ایک طویل عرصہ تک جی گیا تو وہ مجھے بوڑھا کہہ کر پکار رہی ہیں حالانکہ ایک زمانہ وہ بھی تھا جب وہ اپنے شوہروں کے بجائے میری طرف مائل ہوتی تھیں ☆ جو سال لگاتار آتے رہے انھوں نے میرے سر کے بالوں کو سفید نہیں کیا بلکہ مجھے واقعات وحوادث زمانہ نے بوڑھا کر دیا ہے]۔

(۲) مؤلفۃ القلوب ۸۴ کے نام

☆ ابوسفیان بن حرب ☆ان کے بیٹے معاویہ، ان دونوں کا اسلام پختہ ہوا۔ ☆حکیم بن حزام ان کا اسلام پختہ ہوا۔ ☆ حارث بن ہشام برادر ابوجہل، ان کا اسلام پختہ ہوا۔ ☆سہیل بن عمرو، ان کا اسلام پختہ ہوا۔ ☆ علاء بن حارثہ ثقفی ☆عیینہ بن حصن بن حذلفہ بن بدر (الفزاری) ☆اقرع بن حابس (تمیمی) ☆ مالک بن عوف النصری ☆عباس بن مرداس سلمی، ان کا اسلام پختہ ہوا۔ ☆قیس بن مخرمہ (مطلبی، قرشی)، ان کا اسلام پختہ ہوا۔ ☆جبیر بن معظم (قرشی)، ان کا اسلام پختہ ہوا۔ ۸۵

(۳) منافقین کے نام

جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ تبوک (سے لوٹتے وقت) پہاڑ کی گھاٹی (چوٹی) سے گرا دینے کا ارادہ کیا تھا۔ ☆عبداللہ بن ابی بن سلول ☆سعد بن ابی سرح، یہ اس شخص کا باپ تھا جو رسول اللہ ﷺ کا کاتب وحی تھا اور (شرارت) سے غفور رحیم کے بجائے عزیز حکیم لکھتا تھا۔ ☆ابو حاضر الاعرابی ☆جُلاس بن سوید بن صامت ☆مجمّع بن حارثہ ☆مُلیح تیمی، اس نے خانہ کعبہ کی خوشبو چوری کر لی تھی۔ اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا تھا اور ایسا گیا کہ پھر یہ پتا نہ چلا کہ کہاں غائب ہو گیا۔ ☆حصین بن نمیر، اس نے ﴿ص ۱۵۰﴾ زکوۃ کی مد میں لائی جانے والی کھجوروں پر ڈاکہ ڈال کر انھیں چرا لیا تھا۔ ☆طُعیمہ بن اُبیرق ☆مُرہ بن ربیع ☆ابو عامر، ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(منافقین) کا سرغنہ تھا۔ اس کے لئے ان لوگوں نے مسجد ضرار بنالی تھی۔ یہ شخص باپ تھا، (حضرت) حنظلہ کا کہ غسیل الملائکہ تھے۔ (غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ انھیں فرشتوں نے غسل جنازہ کرایا)۔ ۸۶

(۴) ان تین اصحاب کے نام جو جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے ۸۷

☆ کعب بن مالک (خزرجی انصاری ۵۰ھ میں انتقال کیا، یہ شاعر رسول اللہ ﷺ تھے)۔

☆ مرارۃ بن ربیع (عامری انصاری بدری صحابی تھے)۔

☆ ہلال بن امیہ (انصاری، شرکاء بدر میں تھے حضرت معاویہ کے عہد میں وفات پائی)۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب چہارم

۱ یہ ۱۰ھ کے آخر میں حجۃ الوداع کے دوران حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ جمادی الاخرہ ۱۳ھ میں اپنے باپ کی وفات کے وقت اس کی عمر ڈھائی سال کے قریب تھی۔ حضرت اسماء نے حضرت علی سے شادی کر لی تھی اور محمد انہیں کی تربیت وصحبت میں جوان ہوا۔ رسول اکرم علیہ السلام کے وصال کے وقت وہ بمشکل تین ماہ کا تھا، اس لئے صحابی نہیں ہے۔ حضرت عثمان سے اس نے مصر کی گورنری مانگی تھی جو انہوں نے ناتجربہ کاری و نااہلیت کی وجہ سے نہیں دی اور یہ ان کا دشمن ہو گیا۔ مصر سے شورہ پشتوں کا ایک جتھ لے کر مدینہ چڑھ آیا اور حضرت عثمان کے محاصرہ میں دوسروں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (مترجم)

۲ صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت بلال کو اپنے ساتھ رہنے پر آمادہ کیا اور وہ ان کی وفات تک مدینہ ہی میں رہے۔ حضرت عمر فاروق کے عہد میں وہ شام چلے گئے اور وہیں اپنی وفات تک مقیم رہے۔ (مترجم)

۳ دستِ میسان، واسط اور بصرہ کے درمیان تھا۔ (نسخہ صاوی)

۴ اصطخر فارس کا ایک قدیم شہر۔ ہمدان ایران کا مشہور مقام۔ (مترجم)

۵ عمواس فلسطین کا ایک پرگنہ جو بیت المقدس کے قریب واقع تھا۔ (مترجم)

۶ صحیح یہ ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ نے انتقال فرمایا۔ (مترجم)

۷ عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو حَمِیُّ الدَّبر = بھڑوں کی حفاظت میں آیا ہوا شخص اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ مشرکین نے انہیں قتل کرنے کے بعد ان کے اعضاء کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہا لیکن بھڑوں (زنبور) نے ان کے جسم کو ایسا گھیرے میں لے لیا کہ مشرکین کو انہیں چھوڑ کر چلا جانا پڑا۔ اختتام جنگ کے بعد مسلمانوں نے انہیں عزت کے ساتھ دفن کر دیا۔ (مترجم)

واقعہ کی نوعیت یہ ہے کہ حضرت عثمان نے صحابہ کے مشورہ سے اور مقتولین کے ورثاء کی رضامندی سے دیت کی رقم ادا کر کے حضرت عبیداللہ بن عمر کو آزاد کر دیا۔ حضرت علی کسی وجہ سے اس فیصلہ پر راضی نہ ہوئے اور اس واقعہ کے بارہ سال کے بعد جب انہوں نے مسند خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ کو زینت بخشی تو ان تین مجوسی مقتولین کے قصاص میں عبیداللہ بن عمر کو قتل کرا دینا چاہا۔ (مترجم)

۹ مصعب الزبیر نے کتاب ''نسب قریش'' (ص،۳۶۱) میں لکھا ہے کہ جب عبدالعزیز بن مروان مصر کے گورنر تھے تو ان کی بیوی ام عاصم کہیں جا رہی تھیں۔ ایک مصری نے انہیں سلام کیا اور ام عاصم نے اسے کچھ دیا۔ جب ام عاصم کا انتقال ہوگیا اور عبدالعزیز نے ان کی بہن حفصہ سے شادی کر لی۔ یہ حفصہ بھی کہیں جا رہی تھیں۔ اس مصری نے انعام کی توقع میں انہیں بھی سلام کیا، لیکن حفصہ نے اسے کچھ نہ دیا۔ اس پر جل کر اس مصری نے کہا: ''حفصہ ام عاصم کے قبیل کی خاتون میں نہیں ہیں''۔ (مترجم)

۱۰ التہذیب میں ہے کہ مبارک حضرت عمر کے بھائی زید بن خطاب کے مولیٰ تھے۔ (مترجم)

۱۱ مصری نسخہ میں ''عقولا'' ہے جس کے معنی احمق ہیں۔ دوسرے نسخہ میں ''نعثل'' ہے اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ (نسخہ صاوی)

۱۲ حقیقت یہ ہے کہ بیعت رضوان اس اطلاع کے بعد کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے، ان کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے لی گئی تھی۔ (مترجم)

۱۳ مسافت کی طوالت اس امر کی غماز ہے کہ روایت وضعی ہے۔ (مترجم)

۱۴ ابن قتیبہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف جن الزامات کا ذکر کیا ہے، اس کے لئے بزعمہم کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی حضرت عثمان کے مخالفین اپنے خیال میں ان پر یہ الزامات لگاتے تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خود ابن قتیبہ کے نزدیک یہ الزامات درست نہیں ہیں۔ پھر بھی مزید مطالعہ کی غرض سے ابن العربی کی العواصم من القواصم (عربی و ترجمہ اردو) محب الطبری کی الریاض النضرۃ شاہ ولی اللہ کی ازالۃ الخفا (فارسی و ترجمہ اردو) محب الدین خطیب کے حواشی بر العواصم من القواصم، حاجی معین الدین ندوی کی خلفاء راشدین اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی ذوالنورین (اردو) کا مطالعہ مفید ہوگا۔ تاریخ اسلام کی عام کتابوں میں بھی الزامات پر بحث کی گئی ہے۔ ابن قتیبہ نے جن فرضی الزامات کا ذکر کیا ہے ان میں سے بیشتر مالی نوعیت کے ہیں اور ایک مخصوص گروہ کی سخن سازی سے زیادہ نہیں ہیں۔ میں نے ترجمہ کرتے وقت یہ سوچا تھا کہ ان الزامات پر تفصیل سے گفتگو کروں، مگر مترجم کے لئے ایسا کرنا مناسب نہیں خصوصاً جب کہ خود صاحب کتاب ان الزامات کو غلط اور بدگمانی سے زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں خیال کرتا۔ تاہم ہر الزام کے بعد اختصار کے ساتھ اس کی حقیقت قوسین میں واضح کر دی گئی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امام اور امیر تھے، بہت سے انتظامی فیصلے بدلے ہوئے حالات کے تحت ان کو کرنے پڑے تھے جو اس وقت کے تناظر میں درست تھے۔ آج کے دور میں تاریخ کے سیاق سے ہٹ کر ان پر رائے زنی کرنا تاریخی شعور سے بے بہرہ ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت عثمان نہایت دولت مند آدمی تھے۔ خلافت سے پہلے بھی لوگوں کو بھاری رقوم عطاء فرماتے تھے اور اللہ کی راہ میں بھی فراخ دلی سے خرچ کرتے تھے۔ خلافت کے بعد بھی اپنے مال سے انھوں نے لوگوں کو بہت کچھ دیا اور اللہ کی راہ میں بھی صرف کیا۔ مخالفین نے بدنیتی سے ان رقوم کو سرکاری رقم خیال کر لیا اور ان پر تہمت تراشی کی۔ مزید مطالعہ کے لئے اوپر ذکر کی ہوئی کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

۱۵ مصری باغیوں کی مصر روانگی سے پہلے مصر کے گورنر حضرت عبداللہ فلسطین چلے آئے تھے۔ وہ مصر میں تھے ہی نہیں اس لئے انہیں خط لکھنے کا سوال ہی نہ تھا۔ (مترجم)

۱۶ یہ درست نہیں ہے۔ باغیوں کا سرغنہ بشر التجیبی نماز کی امامت کر رہا تھا۔ (مترجم)

۱۷ 'کتاب المختصر اخبار البشر' کے مطابق آپ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے۔ (نسخہ صاوی)

۱۸ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حش کوکب کو اپنے مال سے خرید کر بقیع غرقد کے قبرستان میں شامل کر دیا تھا۔ (مترجم)

۱۹ نسخہ صاوی میں عبدالملک بن عثمان کا ایک سطر میں ذکر ہے جبکہ مترجم سے اس کا ترجمہ رہ گیا تھا۔ (ن س ظ)

۲۰ اور نیزے اور تیر کے چالیس زخم ان کے علاوہ تھے۔ (کل ۹۴) زخم کھائے تھے مگر سبھی زخم ان کے اگلے حصہ جسم پر لگے تھے، انھوں نے پیٹھ نہ پھیری تھی کہ زخم پشت پر لگتے۔ وہ حضرت زید بن حارثہ کی شہادت کے بعد لشکر اسلام کے سالار ہوئے۔ اور اخیر تک پرچم اسلامی کو بلند کئے رہے، ایک ہاتھ کٹا تو دوسرے ہاتھ میں پرچم سنبھالا اور دونوں ہاتھ کٹ گئے تو اپنے دانتوں سے اسے پکڑے رہے اور تیسرے سرعسکر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اسے بلند کیا۔ ان کے بعد چوتھے سرعسکر سیف اللہ خالد بن ولید نے پرچم رسول کو اٹھایا اور اسے کامران وظفر مند مدینہ واپس لائے اور مسجد رسول میں نصب کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناء کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یہ سارا بیانیہ مترجم کا ہے جو اردو ترجمہ معارف طبع اول میں قوسین نہ لگنے کے سبب متن میں شامل ہوگیا۔ (ن س ظ)

۲۱ حقیقت یہ ہے کہ عثمان بن حنیف نے اپنے آدمیوں کے ساتھ اصحاب جمل کو روکا اور شہر میں داخل ہونے کی مزاحمت کی چنانچہ فریقین میں لڑائی ہوئی اور جانبین کے کچھ آدمی مارے گئے۔ عثمان بن حنیف کو بصرہ سے بھگا دیا گیا اور وہ حضرت علی کے پاس چلے گئے۔ (مترجم)

۲۲ بصرہ سے پانچ میل کی مسافت پر مکہ جانے والی شاہراہ پر واقع ایک موضع۔ (مترجم)

۲۳ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت تین ماہ کم پانچ سال تھی یعنی ۱۹ر ذوالحجہ ۳۵ھ سے ۱۹ر رمضان ۴۰ھ تک)۔ قوسین کی عبارت مترجم کا ایزاد ہے جو قوسین نہ لگنے کے سبب اردو ترجمہ معارف طبع اول کے متن میں شامل ہوگیا ہے۔ (ن س ظ)

۲۴ عون سے شادی کا ذکر ترجمہ ہونے سے رہ گیا تھا۔ اصل سے مراجعت کر کے شامل کیا جا رہا ہے۔ (ن س ظ)

۲۵ ادریس ہادی و ہارون کے زمانہ میں المغرب الاقصیٰ پہونچے اور وہاں حکومت قائم کر لی بعد میں فاس اور مراکش کے شہر انھیں علاقوں میں بسائے گئے۔ آل ادریس کی حکومت ۱۷۰ھ سے ۳۱۵ھ تک باقی رہی۔ (مترجم)

۲۶ ابراھیم بن ہشام، اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کا ماموں تھا اور ۱۰۶ھ تا ۱۱۴ھ وہ مکہ، مدینہ اور طائف کا گورنر تھا۔ (مترجم)

۲۷ اشراف قریش نے مکہ و مدینہ میں ابوحمزہ سے مقابلہ کیا مگر اس نے دھوکہ سے ان کے سات سو آدمی مار دیئے۔ قریش کا بڑا جانی نقصان ہوا یہ واقعہ ۱۳۰ھ میں پیش آیا۔ (مترجم)

۲۸ اس موقع پر وہ بالکل تنہا رہ گئے تھے اس لئے ان سے ان کی بیوی نے کہا، میں باہر نکل کر آپ کے ساتھ دشمن سے لڑوں گی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سے منع کیا اور کہا 'لڑنا اور مرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے۔ اور پاک باز خواتین اس لئے ہیں کہ اپنے دامن کو کھینچتے ہوئے چلیں۔ وہ دشمنوں پر تنہا حملہ کرتے اور ان کو مسجد حرام کے دروازے سے باہر نکال دیتے تھے۔ پھر واپس پلٹتے اور کہتے تھے۔ اگر میرا مقابل ایک ہوتا تو میں اس کو کافی ہوتا۔ ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زخموں سے ہماری پشتوں اور ایڑیوں پر خون نہیں بہتے بلکہ ہمارے پاؤں کے اگلے حصوں پر ہمارے زخموں کا خون بہتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ سات دنوں تک متصل روزے رکھتے پھر آٹھویں دن وہ پہلے سے بھی زیادہ قوی ومضبوط دکھائی دیتے تھے۔ وہ دودھ، زعفران، مصبر اور گھی سے افطار کرتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ دودھ جسم کو شاداب رکھنے کے لئے، گھی غذائیت کے لئے صبر، (مصبر) آنتوں کو رواں رکھنے کے لئے اور زعفران خوشبو کے لئے ہے)۔ یہ سارا بیانیہ مترجم کا ایزاد معلوم ہوتا ہے جو قوسین نہ لگنے کے سبب متن میں شامل ہو گیا تھا۔ نسخہ صاوی میں یہ تفصیلات نہیں ہیں لہٰذا انہیں حواشی میں دیا جا رہا ہے۔ (ن س ظ)

۲۹ واضح ہو کہ حضرت صدیق اکبر کی چھوٹی بیٹی جناب ام کلثوم بنت ابی بکر کی شادی حضرت طلحہ سے ہوئی تھی اور ان کے بطن سے زکریا بن طلحہ و عائشہ بنت طلحہ وغیرہ پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح موسیٰ بن طلحہ کی شادی حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق کی بیٹی سے ہوئی تھی جن کے بطن سے محمد بن موسیٰ بن طلحہ پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے آل زبیر کے شاعر نے حضرت طلحہ کے خاندان کے جس شخص کی تعریف کی ہے، اس کی ددھیال خاندان طلحہ میں اور ننہال خاندان ابو بکر صدیق میں ہوگی اور اسے دونوں بزرگوں، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے شرف انتساب ہوگا۔ (مترجم)

۳۰ نسخہ صاوی میں 'زبیر' ہے۔ حالانکہ 'عبداللہ ابن زبیر' ہونا چاہئے۔ (ن س ظ)

۳۱ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت سعد نے اسے بددعا دی، چنانچہ ایک اصیل اونٹنی نکلی۔ اسے کوئی چیز بھی نہ روک سکی وہ اس شخص کے پاس آ گئی اور اپنی ٹانگوں کے درمیان اسے گرا دیا۔ اور جان سے مار ڈالا۔ یہ کہا جاتا تھا کہ 'نیکوکار اور صالح شیخ کی بددعا سے ڈرو'۔ (مترجم)

۳۲ مگر پھر اہل کوفہ نے ان کی شکایت کی اور کہا 'اللہ کے لئے ہمیں سعد سے بچایئے کیوں کہ اے امیر المومنین سعد مستجاب الدعوات (جن کی دعا قبول ہو جاتی ہے) ہیں اور جب انھیں کسی سے کوئی ناخوشی ہوتی ہے تو اس پر بددعا کرتے ہیں اور یہ قبول ہو جاتی ہے۔

۳۳ یہ سن کر (حضرت) سعد نے فرمایا 'اگر مجھے ان لوگوں پر ترس نہ آتا جن کا کوئی قصور نہیں، تو میں طہارت کے بعد دو رکعتیں پڑھتا اور کوفہ والوں پر بددعاء کرتا جس سے ان کے بعد والے ان کے پہلے والوں سے جا ملتے (یعنی سب ہلاک ہو جاتے۔) اس کے بعد ولید کوفہ چلے گئے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعد مدینہ واپس آ گئے۔ بعد ازاں حضرت عثمانؓ نے انھیں کئی بار سرکاری عہدوں کی پیش کش کی لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔

۳۴ جس دن حضرت حسین شہید ہوئے، عمر بن سعد علالت کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ تھے مگر یہ بات (شہادت حسین) انھیں کی جانب منسوب ہے۔

۳۵ اور ماں کی طرف سے زید اور خطاب بھائی ہوئے مگر باپ کے رشتہ سے خطاب بن نفیل زید بن عمرو بن نفیل کا چچا ہے۔ یوں دادا نفیل کے تعلق سے حضرت عمر اور زید چچازاد بھائی ہیں، نفیل ان دونوں کا دادا ہے لیکن حضرت عمر کی دادی، جو خطاب کی ماں تھی زید کی بھی ماں تھی اور دادی کے رشتہ سے زید حضرت عمر کے چچا ہوئے۔ یوں حضرت سعید بن زید، حضرت عمر کے بھتیجے بھی تھے اور چچازاد بھائی بھی۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ بنت خطاب، حضرت سعید بن زید کی بیوی تھیں۔ اس تعلق سے سعید بن زید، حضرت عمر کے بہنوئی ہوئے۔ حضرت سعید بن زید کی بہن حضرت عاتکہ بنت زید، حضرت عمر کی بیوی تھیں، یوں حضرت عمر بھی حضرت سعید کے بہنوئی تھے۔ (مترجم)

۳۶ یہاں بضع کا لفظ آیا ہے جو تین سے نو تک کے عدد کے لئے بولا جاتا ہے، سو بضع وسبعین سنۃ سے ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، سال مراد لئے جا سکتے ہیں۔ (ن س ظ)

۳۷ یہ روایت درست نہیں ہے۔ حضرت سعید بن زید نے مدینہ میں انتقال کیا اور وہیں پیوند خاک ہوئے۔ (مترجم)

۳۸ ان کا نام تھا امیمہ بنت غانم بن خالد بن عبدالعزیٰ بن عامر بن عمیرہ۔ (مترجم)

۳۹ مرجئہ ایک قدیم اسلامی فرقہ تھا جس کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان ہوتے ہوئے گناہ سے کچھ نقصان نہ پہونچے گا۔ یعنی عمل نہ ہونے سے ایمان زائل نہیں ہوگا اور بے عمل شخص بھی مومن رہے گا۔ یوں یہ لوگ ایمان پر عمل کو موخر کرتے تھے۔ (مترجم)

۴۰ نسخہ صاوی میں معاذ کے اخیافی بھائی کا نام عبداللہ بن جریر بن قیس بدوی لکھا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے ''ان کے اخیافی بھائی کا نام عبداللہ بن جریر بن قیس تھا یہ بدری (شریک غزوہ بدر) صحابی تھے''۔ دیکھئے اردو ترجمہ معارف طبع اول، قرطاس، ص: ۲۳۸۔ غالباً یہ کتابت کی غلطی اس نسخہ کی ہے جسے مترجم نے استعمال کیا۔ یہ بات بہرحال تحقیق طلب ہے۔ (ن س ظ)

۴۱ یعنی ان کی بیوی خولہ نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کی اور قرآن کی سورہ المجادلہ کی آیت ۲ نازل ہوئی اور اس کے مطابق ان کا مقدمہ طے پایا۔ تفصیل کے لئے قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجید کی کتب تفاسیر اور ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ جلد سوم بذیل ذکر اوس بن صامت کا مطالعہ کیجئے۔ (مترجم)

۴۲ اس ساری روایت میں سخت اضطراب اور مغالطہ ہے۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے دوران ابوجہل کے ہاتھوں شہید ہوگئی تھیں۔ الازرق (عبید) روی سے ان کی دوسری شای، طائف میں ان کی نسل کی غلای، شام میں غسانی النسل ہونے کا ادعاء بنی امیہ سے پیمان بندی اور پھر ان میں ازدواج، یہ ساری باتیں جہل مرکب سے زیادہ نہیں ہیں۔ ابن قتیبہ کے خود اپنے بیان سے کہ ابو حذیفہ مخزومی نے حضرت سمیہ کو آزاد کر دیا تھا اس بات کی تردید ہوتی ہے کہ آزادی کے بعد ان کا نکاح ایک غلام سے ہوا۔ و نیز ان کی شہادت کا ذکر ابن قتیبہ کے اگلے بیان میں موجود ہے۔ اس سے بھی مذکورہ روایت کی تردید ہوتی ہے۔ غالباً ابن قتیبہ اور بعض دوسرے راویوں کو سمیہ کے نام سے مغالطہ ہوا ہے۔ سمیہ بنت خیاط، کہ حارث بن کلدہ ثقفی کی باندی تھی، اسے ان لوگوں نے سمیہ جاریہ ابی حذیفہ سمجھ لیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ پھر یہ کہ سمیہ بنت خیاط کی اولاد نے کبھی غسانی الاصل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس ساری داستان کو ''زیاد بن ابی سفیان'' کے واقعات کے تناظر میں اور واقعہ استلحاق کے حوالہ سے دیکھنا چاہئے۔ ابن قتیبہ کی بے احتیاطی نے اصل کو بے اصل کر کے رکھ دیا۔ (مترجم)

۴۳ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں یہ نام 'ربیعہ بن کلثوم بن جبر' لکھا گیا ہے، جو کتابت کی غلطی ہے۔ (ن س ظ)

۴۴ حدیث کا آخری ٹکڑا یعنی فان الحق یومئذ لمع عمار کا ترجمہ، یا تو مترجم سے رہ گیا تھا یا کتابت ہونے سے رہ گیا تھا۔ اصل سے مراجعت کر کے اب شامل کیا جا رہا ہے۔ (ن س ظ)

۴۵ یہاں ایک جگہ راوی کو ابوالعامریہ لکھا گیا ہے، دوسری جگہ ابو العاریہ۔ یہ تضاد نسخہ صاوی میں ہے۔ (ن س ظ)

۴۶ اس پورے بیانیہ میں جو شدید اضطراب ہے اور راویوں کے نام میں جو تضاد ہے اسے قارئین خود دیکھ سکتے ہیں۔ (ن س ظ)

۴۷ جنگ بدر میں لشکر اسلام میں صرف تین سوار تھے، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مرثد بن ابی مرثد غنوی اور حضرت مقداد ابن اسود۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۸ اردو ترجمۂ معارف طبع اول میں ۳۰ھ شائع ہوا ہے۔ اصل سے مراجعت کے بعد درست سنہ یعنی ۳۳ھ کر دیا گیا ہے۔ (ن س ظ)

۴۹ الاصابہ میں ان کا نام طیبہ بنت وھب بن عک ہے۔ (نسخہ صاوی)

۵۰ کہا گیا ہے کہ ان کی وفات ۴۴ھ میں ہوئی اور ان کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی۔ (نسخہ صاوی)

۵۱ حضرت خالد جنگ بدر میں مشرکین کی جانب سے بھی شریک نہ ہوئے تھے۔ (مترجم)

۵۲ ایک کمزور روایت یہ بھی ہے کہ ان کا انتقال مدینہ میں ہوا تھا۔ (نسخہ صاوی)

۵۳ صحیح یہ ہے جیسا کہ ابن قتیبہ کے بیان سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد مسلمانوں کی خانہ جنگی میں بالکل حصہ نہ لیا اور کسی فریق کی حمایت میں تلوار نہ اٹھائی۔ اس لئے یہ کہنا کہ آں حضرت ﷺ کے وصال کے بعد وہ قتال سے کنارہ کش ہو گئے غلط ہے۔ عہد فاروقی میں انہوں نے متعدد محاذوں پر جہاد کیا تھا۔ کتب سیر و مغازی میں ان کا حال دیکھنا چاہئے، الفاروق کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ (مترجم)

۵۴ روایت یہ کی جاتی ہے کہ انتقال کے سات دن بعد انہیں کسی جزیرہ میں دفن کیا گیا تھا تاہم ان کی میت میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا۔ (نسخہ صاوی)

۵۵ اردو ترجمہ معارف طبع اول میں سہواً ان کا نام ضحاک بن خرشہ چھپ گیا ہے۔ (ن س ظ)

۵۶ صحیح یہ ہے کہ اسے امیر شام حضرت معاویہ نے قید کر دیا تھا، مگر وہ قید خانہ سے نکل بھاگا، اپنے دشمنوں کے ہتھے چڑھ گیا اور مصر میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ (مترجم)

۵۷ کہا جاتا ہے کہ مُنیہ یا ان کی والدہ تھیں یا دادی۔ (نسخہ صاوی)

۵۸ واقعہ یہ ہوا کہ حضرت عبداللہ بن انیس کو نبی کریم ﷺ نے خالد بن سفیان الہذلی کے قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ جب اسے قتل کر کے واپس آئے تو آپؐ نے انہیں ایک عصا دے کر فرمایا تھا کہ یہ قیامت کے دن میرے اور تمہارے درمیان نشانی کا کام دے گا۔ (مترجم)

۵۹ دوسرے مصرعہ میں حتی رموا، چوتھے مصرعہ میں ولایکی، بھی روایت کیا گیا ہے جبکہ تیسرا شعر یوں بھی بیان کیا گیا ہے:

ففرت عنهم والاحبة فيهم طمعالهم بعقاب يوم مرصد (نسخہ صاوی)

۶۰ صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید جنگ میں اپنے گروہ کی نماز میں امامت کرتے تھے۔ ان کی لاش دیکھ کر حضرت علی کو بھی صدمہ ہوا۔ ان کی والدہ جویریہ ابوجہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بیٹی تھیں، حضرت علی نے ان ہی سے شادی کرنی چاہی تھی مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں روک دیا، پھر عتاب نے حضرت جویریہ سے شادی کرلی اور ان کے بطن سے حضرت عبدالرحمان بن عتاب پیدا ہوئے۔ جنگ جمل میں ان کا ہاتھ کٹ گیا اور پھر وہ شہید ہوگئے۔ ایک شاہین یا گدھ (طائر) ان کے کٹے ہوئے ہاتھ کو لے اڑا اور مدینہ میں لاکر گرادیا۔ ابن قتیبہ کے ہاں یمامہ کا ذکر ہے جو غلط ہے۔ (دیکھئے کتب طبقات مثلاً ابن الاثیر جزری کی اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۳۰۸، مطبوعہ مصر ۱۲۸۲ھ)۔ (مترجم)

۶۱ کہا جاتا ہے کہ وہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے مابین زمانے میں اسلام لائے۔ (نسخہ صاوی)

۶۲ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال خلافتِ معاویہ کے زمانہ میں ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں ہوا۔ (نسخہ صاوی)

۶۳ ابونعیم کی روایت ہے کہ ان کی کنیت ابونصر تھی۔ (نسخہ صاوی)

۶۴ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ نفیع بن مسروح ہیں۔ (نسخہ صاوی)

۶۵ عمرو بن الحمق کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا بلکہ باغیوں اور قاتلوں میں ان کا نام سرفہرست ہے۔ (مترجم)

۶۶ یہ روایت بے اصل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے تو کسی مرد نے اسلام قبول ہی نہیں کیا تھا۔ یقیناً حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں مگر اول الناس اسلاماً نہیں ہیں۔ (مترجم)

۶۷ عبارت کو مربوط بنانے کے لئے چند جملے مترجم نے آگے پیچھے کیے ہیں تاہم متن سے تجاوز نہیں کیا۔ (ن س ظ)

۶۸ یہ بیان صحیح نہیں ہے۔ سعد نے مکہ میں بحالتِ کفر انتقال کیا اور وہ مدینہ نہیں آیا۔ منافق اسے کہتے ہیں جو دل سے کافر اور بظاہر مسلمان ہونے کا دعویدار ہو۔ اسلام کی قوت کے زمانے میں مدینہ میں ایسے لوگ موجود تھے جو اسلام کی قوت سے ڈر کر زبان سے اسلام کا جھوٹا اعلان کرتے تھے لیکن دل میں اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ منافق کی اصطلاح مدینہ میں عام ہوئی، ہجرت کے پہلے مکہ میں اس کا وجود نہ تھا۔ پھر جس شخص نے اسلام کا اقرار کیا ہی نہیں اور اپنے کفر پر مرا اس کا زمرۂ منافقین میں شامل ہونا یعنی چہ؟۔ المعاوف میں کئی عبارتوں کے درمیان ایسے غیر معتبر ٹکڑے اور نام مذکور ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ میرے خیال میں یہ نام یا فقرے بعد میں مخصوص مفادر کھنے والوں نے ایزاد کئے ہیں اور یہ الحاقی ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۹ بخاری کی تاریخ کبیر کی رو سے حضرت حکیم بن حزام نے ۶۰ھ میں وفات پائی۔ (نسخہ صاوی)

۷۰ ایک روایت ہے کہ معیقیب کے جسم پر برص کے داغ تھے جذام کے نہیں حضرت عمر کے حکم سے ان کا علاج ہوا اور صحت مند ہو گئے۔ (نسخہ صاوی)

۷۱ عرب جاہلیت میں باپ کے مرنے کے بعد بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے شادی کر لیتا تھا۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ دوسری اقوام مثلاً منگولوں وغیرہ بھی یہی دستور تھا۔ (مترجم)

۷۲ اروی کی والدہ بیضاء عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، رسول اکرم ﷺ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ بیضاء اور عبداللہ جڑواں پیدا ہوئے۔ (مترجم)

۷۳ یہ ساری روائتیں جعلی اور جھوٹی ہیں جو صحابہ کرام کو بدنام کرنے کی غرض سے گھڑی گئی ہیں۔ (مترجم)

۷۴ یہ بھی من جملہ خرافات موضوع روایات ہیں۔ (مترجم)

۷۵ اردو ترجمہ المعارف طبع اول میں ان کے والد کا نام حارث لکھا گیا ہے۔ اصل سے مراجعت کر کے درست کر دیا گیا۔ (ن س ظ)

۷۶ اردو ترجمہ المعارف طبع اول میں ان کی کنیت عبدالرحمان لکھی گئی ہے۔ اصل سے مراجعت کر کے درست کر دیا گیا۔ (ن س ظ)

۷۷ بنی تیم اللہ کی ایک عورت جو گھی بیچتی تھی۔ تفصیل کے لئے اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶ دیکھئے۔ (مترجم)

۷۸ رجیع مکہ اور طائف کے درمیان بنی ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ یہاں عضل اور قارہ کے مشرکین نے دھوکہ سے ان سات مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا جن کو ان لوگوں کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے قبیلے والوں کو اسلام کی تعلیم دینے کی غرض سے ان کے ساتھ کر دیا تھا۔ یہ واقعہ ۴ھ میں پیش آیا۔ (مترجم)

۷۹ صحیح یہ ہے کہ یہ قبیلہ کلب سے تھے۔ دیکھئے اسد الغابہ ۲: ۱۳۰۔ (مترجم)

۸۰ کوفہ کے قریب شام کے رس پر ایک بستی کا نام۔ (نسخہ صاوی)

۸۱ بنو شیبان، بکر بن وائل کی ایک شاخ ہے۔ (مترجم)

۸۲ ابن الاثیر نے اسد الغابہ جلد دوم میں لکھا ہے کہ انھوں نے جنگ مرج راہط میں شرکت کی مروان کی دعوت کو بھی مسترد کر دیا تھا اور مسلمان کا خون بہانے پر آمادہ نہ ہوئے تھے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۳۔ ابن قتیبہ نے حضرت ابو الطفیل کے متعلق یہ لکھ کر کہ وہ مختار ثقفی کے صاحب الرایۃ (علم بردار) تھے اور رجعت کے قائل تھے، حد درجہ بے ثبوت بات کہی ہے۔ اس سے ان کی شخصیت اور صحابہ کے کردار پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہم کتب رجال و طبقات سے ان کے حالات مرتب کر کے ذیل میں درج کرتے ہیں:

عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمیر بن جابر بن حمیس بن جدی بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کنانی لیثی، کی کنیت ابو الطفیل تھی وہ نام کے بجائے اپنی کنیت سے زیادہ مشہور تھے۔ غزوۃ احد کے سال یعنی ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کے تھے کہ آں حضرت ﷺ نے ۱۱ھ میں وفات پائی۔ جنگ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کے وقت جعرانہ میں موجود تھے۔ وہ کوفہ میں بس گئے تھے مگر پھر مکہ چلے آئے اور اپنی وفات تک مکہ ہی میں رہے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں تھے اور ان کے زمانہ خلافت میں لڑی جانے والی تمام جنگوں میں شریک تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام کے فضل و شرف کے معترف تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ کو ترجیح دیتے۔ وہ فاضل عاقل، ثقہ، قابل اعتبار اور مامون تھے۔ صحابہ کرام میں وہ سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ ان کا سال وفات ۱۰۰ھ یا ۱۱۰ھ ہے۔ ان کے والد حضرت واثلہ لیثی بھی صحابی تھے۔ ابن اثیر نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کوفہ سے مکہ چلے آئے تھے اور یہیں پیوند خاک ہوئے۔ ایک کمزور روایت یہ بھی ہے کہ وہ کوفہ ہی میں رہے اور وہیں مرے لیکن ابن اثیر نے اس روایت کو غلط بتایا ہے اور واضح کیا ہے کہ پہلی روایت صحیح ہے، ۴۰ھ میں حضرت علی کی شہادت کے بعد مکہ واپس آ گئے اور وہیں مرے اور کوفہ گئے ہی نہیں۔ مختار ثقفی نے ۶۶ھ میں حکومت کے خلاف خروج کیا تھا اور ایک سال کی ہنگامہ خیز زندگی کے بعد ۶۷ھ میں جان دی تھی۔ اس مدت میں حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے نہ کہ کوفہ میں، اس لئے مختار ثقفی کے علم بردار ہونے کی روایت درست نہیں ہے۔ ان پر ابن قتیبہ کے بیان سے ایک یہ الزام بھی عائد ہوتا ہے کہ وہ 'رجعت' کے قائل تھے یعنی یہ کہ حضرت علی دوبارہ زندہ ہو کر اس دنیا میں آئیں گے اور حضرت عمر وغیرہ کو سزائیں دیں گے۔ یہ غالی شیعوں کا عقیدہ رہا ہے، محدثین نے اس عقیدہ کے حامل شخص کو غیر ثقہ، غیر مامون اور بے اعتبار قرار دیا ہے۔ جب کہ حضرت ابو الطفیل کو ثقہ، مامون، فاضل و عاقل کہا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ بریں ابن قتیبہ کے علاوہ کسی نے عقیدہ رجعت کو ان سے منسوب بھی نہیں کیا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں وہ دونوں الزامات یعنی مختار کی علم برداری وعقیدہ رجعت پر ایمان سے بری ہیں۔ اس سلسلہ میں کتب طبقات دیکھئے مثلاً اسد الغابہ لابن الاثیر الجزری جلد ثالث و خامس)۔ (مترجم)

۸۴ شیخ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۶ھ) کا بیان ہے کہ 'موالفتہ القلوب' وہ سرداران عرب تھے جن کی تالیف قلب (دل جوئی) کا رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا اور انھیں مال غنیمت سے زائید مال عطا فرمایا تھا۔ تاکہ ان کی وجہ سے اسلام کی تقویت حاصل ہو (دیکھئے القاموس المحیط برموقع) عہد حاضر کے مشہور فاضل پروفیسر حمید اللہ کا گراں قدر مقالہ (عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی) اس موضوع پر جامع ومستند تحریر ہے۔ قرآن مجید میں بھی حکومت کے جن مصارف کا بیان ہے، ان میں مؤلفتہ القلوب کے لئے ایک مد مخصوص کی گئی ہے۔ اس لئے مؤلفتہ القلوب کو کم حیثیت نہ سمجھنا چاہئے۔ یہ سب بعد میں اچھے مسلمان ثابت ہوئے اور سبھی عرب کے رودار اور با اثر افراد اور اپنے اپنے قبیلوں کے سردار تھے۔ ان میں کوئی غیر معروف اور عام ومجہول شخص نہ تھا، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی دلدہی کی تالیف قلب کے لئے ان کے اعزاز کو برقرار رکھا اور مال غنیمت سے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ حصہ عطا فرمایا۔ (مترجم)

۸۵ فاضل مترجم نے مولفتہ القلوب میں صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ کا نام بھی شامل کیا ہے، جب کہ یہ دونوں نام نسخہ صاوی میں موجود نہیں ہیں، دیکھئے المعارف مرتبہ محمد اسمٰعیل عبداللہ الصاوی، وقدم لہ ثروت عکاشہ، قدیمی کتب خانہ کراچی (تاریخ ندارد) ص:۱۴۹

۸۶ اس روایت میں جن لوگوں کے ناموں کا ذکر ہے، وہ محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ) کی روایت میں مذکور ہیں، مگر صحیح روایت یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ نے یہ نام صرف حضرت حذیفہ بن یمان کو بتلائے تھے جس کا انھوں نے کسی سے ذکر نہیں کیا۔ سو یہ نام معتبر نہیں۔ ان میں سے بعض نام واقعاتی شہادت کے رو سے غلط ہیں اور یہ لوگ تبوک میں شریک ہی نہیں تھے مثلاً عبداللہ بن ابی، سعد بن ابی سرح اور ابو عامر فاسق غزوہ تبوک میں شریک ہی نہ ہوئے تھے۔ مزید معلومات کے لئے دیکھئے مولانا عبدالرؤف داناپوری کی کتاب اصح السیر، مطبوعہ نور محمد، کراچی، صفحہ ۳۷۵ تا ۳۷۸۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۷ وہ تین صحابہ رضوان اللہ علیہم جو غزوہ تبوک میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے سماجی مقاطعہ کا اعلان کر دیا تھا۔ آخر میں پچاس دن کے بعد ان اصحاب کی معذرت قبول ہوئی اور جن کے بارے میں قرآن کی آیت سورۃ توبہ، آیت ۱۱۷، ۱۱۸ نازل ہوئی۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

تذکرۂ خلفاء

الف۔ خلفاء بنی امیہ (دمشق)

۱۔ **معاویہ بن ابی سفیان** : ان کا سلسلہ نسب ہے معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ (اکبر) بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ ابوسفیان نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں طائف کے صدقات کی وصولی کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ان کی ایک آنکھ رسول اللہ ﷺ کے بعض مغازی میں جاتی رہی تھی۔ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔ مرنے سے پہلے نابینا ہوگئے تھے۔ ۳۲ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ انھوں نے اٹھاسی سال عمر پائی۔ ابوسفیان کی ماں کا نام صفیہ بنت حارث تھا وہ قیس عیلان کے قبیلے سے تھی۔ معاویہ کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ تھا۔ روایت ہے کہ ابوسفیان کی ایک آنکھ غزوۂ طائف میں اور دوسری آنکھ جنگ یرموک میں ضائع ہوگئی تھی۔ ان کی اولاد میں ام المومنین ام حبیبہ، نام ان کا رملہ تھا، آمنہ، عمرو، ہند، صخرہ، معاویہ، عتبہ، جویریہ، ام الحکم، حنظلہ، عنبسہ، محمد، زیاد، یزید، رملہ صغریٰ اور میمونہ ہیں ان میں سے چار (معاویہ، عتبہ، جویریہ اور ام الحکم) ہند بنت عتبہ کے بطن سے تھیں۔

☆**عمرو بن ابی سفیان**، غزوۂ بدر میں گرفتار ہوا۔ ابوسفیان نے اس کا زر فدیہ ادا نہیں کیا بلکہ ایک مسلمان کو گرفتار کرلیا۔ سو اس مسلمان کے عوض عمرو رہا کردیا گیا اور بدلہ میں وہ مسلمان بھی رہا ہوئے۔ اس کی نسل باقی نہ رہی۔ ☆**حنظلہ بن ابی سفیان**، اسے غزوۂ بدر میں (حضرت) علی نے قتل کردیا۔ اس کی نسل بھی نہیں چلی۔ ☆**یزید بن ابی سفیان**، انھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یزید الخیر کہا جاتا تھا۔ انھیں (حضرت) ابوبکر نے شام کا عامل مقرر کیا تھا۔ (حضرت) عمر نے بھی انھیں برقرار رکھا۔ ابوسفیان بن حرب اپنے بیٹے یزید کے زیر کمان رومیوں سے جنگ یرموک میں لڑتے تھے۔ یزید جبکہ وہ (حضرت) عمر کی جانب سے شام کے (ایک حصہ کے) عامل تھے۔ ﴿ص ۱۵۱﴾ طاعون عمواس میں شہید ہوئے۔ یہ ۱۸ھ کا واقعہ ہے۔ ان کے بعد (حضرت) عمر نے ان کی جگہ پر معاویہ کو عامل مقرر کیا۔ یزید کی نسل باقی نہ رہی۔ ☆عنبسہ بن ابی سفیان کو خالد بن عبداللہ بن اسید (عامل) طائف نے شراب خوری کے جرم میں کوڑے لگوائے تھے۔ ان کی متعدد اولادیں تھیں مگر نسل صرف عثمان بن عنبسہ سے چلی۔ ☆محمد بن ابی سفیان، ان کے بیٹے کا نام عثمان تھا۔ یہ یزید بن معاویہ کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے۔ ان کو مدینہ والوں نے منحوس گردانا اور اسی سبب سے حرّہ کا واقعہ پیش آیا۔ ☆عتبہ بن ابی سفیان، یہ کمزور شخصیت کے مالک تھے۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے۔ معاویہ نے انھیں مصر کا والی مقرر کیا تھا۔ ان کی متعدد اولادیں تھیں جن میں معاویہ بن عتبہ تھے، جنھیں (حضرت) معاویہ نے مدینہ کا والی مقرر کیا تھا اور عمرو بن عتبہ نے (عبدالرحمان بن محمد) ابن اشعث کے ساتھ (حکومت کے خلاف) بغاوت کی تھی سو انھیں قتل کر دیا گیا۔ عتبہ کی نسل بکثرت موجود ہے۔

☆زیاد بن ابی سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ، کنیت ان کی ابومغیرہ تھی۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ ان کی ماں کا نام اسماء بنت اعور تھا اور قبیلہ عبشمی بن سعد سے ان کا تعلق تھا جبکہ دوسرے (علماء انساب کا) بیان ہے کہ سمیہ بنت ابی بکرۃ ان کی ماں تھیں۔ ہم نے ان کا قصہ ابوبکرہ کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ زیاد فتح مکہ کے سال طائف میں پیدا ہوئے۔ وہ مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے بعد ازاں ابوموسیٰ اشعری کے اور ان کے بعد عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن عباس کے کاتب رہے۔ زیاد، علی بن ابی طالب کے حامیوں میں تھے۔ اور ان کی جانب سے فارس کے والی تھے۔ معاویہ نے انھیں دھمکی کا خط لکھا اس کے جواب میں زیاد نے لکھا 'کیا آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میرے اور آپ کے درمیان علی بن ابی طالب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ خدا کی قسم اگر آپ نے میرے پاس پہنچنے کی کوشش کی تو آپ مجھے خون بہانے والا بہت بڑا شمشیرزن پائیں گے۔ بعد میں انھیں معاویہ نے بصرہ اور اس کے علاقوں کا والی مقرر کر دیا جب (والی کوفہ) مغیرہ بن شعبہ کی وفات ہوگئی، تو انہیں (کوفہ کا بھی گورنر مقرر کر کے حضرت معاویہ نے) انھیں عراقین (کوفہ بصرہ) کا والی بنا دیا۔ وہ پہلے شخص تھے جنھیں عراقین کا والی بنایا گیا۔ وہ آٹھ سال تک گورنر رہے۔ اس میں سے پانچ سال بصرہ کے اور تین سال بصرہ اور کوفہ (عراقین) کے حاکم رہے۔ انھوں نے کوفہ میں ۵۳ء میں انتقال کیا۔

مجھ سے سہل بن محمد نے، ان سے اصمعی نے، ان سے جریر بن حازم نے، ان سے زبیر بن خریت نے اور ان سے ابی لبید نے بیان کیا کہ بصرہ کی گورنری کے زمانے میں ایک بار زیاد ہمارے پاس سے یوں گزرے کہ ان کے ہمراہ ایک یا دو آدمی تھے وہ ایک خچر پر سوار تھے اس کی گردن میں لگام کے نیچے رسی لپیٹے ہوئے تھے۔ (یعنی نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے اور شان امارت سے پرہیز کرتے تھے)۔

زیاد کی اولاد میں عبدالرحمان، مغیرہ، محمد، ابوسفیان، عبیداللہ اور عبداللہ (عبیداللہ اور عبداللہ کی ماں مرجانہ نامی ام ولد تھی) اور سلم، عثمان، عباد، ربیع، ابوعبیدہ، یزید، عنبسہ اور ام معاویہ، عمرو غصن، عتبہ، ابان، جعفر، ابراہیم اور سعید (اکیس ۲۱ بیٹے) اور تئیس (۲۳) بیٹیاں تھیں۔ (بیٹیوں میں ام معاویہ کا نام تمام نسخوں میں ہے، جو بدیہی طور پر غلط ہے)۔ ☆ عبیداللہ بن زیاد کی کنیت ابوحفص تھی وہ خوبصورت تھا۔ اس کی ماں مرجانہ کی زیاد نے شیرویہ اسواری سے شادی کر دی تھی اور عبیداللہ کو اس کے پاس بھیج دیا تھا۔ اس لئے اساورہ (ایرانی سابق سواران فارس) میں اس کی تربیت ہوئی اس کی زبان میں لکنت تھی۔ وہ معاویہ کی جانب سے خراسان کا اور بعد ازاں عراقین کا گورنر رہا۔ وہ آٹھ برس تک یہاں کا گورنر رہا اس میں سے پانچ سال ﴿ص ۱۵۲﴾ صرف بصرہ پر اور تین سال کوفہ و بصرہ دونوں پر حاکم رہا۔ جب یزید مرا تو عبیداللہ بن زیاد کے خلاف اہل بصرہ نے بغاوت کر دی اور اس کو اس کے گھر سے نکال باہر کیا سو اس نے مسعود بن عمرو ازدی کے ہاں پناہ لی۔ جب مسعود مارا گیا تو عبیداللہ نے شام کی راہ لی اور مروان بن حکم سے جا ملا۔ جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرج راہط میں وہ مروانی لشکر کے ایک بازو کا کمانڈر تھا۔ اس جنگ میں مروان کو کامیابی ہوئی (اور وہ شام کا حکمران بن گیا) اس نے عبیداللہ بن زیاد کو عراق (کا حاکم بنا کر) روانہ کیا جب وہ کوفہ کے قریب پہنچا تو مختار بن ابی عبید نے اس کے مقابلے پر ابراہیم بن اشترنخعی کو بھیجا۔ دونوں لشکر کا مقابلہ (زیریں دریائے) زاب کے قریب (عین الوردہ کے مقام پر) ہوا اس جنگ میں عبیداللہ بن زیاد مارا گیا۔ اس کی نسل باقی نہ رہی۔ وہ یوم عاشوراء (دس محرم) ۶۷ء کو قتل ہوا۔ ☆عبدالرحمان بن زیاد کی کنیت ابو خالد تھی۔ معاویہ نے ان کو خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ بصرہ میں ان کی نسل موجود ہے۔ ☆مغیرہ بن زیاد کی نسل ختم ہوگئی۔ اسی طرح ☆محمد بن زیاد کی نسل بھی موجود نہیں ہے۔ ☆ابوسفیان بن زیاد طاعون جارف سے بھاگ کر بادیہ میں چلے گئے مگر پھر بھی طاعون نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہیں طاعون کا شکار ہوکر مر گئے۔ ان کی نسل کے لوگ بصرہ میں موجود ہیں۔ ☆سلم بن زیاد کی کنیت ابوحرب تھی وہ زیاد کی اولاد میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ یزید کی جانب سے خراسان کے والی تھے۔ انھیں کے بارے میں ابن عرادہ نے کہا ہے:

عتبت علی سلم فلما حجرته وخالطت اقواما بکیت علی سلم

[میں سلم سے ناراض ہوا مگر جب میں نے انھیں چھوڑ دیا اور دوسرے لوگوں سے میل جول بڑھایا تو سلم کے لئے بہت رویا]۔

ان کی وفات بصرہ میں ہوئی اور یہیں ان کی نسل کے لوگ آباد ہیں ☆عباد بن زیاد کی کنیت ابوحرب تھی۔ وہ معاویہ کی جانب سے نو سال تک سجستان کے گورنر رہے۔ انھیں کے بارے میں ابن مُفَرِّغ نے کہا ہے:

سبق عبّاد وصلت لحیته

[عباد تو آگے نکل گئے، مگر ان کی داڑھی نے نماز پڑھی]۔

ان کی نسل شام اور بصرہ میں ہے۔ ☆ربیع بن زیاد لنگڑے تھے۔ بصرہ میں ان کی نسل کے تھوڑے سے لوگ موجود ہیں۔ ☆ابوعبیدہ بن زیاد کو سلم بن زیاد نے کابل کا حاکم مقرر کیا تھا۔ انھیں (کفار) نے گرفتار کرلیا تھا، سات لاکھ درہم زرفدیہ ادا کرکے ان کو رہا کردیا گیا۔ ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسل باقی ہے۔ ☆یزید بن زیاد کو بھی سلم بن زیاد نے سجستان کے (کسی علاقے کا) حاکم بنایا تھا۔ انھیں دشمنوں (کفار) نے قتل کر دیا ان کی نسل باقی نہیں۔ ☆عنبسہ بن زیاد سیلاب جارف کے زمانے میں مکہ کے راستہ میں مر گئے۔ ان کی نسل باقی نہیں ہے۔ ☆عتبہ بن زیاد کی نسل بڑی تعداد میں بصرہ میں آباد ہے۔ ☆عمرو بن زیاد ☆غصن بن زیاد ☆ابان بن زیاد ☆جعفر بن زیاد ☆ابراہیم بن زیاد اور ☆سعید بن زیاد سے نسل نہ چلی۔

☆معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبدالرحمان تھی۔ وہ فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی رہے۔ (حضرت) عمر اور (حضرت) عثمان کی جانب سے شام کے بیس سال تک والی رہے۔ ۴۰ھ میں خلیفہ ہوئے اس وقت ان کا سن باسٹھ سال تھا۔ انھیں اطلاع ملی کہ کوفہ والوں نے (حضرت) حسن بن علی کی خلافت کی بیعت کر لی ہے۔ تو وہ کوفہ روانہ ہوئے (حضرت) حسن بھی ان کے مقابلے کو نکلے ﴿ص ۱۵۳﴾ دونوں کا مقابلہ کوفہ کے علاقے مسکن ۱ میں ہوا۔ (حضرت) حسن نے صلح کر کے (حضرت) معاویہ کی بیعت کر لی بعد ازاں ان کے ہمراہ کوفہ آئے یہاں سے معاویہ شام واپس چلے گئے اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ اور عبداللہ بن عامر کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا بعد میں ان دونوں علاقوں کو اکٹھا کر کے زیاد بن ابی سفیان کو یہاں کا گورنر بنایا۔ زیاد پہلے آدمی تھے جنھیں اکٹھا کوفہ اور بصرہ (عراقین) کا گورنر بنایا گیا۔ (حضرت) معاویہ ایک ماہ کم بیس سال تک خلیفہ رہے۔ انھوں نے بیاسی سال کی عمر میں ۶۰ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر اٹھتر سال تھی۔ جس مرض میں وہ مرے وہ پہلو کا پھوڑا تھا۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ بریک صریمی (خارجی) نے ان کے سرین (نچلے حصہ) پر تلوار کا وار کیا تھا۔ جس سے ان کی رگ توالد و تناسل کٹ گئی۔

معاویہ کی اولاد میں ☆عبدالرحمان بن معاویہ ام ولد کے بطن سے ان کی نسل باقی نہیں رہی ☆یزید بن معاویہ، میسون بنت بحدل کلبیہ کے بطن سے اور ☆عبداللہ، وہ کمزور (ضعیف العقل) تھا۔ اس کا لقب مُنقب تھا۔ اس کی پسری (بیٹے کی) نسل ختم ہوگئی اور ☆ہند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆رملہ اور ☆☆صفیہ نامی بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی ☆عاتکہ نامی تھی جس سے یزید بن عبدالملک نے شادی کی تھی۔ اس عاتکہ کے متعلق کہا گیا ہے:

یابیت عاتکه الذی أتعزل حذر العدیٰ وبه الفؤاد موکل

[اے عاتکہ کا گھر میں تجھے دشمنوں کے ڈر سے چھوڑ رہا ہوں مگر دل اب بھی اس سے اٹکا ہوا ہے]۔

۲۔ **یزید بن معاویه** : اس کی کنیت ابو خالد تھی۔ اس کے مسند خلافت پر فائز ہوتے ہی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ روانہ ہو گئے۔ وہاں کا والی عبیداللہ بن زیاد تھا اس نے عمر بن سعد بن ابی وقاص کو (حضرت) حسین سے جنگ کی غرض سے بھیجا۔ چنانچہ (حضرت) حسین شہید کر دیے گئے۔ ان پر اللہ کی رحمت و رضوان ہو۔ (یزید کی خلافت کا دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ) ابن زبیر کا فتنہ اُٹھا اور انھوں نے مدینہ میں آباد تمام امویوں کو نکال باہر کر دیا۔ ان لوگوں کی سرکوبی اور ابن زبیر سے جنگ کرنے کی غرض سے یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک بڑی فوج کے ہمراہ روانہ کیا۔ ابن عقبہ مدینہ آیا۔ اہل شہر سے جنگ کر کے انھیں شکست دی اور تین دن تک شہر میں لوٹ مار جاری رکھی۔ اس کو 'واقعہ حرہ' کہتے ہیں۔ (تیسرا واقعہ یہ ہوا کہ) مسلم بن عقبہ مری مدینہ سے مکہ گیا مگر راستے ہی میں مر گیا اور مکہ نہ پہنچ سکا۔ اسے قدید کے مقام پر دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے لشکر کا سپہ سالار حصین بن نمیر سکونی ہوا۔ اس نے پیش قدمی کر کے ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا (اس کے دوران) کعبہ میں آگ لگ گئی۔ اس کی دیوار گر گئی اور چھت ڈھ گئی۔ اس اثناء میں شامی لشکر کو یزید کی موت کی خبر ملی اس لئے حصین بن نمیر سکونی نے محاصرہ اٹھا لیا اور شام واپس چلا گیا۔

یزید کا زمانہ حکومت تین سال چند ماہ رہا۔ وہ دمشق کے علاقہ حوارین میں ۶۴ھ میں مرا۔ اس نے اڑتیس سال عمر پائی۔ یزید کے بیٹوں کے نام ہیں۔ خالد، عبداللہ اکبر، ابوسفیان، عبداللہ اصغر، عمر، عبدالرحمان، عبداللہ اصغر الاصاغر، عثمان، عتبہ اعور، یزید، محمد، ابوبکر اور بیٹیوں کے نام ہیں عاتکہ، ام یزید ام عبدالرحمان و رملہ (کل ۱۳ بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں)۔

☆ خالد بن یزید کی کنیت ابو ہاشم تھی۔ خالد مختلف علوم میں اپنے زمانے میں قریش کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑے عالم (اعلم قریش) تھے۔ ﴿ص ۱۵۴﴾ وہ شعر بھی کہتے تھے۔ ان کی نسل شام میں بکثرت موجود ہے۔ ☆عبداللہ بن یزید وہ اپنے ہم عصروں میں سب سے بڑے فاضل اور سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔

۳۔ **معاویہ بن یزید** : وہ یزید کے بعد سترہ سال ایک ماہ دس روز کی عمر میں اور بروایت ابن اسحاق (سترہ سال) بیس روز کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ ان کی کنیت ابولیلیٰ تھی انھیں کے متعلق شاعر نے کہا ہے:

انی أری فتنا تغلی مراجلها فالملک بعد ابی لیلیٰ لمن غلبا

[میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کے ان کی دیگیں جوش مار رہی ہیں اور ابولیلیٰ کے بعد ملک اس کا ہے جو اس پر تسلّط پائے اور غلبہ حاصل کرے]۔

معاویہ بن یزید کی نسل نہیں ہے۔ ہاں یزید بن معاویہ کی اولاد اس کے دوسرے بیٹوں سے بکثرت باقی ہے۔

۴۔ **مروان بن حکم** : معاویہ بن یزید کی موت کے بعد اہل شام نے مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کی جابیہ ۲ کے مقام پر بیعت کر لی۔ مروان کی کنیت ابو عبدالملک تھی۔ ان کے باپ حکم بن ابی العاص کو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے نکال دیا۔ وہ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور خلافت عثمانی میں مر گئے۔

حکم بن العاص کو مدینہ بدر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے راز فاش کر دیتے تھے۔ اس لئے انھیں (طائف) کے مقام 'وج' میں جلا وطن کر دیا گیا وہ نبیؐ، (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر کے ادوار میں مدینہ بدر رہے۔ بعد ازاں (نبی کریم ﷺ کی سابق اجازت سے حضرت) عثمان نے انھیں مدینہ واپس بلا لیا اور ایک لاکھ درہم عطا کئے۔ حکم کے اکیس بیٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آٹھ بیٹیاں تھیں۔

مروان ہجرت نبوی کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ (عہد معاویہ میں) بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر کی جانب سے وہ اردشیر خرہ کے ایک قصبہ کے، بعدازاں بحرین کے اور پھر مدینہ کے دوبارہ حاکم ہوئے۔

اس کے بعد ان کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ معاویہ نے زیاد کے بعد ضحاک بن قیس فہری کنانی کو کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔ ضحاک، مروان کے مخالف اور ابن زبیر کے حامی ہو گئے۔ اور جنگ مرج راہط میں مروان کے خلاف لڑے (ان کو شکست ہوئی) اور مروان نے انھیں مار ڈالا۔ مروان کی مدت خلافت دس ماہ ہے۔ انھوں نے ۶۵ء میں ۶۳ سال کی عمر میں شام میں انتقال کیا۔ مروان کی موت کا ایک سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے (یزید کی موت کے بعد اس کی بیوی) اور خالد بن یزید کی ماں سے شادی کر لی تھی اور خالد کو ماں کی گالی دی تھی۔ جب اس کی خبر خالد کی ماں کو ہوئی تو وہ سوتے میں مروان کے منہ میں تکیہ رکھ کر بیٹھ گئیں، جس سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ اس لئے مروان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھیں خواتین نے قتل کیا تھا۔

مروان کی اولاد میں عبدالملک، معاویہ، عبیداللہ، عبداللہ، ابان، داؤد، عبدالعزیز، عبدالرحمان، عمرو، بشر، محمد (۱۱ بیٹے) اور ﴿ص ۱۵۵﴾ ام عمرو، ام عثمان اور ام عمر (تین بیٹیاں) تھیں۔

☆ معاویہ بن مروان کمزور آدمی تھے۔ ان کی کنیت ابو المغیرہ تھی۔ عبدالملک، مغیرہ، بشر اور معاویہ ان کے بیٹے تھے۔ یہ معاویہ (بن معاویہ بن مروان نہایت احمق آدمی تھے) انھیں کا یہ واقعہ ہے کہ ایک بار انھوں نے اپنے خسر سے کہا 'آپ نے اپنی دختر ایسے خاندان میں بیاہی ہے جس کا مستقبل آپ کبھی نہ دیکھیں گے'۔ خسر نے فوراً جواب دیا کہ 'اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم نامرد ہو تو میں اپنی بیٹی تم سے نہ بیاہتا'۔ ایک مرتبہ انھوں نے آٹے کی چکی پیسنے والے کے گدھے کی گردن میں گھونگرو دیکھ کر چکی والے سے دریافت کیا کہ تم نے اس کی گردن میں گھونگرو کیوں پہنا رکھے ہیں؟ چکی والا بولا 'کہ اگر کبھی میں اونگھنے لگوں اور یہ چلتے چلتے رک جائے تو مجھے پتا چل جائے گا اور میں چلاؤں گا اور یہ پھر پھرنے لگے گا'۔ یہ سن کر معاویہ نے کہا 'اگر یہ گدھا ایک جگہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رک جائے اور اپنا سر ہلاتا رہے تو تمھیں کیسے پتا چلے گا کہ وہ پھر نہیں رہا؟' چکی والا بولا 'اس گدھے کی عقل امیر کی عقل کی طرح کہاں ہے؟' (یہ جناب کی طرح عقل مند کہاں ہے؟)

☆ابان بن مروان اپنے بھائی عبدالملک کی جانب سے فلسطین کے حاکم تھے اور حجاج ان کا افسر پولیس تھا۔ ان کے بیٹے تھے عبدالعزیز بن ابان۔ ☆عمرو بن مروان کی نسل باقی ہے یا نہیں؟ مجھے اس کا علم نہیں۔ ☆محمد بن مروان بن حکم، اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ مضبوط تھے۔ انھوں نے شام اور کوفہ کے درمیان واقع دیر جاثلیق ۳ میں لڑی جانے والی جنگ میں ابراہیم بن اشتر اور مصعب بن زبیر (جیسے نامی گرامی بہادروں) کو قتل کیا تھا۔ محمد جزیرہ کے حاکم تھے۔ آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد انھیں کے بیٹے تھے۔ ☆داؤد بن مروان کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ یہ یک چشم تھے ان کے بارے میں کہا گیا ہے۔ بدل اعور من ذات الدعج (سیاہ اور بڑی آنکھ والی عورت سے کانے کو تبدیل کرلو)۔ ☆بشر بن مروان کی کنیت ابومروان تھی وہ کوفہ کے گورنر تھے پھر بصرہ کی گورنری بھی اس میں شامل کردی گئی۔ چنانچہ وہ بصرہ گئے وہاں انھوں نے اذریطوس (ایک دوا) پی لیا جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ بصرہ میں مرنے والے وہ پہلے گورنر ہیں۔ ان کی نسل موجود ہے۔ ☆عبدالعزیز بن مروان کی کنیت ابوالاصبغ تھی۔ وہ عبدالملک کے بعد ولی عہد تھے۔ کُثیّر نے ان کی مدح میں قصائد تحریر کئے ہیں۔ عمران کے بیٹے تھے۔ انشاء اللہ ان کی خلافت کے تذکرہ میں ہم ان کا اور ان کے بھائیوں کا ذکر کریں گے۔

۵۔ عبدالملک بن مروان : عبداللہ بن مسلم (ابن قتیبہ) نے کہا کہ عبدالملک بن مروان کی کنیت ابوالولید تھی۔ بخل کی وجہ سے رَشح الحجر (پتھر سے پانی کا رساو) کا لقب پڑ گیا تھا۔ گندہ دہنی (منہ کی بدبو) کی وجہ سے انھیں ابوذِبّان (مکھیوں والا) بھی کہا جاتا تھا۔

معاویہ نے انھیں زید بن ثابت کے بعد مدینہ کے دیوان کا افسر مقرر کیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر صرف سولہ سال تھی۔ ان کے والد مروان نے ان کو ہجر (عرب میں ایک مقام) کا حاکم مقرر کیا اس کے بعد ان کو اپنا ولی عہد بنایا۔ وہ اپنے والد کے بعد ۶۵ھ میں خلیفہ ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۵ھ میں عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ انھوں نے کعبہ کو از سرنو تعمیر کیا۔ بصرہ و کوفہ کے لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ ۶۶ھ میں ابن زبیر کی حکومت میں مختار (ثقفی) نے کوفہ میں بغاوت کی اور وہاں سے ابن زبیر کے گورنر عبداللہ بن مطیع عدوی کو نکال دیا۔ بعدازاں کوفہ والوں نے مختار کے خلاف شورش برپا کی اور جبانة السبیع میں اس سے جنگ کی مگر مختار کو ان لوگوں پر کامیابی حاصل ہوئی۔ مختار نے بصرہ میں مصعب بن زبیر سے جنگ کی غرض سے احمر بن شمیط کو فوج دے کر روانہ کیا تھا۔ مصعب نے اسے مدار میں قتل اور اس کی فوج کو شکست دے دی۔ پھر انھوں نے پیش قدمی کی ﴿ص ۱۵۶﴾ اور شکست دے کر مختار کو کوفہ میں اس کے قصر میں محصور کر دیا اور ۶۷ھ میں اسے مار ڈالا۔

بعد میں عبدالملک، مصعب سے جنگ کی غرض سے فوج لے کر گئے۔ دونوں کا مقابلہ سرزمین مسکن میں ہوا۔ مصعب کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور وہ قتل کر دیئے گئے۔ اس کامیابی کے نتیجہ میں عبدالملک کوفہ میں داخل ہوئے۔ اہل کوفہ نے ان کی بیعت کر لی۔ انھوں نے حجاج بن یوسف کو عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کی غرض سے بھیجا۔ ابن زبیر مارے گئے۔ یہ ۷۳ھ کا واقعہ ہے اس وقت ان کی عمر تہتر سال تھی۔ ان کا فتنہ یزید کی موت سے ان کے قتل تک نو سال تین ماہ اور چند روز رہا۔

اس سال (۷۳ھ) حجاج کی قیادت میں لوگوں نے حج ادا کیا۔ اس نے ابن زبیر کی تعمیر کعبہ میں کمی کر کے کعبہ اس کی پہلی تعمیر پر (جو اسلام سے پہلے قریش نے کی تھی) تعمیر کیا۔ وہ جب کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوا تو مدینہ واپس آیا بعدازاں عبدالملک نے حجاج کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ وہ ۷۵ھ میں وہاں پہنچا۔ عبدالملک نے ۷۶ھ میں عربی زبان (کے نقوش کے ساتھ) درہم و دینار ڈھلوائے۔

سیل جحاف جو مکہ میں حاجیوں کو بہالے گیا ۸۰ھ میں آیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ (مقام) جحفہ کا نام جحفہ اس سال پڑا کیونکہ اس سیلاب میں حاجیوں کی بڑی تعداد مع مال و اسباب کے بہہ گئی تھی۔ اس سے قبل اس کا نام مهیعه تھا۔ [۴] یہ سیلاب پیر کے دن آیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالسنابل نے اس کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے:

لم تر عینی مثل یوم الاثنین　　اکثر محزونا وأبکی للعین

وخرج المنحجآت یسعین　　ظواهر فی جبلین یرقین

وذهب السیل بأهل المصرین

[میری آنکھوں نے پیر کے دن جیسا محزون دن اور بہت زیادہ گریہ بار آنکھیں نہیں دیکھیں ☆ پردہ نشین خواتین گھروں سے نکل کر دونوں پہاڑوں کے درمیان جان بچانے کی غرض سے دوڑ رہی تھیں ☆ اور سیلاب دونوں شہروں کے رہنے والوں کو بہالے گیا تھا]۔

۸۲ھ میں عبدالرحمان (ابن محمد) بن اشعث کا فتنہ برپا ہوا۔ زاویہ کا معرکہ بصرہ میں ۸۳ھ میں پیش آیا۔ جماجم کا رن بھی اسی سال پڑا۔ مجھ سے سہل بن محمد نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا کہ ابن اشعث (کی بغاوت) کے سلسلہ میں چار معرکے پیش آئے، معرکہ اہواز، معرکہ زاویہ، معرکہ دیر جماجم اور معرکہ دجیل۔ ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ دیر جماجم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مقام پر پہلے لکڑی کے پیالے (جماجم) بنائے جاتے تھے۔ حجاج نے ۸۳ھ میں واسط کا شہر آباد کیا۔ عبدالملک نے ۸۶ھ میں دمشق میں انتقال کیا۔ (ساٹھ سال عمر پائی)۔

عبدالملک کے پندرہ (۱۵) بیٹے ہوئے ان کے نام ہیں مروان اکبر، ولید، سلیمان، یزید، مروان اصغر، ہشام، ابوبکر، مسلمہ، عبداللہ، سعید، حجاج، محمد، منذر، عنبسہ، قبیصہ اور دو بیٹیاں تھیں عائشہ و فاطمہ نامی۔ ان میں سے منذر اور قبیصہ کی نسل نہ چلی اور عنبسہ کے صرف ایک ہی بیٹا فیض نامی تھا۔

☆ حجاج بن عبدالملک کا بیٹا عبدالعزیز تھا۔ اس نے بعد میں ﴿ص ۱۵۷﴾ ولید بن یزید کو بخراء میں محصور کر کے قتل کیا تھا۔ ☆ سعید بن عبدالملک کا لقب سعید الخیر تھا۔ وہ نہر سعید نامی مقام میں رہتے تھے۔ وہاں ان کی اولاد موجود ہے۔ یہ نہر انھیں کی جانب منسوب ہے۔ یہ جگہ دلدلی جنگل تھی جس میں درندے رہتے تھے۔ اس جنگل کو سعید نے درست کرا کے آباد کیا تھا۔ ☆ عائشہ بنت عبدالملک، خالد بن یزید بن معاویہ کی زوجیت میں تھی۔ ☆ فاطمہ بنت عبدالملک، عمر بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعزیز کی بیوی تھیں۔ ☆عبداللہ بن عبدالملک، ولید کی جانب سے مصر کے گورنر تھے ان کی نسل موجود ہے۔ ☆مسلمہ بن عبدالملک کی کنیت ابوسعید تھی۔ انھیں الجرادۃ الصفراء کہا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا رنگ زردی مائل تھا۔ وہ بہادر تھے۔ انھوں نے بلاد روم کے بہت سے مقامات فتح کئے تھے۔ انھیں میں (سرحدی شہر) طوانہ بھی تھا۔ وہ چند ماہ عراق کے بھی والی رہے۔ ان کی نسل بکثرت موجود ہے۔ ☆ابوبکر بن عبدالملک کا نام بَـکَّـار تھا۔ وہ بے وقوف تھے۔ انھوں نے اپنے ایک عقاب کے متعلق جو، اڑ گیا تھا، یہ کہا تھا 'شہر کے دروازے بند کردو مبادا عقاب نکل جائے'۔ ان کی نسل باقی ہے۔

۶۔ **ولید بن عبدالملک** : ان کی کنیت ابوالعباس تھی۔ اپنے والد کے بعد ۸۶ھ میں مسند نشین خلافت ہوئے۔ ۸۸ھ میں ان کے بھائی مسلمہ کے ہاتھوں روم کا شہر طوانہ فتح ہوا۔ اس سال ولید نے دمشق کی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا وہ سات سال پانچ ماہ اس منصب پر فائز رہے۔ ان کی خلافت میں حجاج واسط میں رمضان ۹۵ھ میں ہلاک ہوگیا۔ اس کی عمر ترپن سال تھی۔ حجاج نے اپنے بعد اپنے بیٹے عبدالملک بن حجاج کو امیر صلاۃ (امام نماز) اور یزید بن ابی مسلم کو افسر خراج بنادیا تھا۔ مگر جب ولید کو حجاج کی موت کی خبر ملی تو انھوں نے یزید بن ابی کبشہ کو امیر صلاۃ بنا کر روانہ کیا۔ ولید بن عبدالملک نے ۹۶ھ میں دمشق میں اڑتالیس سال کی عمر میں جہان فانی کو الوداع کہا۔ وہ نو سال آٹھ ماہ خلیفہ رہے۔

ولید کی اولاد ذکور کی تعداد چودہ تھی۔ ان میں سے ☆یزید بن ولید کو خلافت ملی۔ ہم ان کا ذکر اپنے مقام پر کریں گے۔ دوسرے بیٹوں میں ☆عمر بن ولید تھے جن کو 'فحل بنی مروان' (آل مروان کا سانڈ) کہا جاتا تھا۔ ان کی رکاب میں ان کی صلب (نسل) کے ستر مرد چلتے تھے۔ ان کی نسل بکثرت موجود ہے۔ ولید کے ایک اور بیٹے ☆بشر بن ولید تھے جو عالم بنی الولید (ولید کی اولاد کے عالم) کہلاتے تھے۔ ☆ابراہیم بن ولید کو ان کے بھائی ☆یزید بن ولید نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ مگر جب مروان بن محمد نے ان کے خلاف فوج کشی کی تو وہ خلافت سے دست بردار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے اور مروان کو حکومت سونپ دی۔ ولید کے بیٹوں میں ☆عباس بن ولید تھے جو فارس بنی مروان (آل مروان کے شہسوار) کہلاتے تھے۔ ان کی ماں عیسائی تھی۔

۷۔ **سلیمان بن عبدالملک** : اپنے بھائی ولید کی موت کے بعد ان کی بیعت خلافت ہوئی۔ ان کی کنیت ابوایوب تھی۔ ان کا رنگ گورا اور بال گھنگھریالے تھے۔ وہ نہایت فصیح اللسان تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کی نشوونما ان کی ننھال بنی عبس کے ہاں بادیہ عرب میں ہوئی تھی۔ ان کی خلافت کا ۹۶ھ میں آغاز ہوا۔ انھوں نے اپنی خلافت کا آغاز خیر سے کیا اور اس کا اختتام بھی خیر پر کیا۔ وہ یوں کہ انھوں نے ظلم کا انسداد کیا۔ ﴿ص ۱۵۸﴾ اموال مغصوبہ ان کے مالکوں کو واپس دلائے۔ جلاوطنوں کو ان کے گھروں کو لوٹایا، بصرہ کے قیدیوں کو رہائی دلائی، عمر بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین بنایا اور اپنے بھائی مسلمہ کو قسطنطنیہ پر جہاد کی غرض سے روانہ کیا جو وہیں سلیمان کی وفات تک مصروف جہاد رہے۔ انھیں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے:

یاایھا الخلیفہ المھدی　　خلیفہ یدعونہ السنی

لیأخذ الولی بالولی　　وھدم الدیماس ۵ والمنسی

وأمن الشرقی والغربی

[اے ہدایت یافتہ خلیفہ! ایسا خلیفہ کہ نبی کا ہم نام ہے ☆اس نے وارث وقرابت دار کے بدلہ وارث وقرابت سے مواخذہ کیا۔ قید خانوں کو اس نے ڈھا کر ☆پورب اور پچھم کے رہنے والوں کو امن وسلامتی سے جینے کا موقع فراہم کیا]۔

اور فرزدق شاعر نے کہا:

انا لنرجو ان یقیم لنا　　سنن الخلائف من بنی فھر

[ہم بجا طور پر یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ قریش کے خلفاء کی نیک روش کو قائم رکھے گا]۔

سلیمان نے خلیفہ ہونے کے بعد اپنے بیٹے ایوب کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ یزید بن ابی کبشہ اور یزید بن ابی مسلم کو معزول کر کے ان کے بجائے یزید بن مہلب کو عراق کا امیر حرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سپہ سالار) اور صالح بن عبدالرحمان تمیمی کو عراق کا امیر خراج (افسر مال گزاری) مقرر کیا۔ سلیمان نے ۹۸ھ (صحیح صفر ۹۹ھ) میں دابق ؎ میں وفات پائی۔ وہ پینتالیس سال جیے۔ سلیمان نے چودہ اولاد نرینہ چھوڑیں۔ ان میں ایوب پاک باز اور ادیب تھے۔ ان کو ان کے والد (سلیمان) نے ولی عہد بنایا تھا۔ مگر انھوں نے اپنے والد کی حیات میں شام میں انتقال کیا۔

۸۔ **عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ** : عبدالعزیز کے دس بیٹے بیٹیاں تھیں۔ ان کے نام ہیں عمر، ابوبکر، محمد و عاصم ان سبھی کی ماں ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں اور اصبغ، سہیل، سہل، زبان وام الحکم و ام البنین۔

☆ عاصم (بن عبدالعزیز) کے بیٹے سفیان تھے۔ ان کی شادی آمنہ بنت عمر بن عبدالعزیز سے ہوئی۔ ان کے بطن سے اصبغ (بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز) پیدا ہوئے۔ وہ رنگین لباس پہنتے تھے۔ ☆ اصبغ بن عبدالعزیز مستقبل کی خبروں کے عالم تھے۔ وہ مصر میں اپنے والد سے پہلے مر گئے۔ ان کی نسل موجود ہے۔ ان کی اولاد میں دِحیہ بنت مصعب بن اصبغ (بن عبدالعزیز) بھی اخبار آئندہ کی پیش بینی کرتی تھیں۔

☆ عمر بن عبدالعزیز کی کنیت ابوالحفص تھی۔ وہ بنو امیہ کے اشج (چہرہ پر زخم کے نشان) تھے۔ (بچپن میں) ان کے چہرے پر جانور نے لات ماری تھی۔ (جس سے وہ زخمی ہو گئے تھے) جب ان کے بھائی نے ان کے چہرہ پر زخم کا نشان دیکھا تو بولے 'اللہ اکبر! یہ آل مروان کے اشج ہیں جو حکمراں ہوں گے'۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ 'میری اولاد میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کے چہرہ پر زخم کا نشان ہوگا وہ دنیا کو عدل وانصاف سے منور کرے گا'۔

مجھ سے عبدالرحمان نے اور ان سے اصمعی نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز کا ذکر (حضرت) دانیال کی کتاب میں **الدردوق الاشج** کے نام سے کیا گیا ہے۔ ﴿ص ۱۵۹﴾ وہ سلیمان بن عبدالملک کی وصیت کے مطابق ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ انھوں نے یزید بن مہلب اور صالح بن عبدالرحمان کو عراق سے برخاست کر کے ان کے بجائے عبدالحمید بن عبدالرحمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن زید بن خطاب کو کوفہ کا اور عدی بن ارطاۃ فزاری کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ انھوں نے حمص کے علاقہ میں دیر سمعان کے مقام پر ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی عمر انتالیس سال تھی۔

عمر بن عبدالعزیز کی اولاد نرینہ چودہ تھی۔ ☆ان میں عبدالملک تھے جو بڑے عابد و زاہد تھے اور اپنے والد سے پہلے ساڑے انیس سال کی عمر میں مر گئے۔ ایک اور بیٹے کا نام ☆عبداللہ بن عمر تھا وہ بہادر اور سخی تھا اور یزید بن ولید بن عبدالملک کی جانب سے عراقین کے گورنر تھے۔ ان کو یزید (ثالث) کی موت کے بعد اہل عراق نے خلیفہ بنانا چاہا تھا۔ انھیں نے بصرہ میں نہر ابن عمر کھدوائی تھی۔ ان کی نسل موجود ہے۔

۹۔ یزید بن عبدالملک : عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ کنیت اس کی ابو خالد تھی۔ اسے لہو (کھیل کود غیر سنجیدہ مشاغل) اور لذت کوشی سے بڑی دلچسپی تھی۔ حبابہ اور سلامہ نامی باندیوں سے اس کو تعلق خاطر تھا۔

اس کے عہد میں یزید بن مہلب نے بصرہ میں بغاوت کی اور (وہاں کے گورنر عدی) ابن ارطاۃ (فزاری) کو گرفتار کر لیا۔ پھر وہ بصرہ سے کوفہ روانہ ہوئے، اور کوفہ پر فوجی پیش قدمی کی (ان سے مقابلہ پر) یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور اپنے بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کو فوج دے کر روانہ کیا۔ دونوں فوجیوں کا علاقہ بابل کے مقام عقر میں مقابلہ ہوا۔ یزید بن مہلب کو شکست ہوئی اور وہ ۱۰۲ھ میں مارے گئے۔ بعد ازاں مسلمہ بن عبدالملک شام واپس چلے گئے۔ اور یزید بن عبدالملک نے عمر بن ہبیرہ کو عراقین کا گورنر مقرر کیا۔ یزید بن عبدالملک نے ۱۰۵ھ کے آٹھویں مہینے (ماہ شعبان) میں سرزمین حوران میں وفات پائی۔ اس کی مدت حکومت چار سال ایک ماہ اور عمر انتیس سال تھی۔

یزید بن عبدالملک نے آٹھ اولاد نرینہ چھوڑیں۔ ان میں عبداللہ (نامی فرزند بھی) تھے جن کے سات خلفاء باپ ہیں اور ان کو سات خلفاء نے جنم دیا۔ ☆ان کے والد یزید بن عبدالملک تھے۔ ☆یزید کے والد عبدالملک تھے۔ ☆عبدالملک کے والد مروان تھے۔ ☆ان کے والد کی ماں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دادی) عاتکہ بنت یزید بن معاویہ تھیں۔ ☆یزید کے والد معاویہ بن ابی سفیان تھے۔ ☆عبداللہ بن یزید بن عبدالملک کی ماں سعدہ، عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی صاحبزادی تھیں۔ ☆عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی والدہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب کی بیٹی تھیں۔

(یزید بن عبدالملک کی) اولاد میں ولید بن یزید کی کنیت ابوالعباس تھی۔ وہ مسخرہ اور بے عقل تھا، وہ خلیفہ ہوا اور (جلد ہی) قتل کر دیا گیا (اس کا ذکر آگے آتا ہے)۔

۱۰۔ ہشام بن عبدالملک : یزید بن عبدالملک کے بعد ان کی بیعت ہوئی۔ یہ ابوالولید کنیت کرتے تھے۔ یہ بھینگے اور (اولاد مروان میں) سب سے زیادہ دوراندیش تھے۔

انھوں نے عراق سے عمر بن ہبیرہ کو معزول کر کے ان کے بجائے ۱۰۶ھ میں خالد بن عبداللہ قسری کو وہاں کا گورنر مقرر کیا۔ بعدازاں ۱۲۰ھ میں یوسف بن عمر کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ اسی کی گورنری کے زمانے میں زید بن علی، اللہ ان پر اور ان کے پاکباز آباء پر رحمت نازل کرے، ۱۲۱ھ میں کوفہ میں قتل ہوئے۔ انھیں یوسف بن عمر (کے حکم سے) قتل کیا گیا۔ ہشام کے دور خلافت میں مسلمہ ﴿ص ۱۶۰﴾ بن عبدالملک نے بادشاہ ترک خاقان کو شکست دے کر مارڈالا اور باب کی تعمیر کی۔ یہ واقعہ ۱۱۳ھ میں پیش آیا۔ ہشام نے قنسرین کے علاقہ رصافہ میں ماہ ربیع الاخر ۱۲۵ھ میں چھپن سال کی عمر میں انتقال کیا مدت خلافت چند مہینے کم بیس سال تھی۔

ہشام کے دس بیٹے تھے۔ ☆ان میں معاویہ کے بیٹے عبدالرحمان (الداخل) نے اندلس میں اقتدار حاصل کیا۔ اپنی حکومت قائم کی اور وہیں انھوں نے وفات پائی۔ وہاں ان کی نسل بکثرت موجود ہے۔ ☆سلیمان بن ہشام نے ابو العباس (السفاح) کا زمانہ پایا۔ انھیں ابوالعباس نے امان دے دی۔ اور بڑی عزت سے اپنے پہلو میں جگہ دی تھی کہ ابوالعباس کے مولیٰ سدیف شاعر نے یہ اشعار پڑھے:

لا یغرنک ماتری من رجال	ان تحت الضلوع داء دویا
فضع السیف و ارفع السوط حتی	لاتری فوق ظهرها أمویا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[ان لوگوں سے دھوکہ میں نہ آؤ۔ ان کے دلوں میں کینہ و عداوت چھپی ہوئی ہے ☆تلواریں اٹھاؤ اور کوڑے بلند کرو اس وقت تک کہ زمین پر کوئی اموی زندہ نہ رہے]۔

اس پر (سلیمان کو) ابوالعباس نے قتل کرادیا۔ ہشام کی اولاد میں ☆سعید بن ہشام تھے جن کی ماں عیسائی عورت تھی۔

۱۱۔ ولید بن یزید : ہشام کے بعد اس کی بیعت ہوئی۔ اس کی کنیت ابوالعباس تھی۔ وہ مسخرہ، بے عقل اور غیر سنجیدہ تھا۔ شراب پیتا اور اپنا وقت لہو ولعب اور شعر و شاعری میں گزارتا تھا۔ وہ مغنیوں کے لئے شعر لکھتا اور ان کی دھنیں بناتا تھا۔ (اس کی بے اعتدالیوں کے سبب بنو امیہ کے افراد اس کے خلاف ہوگئے۔ اور) یزید بن ولید بن عبدالملک نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کردیا۔ (ولید بن یزید کے خلاف کارروائیوں) کے نگراں عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک تھے۔ ولید (مقام) بخراء میں مارا گیا۔ اس کی حکومت ایک سال دو ماہ اور بیس دن سے اوپر رہی۔ وہ بیالیس سال زندہ رہا۔ ولید کی اولاد میں حکم اور عثمان تھے ان دونوں کو الحمالان (لاوارث، اجنبی، غریب الوطن) کہا جاتا ہے۔ اس نے ان دونوں کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی مگر باپ کے ساتھ ہی یہ دونوں مارے گئے۔

۱۲۔ یزید بن ولید بن عبدالملک : یہ ۱۲۶ھ میں (ولید کے قتل کے بعد) دمشق آئے اور ان کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ انھیں لوگ 'ناقص' کہتے تھے کیونکہ انھوں نے فوج کی تنخواہوں میں (وہ اضافہ جو ولید نے کیا تھا) کم کردیا تھا۔ وہ پسندیدہ سیرت اور خوش اطوار تھے۔ ان کی کنیت ابوخالد تھی۔ انھوں نے منصور بن جمہور کلبی کو عراق کا گورنر مقرر کیا۔ یہ اطلاع جب یوسف بن عمر (عراق کے گورنر) کو ملی تو وہ بھاگ کر شام چلا گیا۔ یزید بن ولید نے ماہ ذی الحجہ ۱۲۶ھ میں بیالیس سال کے سن میں انتقال کیا۔ ان کی حکومت ولید کے قتل سے (وفات تک) پانچ ماہ رہی۔ ان کی نسل بکثرت موجود ہے۔ جب مروان (بن محمد بن مروان) برسر حکومت آئے تو انھوں نے یزید کی قبر کھدوا کر ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن ولید کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن سیرت اور عدل کے ساتھ ذکر گذشتہ کتابوں میں بھی آیا ہے اور بعض کتابوں میں انھیں مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ 'اے خزانوں کو لوگوں پر خرچ کرنے والے! اے صبح کے وقت اللہ کے حضور سجدۂ بندگی کرنے والے! تیری حکومت اللہ کی رحمت ہوگی اور تیری وفات سے فتنہ کے دروازے کھل جائیں گے۔ (فتنہ پرداز) تجھے پکڑ کر سولی چڑھا دیں گے'۔

۱۳۔ **ابراھیم بن ولید** : (یزید کے بعد) ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کی بیعت خلافت ہوئی اور ان کے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی بیعت (ولی عہدی) ہوئی۔ مگر مروان بن محمد بن مروان بن الحکم نے ان کی بیعت نہیں کی۔ اور اپنی خلافت کا دعویٰ کیا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حکم بن ولید بن یزید (بن عبدالملک) نے جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا ﴿ص ۱۶۱﴾ اور یزید بن ولید کے قید خانہ میں مقید تھا اپنے قتل سے پہلے یہ شعر کہے تھے:

الا یالیت کلبا لم تلدنا	فکنا من ولادۃ آخرینا
أیذھب عامر بدمی وملکی	فلا غثا اصبت ولا سمینا
فان أھلک انا وولی عھدی	فمروان امیر المومنینا

[اے کاش ہمیں بنو کلب نے نہ جنا ہوتا اور ہم دوسرے (قبائل) کے مولود ہوتے! ☆ سو اگر میں اور میرا ولی عہد ہلاک ہو جائیں تو مروان مسلمانوں کے حاکم و امیر ہوں گے]۔

ان کے بھائی (عثمان) ان کے ولی عہد تھے۔ اس بناء پر مروان نے اپنی خلافت کا دعویٰ کیا اور اہل جزیرہ، اہل قنسرین اور اہل حمص کے ہمراہ انھوں نے پیش قدمی کی۔ ان کے مقابلے پر ابراہیم بن ولید نے سلیمان بن ہشام کو شامی افواج کے ساتھ بھیجا۔ ان کا مقابلہ غوطہ (دمشق کے قریب ایک سبزہ دار) کے مقام پر ہوا۔ (مروان کو کامیابی ہوئی) اور ان کی خلافت کی وہیں بیعت لی گئی۔ ابراہیم نے خلافت سے دست بردار ہو کر مروان کی بیعت کر لی۔ یہ تمام واقعات ڈیڑھ مہینے میں پیش آئے۔ جب عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک نے لوگوں کے انتشار اور اپنی کمزوری دیکھی تو یزید بن خالد بن عبداللہ قسری کو بھیج کر قید خانے میں یوسف بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر (ثقفی) کو قتل کرادیا۔ اس یوسف نے یزید بن خالد کے والد کو طرح طرح کے عذاب سے مروا ڈالا تھا۔ یزید بن خالد نے ولید بن یزید کے بیٹوں عثمان اور حکم کو بھی قتل کرادیا۔

۱۴۔ **مروان بن محمد بن مروان بن حکم** : مروان ۱۲۷ھ میں خلیفہ ہوئے۔ ان کی کنیت ابوعبدالملک تھی۔ (ان کے دور میں) ضحاک بن قیس شاری خارجی نے کہ شہرزور کا رہنے والا تھا، اپنے پیروؤں کے لشکر کے ہم رکاب مروان کے خلافت بغاوت کی مروان اس کی سرکوبی کے لئے فوج لے کر گئے۔ دونوں افواج کا مقابلہ ماہ صفر ۱۲۸ھ میں کفرتوثا کے مقام پر ہوا ضحاک مارا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے خیبری نامی شخص کو اپنا سردار بنا کر جنگ جاری رکھی۔ لڑائی میں مروان کو ہزیمت ہوئی مگر جلد ہی ان کی فوج نے سنبھل کر جوابی حملہ کیا اور (خیبری کو مار ڈالا) خوارج نے شیبان کو اپنا سردار بنالیا وہ موصل کی جانب پسپا ہوا۔ مروان نے اس کا تعاقب جاری رکھا متعدد لڑائیوں کے بعد شیبان بھاگ کھڑا ہوا۔ مروان نے اس کے مقابلہ پر عامر بن ضبارہ مری کو روانہ کیا (اور خود شام واپس چلے گئے)۔

بعدازاں مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری کو عراق کا گورنر مقرر کیا۔ وہ واسط پہنچا وہاں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز گورنر تھے۔ اور مروان کی مخالفت پر کمربستہ تھے۔ ان ہبیرہ نے انھیں گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے انھیں ان کے بیٹے کے ساتھ قید کردیا۔ اس اسیری کے عالم میں انھوں نے انتقال کیا۔

مروان کے حالات بدستور پراگندہ اور خراب رہے اور ہر سمت سے مخالفت بڑھتی رہی۔ ان پریشانیوں کے باوجود ۱۳۰ھ تک وہ ڈٹے رہے اور حج کے قافلوں کی نگرانی اور امیرالحج کا تقرر کرتے رہے۔ ۱۳۰ھ کے بعد بنوامیہ کسی کو امیرالحج نہ مقرر کر پائے۔

اس زمانے میں بنو ہاشم (بنوعباس) کے داعی ابومسلم عبدالرحمان نے خراسان میں بنو امیہ کی علانیہ مخالفت کا آغاز کیا۔ اس وقت خراسان کے گورنر نصر بن سیار (فزاری) تھے۔ ابومسلم نے اپنے حامیوں کی مدد سے نصر سے جنگوں کا سلسلہ شروع کردیا۔ نصر کو شکست ہوئی اور انھوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے راہ فرار اختیار کی۔ اثنائے فرار میں نصر نے ہمدان کے علاقے ساوہ میں (دل شکستہ) جہاں فانی کو (یاس وحسرت کے ساتھ) الوداع کہا۔

ابومسلم نے خراسان پر قبضہ کے بعد قحطبہ بن شبیب طائی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ عراق پر قبضہ کی غرض سے روانہ کیا۔ اموی گورنر یزید بن عمر بن ہبیرہ کی کمان میں مروان کی فوج موجود تھی۔ ابن ہبیرہ کی فوج کے جس دستہ کا سب سے پہلے قحطبہ کی افواج سے مقابلہ ہوا وہ نباتہ بن حنظلہ کلابی کی کمان میں تھا۔ قحطبہ نے ان کو اور ان کے بیٹے کو قتل کر کے ان کے دستہ کو منتشر کر دیا اور جرجان میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۳۰ھ کا ہے۔ اس کے بعد قحطبہ نے پیش قدمی کی اور اصبہان کے علاقہ جابلق پہنچے۔ یہاں اموی افواج کے کماندار عامر بن ضبارہ سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ رجب ۱۳۱ھ میں جنگ ہوئی ابن ضبارہ کو شکست ہوئی اور جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ یہاں سے چل کر قحطبہ نے نہاوند میں پڑاؤ کیا۔ ان کے مقابل جو اموی افواج آئیں ان میں شامی دستے، خراسان سے حامیان بنی امیہ کے مفرورین اور عراقی افواج کے دستے تھے۔ قحطبہ نے دو ماہ کے محاصرہ اور جھڑپوں کے بعد ماہ ذی الحجہ کی چاندرات کو نہاوند فتح کر لیا۔ شامی اور عراقی دستوں کو امان دی گئی اور خراسان کے مفرورین کی ایک جماعت اس امان سے مستثنیٰ قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ قحطبہ نے پیش قدمی جاری رکھی اور سرزمین الفلوجۃ العلیا میں (سواد کوفہ و بغداد کا ایک قصبہ) دریائے زاب کے دہانے کے قریب محرم ۱۳۲ھ میں یزید بن عمر بن ہبیرہ کے لشکر سے اہل خراسان کا مقابلہ ہوا ایک مختصر جنگ کے بعد ابن ہبیرہ نے شکست کھائی اور بھاگ کر واسط کے قلعہ میں پناہ لی۔ اس معرکہ میں قحطبہ مارے گئے۔ یا ایک روایت کی رو سے دریا میں ڈوب کر مر گئے اور لوگوں کو ان کی موت کا علم نہ ہوا۔

اس کے بعد اہل خراسان نے حسن بن قحطبہ کو اپنا سردار بنایا۔ وہ اپنی افواج کے ساتھ چل کر کوفہ میں (فاتحانہ) داخل ہوئے۔ کوفہ پہنچ کر (حسن بن قحطبہ نے) امور حکومت کی باگ دوڑ بنو مہران کی شاخ بنو سبیع کے مولیٰ ابوسلمہ حفص بن سلیمان کے سپرد کر دی۔ ابوسلمہ نے حکومت سنبھال لی اور ابن ہبیرہ کے خلاف حسن بن قحطبہ کی سرکردگی میں واسط لشکر روانہ کیا۔ ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ خازم بن خزیمہ اور مقاتل بن حکیم بہت سے سرداروں کی معیت میں (واسط) گئے۔ اس لشکر نے ابن ہبیرہ کا محاصرہ کرلیا۔ (ابوسلمہ نے) ایک دستہ فوج کی بسرکردگی بسّام بن ابراہیم، ابن ہبیرہ کے بھائی عبدالواحد بن عمر بن ہبیرہ کے خلاف جو اہواز میں اپنے بھائی کے نائب تھے، بھیجا۔ یہاں جنگ ہوئی عبدالواحد کو شکست ہوئی ان کی فوج منتشر ہوگئی اور انھوں نے بھاگ کر بصرہ میں سلم بن قتیبہ کے ہاں پناہ لی۔ یہ سلم ابن ہبیرہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا۔

ب۔ خلفاء بنی عباس (بغداد)

۱۔ ابوالعباس السفاح : ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی بیعت خلافت روز جمعہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو ہوئی۔ ان کے ہاں ابوسلمہ آئے ان کی بیعت کی اور انھیں اپنے ساتھ کوفہ کی بڑی مسجد میں لائے جہاں انھوں نے جمعہ کی امامت کی۔ سفاح کی والدہ کا نام ریطہ تھا وہ عرب کے قبیلہ بنو حارث سے تھیں۔ ابوالعباس نے خلافت سنبھالنے کے بعد اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ اپنے بھائی ابوجعفر کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ جو واسط میں حسن بن قحطبہ کی زیر سرکردگی ابن ھبیرہ کا محاصرہ کئے پڑی تھی۔ ابوجعفر نے صلح سے شوال ۱۳۲ھ میں واسط پر قبضہ کرلیا۔ یہ محاصرہ نو ماہ جاری رہا۔ (معاہدہ امن کی خلاف ورزی کر کے) انھوں نے یزید بن عمر بن ہبیرہ اور ان کے بیٹے داؤد بن یزید کو قتل کرادیا۔

ابوالعباس سفاح نے (اپنے چچا) ﴿ص ۱۶۳﴾ عبداللہ بن علی کو مروان کے مقابلہ کا حکم دیا۔ مروان نے اپنے لشکر کے ہمراہ ان کا مقابلہ کیا۔ سخت لڑائی کے بعد مروان کو شکست ہوئی اور ان کا لشکر منتشر ہوگیا۔ عبداللہ بن علی نے مروان کا تعاقب جاری رکھا اور فلسطین میں نہر ابی فطرس کے کنارہ خیمہ زن ہوئے۔ یہاں بنوامیہ کی بڑی تعداد (جنھیں انھوں نے امان دے دی تھی) ان کے پاس آکر اکٹھا ہوگئی۔ انھوں نے ان میں سے اسّی سے زیادہ اشخاص کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ان لوگوں کے قتل کے بعد مروان کی تلاش میں صالح بن علی بن عبداللہ نکلے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر کے علاقہ فیوم کے ایک قصبہ میں جس کا نام بوصیر تھا انھیں جالیا۔ اور قتل کر دیا۔ جس شخص نے مروان کو قتل کیا وہ خراسان کا رہنے والا تھا اور اس کا نام عامر بن اسماعیل تھا۔ وہ صالح کے لشکر کا افسر مقدمہ تھا۔ یہ واقعہ ذوالحجہ ۱۳۲ھ میں پیش آیا۔ قتل کے وقت مروان کی عمر انسٹھ سال تھی۔ عبداللہ اور عبیداللہ نامی ان کے دو بیٹے تھے۔ عبیداللہ کی نسل موجود نہیں ہے۔ عبداللہ کو مروان نے اپنا ولی عہد نامزد کیا تھا۔ انھیں ابوجعفر (المنصور) نے گرفتار کر کے بغداد میں رکھا تھا جہاں وہ مر گئے۔ ان کی نسل کے لوگ باقی ہیں۔

۱۳۴ھ میں ابوالعباس حیرہ سے انبار منتقل ہو گئے اور وہیں ذوالحجہ ۱۳۶ھ میں انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ خلیفہ ہوئے تو ان کی عمر چوبیس سال تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بوقت بیعت خلافت ان کا سن اٹھائیس سال تھا۔ بیعت خلافت کے روز (۱۳ ربیع الاول ۱۳۲ھ) سے وفات کے دن (۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶ھ) تک ان کی مدت خلافت چار سال آٹھ ماہ تھی (صحیح چار سال نو ماہ)۔

ان کے محمد نامی بیٹے تھے جنھوں نے بعد ازاں بغداد میں انتقال کیا۔ ان کی نسل نہ چلی۔ ایک بیٹی بھی تھیں جن کا نام ریطہ تھا وہ المهدی سے بیاہی گئیں۔

(ابوالعباس کے بعض چچاؤں کے نام یہ ہیں) داؤد، عیسیٰ، سلیمان، صالح، اسماعیل، عبدالصمد، یعقوب، عبداللہ۔ یہ سب علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ ان میں سے داؤد خطیب اور حسین تھے اور ابوسلیمان کنیت کرتے تھے۔ ابوالعباس (سفاح) کی جانب سے مکہ اور مدینہ کے والی تھے وہ بنوعباس کی خلافت میں آٹھ ماہ زندہ رہے اور ۱۳۳ھ میں مر گئے۔ ان کی نسل موجود ہے۔

عیسیٰ (بن علی) کی کنیت ابوالعباس تھی۔ ان کے بیٹے اسحاق بن عیسیٰ کی کنیت ابوالحسن تھی۔ بصرہ اور مدینہ کے والی رہے۔ عیسیٰ نے المهدی کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔

اسماعیل (ابن علی) ابوجعفر (منصور) کی جانب سے فارس اور بصرہ کے گورنر رہے۔ ان کے بیٹے احمد بن اسماعیل، الہارون کے عہد میں فارس، مدینہ، مکہ اور مصر کے والی رہے۔ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نسل موجود ہے۔

☆عبدالصمد (بن علی) کی کنیت ابومحمد تھی۔ ابوجعفر (المنصور) کی جانب سے الجزیرہ کے حاکم تھے۔ وہ فلسطین، مکہ، مدینہ اور بصرہ کے بھی والی رہے۔ وہ اپنے زمانہ میں آل عباس میں اپنے جداعلیٰ (عباس بن عبدالمطلب) سے رشتے میں سب سے زیادہ قریب تھے۔ (عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی) اپنے جداعلیٰ سے قریب تر ہونے میں وہ عبداللہ بن عمرو بن یزید بن معاویہ (بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ اکبر بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی) کے ہم رتبہ وہم منزلت تھے۔ انھوں نے بغداد میں وفات پائی۔ ان کی نسل موجود ہے۔

☆عبداللہ بن علی، ابوالعباس کی جانب سے شام کے والی ہوئے پھر انھوں نے (ابوجعفر کے زمانے میں) بغاوت کی انھوں نے ان کے مقابلہ پر ابومسلم (خراسانی) کو بھیجا۔ اس نے عبداللہ کو شکست دی بعد میں ابوجعفر نے ان کو قید کر دیا اس قید میں بغداد میں وہ مر گئے۔ نسل ان کی موجود ہے۔ ان کی ماں بربری باندی تھیں اور ان کا نام هَنَّاده تھا۔

☆یعقوب بن علی کی نسل منقطع ہوگئی ☆صالح بن علی، ابوجعفر کے عہد میں شام کے والی تھے اور وہیں مرے۔ ان کی اولاد میں عبدالملک بن صالح، فضل، عبداللہ وابراہیم تھے۔ یہ صالح بن علی ابوجعفر (المنصور) کے ہم سن تھے دونوں ایک ہی سال میں پیدا ہوئے تھے۔

﴿ص ۱۶۴﴾ سلیمان بن علی، ابوجعفر (المنصور) کے دور میں بصرہ، عمان اور بحرین کے والی رہے اور بصرہ میں ۱۴۲ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ سلیمان کے بیٹے جعفر ومحمد تھے۔ بیٹیوں میں عائشہ، زینب، اسماء، فاطمہ، ام علی اور ام الحسن تھیں۔ ان سب کی ماں ام الحسن بنت جعفر بن حسن بن حسین بن علی ابن ابی طالب تھیں۔ (دوسرے بیٹوں میں) ابراہیم، ہارون وموسیٰ ام ولد کے بطن سے تھے۔ اور علی، عبدالرحمان، عبدالرحیم ودیطه (بنت سلیمان بن علی) کی والدہ عائشہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں۔ سلیمان، عبداللہ وعبدالسلام باندی زادے تھے۔ علی (بن سلیمان بن علی) کی ماں کا تعلق عامر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاعب الاسنہ ابوالبراء کے خاندان سے تھا۔ سُعدی، لُبابہ و عالیہ باندیوں کے بطن سے تھیں۔ جعفر بن سلیمان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ وہ بصرہ میں مرے اور اپنی صلبی اولاد میں تینتالیس بیٹے اور پینتیس بیٹیاں چھوڑیں۔ (سلیمان کی اولاد میں) اسحاق بن سلیمان مختلف عہدوں پر فائز رہے وہ ضعیف (العقل) تھے۔ وہ ایک مرتبہ کسی قصہ گو کے پاس سے گزرے (وہ سرکشوں کے متعلق یہ قرآنی آیتیں سنا رہا تھا کہ اس کے پیچھے دوزخ ہے، وہاں اسے خون اور پیپ کا پانی پلایا جائے گا) وہ اسے زبردستی چسکیاں لے کر پیئے گا اور پھر بھی اسے حلق سے اتار نہ سکے گا۔ (سورۃ ابراہیم، آیات: ۱۵، ۱۷) یہ سن اسحاق بن سلیمان نے یہ (حماقت آمیز) جملہ کہا کہ 'اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کر جو اس پانی کو چسکیاں لے کر پئیں اور اسے حلق سے اتار بھی لیں!' محمد بن سلیمان بصرہ اور کوفہ کے والی تھے۔ علی بن سلیمان اور عبدالرحمان بن سلیمان کے علاوہ سلیمان بن علی کے تمام بیٹوں کی نسلیں موجود ہیں۔

ابوالعباس (السفاح) کے بھائیوں میں ابوجعفر عبداللہ المنصور، ابراہیم، موسیٰ باندیوں کے بطن سے تھے، یحییٰ کی ماں عبداللہ بن حارث بن نوفل (بن حارث) بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، عباس باندی کے بطن سے تھے۔

☆ابراہیم بن محمد بن علی شام میں (مروان کی قید) میں مرے۔ ان کے دو بیٹے تھے عبدالوہاب اور محمد۔ عبدالوہاب شام کے گورنر تھے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی نسل موجود ہے۔ محمد مکہ، مدینہ، یمن اور جزیرہ کے گورنر تھے۔ وہ بغداد میں مرے ان کی نسل باقی ہے۔

☆موسیٰ بن محمد بن علی کے بیٹے عیسیٰ تھے جو اہواز اور کوفہ کے حاکم تھے۔ ان کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ انھوں نے کوفہ میں انتقال کیا۔ عیسیٰ کے بیٹوں میں موسیٰ، عباس، اسماعیل اور عبیداللہ وغیرہ تھے۔ وہ سبھی مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ☆یحییٰ بن محمد بن علی، ابوجعفر (المنصور) کی جانب سے موصل و فارس کے گورنر رہے۔ یحییٰ کے بیٹے تھے ابراہیم جو اس سال امیرالحج تھے جس سال ابو جعفر المنصور نے انتقال کیا۔ ان سے نسل نہ چلی۔ بنو ہاشم (عباس) کے کچھ لوگوں کا بیان ہے۔ کہ یحییٰ کی نسل موجود ہے۔ ☆عباس بن محمد اپنے بھائی ابوجعفر المنصور کی جانب سے الجزیرہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاکم تھے ان کی کنیت ابوالفضل تھی۔ انھوں نے بغداد میں وفات پائی۔ عبداللہ اور فضل وغیرہ ان کے بیٹے تھے۔

۲۔ **(ابو جعفر) المنصور** : ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی (بن عبداللہ بن عباس) المنصور بیالیس سال کی عمر میں خلیفہ ہوئے۔ ان کی ماں سلامہ نامی بربری کنیز تھیں۔ وہ شراۃ کے مقام پر ۹۵ھ کے ماہ ذوالحجہ میں پیدا ہوئے۔ کسی وجہ سے سلیمان بن حبیب نے انھیں کوڑوں سے پٹوایا تھا۔ جس روز ابوالعباس نے انتقال کیا اس دن انبار میں ان کی بیعت ہوئی۔ ان کی بیعت کے نگران ان کے چچا عیسیٰ بن علی تھے۔ (سفاح کی موت) اور ان کی بیعت خلافت کی خبر لے کر ان کے چچا عیسیٰ بن علی سرداروں کے ہمراہ ان کے پاس روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ان لوگوں کی (منصور) سے ملاقات ہوئی اور انبار آ کر اس کی تکمیل ہوئی۔

ابومسلم (خراسانی) ان کے پاس آیا انھوں نے رومیۃ المدائن میں اسے شعبان ۱۳۷ھ میں قتل کرادیا۔ ۸ ﴿ص ۱۶۵﴾

۱۴۰ھ میں ابوجعفر حج کے لئے روانہ ہوئے۔ انھوں نے حیرہ سے احرام باندھا۔ روانگی سے پہلے ۱۳۹ھ میں انھوں نے کوفہ کی جامع مسجد کی توسیع کا حکم دیا تھا۔ اس سال کو ہریالی کا سال (عام الخضب) کہا جاتا ہے۔ انھوں نے ۱۶۰ھ میں مدینۃ المھدی (رصافہ، شرقی بغداد) کی توسیع کروائی۔ (یہ سن غلط ہے۔ المنصور ۱۵۸ھ میں مرچکے تھے)۔

ابوجعفر (المنصور) حج سے فارغ ہوکر مدینہ آئے۔ وہاں چند دن مقیم رہے۔ وہاں سے شام گئے۔ بیت المقدس میں نماز ادا کی۔ پھر رقہ آئے اور دریائے فرات کے کنارے کنارے چل کر شہر ہاشمیہ پہنچے۔ جو مضافات کوفہ میں تھا۔ وہاں سے نہاوند کا سفر کیا پھر وہاں واپس آ کر ۱۴۴ھ کے ایام حج میں فریضہ حج سے فارغ ہوئے۔ ۱۴۵ھ میں وہ بغداد منتقل ہوگئے۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ۱۴۵ھ میں محمد بن عبداللہ بن حسن (بن حسن بن علی بن ابی طالب) نے مدینہ میں حکومت کے خلاف خروج کیا۔ منصور کو جیسے ہی اس کی خبر ملی وہ فوراً کوفہ چلے گئے اور وہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عیسیٰ بن موسیٰ (بن محمد عباسی) کی کمان میں مدینہ پر چڑھائی کی غرض سے لشکر روانہ کیا۔ اس فوج کے مقدمۃ الجیش حمید بن قحطبہ تھے (جنگ کے نتیجے میں) محمد بن عبداللہ رمضان ۱۴۵ھ میں مارے گئے۔ ان کے بھائی ابراہیم بن عبداللہ نے اوائل رمضان میں بصرہ میں خروج کیا۔ جب انھیں اپنے بھائی کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے کوفہ چلے گئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ ان کے مقابلے پر فوجیں لے کر وہاں پہنچ گئے۔ دونوں کا مقابلہ باخمیریٰ کے مقام پر ہوا جو کوفہ کے علاقہ میں شامل ہے۔ ابراہیم اور ان کے ہمراہی شکست کھا کر مقتول ہوئے یہ ۱۴۵ھ کا واقعہ ہے۔

اس کے بعد المنصور، الزوراء کہ وہی بغداد ہے، آئے اور اس کی تعمیر کی تکمیل کی اور ۱۴۶ھ میں وہیں سکونت اختیار کی۔ ۱۵۸ھ میں المنصور حج کی نیت سے روانہ ہوئے مگر راستہ میں بئر میمون کے مقام پر ۶ ذوالحجہ اجل نے ان کا استقبال کیا اور انھوں نے دنیائے فانی سے رخت سفر باندھ لیا۔ ان کی عمر ۶۳ سال چند ماہ تھی اور مدت خلافت بائیس سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ ابراہیم بن یحییٰ بن علی نے یا بروایت ھیثم، عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے پڑھائی۔

ابوجعفر کے بیٹے یہ ہیں۔ ☆مہدی کہ ان کا نام محمد تھا اور ☆جعفر۔ ان دونوں کی والدہ ام موسیٰ بنت منصور الحمیریہ تھیں۔ ☆صالح کی ماں باندی تھی، یہ بھی کہا جاتا ہے وہ صغد کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ ☆سلیمان ☆عیسیٰ ☆یعقوب ان تینوں کی ماں فاطمہ بنت محمد تھیں جو طلحہ بن عبیداللہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ☆جعفر ☆قاسم ☆عبدالعزیز ☆عباس۔ بیٹی کا نام ☆عالیہ تھا جن کی والدہ خالد بن اسید کے خاندان سے تھیں۔

منصور کے بیٹوں میں سے جعفر (الاکبر) اپنے والد کی جانب سے موصل کے گورنر تھے۔ ان کا بغداد میں (باپ کی زندگی میں) انتقال ہوگیا۔ جعفر کی اولاد میں ابراہیم و زبیدہ تھیں جن کی کنیت ام جعفر تھی، ان کی ماں سلسبیل نامی باندی تھی۔ جعفر بن جعفر، عیسیٰ بن جعفر، عبیداللہ، صالح ولبابہ (دوسرے بیٹے بیٹی تھیں) ان میں سے ابراہیم سے نسل نہ چلی، زبیدہ ہارون الرشید کے نکاح میں تھیں اور لبابہ سے موسیٰ الہادی نے شادی کی۔ عیسیٰ بصرہ، اس کے اضلاع، فارس،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہواز، یمامہ اور سندھ کے گورنر رہے۔ ﴿ص ۱۶۶﴾ انھوں نے دیر (ایک گرجا) میں جو بغداد اور حلوان کے درمیان واقع ہے، انتقال کیا۔ ان کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ ان کی نسل موجود ہے۔ ابو جعفر المنصور کے دوسرے بیٹوں کی بھی نسلیں موجود ہیں وہ سب کے سب مختلف مناصب پر فائز ہوئے اور حج کے ایام میں امراء حج رہے۔

۳۔ **المھدی** : ابوجعفر (المنصور) کی موت کے بعد مکہ میں ان کی خلافت کی بیعت ہوئی۔ ان کا نام محمد تھا۔ ان کے آزاد کردہ غلام منارہ بربری نے ان کی بیعت کی خبر (مکہ سے بغداد) پہنچائی۔ مہدی کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کی ماں ام موسیٰ بنت منصور حمیری تھیں۔ اڑتیس سال کے سن میں خلیفہ ہوئے، دس سال ایک ماہ تک خلیفہ رہے اور محرم ۱۶۹ھ میں ماسبذان کے علاقہ کے قصبہ الوذ میں انتقال کیا۔ اڑتالیس سال عمر پائی اور اسی قصبہ میں دفن ہوئے۔

مہدی کی اولاد میں موسیٰ ہارون اور بانوقہ، خیزران نامی ام ولد کے بطن سے پیدا ہوئے۔ علی اور عبیداللہ کی ماں ریطہ بنت ابوالعباس السفاح تھیں۔ عباسہ کی ماں ام ولد تھیں۔ عالیہ، منصور وسلیمہ کی ماں بحتریہ دختر الاصبھند تھیں۔ یعقوب اور اسحاق ام ولد کے بطن سے تھے۔ ابراہیم کی ماں بھی باندی تھی۔ ان تمام اولاد میں بانوقہ چھٹ پن میں قضاء کر گئی۔ عباسہ کا نکاح ہارون نے محمد بن سلیمان (بن علی بن عبداللہ بن عباس) سے کیا۔ ان کی موت کے بعد عباسہ کی شادی ابراہیم بن صالح بن علی (بن عبداللہ عباس) سے کردی۔ علی بن مہدی کئی مرتبہ امیرالحج مقرر ہوئے۔ انھوں نے بغداد میں وفات پائی۔ ان کی نسل موجود ہے۔ عبیداللہ بن مہدی الجزیرہ کے گورنر تھے۔ منصور بن مہدی فلسطین وغیرہ اور بصرہ کے گورنر رہے۔ انھوں نے امیرالحج کے فرائض بھی انجام دیئے تھے۔

۴۔ **موسیٰ الھادی** : یہ مہدی کے بڑے بیٹے تھے۔ اپنے والد کے انتقال کے وقت یہ جرجان میں تھے۔ بغداد میں ان کی بیعت خلافت ان کے بھائی ہارون نے لی۔ مہدی کے مولیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیر نے انھیں خلافت کی اطلاع (جرجان) پہنچائی۔ ان کے دور میں مدینہ میں حسین بن علی (بن حسین بن حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب) نے بغاوت کی۔ وہاں سے وہ مکہ آئے۔ یہاں (عباسی افواج سے ان کی مڈبھیر ہوئی اور) وہ تروبہ (۹/ذوالحجہ) کے دن مکہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر فخ نامی مقام میں مارے گئے۔ جس فوج نے انھیں قتل کیا اس کی کمان محمد بن سلیمان، موسیٰ بن عیسیٰ اور عباس بن محمد کے ہاتھوں میں تھی۔ موسیٰ (الہادی) کی حکومت ایک سال ایک ماہ رہی۔ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ ماں ان کی خیزران تھیں۔ انھوں نے بغداد میں بروز جمعہ ۱۶/ربیع الاول ۱۷۰ھ وفات پائی۔ وہ صرف پچیس سال جیے۔ ان کی نسل بکثرت موجود ہے۔

۵۔ ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ : جس روز موسیٰ الہادی نے بغداد میں انتقال کیا اس دن ہارون بن مہدی کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ ان کے بیٹے عبداللہ المامون اسی روز پیدا ہوئے۔ ہارون، ابوجعفر کنیت کرتے تھے۔ ان کی ماں بھی خیزران ہی تھیں۔ وہ بغداد کے مغربی حصہ میں **قصر الخلد** میں قیام کرتے تھے۔ ان کے وزیر یحییٰ بن خالد اور ان کے دونوں بیٹے فضل بن یحییٰ و جعفر بن یحییٰ قصر الخلد کے **رحبہ** میں رہتے تھے۔ بعد میں جعفر (بن یحییٰ) نے الدور کے مقام پر اپنا محل بنوایا مگر انھیں اس میں رہنے کی مہلت نہ ملی اور وہ قتل کر دیئے گئے۔

ہارون نے لوگوں کے ساتھ چھ حج کیے۔ ان کا چھٹا حج ۱۸۶ھ میں ہوا۔ اس سال ان کے ساتھ ان کے دو بیٹوں اور ولی عہدوں محمد الامین اور عبداللہ المامون نے بھی فریضہ حج ادا کیا۔ ہارون نے ان دونوں کی جانب سے ایک دوسرے کے حقوق کا معاہدہ لکھوا کر کعبہ میں آویزاں کرادیا۔ حج سے واپسی پر ہارون نے چند دن انبار میں قیام کیا۔ ۱۸۸ھ میں بھی ہارون نے لوگوں کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔

جعفر (بن یحییٰ) کو عمر کے مقام پر کہ ﴿ص ۱۶۷﴾ انبار کے قریب تھا۔ ۱۸۷ھ کے ماہ محرم کی آخری تاریخ میں ہارون نے مروا ڈالا اور ان کی لاش بغداد بھیج دی گئی۔ یحییٰ اور ان کے بیٹے فضل محبوس رہے اور اسیری کی حالت میں ان دونوں نے رقّہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہارون کے عہد خلافت میں ولید بن طریف شاری (خارجی) نے بغاوت کی اور کئی شاہی فوجوں کو شکست دی آخر میں ہارون نے یزید بن مزید (شیبانی) کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ انھوں نے ولید کو شکست دے کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد خراشہ شاری (خارجی) نے بھی علم بغاوت بلند کیا (اور اپنے کیفر کردار کو پہنچا)۔ ہارون نے انس بن ابی شیخ کو قتل کروادیا۔ یہ خالد الخذاء محدث کے بھتیجے تھے۔ انس، جعفر بن یحییٰ کے دوست تھے۔ انھیں رقہ میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ ان پر زندیق ہونے کا الزام تھا۔ یہی الزام برامکہ پر بھی لگایا جاتا تھا۔ صرف اس خاندان کے کچھ افراد اس الزام سے بری تھے۔ ان کے متعلق اصمعی نے کہا ہے:

اذا ذکر الشرک فی مجلس　　أضاء ت وجوہ بنی برمک

وان تلیست عندھم آیة　　أتوا بالاحادیث عن مَزدک

[جب کسی مجلس میں شرک کا ذکر ہو تو آل برمک کے چہرے چمک اٹھتے ہیں ☆ اور اگر ان کے سامنے قرآن کی آیت تلاوت کی جائے تو وہ لوگ مَزدک کی باتیں کرنے لگتے ہیں]۔

ہارون نے ۱۹۰ھ میں روم پر فوج کشی کی اور ہرقلہ فتح کر لیا۔ یہاں کے حاکم کی بیٹی ان کے ہاتھ آئی انھوں نے اس کو اپنے تصرف کے لئے مخصوص کر لیا۔ جب وہ اس مہم سے واپس لوٹے تو طخارستان میں رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے وہاں کے گورنر علی بن عیسیٰ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس سے جنگ کرنے اور علی بن عیسیٰ کو (بغداد) واپس روانہ کرنے کی غرض سے انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو بھیجا۔ جب علی بن عیسیٰ بغداد آیا تو اس کی گرفتاری اور اس کے اموال اور اس کے بیٹوں کے مال و اسباب کی ضبطی کا حکم صادر کیا۔

ہارون ۱۹۲ھ میں مامون کے ہمراہ خراسان روانہ ہوئے طوس ۹ پہنچ کر وہ بیمار ہو گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی قبر طوس میں ہے ان کی وفات شب ہفتہ ۳/ جمادی الاخرہ ۱۹۳ھ میں ہوئی۔ انھوں نے سینتالیس سال عمر پائی مدت خلافت ۲۳ سال دو ماہ اور سترہ دن تھی۔ ہارون کی اولاد میں محمد (الامین) جن کی والدہ زبیدہ بنت جعفر (بن منصور) تھیں۔ عبداللہ المامون جن کی ماں مراجل نامی باندی تھی، قاسم المؤتمن، صالح، ابوعیسیٰ، ابو اسحاق، قاسم،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتصم، ابو یعقوب وحمدونہ وغیرہ تھے۔

۶۔ **محمد الامین** : ان کی بیعت خلافت طوس کے مقام پر ہوئی۔ بیعت کے منصرم صالح بن ہارون تھے۔ امین کے پاس ان کی بیعت کی خبر لے کر ۱۵ر جمادی الاخرہ کو رجاء الخادم بغداد آئے چنانچہ انھوں نے خطبہ خلافت دیا اور اہل بغداد نے ان کی بیعت کی۔ جن لوگوں کو ہارون نے قید کر رکھا تھا۔ امین نے انھیں رہا کر دیا۔ یوں عبدالملک بن صالح، حسن بن علی بن عاصم، سلم بن سالم بجلی اور ھیثم بن عدی نے قید سے رہائی پائی۔

ذ ولقعدہ ۱۹۳ھ میں اسماعیل بن عُلیّہ نے کہ افسر مظالم تھے انتقال کیا۔ ان کی جگہ پر محمد بن عبداللہ انصاری کہ حضرت انس بن مالک کی نسل سے تھے بغداد کے مظالم اور قضاء کے منصب پر فائز ہوئے۔ امین نے وکیع بن جراح کو بغداد بلوایا اور انھیں حکومت کے بعض فرائض سپرد کرنے چاہے مگر انھوں نے انکار کر دیا اور ذ ولقعدہ ۱۹۳ھ میں مکہ چلے گئے۔ اثنائے راہ میں وہ راہی ﴿ص ۱۶۸﴾ ملک عدم ہو گئے۔

امین نے فضل بن ربیع کو وزیر، اسماعیل بن صبیح کو کاتب اور عباس بن ربیع کو حاجب مقرر کیا۔ فضل (بن ربیع) نے امین و مامون کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرائیں اس لئے امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کیا۔ اس کی بیعت لی اور اسے الناطق بالحق کا لقب عطا کیا۔ یہ واقعہ ۱۹۴ھ کا ہے۔ انھوں نے (موسیٰ) کو علی بن عیسیٰ کی اتالیقی میں دے دیا۔

۱۹۵ھ میں امین نے علی بن عیسیٰ کو مامون سے جنگ کرنے کی غرض سے ایک فوج دے کر خراسان روانہ کیا۔ اس کے مقابلے پر مامون نے مرو سے ہرثمہ (بن اعین) کو افواج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس فوج کے مقدمہ پر طاہر بن حسین تھے۔ دونوں لشکروں کا مقابلہ ری میں ہوا۔ علی بن عیسیٰ کو شکست ہوئی اور طاہر بن حسین نے اسے مار ڈالا۔ اس کے ساتھ اس کے کئی بیٹے بھی قتل کر دیئے گئے۔ یہ معرکہ رمضان ۱۹۵ھ میں پیش آیا۔ علی بن عیسیٰ کے لشکر میں جو ساز و سامان از قسم زر نقد، اسلحہ اور جانوران باربرداری تھا وہ سب کا سب طاہر کے قبضے میں آ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد امین نے محمد بن عبدالرحمان بن جبلہ انباری کو ایک دوسری فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس کا مقابلہ طاہر کی فوجوں سے ہمدان میں ہوا۔ طاہر نے ابن جبلہ کو شکست دے کر مار ڈالا۔ یہاں طاہر اور ہرثمہ کی فوجیں آ کر مل گئیں۔ طاہر نے اہواز کا راستہ اختیار کیا اور ہرثمہ نے حلوان کو جانے والی شاہ راہ کی جانب پیش قدمی کی۔

(مامون کے وزیر) فضل بن سہل نے زہیر بن مسیّب کو کرمان کی سمت روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے کرمان پر قبضہ کرلیا۔ وہاں سے وہ دھاوے مارتا ہوا بصرہ پہنچا اور اس پر قابض ہوگیا۔ (دوسری طرف) جب طاہر اہواز آئے تو وہاں مہلب (بن ابی صفرہ) کے خاندان کا ایک شخص امین کی جانب سے حاکم تھا۔ طاہر نے مقابلہ میں اسے قتل کر کے شہر پر قبضہ کرلیا۔ وہاں سے انھوں نے واسط پر چڑھائی کی۔ ادھر ہرثمہ حلوان آئے۔

(اسی اثناء میں امین کے حامیوں میں سے) حسین بن علی بن عیسیٰ نے اپنے حامیوں کے ایک جتھے کے ساتھ بغداد کے قصر خلد میں گھس کر امین کو گرفتار کر کے مغربی بغداد کے ایک برج میں نظر بند کر دیا۔ اس سبب سے امین کے لشکری بالکل پراگندہ ہوگئے اور (ان کے وزیر) فضل بن ربیع ایسے روپوش ہوئے کہ بغداد میں مامون کے داخلے تک کسی نے ان کی شکل نہ دیکھی۔ حسین بن علی بن عیسیٰ نے اس کارروائی کے بعد طاہر اور ہرثمہ کو بغداد میں داخل ہو جانے کا پیغام دیا مگر جلد ہی اسد حربی اور (حامیان امین کی) ایک جماعت نے حملہ کر کے امین اور ان کے اہل خاندان کو آزاد کرالیا اور بروقت نہ پہنچنے کی معذرت چاہی۔ یہ لوگ حسین بن علی بن عیسیٰ کو ان کے پاس پکڑ کر لائے مگر امین نے اعتراف گناہ اور توبہ اور اس اقرار کے بعد کہ اس کو دھوکہ اور فریب میں رکھا گیا تھا، اسے معاف کر کے آزاد کر دیا۔ حسین بن علی نے وہاں سے نکل کر جیسے ہی (بغداد غربی کا) پل پار کیا۔ 'یا مامون' یا منصور' کا نعرہ بلند کیا۔ اور چاہا کہ ہرثمہ کی فوج سے جا ملے۔ جب اس کی اطلاع امین کے حامیوں کو ہوئی تو وہ اس کی تلاش میں نکلے اور نہر بین کے قریب اسے جالیا۔ یہ لوگ اسے قتل کر کے اس کا سر امین کے پاس لائے۔

(اسی اثناء میں) ہرثمہ نہروان چلے گئے اور وہاں سے پلٹ کر نہر بین پر دھاوا بول دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاہر نے 'باب انبار' پر پڑاؤ کیا اور زہیر بن مسیب نے 'کلواذا' کا رخ کیا۔ یوں وہ تینوں بغداد کا محاصرہ کر کے جنگ کرتے رہے۔ اب طاہر نے قاسم المؤتمن کو (کہ ہارون کا بیٹا اور ولی عہد سوم تھا) اپنے پاس آجانے کا خط لکھا۔ وہ مقام 'الدور' میں جعفر بن یحییٰ (برمکی) کے محل میں مقیم تھا۔ چنانچہ وہ طاہر کے پاس چلا گیا۔ اور قصر طاہر کے حوالہ کر دیا۔

امین کے حالات برابر خراب ہوتے گئے اور مجبوراً انھوں نے مدینہ ابی جعفر (بغداد مغربی) میں پناہ لی اور ہرثمہ کو یہ پیغام دیا کہ میں رات کے وقت تمھارے لشکر میں آجاؤں گا۔ جب وہ ہرثمہ کے پاس جانے کی غرض سے نکلے تو طاہر کے آدمی (جو پہلے سے گھات میں تھے) انھیں پکڑ کر طاہر کے پاس لائے۔ طاہر نے انھیں اسی رات قتل کروا دیا۔ صبح ہوئی تو طاہر نے ان کا سر باب الحدید پر نصب کروا دیا۔ بعد میں اسے اتروا کر اپنے چچازاد بھائی محمد بن حسن بن مصعب کے ہمراہ (مامون کی خدمت میں) خراسان بھجوا دیا۔ اور امین کے جسد (بے سر) کو 'بستان مونسہ' میں دفن کرا دیا۔ یہ واقعہ ۱۹۸ھ کا ہے۔

﴿ص ۱۶۹﴾ **۷۔ عبداللہ المامون :** ۱۹۸ھ میں (الامین کے قتل کے بعد) مامون کی حکومت کا آغاز ہوا۔ ان کی ماں مراجل باندی تھی۔ ان کے والد (ہارون) نے اپنی ایک لونڈی کے ساتھ زنا کرنے کے جرم میں ان پر حد شرعی جاری کی تھی۔ رقاشی شاعر محمد (الامین) کی تعریف اور مامون کی ہجو میں (اسی واقعہ کی جانب اشارہ کر کے) کہتا ہے:

لم تلده امة تعرف فی السوق التجارا

لا ولا حد ولا خان ولا فی الجری جارا

[اس کو کسی لونڈی نے نہیں جنا کہ برہ فروشوں کے بازار میں وہ جانی پہچانی ہو۔ نہ اس کو زنا کے جرم میں کوڑے مارے گئے۔ نہ اس نے خیانت کی اور نہ ضامن سے زیادتی کی]۔

ابوالسرایا ہرثمہ کی فوج کا ایک افسر تھا، اس کی تنخواہ کی ادائیگی (کسی وجہ سے) روک دی گئی۔ اس لئے وہ ناراض ہو کر انبار چلا آیا۔ وہاں کے حاکم کو قتل کر کے وہاں سے بھی چل دیا۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی شش و پنج میں تھا کہ کہاں جائے اور کیا کرے کہ (مامون کے وزیر) فضل بن سہل نے علی ابن سعید کو (عراق) بھیج کر ہرثمہ اور طاہر کو برخاست کر دیا۔ پھر طاہر کو جزیرہ کا والی مقرر کر کے نصر بن شبث (عقیلی) سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اسی دوران میں حسن بن سہل خراسان سے عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا۔ اس کے ہمراہ حمید بن عبدالحمید اور خراسانی افسران فوج کی بڑی تعداد بھی عراق آئی۔ جب حسن بن سہل بغداد کے قریب پہنچا تو طاہر رقہ روانہ ہو گئے اور ہرثمہ نے خراسان کی راہ لی۔

حسن بن سہل نے (بغداد پہنچ کر) شماسیہ میں قیام کیا۔ اسی زمانے میں ابن طباطبا علوی نے کوفہ میں خروج کیا۔ (اس صورت حال میں ابوالسرایا کی بن آئی) اور وہ ابن طباطبا کے ساتھ مل گیا۔ اور کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ دوسرے علویوں نے مکہ، مدینہ اور یمن میں شورش برپا کی اور ان علاقوں پر قبضہ جما لیا۔ طاہر بن حسین نے زہیر بن مسیّب کو فوج دے کر ابوالسرایا کے مقابلہ پر کوفہ بھیجا۔ اس لشکر کو ابوالسرایا نے شکست دے کر بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ زہیر نے بغداد پہنچ کر جان بچائی۔ اس کے بعد طاہر رقہ چلے گئے اور نصر بن شبث سے جنگ میں مشغول ہو گئے۔ یہ جنگ فریقین میں مامون کے بغداد آنے تک جاری رہی۔

(زہیر بن مسیّب کی شکست کے بعد) حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن ابی خالد کو ابو السرایا کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ ابوالسرایا نے عبدوس اور اس کے لشکریوں کو شکست دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اہل کوفہ نے بڑھ کر نہر صرصر پر پیش قدمی کی اور واسط و بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ (ابوالسرایا کی کامیابیوں سے گھبرا کر) حسن بن سہل نے ہرثمہ بن اعین کو خراسان سے واپس بلانے کی غرض سے سندی بن شاھک کو بھیجا۔ ہرثمہ حلوان پہنچ چکے تھے۔ (کہ یہ قاصد پہنچا) چنانچہ وہ واپس آئے۔ حسن بن سہل نے انھیں ابوالسرایا کے خلاف روانہ کیا ہرثمہ نے نہر صرصر پر پہنچ کر انھیں شکست دے کر ان کا تعاقب کیا قصر ابن ہبیرہ کے قریب ان کو جا لیا اور ان سے لڑ کر ان کی بہت بڑی تعداد کو قتل کر ڈالا۔ ابوالسرایا کے بقیہ ساتھی بحال تباہ کوفہ پہنچے اس اثناء میں ابن طباطبا مر گیا۔ ابوالسرایا نے اس کی جگہ پر ایک دوسرے علوی جوان کو (امام) بنا لیا۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام محمد بن محمد تھا۔

ہرثمہ ان لوگوں سے برابر مصروف پیکار رہے۔ ابوالسرایا کے حامیوں کو بھاری نقصانات پہنچائے۔ وہ لوگ مقابلہ کی تاب نہ لاکر ہرثمہ سے امان کے طالب ہوئے اور انھیں اس مضمون کا خط لکھا۔ ابوالسرایا یہ دیکھ کر علوی کے ہمراہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور ہرثمہ کوفہ میں فاتحانہ داخل ہوگئے۔ چندے قیام کے بعد ہرثمہ علی (نامی سالار) کو کوفہ کا گورنر بنا کر بغداد چلے گئے اور وہاں سے خراسان روانہ ہوگئے۔ (اثناء راہ میں) ابوالسرایا اور علوی گرفتار ہوئے۔ ہرثمہ نے ابوالسرایا کو قتل کرادیا اور علوی کو اپنے ہمراہ خراسان لے گئے۔

حسن بن سہل (کے کرتوتوں کی وجہ سے) اہل بغداد اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے قائد محمد بن خالد مروزی اور ان کے دو بیٹے عیسیٰ و ہارون اور ابوزنبیل تھے۔ حسن بن سہل مدائن گیا ہوا تھا، اس لئے بغداد کے لوگ کسی سردار کے بغیر رہ گئے اور ان کا کوئی امیر و حاکم نہ رہا اس لئے سہل بن سلامہ اور رضا کاروں نے (شہر کا انتظام سنبھال لیا اور امر بالمعروف و نھی عن المنکر کی دعوت دینے لگے)۔

مامون نے (مدینہ سے) علی بن موسیٰ الرضی کو خراسان بلوا کر اپنا ولی عہد ﴿ص ۱۷۰﴾ بنایا اور لوگوں کو سبز لباس پہننے کا حکم دیا۔ ۱۰ اور انھوں نے (مامون کے چچا) ابراہیم بن مہدی کی حمایت کر کے ان کی خلافت کی بیعت کر لی۔ ابراہیم حسن بن سہل کے مقابلے پر نکلے۔ اسے واسط کی جانب کھدیڑ دیا اور خود مدائن میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس کے بعد حسن ابن سہل نے علی ابن ہشام اور حمید الطوسی کو جنگ کی غرض سے روانہ کیا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی حمید نے دشمن کو شکست دے دی۔

بغداد میں علی بن عیسیٰ نے سہل بن سلامہ کے بجائے امر بالمعروف و نھی عن المنکر کی اشاعت شروع کی اور (سہل بن سلامہ) کو فریب سے گرفتار کر کے ابراہیم بن مہدی کے حوالہ کر دیا۔ انھوں نے سہل کو ایسا روپوش کیا کہ بغداد کے قریب مامون کی آمد کی خبر سے پہلے کسی کو ان کا پتا نہ چل سکا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بن سہل نے علویوں سے جنگ کی غرض سے ہارون بن مسیّب کو افواج کے ساتھ روانہ کیا۔ جنگ میں ہارون بن مسیّب نے علویوں کو شکست دی اور محمد بن جعفر کو گرفتار کر کے اس کے بعض اہل خاندان کے ہمراہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ ان میں سے کوئی ایک شخص بھی واپس نہ آیا۔ (علی بن موسیٰ) الرضی نے خراسان میں وفات پائی۔

جب ہرثمہ خراسان پہنچا تو مامون کے روبرو ان کے اور فضل بن سہل کے مابین ناگوار باتوں کی تکرار اور تلخ کلامی ہوئی انھیں دارالمامون کے ایک قبہ میں قید کر دیا گیا۔ وہاں ہرثمہ چند دن تک رہے پھر وہاں سے ان کی لاش اٹھائی گئی۔ انھیں روئی کے گدیلے میں لپیٹ کر اس گڑھے میں دفن کر دیا گیا جو مرو میں قیدیوں کے لئے مخصوص تھا۔

ہرثمہ کا بیٹا حاتم بن ہرثمہ ارمینیہ کا گورنر تھا۔ جب اسے اپنے باپ کی ہلاکت کی خبر ملی تو اس نے وہاں کے خودمختار سرداروں اور قرب و جوار کے بادشاہوں کو خطوط لکھ کر مامون کی مخالفت پر آمادہ کیا ابھی وہ انھیں کوششوں میں تھا کہ اسے موت نے آدبوچا کہا جاتا ہے کہ بابک کی سرکشی کا یہی سبب تھا۔ بابک کی بغاوت بیس سال سے اوپر جاری رہی۔

ابواسحاق المعتصم، حسن بن سہل کے ساتھ تھے۔ وہ بھاگ کر ابراہیم بن مہدی کے پاس چلے گئے اور حسن بن سہل اور اس کے حامیوں کے ساتھ جنگ کرنے لگے۔ بعد میں ان کا مقابلہ حسن شاری (خارجی) سے ہوا اور شکست کھا کر انھوں نے راہ فرار اختیار کی اور بغداد میں پناہ لی۔

اہل بغداد اور حسن بن سہل میں متواتر لڑائی جاری رہی۔ آخر حسن کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور اس نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر کے احمد بن ابی خالد کے ہمراہ خراسان روانہ کر دیا۔ جب یہ خراسان پہنچے تو سرخس کے مقام پر فضل بن سہل ۲۰۳ھ میں مارا جا چکا تھا۔ (احمد بن خالد کو) مامون نے فضل کی جگہ پر وزیر مقرر کیا۔ (خراسان سے روانگی کے وقت) انھوں نے غسان بن عباد کو وہاں کا گورنر بنایا اور خود بغداد کی جانب چل پڑے۔ جب مامون بغداد کے قریب پہنچے تو ابراہیم بن مہدی نے سہل بن سلامہ کو (ان کی روپوشی سے) برآمد کر لیا اور کہا کہ لوگوں کو مامون سے جنگ کرنے کی دعوت دیجئے۔ انھوں نے ایسا کیا۔ پھر ابراہیم روپوش ہو گئے اور مامون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغداد میں۔ ہفتہ ۴ صفر ۲۰۴ھ کو داخل ہوئے۔ وہ سبز لباس میں ملبوس تھے۔ انھوں نے اچھا برتاؤ کیا اور لوگوں کی ضروریات کے متعلق دریافت کیا اور لوگوں کے احوال سننے کی غرض سے انھوں نے دربار سجائے۔ بعد میں بغداد میں قحط پڑ گیا۔

مامون نے بابک کی بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے یحییٰ بن معاذ کو روانہ کیا۔ شبیب البلخی کو نصر بن شبث کے مقابلہ پر بھیجا یحییٰ اور شبیب دونوں ہی کو اپنے اپنے مدمقابل سے شکست ہوئی۔ خالد بن یزید بن مزید کو عبید بن السری کی سرکوبی کے لئے مصر روانہ کیا گیا۔ عبید بن السری نے (خالد کو) شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ بعد ازاں اس نے خالد اور ان کے ساتھ گرفتار ہونے والوں کو معافی دے کر آزاد کر دیا۔ (ان پے در پے ہزیمتوں کے بعد) مامون نے نصر بن شبث اور جزیرہ کی قوم الزواقیل کے مقابلہ پر طاہر بن حسین کے بیٹے عبداللہ بن طاہر کو ۲۰۷ھ میں بھیجا۔ اس سال عبداللہ کے والد طاہر نے انتقال کیا اور نصر بن شبث طالب امان ہوا چنانچہ عبداللہ نے اسے امان دے دی۔ ﴿ص ۱۷۱﴾

بعد ازاں عبداللہ نے مصر کا رخ کیا۔ عبید بن السری نے امان چاہی۔ اسے بھی امان دے کر بغداد روانہ کر دیا گیا۔ ۲۱۰ھ میں ابراہیم بن مہدی گرفتار ہو کر مامون کے حضور پیش ہوئے انھیں بھی معاف کر دیا گیا۔ پھر مامون نے ان کو اپنا ندیم بنا لیا۔ اسی سال (۲۱۰ھ) مامون نے (حسن بن سہل کی بیٹی) بوران سے شادی کی۔

مامون نے (مدینہ) سے محمد بن علی بن موسیٰ کو جو علی رضی کے بیٹے تھے بغداد بلوایا۔ اپنی بیٹی سے ان کی شادی کی اور اسے اپنے ساتھ مدینہ لے جانے کی اجازت دی۔ چنانچہ وہ (اپنی زوجہ کو) لے کر مدینہ چلے گئے۔

مامون نے محمد بن حمید کو بابک سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ جنگ ہوئی۔ بابک نے (شکست دے کر) محمد بن حمید کو ۲۱۴ھ میں قتل کر دیا۔ عبداللہ بن طاہر کو جو بلاد جبل کے شہر دینور میں مقیم تھے۔ خراسان روانہ ہونے کا حکم دیا گیا اور علی بن ہشام کو بابک سے مقابلہ کی غرض سے بھیجا گیا۔ محرم ۲۱۵ھ میں مامون طرسوس گئے۔ رومیوں سے متعدد لڑائیاں ہوئیں اور حصن قرہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرشنہ وصملہ کے سرحدی مقامات فتح ہوئے۔ اس کے بعد وہ دمشق گئے۔ وہاں سے مصر گئے اور پھر دمشق واپس آئے۔ ۲۱۷ھ میں مامون نے رومیوں کے علاقے پر فوج کشی کی۔ اسی سال (عباسی سپہ سالار) عجیف (بن عنبسہ) علی بن ہشام اور اس کے بھائی کو مامون کے پاس لائے۔ یہ دونوں بھائی قتل کرا دیئے گئے۔

۲۱۷ھ میں عمرو بن مسعدہ نے شہراذنہ میں انتقال کیا۔ اس سال لولوۂ (شامی سرحدی شہر) فتح ہوا اور طوانہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ ۱۱ اس کے بعد مامون نے واپسی کا سفر کیا اور رقہ پہنچے یہاں سے رومیوں کے علاقے میں (جہاد کی غرض سے) گئے۔ مگر بذندون ۱۲ میں ۱۷ رجب ۲۱۸ھ کو وہ مر گئے۔ ان کی میت طرسوس لا کر سپرد خاک کی گئی۔ ان کی مدت خلافت محمد (الامین) کے قتل سے (ان کی وفات تک) بیس سال ہے۔ مامون کی اولاد بکثرت موجود ہے۔

۸۔ **محمد المعتصم** : محمد بن ہارون کی کنیت ابواسحاق تھی۔ وہ ماردہ نامی کنیز کے بطن سے تھے۔ جب بلاد روم میں المامون کا انتقال ہوا تو عباس بن مامون وہاں موجود تھے۔ لوگوں نے (فوج نے) عباس کی بیعت خلافت کرنی چاہی مگر عباس (بن مامون) نے انکار کیا اور خلافت (اپنے چچا) ابواسحاق (معتصم) کے سپرد کر دی۔ ابواسحاق بسرعت بغداد روانہ ہوئے کیونکہ انھیں ڈر تھا کہ بعض امراء فوج جو ان کے مخالف تھے انھیں جان سے نہ مار دیں۔ وہ رمضان ۲۱۸ھ کی پہلی تاریخ کو بغداد پہنچ گئے۔ **المعتصم** دو سال تک بغداد میں ہی رہے۔ پھر عید الفطر کے بعد ۲۲۰ھ میں وہ سامرہ چلے گئے۔ ان کے ہمراہ ترک فوجی تھے۔ وہاں انھوں نے عمارات بنوائیں اپنے لئے محل اور فوج کے لئے چھاؤنیاں تعمیر کرائی (اور اسی کو پایہ تخت قرار دیا)۔ رومیوں نے پیش قدمی کر کے (اسلامی شہر) زبطرہ پر قبضہ کر لیا تھا اس لئے معتصم جمادی الاولی ۲۲۳ھ میں بقصد جنگ غزاء روانہ ہوئے اور (رومیوں کا قلعہ) عموریہ اس سال ماہ رمضان میں فتح کر لیا۔ واپسی پر انھوں نے عباس بن مامون اور عجیف (بن عنبسہ) وغیرہ کو (بغاوت کے جرم میں) راستہ میں ہی ٹھکانے لگا دیا اور ذوالحجہ سال حال میں سامرا پہنچ گئے۔ ابراہیم بن مہدی نے سامرا میں رمضان ﴿ص ۱۷۲﴾ ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔ (المعتصم کے مشہور سپہ سالار)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افشین کو ۲۲۶ھ میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ابو اسحاق نے ۱۹ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو انتقال کیا۔ ان کی خلافت آٹھ سال آٹھ ماہ تھی۔ اس سال (۲۲۷ھ) بشر بن حارث زاہد بھی فوت ہوئے۔

۹۔ **ھارون الواثق باللہ بن أبی اسحاق** : ہارون الواثق باللہ کی بیعت خلافت اس دن ہوئی جس دن ان کے والد نے انتقال کیا۔ ان کی ماں قراطیس باندی تھی۔ انھوں نے سفر مکہ کے دوران حیرہ کے مقام پر انتقال کیا تھا۔ احمد بن نصر کو ۲۸ شعبان ۲۳۱ھ میں **المحنہ** کے مقام پر قتل کر دیا گیا۔ ہارون (الواثق) نے چہار شنبہ ۲۴ ذوالحجہ ۲۳۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی خلافت کی مدت پانچ سال نو ماہ اور چند روز ہے۔

۱۰۔ **جعفر المتوکل علی اللہ ابن ابی اسحاق** : جس روز ان کے بھائی الواثق باللہ نے وفات پائی اسی دن ان کی بیعت خلافت ہوئی۔ ان کی ماں کا نام شجاع تھا وہ بھی باندی تھی۔ متوکل نے اپنے تین بیٹوں محمد **المنتصر**، ابوعبداللہ **المعتز** اور ابراہیم المؤید کی ولی عہدی کی بیعت ذوالحجہ ۲۳۵ھ میں لی۔ انھیں ۲۴۷ھ میں عید الفطر کے تین دن بعد قتل کر دیا گیا۔

۱۱۔ **المنتصر محمد بن جعفر المتوکل** : متوکل کے قتل کے بعد ان کے بیٹے المنتصر محمد کی بیعت ہوئی۔ اس نے چھ ماہ بعد اس دنیا سے رحلت کی۔

۱۲۔ **احمد المستعین باللہ** : احمد بن محمد بن ابو اسحاق **المعتصم** باللہ کی خلافت کی بیعت **المنتصر** کے بعد ہوئی۔ انھوں نے ۲۵۱ھ کے اخیر میں (ترکوں سے طویل محاربات کے بعد) خلافت سے دست برداری اختیار کر لی۔ ۲۵۲ھ میں انھیں قتل کر دیا گیا۔

۱۳۔ **المعتز باللہ** : نام ان کا زبیر تھا وہ جعفر (المتوکل علی اللہ) کے بیٹے تھے۔ ان کی بیعت کی تجدید ۲۵۲ھ میں ہوئی (کیونکہ ان کے والد المتوکل نے ۲۳۵ھ میں ان کی بیعت لی تھی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہ رجب ۲۵۵ھ میں (ترکوں کے ہاتھوں) یہ بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

۱۴۔ **محمد المهتدی** : یہ ہارون الواثق کے بیٹے تھے۔ (ان کا لقب) المهتدی تھا۔ ۲۵۵ھ میں ان کی بیعت کی گئی۔ انھیں بھی (ترکوں نے) رجب ۲۵۶ھ میں شہید کر دیا۔

۱۵۔ **المعتمد علی اللہ احمد بن جعفر المتوکل** : المهتدی کے (قتل کے) بعد متوکل علی اللہ کے بیٹے احمد المعتمد علی اللہ کی خلافت لی گئی۔ ان کی کنیت ابوالعباس تھی۔ ان کی ماں اُم ولد تھیں۔ جن کا نام الفتیان تھا۔ ان کی بیعت منگل ۱۶ رجب ۲۵۶ھ کو ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ بیعت خلافت کے وقت ان کی عمر پچیس سال تھی۔ [۱۳]

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب پنجم

۱ دریائے دُجیل کے کنارے اوانا کے قریب ایک بستی۔ (نسخہ صاوی)

۲ جابیہ حقیقت میں دمشق کے قریب ایک حوض تھا۔ (نسخہ صاوی)

۳ دجلہ کے مغربی کنارے، بغداد کے قریب ایک بستی۔ (نسخہ صاوری)

۴ یہ روایت درست نہیں ہے کیونکہ **جحفہ** کا نام عہد جاہلیت میں بھی موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک ارشاد میں بھی یہی نام مذکور ہے۔ (مترجم)

۵ دیماس، حجاج بن یوسف گورنر عراق کا قید خانہ تھا۔ (ن س ظ)

۶ دابق، حلب سے چار فرسخ کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ (نسخہ صاوی)

۷ نسخہ صاوی میں ۴۲ھ لکھا ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، درست سال ۱۴۲ھ ہے۔ مترجم نے بھی یہی سال لکھا ہے۔ (ن س ظ)

۸ یہ رومی شہر کے علاوہ دوسرا شہر ہے۔ روایت ہے کہ ابومسلم کو قتل کرنے کے بعد منصور نے کہا کہ اب میں حقیقتاً خلیفہ ہوگیا ہوں۔ (نسخہ صاوی)

۹ طوس کا شہر خراسان اور نیسابور کے درمیان تقریباً دس فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ (نسخہ صاوی)

۱۰ اس تبدیلی سے اہل بغداد نہایت برہم ہوئے اور حسن بن سہل کی مخالفت مامون کی مخالفت میں تبدیل ہوگئی۔ انھیں بنوعباس کی خلافت علویوں میں منتقل ہوتے دیکھ کر سخت طیش آیا۔ (مترجم)

۱۱ طوانہ طرطوس کے قریب قدیم شہر ہے جس کا ذکر بطلیموس نے کیا ہے۔ مامون نے اس شہر کی تعمیر کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اس کی شہر پناہ (فصیل) بنوائی تھی۔ (نسخہ صاوی)

۱۲ یہ طرسوس سے ایک دن کی مسافت پر واقع مقام ہے۔ (نسخہ صاوی)

۱۳ چونکہ ابن قتیبہ نے ۲۷۶ھ میں وفات پائی اس لئے ان کے عہد تک **المعتمد علی اللہ** ہی خلیفہ تھے چنانچہ وہ ان کے حالات مکمل تحریر نہ کرسکے المعتمد برائے نام خلیفہ تھے حکومت پر ان کے بھائی الموفق حاوی تھے۔ الموفق کے بعد ان کے بیٹے **المعتضد** سیاہ وسفید کے مالک تھے اور وہی المعتمد کی منشاء کے خلاف ولی عہد اور جانشین ہوئے۔ بہرکیف اس عہد میں عراق میں زنگیوں کا فتنہ برپا ہوا جو ۲۵۶ھ سے ۲۷۰ھ تک رہا اور اسے الموفق اور ان کے بیٹے المعتضد نے فرو کیا۔ المعتمد نے پیر ۱۹ رجب ۲۷۹ھ کو انتقال کیا مدت خلافت ۲۳ سال ۶ دن تھی۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

حامیان و باغیان حکومت

۱۔ **عبد اللہ بن مطیع بن اسود** : ان کا تعلق بنی عُویج بن عدی بن کعب کے خاندان سے ہے۔ یہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔ ان کے باپ کا نام عاصی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بدل کر مطیع کر دیا۔ ﴿ص ۱۷۳﴾ جنگ حرہ میں عبداللہ قریش کے سالار تھے۔ اس جنگ میں انہوں نے راہ فرار اختیار کی تھی پھر مکہ چلے گئے۔ جہاں عبداللہ بن زبیر کے ساتھ شام کی فوج سے جنگ کی۔ جنگ میں یہ رجز پڑھتے تھے:

انا الذی فررت یوم الحرّہ　　فالیوم اجزی کرۃً بفرّہ

وھل یفر لشیخ الا مرّہ

[میں وہی ہوں جو جنگ میں بھاگ گیا تھا۔ سو آج اس فرار کا بدلہ حملہ کر کے چکاؤں گا ☆اور عزت دار شخص ایک مرتبہ کے علاوہ نہیں بھاگتا]۔

وہ اس وقت تک لڑتے رہے۔ جب تک کہ ابن زبیر قتل نہ ہو گئے۔ اس کے بعد وہ میدان جنگ سے نکلے زخموں سے مکے میں انتقال کیا حجاج نے نماز جنازہ پڑھائی اور کہا۔ 'اے اللہ یہ دشمن خدا ابن مطیع ہے۔ یہ تیرے دشمنوں کا دوست اور تیرے دوستوں کا دشمن تھا۔ اس کی قبر کو آگ سے بھر دے'۔ شعبی عبداللہ بن مطیع کے سیکریٹری تھے۔

۲۔ **حجاج بن یوسف ثقفی** : وہ حجاج بن یوسف بن حکم بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن مُعتّب بن مالک بن کعب قبیلہ ثقیف کے احلاف سے ہے حجاج کے دادا حکم کے بیٹے یوسف، یحییٰ، ایوب، سلیمان اور محمد تھے۔ ☆یوسف عبدالملک کی جانب سے بعض عہدوں پر مامور ہوا۔ حنف بن سجف نے حُبیش ابن دُلجہ سے جب جنگ کی تھی تو یوسف کے پاس حُبیش کا علم جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔اس جنگ میں یوسف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔اس واقعہ کا یوسف بن توسعہ عبدی نے ان اشعار میں ذکر کیا ہے۔

ونجی یوسف الثقفی رکض ذلک بعد ما سقط اللواء

ولو أدرکنہ لقضین نحبا بہ ولکل مخطاۃ وقاء

[یوسف ثقفی کو گھوڑے کو ایڑ لگانے کی وجہ سے نجات ملی ☆اور ایسا اس وقت ہوا جب علم گر گیا تھا اور اگر اسے دشمن کی تلواریں پالیتیں تو اس کی موت واقع ہو جاتی اور ہر غلطی کرنے والی کے لئے ایک حفاظت ہے]۔

جب یوسف مرا تو حجاج مدینہ کا گورنر تھا۔اس نے منبر پر اس کی موت کی خبر سنائی۔یوسف کی اولاد میں حجاج،محمد اور زینب ہیں۔☆محمد بن یوسف کو عبدالملک نے یمن کا گورنر مقرر کیا وہ اپنی موت تک یمن کا گورنر رہا۔محمد کی اولاد میں یوسف بن محمد،مصعب بن محمد،عمر بن محمد ۱ اور ام حجاج ہیں۔یوسف بن محمد کو ولید بن یزید نے اپنے دور خلافت میں والی مقرر کیا۔عمر بن محمد مغرور اور متکبر تھا۔ولید نے اشعب سے کہا کہ اگر تو عمر بن محمد کو ہنسا دے تو میں تجھے خاصی رقم دوں گا۔اشعب عمر سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اسے ہنسا دیا اور ولید سے رقم وصول کر لی۔ام حجاج ولید بن یزید بن عبدالملک کی ماں ہے۔محمد بن یوسف کی نسل شام میں موجود ہے۔

☆حجاج بن یوسف کی کنیت ابو محمد ہے وہ اخفش یعنی شپرہ چشم تھا اور اس کی آواز باریک تھی۔سب سے پہلا عہدہ جو اسے ملا وہ تبالہ کی گورنری تھا۔جب حجاج نے اسے دیکھا تو اسے حقیر سمجھا اور وہاں سے لوٹ آیا۔اسی بنا پر یہ کہاوت ہوگئی ہے کہ أھون من تبالہ علی الحجاج (حجاج کے لئے تبالہ سے بھی زیادہ بے حقیقت)۔حجاج بعض ولایات میں ابان بن مروان کا افسر پولیس بھی رہا۔جب (عبداللہ) ابن زبیر نے حکومت کے خلاف خروج کیا اور ایک عرصہ تک ان سے امویوں کی جنگ ہوتی رہی تو حجاج نے عبدالملک سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں عبداللہ بن زبیر کی کھال کھینچ رہا ہوں۔اس لئے آپ مجھے ان کے مقابلے پر بھیجیں۔عبدالملک نے ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ اسے عبداللہ بن زبیر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑنے کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ وہ طائف میں رک کر اس کے حکم کا انتظار کرے۔ بعد ازاں عبدالملک نے حجاج کو ابن زبیر سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ حجاج نے (مکہ میں) ان کو گھیر لیا اور جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ انہیں قتل کر کے پھانسی دے دی یہ وقعہ ۷۳ھ کا ہے۔ اس کے بعد عبدالملک نے حجاج کو تین سال تک حجاز کا گورنر مقرر کیا۔ ﴿ص ۱۷۴﴾ اس وقت حجاج کی عمر ۳۳ سال تھی۔ وہ بیس سال تک عراق کا گورنر رہا یہاں کے حالات کی اصلاح کی اور لوگوں کو ذلیل و رسوا کیا۔

ابوالیمان نے حُریز بن عثمان سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن میسرہ ؒ سے، اور انھوں نے ابوعذہ بہ حضری سے روایت کی ہے کہ وہ شام کے چار باشندوں کے ساتھ حج کے موقع پر (حضرت) عمر بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ ان کے ہاں بیٹھے ہی تھے کہ یہ خبر آئی کہ اہل عراق نے اپنے گورنر کو کنکریوں سے مارا ہے۔ (حضرت) عمر یہ سن کر نماز کے لئے باہر آئے اور پوچھا کہ یہاں شام کے کون کون لوگ ہیں۔ (ابوعذہ بہ حضری کا بیان ہے کہ) وہ اور ان کے ساتھی کھڑے ہو گئے۔ (حضرت) عمر نے فرمایا 'اے اہل شام، عراق کے لوگوں کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ کیوں کہ ان میں شیطان نے انڈے دیئے ہیں اور ان میں سے بچے نکل آئے'۔ (یعنی شیطان نے فساد برپا کر دیا ہے) اس کے بعد (حضرت) عمر نے کہا 'اے اللہ عراقیوں نے دھوکہ دیا تو انہیں ان کے دھوکہ کا بدلہ دے۔ اے اللہ ان پر جلد بنو ثقیف کے لونڈے کو مسلط کر دے جو ان پر جاہلیت کے قانون کے ذریعے حکومت کرے۔ ان کے اچھوں کی بات نہ مانے اور ان کے بروں کی خطاؤں سے درگذر نہ کرے'۔ جب حجاج کی وفات کا وقت آیا۔ تو اس نے نجومی سے کہا کیا تمہارے علم کی رو سے کسی حکمران کی موت واقع ہونے والی ہے؟ نجومی نے کہا ہاں مگر وہ تم نہیں ہو کیوں کہ جو حکمران مرنے والا ہے اس کا نام کلیب ہے۔ حجاج بولا بخدا میں ہی کلیب ہوں میری ماں نے میرا نام یہی رکھا تھا۔ پھر اس نے خراج پر اپنا نائب یزید بن ابومسلم کو، جنگ پر اپنا نائب یزید بن ابوکبشہ کو مقرر کیا اور اپنے بیٹے عبدالملک بن حجاج کو نماز کی امامت کا حکم دیا۔ حجاج واسط میں مرا اور وہیں دفن ہوا۔ اس کی قبر زمین کے برابر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے اس پر پانی بہا دیا گیا۔ وہ رمضان ۹۵ھ میں مرا۔ حجاج کے پس ماندگان میں محمد، ابان، عبدالملک، ولید اور ایک لڑکی ہیں۔ محمد اپنے باپ کی زندگی ہی میں مرگیا۔ اس کی نسل دمشق میں موجود ہے۔ عبدالملک کی نسل بصرہ میں آباد ہے۔ آبان اور ولید سے نسل نہ چلی۔

۳۔ **یوسف بن عمر** : یوسف بن عمر بن محمد بن حکم بن ابی عقیل بن مسعود، حجاج بن یوسف کا چچازاد بھائی تھا۔ حکم بن ابی عقیل پر ان دونوں کا (سلسلہ نسب) مل جاتا ہے۔ اس کی کنت ابو عبداللہ تھی یہ ہشام (بن عبدالملک) کی جانب سے یمن کا گورنر تھا۔ پھر ہشام نے خالد بن عبداللہ قسری اور اس کے عمال کے محاسبے کی غرض سے یوسف کو عراق کا گورنر مقرر کیا۔ اس نے ان لوگوں کو عذاب دیا۔ خالد اسی عذاب سے فوت ہوگیا۔ بلال بن ابی بردہ بھی اس کے عذاب سے مرگئے۔ جب ولید کا قتل کر دیا گیا تو یوسف شام بھاگ گیا مگر وہاں پکڑا گیا اور قید کر دیا گیا پھر اسے قید ہی میں مار ڈالا گیا۔ اس کے قاتلوں میں خالد بن عبداللہ قسری کا بیٹا یزید بھی تھا جس نے اسے اپنے باپ کے قتل کی پاداش میں قتل کر دیا۔ یوسف کی نسل شام میں موجود ہے۔

۴۔ **خالد بن عبداللہ قسری** : خالد بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کُرز بجلی قسری کا دادا یزید بن اسد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وفد لے کر آیا اور اسلام قبول کر لیا اس نے شام میں سکونت اختیار کی۔ جب خالد بن عبداللہ عراق کا گورنر ہوا تو اس نے کوفہ میں غیر آباد زمینیں خریدیں اور ان میں تعمیرات کیں۔ اس کی نسل خاصی تعداد میں موجود ہے۔ خالد کی ماں عیسائی تھی۔ اس کا دادا (یزید بن اسد) رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث روایت کرتا تھا۔ جسے خالد نے بیان کیا ہے۔ ہشیم نے سیار بن ابوالحکم کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ کہ اس نے خالد بن عبداللہ قسری کو یہ کہتے سنا کہ میرے باپ سے میرے دادا نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ص ۱۷۵﴾ کہ اے یزید بن اسد لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کر جسے تو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔

۵۔ **مہلب بن ابی صُفرہ** : ابوصُفرہ کا نام ظالم بن سراق تھا۔ اس کا تعلق ازد عتیک کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اس شاخ سے ہے) جو دبا میں آباد تھی۔ دبا (کی بستی) عمان و بحرین کے درمیان واقع ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ دبا کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ (حضرت) ابوبکر نے (ان کی سرکوبی کے لئے) عکرمہ بن ابی جہل کو بھیجا جنھوں نے انہیں لڑائی میں شکست دے کر کافی آدمیوں کو مار ڈالا۔ بقیۃ السیف نے اپنے قلعہ میں پناہ لی۔ مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر یہ لوگ (حضرت) حذیفہ کے فیصلے کے مطابق قلعے سے نکل آئے ان کے سو معززین کو قتل کر دیا گیا اور ان کے بچوں کو قید کر کے (حضرت) ابوبکر کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ انہیں (قیدیوں) میں ابوصُفرہ بھی تھا جو ابھی لڑکا تھا اور سن بلوغ کو نہ پہنچا تھا۔ (حضرت) عمر نے انہیں آزاد کر کے اجازت دے دی کہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ یہ (قیدی) ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ ابوصفرہ ان لوگوں میں تھا۔ جنھوں نے بصرے کی سکونت اختیار کی۔

مہلب کی کنیت ابوسعید تھی۔ وہ بہادر ترین لوگ میں تھا۔ اس نے شُراۃ (خوارج) سے بصرے کی اس وقت حفاظت کی جب وہاں کے تمام باشندے طاقتوروں کے سوا بھاگ گئے تھے۔ اسی لئے بصرے کو **بصرة المهلب** (مہلب کا بصرہ) کہتے ہیں۔ اس میں صرف ایک عیب تھا اور وہ یہ کہ وہ جھوٹ بولتا تھا۔ اس لئے اس کے متعلق کہا گیا ہے۔ **راح يكذب** یعنی مہلب جھوٹ بولنے کے لئے آ گیا۔

مہلب پانچ سال تک خراسان کا گورنر رہا اور (وہیں) مرورود (کے مقام پر) ۸۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ مہلب کا جانشین اس کا بیٹا یزید بن مہلب ہوا۔ اس وقت یزید کی عمر تیس سال تھی۔ اسے عبدالملک بن مروان نے حجاج کے مشورے اور رائے سے معزول کر کے قتیبہ بن مسلم کو (خراسان کا) گورنر مقرر کیا۔ اب یزید (بن مہلب) حجاج کے ہتھے چڑھ گیا۔ جس نے اس پر سختیاں کیں۔ یزید حجاج کی قید سے بھاگ کر شام پہنچ گیا اور سلیمان (بن عبدالملک) کی پناہ میں آ گیا۔ سلیمان نے ولید سے اس کی سفارش کی جس نے اس کو امان دے دی اور اس پر تشدد سے باز آ گیا۔ پھر اپنے عہد خلافت میں سلیمان نے یزید بن مہلب کو خراسان کا گورنر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنادیا۔ یزید نے جرجان اور دہستان فتح کئے۔ وہ خراسان سے عراق آرہا تھا کہ اسے سلیمان بن عبدالملک کے انتقال کی خبر ملی۔ اس لئے وہ بصرہ چلا گیا۔ (یہاں) عدی بن ارطاۃ نے اسے پکڑ کر پابہ زنجیر (نئے خلیفہ حضرت) عمر بن عبدالعزیز کے پاس روانہ کردیا۔ انہوں نے اسے قید کردیا۔ یزید بن مہلب قید سے بھاگ کر بصرہ آگیا۔ (اسی دوران) عمر بن عبدالعزیز نے وفات پائی اور یزید بن عبدالملک ان کا جانشین ہوا۔ یزید بن مہلب نے یزید بن عبدالملک کی مخالفت کی جس نے اس سے جنگ کی غرض سے مسلمہ (بن عبدالملک) کو بھیجا۔ مسلمہ نے یزید کو قتل کردیا۔ مہلب کے خاندان کے بقیۃ السیف کرمان اور قندابیل کے گردونواح میں بھاگ گئے۔ یزید بن مہلب کا بیٹا مخلد کم سنی کے باوجود سردار ومعزز تھا اسے اپنے باپ پر مقدم رکھا جاتا تھا مہلب کے صلب سے تین سولڑکے (بڑے ہوکر) زمین پر چلے۔

۶۔ **مختار بن ابی عبید** : وہ مختار بن ابی عبید بن مسعود بن عمرو ثقفی ہے (اور بنوثقیف) احلاف سے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا دادا مسعود دونوں شہروں (مکہ وطائف) کا سردار اعظم تھا۔ مسعود کے بیٹے سعد اور ابوعبید ہوئے۔ سعد، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے مدائن کے گورنر تھے۔ ان کی نسل کوفہ میں موجود ہے۔ ابوعبید کو (حضرت) عمر بن خطاب نے اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا (جو ایرانیوں سے لڑنے کی غرض سے عراق بھیجا گیا تھا اور) جس میں اصحاب رسول اللہ ﷺ بھی شریک تھے۔ ابوعبید (کے لشکر کا ایرانی سپہ سالار) خُرزاد حاجب (کی فوج) سے قس ناطف (کے مقام پر) جو کوفہ کے علاقے میں ہے، مقابلہ ہوا۔ خراز ہاتھی پر سوار تھا۔ ابوعبید نے ہاتھی پر تلوار ماری۔ ہاتھی نے انہیں کچل دیا جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ ابوعبیدہ کی اولاد مختار، صفیہ، جبر اور اسید ہیں جبر اپنے والد کے ساتھ ہاتھیوں کی جنگ (جنگ جسر) میں شہید ہوگئے اور ان سے نسل نہ چلی۔ صفیہ کی شادی عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

مختار، مصعب بن زبیر ؓ کے زمانے میں کوفہ پر قابض ہوگیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس جبرئیل آتے ہیں۔ اس نے بڑی شدومد سے حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو تلاش کیا۔ چنانچہ عمر بن سعد بن ابی وقاص، اس کے بیٹے حفص بن عمر اور شمر بن ذی الجوشن ضبابی ۵ کو اس نے قتل کرادیا اور ابراہیم ابن اشتر کو فوج دے کر روانہ کیا جس نے عبیداللہ بن زیاد وغیرہ کو قتل کردیا مگر آخر میں کوفہ میں کچھ لوگ وہاں سے نکل کر بصرے آئے انہوں نے اہل بصرہ سے فریاد کی اور مختار کے خلاف ان سے مدد چاہی۔ اہل بصرہ مصعب بن زبیر کی سرکردگی میں نکلے اور انہوں نے کوفہ کے قریب مختار سے جنگ کی۔ مختار نے عبیداللہ ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جو مصعب کے لشکر میں تھے لاعلمی کے باعث قتل کردیا۔ اسی طرح اس نے محمد بن اشعث بن قیس کو بھی مار ڈالا۔ پھر متعدد معرکوں کے بعد مختار پر قابو پالیا گیا اور اسے قتل کردیا گیا۔ مختار کے قاتل کا نام ضرار ۶ بن یزید حنفی ہے۔ (حضرت) سُمرہ بن جندب کی بیٹی مختار کے نکاح میں تھی۔ جس کے بطن سے مختار کے دو بیٹے اسحاق اور محمد پیدا ہوئے دوسری بیویوں سے مختار کے کئی بیٹے ہوئے۔ اس کی نسل کوفہ میں بھاری تعداد میں آباد ہے۔

۷۔ **بنو صُوحان** : صوحان کے بیٹے بنوعبدالقیس کے زید بن صوحان، صعصعہ بن صوحان اور سیحان بن صوحان ہیں۔ زید نیکوکاروں میں سے تھے۔ یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'اچھے زید (زیدالخیر) جن کا ہاتھ کٹ گیا ہے اور جندب کیا ہی اچھے' آپ سے دریافت کیا گیا کہ اے رسول اللہ کیا آپ دو آدمیوں کا ذکر فرمارہے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا 'ہاں ان دونوں میں سے ایک شخص ایسا ہے جس کا ہاتھ اس سے تیس سال پہلے ہی جنت میں پہنچ جائے گا اور دوسرا شخص تلوار کا ایسا وار کرے گا جو حق و باطل کے درمیان امتیاز کردے گا۔ ان دو میں سے ایک زید بن صوحان تھے۔ جنہوں نے جنگ جلولا میں شرکت کی۔ جس میں ان کا ہاتھ کٹ گیا۔ وہ جنگ جمل میں (حضرت) علی کی حمایت میں شریک ہوئے انہوں نے (حضرت) علی سے کہا اے امیرالمومنین میں اس لڑائی میں ضرور مارا جاؤں گا۔ (حضرت) علی نے پوچھا کہ اے ابوسلیمان تمہیں اس بات کا علم کیسے ہوا؟ زید بولے کہ میں نے خواب میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھ کو دیکھا کہ وہ آسمان سے اترا ہے اور مجھ سے بلند ہونے کی خواہش کر رہا ہے۔ ان کو عمرو بن یثربی نے قتل کر دیا ان کے بھائی سبحان (بن صوحان) کو بھی اسی نے جنگ جمل میں قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں جس دوسرے شخص کا ذکر ہے وہ جندب ابن زہیر الغاضری ہے۔ جس نے ایک جادوگر کو جو ولید بن عقبہ کے سامنے جادو کے کرتب دکھا رہا تھا، تلوار ماری تھی۔ ﴿ص ۱۷۷﴾ (تیسرا بھائی) صعصعہ بن صوحان جنگ جمل میں علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ (وہ میدان جنگ) کے اچھے خطیبوں میں تھا۔

۸۔ **مَصقلہ بن هُبیرہ** : اس کا تعلق بنی شیبان سے ہے یہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھا پھر بھاگ کر (حضرت) معاویہ کے پاس چلا گیا۔ (حضرت) علی نے اس کا گھر منہدم کر دیا۔ مصقلہ نے (حضرت) علی سے علیحدہ ہوتے وقت کہا:

قضی و طرا منها علیّ فاصبحت　　امارته فینا احادیث راکب

[علی نے حکومت سے مراد پائی سوان کی حکومت ہمارے درمیان سوار کی باتوں کی طرح ہوگئی]۔

بعد ازاں مصقلہ نے ایک عیسائی کو بھیجا کہ وہ اس کے اہل وعیال کو کوفہ سے (شام) لائے۔ (حضرت) علی نے اس عیسائی کو پکڑوا کر اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ (حضرت) معاویہ نے مصقلہ کو طبرستان کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔ وہیں اس نے انتقال کیا۔ اس سلسلہ میں یہ کہاوت مشہور ہوگئی حتی یرجع مصقلہ من طبرستان (یعنی تا آنکہ مصقلہ طبرستان سے لوٹ آئے)۔ اس کی اولاد کوفہ میں ہے اور گھر بصرہ میں۔

۹۔ **مَصقلہ بن رَقَبہ** : یہ قبیلہ عبدالقیس سے ہے اس کی ماں جُرمقانیہ تھی۔ یہ شخص حجاج اور اس کے بعد کے زمانے کے خطیبوں میں شمار ہوتا تھا۔ مصقلہ کے دو بیٹے ہوئے کرز اور رقبہ یہ دونوں بھی خطیب تھے۔ کرز کے ایک خطبے کو العجوز کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ **خالد بن صفوان** : وہ خالد بن صفوان بن عبداللہ بن اہتم ہے۔ سِنان بن سُمّی بن سِنان بن خالد بن منقر بن عبید بن تمیم (خالد کے اجداد ہیں)۔ سنان کا نام اہتم اس لئے پڑ گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ قیس بن عاصم منقری نے اپنی کمان سے مار کر اس کے آگے کے دانت توڑ دیئے تھے (اور جس کے اگلے دو اوپر کے دو نیچے کے دانت ٹوٹ جائیں اسے اہتم کہتے ہیں)۔ خالد کا باپ صفوان، مسعود کے عہد (امارت) میں بنی تمیم کا رئیس تھا۔ وہ خطیب تھا۔ اس نے جو وصیت کی اس کے گواہ حسن (بصریؒ) تھے ایک لاکھ بیس ہزار درہم کی وصیت کرتے ہوئے اس نے کہا میں نے یہ رقم زمانے کی سختیوں، حکومت کی زیادتیوں اور خاندان کے فخر و مباہات (اہل و عیال کی خوشحالی) کے لئے اکٹھا کی ہے۔ حسن (بصریؒ) نے جواب دیا 'تم نے یہ دولت اس کے لئے چھوڑی ہے جو تمہاری تعریف نہ کرے گا اور تم اس ذات کے حضور جا رہے ہو جو تمہارا عذر قبول نہ کرے گا'۔ صفوان کا بصرہ میں انتقال ہوا۔

صفوان کے بیٹے خالد نے بڑی لانبی عمر پائی یہاں تک کہ اس نے ابوالعباس (سفاح کا زمانہ پایا اور اس) سے بات چیت کی۔ خالد بڑا زبان آور، خطیب، بخیل اور طلاق دینے والا تھا۔ اس کا مقولہ ہے کہ 'مجھ سے چار باتوں کی توقع نہیں کی جانی چاہئے۔ قرض، عطیہ، حفاظت اور یہ کہ میں کسی کی حاجت روائی کے لئے دوڑ دھوپ کروں'۔ اس پر اس سے کہا گیا کہ اے ابو صفوان اس کے بعد تمہارا مصرف ہی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا 'ٹھنڈا پانی اور سکون و طمانیت بخش گفتگو'۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میری سب سے زیادہ پسندیدہ رات وہ ہے جس میں اپنی بیویوں کو طلاق دے دوں' پردے اکھاڑ دیئے جائیں اور گھر کا سارا سامان منتقل کر دیا جائے پھر میری ایک بیٹی میرے پاس ایک ٹوکری بھیجے جس میں میرا کھانا ہو اور دوسری بیٹی میرا بستر بھیجے جس پر میں سو سکوں۔ اس (خالد بن صفوان) کے قبیلے سے شعیب بن شبیہ خطیب ہے۔

﴿ص ۱۷۸﴾ ۱۱۔ **ابن القِرّیہ** : یہ ایوب بن زید بن قیس ہے۔ قریہ اس کی ماں تھی۔ اس کا تعلق ہلال بن ربیعہ بن زید مناۃ بن عامر کے قبیلے سے ہے۔ یہ شخص بڑا زبان آور خطیب تھا یہ حجاج کے ساتھ تھا مگر اس نے (ابن اشعث کی جانب میلان کے الزام میں) اسے قتل کرا دیا۔

۱۲۔ **مسیلمہ کذاب** : مسیلمہ بن حبیب، قبیلہ بنو حنیفہ بن لجیم سے ہے۔ اس کی کنیت ابو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثمامہ تھی۔ وہ ساحر وفسوں گر تھا۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے انڈے کو شیشہ کے برتن میں ڈال کر (جمایا) اور (اسی طرح) اس نے سب سے پہلے پرندے کے ٹوٹے بازو کو جوڑا۔ اس کے اس قسم کے جادو ٹونے سے ایک جماعت اس کی پیرو ہوگئی بنو حنیفہ کے بعض شعرا نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

لهفي عليك ابا ثمامه　　لهفي على ركني شهامه

كم آية لك فيهم　　كالشمس تطلع من غمامه

[مجھے افسوس ہے ابوثمامہ پر۔ مجھے افسوس ہے شہامہ کے ستونوں پر ☆ اے مسیلمہ لوگوں میں تیری کتنی نشانیاں ہیں۔ تو یوں جیسے بادل کے اوٹ سے طلوع ہوتا ہوا سورج]۔

مسیلمہ کی نسل نہیں ہے۔

۱۳۔ **سجاح** : اس نے نبوت کا دعوی کیا تھا۔ اس کا تعلق بنو یربوع سے ہے اسے صادر کہا جاتا تھا۔ مسیلمہ نے اس سے نکاح کرلیا تھا۔ بنو تمیم کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہوگئی تھی۔ عُطارد بن حاجب بن زُرارہ نے کہا:

امست نبيتنا أنثى نطيف بها　　وأصبحت أنبياء الناس ذكرانا

[ہماری نبیہ عورت ہے جسے ہم لے کر گھومتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے نبی مرد ہیں]۔

سجاع کا موذن زھیر بن عمرو تھا۔ جو سلیط بن یربوع کے قبیلے سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شبث بن ربعی نے بھی سجاح کے لئے اذان دی تھی۔

۱۴۔ **قتیبہ بن مسلم باهلی** : قتیبہ بن مسلم باہلی کی کنیت ابوحفص تھی۔ قتیبہ، مسلم بن عمرو بن حصین بن اسید بن زید بن قضاعی کا بیٹا تھا جو قبیلہ باہلہ کے ہلال بن عمرو کے خاندان سے تھا۔ مسلم بن عمرو، یزید بن معاویہ کے دربار میں بڑا عزت دار اور صاحب منزلت تھا۔ اس کی کنیت ابوصالح تھی۔ اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے:

اذا ما قريش خلا ملكها　　فان الخلافه في باهله

لرب الحرون ابي صالح　　وما تلك بالسنة العادل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[جب قریش کی حکومت ختم ہوگئی تو خلافت قبیلہ باہلہ میں ہوگی۔ حرون نامی گھوڑے کے مالک ابوصالح کے لئے اور یہ انصاف کی سنت نہیں ہے]۔

حرون، اس کے گھوڑے کا نام تھا۔ مسلم کے بیٹے بشار، زیاد، عبدالکریم، قتیبہ، عبداللہ، صالح، عبدالرحمان، حماد، زریق، ضرار عمرو، معبد اور حصین تھے۔ ان میں سب سے بڑا ☆بشار تھا۔ 'نہر بشار' اسی کی تھی۔ مسلم کی اولاد کا سردار یہی تھا تا آنکہ قتیبہ اس پر سبقت لے گیا۔ بشار کی نسل موجود ہے۔ ☆زیاد بن مسلم اپنے بھائی قتیبہ کے ساتھ خراسان میں مارا گیا مگر اس کا سلسلہ نسل جاری ہے۔ عبدالکریم کی اولاد بھی بصرہ میں آباد ہے۔

☆قتیبہ حجاج کی طرف سے خراسان کا گورنر تھا۔ اور اس سے پہلے ﴿ص ۱۷۹﴾ ریّ کا گورنر تھا۔ پھر قتیبہ نے نئے خلیفہ (یعنی سلیمان بن عبدالملک) کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اسے فرغانہ میں ۹۷ھ میں ۴۵ سال کی عمر میں قتل کر دیا گیا۔ اس کا قاتل وکیع بن ابی مدور تمیمی تھا۔ قتیبہ ۱۳ سال تک خراسان کا گورنر رہا۔ اس نے خوارزم، سمرقند اور بخارا جہاں کے باشندے کافر ہو گئے تھے، فتح کئے۔

مسلم بن قتیبہ، قطن بن قتیبہ، کثیر، حجاج، عبدالرحمٰن، سلم، صالح، عمر اور یوسف وغیرہ قتیبہ کے بیٹے ہوئے۔ (ان میں سے ☆سلم بصرہ کا دو بار گورنر ہوا۔ پہلی بار ابن ہبیرہ کی جانب سے اور دوسری بار ابوجعفر (منصور کی جانب سے)۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ اس کا ری میں انتقال ہوا۔ اس کی کنیت ابوقتیبہ تھی۔ سلم کے بہت بیٹے ہوئے اس میں سے سعید بن سلم آرمینیہ موصل، سندھ، طبرستان، بجستان اور جزیرے کا گورنر ہوا۔ اس کی اولاد کثیر التعداد ہے۔ ابراہیم بن سلم، موسیٰ (ہادی) کی جانب سے یمن کے، عمر بن سلم ری اور بلخ کے اور کثیر بن سلم بجستان کے گورنر ہوئے۔ ☆قطن بن قتیبہ بن مسلم خراسان کے اضلاع میں سمرقند وغیرہ کا گورنر تھا اور اس کی اولاد وہاں آباد ہے۔ قتیبہ کے تمام لڑکے معزز اور سردار ہوئے ہیں۔ ان کی نسلیں موجود ہیں۔

☆عبداللہ بن مسلم بن عمرو اپنے بھائی قتیبہ کے ساتھ (فرغانہ میں) مارا گیا اس کے بیٹوں میں مسور بن عبداللہ تھا جس کی نسل کثیر التعداد ہے۔ ☆معبد بن مسلم (بن عمرو) بھی (اپنے بھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتیبہ کے ساتھ) مارا گیا اس کی نسل موجود ہے۔ ☆حصین بن مسلم (بن عمرو) کی اولاد بھی بصرہ میں ہے۔ ☆عمرو بن مسلم (بن عمرو) بہادر تھا (اپنے بھائی) قتیبہ اور عدی بن ارطاۃ کی جانب سے مختلف ولایتوں پر فائز ہوا۔ اس کی نسل بہت ہے۔

۱۵۔ عمر بن ھُبیرہ فزاری : عمر بن ہبیرہ بن سعد بن عدی بن فزارہ کا نانا کعب بن حسان بن شہاب تھا جو اپنے زمانے میں بنی عدی کا رئیس تھا اور اس کے مکان مین بنو رباب نے باہمی عہد و پیمان کئے تھے اس کے زمانے میں روایات میں اختلاف پیدا ہوئے۔ عمر بن ہبیرہ یزید بن عبدالملک کی جانب سے عراقین کا چھ سال تک گورنر رہا اس کی کنیت ابوالمثنی تھی اس کے بارے میں فرزدق، یزید (بن عبدالملک) سے کہتا ہے:

أوليت العراق ورا فديه　　فزاريّاً أحذيد القميص

تفتق بالعراق ابو المثنى　　وعلم قومه أكل الخبيص

[تم نے عراق اور دجلہ وفرات کا والی بنو فزارہ کے ایک ایسے شخص کو بنایا ہے جو ہلکے ہاتھوں والا ابوثنی ہے ☆اس نے عراق کا استحصال کیا اور اپنی قوم کو خبیص کھانا سکھا دیا]۔

یزید بن عبدالملک کی لونڈی حبابہ عراقین کی گورنری کے زمانے عمر بن ہبیرہ کی (جنگ میں پکڑی ہوئی باندی تھی) حبابہ، عمر بن ہبیرہ کو ابا جان کہہ کر پکارتی تھی۔ عمر بن ہبیرہ کا شام میں انتقال ہوا۔ اس کے بیٹوں میں یزید، سفیان اور عبدالواحد تھے۔

☆یزید (بن عمر بن ہبیرہ) مروان بن محمد (بن عبدالملک) کی طرف سے عراقین کا پانچ سال تک گورنر رہا۔ وہ معزز تھا۔ اپنے ہاں آنے والوں میں ہر مہینے پانچ لاکھ (درہم) تقسیم کرتا تھا۔ ماہ رمضان کی ہر رات میں لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ پھر لوگوں کی ایسی دس ضرورتیں پوری کرتا تھا جس کی لوگ اس سے درخواست نہ کرتے تھے۔ وہ خوش منظر اور عظیم المرتبت شخص تھا۔ اس کی ماں سندھی تھی۔ اس کے بیٹے مثنی اور مخلد تھے۔ مثنیٰ اپنے باپ کی جانب سے یمامہ کا گورنر ہوا۔ اسے ابوحماد مروزی نے بادیہ میں قتل کر دیا۔ مخلد کے لڑکے عزت دار ہوئے۔ شام میں وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب قدر منزلت اور عزوشرف ہیں۔

یزید (بن عمر بن ہبیرہ) کے ایک بیٹے کا نام داود تھا جسے اس کے باپ کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ ﴿ص ۱۸۰﴾ ابوجعفر منصور نے واسط کے شہر میں کئی مہینے تک یزید کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے یزید کو امان دے دی اور شہر کو صلح سے فتح کیا۔ یزید اپنے اہل خاندان کے ہمراہ منصور کے پاس سوار ہو کر گیا۔ ابوجعفر (منصور) کہا کرتا تھا کہ وہ حکومت جس میں یزید جیسا دشمن ہو پائیدار نہیں ہو سکتی پھر اسے قتل کرا دیا۔

۱۶۔ **نصر بن سیار** : نصر بن سیار بن رافع کا تعلق بنو جُدیع بن لیث بن کنانہ سے ہے جو عبید بن عمیر بن قتادہ لیثی کا قبیلہ ہے۔ سیار بن رافع، مصعب بن زبیر کے حامیوں میں تھا۔ اس نے چمڑے کی زنبیل چرائی تھی۔ جس کی پاداش میں عبدالرحمان بن سمرہ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا تھا اسی لئے اسے الاقطع (ہاتھ کٹا) کہا جاتا تھا۔ اس کے بیٹے نصر کی کنیت ابواللیث تھی۔ ہشام بن عبدالملک نے اس کو خراسان کا گورنر مقرر کیا وہ دس سال تک اس عہدہ پر فائز رہا۔ یہاں تک کہ (عباسیوں کی تحریک کا) فتنہ کھڑا ہوا۔ نصر (خراسان سے) عراق کے قصد سے نکلا مگر راستے ہی میں ساوہ کے مضافات میں اس کا انتقال ہو گیا۔ نصر کی اولاد کثیر تعداد میں موجود ہے۔

۱۷۔ **اُدیہ کے بیٹے مِرداس اور عُروہ** : یہ دونوں عمرو بن حُدیر کے بیٹے ہیں۔ جو ربیعہ بن حنظلہ کے قبیلے سے تھا۔ ادیہ جس کی جانب یہ منسوب کئے گئے ہیں ان کی دادی تھی۔ جو قبیلہ محارب سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ادیہ ان دونوں کی رضاعی ماں تھی۔ مرداس کی کنیت ابوبلال تھی۔ یہ تمام حروریوں (خارجیوں) کا سرغنہ ہے۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس کے مقابلے پر عباد بن علقمہ مازنی کو بھیجا تھا۔ جس نے اسے (مرداس کو) توّج (کے مقام) میں قتل کر دیا تھا۔ عمران بن حطان خارجی نے مرداس کا ذکر مندرجہ ذیل شعر میں کیا ہے:

أنكرت بعدك من قد كنت أعرفه ما الناس بعدك يا مرداس بالناس

[تمہارے قتل کے بعد میں جسے بھی جانتا تھا میں نے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا حقیقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ اے مرداس تمہارے بعد کوئی انسان رہا ہی نہیں]۔

رہا عروہ تو وہ پہلا شخص تھا جس نے جنگ صفین میں (لاحکم الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی ثالث نہیں کا) نعرہ لگایا عبیداللہ بن زیاد نے اسے پکڑ کر بصرہ کے مقبرہ بنی حصن میں قتل کروا دیا۔ مرداس کی نسل ختم ہوگئی۔ مگر عروہ کی نسل موجود ہے۔

۱۸۔ **شبیب خارجی** : وہ بنوشیبان کا شبیب بن یزید بن نُعیم ہے۔ اس کی کنیت ابوالصحاری تھی۔ (یہ خارجیوں کے فرقہ) صفریہ کے سرغنہ صالح بن مسرح کا ساتھی تھا۔ جب صالح نے موصل میں وفات پائی، تو شبیب (کو اپنا جانشین بنانے کی) وصیت کی۔ صالح کی قبر موصل میں ہے۔ خارجیوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی خروج کرتا ہے۔ تو اس کی قبر پر آ کر اپنا سر منڈواتا ہے۔ شبیب نے موصل میں خروج کیا حجاج نے اس کے خلاف پانچ سپہ سالاروں کو فوجیں دے کر بھیجا مگر اس نے اس میں سے ہر ایک کو یکے بعد دیگرے قتل کر دیا۔ ان ہی سالاروں میں موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے۔ شبیب ان کامیابیوں کے بعد موصل سے کوفہ پر قبضے کے ارادے سے نکلا حجاج (یہ خبر سن کر) بصرے سے کوفہ کے لئے روانہ ہوا۔ شبیب نے یہ چاہا کہ وہ حجاج کو کوفہ پہنچنے سے پہلے ہی جا لے مگر حجاج بڑی تیزی سے اپنے سواروں کے ساتھ شبیب سے پہلے کوفہ میں داخل ہوگیا۔ شبیب کی مڈبھیڑ عتاب بن ورقاء سے ہوگئی۔ جسے اس نے قتل کرا دیا۔ اس کا سامنا عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث (کی ٹکری) سے ہوا۔ (ابن اشعث اس کے مقابلے سے بھاگ گیا)۔ شبیب کوفہ آیا مگر حجاج تک نہ پہنچ سکا۔ پھر وہاں سے نکل کر اہواز کا راستہ لیا مگر دُجیل میں ڈوب گیا۔ ڈوبتے وقت اس نے کہا کہ اللہ کو یہی منظور تھا۔ شاعر نے حجاج کے متعلق یہ شعر کہے: ﴿ص ۱۸۱﴾

اسد علی وفی الحروب نعامة　　فتخاء تنفر من صفیر الصافر

ھلا کررت علی غزالہ فی الوغی　　بل کان قلبک فی جناحی طائر

[تم ہم پر شیر ہو مگر جنگ میں ڈھیلے بازوؤں والے شتر مرغ ہو۔ جو پرندے کی آواز سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ کھڑا ہوتا ہے ☆تم نے غزالہ پر جنگ میں کیوں نہ حملہ کیا۔ بلکہ تمہارا دل پرندے کے دونوں بازوں پر تھا]۔

ابومحمد (بن قتیبہ) نے کہا مجھ سے سہل بن محمد نے، ان سے اصمعی نے۔ ان سے عباس بن محمد ہاشمی نے اور ان سے ایک شخص نے جس نے شبیب کو دیکھا تھا بیان کیا کہ جب شبیب (کوفہ کی) مسجد میں داخل ہوا تو اس کے بدن پر ہرے رنگ کی طیلسان نما قبا تھی جس پر بارش کے اثر سے نقطے پڑ گئے تھے۔ (شبیب) دراز قامت، کھچڑی گھنگھریالے بالوں والا گندم گوں تھا۔ مسجد میں اس کی آمد کے باعث بھونچال سا آ گیا تھا۔

۱۹۔ **قطری بن فجاۃ خارجی** : اس کا تعلق قبیلہ کابیہ بن حرقوص بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم سے ہے۔ اس کی کنیت ابو نعامہ تھی۔ مصعب بن زبیر کے زمانے میں اس نے بغاوت کی ۲۰ سال تک وہ (حکومت سے) جنگ کرتا رہا اور اس کو خلیفہ کی حیثیت سے سلام کیا جاتا رہا۔ حجاج نے اس کے خلاف لشکر پر لشکر بھیجے۔ آخری لشکر سفیان بن ابرد کلبی (کی سرکردگی میں روانہ کیا گیا) سفیان نے قطری بن فجاۃ کو قتل کر دیا اس کام کو سورۃ بن الجبر نے انجام دیا۔ قطری کی نسل نہ چلی۔

۲۰۔ **ضحاک بن قیس فہری** : وہ ضحاک بن قیس بن ثعلبہ بن محارب بن فہر ہیں۔ حضرت معاویہ نے زیاد کے بعد انہیں کوفے کا گورنر مقرر کیا تھا۔ پھر اس کے بعد وہ عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہو گئے۔ انہوں نے مرج (راہط) کی جنگ میں، کہ تمام قبائل قیس کے رئیس (اعظم) تھے۔ مروان بن حکم سے جنگ کی۔ وہ اس لڑائی میں مارے گئے۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن ضحاک، یزید بن عبدالملک کی جانب سے مدینہ کے گورنر تھے۔

۲۱۔ **ضحاک بن سفیان کِلابی** : یہ ایک دوسرے صاحب ہیں یہ بنی ابی بکر بن کلاب کے ایک شخص تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے بنوسُلیم پر عامل مقرر کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ **ضحاک بن قیس خارجی شیبانی** : وہ آخری شخص تھا جس نے خارجیوں کی بھاری جمعیت کے ساتھ جزیرے کے علاقے سے خروج کیا اور کوفہ آیا۔ اس وقت کوفہ کے گورنر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھے۔ انہوں نے ضحاک سے لڑائی کی مگر اس نے انہیں شکست دے کر کوفہ پر قبضہ کرلیا۔ پھر وہ مروان بن محمد (کے مقابلے کے لئے) گیا۔ مروان بھی اس کی جانب آیا دونوں کا مقابلہ کفرتوثا کے مقام پر ۱۲۸ھ کے ماہ صفر میں ہوا۔ ضحاک مارا گیا۔ اس کا جانشین خیبری ہوا۔ خوارج نے (سخت) لڑائی لڑی مروان کو شکست ہوئی مگر مروان پھر پلٹا۔ خارجیوں نے شیبان کو اپنا سردار بنالیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر موصل چلا گیا۔ مروان نے اس کا پیچھا کیا اور ایک مہینے تک اس سے لڑتا رہا۔ آخر شیبان شکست کھا کر بھاگ گیا۔ مروان نے اس کے تعاقب میں عامر بن ضبارۃ مرّی کو بھیجا۔

۲۳۔ **مسیب بن زهیر ضبّی** : وہ ضرار بن عمرو کی اولاد میں ہے۔ بنوضرار قبیلہ ضبہ کے سرداروں میں شمار ہوتے ہیں یہ ابوجعفر (منصور) کا افسر پولیس تھا مہدی نے اسے خراسان کا گورنر مقرر کیا نیز موسیٰ (ہادی) کا پولیس افسر بھی رہا۔ اس کا ایک بیٹا عبداللہ بن مسیّب مصر، فارس اور جزیرہ کا گورنر رہا۔ (دوسرا بیٹا) محمد بن مسیّب محمد الامین کا پولیس افسر تھا اور (تیسرا بیٹا) عباس بن مسیّب مامون کا پولیس افسر تھا اور (چوتھا بیٹا) زہیر بن مسیّب ہارون کی جانب سے کرمان کا گورنر ہوا۔ مسیّب کا ایک بھائی عمرو بن زہیر تھا جو ابوجعفر (منصور) کی حکومت میں کوفہ کا گورنر تھا۔

﴿ص ۱۸۲﴾ ۲۴۔ **یزید بن مزید شیبانی** : وہ یزید بن مزید بن زائدہ بن عبداللہ بن زائدہ بن مطر بن شریک بن عمرو شیبانی ہے۔ زائدہ لنگڑا تھا اور حوفزان بن شریک بھی لنگڑا تھا۔

یزید بن مزید کا چچا معن بن زائدہ عرب کا سخی ترین شخص تھا' اس کے بارے میں کہا جاتا تھا۔ حدث عن معن ولا حرج (معن کے متعلق بات کرو کوئی ہرج نہیں)۔ یزید کی کنیت ابو داؤد تھی۔ اس کے بھائی معن بن زائدہ نے اس کے متعلق کہا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا تسألن ابا دارد خلعته عول علی مزید فی الخبز واللبن

وبالنبیذ اذا ما بحته عزرت فانه بقری الاضیاف مرتهن

[ابو داؤد سے خلعت کا سوال نہ کر۔ بلکہ اس کی جانب روٹی، دودھ اور نبیذ کے لئے رجوع کر کیونکہ وہ مہمانوں کی ضیافت کا پابند ہے]۔

(مزید بن زائدہ) کھلانے میں سخی اور دوسری باتوں میں بخیل تھا۔ معن (بن زائدہ) کی کنیت ابوالولید تھی۔ یزید (بن مزید بن زائدہ) ہی نے خراشہ خارجی اور ولید بن طریف شاری کو قتل کیا تھا۔ وہ آرمینیہ کا گورنر تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن یزید بیس سال کی عمر میں (آرمینیہ کا گورنر ہوا) شبیب خارجی بھی اسی قبیلہ سے تھا۔

۲۵۔ عبّاد بن حُصین حَبطی : اس کی کنیت ابوجہضم تھی۔ یہ بنوتمیم کا شہسوار تھا۔ ابن زبیر کے زمانے میں بصرہ کا پولیس افسر تھا۔ ان لڑائیوں میں جن میں مختار مارا گیا۔ عباد، مصعب کے ساتھ تھا۔ اور ابوفدیک (خارجی) سے معرکہ آرائیوں میں عمر بن عبیداللہ بن عمر کی حمایت میں بنو تمیم کا سردار تھا۔ اس جنگ میں اس نے وہ جانفشانیاں دکھائیں جو کوئی اور نہ دکھا سکا۔ عبداللہ بن عامر کے کابل کی فتح میں شریک رہا۔ حسن (بصری) نے کہا تھا میں نے جب تک عباد کو نہ دیکھ لیا یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایک آدمی ایک ہزار سوار کے برابر ہوتا ہے۔ ابن اشعث کے ہنگاموں کے وقت بھی یہ زندہ تھا مگر بوڑھا اور مفلوج ہو چکا تھا۔ اس نے ابن اشعث کو بعض جنگی نوعیت کے مشورے دیئے تھے۔ پھر حجاج سے ڈر کر کابل کی طرف بھاگ گیا۔ جہاں دشمنوں نے قتل کر دیا۔ اس کا بیٹا جہضم ابن اشعث کے ساتھ تھا اس لئے حجاج نے اسے قتل کرا دیا۔ اس کا پوتا مسور بن عمر بن عباد اپنے زمانے میں بنوتمیم کا سردار تھا۔ ابن سہیل کے ہنگاموں میں وہی اپنی قوم کا رئیس تھا۔ اس کے متعلق رجز خواں کہتا ہے:

انت لها یا مِسور بن عبّاد اذا انتضین من جفون الاغماد

[اے مسور بن عباد تم تلواروں کے لئے ہو۔ جب کہ وہ نیاموں سے باہر نکالی جائیں]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ عتّاب بن ورقا ریاحی : اس کی کنیت ابو ورقاء تھی۔ یہ شخص عرب کے سخی ترین لوگوں میں تھا۔ ری کے حاکم فرخاں نے نافرمانی کی تھی اس لئے عتاب کو بھیجا گیا۔ اس نے فرخان کو قتل کر کے ری فتح کر لیا۔ وہ ابن زبیر کے دور میں اصفہان کا گورنر تھا۔ حجاج نے ازارقہ سے جنگ کے لئے اہل کوفہ کے لشکر کا اس کو سردار مقرر کیا تھا۔ مدائن اور اس کے مضافات کا گورنر بھی رہا۔ شبیب خارجی نے عتاب کے لشکر پر شب خون مارا اس کی فوج میں ابتری پھیل گئی اور یہ مارا گیا۔ عتاب کا بیٹا خالد بھی سخی تھا۔ **طلحہ الطلحات** بجستان سے آتے ہوئے ری سے گذرا جہاں کا خالد گورنر تھا۔ انہوں نے اسے تحفہ دیا اور شہد طلب کیا خالد نے اس کے پاس سات لاکھ درہم بھیجے اور لکھا ﴿ص ۱۸۳﴾ کہ میں نے تمہیں شہد کی قیمت بھیج دی ہے۔ بیت المال میں اس سے زیادہ قیمت کی شہد نہ تھی۔

حجاج نے خالد کو عار دلانے کے غرض سے لکھا کہ تم شبیب کے حملے کی رات میں اپنے باپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس نے جواب میں حجاج کو لکھا کہ دیکھنے والے جانتے ہیں کہ میں نہیں بھاگا تھا لیکن تم اور تمہارے باپ ربذہ کی جنگ میں خنتف بن سجف (سے شکست کھا کر) بھاگے تھے اور تم دونوں ایک اونٹ کے کجاوے میں سوار تھے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کون کس کے پیچھے سوار تھا۔ پھر خالد حجاج کے خوف سے عبدالملک بن مروان کے پاس چلا آیا اور یہاں اپنی موت تک مقیم رہا۔

۲۷۔ وکیع بن حسان بن قیس بن أبی سود : اس کی کنیت ابو مطرف تھی اور یہ بنو تمیم کا سردار تھا۔ سلم بن زیاد کے ساتھ عطایا و وظائف کے دفتر میں اس کا نام درج کیا گیا تھا۔

جب عبدالعزیز بن عبداللہ بن عامر بجستان کا گورنر ہوا تو کسی بات پر وکیع سے ناراض ہو کر اسے پکڑوا کر قید کر دیا۔ (اتفاقاً) عبدالعزیز کا ایک بچہ اپنی دائی کے ساتھ وکیع کے پاس گذرا۔ وکیع نے اسے اپنے قریب بلا کر پکڑ لیا اور ایک چھری لے کر یہ بولا کہ مجھے رہا کر دیا جائے ورنہ بخدا میں اس بچے کو ذبح کر دوں گا۔ اس کی خبر عبدالعزیز کو ملی تو وہ آیا اور بولا کہ بچے کو چھوڑ دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں امان دی جاتی ہے۔ وکیع بولا کہ نہیں بنوتمیم کے دس آدمیوں کو بلا کر انہیں ضامن بناؤ وہی لوگ مجھے قید سے رہا کریں گے۔ عبدالعزیز نے ایسا ہی کیا پھر وکیع خراسان منتقل ہو گیا اور وہاں بھی سردار رہا۔ حجاج نے قتیبہ کے نام یہ پیغام بھیجا کہ وکیع کو قتل کر دو۔ وکیع نے قتیبہ کے ساتھ جنگوں میں خصوصاً ترکوں سے لڑائی میں بڑی جانفشانیوں کا مظاہرہ کیا تھا اس لئے قتیبہ نے وکیع کو ریاست سے معزول کر دیا (مگر قتل نہ کیا)۔

جب ولید کی موت کے بعد قتیبہ نے بغاوت کی اور لوگوں کو لے کر فرغانہ روانہ ہو گیا تو لوگوں نے اس کو معزول کر دینے پر اتفاق کیا اور وکیع کی (امارت کی) بیعت کر لی اور قتیبہ کو قتل کر کے اس کا سر سلیمان بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا۔ وکیع خراسان پر ۹ ماہ تک قابض رہا پھر یزید بن مہلب خراسان کا گورنر مقرر ہوا۔

۲۸۔ **حَنتف بن سجف بن سعد بن عوف بن زهير بن مالک** : ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی یہ دین دار اور معزز شخص تھے۔ عبیداللہ بن زیاد کے ہاں ان کی قدر و منزلت تھی۔ جب ابن زبیر کا فتنہ ہوا تو حُبیش بن دُلجہ قینی جو قبیلہ قضاء سے تھا ابن زبیر سے جنگ کے لئے مدینہ کی جانب (مردان بن حکم کے حکم سے) روانہ ہوا۔ بصرہ کے گورنر حرث بن عبداللہ مخزومی نے حنتف کو علم دے کر سات سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجا۔ حُبیش ان کے مقابلے پر مدینہ سے نکلا۔ ربذہ (کے مقام) پر دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ حنتف نے حُبیش اور مروان کے بھائی عبید اللہ بن حکم کو قتل کر دیا۔ اسی دن حجاج بن یوسف اور اس کا باپ (جو ابن دلجہ کے ساتھ شام سے آئے تھے) بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد حنتف نے شام کا رخ کیا مگر جب وہ داوی القریٰ میں پہنچے تو ان کے کھانے میں زہر ملا دیا گیا جس سے وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

۲۹۔ **هُريم بن ابو طَحمه تيمی** : ابو طحمہ کا نام حارثہ بن عدی تھا۔ ہریم بہادر، عاقل اور سخی تھا۔ ازارقہ سے جنگوں میں مہلب کے ہمراہ تھا اور یزید بن مہلب کی لڑائیوں میں عدی بن ارطاۃ کے ساتھ تھا۔ جنگ سورا کے موقع پر یہ علم لے کر پانچ سواروں کے ساتھ (دشمن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفوں میں) گھس گیا جس کے باعث یزید بن مہلب کو شکست ہوگئی۔ پھر ھُریم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ (اس بہادری کے صلہ میں) اس کا نام دیوان کے مددگاروں میں منتقل کر دیا تا کہ وہ جنگی خدمات سے مستثنیٰ ہو جائے سو اس سے کہا گیا کہ تم اچھی طرح لکھ نہیں سکتے اور تم اچھے کاتب نہیں ہو (پھر بھی دیون وظائف میں تمہارا نام درج کیا گیا ہے) ﴿ص ۱۸۴﴾ اس نے کہا اگر میں لکھتا نہیں ہوں تو (کیا ہوا) تحریروں کو مٹاتا تو ہوں۔ اہواز میں اور ابن سہل کے ہنگامے کے زمانے میں اس کا بیٹا بنو حنظلہ پر ترجمان تھا۔ (بنو حنظلہ کا نمائندہ تھا)

۳۰۔ **خازم بن خُزیمہ نَهشلی** : اس کا تعلق قبیلہ صخر بن نہشل سے ہے۔ اس کی ماں باندی تھی۔ اس کی کنیت ابو خزیمہ تھی (جب) وہ خراسان کا گورنر ہوا تو عنزیہ کو قتل کیا وہ عمان کا (بھی) گورنر رہا۔ اس نے بغداد میں انتقال کیا ابو جعفر (منصور) نے اس کی تعزیت کی۔ اس کا بیٹا خزیمہ بن خازم تھا جس کی کنیت ابو العباس تھی۔ وہ متعدد ولایتوں (کی گورنری) پر فائز رہا۔ اس کے (دوسرے) بیٹے ابراہیم بن خازم کو ولید بن طریف شاری نے قتل کر دیا۔

۳۱۔ **عامر بن ضُبارہ** : اس کا تعلق بنو مرہ سے ہے۔ وہ عزت دار تھا۔ اسے یزید بن عمر بن ہبیرہ نے فارس بھیجا تا کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے جنگ کرے اس نے عبداللہ بن معاویہ کو شکست دے کر بھگا دیا یہ آخیر تک مروان کے ساتھ فوجوں کی قیادت کرتا رہا اور اس کا حامی رہا۔

۳۲۔ **نُباتہ بن حنظلہ** : اس کا تعلق بنو ابوبکر بن کلاب سے ہے۔ وہ اہل شام کا شہ سوار تھا کعبہ پر حملہ کے موقع پر یہ منجنیق پر (متعین دستہ کا افسر) تھا نیز مروان (بن محمد بن مروان) کی جانب سے جرجان اور رمی کا گورنر رہا۔ وہیں اسے قحطبہ نے قتل کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا حیہ بن نباتہ بھی مارا گیا۔ اس کا ایک اور بیٹا تھا جسے محمد کہا جاتا تھا۔ اس کو یزید بن عمر بن ہبیرہ نے گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۳۔ اسحاق بن مسلم بن ربیعہ عقیلی : یہ ابوجعفر (منصور) کے ہاں مکرم وجلیل القدر تھا اور مروان (بن محمد بن مروان) کے زمانے میں بھی عظیم المرتبت تھا (اس کے بارے میں مشہور تھا کہ) اس نے صلح کی تو تمام عربوں نے صلح کر لی اور جو اس نے جنگ کی تو تمام عربوں نے جنگ کی۔ وہ آرمینیہ کا گورنر رہا اس کے بھائی بکار، عبدالعزیز، حارث اور عبداللہ (بھی) معزز اور سردار تھے ان کی نسلیں جزیرے میں موجود ہیں۔

۳۴۔ عبداللہ بن خازم سلمی : اس کی کنیت ابوصالح تھی اس کی ماں سیاہ فام حبشی تھی جسے عجلی کہا جاتا تھا۔ عبداللہ بڑا بہادر شخص تھا۔ وہ دس سال تک خراسان کا گورنر رہا اس نے طبسین فتح کیا۔ پھر اہل خراسان نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اس سے جنگ کی جس میں وکیع بن دورقیہ نے اسے قتل کر دیا۔

۳۵۔ مالک بن مِسمع : مالک بن مسمع بن سیار بنو بکر بن وائل کے قبیلے سے تھا۔ مالک اس جورو کی اولاد میں تھا جس نے تحلاق اللمم کی جنگ میں دوسرے افراد قبائل کے برخلاف اپنے سر کے بال نہ کٹوائے اور کہا کہ وہ ان بالوں کے عوض فدیے کے طور پر دشمن کے سب سے پہلے آنے والے سوار کو قتل کر کے اس سے چھینے ہوئے اسلحے پیش کرے گا۔

مالک کا باپ مسمع نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گیا اور مرتد ہو گیا اس لئے وہ بحرین میں مارا گیا۔ اس کی کنیت ابوسیارہ تھی مسامعہ کا مورث اعلیٰ وہی ہے۔ اس کا بیٹا مالک بڑا روادار اور نامور تھا۔ ایک (مرتبہ) ایک شخص نے عبدالملک سے کہا اگر مالک ناراض ہو جائے تو اس کے ساتھ ایک لاکھ اشخاص ناراض ہو جائیں گے۔ اور اس سے یہ بھی نہ پوچھیں گے کہ وہ کس سلسلے میں ناراض ہوا تھا۔ عبدالملک نے کہا تیرے باپ کی قسم سرداری اسی کا نام ہے۔ مالک نے کبھی کوئی عہدہ قبول نہ کیا۔ اس نے عبدالملک بن مروان کی خلافت کے ابتدائی دنوں میں بصرہ میں وفات پائی۔ اس کی اور اس کے بھائیوں کی نسلیں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶۔ **طلحة الطلحات** : یہ طلحہ بن عبداللہ بن خلف قبیلہ خزاعہ سے ہے ان کے والد ﴿ص ۱۸۵﴾ عبداللہ کوفے اور بصرے کے دیوان خراج میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جانب سے کاتب تھے۔ طلحہ سجستان کے گورنر تھے اور وہیں وفات پائی۔ حُمید الطویل جوانس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، انہیں کے مولیٰ تھے اور طاہر بن حسین ذوالیمینین کا دادا زُریق، طلحہ کے والد عبداللہ بن خلف کے مولیٰ تھے۔

۳۷۔ **ابو فُدیک خارجی** : کا نام عبداللہ بن ثور بن سلمہ ہے وہ بنی بکر بن وائل کی شاخ بنی سعد بن قیس سے تعلق رکھتا ہے۔

۳۸۔ **ابو العاج سلمی** : (اس کا نام) کثیر بن عبداللہ ہے۔ اس کو ابوالعاج اس کے دانتوں کی (سفیدی کی) وجہ سے کہتے تھے۔ وہ یوسف بن عمر کی طرف سے بصرہ کا حاکم تھا۔

۳۹۔ **ابو مسلم صاحب الدعوة** : بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ اس کے نسب سے متعلق سخت اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اصفہان کا رہنے والا تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ وہ خراسان کا باشندہ تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ عرب تھا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ سَلیط بن علی بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے۔ ابو دُلامہ نے اس کو کردوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

ابا مجرم ما غیر اللہ نعمة	علی عبدہ حتی یغیرها العبد
اَفی دولة لمهدی حاولت غدرة	الا ان اهل الغدر آباؤک الکرد
ابا مجرم خوفتنی القتل فانتحی	علیک بما خوفتنی الا سدالورد

[اے ابو مجرم اللہ نے کسی نعمت کو اپنے بندے سے اس وقت تک نہیں پھیرا جب تک کہ خود بندے نے اس سے روگردانی نہ کی ☆ کیا تو نے ہدایت یافتہ (خلیفہ منصور) کے عہد حکومت میں اس سے غداری کا ارادہ نہیں کیا؟ یقیناً تیرے کرد آباؤ اجداد غدار و بے وفا ہی ہیں ☆ اے ابو مجرم! تو نے مجھے جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی مگر جس بات کی تو نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے دھمکی دی اس کے ساتھ بہادر شیر (منصور) نے تیرا قصد کیا]۔

ابومسلم کی نشوونما ابو دلف کے دادا ادریس بن عیسیٰ کے ہاں ہوئی جو سرحد اصفہان میں مقیم تھا۔ اسے ابوجعفر (منصور) نے رومیہ المدائن (کے شہر) میں ۱۳۷ھ میں قتل کرا دیا۔

❁❁❁

حواشی: باب ششم

۱۔ اردو ترجمہ معارف، طبع اول میں عمر بن محمد کا نام سہواً رہ گیا تھا، اصل سے مراجعت کر کے شامل کیا جا رہا ہے۔ (ن س ظ)

۲۔ اردو ترجمہ معارف، طبع اول میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن میسرہ کا نام سہواً رہ گیا تھا، اصل سے مراجعت کر کے شامل کیا جا رہا ہے۔ (ن س ظ)

۳۔ مترجم نے شُراۃ کا ترجمہ 'شر پسندوں' کیا تھا۔ زیادہ درست ترجمہ 'خوارج' ہے۔ (ن س ظ)

۴۔ مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ ابن زبیر کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ (نسخہ صاوی)

۵۔ شمر ذی الجوشن نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، پھر وہ انعام کی لالچ میں یزید بن معاویہ کے پاس آیا، لیکن اس نے شمر کو لعنت ملامت کی اور کوئی عطیہ نہ دیا۔ (نسخہ صاوی)

۶۔ اردو ترجمہ معارف، طبع اول میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے قاتل کا نام 'صراف' لکھا گیا ہے، جو درست نہیں۔ (ن س ظ)

❁❁❁

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

۱۔ تابعین کرام اور تبع تابعین

۱۔ **احنف بن قیس** : ابو یقظان نے کہا (احنف) صخر بن قیس بن معاویہ بن حصن بن عبّاد بن مرہ بن عبید بن تمیم ہیں۔ ان کا خاندان بنو مرہ بن عبید ہے جس نے اپنے مال کی زکوۃ عکراش بن ذؤیب کے ہمراہ رسول ﷺ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ مگر دوسرے (راویوں) کا بیان ہے کہ (احنف کا) نام ضحاک ﴿ص ۱۸۷﴾ بن قیس تھا۔ ان کے باپ کی کنیت ابو مالک تھی۔ اسے زمانہ جاہلیت میں بنو مازن نے قتل کر دیا تھا۔ احنف کی کنیت ابو بحر تھی۔

رسول اللہ ﷺ ان کی قوم کے پاس انہیں اسلام کی دعوت دینے کی غرض سے تشریف لے گئے مگر ان لوگوں نے آپؐ کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ احنف نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگوں کو آپؐ اسلام اور اچھے اخلاق کی جانب بلاتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ تب ان کی قوم نے اسلام قبول کر لیا اور احنف بھی مسلمان ہو گئے۔ اس لئے وہ وفد لے کر (مدینہ) نہ آئے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں وہ وفد کے ساتھ مدینہ آئے۔ وہ (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے مگر جمل میں کسی فریق کے ساتھ شامل نہ ہوئے۔

احنف کی ماں کا نام حُبّی بنت قُرط تھا۔ اس کا بھائی انطل بن قرط بہادروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس لئے احنف نے جنگ جفرہ (بصرہ کے قریب ایک مقام) کے موقع پر کہا 'کسی کا ماموں میرے ماموں کی طرح ہے؟'۔

احنف پیدا ہوئے تو ان کے جسم کا زیریں حصہ جڑا ہوا تھا جسے شگاف ڈال کر علیحدہ کیا گیا۔ اور وہ یک چشم تھے مگر دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ احنف کی ماں کا نام حی بنت عمرو بن ثعلبہ تھا جس کا تعلق بنو باہلہ کی شاخ بنو اود سے تھا۔

ابو الیقظان کا قول ہے کہ احنف کے چچا مُتشمس بن معاویہ کو حلم میں ان پر فضیلت حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اور وہ ان سے زیادہ صاحبِ حلم (عقیل فہیم) تھے۔ وہ اوراحنف (دونوں) مسیلمہ کے پاس گئے اور اس کی باتیں سنیں جب وہاں سے نکلے تو چچا نے بھتیجے سے پوچھا 'اس (مسیلمہ) کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟' احنف نے جواب دیا 'میں اسے بہت بڑا جھوٹا سمجھتا ہوں' (اس پر چچا نے) کہا 'اور جو میں تمہاری یہ بات مسیلمہ کو جا کر بتاؤں تو تمہارا کیا حشر ہوگا؟' (احنف نے) جواب دیا۔ 'اس وقت میں مسیلمہ سے یہ کہوں گا کہ یہ بات (میں نے نہیں) تم نے کہی ہے اور پھر ہم دونوں قسمیں کھائیں گے'۔ اس (گفتگو) کے بعد متشمس نے اسلام قبول کیا۔ اور وہ اچھے مسلمان ہوئے۔

احنف کے چھوٹے چچا صعصعہ بن معاویہ (حضرت) معاویہ کے عہد خلافت میں بنوتمیم کے سردار تھے اور ان کے گھوڑے کا نام طرہ تھا جسے انہوں نے ہزار درم میں خریدا تھا۔ احنف، مصعب بن زبیر کے زمانہ (امارت) تک زندہ رہے۔ وہ ان کے ساتھ کوفہ گئے تھے۔ بہت بوڑھے ہو گئے تھے وہیں انتقال کیا۔ اصمعی کا بیان ہے کہ احنف کوفہ میں زیاد بن ابی سفیان کی قبر کے قریب مدفن ہیں۔ زیاد کی قبر ثُوَیّہ کے نزدیک ہے۔

احنف کا بیٹا بحر تھا۔ وہ ضعیف الرائے اور کمزور شخص تھا۔ وہ جب اپنے باپ کی باندی کو دیکھتا تو کہتا 'اے زانیہ' لونڈی جواب دیتی 'اگر میں ایسی ہی ہوتی جیسا کہ تم کہہ رہے تو میرے بطن سے تمہارے باپ کا تم سا لڑکا پیدا ہوتا'۔ (ایک بار) اس سے کہا گیا کہ تمہیں اپنے باپ کے بعض اخلاق پر عمل پیرا ہونے میں کیا مانع ہے؟ اس نے جواب دیا 'کاہلی'۔ بحر کی ایک بیٹی تھی جو بچپن میں مر گئی۔ احنف کی نسل نہیں چلی۔ یہ بات کہی جاتی ہے کہ بنوتمیم کا فضل و خیر اور بزرگی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان کا کوفہ میں سردار محمد بن عمیر بن عطارد بن حاجب بن زرارہ تھا۔ اس کی نسل ختم ہو گئی (اسی طرح) ان کے سردار بصرہ میں احنف تھے ان کی نسل بھی منقطع ہو گئی۔

(حضرت) عمر نے احنف کو خراسان (کی مہم پر) روانہ کیا تھا۔ (ایک بار) دشمن نے ان (کی فوج) پر شب خون مارا۔ (مسلمانوں میں) سب سے پہلے جو شخص سوار ہو کر نکلا وہ احنف تھے جو یہ کہہ رہے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان علی کل رئیس حقاً ان یخضب الصعدة او تندقا

[بے شک ہر سردار کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے نیزے کو دشمن کے خون سے رنگین کرے یا پھر ٹوٹ جائے]۔

پھر احنف نے دشمن پر حملہ کیا اور ان کے صاحب طبل کو قتل کر دیا جس سے وہ بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا تا آنکہ انہوں نے مرو الرُّوذ (کا شہر) فتح کر لیا۔ (یہ واقعہ) (حضرت) عثمان کی خلافت کا ہے۔

﴿ص ۱۸۸﴾ ۲۔ **عبیدہ سلمانی** : وہ بنو مراد کے عبیدہ بن قیس سلمانی ہیں۔ ابن سیرین کا بیان ہے کہ عبیدہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے اسلام لایا اور نماز ادا کی مگر رسول اللہ کی زیارت نہ کی۔ عبیدہ کا ۷۲ھ میں انتقال ہوا۔ نماز جنازہ اسود نے پڑھائی۔

۳۔ **عمرو بن میمون** : ان کا تعلق (بنو) اود سے ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا۔ ساٹھ حج یا عمرے کیے۔ ۷۴ھ میں وفات پائی۔

۴۔ **ابو عثمان نَهدی** : وہ عبدالرحمٰن بن مل قضاعی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا مگر آپ کی زیارت نہ کی۔ انہوں نے بصرہ میں حجاج کی عراق کی گورنری کے پہلے (سال) انتقال کیا۔ یہ کوفے کے رہنے والے تھے۔ جب حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو یہ کہہ کر بصرہ چلے آئے کہ 'میں ایسے شہر میں نہیں رہوں گا جس میں رسول اللہ ﷺ کے نواسے شہید کر دیئے گئے ہوں'۔ ابوعثمان کہتے تھے میں سلمان (رضی اللہ عنہ) کی صحبت میں بارہ سال تک رہا۔ وہ یہ بھی کہتے تھے میری عمر ایک سو تیس سال ہونے کو آئی اور کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جسے میں بھول نہ گیا ہوں۔ تمناؤں کے سوا جو آج بھی پہلے کی طرح موجود ہیں۔ قادسیہ، جلولاء، تستر، نہاوند، یرموک اور آذربائی جان کی فتوحات میں یہ شریک تھے۔

۵۔ **ابو عمرو شیبانی** : ان کا نام سعد بن ایاس ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے یاد ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب میں کاظمہ میں اپنے خاندان کے اونٹ چرا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق سنا۔ انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔

۶۔ **زِرّ بن حُبَیش** : ان کی کنیت ابو مریم تھی۔ وہ سب لوگوں سے زیادہ عربی (زبان) کے بارے میں جانتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود ان سے عربی زبان کے بارے پوچھتے رہتے تھے۔ وہ ابو وائل سے زیادہ معمر تھے وہ ایک سو بیس سال جیے۔

۷۔ **مِسور بن مَخرمہ** : وہ مسور بن مخرمہ بن نوفل بن عبد مناف بن زہرہ ہیں۔ ان کی ماں عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) کی بہن تھیں۔ وہ گو صحابی نہ تھے مگر (اپنی جلالت شان کی وجہ سے) صحابہ کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ کچھ لوگوں نے ان سے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ 'بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اس بات کی اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی علی بن ابی طالب سے بیاہ دیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دوں گا، نہیں دوں گا۔' وہ کہا کرتے تھے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی سال (عام الفیل) میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ یزید بن معاویہ شراب پیتا ہے۔ یزید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے مدینے کے گورنر کو لکھا جس نے ان پر حد شرعی جاری کی۔ تو مسور نے کہا:

أیشربها صرفا یفک ختامها ابو خالد ویجلد الحد مسور

[خالص شراب کی مہر توڑ کر تو ابو خالد (یزید) پی جائے اور حد شرعی میں مسور کے کوڑے مارے جائیں]۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو مسور کی عمر آٹھ سال تھی اور انہوں نے ۶۴ھ میں وفات پائی۔ یہ مکہ میں (عبداللہ) ابن زبیر کے ساتھیوں میں تھے (لڑائی کے دوران) ان کے ایک پتھر لگا جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔

مسور کے بیٹے عبدالرحمٰن بن مسور تھے۔ (عبدالرحمٰن کی) ماں شرحبیل بن حسنہ (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی تھیں۔ شرحبیل کا قبیلہ یمن سے تعلق تھا مگر اسلام کے بعد ان لوگوں نے بنو زہرہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے کو وابستہ کرلیا تھا۔ عبدالرحمٰن کی کنیت ابومسور تھی انہوں نے ۹۰ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے ابوبکر بن عبدالرحمٰن (اچھے) شاعر تھے۔ انہیں کے یہ اشعار ہیں: ﴿ص ۱۸۹﴾

بینما نحن من بلاکث فالقا ع سراعا والعیس تھوی ھویا

خطرت خطرة علی القلب من ذکر اک وھنا فما استطعت مضیا

قلت لبیک اذ دعانی لک الشو ق وللحادیین کرا المطیا

[اس دوران میں جب کہ ہم مقام بلاکث سے مقام قاع کی جانب تیزی سے جارہے تھے اور اونٹ اونچی نیچی پتھریلی زمین پر دلکی چال چل رہے تھے ☆ نصف شب کے قریب دل میں تیرا خیال آیا سو میں آگے نہ جاسکا چونکہ تجھ سے قربت کا شوق مجھے پکار رہا تھا ☆ میں بے ساختہ پکارا میں آیا میں آیا اور میں نے حدی خوانوں سے کہا سواری لوٹاؤ اور واپس چلو]۔

مسور کے باپ مخرمہ بن نوفل نے ایک سو پندرہ سال کی عمر پائی وہ نابینا ہوگئے تھے۔

۸۔ **مالک بن اوس بن حدثان** : وہ قدیم (الایام) ہیں لیکن وہ دیر سے اسلام لائے۔ ہمیں اس کی کوئی اطلاع نہیں کہ (آیا) انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور ان سے کوئی روایت کی یا نہیں۔ انہوں نے (حضرت) عمر اور (حضرت) عثمان سے روایت کی۔ ان کا مدینہ میں ۷۲ھ میں انتقال ہوا۔

۹۔ **سُوید بن غَفَلَه مَذحجی** : انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ کی خدمت میں وفد کی صورت میں حاضر ہوئے مگر آپؐ کا وصال ہو چکا تھا۔ یہ (حضرت) ابوبکر اور آپ (کے خلفاء) کی صحبت میں رہے۔ جنگ صفین میں (حضرت) علی کے ساتھ تھے۔ ان کی کنیت ابوامیہ تھی۔ کوفہ میں ۸۲ھ میں ایک سو ستائیس سال کی عمر میں وفات پائی وہ کہا کرتے تھے کہ ہم اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی سال پیدا ہوئے تھے۔ میں عام الفیل میں پیدا ہوا۔

۱۰۔ **ابو رَجاء عُطاردی** : ان کا نام عمران بن تیم تھا۔ کہا جاتا ہے کہ (ان کا نام) عطارد بن برزا یا عمران بن عبداللہ تھا۔ ہجرت سے گیارہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق عطارد بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوف بن کعب بن سعد بن زید بن تمیم سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ان کے مولیٰ تھے۔

ابو رجاء کا بیان ہے کہ جب ہمیں یہ خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان لوگوں کو) قتل کرنا شروع کر دیا ہے (جو اسلام نہیں لائے) تو ہم اپنا گھر بار چھوڑ کر بھاگے (اثنائے راہ میں) ہمیں ایک خرگوش کا بچا کھچا گوشت زمین میں دفن ملا۔ ہم نے اس کو زیادہ سمجھا اور اسی پر اکتفا کی اور اس میں زمین کی بعض سبزیاں ڈال کر (پکا کر کھایا) اس کھانے کو میں بھول نہیں سکتا۔ ہم سے یہ بات ریاشی نے اصمعی کے حوالے سے اور (اصمعی) نے ابو عمر بن علاء کے حوالے سے بیان کی کہ 'میں نے ابو رجاء سے کہا تمھیں (سب سے پرانا) کون سا واقعہ یاد ہے؟' انہوں نے کہا 'مجھے حسن نامی ریت کے پہاڑ پر بسطام بن قیس کا قتل کیا جانا یاد ہے'۔ ابو محمد (ابن قتیبہ) نے یہ شعر پڑھا:

وخر علی الالاۃ لم یوسد کان جبینہ سیف ثقیل

[وہ ایک سدا بہار درخت پر یوں گرا کہ کسی چیز کا سہارا بھی نہ لے سکا۔ گویا اس کی پیشانی ایک بھاری صیقل کی ہوئی تلوار تھی]۔

انہوں نے ۱۱۷ھ میں ایک سو اٹھائیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ابو حاتم نے اصمعی کی روایت سے یہ بات مجھ سے بیان کی جنھوں نے یہ کہا کہ مجھ سے ذریک عطاردی نے بیان کیا کہ آدھی رات کو ابو رجاء کے پاس ایک عورت آئی اور بولی اے ابو رجاء رات کو آنے والے کا ایک حق ہوتا ہے فلاں قبیلے کے لوگ سفوان کی طرف چلے گے ہیں اور اپنا کچھ سامان چھوڑ گئے ہیں (تم اس سامان کو ان لوگوں تک پہنچا دو) سو ابو رجاء نے جوتا پہنا کاغذات لئے اور سامان (ان کے مالکوں تک) پہونچا دیا۔ (واپس آ کر) ہمارے ساتھ نماز فجر پڑھی۔ اور وہ (مقام سفوان) اونٹ کے لئے ایک رات کی مسافت پر تھا۔

۱۱۔ **کعب الاحبار** : نام کعب بن ماتع اور کنیت ابو اسحٰق تھی۔ ان کا تعلق حمیر کے خاندان ذی رُعین سے تھا۔ وہ یہودی المذہب تھے۔ یمن آتے جاتے رہتے تھے۔ وہیں اسلام لائے پھر (حضرت) عمر کے عہد خلافت میں مدینہ آئے۔ بعد ازاں شام چلے گئے۔ اور حمص میں سکونت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کی (یہیں) بعد خلافت عثمان ۳۲ھ میں وفات پائی۔ ﴿ص ۱۹۰﴾ نوف البِکَالِی کا بھائی کعب کی بیوی کا بیٹا تھا۔ تبیع بھی ان کی بیوی کا بیٹا تھا۔ اس کی کنیت ابوعتل تھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابو عامر تھی۔

۱۲۔ **کعب بن سور** : یہ قبیلہ ازد سے تھے۔ (حضرت) عمر نے انھیں بصرے کا قاضی بنادیا تھا (وجہ یہ ہوئی کہ) انھوں نے ایک عورت اور اس کے شوہر کے درمیان یہ فیصلہ دیا کہ چار راتوں میں سے (شوہر کی) ایک رات عورت کے لئے مخصوص ہوگی۔ (حضرت) عمر نے اس فیصلے کو پسند کیا۔ کعب (حضرت) عائشہ کے ساتھ جنگ جمل کے موقع پر دونوں صفوں کے بیچ میں قرآن بلند کر کے (فریقین کو سمجھانے اور فتنے سے باز رکھنے کی نیت سے) نکلے۔ اس اثناء میں ایک اندھا تیر ان کے لگا اور وہ شہید ہوگئے۔ وہ صلاح وخیر کے ساتھ مشہور تھے۔ ان سے کوئی حدیث (مروی) نہیں ہے۔

۱۳۔ **عبدالرحمن بن اسود** : یہ عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث کے بیٹے ہیں جس کی طرف مقداد بن اسود بن عبد یغوث منسوب ہیں۔ عبدالرحمٰن اچھے مسلمان تھے۔ گو وہ صحابی نہ تھے مگر ان کے مساوی سمجھے جاتے تھے۔ ان کا باپ اسود (رسول اللہ ﷺ کا) مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا۔ ہیثم نے محمد بن اسحاق سے انھوں نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا ہے کہ بعض ایسی باتیں جو اسود نے کہی تھیں اور جو (حضرت) ابوبکر تک پہنچائی گئیں۔ اس پر انھوں نے فرمایا کہ عربوں میں کون سی سزا سخت ترین ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آگ میں جلا دینا۔ چنانچہ انھوں نے اس کو قتل کرا کے آگ میں جلوادیا۔ اسی پر عبدالرحمان بن حسان (بن ثابت) نے اس کے کسی لڑکے سے کہا:

ما حرق الصديق جدی ولا ابی اذا المرء ألهاه الخنا عن جلائله

[صدیق نے میرے دادا یا باپ کو آگ میں نہیں جلوایا تھا۔ جب کہ انسان کو اس کی بدبختی اس کے کرتوتوں سے غافل کر دیتی ہے]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ **ابو الاحوص جُشمی** : عبداللہ بن مسعود کے شاگرد تھے۔ان کا نام عوف بن مالک ابن نَضلۃ تھا۔ان کا قبیلہ جُشم بن معاویہ تھا۔انھیں قطری بن فجاءۃ خارجی کے ساتھیوں نے شہید کر دیا۔ان کے والد نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔

۱۵۔ **علقمہ** : عبداللہ (بن مسعود) کے شاگرد تھے۔وہ علقمہ بن قیس ہیں۔ان کا تعلق نخع سے تھا جو ابراہیم نخعی کا خاندان تھا۔ان کی کنیت ابوشبل تھی (مگر) ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔یزید بن قیس ان کے بھائی تھے جو اسود بن یزید شاگرد عبداللہ بن مسعود کے والد تھے۔علقمہ کا ۶۲ھ میں انتقال ہوا۔شعبی کا بیان ہے کہ علقمہ نماز روزے کے سختی سے پابند تھے۔علقمہ آہستہ بھی چلتے تو تیز رفتار (شخص) سے آگے نکل جاتے تھے۔﴿ص ۱۹۱﴾

۱۶۔ **عبداللہ (بن مسعود) کے شاگرد اسود** : وہ اسود بن یزید بن قیس نخعی ہیں۔ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ان کا انتقال ۷۴ھ میں ہوا۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا سال وفات ۷۵ھ ہے۔ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن اسود نیک کاروں میں شمار ہوتے تھے انھوں نے ابراہیم نخعی کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور وہ حج کے موقع پر لبیک کہتے وقت کہتے تھے 'لبیک میں حاجی اور حاجی کا بیٹا ہوں'۔ان کے والد نے اسّی (۸۰) حج اور عمرے کئے تھے۔اسود بن یزید کے ایک بھائی کا نام عبدالرحمٰن بن یزید تھا وہ بھی متقی نیکوکار تھے۔ان کے بیٹے محمد بن عبدالرحمان بن یزید تھے جن کی کنیت ابوجعفر تھی۔عبادت میں انھیں بڑا لطف ملتا تھا، اس لئے انھیں الکیس (ذہین اور باادب) کہا جاتا تھا۔

۱۷۔ **معرور بن سُوید** : ان کا تعلق بنواسد سے تھا۔انھوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔

۱۸۔ **مسروق بن اجدع** : یہ قبیلہ ہمدان سے تھے۔کنیت ان کی ابوعائشہ تھی۔۶۳ھ میں وفات پائی۔ابوعمرو بن علاء کا بیان ہے کہ مسروق کا باپ اجدع بن مالک شاعر تھا۔گھوڑے کی وصف میں اس کا یہ شعر مشہور ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و کان صرعاها کعاب مقامر ضربت علی شزن فهن شواعی

[جس گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی گئیں اور اسے پچھاڑ دیا گیا، وہ جواری کے پانسے کی طرح کبھی پشت پر، کبھی پہلو پر اور کبھی کنارے پر گرتا رہا۔ اٹھتا رہا اور پھر گرتا پھر اٹھتا رہا]۔

۱۹۔ سلمان بن ربیعہ باھلی : یہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے عراق میں مقرر کئے جانے والے پہلے قاضی تھے۔ وہ پہلے شخص تھے جس نے (گھوڑے کی اقسام) عتاق اور ھُجن کے مابین امتیاز قائم کیا۔ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور اس میں قاضی کے فرائض انجام دیئے۔ بعد ازاں مدائن میں بھی قاضی رہے۔ سلمان ترکوں کے ملک میں بلنجر کے مقام پر (حضرت) عثمان کے عہد خلافت میں شہید ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بلنجر ارمینیہ میں ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ سلمان کی ہڈیاں ایک تابوت میں اہل بلنجر کے پاس محفوظ ہیں۔ جب بارش ہوتی تو یہ لوگ اس تابوت کو باہر نکال کر بارش کی دعا کرتے ہیں اور بارش ہوتی ہے۔ ابن جُمانہ باہلی کہتا ہے:

ان لنا قبرین قبر بلنجر وقبرا بأعلی الصین یالک من قبر

فهذا الذی بالصین عمت فتوحه وهذی الذی بالترک یسقی به القطر

[ہمارے قبیلہ کی دو قبریں ہیں۔ ایک بلنجر میں ایک دوسری بالائی چین میں ☆ یہ کیا ہی مبارک قبریں ہیں چین میں جس شخص کی قبر ہے اس نے کثرت سے ممالک فتح کئے۔ اور جس شخص کی قبر ترکوں کے علاقے میں ہے اس سے ملک سیراب ہوتے ہیں]۔

چین میں واقع قبر سے قتیبہ بن مسلم (باہلی) کی قبر مراد ہے۔ ابو الیقظان کا بیان ہے کہ قتیبہ کی قبر فرغانہ میں ہے لیکن شاعر اسے چین میں واقع بتاتا ہے۔

۲۰۔ قاضی شریح : نام ان کا شریح بن حارث کندی تھا۔ (حضرت) عمر نے انھیں کوفے کا قاضی مقرر کیا تھا وہ (عبداللہ) ابن زبیر کے عہد میں تین سال کے وقفے کے علاوہ ۷۵ھ تک اس عہدے پر فائز رہے۔ (جب حجاج کوفے کا گورنر ہو کر آیا تو) شریح نے قضاء کی خدمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجام دینے سے معذرت کی۔ حجاج نے ان کا استعفیٰ منظور کرلیا۔ اس کے بعد انھوں نے ۷۹ھ یا ۸۰ھ میں اپنی وفات تک فصل خصومات کا کام نہ کیا۔ شریح کی کنیت ابوامیہ تھی۔ انھوں نے ایک سو بیس سال عمر پائی۔ قاضی شریح کے مزاج میں مزاح بہت تھا۔ ایک بار ان کی خدمت میں دو آدمی (مدعی اور مدعا علیہ کی حیثیتوں میں) حاضر ہوئے۔ باتوں ہی باتوں میں انھوں نے مدعا علیہ سے اقرار دعویٰ کرالیا اور اس کے مطابق فیصلہ کردیا (فیصلہ سن کر مدعا علیہ نے) کہا 'آپ نے بغیر ثبوت کے میرے خلاف فیصلہ دے دیا؟' قاضی صاحب نے جواب دیا 'اس کی میرے سامنے ایک ثقہ گواہ نے گواہی دی ہے'۔ (مدعا علیہ) بولا 'وہ کون ہے؟' انھوں نے کہا 'تیری خالہ کی بہن کا بیٹا!' (یعنی خود تو)۔

ایک دوسرے موقع پر ایک (فریق) نے ان سے پوچھا 'اللہ آپ کی اصلاح کرے ﴿ص۱۹۲﴾ آپ کہاں ہیں؟' شریح نے کہا 'تمہارے اور دیوار کے درمیان!' (عرض گزار) بولا 'میں ایک شامی شخص ہوں!' قاضی صاحب نے جواب میں کہا '(وہ) ایک دور دراز جگہ ہے' مدعی بولا 'میں نے ایک عورت سے نکاح کرلیا ہے!' قاضی شریح نے کہا 'مبارک ہو محبت و اتفاق کے ساتھ رہو اور بچے پیدا ہوں'۔ دعویٰ دار نے اب کہا 'اس خاتون کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے!' شریح نے کہا 'تجھے شہ سوار مبارک ہو' مدعی نے کہا نکاح کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ میں اس عورت کو ایک گھر مہیا کروں'۔ شریح نے کہا 'شرط کا پورا کرنا ضروری ہے'۔ مدعی نے کہا 'آپ ہمارے درمیان (میاں بیوی کے مابین) فیصلہ کردیجیے'۔ شریح نے جواب دیا 'میں نے فیصلہ کردیا ہے'۔ دعوے دار نے کہا 'کیسے؟ آپ نے کیا فیصلہ کیا؟' شریح (مزاحاً) بولے 'کسی عورت سے ایک ہی بات کو دوبارہ کہو اگر وہ انکار کرے تو رک جاؤ!'۔

۲۱۔ عبید بن عمیر لیثی : نام ان کا عبید بن عمیر بن قتادہ تھا۔ قبیلہ کنانہ کی شاخ بنو جُندع بن لیث سے ان کا تعلق تھا۔ یہ اہل مکہ کے قاضی تھے۔ ۶۸ھ میں (عبداللہ) ابن عباس کی وفات کے قریبی زمانے میں انھوں نے انتقال کیا۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن عبید بن عمیر کا ۱۱۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انتقال ہوا۔

۲۲۔ ابو الاسود دئلی : ان کا نام ظالم بن عمرو بن جندل بن سفیان بن کنانہ تھا۔ ان کی ماں بنو عبدالدار بن قصی کے گھرانے سے تھیں۔ ابوالاسود عقل مند، دور اندیش اور بخیل تھے۔ یہ پہلے شخص تھے جس نے عربی قواعد کے اصول بنائے یہ اچھے شاعر بھی تھے۔ (حضرت) علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے اور (حضرت عبداللہ) ابن عباس کی جانب سے بصرے کے گورنر بھی رہے۔ ابوالاسود بصرے میں مفلوج ہو گئے اور وہیں بڑی عمر میں وفات پائی۔ ان کے دو بیٹے تھے عطاء اور ابوحرب۔ عطاء اور یحییٰ بن یعمر عدوانی، ابو اسود کے بعد عربی زبان و قواعد کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ عطاء کی نسل موجود نہیں ہے۔

(دوسرے بیٹے) ابوحرب بن ابوالاسود صاحب عقل اور شاعر تھے۔ حجاج نے ان کو جوخی کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ حجاج کی موت تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ابوحرب سے حدیث بھی روایت کی گئی ہے۔ بصرے میں ان کی نسل بڑی تعداد میں آباد ہے۔ انھیں نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی تھی:

'اللہ سے سخاوت میں مقابلہ نہ کرو کیوں کہ وہ سب سے زیادہ سخی اور کریم ہے اور اگر وہ یہ چاہے کہ تمام انسان روزی کے معاملے میں خوش حال ہو جائیں اور کوئی ضرورت مند باقی نہ رہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اور دولت مندی کی طمع میں اپنی جان کو اتنا ہلکان نہ کرو کہ کمزوری سے ہلاک ہو جاؤ۔'

(انھیں ابوحرب نے ایک بار) ایک شخص کو یہ آواز لگاتے سنا کہ 'بھوکے کو کون رات کا کھانا کھلائے گا' انھوں نے سائل کو رات کا کھانا کھلایا۔ سائل نے جانا چاہا تو ابوحرب نے (یہ کہہ کر روک دیا کہ) تجھ پر افسوس ہو! یہ میری ذمہ داری ہے کہ تو مسلمانوں سے رات کے وقت (سوال کر کے) ان کو اذیت نہ پہونچائے پھر اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں (تا کہ وہ وہیں رات بھر رہے اور باہر جا کر پھر صدا نہ لگائے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ **ھَرم بن حیّان** : ان کا تعلق بنوعبدالقیس سے تھا۔ یہ نیکوکاروں میں تھے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد (خلافت) میں مختلف صوبوں کے حاکم رہے۔ (حضرت) عمر بن خطاب کے زمانے میں تـــــوّج (کی تسخیر کے دوران) جس جنگ میں 'شہرک' مارا گیا، ھرم عبدالقیس کے سردار تھے۔

۲۴۔ **حُمران مولائے عثمان** : نام اس کا حمران بن ابان بن عبدعمرو تھا اور کنیت ابوزید۔ مسیّب بن نجبہ فزاری نے ابوبکر کے زمانہ (خلافت) میں حمران کو 'عین التّمر' کے مقام پر گرفتار کیا تھا۔ لشکر کے سپہ سالار خالد بن ولید تھے۔ (حمران کو جب گرفتار کیا گیا) تو مختون تھا۔ وہ یہودی تھا اور اس کا نام طوید تھا۔ اس کو (حضرت) عثمان نے خرید کر آزاد کر دیا ﴿ص ۱۹۳﴾ اور اپنا کاتب بنالیا۔ پھر حمران (کی کسی غلطی پر عثمان) اس سے ناراض ہوگئے اور اسے بصرے بھیج دیا۔ حمران بصرے میں (حضرت) عثمان کا عامل رہا۔ (یہ درست نہیں ہے) جب انھوں نے اس کو بصرے بھیجا تو بنو عامر بن عبدالقیس (کے دیوان وظائف میں) اس کا نام لکھا گیا۔ جس زمانہ میں مصعب بن زبیر کو قتل کر دیا گیا (اور بصرہ میں کوئی حاکم نہ رہا) تو حمران نے بصرے پر قبضہ کرلیا اور شہر پر اس وقت تک قابض رہا جب تک کہ خالد بن عبداللہ (گورنر ہوکر نہ) آ گئے۔ خالد نے حمران کو معزول کر دیا۔ جب حجاج بصرے کا گورنر ہوکر آیا تو اس نے حمران کو اذیت پہونچا کر اس سے ایک لاکھ درم (بطور جرمانہ) وصول کیا۔ حمران نے حجاج کی شکایت عبدالملک بن مروان کو لکھ بھیجی۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا 'بے شک حمران اس شخص کے بھائی ہیں جو گورنر گیا (مروان) اور جو شخص موجود ہے اس کے وہ چچا ہیں (یعنی عبدالملک) سو تم پر لازم ہے کہ تم ان کے اچھے ہم سائے ثابت ہو۔ اور ان کا مال انھیں واپس کرو'۔ حمران نے قبیلہ بنوسعد کی ایک عورت سے شادی کی تھی۔ اس کے بیٹے نے بھی عربوں میں شادی کی۔

۲۵۔ **مطرف بن عبداللہ** : نام مطرف بن عبداللہ بن شخیر، بنوحریش بن کعب بن ربیعہ اور کنیت، ابوعبداللہ تھی۔ ان کے والد صحابی تھے۔ بصرے سے تین راتوں کی مسافت پر شـخیـر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامی چشمہ تھا۔ (مطرف جب بصرے آتے تو) یہیں ٹھہر جاتے اور جمعہ کے دن شہر میں داخل ہوتے تھے۔ مطرف کی عمر (حضرت) عمر کی وفات کے وقت بیس سال تھی۔ اس لئے وہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ ان کی اولاد بصرے اور نیشاپور کے دیہات خواف میں آباد ہے۔ ان کا انتقال عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں ۸۷ھ کے بعد ہوا۔ (عبدالملک ۸۶ھ میں فوت ہوگئے تھے۔ اس لئے یہ سن درست نہیں) ابوالعلاء یزید بن عبداللہ بن شخیر مطرف کے بھائی تھے۔ ان کا ۱۱۱ھ میں انتقال ہوا۔

۲۶۔ **سعید بن مسیب** : سعید بن مسیّب بن حزن بن ابی وہب کا (قریش کی شاخ) بنی عمران بن مخزوم سے تعلق تھا۔ ان کی ماں قبیلہ بنوسلیم کی تھیں۔ کنیت ان کی ابومحمد تھی۔ ان کے دادا حزن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان سے تین بار کہا 'کیا تمہارا نام سہل ہے؟' انھوں نے ہر بار یہی کہا کہ 'نہیں میرا نام حزن ہے'۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'تو تم حزن ہو'۔ سعید کا بیان ہے کہ وہ دن ہے اور آج کہ ہمارے خاندان میں رنج والم کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ان کے باپ مسیّب تیل کی تجارت کرتے تھے۔ سعید نے اپنے باپ سے قطع تعلق کرلیا تھا اور بول چال بند تھی۔ سعید علمائے حجاز میں سب سے بڑے فقیہ اور ماہر تعبیر رویا تھے (ایک بار) ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ عبدالملک بن مروان نے چار دفعہ مسجد نبوی ﷺ میں قبلہ کی جانب پیشاب کیا ہے۔ سعید بن مسیّب نے کہا اگر تو نے واقعی خواب دیکھا ہے تو عبدالملک بن مران کی صلب سے چار خلفاء پیدا ہوں گے۔ (اسی طرح) ایک اور شخص نے ان سے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا ہے پھر میں اسے اوندھا کر کے اس کی پیٹھ پر چار کھونٹیاں ٹھوک دی ہیں۔ سعید نے کہا تو یہ خواب نہیں دیکھ سکتا بلکہ اسے (عبداللہ) ابن زبیر نے دیکھا ہے۔ اگر ان کا یہ خواب صحیح ہے تو پھر عبدالملک بن مروان انھیں مار ڈالے گا اور اس کی (عبدالملک کی) صلب سے چار خلفاء پیدا ہوں گے۔ ایک اور شخص نے ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے یہ دیکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں اپنے ہاتھ میں پیشاب کر رہا ہوں۔ سعید نے کہا کہ تیرے نکاح میں کوئی محرم عورت ہے۔ اس آدمی نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اس کی بیوی اور اس کے درمیان رضاعت کا رشتہ ہے۔

(حضرت) ابو ہریرہ کی صاحب زادی سعید بن میسب کے عقد میں تھیں۔ جابر بن اسود (حضرت عبداللہ بن زبیر کی جانب سے) مدینے کے گورنر تھے انھوں نے سعید بن میتب کو عبد اللہ ابن زبیر کی بیعت کے لئے بلایا (انھوں نے انکار کیا جس پر) جابر نے ان کے ساٹھ کوڑے مارے۔ ﴿ص ۱۹۴﴾ اسی طرح (عبدالملک کے مقررہ کردہ مدینہ کے گورنر) ہشام بن اسماعیل نے بھی ان کو ساٹھ کوڑے لگوا کر (اونٹ کے) بال کا چھوٹا پاجامہ پہنا کر مدینہ میں پھرایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ گورنر نے سعید کو ولید وسلیمان کی ولی عہدی کی بیعت کرنے کی غرض سے بلوایا تھا مگر انھوں نے انکار کر دیا تھا۔ (حضرت) عمر بن خطاب کی خلافت کے ابھی دو سال گزرے تھے کہ سعید بن میتب کی پیدائش ہوئی اور مدینے میں ۹۴ھ میں انھوں نے انتقال کیا۔

سعید کی اولاد میں محمد تھے جو علم انساب کے ماہر تھے۔ انھوں نے بنومخزوم کے کچھ لوگوں کو ان کے نسب سے خارج کر دیا۔ ان کے خلاف ولید (بن عبدالملک) کے ہاں شکایت کی گئی۔ اس سے انھیں سزا کے طور پر کوڑے لگوائے۔ جن لوگوں کو انھوں نے نسب سے خارج کر دیا تھا، وہ آل عنکثہ تھے۔ سعید کے اور بھی لڑکے تھے اور ان کی نسل مدینہ میں باقی ہے۔ ان کے مولیٰ کا نام برد تھا۔ انھوں نے ان سے کہا 'اے برد جس طرح ابن عباس کی جانب عکرمہ نے جھوٹی (روایتیں) منسوب کی ہیں خبردار تم میری جانب جھوٹی روایات منسوب نہ کرنا'۔ (انھوں نے) لوگوں سے کہا 'وہ تمام حدیثیں جو برد روایت کریں اور برد کے علاوہ ان کا کوئی اور راوی نہ ہو انھیں جھوٹ سمجھنا'۔

۲۷۔ عامر بن عبداللہ عنبری : عامر بن عبداللہ بن عبدالقیس قبیلہ بنوالعنبر کے (بطن) کعب بن جندب کی نسل میں تھے۔ کنیت ان کی ابوعبداللہ تھی۔ وہ نیکوکار اور فاضل شخص تھے۔ عامر کو ایک بار (حضرت) عثمان نے اپنے گھر کی چوکھٹ پر کھڑا دیکھا، وہ بوڑھے، بھاری پیٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے سست آدمی تھے۔ ان کے دانت چھوٹے بڑے اندر دھنسے اور باہر نکلے تھے اور وہ ایک عباء اوڑھے ہوئے تھے یہ بات (حضرت) عثمان کو بری لگی۔ آپ نے انھیں بلوا کر ان سے پوچھا اے بدو! تیرا رب کہاں ہے؟' عامر نے جواب دیا 'وہ ہماری گھات میں ہے'۔

انھیں (بصرے کے گورنر) عبداللہ بن عامر نے (حضرت) عثمان کے حکم سے شام بھیج دیا تھا۔ وہیں انھوں نے انتقال کیا۔ نسل ان سے نہ چلی۔ ان کے قبیلے کی تعداد بھی بہت تھوڑی ہے۔ (عامر بن عبداللہ عنبری کو) شام (بھیجنے) کی وجہ یہ ہوئی کہ حمران بن ابان نے ان کے بارے میں (حضرت) عثمان کو لکھا کہ 'وہ نہ تو گوشت کھاتے ہیں، نہ عورتوں سے کوئی دلچسپی رکھتے اور شادی بیاہ کرتے ہیں اور نہ کوئی سرکاری خدمت قبول کرتے ہیں'۔ حمران کا مقصد یہ تھا کہ ان کو حکومت کا مخالف ثابت کریں۔ (حضرت) عثمان نے (بصرے) کے گورنر عبداللہ ابن عامر کو لکھا 'کہ عامر (ابن عبداللہ) کو بلا کر (پوچھ گچھ کرو) اگر ان میں وہ باتیں (جن کا ذکر حمران نے اپنے خط میں کیا ہے) ہوں تو انہیں میرے پاس بھیج دو'۔ (بصرے کے گورنر نے) ان کو بلا کر دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا 'گوشت (میں اس لئے نہیں کھاتا کہ) میں نے ایک قصائی کو دیکھا کہ وہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تھا سو جب مجھے کھانے کی خواہش ہوتی ہے تو میں بکری خرید کر ذبح کرتا ہوں۔ (اور عورتوں سے میں شادی نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) مجھے ان میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور ان کے علاوہ میرے لئے اور بھی دلچسپیاں ہیں۔ سرکاری خدمت قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میرے سوا بھی بہت سے لوگ اس کے اہل موجود ہیں'۔ یہ جوابات سن کر حمران نے کہا 'اللہ ہم میں تم جیسے لوگ زیادہ نہ کرے' عامر بن عبداللہ نے جواب دیا 'بلکہ اللہ تم جیسوں کو ہمارے درمیان زیادہ کرے تاکہ تم ہمارے ہاں جھاڑو دو اور حجامت کرو'۔

۲۸۔ **ابو مسلم خولانی** : ان کا شام سے تعلق تھا۔ اور نام ان کا عبداللہ بن ثوب تھا۔ انھیں نے (حضرت) معاویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا تھا 'السلام علیک اے اجیر!' اور پھر رعایا کے بارے میں ان سے بات کی تھی۔ انھوں نے یزید بن معاویہ کے عہد خلافت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات پائی۔ مجھ سے ابو حاتم سجستانی نے، ان سے اصمعی نے، ان سے عمران بن حُدیر نے بیان کیا ہے کہ شام کے ایک باشندے نے ان سے یہ بات کہی کہ: کعب احبار نے شامیوں کے ایک گروہ سے کہا 'ابو مسلم کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟' ان لوگوں نے کہا 'ہم نے ان میں جو کچھ دیکھا اور ان سے جو کچھ سیکھا وہ نہایت عمدہ ہے'۔ یہ جواب سن کر کعب نے کہا بے شک دنیا میں سب سے زیادہ زاہد ان کے گھرانے والے ہیں۔ ان کی مثال اس باغ کی طرح ہے جو لوگوں کے درمیان ہو جس سے دور والوں کو رغبت ہو اور نزدیک والوں کو بے رغبتی ہو۔ پھر اس کا پانی ختم ہو جائے (اور باغ سوکھ جائے) تو اس سے دور والے تو فائدہ اٹھا چکے ہوتے اور نزدیک والے (اپنی محرومی پر) نادم ہوتے ہیں۔

۲۹۔ حسن بصری : حسن بن ابی الحسن کے باپ کا نام یسار تھا، وہ انصار کے مولیٰ تھے۔ ﴿ص۱۹۵﴾ ان کی ماں خیرہ، ام سلمہ زوجہ رسول اللہ ﷺ کی باندی تھیں۔ (راویوں کا) بیان ہے کہ حسن کی ماں خیرہ جب کسی کام سے کہیں چلی جاتیں اور یہ رونے لگتے تو ام سلمہ ان کے منہ میں اپنی چھاتی دے کر اس وقت تک بہلاتی تھیں جب تک ان کی ماں واپس نہ آ جاتیں۔ حسن (اس مدت میں) ان کی چھاتی چوستے رہتے۔ (راویوں کا) خیال ہے کہ حسن (کی گفتگو میں) جو حکمت اور فصاحت تھی وہ اسی کی برکت تھی۔ حسن کی نشوونما وادی قریٰ میں ہوئی۔ مجھ سے عبدالرحمٰن اور ریاشی نے اصمعی سے انھوں نے حماد بن زید اور حماد بن سلمہ سے اور انھوں نے علی بن زید بن جُدعان سے روایت کی ہے کہ حسن جب پیدا ہوئے تو غلام تھے۔ مجھ سے عبدالرحمٰن نے اصمعی سے، انھوں نے قرہ سے، انھوں نے قتادہ کے حوالے سے بیان کیا کہ حسن کی ماں ام سلمہ کی باندی تھیں۔

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ حسن بصری اور محمد بن سیرین کے باپ میسان کے اسیران جنگ میں تھے۔ میسان کو مغیرہ بن شعبہ نے (حضرت) عمر بن خطاب کے زمانہ میں، ولایت بصرہ کے دوران فتح کیا تھا مگر دوسرے (راویوں) کا قول ہے کہ یسار 'نہر المرأۃ' کے رہنے والے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن سواری سے گرنے اور ناک کا حادثہ پیش آنے سے پہلے بصرے کے خوبصورت ترین شخص تھے۔ مجھ سے عبدالرحمٰن نے اصمعی کے اور انھوں نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے حسن سے زیادہ چوڑی کلائی کسی کی نہ دیکھی۔ اس کی چوڑائی ایک بالشت تھی۔

انھوں نے بعض باتوں میں قدر کے بارے میں گفتگو کی تھی۔ پھر اس سے رجوع کر لیا۔

(بیان کیا جاتا ہے کہ) عطاء بن یسار قصہ گو قدری تھے اور ان کی زبان میں لحن تھا۔ یہ اور معبد جُھنی (حضرت) حسن کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے پوچھتے اور کہتے تھے 'اے ابوسعید! یہ بادشاہ مسلمانوں کا خون بہاتے ہیں، ان کا مال چھین لیتے ہیں اور طرح طرح (کے مظالم) کرتے ہیں (جب ان پر اعتراض کیا جاتا ہے تو) کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال اللہ کی قضاء وقدر کے مطابق ہوتے ہیں'۔ (حضرت) حسن جواب دیتے 'یہ خدا کے دشمن جھوٹ بولتے ہیں'۔ اس جواب اور ایسے دوسرے جوابوں کی وجہ سے ان پر (قدریت) کا الزام لگایا جاتا تھا۔

وہ اپنے لہجے کی فصاحت اور عربی دانی میں روبہ بن عجاج کے ہم پلہ تھے۔

(حضرت) عمر کی خلافت میں دو سال باقی تھے کہ حسن پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی سال محمد سیرین نے بھی حسن کی وفات کے سو دن بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ ابن سیرین حسن کے جنازے میں اس لئے شریک نہ ہوئے کہ دونوں میں کچھ اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ حسن خراسان میں ربیع بن زیاد حارثی کے کاتب تھے۔ یونس بن عبد سے پوچھا گیا 'کیا تم ایسے شخص کو بھی جانتے ہو جو حسن کی طرح کام کرتا ہے اور جس کے حالات حسن جیسے ہیں؟' اس نے جواب دیا 'خدا کی قسم حسن جیسے کام تو کوئی کیا کرے گا مجھے تو ایسا شخص بھی نہیں دکھائی دیتا جو ان جیسی باتیں ہی کرتا ہو'۔ پھر (ربیع بن زیاد حارثی) نے حسن کا ذکر کرتے ہوئے کہا 'جب وہ آتے تو معلوم ہوتا کہ اپنے کسی دوست یا عزیز کو دفن کر کے آ رہے ہیں اور بیٹھتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے ان کی گردن مار دینے کا حکم دے دیا گیا ہے اور جب (جہنم کی) آگ کا ذکر ہوتا تو ایسا پتا چلتا کہ گویا آتش (دوزخ) انھیں کے لئے پیدا کی گئی ہے'۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰۔ محمد بن سیرین : محمد کے باپ سیرین، انس بن مالک کے غلام تھے۔ انھوں نے بیس ہزار (درم) پر مکاتبت کر لی تھی اور زر کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے تھے۔ یہ میسان کے جنگی قیدیوں میں سے تھے جسے مغیرہ بن شعبہ نے فتح کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عین التمر کے اسیران جنگ میں تھے۔ محمد کی ماں صفیہ ابوبکر کی باندی تھیں۔ (جب صفیہ کی سیرین سے شادی ہوئی تو) انھیں رسول اللہ ﷺ کی تین ازواج مطہرات نے خوشبو لگا کر سجا کر دلہن بنایا اور ان کے حق میں دعاء کی۔ نکاح کی تقریب میں اٹھارہ بدری صحابہ (رضوان اللہ علیہم) نے شرکت کی جن میں ابی بن کعب بھی تھے جو (نکاح کے بعد) دعاء کرتے تھے اور (دوسرے بدری صحابہ) آمین کہتے تھے۔ سیرین کی کنیت ابوعمرہ تھی ان کے تیئیس (۲۳) بیٹے ﴿ص ۱۹۶﴾ مختلف ازواج سے پیدا ہوئے۔ جرجرایا سیرین کی زمین تھی جو (ان کے بعد) محمد اور ان کے بھائی یحییٰ کو ملی۔

ان کے بیٹوں میں معبد بن سیرین تھے جو محمد اور یحییٰ سے عمر میں بڑے تھے اور جنھوں نے جرجرایا میں انتقال کیا۔ (ایک بیٹے) انس بن سیرین تھے۔ محمد کی متعدد بہنیں تھیں جن میں عمرۃ بنت سیرین، حفصہ بن سیرین اور سودۃ بنت سیرین ہیں۔

محمد (ابن سیرین) کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ ان کی کنیت ابوبکر تھی۔ (ایک مرتبہ) مقروض ہونے کی وجہ سے قید بھی ہوئے۔ وہ بہرے تھے۔ ان کے تیس بیٹے ایک ہی بیوی سے پیدا ہوئے۔ بیوی ان کی عربی تھیں۔ ان بیٹوں میں سے عبداللہ بن محمد کے سوا کوئی اور زندہ نہ رہا۔ (خود محمد) (حضرت) عثمان کی خلافت میں دو سال باقی تھے کہ پیدا ہوئے۔ (ان کے چھوٹے بھائی) انس بن سرین کا بیان ہے کہ (حضرت) عثمان کی خلافت میں ایک سال رہ گیا تھا کہ میں پیدا ہوا۔ محمد بن سیرین نے ۱۱۰ھ میں حسن بصری کی وفات کے سو دن بعد انتقال کیا۔ ستتر سال کی عمر پائی۔ (ان کی وفات کے بعد) ان کے بیٹے عبداللہ نے ان کا تیس ہزار درم کا قرض ادا کیا اور جب عبداللہ کا انتقال ہوا تو ان کی مالی حالت درست ہو گئی تھی اور ان کے پاس ستر ہزار درم تھے۔ محمد بن سیرین فارس میں انس بن مالک کے کاتب تھے۔ مجھ سے سہل بن محمد نے اصمعی کے حوالے سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ حسن (بصری) فیاض سردار ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تم سے الاصم یعنی (محمد) ابن سیرین کوئی حدیث بیان کریں تو اسے مضبوط پکڑ لو اور قتادۃ کی باتوں میں رطب دیا بس ہوتا ہے۔

۳۱۔ **ابو سعید مقبری** : نام ان کا کیسان تھا۔ یہ بنو جندع کے ایک شخص کے غلام تھے۔ انھوں نے اس سے چالیس ہزار (درم) اور ہر عید الضحیٰ کے موقع پر بکری کی شرط پر مکاتبت کر لی اور یہ رقم ادا کر کے (آزاد ہو گئے)۔ قبرستان کے پاس رہتے تھے۔ اس لئے المقبری کہلاتے تھے۔ انھوں نے (حضرت) عمر سے حدیث روایت کی ہے۔ ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں وفات پائی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال مدینہ میں ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں ہوا۔

۳۲۔ **عطاء بن یزید لیثی** : ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ یہ خاص قبیلہ کنانہ سے تھے۔ ان سے زہری نے روایت کی ہیں۔ ۱۰۷ھ میں بیاسی سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

۳۳۔ **عطاء بن ابی رباح** : نام عطاء بن اسلم تھا۔ جند میں پیدا ہوئے۔ ماں سیاہ فام تھیں جن کا نام برکہ تھا۔ ان کی نشو ونما مکہ میں ہوئی اور یہیں پڑھا لکھا۔ عطاء بنو فہر کے مولیٰ تھے۔ ابو محمد کنیت کرتے تھے۔ سیاہ فام، یک چشم، ناک ٹھنٹھ اور لنگڑے تھے۔ بعد میں اندھے بھی ہو گئے تھے۔ ۱۱۵ھ میں اٹھاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے یعقوب بن عطاء تھے۔ ۳

۳۴۔ **مجاهد بن جبیر** : مجاہد بن جبیر قیس بن سائب مخزومی کے مولیٰ غلام تھے۔ ان کا بیان ہے کہ انھیں کے آقا کے بارے میں یہ آیت قرآنی نازل ہوئی تھی: **وعلی الذین یطیقونه فدیه طعام مسکین**۔ تو قیس ہر روز ایک مسکین کو روزہ افطار کراتے اور کھانا کھلاتے تھے۔ مجاہد کی کنیت ابو الحجاج تھی۔ ۱۰۳ھ میں مکہ میں سجدے کی حالت میں انتقال کیا۔ تراسی سال عمر پائی۔ ۴ ﴿ص ۱۹۷﴾

۳۵۔ **سعید بن جبیر** : ابو الیقظان سے مروی ہے کہ سعید بنی اسد کی شاخ بنو والبہ کے مولیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی، وہ سیاہ فام تھے۔ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے کاتب تھے۔ بعد ازاں (کوفے کے) قاضی اور افسر بیت المال ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے سکریٹری ہوئے۔ (عبدالرحمان بن محمد) بن اشعث کے ساتھ سعید نے بھی حکومت کے خلاف خروج کیا۔ جب دیر جماجم سے ابن اشعث کے ساتھ شکست کھا کر فرار ہوئے تو سعید بن جبیر مکہ بھاگ کر چلے گئے تھے۔ وہاں خالد بن عبداللہ قسری نے جو ولید بن عبدالملک کی جانب سے مکہ کے گورنر تھے، ان کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج کے حکم سے ان کی گردن ماردی گئی۔ ان کا سر زمین پر گر کر لڑھکنے لگا اور اس سے لا الـــہ الا اللہ کی آواز آرہی تھی۔ ایسا اس وقت تک ہوتا رہا جب تک حجاج کے حکم سے ان کے منہ پر کسی نے پیر نہ رکھ دیا۔ جس سے آواز بند ہوگئی۔

مجھ سے ابوالخطاب نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابوداؤد نے عمارہ بن زاذان کے حوالے سے بیان کیا جنھوں نے کہا کہ مجھ سے ابوالصہباء نے یہ بات کہی کہ حجاج نے سعید بن جبیر سے کہا تم جس طرح قتل ہونا چاہتے ہو اسے اپنے لئے پسند کرلو۔ سعید نے جواب دیا۔ نہیں بلکہ تم جس طرح قتل ہونا چاہتے ہو وہ اختیار کرلو کیوں کہ اس کا قصاص تمھارے آگے آئے گا۔ اب حجاج بولا اے شقی ابن کسیر کیا جب میں کوفہ آیا تو وہاں کسی عربی کے سوا کوئی غیر عرب امامت نہیں کرسکتا تھا مگر میں نے تمھیں امام بنایا۔ سعید نے کہا ہاں یہ بات درست ہے۔ حجاج نے کہا کیا میں نے تمھیں کوفے کا قاضی نہ بنایا؟ جس سے اہل کوفہ میں بے چینی پیدا ہوئی اور انھوں نے کہا کہ قضاء کا عہدہ کسی عربی کے علاوہ کسی اور کو زیب نہیں دیتا! تو میں نے ابو بردہ کو قاضی بنایا اور انھیں حکم دیا کہ تمھارے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کریں۔ سعید نے اس کا اقرار کیا۔ حجاج پھر بولا کیا میں نے تم کو اپنے مصاحبوں میں شامل نہیں کیا؟ سعید نے کہا ہاں (ایسا ہی ہے) حجاج نے کہا کیا میں نے تمھیں اس قدر مال، ضرورت مندوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے نہیں دیا پھر میں نے اس کے متعلق کچھ نہ پوچھا؟ سعید نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ اس پر حجاج نے سعید سے یہ دریافت کیا کہ پھر تم نے میرے خلاف کیوں بغاوت کی؟ سعید نے کہا ابن اشعث کی بیعت کر کے اس کا ساتھ دینے کا پابند ہو چکا تھا۔ اس جواب پر حجاج کو غصہ آگیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے کہا ابن اشعث کی بیعت کرنے سے پہلے امیر المومنین عبدالملک کی بیعت تمھاری گردن میں تھی خدا کی قسم میں تمھیں ضرور قتل کراوں گا۔ حجاج نے سعید کو ۹۴ھ میں قتل کیا ان کی عمر انچاس سال تھی۔ سعید کے دو بیٹے عبداللہ بن سعید اور عبدالملک بن سعید تھے جن سے احادیث روایت کی جاتی ہیں۔

۳۶۔ **ابو قِلابہ** : ابوقلابہ کا نام عبداللہ بن زید جرمی تھا۔ ان کا نام شام کے دیوان میں درج تھا۔ ۱۰۴ھ یا ۱۰۵ھ میں داریا کے مقام پر انھوں نے وفات پائی۔ مجھ سے ابو حاتم نے، ان سے اصمعی نے، ان سے حماد بن زید نے اور ان سے ایوب نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ابوقلابہ نے یہ وصیت کی کہ ان کی کتابیں میرے حوالے کردی جائیں۔ سو ان کتابوں کو شام سے لاکر میرے سپرد کردیا گیا۔ یہ کتابیں بعض ان روایتوں سے جو میں نے ان سے سنی تھیں خلط ملط ہوگئیں۔ مجھ سے ابو حاتم نے، اصمعی کے، انھوں نے ایوب کے بعض شاگردوں کے حوالے سے یہ روایت کی کہ ایوب نے کہا کہ ابوقلابہ مجھے کوئی پیشہ اختیار کرنے پر ابھارتے اور کہتے غناء سے عافیت حاصل ہوتی ہے۔

۳۷۔ **بشر بن سعید** : یہ حضرمین کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عابد خلوت گزین تھے۔ انھوں نے سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت اور ابوسعید خدری (رضوان اللہ علیہم) وغیرہ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ (ایک سفر میں) یہ فرزدق کے رفیق سفر تھے اور ایک ہی کجاوہ میں سوار تھے۔ اس سے لوگوں کو تعجب ہوا مگر یہ کہتے تھے میں نے فرزدق سے اچھا ساتھی نہیں دیکھا اور فرزدق بھی ان کے متعلق ایسے ہی خیالات کا اظہار کرتا تھا اور یہی کہتا تھا۔ ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں انھوں نے وفات پائی۔ انھوں نے نسل نہ چھوڑی۔

۳۸۔ **قبیصہ بن ذویب** : ان کا تعلق خزاعہ سے تھا۔ اور کنیت ابواسحاق تھی۔ یہ عبدالملک بن مروان کے مہر بردار تھے۔ ﴿ص ۱۹۸﴾ دیوان الخاتم کے افسر اعلیٰ تھے۔ زہری ان سے روایت کرتے تھے۔ انھیں کی بدولت زہری کو عبدالملک بن مروان کے ہاں بار ملا سو عبدالملک نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہری کو انعام واکرام (سے نوازا) اور ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ قبیصہ نے شام میں ۸۶ میں یا ۸۷ھ میں وفات پائی۔ مجھے ان کی اولاد کے بارے میں کچھ پتہ نہیں۔

۳۹۔ **یزید بن شجرہ** : یزید بن شجرہ رہاوی اور ان کے ساتھی ۵۸ھ میں بحری (جنگ) میں مارے گئے۔

۴۰۔ **شِہر بن حوشب** : اشعریین سے ان کا تعلق تھا۔ حدیث میں ضعیف تھے۔ مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے نضر بن شمیل کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ابن عون کے سامنے شِہر کا ذکر ہوتو انھوں نے کہا (محدثین نے) شہر (کی مرویات کو) ترک کر دیا ہے۔ ۹۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۱۲ھ (میں انھوں نے وفات پائی)۔ (ایک روز) یہ بیت المال میں داخل ہوئے اور ایک تھیلی اٹھالی۔ (اس پر) ایک شاعر نے کہا:

لقد باع شِہر دینه بخریطة　　فمن یامن القراء بعدک یاشِہر

[شِہر نے اپنا دین ایک تھیلی کے عوض بیچ دیا۔ اے شِہر تمھارے بعد قراء پر کون بھروسہ کرے گا]۔

۴۱۔ **عوّام بن حوشب** : تعلق بنوشیبان سے تھا۔ کنیت ابوعیسیٰ تھی۔ ۱۴۸ھ میں انتقال کیا۔

۴۲۔ **میمون بن مہران** : یہ بنی نصر بن معاویہ کے مکاتب تھے۔ انہوں نے اپنی آزادی خود خریدی تھی۔ ان کے بیٹے عمرو بن میمون قبیلہ ازد ثمالہ کی ام نمر نامی ایک خاتون کے غلام تھے۔ اس خاتون نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ ان کا قیام کوفہ ہی میں رہا۔ مگر جب (دیر) جماجم کی لڑائی کا ہنگامہ ہوا تو وہ الجزیرہ میں منتقل ہو گئے۔ میمون (حضرت) عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے الجزیرہ کے افسر خراج تھے اور ان کے بیٹے عمرو بن میمون دیوان کے حاکم تھے۔ میمون کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، وہ افسری خراج کے زمانے میں بھی اپنی بزاز کی دکان پر بیٹھتے تھے۔ میمون نے ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔ ان کے صاحب زادہ عمرو نے ۱۴۵ھ میں انتقال کیا۔

۴۳۔ **ابووائل** : یہ شقیق بن سلمہ اسدی ہیں۔ ماں ان کی عیسائی خاتون تھیں انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بانس کی ایک جھونپڑی بنا رکھی تھی جس میں وہ اپنے گھوڑے کے ساتھ رہتے تھے۔ جب جہاد پر جاتے تو اس جھونپڑی کو توڑ دیتے اور جب واپس آتے تو اس کو دوبارہ بنا لیتے تھے۔ حماد بن زید نے عاصم بن النجود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا 'میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو اس شب کو حد درجہ خوش اسلوبی سے برتتے تھے۔ اگرچہ وہ جریبی نبیذ پینے اور زرد لباس پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے'۔ انہیں میں ابو وائل اور زر بن حبیش بھی تھے۔ ابو وائل نے حجاج کے زمانہ میں دیر جماجم کے بعد وفات پائی۔ ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ 'جر' نبیذ کو کہتے ہیں۔

۴۴۔ **ابو نضرہ** : ان کا نام منذر بن مالک تھا۔ بنو عبدالقیس کی شاخ عوقہ سے ان کا تعلق تھا۔ انہوں نے عمر بن ہبیرہ کے دور حکومت میں وفات پائی۔ حسن بصری نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۴۵۔ **الشعبی** : عامر بن شراحیل بن عبدالشعبی۔ ان کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا اور ان کا شمار ﴿ص ۱۹۹﴾ بنو ہمدان میں ہوتا تھا۔ یہ لوگ (شعب نامی) ایک پہاڑ کی طرف منسوب ہیں۔ یہ پہاڑ یمن میں ہے۔ حسان بن عمرو حمیری اور اس کی اولاد نے یہیں سکونت اختیار کی اور یہیں وہ مرا۔ اس قبیلہ کے جو لوگ کوفہ میں آباد ہوئے انہیں **شعبیون** کہا گیا اور ان میں سے جو لوگ مصر اور مغرب میں جا کر بس گئے ان کا نام **اشعبیون** پڑ گیا اور جو لوگ شام میں بس گئے انہیں 'شعبانیوں' کہا گیا اور جو یمن ہی میں رہے وہ آل **ذی شعبین** کہلائے۔ ان شعبی کی کنیت ابو عامر تھی۔ وہ نہایت نحیف و نزار تھے۔ ان سے ان کے دبلے پن کے بارے میں دریافت کیا تھا تو انہوں نے اس کا یہ سبب بتایا کہ 'شادی خاندان میں ہوئی ہے'۔ وہ اور ان کے بھائی جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ ابو اسحاق سے پوچھا گیا کہ آپ عمر میں بڑے ہیں یا ابو عامر شعبی؟ انہوں نے کہا 'وہ مجھ سے دو سال بڑے ہیں'۔

مجھ (ابن قتیبہ) سے ریاشی نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا کہ شعبی کی ماں جلولاء کی اسیران جنگ میں سے تھیں۔ جلولاء فارس کی ایک بستی ہے۔ وہ جب پیدا ہوئے تو (حضرت) عثمان کی خلافت کے چھ سال گزر چکے تھے (۳۰ھ) وہ عبداللہ بن مطیع عدوی اور عبداللہ بن یزید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطمی کے جب وہ ابن زبیر کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے کاتب تھے۔ شعبی خوش طبع تھے۔ مجھ سے ابومرزوق نے زاجر بن صلت طلحی سے اور انہوں نے سعید بن عثمان سے یہ بیان کیا کہ شعبی نے ایک درزی سے جو ان کے پاس سے گذر رہا تھا کہ میرے پاس کچھ دانے ٹوٹ گئے ہیں کیا تم انہیں سی دو گے؟ درزی بولا ہاں! اگر تمھارے پاس ہوا کے دھاگے ہوں۔ ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ محولہ بالا اسناد سے یہ واقعہ بھی مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص شعبی کے گھر آیا ان کے ساتھ ایک خاتون بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ تم دونوں میں شعبی کون ہے؟ شعبی بولے یہ خاتون!۔

واقدی کا بیان ہے کہ شعبی نے ۱۰۵ھ میں انتقال کیا۔ انہوں نے ستتر سال عمر پائی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔ یہ بھی مروی ہے کہ شعبی کہتے تھے کہ میں جنگ جلولاء کے سال میں پیدا ہوا۔ اگر یہ درست ہے تو وفات کے وقت ان کی عمر چھیاسی سال ہوئی۔ کیونکہ جنگ جلولاء ۱۹ھ میں عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی۔

۴۶۔ ابو اسحاق شیبانی : ان کا نام سلیمان بن ابی سلیمان تھا۔ یہ بنوشیبان کے مولیٰ تھے۔ انہوں نے ۱۲۹ھ میں انتقال کیا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ **لو کان ھنا الحدیث من الخبر لنقص** (اگر یہ بات روٹی سے متعلق ہوتی تو ادھوری ہوتی)۔

۴۷۔ ابو اسحاق سبیعی : ان کا نام عمرو بن عبداللہ تھا۔ قبیلہ ہمدان کی شاخ سبیع سے ان کا تعلق تھا۔ شریک کا بیان ہے کہ ابواسحاق سبیعی (حضرت) عثمان کی خلافت میں تین سال باقی تھے تو پیدا ہوئے۔ (۳۲ھ) اور ۱۲۷ھ میں پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔

مجھ سے عبدالرحمان نے، اپنے چچا کے حوالہ سے اور انہوں نے اسرائیل سے اور انہوں نے ابواسحاق سے ان کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ 'علی بن ابی طالب منبر پر خطبہ دے رہے تھے، میرے والد نے مجھے اوپر اٹھایا اور میں نے انہیں دیکھا ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے'۔ ابواسحاق کے بیٹے یونس بن ابی اسحاق نے ۱۵۹ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے عیسیٰ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونس کی کنیت ابو عمرو تھی۔ وہ کوفہ سے سرحد کی جانب منتقل ہو گئے تھے اور حدث میں طرح اقامت ڈالی تھی۔ وہیں ۱۹۱ھ میں وفات پائی۔

۴۸۔ **سالم بن ابی الجعد** : بنو اشجع کے مولیٰ تھے۔ ان کے کئی بھائی تھے جن سے حدیث روایت کی گئی ہے۔ ان کے نام تھے عبید، عمران، زیاد اور مسلم پسران ابوالجعد۔ ابو الجعد کے چھ بیٹے تھے، ان میں سے دو شیعہ، دو مرجیہ اور دو خارجی عقائد کے ماننے والے تھے۔ ابوالجعد اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے 'اے میرے بیٹوں اللہ نے تم میں اختلاف پیدا کر دیا ہے'۔ یہ سالم ۱۰۰ھ یا ۱۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ مغیرہ، سالم بن ابی الجعد کی حدیث کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ اسی طرح وہ خلاس کی مرویات کو اور حضرت عبداللہ بن عمرو کے صحیفہ کو درخور اعتناء نہ سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ 'عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک رسالہ تھا جسے وہ الصادقہ کہتے تھے اگر وہ مجھے دو پیسے میں بھی مل جاتا تو میں خوش نہ ہوتا'۔ ۵

۴۹۔ **مکحول شامی** : واقدی کا بیان ہے کہ ان کا تعلق کابل سے تھا۔ وہ قبیلہ ہذیل کی ایک خاتون کے مولیٰ تھے مگر ابن عائشہ کا قول ہے کہ مکحول بنو قیس کی ایک خاتون کے مولیٰ تھے۔ وہ سندھ کے رہنے والے تھے اور عربی زبان کا درست تلفظ نہ کر سکتے تھے۔ نوح بن قیس کا بیان ہے کہ ایک امیر (حاکم) نے مکحول سے 'قدر' کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا 'کیا میں جادوگر ہوں؟' انہوں نے ساحر (جادوگر) کا تلفظ ساہر (ہائے ہوز سے) سے کیا۔ وہ قدر کے قایل تھے (معتزلی تھے)۔ معقل بن عبدالاعلیٰ قرشی نے کہا کہ میں نے مکحول کو ایک شخص سے یہ کہتے سنا کہ 'تو نے اس ضرورت (حاجت) میں کیا کیا؟' یہاں بھی ان سے (ح) کے تلفظ میں غلطی ہوئی اور حاجت کو ہاجت کہا۔ انہوں نے ۱۱۳ھ میں انتقال کیا۔

۵۰۔ **مکحول ازدی** : مجھ سے سہل نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا کہ مکحول اور ابوالعالیہ لاوارث تھے۔ اور یہ مکحول فصیح اللسان تھے۔ ابن عمر سے روایت کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۱۔ جابر بن زید : واقدی کے بقول وہ قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی کنیت ابو الشعثاء تھی۔ مجھ سے اصمعی کے حوالہ سے سہل بن محمد نے بیان کیا ہے کہ ابو الشعثاء (بصرہ کے محلّہ) جوف کے رہنے والے، نسلی اعتبار سے یمنی قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ یک چشم تھے۔ ۱۰۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۵۲۔ ابو بصیر : ابوالیقظان کی روایت ہے کہ ان کا نسبی سلسلہ قبیلہ بنو یشکر بن وائل سے ملتا ہے۔ بچپن میں انہیں مسیلمہ کذاب کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا، اس نے ان کا چہرہ چھو کر (انہیں دعا دی) مگر وہ (مسیلمہ کی نحوست کے سبب) اندھے ہو گئے۔ بڑے ہو کر انہوں نے اس کے الٹ اپنی کنیت ابو بصیر رکھ لی۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوے کو اس کی تیز نگاہ کی وجہ سے اعور (کانا) کہا جاتا ہے۔ ان سے حدیثیں روایت کی جاتی تھیں۔ انہوں نے بڑی عمر پائی اور خالد بن عبداللہ قسری کے زمانہ (امارت عراق) تک زندہ رہے۔

۵۳۔ ابو العالیہ : مجھے ابوعبداللہ بجلی نے خبر دی کہ ابو العالیہ قبیلہ بنی ریاح کے مولیٰ تھے۔ اس قبیلہ کی ایک خاتون نے انہیں آزاد کیا تھا۔ ان کا نام رفیع تھا۔ ان کے بیٹے حرب بن العالیہ نے چھیاسٹھ (۶۶) حج کئے تھے ابو العالیہ نے ۹۰ھ میں انتقال کیا۔ مجھ سے ابو حاتم نے اصمعی کا یہ قول بیان کیا کہ ابو العالیہ اور مکحول ازدی لاوارث بچے تھے۔ ابو العالیہ خوش مزاج انسان تھے۔ مجھ سے احمد ابن خلیل نے ان سے مسلم ابن ابراہیم نے ابو خلدہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے انہوں نے ابو العالیہ سے چیونٹیوں کے مار ڈالنے کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے بہت سی چیونٹیوں کو جمع کیا اور بولے یہ بے چاری مسکین ہیں، میں انہیں پچھاڑوں گا نہیں پھر انہوں نے ان سب کو مار ڈالا اور ہنسنے لگے۔

۵۴۔ طاووس : یہ طاووس ابن کیسان، بحیر حمیری کے مولیٰ تھے۔ مجھ سے سہل نے ﴿ص ۲۰۱﴾ اصمعی کا یہ قول نقل کیا کہ طاووس اہل یمن کے مولیٰ تھے۔ اور ان کی ماں بنو حمیر کی مولاۃ تھیں۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمان تھی۔ انہوں نے ۱۰۶ھ میں مکہ میں تر ویہ (۹ ذوالحجہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک دن پہلے وفات پائی۔ ہشام بن عبدالملک نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن طاوس ان سے حدیث روایت کرتے تھے۔ ان کا انتقال ابوالعباس (السفاح) کے دور خلافت میں ہوا۔ ۲

۵۵۔ عکرمہ مولیٰ عبداللہ بن عباس : یہ ابن عباس کے غلام تھے۔ وہ جب مرے تو عکرمہ ان کے غلام ہی تھے۔ علی بن عبداللہ بن عباس نے انہیں خالد بن یزید بن معاویہ کے ہاتھ چار ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ اس پر عکرمہ علی ابن عبداللہ بن عباس کے پاس آئے اور کہا' آپ نے بڑا اچھا کام کیا کہ اپنے والد کے علم کو چار ہزار دینار کے عوض بیچ ڈالا'۔ یہ سن کی علی نے خالد سے اس بیع کو توڑ کر عکرمہ کو آزاد کر دیا۔ عکرمہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ جریر نے یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں علی بن عبداللہ بن عباس کے ہاں گیا تو دیکھا کہ باڑے کے دروازے پر عکرمہ رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ ایسا سلوک اپنے مولیٰ سے کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ میرے والد (عبداللہ بن عباس) کی جانب جھوٹی باتیں منسوب کرتا ہے۔

مجھ سے ابن الخلال نے کہا کہ میں نے یزید بن ہارون کو یہ کہتے سنا کہ عکرمہ بصرہ آئے تو ان کی خدمت میں ایوب، سلیمان تیمی اور یونس حاضر ہوئے۔ ان لوگوں سے عکرمہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ اس اثناء میں گانے کی آواز سنائی دی۔ عکرمہ نے کہا چپ ہو جاؤ ہم یہ گانا سنیں گے۔ پھر کہا اللہ گانے والے کو قتل کرے اس نے اچھا گانا گایا۔ (یہ سن کر) سلیمان اور یونس تو عکرمہ کے پاس دوبارہ نہ آئے مگر ایوب ان کے ہاں دوبارہ آئے۔ (راوی) یزید نے کہا کہ ایوب نے اچھا کیا۔ مجھ سے ریاشی نے ان سے اصمعی نے نافع مدنی سے روایت کی کہ کثیر شاعر اور عکرمہ ایک ہی دن مرے۔ ریاشی نے کہا کہ مجھ سے ابن سلام نے بیان کیا کہ سارے لوگ کثیر کے جنازہ میں شریک ہوئے (اور عکرمہ کے جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے)۔ عکرمہ خارجی عقیدہ رکھتے تھے۔ سو انہیں بعض والیوں (حاکموں) نے گرفتار کرنا چاہا اس لئے وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داؤد بن حصین کے ہاں روپوش ہوگئے اور اسی روپوشی کے دوران ان کا انتقال ہوگیا۔ عکرمہ نے ۱۰۵ھ میں اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

۵۶۔ بکر بن عبداللہ مزنی : ان کا تعلق قبیلہ مضر کی شاخ بنو مزینہ سے تھا۔ ان کی والدہ دولت مند خاتون تھیں اور ان کے شوہر بھی مال دار تھے۔ بکر نہایت عمدہ لباس پہنتے تھے۔ عفان نے معتمر سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ بکر بن عبداللہ کے لباس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ بکر نے ایک طیلسان (گاؤن) چار سو درہم میں خریدا۔ اسے ورزی نے قطع کرنے کی غرض سے اس پر نشانی بنانے کے لئے مٹی ڈالنی چاہی تو بکر نے اسے یہ کہہ کر روک دیا کہ جلدی نہ کرو، پھر نشانی ڈالنے کی غرض سے پسی ہوئی کافور چھڑکی گئی۔ انہوں نے ۱۰۸ھ میں وفات پائی۔ ان کے جنازہ میں حسن (بصری) شریک ہوئے۔ بکر کے دادا کو شرف صحبت رسول اللہ ﷺ حاصل تھا۔ بکر کی نسل باقی نہ رہی۔

۵۷۔ ضحاک بن مُزاحم : ان کا نسبی سلسلہ بنو عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ زینب کا بھی یہی خاندان تھا۔ ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ اس کی ولادت دو سال میں ہوئی ﴿ص ۲۰۲﴾ (وہ دو سال شکم مادر میں رہے) اور جب پیدا ہوئے تو ان کے دانت نکل آئے تھے۔ یہ پیشہ کے اعتبار سے معلم تھے۔ وہ خراسان آئے اور وہیں کے ہو رہے۔ ۱۰۲ھ میں وفات پائی۔

۵۸۔ صفوان بن مُحرز : صفوان بن محرز بن زیاد کا تعلق بنو تمیم کی شاخ غسان سے ہے۔ یہ خاندان ختم ہوگیا اور اس کی نسل باقی نہیں ہے۔ صفوان ابوموسیٰ اشعری کے تلامذہ میں سے تھے۔ انہوں نے بصرہ میں ۷۴ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت عراق کے گورنر بشر بن مروان تھے۔ صفوان کا نسلی سلسلہ نہیں چلا۔ انہیں کا یہ مشہور قول ہے 'جب میں اپنے گھر میں داخل ہوں، اپنی روٹی کھاؤں اور اس کے بعد پانی پیوں تو پھر دنیا ہیچ ہے'۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹۔ محمد بن کعب قُرظی : ان کی کنیت ابوحمزہ تھی۔عبداللہ ابن مغیث یا ابن معتب نے ابو بردہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ ان سے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کاہنوں (یہودی علماء) کے خاندان سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو قرآن کی ایسی تدریس وتعلیم دے گا کہ اس کے بعد کوئی دوسرا نہ دے سکے گا۔کہا جاتا تھا کہ اس سے مراد محمد بن کعب ہیں۔کاہنان سے مراد یہود کے دو قبیلے بنوقریظہ اور بنونضیر ہیں۔

مجھ سے ابو حاتم نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا کہ محمد بن کعب نے خط لکھا جس میں اپنے کو بنوقریظہ کی طرف منسوب کر کے قرظی لکھا۔ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ انصار کی نسبت سے اپنے کو انصاری کیوں نہیں لکھتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اللہ پر اس کام کا احسان رکھوں جو میں نے نہیں کیا ہے۔وہ مسجد میں قصہ گوئی کرتے تھے ان پر اور ان کے ساتھیوں (شاگردوں) پر مسجد گر گئی جس سے وہ سب ہلاک ہوگئے۔کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ۱۰۸ھ میں انتقال کیا۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی وفات ۱۱۷ھ یا ۱۱۸ھ میں ہوئی۔

۶۰۔ وھب بن مُنبّہ : وہب ان ایرانیوں کی نسل میں تھے جنہیں بادشاہ ایران کسریٰ نے (اہل حبشہ کے تسلط کے خلاف فوج کشی کی غرض سے یمن بھیجا تھا) ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اللہ کی کتابوں میں سے بہتر (۷۲) کتابیں پڑھی تھیں۔ان کے کئی بھائی تھے جن میں ہمام ابن منبہ تھے جو ان سے بڑے تھے۔انہوں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے اور وہب سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا تھا۔(وہب کے دوسرے بھائیوں میں معقل بن منبہ، عمر بن منبہ تھے۔وہب نے ان دونوں سے بھی حدیثیں روایت کی ہیں۔وہب صنعاء (یمن) میں ۱۱۰ھ یا ۱۱۴ھ میں فوت ہوئے۔

۶۱۔ عطاء بن یسار : ابوالیقظان کا بیان ہے کہ عطاء ام المومنین میمونہ ہلالیہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ان کے والد یسار کے بیٹے عطاء، سلیمان، مسلم وعبدالملک تھے۔یہ سب فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔ابوالیقظان کے علاوہ دوسرے راویوں کا یہ کہنا ہے کہ عطاء قصہ گو تھے اور قدری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(معتزلی) تھے۔ان کی کنیت ابومحمد تھی۔انہوں نے ۱۰۳ھ میں چوراسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ (ان کے بھائی) سلیمان نے ۱۰۷ھ میں وفات پائی وہ تہتر سال جئے ان کی کنیت ابوایوب تھی۔ اور (دوسرے بھائی) عبدالملک ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

۶۲۔ **مقسم مولائے ابن عباس** : مقسم،عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے۔انہیں (عبداللہ) ابن عباس کا مولیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ان سے وابستہ تھے۔انہیں کے ساتھ برابر رہتے تھے اور انہیں سے احادیث روایت کرتے تھے۔ ﴿ص۲۰۳﴾ ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔انہوں نے ام المومنین ام سلمہ سے بھی سن کر بعض روایتیں کی ہیں۔

۶۳۔ **صالح مولیٰ التومه** : صالح بن ابی صالح تومہ نامی خاتون کے مولیٰ تھے۔ابوصالح کا نام نبہان تھا۔تومہ، امیہ بن خلف جمحی کی بیٹی تھیں۔ وہ اپنی ایک بہن کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔دوسری لڑکی کا تو نام رکھ دیا گیا مگر انہیں تومہ (جڑواں لڑکی) کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔انہیں تومہ نے ابوصالح (نبہان) کو آزاد کیا تھا۔ یہ ابوصالح قدیم تابعی تھے۔انہوں نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے۔ وہ بہت دنوں زندہ رہے اور مدینہ میں ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ان سے مردی حدیثیں تھوڑی ہیں اور روایت حدیث میں انہیں ضعیف کہا گیا ہے۔

۶۴۔ **نافع مولائے ابن عمر** : ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ یہ ابرشہر (نیشاپور) کے رہنے والے تھے۔عبداللہ بن عمر کو جنگوں میں ملے تھے۔ ۱۱۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بیٹوں میں عمر بن نافع، ابوبکر بن نافع اور عبداللہ بن نافع تھے۔ مجھ سے سہل نے، ان سے اصمعی نے روایت کی ہے کہ ان سے عمری نے بیان کیا کہ نافع نے مجھے بتایا کہ میں ابن عمر کے ساتھ عبداللہ بن جعفر کے ہاں گیا۔انہوں نے میری خریداری کی غرض سے ابن عمر کو بارہ ہزار درہم دیئے مگر انہوں نے اس رقم کے عوض مجھے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔اور مجھے آزاد کر دیا اللہ انہیں بار جہنم سے رستگاری و آزادی دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۵۔ محمد بن منکدر : وہ محمد بن منکدر بن ہدیر ہیں۔ قریش کی شاخ تیم (بن مرہ) سے ان کا تعلق تھا۔ ابو بکر کا خاندان بھی یہی ہے۔ منکدر کے ایک بھائی جن کا نام ربیعہ بن ہدیر تھا۔ ان کا شمار حجاز کے فقہاء میں ہوتا تھا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ انہوں نے جواب دیا 'مومن کو خوش کرنا' ان سے پوچھا گیا کہ کونسی دنیا تمھیں سب سے زیادہ پیاری ہے؟ بولے 'دوستوں سے بھلائی اور نیکی کرنا' محمد بن منکدر ۱۳۰ھ یا ۱۳۱ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی نسل مدینہ میں موجود ہے۔ محمد بن منکدر کے دو بھائی اور تھے جو فقیہ اور عابد تھے۔ ان کے نام تھے ابو بکر بن منکدر اور عمر بن منکدر۔ آل منکدر کے موالی میں ماحبشون (مشہور) تھے۔

۶۶۔ آل منکدر کے مولیٰ ماحبشون : یہ ماحبشون بن ابی سلمہ ہیں۔ ان کا نام یعقوب تھا۔ ان کی طرف ان کی اولاد عمزاد منسوب ہیں اس لئے ان سب کو بنو ماحبشون کہا جاتا ہے۔ یعقوب الماحبشون فقیہ تھے۔ ان کے بیٹے یوسف بن یعقوب تھے۔ ماحبشون کے ایک بھائی کا نام عبداللہ بن ابی سلمہ تھا۔ ان کے بیٹے عبدالعزیز بن عبداللہ تھے جن کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ انہوں نے بغداد میں المہدی کے دور خلافت میں وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ المہدی نے پڑھائی اور قریش کے قبرستان میں ان کو دفن کیا۔ یہ ۱۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ آل منکدر کے موالی میں ربیعۃ الرائی بھی تھے۔ وہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمان ہیں۔ ہم ان کا ذکر اصحاب الرائی والفتوی کے ساتھ کریں گے۔

۶۷۔ قتادہ : یہ قتادہ بن دِعامہ سَدوسی ہیں۔ ان کے باپ مقام دعامیہ میں بدو پیدا ہوئے۔ ان کی ماں بدوؤں میں پیدا ہونے والی باندی تھیں۔ شاعر دعامیہ کے متعلق کہتا ہے:

امست دعامیة الانقاء موحشة　　وقد تکون علیها ام کلثوم

['دعامیہ' کی ریت کا ٹیلہ بھائیں بھائیں کر رہا ہے اور ویران پڑا ہے، حالانکہ یہاں کبھی ام کلثوم رہتی تھی اور بڑی رونق کی جگہ تھی]۔

﴿ص ۲۰۴﴾ قتادہ کی کنیت ابوالخطاب تھی۔ ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے۔ مجھ سے ابوحاتم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصمعی سے روایت کی اور اصمعی نے شعبہ کا یہ قول نقل کیا کہ جب قتادہ کوئی عمدہ حدیث بیان کرتے پھر دوسری حدیث لانے جاتے تو میں ان کے پیچھے دوڑتا کہ کہیں وہ پہلی حدیث بھول نہ جائیں کیونکہ وہ روایات کو زبانی یاد کر لیتے تھے، لکھتے نہ تھے۔

۶۸۔ ابرھیم النخعی : ابراہیم بن یزید یمن کے قبیلہ نخع سے وابستہ تھے اور یہی قبیلہ علقمہ اور اسود کا بھی تھا۔ ابوسفیان بن علاء کہتے تھے کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے متعلق محمد بن سلیمان کے روبرو (ان کے نسب سے متعلق) اختلاف کیا۔ انہوں نے کسی کو بھیج کر دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ ابراہیم بنونخع کے مولیٰ تھے۔ مگر ابوعبیدہ نے یونس کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ابراہیم کی ماں عرب تھیں (یعنی وہ مولیٰ نہ تھے بلکہ بنونخع کے خالص عرب تھے) ان کی کنیت ابوعمران تھی۔ لوگوں نے ان سے جب کہ وہ صرف اٹھارہ برس کے تھے علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے چھیالیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ابراہیم خوش مزاج شخص تھے۔ ایک بار کسی نے ان سے کہا کہ سعید بن جبیر آپ کے بارے میں فضول باتیں کرتے ہیں۔ یہ سن کر ابراہیم نے کہا ان سے جا کر کہو وہ احمقوں کی وادی میں چلیں۔ سعید بن جبیر سے کہا گیا کہ آپ کے متعلق ابراہیم ایسی باتیں کہہ رہے تھے۔ سعید نے جواب دیا کہ ان کو کہو کہ وہ ٹھنڈے پانی میں بیٹھیں۔

اعمش کا بیان ہے کہ ابراہیم نے میری عیادت کی اور میرا گھر دیکھا تو مجھ سے کہا 'تم اپنے گھر میں جانتے ہو کہ تم ان دونوں شہر (مکہ و طائف) کے سردار نہیں ہو'۔ (یعنی گھر بنا لینے سے تم بڑے آدمی نہیں بن گئے)۔ انہوں نے چھیالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ مجھ سے سہل نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا کہ ابراہیم نے ۹۶ھ میں انتقال کیا۔ ابوعون کا قول ہے کہ میں ابراہیم کے جنازہ میں شریک تھا اس میں صرف سات آدمی تھے ان کی نماز جنازہ ان کے ماموں زاد بھائی عبدالرحمان بن اسود بن یزید نے پڑھائی۔

۶۹۔ حکم بن عتیبہ : وہ بنوکندہ کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ یا ابومحمد تھی۔ وہ اور ابراہیم نخعی ایک ہی سال میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے کوفہ میں ۱۱۰ھ میں انتقال کیا۔ ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادریس کہتے تھے کہ جس سال حکم بن عتیبہ نے وفات پائی میں اسی سال پیدا ہوا۔ ابن حکم بن عتیبہ کے کئی بھائی تھے۔ مجھ سے سہل نے، ان سے اصمعی نے، ان سے ابن عون نے بیان یا کہ مجھ سے نخعی نے کہا کہ عتیبہ کے لڑکوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو کیونکہ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اس سے ان کی مراد حکم کے بھائیوں سے تھی۔

۷۰۔ **ابو الزناد** : ان کا نام عبداللہ بن ذکوان تھا۔ وہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ (قرشی) کے مولیٰ تھے۔ یہ رملہ (حضرت) عثمان بن عفان کی زوجہ تھیں۔ ابو الزناد ابوعبدالرحمٰن کنیت کرتے تھے مگر وہ ابوالزناد کی کنیت سے مشہور ہوئے۔ مجھ سے سہل بن محمد نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کہا کہ ان سے ابو الزناد کہا کرتے تھے کہ ہماری اصل ہمدان سے ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں عبدالحمید بن عبدالرحمان بن زید بن خطاب کے ساتھ عراق کا افسر خراج مقرر کیا تھا۔ ابوالزناد اپنے غسل خانہ میں اچانک رمضان ۱۳۰ میں مر گئے۔ انہوں نے چھیاسٹھ سال عمر پائی۔

۷۱۔ **عبدالرحمان بن ابی الزناد** : ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ وہ مدینہ کے افسر خراج رہے پھر بغداد آئے اور وہیں ۱۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر ﴿ص ۲۰۵﴾ چوہتر (۷۴) سال تھی۔ ان کے بھائی ابوالقاسم بن ابی الزناد نے ان (عبدالرحمان بن ابی الزناد) سے روایت کی ہے۔ ان کے بیٹے محمد بن عبدالرحمان نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ ان (محمد) اور ان کے والد (عبدالرحمان) کی عمر میں سترہ سال کا اور وفات میں اکیس سال کا فرق تھا۔ محمد نے اپنے والد عبدالرحمان کے استاد ان حدیث سے ملاقات کی تھی مگر ان سے اپنے والد کی وفات تک کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ محمد بھی بغداد ہی میں مرے اور دونوں باپ بیٹے بغداد کے باب التبن کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۷۲۔ **ابو ہریرہ کے شاگرد اعرج** : اعرج کا نام عبدالرحمان بن ہرمز اور کنیت ابوداؤد تھی۔ وہ محمد بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے۔ وہ اسکندریہ جا کر آباد ہو گئے اور وہیں اپنی وفات تک رہے۔ ان کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۳۔ ابوبکر بن محمد : بن عمرو بن حزم۔ انصار سے ان کا تعلق تھا۔ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے انہوں نے مدینہ میں چوراسی سال کی عمر میں ۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔

۷۴۔ عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان : وہ سیر و مغازی کے امام تھے۔ ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ ان کی نسل ختم ہوگئی اور ان میں کوئی شخص باقی نہ رہا۔ ان کے دادا قتادہ بن نعمان صحابی رسول ﷺ اور مشہور تیراندازوں میں تھے۔ ان کے خاندان میں سب سے آخر میں باقی رہنے والے عمر بن قتادہ کے دو بیٹے عاصم اور یعقوب تھے۔ یہ سب لاولد مرے اور اب ان کی نسل میں کوئی زندہ نہیں۔

۷۵۔ ابو مِجلَز : ان کا نام ہے لاحق بن حُمید بن سَدُوس بن شیبان ان کا قیام خراسان میں رہتا تھا۔ چنانچہ ان کی نسل وہیں آباد ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں خراسان وہاں کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے بھیجا تھا۔ قُرہ بن خالد کا بیان ہے کہ ابومجلز بیت المال اور نکسال کے افسر تھے۔ انہوں نے حسن بصری کی وفات سے پہلے عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔

۷۶۔ ربیع بن انس : وہ بصرہ کے رہنے والے اور قبیلہ بکر بن وائل سے وابستہ تھے۔ انہوں نے (صحابہ میں سے حضرت عبداللہ) بن عمر جابر اور انس بن مالک سے ملاقات کی تھی۔ وہ حجاج سے بھاگ کر مرو (خراسان) چلے گئے اور وہاں کے ایک گاؤں میں سکونت اختیار کر لی۔ بعد ازاں جب دعوت عباسی کا ظہور ہوا تو خراسان میں ان کی تلاش شروع ہوئی مگر وہ روپوش ہوگئے۔ اسی زمانے میں عبداللہ بن مبارک کو ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے اسی زمانہ روپوشی میں ربیع بن انس سے چالیس حدیثیں روایت کیں۔ عبداللہ کہا کرتے تھے 'مجھے ان احادیث کے عوض فلاں فلاں قیمتی چیزیں بھی خوش نہیں کر سکتیں'۔ انہوں نے ابوجعفر (منصور عباسی) کے دور خلافت میں انتقال کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۷۔ **ایاس بن معاویہ** : وہ ایاس بن معاویہ بن قُرہ ہیں۔قبیلہ مضر کی شاخ مزینہ سے ان کا نسبی تعلق تھا۔ یہی عبداللہ بن مُغفّل کا بھی قبیلہ تھا۔ ان کی کنیت ابو واثلہ تھی۔ ان کے پردادا کا نام ایاس تھا اور انہیں شرف صحابیت حاصل تھا۔عمر بن عبدالعزیز نے ان کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ان کا گمان سچا ہوتا تھا اور معاملات میں لطیف نرم مزاج وخوش گفتار تھے۔ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ان کا قیام وادی سی ؎ میں تھا۔یہیں انہوں نے ۱۲۲ھ میں انتقال کیا۔ بصرہ وغیرہ میں ان کی نسل موجود ہے۔(ان کے والد) معاویہ بن قرہ سے دریافت کیا گیا ﴿ص ۲۰۶﴾ کہ 'تمہارے بیٹے (ایاس) تمہارے حق میں کیسے ہیں؟' انہوں نے کہا 'انہوں نے میرے دنیاوی امور کی تمام ذمہ داریاں سنبھال کر مجھے اپنی آخرت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے فارغ کر دیا ہے۔'

۷۸۔ **ابو الاعور سُلمی** : ان کا نام عمر بن سفیان تھا۔ بنوسُلیم کی شاخ ذکوان سے تعلق رکھتے تھے۔ان کی والدہ قبیلہ قریش کی شاخ بنوسہم سے تھیں۔

۷۹۔ **ابو حرہ** : یہ **شیحہ** بن عبداللہ بن قیس ہیں۔ضبیعہ بن ربیعہ بن نزار کے قبیلے سے وابستہ تھے۔ (حضرت) علی ابن ابی طالب کے ساتھیوں میں تھے۔ بوڑھے ہوکر بصرہ میں انتقال کیا۔ان کی نسل نہیں ہے۔

۸۰۔ **ابو جمرہ شاگرد ابن عباس** : نام ان کا نصر بن عمران بن واسع تھا۔ضبیعہ بن ربیعہ بن نزار کے قبیلے سے تھے۔بصرہ میں وفات پائی۔وہاں ان کی نسل موجود ہے۔

۸۱۔ **ابو التیاح** : وہ یزید بن حُمید ہیں۔ان کا خاندانی تعلق بنو بُہثہ سے تھا۔ان کا شمار بصرہ کے فقہاء میں ہوتا تھا۔انہوں نے وہیں انتقال کیا۔ان کی نسل باقی نہیں رہی۔

۸۲۔ **طلق بن حبیب** : ان کا تعلق بنوعنزہ سے تھا۔وہ حجاج کی قید میں تھے۔حجاج کی موت کے بعد رہا ہوئے۔وہ مرجمہ کے سرداروں میں تھے۔واسط میں مرے۔ان کی نسل موجود نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۳۔ **خارجہ بن مصعب** : ضبیعہ کی شاخ بنوشجنہ سے تھے۔ وہ خراسان کے سب سے بڑے فقیہ اور وہاں کے لوگوں میں نہایت ہر دل عزیز تھے۔ ان کے والد مصعب بن خارجہ (حضرت) علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے۔

۸۴۔ **عمرو بن دینار** : یہ یمن کے ایرانی باذان کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے۔

۸۵۔ **عبداللہ بن ابی نجیح** : یہ بنومخزوم کے مولیٰ تھے۔ ابو یسار کنیت کرتے تھے۔ مسلک قدر (اعتزال) کے پیرو تھے۔ مجھے بجلی نے بتایا کہ ابونجیح کا نام یسار تھا۔ اور وہ بنوثقیف کے مولیٰ تھے۔ ابونجیح نے ۱۰۹ھ میں اور ان کے بیٹے عبداللہ نے ۱۳۲ھ میں انتقال کیا۔

۸۶۔ **ابو المُلیح ھذلی** : وہ بنوعامر بن اسامہ سے تھے۔ ان سے ایوب نے روایت کی ہے۔ ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔ مگر ابو الملیح کا نام حسن بن عمر تھا وہ عمر بن ہبیرہ کے مولیٰ تھے۔ رقہ میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۸۱ھ میں مرے۔

۸۷۔ **ابوالجوزاء ربعی** : ان کا نام اوس بن خالد تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں ابن عباس کے ساتھ ان کے گھر میں بارہ سال تک یوں رہا ہوں کہ قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے متعلق ان سے میں نے پوچھا نہ ہو۔ انہوں نے (عبدالرحمان بن محمد) ابن اشعث کے ساتھ (بنوامیہ کے خلافت) بغاوت میں حصہ لیا اور ۸۳ھ میں دیر جماجم میں مارے گئے۔

۸۸۔ **مُورِّق عجلی** : وہ مورق بن مشمرج ہیں۔ ابو المعتمر ان کی کنیت تھی۔ ان کا شمار عابدوں میں ہوتا تھا۔ وہ اپنی والدہ کے سر کی جوئیں نکالتے تھے۔ ان سے ایک شخص نے پوچھا 'کیا آپ کا سارا حال درست ہے؟' انہوں نے جواب دیا 'کاش! اس کا دسواں حصہ صالح اور درست ﴿ص ۲۰۷﴾ ہوتا!' ان سے کسی نے کہا 'میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نماز نہیں پڑھا سکتا اور روزہ نہیں رکھ سکتا'۔ انہوں نے یہ سن کر کہا 'تم نے اپنی ذات کے متعلق جو باتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیں وہ نہایت بری ہیں۔ اگر تم بھلائی (خیر) کی انجام دہی سے کمزور ہو تو برائی (شر) سے زیادہ کمزور ہو۔ کیونکہ میں جو نیند سوتا ہوں اس سے بھی فرحت محسوس کرتا ہوں'۔ وہ کبھی کبھی اپنے کسی بھائی ردوست کے ہاں جاتے تو ان کے پاس کچھ درہم رکھ دیتے اور یہ کہتے کہ 'میں لوٹ کر آؤں انہیں حفاظت سے اپنے پاس رکھو'۔ مگر جب وہاں سے باہر نکلتے تو کہتے 'تمھیں ان میں تصرف کرنا جائز ہے'۔ مورق نے عمر بن ہبیرہ کی عراق پر گورنری کے زمانے میں وفات پائی۔

۸۹۔ مالک بن دینار : یہ بنوسامہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک کے مولیٰ تھے۔ ابو یحییٰ کنیت کرتے تھے۔ اجرت پر قرآن لکھا کرتے تھے۔ وہ طاعون سے کچھ پہلے مر گئے اور یہ طاعون ۱۳۱ھ میں آیا تھا۔

۹۰۔ ابن شُبرمه : نام ان کا عبداللہ بن شبرمہ تھا۔ ان کا تعلق ضبّہ سے تھا جو منذر بن ضرار بن عمرو کی اولاد میں تھا۔ ابوشبرمہ ان کی کنیت تھی۔ ابوجعفر (المنصور عباسی) کی طرف سے سواد کوفہ کے قاضی تھے۔ ابن شبرمہ شاعر خوش اخلاق اور سخی تھے۔ اکثر ایسا لباس پہنتے جس میں رات نہ گزار سکیں۔ ان کے دو بھتیجے تھے جن کا نام عمارہ اور یزید تھے۔ یہ دونوں قعقاع بن شبرمہ کے بیٹے تھے۔ ان دونوں سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ ابن شبرمہ اپنے بیٹے سے کہتے تھے 'اے میرے بیٹے! لوگوں کو اپنے پر دلیر نہ کر کیونکہ درندوں پر وہ شخص سب سے زیادہ جری اور دلیر ہوتا ہے جو انہیں زیادہ تر دیکھتا رہتا ہے'۔ (یعنی لوگوں سے بہت زیادہ بے تکلف نہ ہو کیونکہ اس سے لوگ تجھ پر دلیر اور جری ہو جائیں گے)۔

۹۱۔ ایوب سختیانی : یہ ایوب بن ابی تمیمہ ہیں۔ ابوتمیمہ کا نام کیسان تھا۔ ایوب کی کنیت ابوبکر تھی۔ یہ بنوعمار بن شداد کے مولیٰ تھے۔ اور عمار بنوعنزہ کے مولیٰ تھے۔ یوں ایوب مولیٰ کے مولیٰ تھے۔ وہ سال میں ایک بار اپنے سر کے بال منڈواتے تھے۔ جب بال بڑھ جاتے تو کنگھی کر کے انہیں لٹوں میں تقسیم کر لیتے تھے۔ حماد بن زید کا بیان ہے کہ ایوب کا کرتہ عمدہ ہراتی کپڑے کا اتنا لانبا ہوتا کہ زمین کو چھوتا، ان کے بال لانبے اور لٹکے ہوئے ہوتے، مونچھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھرپور تھیں، نہایت عمدہ سبز کردی چادر اوڑھتے اور سر پر خود نما لانبی ٹوپی پہنتے تھے۔ اس حلیہ میں اگر وہ تم سے اپنے زہد ونسک کے حوالہ سے پینے کا پانی بھی مانگتے تو تم انہیں پانی بھی نہ پلاتے۔ انہوں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا تھا۔ بصرہ میں طاعون میں ۱۳۱ھ میں وہ مر گئے۔ بوقت مرگ ان کی عمر تیرسٹھ سال تھی۔ ان کی نسل باقی ہے۔

۹۲۔ عبدالعزیز بن صہیب : عبدالعزیز غلام تھے۔ ان کے والدین بھی غلام تھے۔ ایاس بن معاویہ نے عبدالعزیز کی ایک گواہی کو درست قرار دیا تھا۔ ﴿ص ۲۰۸﴾

۹۳۔ زُھـــری : وہ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب (قرشی) ہیں۔ ان کے دادا کے والد عبداللہ بن شہاب مشرکین (مکہ) کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ جنگ احد میں جو کفار یہ عہد کر کے آئے تھے کہ اگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا تو (نعوذ باللہ) انہیں مار ڈالیں گے یا پھر خود لڑ کر جان دے دیں گے۔ یہ لوگ تھے ☆عبداللہ بن شہاب ☆ابی بن خلف ☆ابن قمئہ اور ☆عتبہ بن ابی وقاص۔ زہری کے والد مسلم بن عبیداللہ، ابن الزبیر کے ساتھ تھے۔

زہری عبدالملک بن مروان کے برابر ساتھ رہے بعد ازاں ہشام بن عبدالملک کے ساتھ رہے۔ یزید بن عبدالملک نے انہیں منصب پر فائز کیا تھا۔ زہری نے ماہ رمضان ۱۲۴ھ میں انتقال کیا۔ انہیں اپنی جاگیر میں راستہ کے بلند حصہ میں دفن کیا گیا تاکہ راستہ گزرنے والے ان کے حق میں دعاء کریں۔ وہ جس مقام پر دفن کئے گئے وہ حجاز کی آخری سرحد اور فلسطین کا پہلا علاقہ تھا۔ یہاں ان کی جائیداد تھی۔ زہری کے بھائی کا نام عبداللہ بن مسلم تھا، وہ زہری سے عمر میں بڑے تھے، ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا تھا اور ان سے اور دوسرے (صحابہ) سے حدیث کی روایت کی تھی۔ وہ زہری (محمد بن مسلم) سے پہلے وفات پا گئے۔

۹۴۔ رَجَـاء بـن حیوۃ : وہ قبیلہ کندہ سے تھے۔ ابوالمقدام کنیت کرتے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان کی کنیت ابونصر تھی۔ جریر بن خازم کا بیان ہے کہ میں نے رجاء بن حیوۃ کو دیکھا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا چہرہ سرخ اور داڑھی سفید تھی۔۱۱۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

۹۵۔ محمد بن یحییٰ بن حَبّان : کثیر الحدیث اور ثقہ تھے۔ مدینہ میں ۱۲۱ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت ہشام بن عبدالملک خلیفہ تھے۔ انہوں نے چوہتر سال عمر پائی۔

۹۶۔ عبدالملک بن عُمیر : ان کا تعلق قبیلہ لخم سے تھا۔ کنیت ان کی ابوعمرو تھی اور لقب القبطی۔ شعبی کے بعد وہ کوفہ کے قاضی ہوئے مگر ایک ہی سال کے بعد حجاج سے استعفاء کی درخواست کی اس نے ان کا استعفاء منظور کرلیا اور ان کے بعد قاسم بن عبدالرحمان کو قاضی مقرر کیا۔ عبدالملک نے طویل عمر پائی اور ایک سو تین سال جئے۔ ۱۳۶ھ میں وفات پائی۔ ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ: 'میں ان کے جنازے میں شریک تھا'۔ وہ حد درجہ بدصورت تھے اور بال بھی تھے جس کی وجہ سے مخنثوں نے ان کو 'بھوتوں کو بھگانے والا' کہنا شروع کر دیا تھا۔

۹۷۔ حماد بن ابی سلیمان راوی ابراھیم نخعی : ان کی کنیت ابواسماعیل تھی۔ وہ ابراہیم بن ابوموسیٰ اشعری کے مولیٰ تھے۔ ان کے والد ابوسلیمان کا نام مسلم تھا۔ یہ ان لوگوں میں تھے جن کو (حضرت) معاویہ نے (حضرت) ابوموسیٰ اشعری کے پاس جب وہ دومتہ الجندل میں تھے پیغام لے کر بھیجا تھا۔ حماد مرجئی تھے۔ ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔

۹۸۔ مغیرہ راوی ابراھیم : مغیرہ بن مقسم کی کنیت ابوہشام تھی۔ وہ بنوضبہ کے مولیٰ تھے اور نابینا تھے۔ انہوں نے ۱۳۶ھ میں انتقال کیا۔ اسی سال عطاء بن سائب ابوزید ثقفی نے بھی وفات پائی۔ مغیرہ کی نسل باقی نہیں رہی وہ اخیر عمر میں خبط الحواس ہوگئے تھے۔

۹۹۔ منصور بن معتمر سلمی : ان کی کنیت ابوعتاب تھی۔ ابن عیینہ کا بیان ہے کہ منصور کثرت گریہ کی وجہ سے چندھے ہوگئے تھے۔ ﴿ص ۲۰۹﴾ ساٹھ سال تک روزے رکھے اور راتوں کو نوافل پڑھتے رہے۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ وہ اصلاً حبشی تھے۔ یزید بن عمر (والیٔ عراق) نے ان کو قاضی مقرر کیا تھا۔ وہ فصل خصومات کی غرض سے اجلاس میں بیٹھے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے ان کے سامنے مقدمات پیش کیے۔ وہ کہنے لگے کہ اس منصب کو میں اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ آخر انہیں معزول کر دیا گیا۔ انہوں نے ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔

۱۰۰۔ ابن ابی مُلیکه : عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان تیمی قرشی کا تعلق (حضرت) ابوبکر کے قبیلہ (بنو تیم) سے تھا۔ ابو ملیکہ کا نام زُہیر تھا۔ ابو الیقظان کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جدعان لاولد تھا۔ اس نے ایک شخص کو اپنے نسب میں شامل کر لیا (متبنیٰ کر لیا) اور اس کا نام زہیر اور کنیت ابو ملیکہ رکھ دی۔ سو (ابن جدعان) کی تمام اولاد ابو ملیکہ کی جانب اپنے کو منسوب کرتی تھی۔ ابو ملیکہ گم ہو گیا اور لوٹ کر واپس نہ آیا۔ اس نے آٹے اور گھی کو حلوہ بنوایا تھا پھر کسی ضرورت سے باہر گیا مگر کبھی واپس نہ آیا۔ اس پر یہ مثل مشہور ہوئی لا افعل کذامتیٰ یرجع ابو ملیکة الیٰ عصیدته۔ (میں ایسا نہیں کروں گا جب تک کہ ابو ملیکہ اپنے حلوہ کی طرف واپس نہ آ جائے)۔

ابن ابی ملیکہ کے ایک بھائی کا نام ابو بکر بن عبیداللہ تھا۔ ان سے ابن ابی ملیکہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے ۱۱۷ھ میں انتقال کیا۔ ان کے عم زاد علی بن زید بن عبداللہ بن ابی ملیکہ بصرہ کے فقہاء میں تھے۔ انہوں نے قبیلہ ضبّہ کی بستیوں کے ایک موضع سیالہ میں وفات پائی۔ ان کی نسل باقی نہ رہی۔

۱۰۱۔ سلیمان تیمی : سلیمان بن طہمان بنوضُبیعہ کی شاخ عمرو بن مرہ بن عباد کے مولیٰ تھے۔ ابو المعتمر کنیت کرتے تھے۔ انہیں بنی تیم کی جانب اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ ان کی رہائش گاہ اور مسجد انہیں لوگوں کی بستی میں تھی۔ فضل بن عیسیٰ رقاشی قاضی کی دختر ان کے عقد میں تھیں انہیں کے بطن سے معتمر بن سلیمان پیدا ہوئے۔ جن کی کنیت ابو محمد تھی۔ یہ بیان ابو الیقظان کا ہے۔ اور انہیں نے مجھے یہ اطلاع بھی دی کہ وہ سلیمان بن طرخان تھے (طرخان کے بیٹے تھے) طرخان بنی مرہ کے مکاتب تھے اور طرخان کی بیوی بنو سلیم کی مکاتب تھیں۔ وہ طرخان سے پہلے آزاد ہو چکی تھیں اور جب سلیمان پیدا ہوئے تو یہ آزاد تھیں اس لئے سلیمان بنو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیم کے مولی کہلائے۔ سلیمان بصرہ میں ۱۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ معتمر بن سلیمان ۱۰۶ھ میں تولد ہوئے اور ۱۸۷ھ میں بصرہ میں ان کا انتقال ہوا۔

مجھ سے سہل نے کہا کہ انہوں نے اصمعی سے سنا ہے کہ (سلیمان، ایوب، یونس اور ابن عون) ان چاروں میں سب سے زیادہ عبادت گزار سلیمان تھے۔ ان میں سب سے بڑے فقیہ ایوب تھے ان میں پیسوں کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت یونس تھے اور اپنے زبان پر سب سے زیادہ قابو رکھنے والے ابن عون تھے۔

۱۰۲۔ ثابت بنانی : یہ ثابت بن اسلم ہیں۔ بنانہ قبیلہ قریش کی شاخ تھی جو سعد بن لوئی کی اولاد میں تھی۔ بنانہ ان لوگوں کی ماں کا نام تھا اور اس کی جانب یہ لوگ منسوب ہیں۔ بنانہ نامی خاتون بھی اسی قبیلے سے تھی۔ ثابت کی کنیت ابو محمد تھی۔ ان کا انتقال عراق پر خالد بن عبداللہ (قسری) کے زمانہ امارت میں ہوا۔

۱۰۳۔ محمد بن واسع بن جابر : قبیلہ ازد سے تھے۔ وہ خراسان میں قتیبہ بن مسلم کی فوج میں تھے۔ ان کے زمانے میں کوئی شخص زہد و عبادت میں ان سے بڑھا ہوا نہ تھا۔ ۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔ ﴿ص ۲۱۰﴾ ایک دفعہ ان کے بیٹے نے ایک شخص کو تکلیف پہونچائی۔ ان کو پتا چلا تو اپنے بیٹے سے کہا 'کیا تو انہیں اس لئے ستاتا ہے کہ میں تیرا باپ ہوں حالانکہ میں نے تیری ماں کو سو درہم میں خریدا تھا'۔

ان سے کہا گیا کہ آپ تکیئے پر ٹیک لگا کر کیوں نہیں بیٹھتے؟ بولے اس طرح کی نشست مطمئن لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔ جعفر کا بیان ہے کہ میں جب کبھی اپنے دل میں تنگی اور تکلیف محسوس کرتا ہوں، محمد بن واسع کے ہاں چلا جاتا ہوں اور ان کا چہرہ دیکھتا ہوں۔ جب میں ان کا چہرہ دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کا چہرہ ہے جس کا بچہ مر گیا ہو۔ ان سے کہا گیا کہ آپ پست تر چیز پر راضی ہو جاتے ہیں۔ بولے کم تر پر وہی راضی ہوتا ہے جو دنیا پر راضی ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۴۔ لیث بن ابی سُلیم : یہ عنبسہ بن ابی سفیان بن حرب کے مولی تھے۔ ان کی کنیت ابوبکر تھی۔ ان کے والد ابوسلیم کوفہ کی جامع مسجد میں عبادت کرتے تھے اور تہجد کی نماز بھی وہیں ادا کرتے تھے۔ جب شبیب خارجی دھوکہ سے کوفہ میں گھس آیا تو اس نے رات کے وقت مسجد میں چھاپا مارا اور جسے بھی مسجد میں پایا جان سے مار ڈالا۔ انہیں قتل ہونے والوں میں ابوسلیم بھی تھے۔ اس وقت سے لوگوں نے مسجد میں تہجد ادا کرنا ترک کر دیا۔ لیث مرد صالح و عبادت گزار تھے مگر حدیث کی روایت میں ضعیف تھے۔ ابوجعفر (المنصور) کی خلافت کے ابتدائی ایام میں ان کا انتقال ہوا۔ عبدالرزاق نے معمر سے نقل کیا ہے کہ ایوب سے دریافت کیا گیا کہ 'آپ طاووس سے زیادہ احادیث کیوں روایت نہیں کرتے؟'۔ جواب دیا کہ 'وہ دو بھاری اشخاص کے درمیان میں تھے۔ عبدالکریم بن ابی امیہ اور لیث بن ابی سلیم ان کے لئے کافی تھے اس لئے مجھے ان کی خدمت میں بیٹھنے کا موقع نہ مل سکا'۔

۱۰۵۔ ابو الاشہب عُطاردی : نام ان کا جعفر بن حیان تھا۔ ابوحاتم نے اصمعی کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ ان سے ابوالاشہب نے کہا تھا کہ وہ **عام الجفرہ** میں پیدا ہوئے تھے۔ اور عام الجفرہ سن ستر ہجری ہے۔ بصرہ میں ۱۶۵ھ میں وہ فوت ہوئے۔

۱۰۶۔ ابو صالح سمان : ان کا نام ذکوان تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نام ان کا زیات تھا۔ وہ بنوقیس کی جویریہ نامی خاتون کے مولی تھے۔ عباد بن ابی صالح اور سہیل بن ابی صالح نام کے ان کے دو بیٹے تھے۔ ان دونوں سے احادیث روایت کی گئی ہیں۔ عباد دونوں بھائیوں میں بڑے تھے۔ سہیل نے اپنے بھائی عباد سے بھی روایت کی ہے۔ سہیل نے ابوجعفر (المنصور) کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

۱۰۷۔ مفسر قرآن ابو صالح : ابوصالح علی بن ابی طالب کی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کے مولیٰ تھے۔ ان کا نام باذام تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نام ان کا باذان تھا وہ قرآن عمدگی سے نہیں پڑھ سکتے تھے۔ مجھ سے ابوحاتم نے ان سے اصمعی نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ شعبی ابو صالح سے ملتے تو انہیں بٹھاتے اور کہتے کہ آپ قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہیں مگر آپ ناظرہ اچھا نہیں پڑھ سکتے۔

۱۰۸۔ **ابو صالح حنفی** : نام ماہان حنفی تھا۔ ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے روایت کی ہے۔

۱۰۹۔ **ابو حازم مدنی** : نام ان کا سلمہ بن دینار تھا۔ بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ کے مولیٰ تھے وہ لنگڑے تھے۔ مدینہ کی مسجد میں قصہ گو تھے۔ ان کے پاس ایک گدھا تھا جس پر سوار ہو کر مسجد تک آتے تھے۔ یہ ابو جعفر (المنصور) کے زمانہ خلافت میں ۱۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔ ان کے بیٹے عبدالعزیز بن ابی حازم کی کنیت ابو تمام تھی۔ وہ ۱۸۴ھ میں مدینہ میں اچانک مر گئے۔

﴿ص ۲۱۱﴾ ۱۱۰۔ **یحییٰ بن سعید انصاری** : کنیت ان کی ابو سعید تھی۔ وہ ابو جعفر (المنصور) کی خدمت میں کوفہ آئے۔ وہ اس زمانے میں ہاشمیہ میں تھے انہوں نے یحییٰ کو ہاشمیہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ یہیں ۱۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بھائی عبد ربہ بن سعید ۱۳۹ھ میں مرے اور ان کے ایک اور بھائی سعید بن سعید نے ۱۴۱ھ میں وفات پائی۔

۱۱۱۔ **اسماعیل بن ابی خالد** : وہ قبیلہ بجیلہ کی شاخ بنی احمس کے مولیٰ تھے۔ ابو عبداللہ کنیت کرتے تھے۔ وہ ابراہیم نخعی سے دو سال چھوٹے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چھ اصحاب کرام کو دیکھا تھا ان میں انس بن مالک اور عمرو بن حریث (رضی اللہ عنہما) بھی ہیں۔ انہوں نے ۱۴۶ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی۔

۱۱۲۔ **جابر جعفی** : نام اس کا جابر بن یزید تھا۔ روایت حدیث میں ضعیف تھا۔ وہ غالی رافضی اور اپنے ائمہ کی رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔ وہ شعبدہ بازی اور عمل سفلی کا ماہر تھا۔ اس سے ثوری اور شعبہ نے روایت کی ہے۔ ۱۲۸ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

۱۱۳۔ **یونس بن عبید** : قبیلہ عبدالقیس سے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ عبدالقیس کے مولیٰ تھے۔ وہ ابو عبداللہ کنیت کرتے تھے۔ ان کا ۱۳۸ھ میں انتقال ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۰ھ میں فوت ہوئے۔ مجھ سے ابو حاتم نے، اس سے اصمعی نے بیان کیا کہ ابوالعباس (السفاح) نے بصرہ کے بہت اشخاص کو عطیات دیے ان میں یونس کو ایک ہزار درم ملے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ 'میرے خیال میں میرے مال میں سے کوئی چیز اس سے زیادہ حلال و جائز دوسری نہیں ہے'۔

۱۱۴۔ **حُمیدالطویل** : یہ حُمید بن طرخان، طلحہ الطلحات خزاعی کے مولیٰ تھے۔ کنیت ان کی ابوعبیدہ تھی۔ وہ ۱۴۲ھ میں مرے۔ مجھ سے ابو حاتم نے ان سے اصمعی نے کہا کہ ایاس بن معاویہ کہا کرتے تھے کہ 'حمید الطویل ایسے پھل ہیں جن سے سب لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور حجاج سیاہ شہد کا مشکیزہ ہیں'۔

۱۱۵۔ **مسعر بن کُدام** : بنوعبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کے قبیلے سے ان کا تعلق تھا۔ ان کی کنیت ابوسلمہ تھی۔ ۱۵۲ھ میں کوفہ میں انہوں نے انتقال کیا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ 'جس نے مجھ سے دشمنی کی اللہ نے اسے محدث بنا دیا'۔

۱۱۶۔ **داؤد بن ابی ھند** : بنوقشیر کے مولیٰ تھے۔ کنیت ان کی ابوبکر تھی۔ (ان کے والد) ابو ہند کا نام دینار تھا۔ سرخس کے باشندے تھے۔ وہیں ان کی اولاد موجود ہے۔ وہ ۱۳۹ھ میں مکہ کے راستہ میں فوت ہوئے۔

۱۱۷۔ **جُریری** : نام ان کا سعید بن ایاس تھا۔ وہ قبیلہ بنی جریر سے تھے۔ ابومسعود کنیت کرتے تھے۔ وہ اخیر عمر میں خبط الحواس ہو گئے تھے۔ ۱۴۴ھ میں مرے۔

۱۱۸۔ **بھز بن حکیم** : قبیلہ قُشیر بن کعب سے تعلق رکھتے تھے۔ نیکوکار اور اچھے آدمی تھے۔

﴿ص۲۱۲﴾ ۱۱۹۔ **عباد بن منصور ناجی** : بنوسامہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابوجعفر (المنصور) کی جانب سے بصرہ کے قاضی تھے۔ حدیث کی روایت میں ضعیف تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰۔ **عمرو بن عبید** : عمرو بن عبید بن باب، آل عرارہ بن یربوع بن مالک کے مولیٰ تھے۔ کنیت ان کی ابوعثمان تھی۔ ان کے والد عبید بصرہ کے برے لوگوں کے ہم صحبت تھے، اس لئے جب لوگ عمرو کو ان کے والد کے ہمراہ دیکھتے تو کہتے 'بہترین انسان، بدترین آدمی کا بیٹا ہے'۔ یہ سن کر عبید کہتے 'تم سچ کہہ رہے ہو یہ ابراہیم ہیں اور میں آزر'۔ عمرو قدر کے قائل تھے اور اس کی دعوت دیتے تھے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے حسن بصری کے حلقہ درس سے علیحدگی اختیار کر لی تھی، سو یہ لوگ معتزلہ کہلائے۔

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن حبیب بن شہید نے عمرو بن نضر کے حوالہ سے بیان کیا کہ 'میں عمرو بن عبید کے پاس سے گزرا انہوں نے 'قدر' سے متعلق کچھ ذکر کیا'۔ تو میں نے کہا 'ہمارے اصحاب بھی اسی طرح کہتے ہیں'۔ عمرو بن عبید نے پوچھا کہ 'تمہارے اصحاب کون لوگ ہیں؟' میں نے جواب دیا 'ایوب، ابن عون، یونس اور تیمی'۔ یہ سن کر عمرو نے کہا 'وہ سب گندے، ناپاک، مردے ہیں زندہ نہیں ہیں'۔ عمرو نے مکہ کے راستہ میں انتقال کیا اور مرّان میں دفن ہوئے جو مکہ سے بصرہ جانے والی شاہراہ پر دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے۔ سلیمان بن علی (عباسی) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ابوجعفر (المنصور) نے ان کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

صلی الا له علیک من متوسد — قبرا مررت به علی مرّان

قبرا تضمن مومنا متحققا — صدق الا له ودان بالفرقان

فلو ان هذا الدهر ابقی صالحا — ابقی لنا حقا ابا عثمان

[اے گورستان مرّان میں، جہاں میرا گزر ہوا، سونے والے تم پر اللہ کی رحمت ہو ☆ اس قبر میں ایک مومن صادق جس نے اللہ کی تصدق کی اور قرآن کا مطیع ہوا محو خواب ہے ☆ اگر یہ دنیا کسی صالح اور نیکو کار شخص کو باقی رکھتی تو یقیناً ہمارے لئے ابوعثمان کو باقی رکھتی]۔

۱۲۱۔ **غیلان دمشقی** : وہ قبطی اور قدری تھے۔ ان سے پہلے معبد جہنی کے علاوہ کسی نے قدر کی نہ تو بات کی اور نہ اس کی دعوت دی۔ غیلان کی کنیت ابومروان تھی۔ ہشام بن عبدالملک نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں گرفتار کر کے دمشق کے دروازہ پر پھانسی دے دی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ (غیلان کا یہ انجام) عمر بن عبدالعزیز کی بد دعا کی وجہ سے ہوا۔ مجھ سے مہیار راوی نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن یزید دمشقی کو کہتے سنا کہ انہوں نے اوزاعی سے سنا کہ قدر کے بارے میں سب سے پہلے معبد جہنی اور اس کے بعد غیلان دمشقی نے کلام کیا۔

۱۲۲۔ **عُمارہ بن عبداللہ بن صیاد** : ان کی کنیت ابوایوب تھی۔ ان کے والد عبداللہ بنو نجار کے حلیف تھے۔ وہ کس قبیلے سے تھے اس کا علم نہیں۔ (حضرت) مالک بن انس فضل اور بزرگی میں ان پر کسی اور کو ترجیح نہ دیتے تھے۔ (حضرت امام مالک نے) ان سے حدیث روایت کی ہے۔ عمارہ سعید بن مسیّب سے روایت کرتے تھے۔ عبداللہ بن صیاد کا باپ وہی ہے جس کے متعلق ان باتوں کے سبب سے جن کا وہ ارتکاب کرتا تھا، کہا گیا ہے کہ وہ دجال ہے۔ عبداللہ اسلام لائے، حج کیا مسلمانوں کے ساتھ جہاد کیا اور مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ ان کے بیٹے عمارہ نے مروان بن محمد (بن مروان آخری اموی) خلیفہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

۱۲۳۔ **مسلم خیاط** : یہ مسلم بن ابی مسلم ہیں۔ انہوں نے (عبداللہ) ابن عمر اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کی ہے۔ انہوں نے طویل عمر پائی کہ سفیان بن عیینہ نے ان سے ملاقات کی۔ وہ مدینہ میں (محلّہ) دار العطارین میں رہتے تھے۔

۱۲۴۔ **عیسیٰ بن ابی عیسیٰ خیاط** : قریش کے مولیٰ تھے۔ ابو محمد کنیت تھی۔ ان کے والد کا نام ﴿ص ۲۱۳﴾ میسرہ تھا۔ وہ کہا کرتے تھے' میں مردہ جسم اور کفن پر حنوط کی خوشبو لگانے والا درزی، کفن دوز اور جانور کے چہرے پر داغ لگانے والا ہوں۔ میں نے ان میں ہر پیشہ کو اختیار کیا ہے'۔ انہوں نے سعید بن مسیّب سے حدیث کی سماعت کی۔ تجارت کی غرض سے کوفہ آئے، شعبی سے ملے اور ان سے بھی حدیثیں سنیں۔ منصور کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئے۔

۱۲۵۔ **ابن ابی ذئب** : یہ محمد بن عبدالرحمان بن ابی الذئب ہیں۔ ابو ذئب کا نام ہشام ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعبہ تھا۔ ابوذئب قیصر (روم) کے ہاں گئے۔ وہاں ان کی جاسوسی (جھوٹی شکایتیں) کی گئی اس لئے (قیصر روم) نے انہیں قید کرایا۔ انہوں نے اس اسیری کی حالت میں انتقال کیا۔ وہ (قبیلہ قریش کی شاخ) بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتے تھے۔

۱۲۶۔ **اشعث شاگردِ حسن (بصری)** : یہ اشعث بن عبدالملک، حمران بن ابان کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت ابو ہانی تھی۔ ۱۴۶ء میں عوف سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔ اسی سال ھشام بن حسان فردوسی ازدی نے بھی وفات پائی۔

۱۲۷۔ **اشعث بن سوار** : یہ قبیلہ ثقیف کے مولیٰ تھے۔ وہ لکڑی کا کام کرتے تھے۔ ابوجعفر (المنصور) کی خلافت کے آغاز میں انہوں نے وفات پائی۔

۱۲۸۔ **صالح بن کیسان** : کنیت ان کی ابومحمد تھی۔ ان کی ولا ایک خاتون کو حاصل تھی جو معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی کے خاندان کی مولاۃ تھی۔ یوں صالح مولیٰ مولیٰ (آزاد کردہ باندی کے آزاد کردہ غلام) تھے۔ ۱۴۰ھ کے بعد ان کا انتقال ہوا۔

۱۲۹۔ **صالح بن حسّان** : محمد بن کعب قرظی وغیرہ سے حدیث روایت کرتے تھے۔ وہ دولت مند تھے۔ جب وہ حدیث بیان کرتے تھے تو اتنا مجمع ہوتا کہ ان کی مجلس لوگوں سے بھر جاتی تھی۔ ان کے پاس گانے والی لونڈیاں تھیں۔ ان کی وجہ سے لوگوں کی نگاہوں میں ان کا مرتبہ گر گیا تھا۔ وہ کوفہ آئے اور کوفہ کے (علماء نے) ان سے حدیث کی سماعت کی۔ انہوں نے المہدی کا زمانہ (۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ) پایا۔ ہیثم کا بیان ہے کہ میں صالح کو یہ کہتے سنا کہ وضاح الیمن (عبدالرحمٰن بن اسماعیل یمنی) اپنے اس قول میں سب سے زیادہ سمجھدار ہے:

اذا قلت هاتی نولینی تبسمت　　وقالت معاذالله من فعل ما حرم

فما نولت حتی تضرعت عندها　　وانباتها ما رخص الله فی اللمم

[جب میں نے اس سے کہا! لاؤ مجھے (جام مے) دو، تو وہ مسکرائی اور بولی حرام کام کے ارتکاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اللہ کی پناہ! ☆اس نے مجھے (شراب) اس وقت تک نہ دی جب تک کہ میں اس کی خوشامد نہ کی اور اسے یہ نہ بتایا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں میں اللہ نے کتنی چھوٹ دی ہے]۔

۱۳۰۔ سلیمان بن قَتَّة : اپنی ماں قَتَّة کی طرف منسوب ہیں۔ وہ قریش کی شاخ تیم کے مولیٰ تھے۔ احادیث کے راوی کے ساتھ ساتھ وہ شاعر بھی تھے۔ انہیں کا یہ شعر ہے:

وقد یحرم اللہ الفتی وھو عاقل ویعطی الفتی مال ولیس لہ عقل

[کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ نوجوان کو عقل مند و صاحب خرد ہونے کے باوجود مال و دولت سے محروم کر دیتا ہے اور ایسے نوجوان کو مال و دولت بخش دیتا ہے جس کے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی]۔

۱۳۱۔ ابن عون : یہ عبداللہ بن عون بن ارطبان ایک شخص ابن برزہ مزنی کے مولیٰ تھے۔ یہ بھی مروی ہے کہ وہ قبیلہ مزینہ مضر کے عبداللہ بن مغفل مزنی کے مولیٰ تھے۔ ان عبداللہ کی کنیت ابوعون تھی۔ عبداللہ نے ایک عرب خاتون سے شادی کر لی تھی اس پر (قاضی) بلال بن ابی بردہ نے ان کو کوڑوں سے پیٹا تھا۔ عطاء بن فروّخ ارطبان کے بھائی کے پوتے تھے۔ (عطاء کے باپ) فروخ (ارطبان کے) بھتیجے تھے۔ عون کی والدہ خراسان کی رہنے والی تھیں۔

مجھ سے سہل بن محمد نے ان سے اصمعی نے بیان کیا کہ ان سے ایک شخص نے جو ابن عون کے پاس آتا رہتا تھا کہا کہ ابن عون نے مجھے بتایا کہ 'میرے والد کو میری پیدائش کی خوشخبری مذار کے مقام بہاطری میں اس وقت دی گئی جب مصعب (بن زبیر) مختار (ثقفی) سے جنگ کرنے کے لئے نکلے تھے'۔ مصعب بہاطری میں ۶۶ھ میں آئے تھے۔ ﴿ص ۲۱۴﴾ مگر حماد بن زید کی روایت ہے کہ ابن عون (سیلاب) جارف سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور ۱۵۱ھ میں مرے۔ انہوں نے انس بن مالک (انصاری) رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔

۱۳۲۔ ابن جُریج : عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج کی کنیت ابوالولید تھی۔ جریج ام حبیب بنت جبیر کے غلام تھے۔ یہ خاتون عبدالعزیز بن خالد بن اسد کی زوجہ تھیں۔ اس لئے (ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جریج) ان کی ولاء کی جانب منسوب کیے گئے (یعنی وہ ام حبیب کے شوہر عبدالعزیز کے مولیٰ کہلائے)۔ وہ جُحاف (مکہ کے ایک سیلاب کا نام) کے سال ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں مر گئے۔ مجھ سے ابو حاتم نے، ان سے اصمعی نے اور ان سے ابو ہلال نے بیان کیا کہ ابن جریج گورے تھے۔ واقدی نے عبدالرحمان بن ابی الزناد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابن جریج کو دیکھا کہ وہ ہشام بن عروہ کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا کہ 'اے ابو منذر آپ نے جو صحیفہ فلاں شخص کو دیا ہے کیا اس میں آپ کی لکھی ہوئی احادیث ہیں؟' انہوں نے جواب دیا 'ہاں!'۔ واقدی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد ابن جریج کہتے تھے کہ 'مجھ سے ہشام بن عروہ نے حدیثیں بیان کیں اور وہ اس سند سے بے شمار حدیثیں بیان کرتے تھے'۔

واقدی کا بیان ہے کہ میں نے محدث سے حدیث پڑھنے کے متعلق ابن جریج سے دریافت کیا (کہ اس کی کیا حیثیت ہے) وہ بولے تم جیسا شخص یہ پوچھ رہا ہے؟ لوگوں نے اس صحیفہ (رسالہ) کے بارے میں اختلاف کیا ہے جسے لے کر محدث یہ کہتا ہے کہ اس میں جو حدیثیں درج ہیں میں انہیں بیان کرتا ہوں۔ اور وہ انہیں پڑھتا نہیں۔ (یعنی بعض محدثین کے ہاں ایسی روایتیں درست ہیں اور بعض کے نزدیک درست نہیں ہیں)۔ لیکن اگر محدث (اس فیصلہ میں درج) احادیث کو لوگوں کے سامنے پڑھتا ہے تو یہ قرأت وسماع ایک جیسی ہیں۔ (یعنی ایسی روایت موثر ومعتبر ہے)۔

۱۳۳۔ **ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ** : وہ مدینہ میں فتاویٰ نویسی کرتے تھے پھر انہیں بغداد بلایا گیا اور وہ ولی عہد سلطنت موسیٰ الہادی ابن محمد المہدی کے ہاں قاضی مقرر ہوئے۔ ان کا ۱۶۲ھ میں بغداد میں انتقال ہو گیا۔ یہ المہدی کا زمانہ خلافت تھا۔ (ابن ابی سبرہ کی) وفات کے بعد ان کی جگہ پر (امام) ابو یوسف قاضی ہوئے۔

واقدی روایت کرتے ہیں کہ ان سے ابوبکر (ابن سبرہ) نے بیان کیا، مجھ سے ابن جریج نے کہا 'تم اپنی احادیث میں عمدہ حدیثیں میرے لئے لکھ کر دو۔ سو میں نے ایک ہزار حدیثیں لکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ان کو دے دیں۔ انہوں نے ان احادیث کو نہ خود میرے سامنے پڑھا اور نہ میں نے ہی انہیں ان کے روبرو پڑھا'۔ واقدی ذکر کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں ابن جریج کی کتابوں میں ایسی بہت سی حدیثیں دیکھیں جن میں انہوں نے لکھا ہے کہ 'مجھ سے ابوبکر ابن عبداللہ یعنی ابن سبرہ نے یہ حدیث بیان کی ہے'۔

۱۳۴۔ **الاعمش** : نام ان کا سلیمان بن مہران اور کنیت ابومحمد تھی۔ بنواسد کی شاخ بنو کاھل کے مولیٰ تھے۔ لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد (حضرت) حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے موقع پر موجود تھے۔ اور اعمش اس دن پیدا ہوئے جس دن (حضرت) حسین بن علی شہید ہوئے۔ یہ ۱۰ر محرم (یوم عاشورہ) ۶۱ھ تھا۔ ان کے والد لاوارث (مجہول النسب، اجنبی تھے) ان کے بھائی مرے تو ان کے وارث مسروق ہوئے۔ اعمش نے ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔

وکیع کہتے ہیں کہ '(ایک مرتبہ) اعمش جمعہ پڑھنے اس حال میں گئے کہ انہوں نے اپنی چمڑے کی پوستین کو الٹ کر اس کا اون باہر کی جانب نکال دیا تھا اور ان کے دونوں شانوں پر چادر کی جگہ دسترخوان کا رومال تھا'۔

ابوبکر بن عیاش کی روایت ہے کہ انہوں نے اعمش کو یہ کہتے سنا کہ 'خدا کی قسم یہ لوگ (محدثین) کے پاس انہیں جھوٹ (بولنے) پر مجبور کرنے کے لئے آتے ہیں بخدا میں ان سے زیادہ برا آدمی کسی اور کو نہیں سمجھتا اس لئے میں ان کا منکر ہوں' انہوں نے یہ بھی کہا کہ 'یہ (راویان حدیث روایت کرنے سے) کبھی سیر ہوتے ہی نہیں'۔ ابوبکر (ابن عیاش) نے تدلیس (درمیان سے کسی راوی کا نام چھوڑ دینا) کا ذکر کیا۔

۱۳۵۔ **محارب بن دثار** : ان کا تعلق بنوسدوس بن شیبان سے تھا۔ ابومطرف کنیت کرتے تھے ﴿ص ۲۱۵﴾ یہ خالد بن عبداللہ قسری کے کوفہ میں قاضی تھے۔ کوفہ میں خالد (بن عبداللہ) کی امارت کے زمانہ میں انہوں نے وفات پائی۔

۱۳۶۔ **علاء بن عبدالرحمان** : وہ جہینہ کی شاخ حرقہ کے مولیٰ تھے۔ انہوں نے بڑی لمبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر پائی اور ابوجعفر (المنصور) کے ابتدائی زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔ مالک کہتے تھے کہ علماء کے پاس ایک صحیفہ (رسالہ) تھا جو احادیث اس میں تھیں انہیں کی روایت کرتے تھے۔ اگر کبھی کوئی اس میں کچھ لکھ لینا چاہتا تو یہ کہتے یا تو سب لے لو (لکھ لو) یا سب چھوڑ دو (نہ لکھو) (یعنی وہ پورے رسالہ کو نقل کرنے کے حق میں تھے کچھ کو نقل کرنے اور کچھ کو چھوڑ دینے کے خلاف تھے)۔ ان کا رسالہ مدینہ میں مشہور تھا۔ ۸

۱۳۷۔ **ابو حَزرہ** : نام ان کا یعقوب بن مجاہد اور کنیت ان کی ابو یوسف تھی۔ غالباً بنو مخزوم کے مولیٰ تھے۔ وہ قاضی تھے۔ انہوں نے اسکندریہ میں ۱۴۹ھ یا ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔

۱۳۸۔ **ابو وجزہ سعدی** : نام ان کا یزید بن عبید تھا اور تعلق قبیلہ ہوازن کی شاخ بنو سعد بن بکر سے تھا جو جناب رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ (بی بی حلیمہ سعدیہ) کا خاندان تھا۔ یہ نہایت اچھے اور پرگو شاعر تھے۔ حاملین حدیث میں ان کا جیسا عمدہ شاعر کوئی دوسرا معلوم نہیں۔ مدینہ میں ۱۳۰ھ میں وفات ہوئی۔

۱۳۹۔ **محمد بن اسحاق** : ان کا نام محمد بن اسحاق بن یسار تھا۔ وہ قیس بن مخرمہ بن عبدمناف (بنو زہرہ بن کلاب قرشی) کے مولیٰ تھے۔ لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ (ان کے دادا) یسار عین التمر (عراق کی ایک بستی) کے اسیران جنگ میں تھے جنھیں خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے (حضرت) ابوبکر کی خدمت میں مدینہ بھیجا تھا۔ ان کے دو بھائی (صحیح چچا) تھے موسیٰ بن یسار اور عبدالرحمان بن یسار۔ محمد (بن اسحاق بن یسار خلیفہ) ابوجعفر (المنصور) کی خدمت میں حیرہ (کوفہ کے قریب ایک بستی) آئے تھے اور ان کے لئے مغازی (غزوات نبوی) تحریر کئے تھے اس وجہ سے کوفہ (کے علماء) نے ان سے (مغازی کی) سماعت کی۔

وہ فاطمہ بنت منذر بن زبیر سے روایت کرتے تھے اور یہ (فاطمہ) ہشام بن عروہ (بن زبیر) کی زوجہ (اور بنت عم تھیں) جب اس روایت کی اطلاع ہشام کو ہوئی تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا 'کیا وہ (محمد بن اسحاق) میری بیوی کے پاس جاسکتا ہے؟'۔ مجھ سے ابو حاتم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے اصمعی نے معتمر کے حوالہ سے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد نے کہا کہ 'ابن اسحاق سے کچھ بھی روایت نہ کرنا کیونکہ وہ کذاب ہے'۔ محمد اسحاق کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

۱۴۰۔ **عُروہ بن اذینہ** : (امام) مالک بن انس ان سے فقہ کی روایت کرتے تھے۔ مجھ سے ابو حاتم نے اور ان سے اصمعی نے بیان کیا ہے کہ عروہ بن اذینہ (روایت) میں ثقہ اور معتبر تھے۔ قلوص نے کہا کہ یہ شعر عروہ کا ہے:

یا دیار الحی بالاجمه　　لم تبین دارها کلمه

[اے اجمہ میں قبیلے کے مکانات افسوس، تم نے محبوبہ کے گھر کی نشاندہی نہ کی]۔

یہ شعر ان ہی کا ہے اور انہیں نے اس کی دھن بنائی تھی۔ انہیں کے یہ اشعار بھی ہیں:

قالت وأبثتها وجدی فبحت به　　قد کنت عهدی تحب الستر فاستتر

الست تبصر من حولی فقلت لها　　غطی هواک وما القی علی بصری

[میں نے اس سے غم عشق کہا تو بولی تیرے رنج غم کا برا ہو مجھے یہ اندازہ تھا کہ تو عشق کو مخفی رکھنے کو پسند کرتا ہے، تو اسے چھپا ☆ میرے آس پاس جو لوگ ہیں کیا تو انہیں نہیں دیکھتا؟ یہ سن کر میں نے کہا کہ تو اپنی محبت کو چھپا مگر مجھے اپنی آنکھوں پر ضبط غم کا یارا نہیں]۔

ایک مرتبہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور بولی کہ کیا تم ہی وہ شخص ہو جسے لوگ مرد صالح کہتے ہیں؟ حالانکہ تم نے یہ اشعار کہے ہیں:

اذا وجدت اوارا لحب فی کبدی　　عمدت نحو سقاء القوم أبترد

هذا بردت ببرد الماء ظاهره　　فمن لنار علی الاحشاء تتقد

[جب میں اپنے دل میں محبت کے شعلوں کو بھڑکتا ہوا پاتا ہوں تو میں قبیلہ کے تالاب پر جا کر آتش جگر کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا ہوں ☆ میں نے اس آگ کو پانی کی ٹھنڈک سے بجھا تو لیا مگر آہ اس آگ کا کیا بنے گا جو جسم کے اندر سلگ رہی ہے؟]۔

(یہ سنا کر وہ عورت بولی) 'خدا کی قسم ایسا شعر کبھی بھی کوئی مرد صالح نہیں کہہ سکتا'۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب ہفتم

۱ یعنی سردار وہ ہے جو سب سے پہلے دشمن پر حملہ آور ہو کر اپنے نیزے کو دشمن کے جسم میں چبھو دے یا نیزہ اس کے ہاتھ سے ٹوٹ جائے۔ سردار وہ نہیں جو اپنی فوج چھوڑ کر بھاگ جائے۔ (صاوی)

۲ یہ اشعار انہوں نے اپنی بیوی کے بارے میں کہے ہیں۔ (مترجم)

۳ یہاں ایک بیانیہ ہے جو نسخہ صاوی میں نہیں، یا تو مترجم کا ایزاد ہے اور یا جو نسخہ انہوں نے استعمال کیا، اس کا بیانیہ ہے۔ (عطاء نے ستر حج کئے۔ (ایک بار) عبدالملک بن مروان کے پاس گئے۔ انھوں نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا اور دریافت کیا کہ اے ابومحمد! آپ کی تشریف آوری کا کیا سبب ہے؟ عطاء نے جواب دیا حرم اللہ (مکہ) اور حرم رسول اللہ ﷺ (مدینہ) کے حالات دریافت کرتے رہا کرو۔ عبدالملک نے کہا ہاں ضرور پھر عطاء نے کہا مہاجرین اور انصار کی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، کیوں کہ انھیں کی بدولت تم اس مرتبہ کو پہونچے ہو۔ ان کے وظائف، و عطایا کو موقوف نہ کرنا۔ خواہ ان میں سے کوئی تمھارے دروازے پر ہو خواہ تمھارے دروازے سے دور کیوں کہ تم سے ان کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔ عبدالملک نے کہا ضرور (ایسا ہی ہے)۔ بعد ازاں عطاء اٹھ کھڑے ہوئے اور عبدالملک سے اپنی کسی ذاتی ضرورت کے بارے میں کچھ نہ کہا۔ (اس پر) عبدالملک نے کہا 'بخدا شرف وسرداری اسی کا نام ہے')۔ (ن س ظ)

۴ (اعمش نے کہا کاش تم توج میں مجاہد کو اس حالت میں دیکھتے جب ان کا گدھا گم ہو گیا تھا۔ (اعمش ہی نے) بیان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ مغموم اور سر جھکائے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو بولے 'اللہ کے بندے پھر کہا اللہ کے رسول نے، اللہ کا درود سلام ان پر ہو، میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے بندہ خدا اس دنیا میں یوں رہو کہ گویا غریب الوطن ہو یا راستہ گزر رہے ہو')۔ قوسین کا بیانیہ مترجم کا ایزاد ہے۔ (ن س ظ)

۵ نسخہ صاوی میں عبداللہ بن عمر لکھا ہے، جب کہ درست عبداللہ بن عمرو بن العاص ہے۔ مترجم نے عبداللہ بن عمرو ہی لکھا ہے۔ (ن س ظ)

۶ یعنی ۱۳۳ھ اور ۱۳۷ھ کے درمیانی زمانے میں۔ (مترجم)

۷ حرمین کے درمیان اور مکہ کے قریب منیٰ کا مقام تھا۔ (نسخہ صاوی)

۸ آخری سطر ترجمہ ہونے سے رہ گئی تھی، اصل سے مراجعت کے بعد ترجمہ کر کے شامل کی گئی ہے۔ (ن س ظ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم

ارباب فضل وکمال

الف۔ اصحاب الرائی

۱۔ **ابن ابی لیلیٰ** : محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے (دادا) ابولیلیٰ کا نام یسار تھا۔ وہ احیحہ بن جلاح کی اولاد میں تھے۔ (مگر) ابن شبرمہ قاضی وغیرہ اس نسب سے انکار کرتے تھے۔ عبداللہ بن شبرمہ کہتے ہیں:

وکیف ترجی لفصل القضاء ولم تصب الحکم فی نفسکا

وتزعم انک لابن الجلا ح وھیھات دعواک من اصلکا

[تم سے مقدمات کے تصفیہ کی کیسے توقع کی جائے جب کہ تم نے اپنی ذات کے متعلق صحیح فیصلہ نہ کیا ☆ تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ابن الجلاح کی نسل سے ہو۔ اپنی اصل کے بارے میں تمہارا یہ دعویٰ حقیقت سے کس قدر دور ہے]۔

محمد بن عبدالرحمٰن بنوامیہ کی جانب سے اور بعدازاں بنوعباس کے عہد میں منصب قضاء پر فائز رہے۔ وہ فقیہ اور مفتی تھے، رائے سے فیصلے کرتے تھے۔ عبدالرحمان کے والد (ابولیلیٰ یسار) حضرات عمر، علی، عبداللہ (بن مسعود) اور ابی (بن کعب) سے احادیث روایت کرتے تھے۔ وہ (عبدالرحمان بن محمد) ابن اشعث کے ساتھ بغاوت میں شریک تھے اور (جنگ) دُجیل میں مارے گئے تھے۔

محمد بن عبدالرحمان کہتے تھے کہ مجھے اپنے والد کے متعلق صرف اتنا یاد ہے کہ ان کی دو بیویاں تھیں اور دو ہی سبز گھڑے (مٹکے) تھے۔ وہ ایک دن ایک بیوی کے ہاں ایک مٹکے میں نبیذ بنا کر پیتے اور دوسرے دن دوسری بیوی کے ہاں دوسرے مٹکے میں نبیذ گھولتے تھے۔ محمد بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ نے ۱۴۸ھ میں انتقال کیا۔ بوقت وفات وہ قاضی تھے۔ ابوجعفر المنصور نے ان کی جگہ ان کے بھتیجے کو قاضی مقرر کیا۔

۲۔ **ابو حنیفہ صاحب الرائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : نام ان کا نعمان بن ثابت تھا وہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے حلیف تھے۔ کوفہ میں ریشمی کپڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ عراق کے گورنر ابن ہبیرہ نے انہیں قاضی مقرر کرنا چاہا، مگر انہوں نے انکار کیا۔ اس نے کئی دنوں تک دس کوڑے یومیہ انہیں لگوائے (لیکن پھر بھی انہوں نے منصب قضاء قبول نہیں کیا)۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ (امام) ابوحنیفہ، بنوقفل کے حلیف اور قبیلہ ربیعہ سے رشتہ ولاء میں منسلک تھے۔ انہوں نے بغداد میں رجب ۱۵۰ھ میں ستر سال کی عمر میں (منصور عباسی کی قید میں) وفات پائی۔ انہیں 'مقابر خیزران' میں سپرد خاک کیا گیا۔ ابو حنیفہ کے بیٹوں میں حماد بن ابی حنیفہ تھے۔ وہ ابو اسماعیل کنیت کرتے تھے۔ انہوں نے کوفہ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹوں میں ابوحیان، اسماعیل، عثمان وعمر تھے۔ اسماعیل بن حماد المامون کے عہد میں بصرہ کے قاضی تھے۔ ان کی مدح میں مُسادر نے کہا ہے:

اذا ما الناس یوما قایسونا　　بآبدۃ من الفتیا طریفۃ

اتیناھم بمقیاس صحیح　　تلاد من طراز ابی حنیفہ

﴿ص ۲۱۷﴾ اذا سمع الفقیہ بھا وعاھا　　واثبتھا بحبر فی صحیفہ

[جب لوگ کسی روز ایک مشکل اور نادر الوقوع میں ہماری رائے چاہتے ہیں ☆تو ہم ان کے پاس صحیح مقیاس لے کر آتے ہیں کہ وہ میراث ہوتا ہے مسلک ابوحنیفہ کی ☆جب فقیہ اس کو سنتا ہے تو یاد کر لیتا ہے اور سیاہی سے اپنی کتاب میں لکھ لیتا ہے]۔ [1]

۳۔ **ربیعہ صاحب الرائی** : ربیعہ بن ابی عبدالرحمان فروخ آل المنکدر التیمین کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کی کنیت ابوعثمان تھی۔ انہوں نے ۱۳۶ھ میں انبار کے مقام شہر ابوالعباس میں وفات پائی۔ (ابوالعباس السفاح نے) انہیں قاضی مقرر کرنے کی غرض سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مدینہ سے) بلوایا تھا۔ ربیعہ بہت زیادہ باتیں کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ 'خاموش آدمی سوئے ہوئے شخص اور گونگے کے درمیان ہوتا ہے'۔ ایک روز انہوں نے باتیں کرنی شروع کیں اور ان کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوتا تھا۔ ربیعہ نے اس سے دریافت کیا کہ 'عجز گفتار کسے کہتے ہیں؟' اعرابی نے جواب دیا 'وہ جس میں آج سے تم ہو!'۔

۴۔ **زُفَر صاحب الرائی** : زفر بن ہذیل بن قیس کا نسبی تعلق بنوالعنبر سے تھا۔ وہ ابوالہذیل کنیت کرتے تھے۔ انہوں نے حدیث کی سماعت کی تھی مگر ان پر رائی غالب ہوگئی تھی۔ انہوں نے بصرہ میں وفات پائی۔ ان کے والد ہذیل اصفہان میں بس گئے تھے (سال وفات ۱۵۸ھ ہے)۔

۵۔ **الاوزاعی** : محمد (ابن قتیبہ) سے بجلی نے بیان کیا کہ ان کا نام عبدالرحمان بن عمرو تھا۔ وہ ہمدان کی شاخ اوزاع سے تعلق رکھتے تھے۔ واقدی کی روایت ہے کہ ان کی رہائش بیروت میں تھی اور تعلیم و تحصیل یمامہ میں ہوئی۔ اس لئے انہوں نے حدیث کی سماعت یحییٰ بن ابی کثیر سے کی تھی۔ انھوں نے ۱۵۷ھ میں بیروت میں انتقال کیا۔ بہتر (۷۲) برس کی عمر پائی۔

۶۔ **سفیان الثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : سفیان بن سعید بن مسروق کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ وہ قبیلہ ثور بن عبدمناۃ بن ادّ بن طابخہ بن الیاس بن مضر کی طرف منسوب تھے۔ ثور کو ثور الطحل کہا جاتا ہے۔ الطحل ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اسی قبیلہ ثور سے ربیع بن خُثیم کا بھی تعلق تھا۔ کہا جاتا ہے کہ بنی ثور میں تیس اشخاص ایسے تھے جن میں کوئی ایک بھی ربیع بن خثیم سے کم نہ تھا۔ یہ لوگ کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ ان میں سے بصرہ میں ایک فرد بھی نہیں تھا۔ سفیان نے بصرہ میں حکومت وقت کے خوف سے روپوشی کی حالت میں جان جان آفریں کو سونپی۔ انہیں رات کے وقت دفن کیا گیا۔ شاعر نے کہا ہے:

تحرز سفیان وفر بدینه وامسی شریک مرصدا للدراهم

[سفیان نے فرار ہوکر اپنے دین کو بچالیا اور شریک مال و دولت کی تاک میں لگے رہے]۔

واقدی کی روایت ہے کہ (امام سفیان نے) ۱۶۱ھ میں چونسٹھ سال کی عمر میں وفات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی۔ ﴿ص ۲۱۸﴾ ان کا سال ولادت ۹۷ھ تھا۔

وکیع کا بیان ہے کہ جب سفیان فوت ہوئے تو ان کے پاس ڈیڑھ سو دینار کی مالیت کا سامان تھا۔ اپنی کتابوں کے بارے میں عمارہ بن یوسف کو وصیت کی تھی، سوانہوں نے انہیں مٹا اور جلا دیا۔ سفیان کی نسل باقی نہ رہی۔ ان کا ایک ہی بیٹا تھا جو ان کی زندگی ہی میں مرگیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنا مال ومتاع اپنی بہن اور بھانجے کو دے دیا۔ ان کے بھائی مبارک بن سعید کو ان کی میراث سے کچھ نہ پہونچا۔ مبارک نے کوفہ میں ۱۸۰ھ میں انتقال کیا۔

۷۔ **مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر کا تعلق (یمن کے) بنوحمیر سے تھا مگر ان کا شمار قریش کے بطن بنوتیم بن مرہ میں ہوتا تھا۔ مالک کے چچا ربعی بن مالک راوی حدیث تھے۔ ان کے والد (امام مالک کے دادا) مالک بن ابی عامر عمر، عثمان، طلحہ، ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے تھے۔ وہ ثقہ تھے۔

(امام) مالک شکم مادر میں تین سال تک رہے۔ وہ نہایت گورے چٹے مائل بسرخی، درازقد، بڑے سروالے اور گنجے تھے۔ وہ نہایت اعلیٰ عدنی لباس زیب تن کرتے تھے۔ مونچھوں کے مونڈنے کو ناپسند کرتے تھے۔ بلکہ اسے ایک عضو کو کاٹ دینے کے مانند برا جانتے تھے۔ وہ بالوں میں خضاب نہیں لگاتے تھے۔

واقدی کا بیان ہے کہ (امام) مالک مسجد میں آتے، نمازوں میں شریک ہوتے، جمعہ پڑھتے، جنازوں میں شرکت کرتے، بیماروں کی عیادت کرتے، لوگوں کے حقوق ادا کرتے، مسجد میں بیٹھتے اور ان کے پاس ان کے ساتھی اکٹھا ہوتے تھے۔ پھر انہوں نے مسجد میں بیٹھنا چھوڑ دیا اور نماز پڑھ کر اپنے گھر چلے جاتے تھے۔ جنازوں میں شرکت بھی ترک کردی اور جن کے ہاں میت ہوتی وہاں جاکر ان سے تعزیت کرلیتے تھے۔ بعد میں انہوں نے یہ سب بھی چھوڑ دیا، نہ مسجد میں نماز پڑھتے نہ جمعہ ادا کرتے، نہ کسی کے ہاں تعزیت کی غرض سے جاتے اور نہ کسی کی ادائیگی ہی کرتے تھے۔ وہ اپنی وفات تک اسی روش پر رہے اور لوگوں نے انہیں برداشت کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی کبھی ان سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو وہ فرماتے کہ ہر شخص عذر خواہی نہیں کرسکتا۔ (مدینہ کے حاکم) جعفر بن سلیمان (عباسی) سے ان کی یہ شکایت کی گئی کہ وہ تمہاری (عباسیوں کی) بیعت کی قسموں کو کچھ نہیں سمجھتے۔ (خلافت کی بیعت کے وقت عباسی، لوگوں سے جو مختلف قسمیں لیتے تھے۔ وہ ان کی کسی طرح کی شرعی حیثیت کے بالکل قائل نہیں) جعفر نے انہیں طلب کیا۔ یہ سن کر غضب ناک ہوا اور انہیں قمیص اتروا کر کوڑوں سے پٹوایا اور ان کے بازو اتروا دیئے۔ حاکم مدینہ نے انہیں بڑی اذیتیں دی مگر اس پٹائی کے بعد ان کی عزت میں اضافہ اور ان کے مرتبہ میں بلندی آتی گئی۔ گویا یہ کوڑے زیور تھے کہ وہ ان سے آراستہ کئے گئے۔ (امام) مالک نے ۱۷۹ھ میں انتقال کیا۔ پچاسی سال عمر پائی اور بقیع میں دفن کئے گئے۔

۸۔ **ابو یوسف القاضی** : (امام) ابو یوسف کا نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتہ تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ بجیلہ سے تھا۔ سعد بن حبتہ کو جنگ احد کے موقع پر کم سن سمجھ کر جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دی گئی تھی۔ وہ کوفہ میں بس گئے تھے اور وہیں انہوں نے وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ زید بن ارقم نے پڑھائی اور پانچ تکبیریں کہیں۔

(امام) ابو یوسف اعمش، ہشام بن عروہ وغیرہ سے احادیث کی روایت کرتے تھے۔ وہ محدث اور حافظ حدیث تھے۔ بعد میں انہوں نے (امام) ابو حنیفہ کی مستقل شاگردی اختیار کی چنانچہ ان پر رائے غالب ہوگئی۔ انہیں بغداد کا قاضی مقرر کیا گیا۔ وہ ۱۸۲ھ میں اپنی وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔ اس وقت ہارون الرشید خلیفہ تھے۔ ﴿ص ۲۱۹﴾ ان کے صاحب زادہ یوسف بھی اپنے والد کی زندگی میں بغداد کے مغربی حصہ کے قاضی تھے۔ انہوں نے ۱۹۲ھ میں انتقال کیا۔

۹۔ **محمد بن حسن الفقیہ** : (امام) محمد کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ وہ بنو شیبان کے مولیٰ تھے۔ ان کے والد نے واسط میں طرح اقامت ڈالی۔ یہ وہیں پیدا ہوئے۔ نشو ونما ان کی کوفہ میں ہوئی۔ علم حدیث کی تحصیل مسعر، مالک بن مغول، عمر بن ذر، اوزاعی، (سفیان) ثوری اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان جیسے دوسرے محدثین سے کی۔ (امام) ابوحنیفہ کے حلقہ درس میں شریک ہوئے ان کی صحبت میں بیٹھے، ان سے حدیثیں سنیں اور رائی میں غور کیا۔ یہ رائی ان پر غالب آ گئی اور اسی کے ساتھ ان کی شہرت ہوئی۔ (امام) محمد بغداد آئے۔ وہاں ان سے لوگوں نے حدیث و رائی کی سماعت کی۔ وہاں سے وہ رقہ گئے اور ہارون (الرشید) نے ان کو رقہ کا قاضی مقرر کیا۔ پھر انہیں اس عہدہ سے ہٹا دیا گیا۔ اس لئے وہ بغداد واپس چلے آئے۔ جب ہارون (الرشید) پہلی بار ری گئے تو (امام محمد بھی) ان کے ہمراہ ری گئے۔ انہوں نے ری میں اٹھاون سال کے سن میں ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔

ب۔ اصحاب الحدیث

۱۔ **شُعبہ** : شُعبہ بن حجاج بن ورد، بنو اشاقر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کی کنیت ابو بسطام تھی۔ وہ (سفیان) ثوری سے دس سال بڑے تھے۔ ان کا انتقال پچھتّر سال کی عمر میں ۱۶۰ھ میں بصرہ کے مقام پر ہوا۔ وہ کہا کرتے تھے 'خدا کی قسم! میں حدیث کے مقابلے میں شعر میں زیادہ محفوظ ہوں۔ اگر میں اللہ کی خوشنودی کا طالب ہوتا تو تمہارے پاس (احادیث کی روایت کے لئے) نہ آتا اور جو تمھیں اللہ کی رضا مطلوب ہوتی تو تم (حدیث کی سماعت کی غرض سے) میرے پاس نہ آتے۔ لیکن ہم مدح کو پسند کرتے اور ذم کو ناپسند کرتے ہیں'۔ شُعبہ تو تلے تھے۔

۲۔ **خالد الحذّاء** : یہ خالد بن مہران ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمبارک تھی۔ قبیلہ قریش کے آل عبداللہ بن عامر بن کریز کے مولیٰ تھے۔ وہ حذا (جفت ساز، موچی) نہیں تھے لیکن جفت سازوں کی صحبت میں بیٹھتے تھے اس لئے حذاء مشہور ہو گئے۔ فہد بن حیان کہتے تھے کہ خالد نے کبھی جفت سازی نہیں کی مگر جب وہ باتیں کرتے تھے تو کہتے تھے 'اس بات کی نقل کرو اس بات کی پیروی کرو' سو ان کا لقب حذاء پڑ گیا۔ ۱۴۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۳۔ **ابو المِهزم** : نام ان کا یزید بن سفیان تھا۔ شُعبہ انہیں روایت حدیث میں ضعیف سمجھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ مسلم بن ابراہیم نے شعبہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا 'میں نے ابوالھزم کو ثابت البنانی کی مسجد میں گرا پڑا دیکھا۔ اگر کوئی آدمی ان کو دو پیسے بھی دیتا تو وہ اسے ستر حدیثیں سناتے'۔

۴۔ **جریر بن حازم** : جریر بن حازم بن زید الجھضمی ازدی کی کنیت ابوالنضر تھی۔ ۸۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۰ھ میں مر گئے۔ ان کے بیٹے وہب بن جریر کی کنیت ابوالعباس تھی۔ عفان ان کے متعلق جرح کرتے تھے۔ سفر حج سے واپسی میں ان کا انتقال مقام منجشانیہ میں ہوا جو بصرہ سے چھ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ﴿ص ۲۲۰﴾ ان کو وہاں سے لاکر بصرہ میں دفن کیا گیا۔ ان کے بھائی یزید بن حازم ابوبکر کنیت کرتے تھے۔ ۱۴۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حماد بن زید ان کے موالی میں سے تھے۔

۵۔ **حماد بن زید** : حماد بن زید بن دِرہم، ابواسماعیل کنیت کرتے تھے۔ وہ عثمانی (حضرت عثمان کے حامی اور طرف دار) تھے۔ سلیمان بن حرب کہتے ہیں کہ جریر بن حازم کے والد حازم کا جب انتقال ہوا تو حماد بن زید کے باپ زید ان کے غلام تھے۔ انہیں حازم کے بیٹوں یزید اور جریر نے آزاد کر دیا۔ انہوں نے جمعہ کے دن ۱۷۹ھ کے ماہ رمضان میں وفات پائی۔ (امام) مالک اور ابوالاحوص بھی اسی سال مرے۔ بصرہ کے گورنر اسحاق بن سلیمان ہاشمی نے کہ ہارون (الرشید) کی جانب سے بصرہ کے گورنر تھے، ان کا جنازہ پڑھایا۔ ان کے بھائی سعید بن زید نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ وہ حماد بن زید سے پہلے مر گئے۔

۶۔ **حمّاد بن سلمہ** : حماد بن سلمہ بن دینار، قبیلہ ربیعہ الجوع بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کے مولیٰ تھے۔ وہ حُمید الطویل کے بھانجے تھے۔ حُمید الطویل، طلحۃ الطلحات خزاعی کے مولیٰ تھے۔ سو (حماد کی) ماں خزاعہ کی مولاۃ تھیں۔ وہ ۱۶۴ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ حماد بن سلمہ عربی قواعد اور عربی زبان وادب کے عالم تھے اور سیبویہ نحوی نے ان سے (نحو اور عربیت کے اصول) املاء کئے تھے۔ (ان سے سیکھے تھے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ **ابو عوانہ** : نام ان کا وضاح تھا۔ وہ یزید بن عطاء البزاز کے مولیٰ تھے۔ یزید حدیث میں ضعیف تھے۔ ابن عائشہ کا بیان ہے کہ ابوعوانہ واسط کے یزید بن عطاء نامی ایک بزاز (پارچہ فروش) کے غلام تھے۔ ان (کی دکان پر) ایک دن ایک سائل آیا۔ ابوعوانہ نے اس کو دو یا تین درہم دے دئے اس پر سائل نے ان سے کہا 'اے ابوعوانہ میں تم کو ضرور اس کا نفع پہونچاؤں گا اور اس نیکی کا بدلہ دوں گا'۔ جب عرفہ کا دن آیا تو وہی شخص لوگوں میں کھڑا ہوا اور ان سے کہا کہ یزید بن عطاء بزاز کے حق میں دعا کرو کیونکہ انہوں نے آج کے مبارک دن میں تقرب الی اللہ کی نیت سے ابوعوانہ کو آزاد کر دیا ہے۔ جب لوگ اجتماع سے لوٹے تو بزاز کے دروازے پر گئے اور دعائیں دینے اور ان کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرنے لگے۔ یہ سن کر بزاز نے کہا 'ان تمام لوگوں کی تردید کرنے کی کس میں لیاقت ہے؟ ابوعوانہ رضائے الٰہی کی خاطر آزاد ہیں'۔ ابوعوانہ واسط میں تھے۔ وہاں سے بصرہ منتقل ہو گئے اور وہیں ۱۷۰ھ میں وفات پائی۔

۸۔ **ابو عباد ہشام بن سعد** : وہ خاندان ابولہب کے مولیٰ تھے۔ وہ لوگوں کی ضروریات پوری کرنے والے تھے۔ آل ابی طالب کے شیعہ و حامی تھے۔ مدینہ میں مہدی کی خلافت کے آغاز میں (۱۶۰ھ) میں فوت ہوئے۔

۹۔ **ابو معشر** : نام ان کا نجیح تھا۔ وہ بنومخزوم کی ایک خاتون کے مکاتب تھے۔ انہوں نے زر کتابت کر کے آزادی حاصل کر لی۔ ام موسیٰ بنت منصور حمیریہ نے ان کی ولاء خریدی (یعنی ان کے سابق آقاؤں کو رقم دے کر انہیں اپنا مولیٰ بنا لیا)۔ ۱۷۰ھ میں بغداد میں ان کا انتقال ہوا۔

۱۰۔ **ابو معشر** : ان کا نام زیاد بن کُلیب تھا۔ نسبی تعلق بنو مالک بن زید مناۃ بن تمیم سے تھا بعض راوی ان کا نام زید بن کلیب بتاتے ہیں۔ انہوں نے عراق پر یوسف بن عمر (ثقفی اموی گورنر) کے عہد حکومت میں انتقال کیا۔

۱۱۔ **ثور بن یزید الکلاعی** : ابوخالد کنیت کرتے تھے۔ حمص کے رہنے والے تھے۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدری (معتزلی عقلیت پسند) اور حدیث میں ثقہ تھے۔ ﴿ص ۲۲۱﴾ ان کے دادا جنگ صفین میں (حضرت) معاویہ کی جانب سے شریک ہوئے تھے اور اسی معرکہ میں مارے گئے تھے۔ اس لئے جب ثور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو کہتے 'میں اس شخص کو جس نے میرے دادا کو قتل کیا، ناپسند کرتا ہوں'۔ ۲ انہوں نے ۱۵۳ھ میں بیت المقدس میں وفات پائی۔

۱۲۔ **ابن لھیعة** : عبداللہ بن لھیعة بن عقبہ بن لھیعة الحضرمی نسلاً قبیلہ حضرموت کے اصل فرد تھے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ وہ حدیث میں ضعیف تھے۔ جس کسی نے ان سے ان کے ابتدائی زمانہ میں حدیث سنی وہ اس سے بہتر رہا جس نے ان سے ان کی اخیر عمر میں حدیث کی سماعت کی۔ ان کے سامنے وہ احادیث بھی (صحیفوں سے) پڑھی جاتی تھیں جو ان کی روایت کردہ حدیث نہیں ہوتی تھیں مگر اس پر خاموش رہتے جب اس سلسلہ میں ان سے کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا 'اس میں میرا کیا قصور ہے؟ لوگ میرے پاس ایک کتاب لاکر پڑھتے ہیں اور اٹھ کر چلے جاتے ہیں، اگر وہ لوگ مجھ سے پوچھیں تو میں انہیں بتادوں کہ یہ میری مروی حدیث نہیں ہے'۔ ۱۷۴ھ میں مصر میں انہوں نے انتقال کیا۔

۱۳۔ **لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : لیث قبیلہ قیس کے مولیٰ تھے۔ ابوالحارث ان کی کنیت تھی۔ وہ ثقہ، مالدار اور سخی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی سالانہ آمدنی پانچ ہزار ۳ دینار تھی۔ جسے وہ لوگوں کو وظائف وانعامات وغیرہ دینے میں خرچ کردیتے تھے۔ منصور بن عمار کہتے تھے کہ میں لیث کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے ایک ہزار دینار عطاء کئے اور کہا کہ 'یہ دانائی و حکمت جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے اس سے لوگو پر احسان کرو'۔ لیث کا انتقال ۱۶۵ھ میں ہوا۔

۱۴۔ **معمر شاگرد عبدالرزاق** : معمر بن راشد قبیلہ ازد کے مولیٰ تھے۔ وہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے یمن منتقل ہوگئے۔ ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابوعروہ تھی۔

۱۵۔ **ھشیم** : ہُشیم بن بشیر کی کنیت ابومعاویہ تھی۔ وہ بنوسلیم کے مولیٰ تھے۔ ۱۰۵ھ میں پیدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور ۱۸۳ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

۱۶۔ **سُفیان بن عُیینہ** : سفیان بن عیینہ بن ابی عمران، عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کی اولاد کے مولیٰ تھے۔ اسی قبیلہ سے ام المومنین میمونہ (رضی اللہ عنہا) کا بھی تعلق تھا۔ سفیان کی کنیت ابومحمد تھی۔ ان کے دادا ابوعمران، خالد بن عبداللہ قسری کے مقرر کردہ افسران میں سے تھے۔ جب خالد عراق کی گورنری سے معزول کئے گئے (اور ان کی جگہ) یوسف بن عمر (ثقفی) گورنر ہوکر آیا تو اس نے خالد کے افسران کی تلاش شروع کی۔ چنانچہ ابوعمران (عراق سے بھاگ کر) مکہ چلے گئے۔ اور وہیں کی رہائش اختیار کرلی۔ سفیان ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸ھ میں فوت ہوئے۔ اسی سال عبدالرحمان بن مہدی اور یحییٰ بن سعید نے بھی انتقال کیا۔ وہ بہت اختصار پسند تھے۔ ان سے مچھلی اور ٹڈی کی زکوۃ سے متعلق طاووس کے قول کے بارے میں دریافت کیا گیا تو بولے! 'ان کی زکوۃ ان کا شکار ہے'۔

۱۷۔ **اسماعیل بن عُلَیّہ** : اپنی والدہ کی جانب منسوب ہیں۔ وہ نیکوکاروں میں تھے۔ ان کے والد کا نام ابراہیم تھا۔ وہ بغداد میں (دیوان) مظالم کے نگراں تھے۔ ۱۹۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۱۸۔ **وکیع بن جرّاح** : بنورواس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر سے ان کا نسبی تعلق ہے۔ ابوسفیان کنیت کرتے تھے۔ ان کے والد جرّاح خلیفہ المہدی کے بیت المال کے، محمد بن علی بن مقدم کی شراکت میں افسر تھے۔ انہوں نے مکہ کے راستہ میں فَید میں ۱۹۷ھ میں انتقال کیا۔

﴿ص۲۲۲﴾ ۱۹۔ **سعید بن ابی عروبہ** : ابوعروبہ کا نام مہران تھا۔ وہ بنوعدی بن یَشکُر کے مولیٰ تھے۔ اور ابوالنصر کنیت کرتے تھے۔ وہ قدری (معتزلی) تھے۔ انہوں نے ۱۵۶ھ یا ۱۵۷ میں انتقال کیا۔ ان کی نسل نہ چلی۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کبھی کسی عورت کو چھوا تک نہیں۔ وہ آخری عمر میں خبط (خبط الحواس) ہوگئے تھے۔

۲۰۔ **یزید بن زُریع** : یزید بن زریع بن یزید بن التوم کی کنیت ابومعاویہ تھی۔ ۱۸۲ھ میں بصرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انتقال کیا۔ ان کے والد زریع بصرہ کے افسر پولیس کے نائب تھے۔ ان کی نسل موجود ہے۔

۲۱۔ **عاصم الاحوال** : نام ان کا عاصم بن سلمان اور کنیت ابوعبداللہ تھی۔ بنوتمیم کے مولیٰ تھے۔ وہ کوفہ میں ناپ تول کے محتسب تھے۔ بعد ازاں ابوجعفر (المنصور) نے انہیں مدائن کا قاضی مقرر کیا تھا۔ انہوں نے ۱۴۱ھ یا ۱۴۲ھ میں انتقال کیا۔

۲۲۔ **شریک** : شریک بن عبداللہ بن ابی شریک، قبیلہ نخع سے تھے اور ابوعبداللہ کنیت کرتے تھے۔ ان کی پیدائش خراسان کے علاقے بخارئ میں ہوئی۔ ان کے دادا جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ ۱۷۷ھ میں فوت ہوئے۔ وہ کوفہ کے قاضی تھے۔ ان کے متعلق علاء بن منہال نے کہا ہے:

فلیت ابا شریک کان حیا　　فیقضی حین یبصرہ شریک

ویدرک من بدرتہ علینا　　اذا قلنا لہ ھذا ابوک

[کاش شریک کے والد حیات ہوتے کہ جب انہیں شریک دیکھتے تو مقدمات کے فیصلے کرتے وہ ہم سے غرور اور تکبر سے باز آجاتے ☆ جب ہم ان سے کہتے دیکھئے! یہ آپ کے والد ہیں]۔

۲۳۔ **حسن بن صالح بن حی** : ابوعبداللہ کنیت کرتے تھے۔ شیعہ تھے۔ انہوں نے عیسیٰ بن زید بن علی سے اپنی بیٹی کی شادی کردی تھی اور ان کے ساتھ ایک ہی جگہ میں عیسیٰ بن زید کی موت تک روپوش رہے۔ (خلیفہ) مہدی ان دونوں کی تلاش میں تھے مگر انہیں پکڑ نہ پائے۔ حسن نے عیسیٰ کی موت کے چھ ماہ بعد انتقال کیا۔

۲۴۔ **ابو الاحوص** : نام سلاّم بن سلیم تھا۔ بنوحنفیہ کے مولیٰ تھے۔ کوفہ میں ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے۔

۲۵۔ **ابوبکر بن عیّاش** : یہ واصل بن حیان الاحدب کے مولیٰ تھے۔ کوفہ میں ۱۹۳ھ میں اسی مہینے میں وفات پائی جس دن خلیفہ ہارون نے طوس میں انتقال کیا۔

۲۶۔ **محمد بن فُضیل** : محمد بن فُضیل بن غزوان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ ان کے دادا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوان بنوضبہ کے ایک شخص کے رومی غلام تھے اور اپنے آقا کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔اس لئے (آقا نے) انہیں آزاد کر دیا تھا۔محمد بن فضیل نے کوفہ میں ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔

۲۷۔ **حفص بن غیاث بن طلق** : ان کا تعلق نخ کی شاخ بنونخع سے تھا۔کنیت ابوعمرو تھی۔ ﴿ص ۲۲۳﴾ ہارون نے ان کو بغداد کے مشرقی حصہ کا اور اس کے بعد کوفہ کا قاضی مقرر کیا وہیں ۱۹۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ان کے بیٹے عمرو بن حفص نے ۲۲۲ھ میں کوفہ میں انتقال کیا۔

۲۸۔ **ابو معاویہ الضّریر** : ان کا نام محمد بن حازم تھا۔وہ بنوتمیم کے مولیٰ تھے۔کوفہ میں ۱۹۵ھ میں وفات پائی وہ مرجئی تھے۔ وہ ایک روز اپنے شاگردوں کے پاس یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے:

و اذا المعدة جاشت فارمها بالمنجنيق

بثلاث من نبيذ ليث بالحلو الرقيق

[جب معدہ میں ہیجان بپا ہوتو اسے منجنیق سے پتھر پھینک کر مارو نبیذ کے تین پیالوں سے جو شیریں اور رقیق ونرم نہ ہوں]۔

۲۹۔ **عبداللہ بن ادریس بن یزید** : بنومذحج سے ان کا نسبی تعلق تھا۔کنیت ابومحمد تھی۔وہ مریض تھے۔کوفہ میں ۱۹۲ھ میں وفات پائی۔

۳۰۔ **الزنجی بن خالد** : نام ان کا مسلم بن خالد تھا۔شام کے رہنے والے اور بنومخزوم کے مولیٰ تھے۔وہ سرخ وسپید تھے۔زنجی (زنگی، حبشی) ان کا لقب تھا۔(یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ زنگی کو الٹا ابوالبیضا کہا جاتا ہے)۔وہ عابد اور مجتہد تھے۔۱۸۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۳۱۔ **داؤد بن عبدالرحمان العطار** : ان کے والد عبدالرحمان، شام کے عیسائی اور طب کے پیشے سے منسلک تھے۔مکہ آکر (اسلام قبول کر کے) وہیں رہ پڑے یہیں ان کے بچے پیدا ہوئے اور سب کے سب مشرف بہ اسلام ہوئے۔ داؤد ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴ھ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات پائی۔

۳۲۔ **فُضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : کنیت ابوعلی تھی۔ وہ نسلاً بنوتمیم سے وابستہ تھے۔ خراسان کے علاقہ ابی ورد میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہوکر کوفہ آئے اور منصور بن معتمر وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی۔ عبادت وریاضت کو اپنا وتیرہ بنایا، مکہ جاکر وہیں رہ بس گئے اور وہیں ۱۸۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔

۳۳۔ **عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ** : ابوعبدالرحمان کنیت کرتے تھے۔ اہل مرو میں سے تھے۔ وہیں ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ جہاد (روم) سے لوٹتے ہوئے ہیت (ساحل فرات کا شہر) کے مقام پر ۱۸۱ھ میں انتقال کیا۔

۳۴۔ **ابو ہلال راسبی** : نام ان کا محمد بن سلیم تھا۔ نابینا تھے۔ ۱۶۵ھ میں وفات پائی۔

۳۵۔ **ہشام الدستوائی** : ہشام بن ابی عبداللہ کے والد ابوعبداللہ کا نام سنبر تھا۔ وہ بنو سدوس کے مولیٰ تھے۔ ان پر قدری ہونے کا الزام لگایا جاتا تھا۔ ۱۵۳ھ کے بعد فوت ہوئے۔

۳۶۔ **عبدالوارث بن سعید معروف بہ تنّوری** : ابوعبیدہ کنیت تھی۔ بنوتمیم کی شاخ بنی عنبر کے مولیٰ تھے۔ محرم ۱۸۰ھ میں بصری میں ان کی وفات ہوئی۔

۳۷۔ **عبّاد بن عبّاد بن حبیب بن مہلب بن ابی صفرہ** : ابومعاویہ کنیت تھی۔ ۱۸۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

۳۸۔ **معاذ بن معاذ** : ان کی کنیت ابوالمثنی تھی۔ قبیلہ بنوالعنبر سے تعلق رکھتے تھے۔ ہارون (الرشید) کے عہد میں بصرہ کے قاضی تھے۔ بعد میں اس عہدہ سے ہٹادئے گئے تھے۔ بصرہ میں ۱۹۶ھ میں خالق حقیقی سے جاملے۔

﴿ص ۲۲۴﴾ ۳۹۔ **بشر بن مفضل** : ان کی کنیت ابواسماعیل تھی۔ بنی رقاش کے مولیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ۱۸۶ھ میں مرے۔

۴۰۔ **ازھر السمّان** : ازہر بن سعد بنو باہلہ کے مولیٰ تھے۔ ابوبکر کنیت کرتے تھے۔ ابوعون نے انہیں کو اپنا وصی بنایا تھا۔ بصرہ میں چورانوے (۹۴) سال کی عمر میں انتقال کیا۔

۴۱۔ **غُندر شاگردِ شُعبہ** : نام ان کا محمد بن جعفر تھا۔ قبیلہ ہذیل کے مولیٰ تھے۔ ابوعبداللہ کنیت تھی۔ بصرہ میں ۱۹۴ھ میں واصل بحق ہوئے۔

۴۲۔ **عبدالواحد بن زیاد ثقفی** : بنوعبدالقیس کے مولیٰ تھے مگر شہرت ثقفی کی نسبت سے ہوئی۔ ۱۷۶ھ میں انتقال کیا۔

۴۳۔ **عبدالرحمان بن مَھدی** : ابوسعید کنیت تھی۔ ۱۹۸ھ میں بصرہ میں ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۴۴۔ **عبدالوھاب بن عبدالمجید ثقفی** : ابومحمد کنیت کرتے تھے۔ ۱۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں ۱۹۴ھ میں وفات پائی۔

۴۵۔ **یحییٰ بن سعید اَلقطّان** : ابوسعید کنیت کرتے تھے۔ ۱۹۸ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔

۴۶۔ **یحییٰ بن سعید بن اَبان بن سعید بن عاص اموی** : کوفہ کے رہنے والے تھے۔ بغداد آ کر وہیں بس گئے وہ یحییٰ بن سعید انصاری، اعمش اور ہشام بن عروہ سے حدیث روایت کرتے تھے۔ ۱۹۴ھ میں بغداد میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسّی (۸۰) سال عمر پائی۔

۴۷۔ **ابو اسحاق فزاری مصنف سیرت** : ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ نیکوکار اور فاضل تھے مگر (روایت) حدیث میں بہت غلطیاں کرتے تھے۔ مصیصہ (طرطوس کے قریب شہر) کے مقام پر ۱۸۸ھ میں انتقال کیا۔

۴۸۔ **داؤد الطائی** : نام داؤد بن نُصیر اور کنیت ابوسلیمان تھی۔ قبیلہ طی کے صریح فرد تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے حدیث کی سماعت کی تھی۔ فقہ حاصل کی تھی، نحو (عربی قواعد) میں واقفیت بہم پہونچائی تھی اور فن تاریخ سیکھا تھا۔ مگر عبادت و ریاضت میں مشغول ہونے کے سبب ان تمام علوم میں گفتگو کرنا چھوڑ دیا تھا۔ فضل بن دکین کا بیان ہے کہ میں جب داؤد کو دیکھتا تھا تو وہ مجھے قراء (قاریان قرآن) جیسے نہ دکھائی دیتے تھے۔ اس کے سر پر تاجروں جیسی سیاہ لانبی ٹوپی ہوتی جو تاجر پہنتے ہیں۔ 'وہ بیس برس کے قریب خانہ نشین رہے۔ جب مرے تو میں ان کے جنازہ میں شریک تھا مگر لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جنازہ کو دیکھ نہ سکا'۔ ۱۶۵ھ میں ان کا وصال ہوا۔

۴۹۔ الدّراوَردی : عبدالعزیز بن محمد نام، قبیلہ قضاعہ کے مولیٰ تھے۔ خراسان کے ایک قریہ دراورد وطن اصلی تھا۔ بعض دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ وہ فارس کے قصبہ دراب جرد کی جانب منسوب تھے۔ یہ نسبت غیر قیاسی ہے نسبت قیاسی دراب جردی ہوتی۔ وہ مدینہ میں پیدا ہوئے وہیں ان کی نشوونما ہوئی۔ ۱۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

﴿ص ۲۲۵﴾ **۵۰۔ یزید بن ھارون** : ان کی کنیت ابوخالد تھی۔ بنوسلیم کے مولیٰ تھے۔ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور شہر واسط میں مامون کے عہد میں ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔

۵۱۔ علی بن عاصم : علی بن عاصم بن صہیب بنوتمیم کے مولیٰ تھے۔ ابوالحسن کنیت کرتے تھے۔ وہ اپنی حدیث کی روایت میں غلطی کرتے تھے اس لئے ان کی حدیث متروک ہوگئی۔ وہ ۱۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور واسط میں ۲۰۱ھ میں مرگئے۔ ان کے بیٹے عاصم بن علی ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے واسط میں ۲۲۱ھ میں انتقال کیا۔

۵۲۔ عبداللہ بن بکر السّھمی : یہ قبیلہ باہلہ کی شاخ سہم کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا وطن بصرہ تھا۔ ۲۰۸ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

۵۳۔ ابو البختری : ان کا نام ہے وہب بن وہب بن وہب بن کثیر بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ وہ بغداد آئے تو ہارون (الرشید) نے ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عسکر مہدی کا قاضی مقرر کیا۔ پھر انہیں اس عہدے سے ہٹا کر بکار بن عبداللہ کے بعد شہر رسول ﷺ (مدینہ) کا قاضی اور والی حرب (گورنر) مقرر کیا۔ بعد میں انہیں برخاست کر دیا وہ بغداد چلے آئے۔ ۲۰۰ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔ وہ حدیث میں ضعیف تھے۔

۵۴۔ **یحییٰ بن آدم بن سلیمان** : وہ خالد بن عُمارہ بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے مولیٰ تھے۔ فم الصلح (نزد سامرا) کے مقام پر انہوں نے انتقال کیا اور حسن بن سہل (وزیر مامون) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ واقعہ ۲۰۳ھ کا ہے۔ ۵

۵۵۔ **ابو اسامہ** : ان کا نام حماد بن اسامہ تھا۔ یہ حسن بن سعد کے مولیٰ تھے اور (حسن بن سعد) حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مولیٰ تھے۔ یوں ابو اسامہ مولیٰ کے مولیٰ ہوئے۔ انہوں نے ۲۰۱ھ میں کوفہ میں انتقال کیا۔ اسّی (۸۰) برس عمر پائی۔

۵۶، ۵۷۔ **یعلی اور محمد پسران عبید طنافسی** : یعلی بن عبید بن امیہ کی کنیت ابو یوسف تھی۔ وہ قبیلہ ایاد کے مولیٰ تھے۔ کوفہ میں ۲۰۹ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بھائی محمد (بن عبید) ان سے پہلے کوفہ میں ۲۰۴ھ میں مرے۔

۵۸۔ **جعفر بن عون** : ان کی کنیت ابوعون تھی۔ بنومخزوم سے تعلق رکھتے تھے۔ کوفہ میں ۲۰۷ھ میں مرے۔

۵۹۔ **زید بن حباب عُکلی** : ابوالخیر کنیت کرتے تھے۔ ۲۰۳ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

﴿ص ۲۲۶﴾ ۶۰۔ **ابو احمد الزبیری** : نام ان کا محمد بن عبداللہ بن زبیر تھا۔ بنی اسد کے مولیٰ تھے۔ اہواز میں ۲۰۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۶۱۔ **الواقدی** : نام محمد بن عمر بن واقد، قبیلہ اسلم کی شاخ بنوسہم کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ واقدی مدینہ سے نقل مکانی کر کے بغداد چلے آئے تھے۔ مامون کے عہد میں عسکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہدی کے چار برس قاضی رہے۔ اسی عہدہ کے دوران ۲۰۷ھ میں وہ فوت ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ محمد بن سماعہ تمیمی نے کہ بغداد کے مغربی حصہ کے قاضی تھے، پڑھائی۔ واقدی ۱۳۰ھ کے آغاز میں پیدا ہوئے تھے۔

۶۲۔ **العوفی القاضی** : ان کا نام ہے حسین بن حسن بن عطیہ بن سعد اور کنیت ابوعبداللہ تھی۔ وہ حفص بن غیاث کے بعد (بغداد کے) مشرقی حصہ کے قاضی ہوئے۔ بعد ازاں ہارون الرشید کے عہد خلافت میں عسکر مہدی (کی قضاء پر) تبدیل کردئے گئے پھر برخاست کردئے گئے۔ انہوں نے ۲۰۲ھ، ۲۰۱ھ میں انتقال کیا۔ وہ قبیلہ قیس عیلان کی شاخ بنوعوف بن سعد کے مولیٰ تھے۔ (ان کے دادا) عطیہ بن سعد حجاج کے زمانے میں فقیہ تھے اور تشیع کی جانب مائل تھے۔

۶۳۔ **معاویہ بن عمرو الازدی** : ان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ وہ ابواسحاق الفزاری اور زائدہ کے شاگرد تھے۔ بغداد میں ۲۱۴ھ یا ۲۱۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۶۴۔ **ھوذہ** : وہ ہوذہ بن خلیفہ بن عبداللہ بن ابی بکرہ تھے۔ ان کی والدہ بھی ابوبکرہ کی نسل سے تھیں۔ ابوالاشہب کنیت کرتے تھے۔ وہ ۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی کتابیں ضائع ہوگئیں اور ان کے پاس عوف، ابن عون، ابن جریج، اشعث اور تیمی کی قلیل مرویات کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا۔ (ہوذہ نے) ۲۱۰ھ میں بغداد میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

۶۵۔ **عبیداللہ بن موسیٰ العبسی** : یہ ابومحمد کنیت کرتے تھے۔ انہوں نے عیسیٰ بن عمر اور علی بن صالح بن حیّ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی تھی اور اپنی مسجد میں قرآن کی قرات کرنے لگے تھے۔ یہ تشیع کی طرف مائل تھے اور اس سلسلہ میں مجہول احادیث روایت کرتے تھے۔ اس بناء پر بہت سارے محدثین نے ان کو ضعیف قرار دیا۔ انہوں نے ۲۱۳ھ میں انتقال کیا۔

۶۶۔ **ابو عبدالرحمان المقری** : نام ان کا عبداللہ بن یزید تھا۔ اہل بصرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر مکہ منتقل ہوگئے تھے اور وہیں ۲۱۳ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷۔ **عبدالرزاق** : عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، بنوحمیر کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت ابوبکر تھی۔ ان کے والد ہمام، سالم بن عبداللہ وغیرہ سے احادیث روایت کرتے تھے۔ انہوں نے یمن میں ۲۱۱ھ میں انتقال کیا۔

﴿ص ۲۲۷﴾ ۶۸۔ **محمد بن عبداللہ انصاری** : یہ انس بن مالک کی اولاد تھے۔ معاذ بن معاذ کے بعد بصرہ کے قاضی ہوئے۔ پھر وہ بغداد منتقل ہوگئے اور عوفی کے بعد ہارون کی خلافت کے آخری زمانہ میں عسکر مہدی کے قاضی ہوئے۔ جب محمد (الامین) خلیفہ ہوئے تو انہیں عہدہ قضا سے ہٹا کر عون بن عبداللہ مسعودی کو قاضی بنادیا گیا۔ اسماعیل بن علیہ کے بعد انہیں دیوان مظالم کا افسر مقرر کیا گیا پھر ان کو (محمد بن عبداللہ انصاری کو) دوبارہ بصرہ کا منصب قضاء تفویض کیا گیا۔ بعدازاں انہیں معزول کر کے یحییٰ بن اکثم کو قاضی (بصرہ) بنادیا گیا۔ مگر انصاری بصرہ ہی میں رہے اور درس حدیث دیتے رہے اور ۲۱۵ھ میں وہیں ان کا انتقال ہوا۔

۶۹۔ **عبداللہ بن داؤد الخُریبی** : قبیلہ ہمدان سے نسلی تعلق تھا۔ کوفہ سے بصرہ آکر خریبہ نامی بستی میں طرح اقامت ڈالی اور یہیں سے ۲۱۳ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

۷۰۔ **ابو عاصم النبیل** : نام ضحاک بن مَخلد اور نسبی تعلق بنوشیبان سے تھا۔ ۲۱۲ھ میں انتقال کیا۔

۷۱۔ **ابو داؤد الطَیالسی** : ان کا نام سلیمان بن داؤد تھا۔ بہتر (۷۲) سال کی عمر میں بصرہ میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ، والئ بصرہ، یحییٰ بن عبداللہ نے کہ حسن بن سہل کے چچازاد بھائی تھے، پڑھائی۔

۷۲۔ **ابو عامر العَقَدی** : ان کا نام عبدالملک بن عمرو تھا۔ یہ بنوقیس کے مولیٰ تھے۔ بصرہ میں ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

۷۳۔ **ابو الولید الطیالسی** : نام ان کا ہشام بن عبدالملک تھا۔ بصرہ میں ۲۲۷ھ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتقال کیا۔انہوں نے چورانوے (۹۴) سال عمر پائی۔

۷۴۔ **حبّـــان بـــن هـلال** : ابوحبیب کنیت تھی۔قبیلہ باہلہ سے تعلق تھا۔مرنے سے پہلے روایت حدیث سے انکار کر دیا تھا۔بصرہ میں ۲۱۶ھ میں انتقال کیا۔

۷۵۔ **بشـر بـن عـمـر الزّهـرانی** : ابومحمد کنیت تھی۔وہ (امام) مالک بن انس کے راوی (شاگرد) تھے۔بصرہ میں ۲۰۹ھ میں مرے۔نماز جنازہ (قاضی) یحییٰ بن اکثم نے پڑھائی۔

۷۶۔ **مُطرِّف بن مازن** : یہ بھی (امام) مالک کے راوی (شاگرد) تھے۔یہ بہرے تھے۔ ۲۲۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

۷۷۔ **حـجـاج الانـمـاطی** : حجاج کے والد کا نام منہال تھا اور ابومحمد ان کی کنیت تھی۔بصرہ میں ۲۱۹ھ میں فوت ہوئے۔

۷۸۔ **مـسـلم بن ابراهیم** : قبیلہ ازد کے مولیٰ تھے۔عرفیت شحام اور کنیت ابوعمرو تھی۔بصرہ میں ۲۲۲ھ میں انتقال کیا۔

﴿ص ۲۲۸﴾ ۷۹۔ **مـوسیٰ بن مسعود النّهدی** : ان کی کنیت ابوحُذیفہ تھی۔(راویوں نے) بیان کیا ہے کہ سفیان ثوری نے بصرہ آمد کے موقع پر ان کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا۔ ۲۲۰ھ میں یہ فوت ہوئے۔

۸۰۔ **عـارم** : عارم بن فضل السدوسی کی کنیت ابوالنعمان تھی۔ان کا نام محمد اور عارم لقب تھا۔ ان کا بصرہ میں ۲۲۴ھ میں انتقال ہوا۔اسی سال عمرو بن مَرزوق باہلی نے بھی وفات پائی۔

۸۱۔ **ابوسلمه** : یہ موسیٰ بن اسماعیل التبوذکی ہیں۔۲۲۳ھ میں بصرہ میں مرے۔

۸۲۔ **الـمُـعَـلی بن اسـد العَمّی** : ان کی کنیت ابوالہیثم تھی۔پیشہ کے لحاظ سے معلم تھے۔ ۲۱۸ھ میں بصرہ میں مرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۲۔ **ابو عمرو الحوضی** : نام حفص بن عمر تھا۔ بصرہ میں ۲۲۵ھ میں انتقال کیا۔

۸۴۔ **ابن عائشہ** : ان کا نام عبیداللہ بن محمد بن حفص تھا۔ قبیلہ قریش کی شاخ بنو تیم سے نسبی تعلق تھا۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ (انہیں) اور ان کے والد (دونوں) کو ابن عائشہ کہا جاتا ہے۔ بصرہ میں ۲۲۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۸۵۔ **القعنبی** : نام ان کا عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب الحارثی تھا۔ اور کنیت ان کی ابوعبدالرحمان تھی۔ (ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) میں نے ابوموسیٰ لیثی کو یہ کہتے سنا کہ قعنبی نے مکہ میں پنجشنبہ ۶/ محرم ۲۲۱ھ کو انتقال کیا۔

۸۶۔ **آدم العسقلانی** : آدم بن ابی ایاس، مروالرُّوذ کے رہنے والے تھے۔ علم حدیث کی تحصیل کے لئے بغداد آئے اور شعبہ سے بہت زیادہ احادیث سنیں۔ پھر بغداد سے نقل مکانی کر کے (فلسطین کے شہر) عسقلان چلے گئے۔ وہاں ایسے جم کے بیٹھے کہ مر کر ہی اٹھے۔ ۲۲۰ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ وہ وراق (کاغذ ساز، کاغذ فروش) تھے اور پستہ قد تھے۔

۸۷۔ **عبداللہ بن صالح** : یہ لیث (بن سعد) کے کاتب تھے۔ قبیلہ جہینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مصر میں ۲۲۳ھ میں فوت ہوئے۔

۸۸۔ **عفان بن مسلم صفار** : عفان بن مسلم بن عبداللہ، عروہ بن ثابت انصاری کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت ابوعثمان تھی۔ ۲۲۰ھ میں بغداد میں مرے۔ نماز جنازہ عاصم بن علی بن عاصم نے پڑھائی۔

۸۹۔ **خالد بن خداش بن عجلان** : ان کی کنیت ابوالہیثم تھی۔ مہلب بن ابی صفرہ کے مولیٰ تھے۔ ۲۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۹۰۔ **بشر الحافی** : ان کی کنیت ابونصر تھی۔ خراسان کے شہر مرو کے رہنے والے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب وتحصیل حدیث میں بڑی محنت کی تھی۔ حماد بن زید، شریک، عبداللہ بن مبارک اور ہشیم وغیرہ سے ﴿ص ۲۲۹﴾ کثیر التعداد میں احادیث کی سماعت کی تھی۔ مگر خود حدیث کا درس نہ دیا۔ ۲۲۷ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

۹۱۔ علی بن جعد : یہ امیر المومنین ابوالعباس (السفاح) کی زوجہ ام سلمہ مخزومیہ کے مولیٰ تھے۔ ان کی ولادت ۱۳۶ھ میں ہوئی اور بغداد میں ۲۳۰ھ میں وفات پا گئے۔ اسی سال (مشہور عباسی سپہ سالار) عبداللہ بن طاہر (بن حسین بن مصعب) نے بھی وفات پائی۔

۹۲۔ عبدالمنعم : عبدالمنعم بن ادریس بن سنان یہ (مشہور تابعی) وہب بن منبہ کے نواسے تھے۔ ۲۲۸ھ میں سو برس یا اس کے لگ بھگ عمر پا کر فوت ہوئے۔ (اخیر عمر میں) آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔

۹۳۔ ابو نُعیم : نام ان کا فضل بن دکین بن حماد تھا۔ (حضرت) طلحہ بن عبیداللہ تیمی کے خاندان کے مولیٰ تھے۔ کوفہ میں ۲۱۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۹۴۔ قَبیصہ بن عُقبہ : یہ ابو عامر کنیت کرتے تھے۔ نسلی تعلق بنو عامر بن صعصعہ سے تھا۔ کوفہ میں ۲۱۵ھ میں مرے

۹۵۔ الحُمیدی شاگرد ابن عُیَینہ : یہ عبداللہ بن زبیر مکی ہیں۔ مکہ میں ۲۱۹ھ میں مرے۔

۹۶۔ سلیمان بن حرب الواشحی : قبیلہ ازد سے ان کا نسلی تعلق تھا۔ کنیت ان کی ابو ایوب تھی۔ مکہ کے قاضی تھے۔ بعد میں معزول کر دیے گئے تو بصرہ آ گئے۔ اور وہیں ۲۲۴ھ میں چوراسی (۸۴) برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

۹۷۔ مسدد : نام ان کا مسدد بن مُسرہد بن مُسربل بن شریک الاسدی تھا۔ ان کی کنیت ابوالحسن تھی۔ ۲۲۸ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔ اسی سال الحِمّانی والعائشی بھی مرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۸۔ **ابو الربیع الزّھرانی** : ان کا نام سلیمان بن داؤد تھا۔۲۳۴ھ میں مرے۔اسی سال بصرہ میں سلیمان الشاکونی اور سامرّہ میں علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح مدنی نے انتقال کیا۔

۹۹۔ **شَبابہ بن سَوّار الفزاری** : بنوفزارہ کے مولیٰ تھے۔ابوعمروان کی کنیت تھی۔وہ مرجئ تھے۔شبابہ بغداد کے خراسان الاصل باشندے تھے مگر مدائن منتقل ہوکر سب سے کنارہ کش ہوگئے تھے۔بعدازاں مکہ جاکر وہیں اپنی موت تک مقیم رہے۔وہ رافضیوں کے سخت مخالف تھے اوران کے ذکر کے بہت زیادہ شائق تھے۔

﴿ص۲۳۰﴾ ۱۰۰۔ **مرحوم العطّار** : (ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) مجھ سے عبدالرحمان نے اوران سے ان کے چچا نے بیان کیا کہ میں نے مرحوم العطار سے دریافت کیا کہ 'آپ کے والد شام کس طرح پہونچ گئے؟' انہوں نے جواب دیا کہ 'مسلم بن عمرو نے معاویہ کی خدمت میں کچھ قابل خدمت نوعمرلڑکے بھیجے تھے،انہیں میں وہ بھی تھے'۔(عبدالرحمان کے چچا نے) کہا کہ مجھ سے (مرحوم العطار نے) اپنے والد کے حوالہ سے اور انہوں نے بیت المقدس کے پروہت کے حوالے سے (امیرالمومنین) عمر کا یہ قول نقل کیا جوآپ نے (مسجد اقصیٰ میں اپنی تشریف آوری کے وقت) موذن سے فرمایا تھا کہ 'جب تم اذان دوتو آواز نرم کرو اور جب اقامت کہوتو آواز میں تیزی پیدا کرو'۔

ج۔ قاریان قرآن

۱۔ **ابو جعفر المدنی** : ان کا نام یزید بن قعقاع تھا۔وہ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے مولیٰ تھے۔ابوہریرہ اورابن عمروغیرہ سے حدیث روایت کی ہے۔مروان بن محمد کے دورخلافت میں انتقال کیا۔

۲۔ **ابو عبد الرحمان سلمی کوفی** : نام ان کا عبداللہ بن حَبیب تھا۔(حضرت) علی کے شاگردوں میں تھے۔وہ قاری تھے۔ان سے فقہ کی روایات بھی کی گئی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ **شَیبہ بن نِصاح** : شَیبہ بن نِصاح مدنی بن سرجس بن یعقوب، ام سلمہ کے مولیٰ تھے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ نِصاح سے ان کے بیٹے شیبہ کے سوا کسی اور نے روایتیں کی ہیں یا نہیں؟۔ شیبہ اپنے زمانے میں قرأت میں امام اہل مدینہ تھے۔

۴۔ **نافع مدنی** : نافع بن عبدالرحمان بن ابی نُعیم نے فن قرات ام المومنین ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام ابومیمونہ سے سیکھا تھا۔ مجھ سے سہل نے، ان سے اصمعی نے اور ان سے نافع القاری نے کہا کہ میری اصل اصفہان سے ہے۔

۵۔ **طلحہ بن مُصرِّف** : بنو ہمدان سے تعلق تھا۔ کنیت ان کی ابوعبداللہ تھی۔ وہ اہل کوفہ کے قاری تھے۔ انہوں نے جب اپنے گرد لوگوں کا ہجوم دیکھا تو اسے ناپسند کیا اور اعمش کے ہاں جا کر ان کے سامنے قرات کی۔ اس سے لوگ اعمش کی طرف مائل ہو گئے اور طلحہ کو چھوڑ دیا۔ ۱۱۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۶۔ **الاعمش** : ہم نے اصحاب حدیث کے بیان میں ان کا ذکر کیا ہے کیونکہ ان پر قرأت کے مقابلہ میں حدیث زیادہ غالب تھی۔ ۱۴۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۷۔ **یحییٰ بن وثّاب الکوفی** : یہ بنو اسد بن خزیمہ کی شاخ بنو کاہل کے مولیٰ تھے۔ کوفہ میں ۱۰۳ھ میں مرے۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے عبداللہ کے شاگرد عبید بن نضلہ سے فن قرات سیکھا تھا۔

۸۔ **حمزہ الزیّات** : حمزہ بن حبیب بن عُمارہ کی کنیت ابوعُمارہ تھی۔ وہ آل عکرمہ بن ربعی تیمی کے مولیٰ تھے۔ وہ کوفہ سے حُلوان، روغن زیتون لے جاتے اور حلوان سے کوفہ پنیر اور اخروٹ لا کر (فروخت کرتے تھے)۔ انہوں نے حلوان کے مقام پر ۱۵۶ھ میں ابوجعفر (المنصور) کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔

﴿ص ۲۳۱﴾ ۹۔ **عاصم بن ابی النُّجود** : عاصم بن بہدلہ مولیٰ تھے بنو جذیمہ بن مالک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن نصر بن قُعنین بن اسد کے۔ ان کی کنیت ابوبکر تھی۔ ان سے قرات کی روایت ابوبکر بن عیّاش اور ابوعمر البزّاز نے کی مگر ان دونوں نے بہت سے حروف (کے مخارج) میں اختلاف کیا ہے۔ ان عاصم نے ابوعبدالرحمان سُلمی اور زِر بن حُبیش سے فن قرات کی تحصیل کی تھی۔

۱۰۔ **حُمید الاعرج** : حُمید بن قیس آل زبیر کے مولیٰ تھے۔ وہ اہل مکہ کے قاری تھے۔ انہوں نے بکثرت حدیثیں روایت کی تھیں۔ علم فرائض کے ماہر تھے اور حساب داں تھے۔ مجاہد سے قرأت کی تعلیم حاصل کی تھی۔ عمر بن قیس ان کے بھائی تھے۔

۱۱۔ **یحییٰ بن حارث الزّماری** : ذِمار کی جانب منسوب ہیں کہ یمن کے علاقوں میں سے ایک علاقہ کا نام ہے۔ یحییٰ قرأت کے عالم تھے۔ لوگ ان سے قرأت کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ قرأت عبداللہ بن عامر یحصبی سے سیکھی تھی۔ انہوں نے حدیثیں کم روایت کی ہیں۔ ۱۴۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۱۲۔ **ابو عمرو بن علاء** : وہ فن قرأت کے عالم اور قاریوں میں تھے لیکن غریب اور شعر سے انہیں زیادہ دلچسپی رہی، اس لئے ہم نے ان کا ذکر اصحاب الغریب کے ساتھ کیا ہے۔

۱۳۔ **عیسیٰ بن عمر** : ماہرین فن قرات میں تھے لیکن ان کی زیادہ تر توجہ غریب اور شعر پر رہی۔ وہی ان پر غالب رہے۔ سو ہم نے ان کا تذکرہ بھی (اصحاب الغریب) کے زمرہ میں کیا ہے۔

۱۴۔ **علاء بن عبدالرحمان الحَرقی** : ان کا انتساب الحُرقہ سے ہے۔ وہ لوگوں کو قرأت کی تعلیم دیتے تھے مگر ان پر حدیث کا غلبہ زیادہ رہا۔ اس لئے ہم نے ان کا ذکر اصحاب الحدیث کے ساتھ کیا ہے۔

۱۵۔ **خلف بن ھشام البزّاز** : انہوں نے شریک، ابوعوانہ اور حماد بن زید سے بہت سی احادیث کی سماعت کی تھی مگر فن قرأت میں ان کی شہرت زیادہ تھی۔ انہوں نے حمزہ کے شاگرد سے قرأت کی تحصیل کی۔ اور حمزہ سے بہت سے امور میں اختلاف کیا۔ ان کا بغداد میں ۲۲۹ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انتقال ہوا۔ وہ فَم الصُلح کے رہنے والے تھے۔

۱۶۔ **ابو عبدالرحمان المُقری** : نام ان کا عبداللہ بن یزید تھا۔ انہیں فن حدیث اور فن قرأت میں یکساں شہرت حاصل تھی، اس لئے ہم نے دو جگہوں پر ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ بصرہ کے رہنے والے تھے مگر مکہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں ۲۱۳ھ میں جاں بحق ہوئے۔

۱۷۔ **عبداللہ بن موسیٰ العبسی** : عیسیٰ بن عمر اور علی بن صالح بن حی سے قرأت کی تحصیل کی۔ وہ اپنی مسجد میں قرآن کی قرأت کرتے تھے مگر ان کو علم حدیث سے زیادہ دل چسپی تھی۔ اس لئے ہم نے اصحاب الحدیث کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۔ **ابن ابی اسحاق المُقری** : عبداللہ بن ابی اسحاق حضرمیین کے مولیٰ تھے۔ ان کی اولاد میں یعقوب الحضرمی المقری (قاری) بصرہ میں متوطن تھے۔ ان عبداللہ نے قرأت یحییٰ بن یعمر اور نصر بن عاصم سے سیکھی تھی۔

۱۹۔ **ھارون الاعور** : یہ ہارون بن موسیٰ ہیں۔ ہارون یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ اصمعی کا بیان ہے ﴿ص ۲۳۲﴾ کہ ہارون نے ان سے کہا کہ 'میں عبرانی زبان میں ایدام (یعنی آدم) پڑھتا تھا'۔

۲۰۔ **سلام القاری** : ان کا نام سلام بن سلیمان اور کنیت ابو المنذر تھی۔

د۔ قراء الالحان (لحن سے قرآن پڑھنے والے)

سب سے پہلے جن صاحب نے قرآن مجید کو الحان سے پڑھا وہ عبیداللہ بن ابی بکرہ تھے۔ ان کی قرأت ایک طرح کی باریک آواز میں ادائیگی (حزن) تھی۔ اس کی بنیاد غناء (نغمہ) اور حداء (حدی) کے کسی لحن پر نہ تھی۔ یہ طرز ان سے ان کے پوتے عبیداللہ بن عمر بن عبیداللہ کو ورثہ ملا۔ یہی وہ صاحب ہیں جن کی قرأت کو 'قرأت ابن عمر' کہا جاتا ہے۔ ان سے اس کو اباضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حاصل کیا۔ اباضی سے سعید العلاف اور ان کے بھائی نے اس 'قرأت ابن عمر' کی تحصیل کی۔ (خلیفہ) ہارون الرشید سعید العلاف کی قرأت کو پسند کرتے تھے۔ ان کو دوسروں پر فوقیت دیتے تھے اور گراں قدر عطیات سے نوازتے تھے۔ انہیں 'قاری امیر المومنین' کے (لقب سے) شہرت حاصل تھی۔

تمام قاری ہیثم، ابان اور ابن اعین وغیرہ اپنی قرأت میں غناء، حداء اور رہبانیۃ کے الحان کو داخل کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ قراء ان مختلف الحان میں سے بعض کو اپنی قرأت میں دھیمے سروں میں شامل کر لیتے تھے اور کچھ ایسے قاری تھے جو ان الحان کو اپنی قرأت میں تیز سروں میں واضح طریقہ پر داخل کر کے انہیں کھینچ کر ان سے ہم آہنگ کر دیتے تھے۔ اس کی مثال ہیثم کی قرأت ہے کہ انہوں نے (قرآن کی اس آیت) اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر (سورۃ کہف:۷۹) کو مندرجہ ذیل شعر کی دھن پر مرتب کیا ہے:

اما القطاۃ فانی سوف انعتھا

نعتاً یو افق نعتی بعض مافیھا

جہاں تک ابن اعین کا طبقہ ہے، تو وہ اپنی قرأت میں کچھ الحان داخل کرتے تھے مگر انہیں دھیمے سروں میں پوشیدہ رکھتے تھے جب محمد بن سعد ترمذی کا زمانہ آیا، تو انہوں نے قرآن کی قرأت جدید و نو ایجاد الحان پر کی اور اسے کھینچ کر ان دھنوں کے ہو بہو کر دیا۔ [۲]

۵۔ ماہرین انساب و مورخین

☆ **دغفل النسابہ**، یہ دغفل بن حنظلہ سدوسی ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا مگر ان سے کچھ سماعت نہ کی۔ (حضرت) معاویہ کے پاس آئے۔ وہاں قدامہ بن جراد القریعی آئے تو دغفل نے ان کا نسب بیان کیا۔ جب ان کے والد (جراد) تک پہونچے تو بولے کہ جراد کے دو بیٹے ہوئے۔ ایک احمق شاعر اور دوسرا ناسک (عابد)۔ پھر قدامہ سے دریافت کیا کہ 'ان دونوں میں سے تم کون ہو؟' انہوں نے جواب دیا کہ 'میں احمق شاعر ہوں تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے میرے نسب اور میرے تمام معاملات میں درست بات کہی۔ اب ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ میں کب مروں گا!' دغفل نے کہا' میرے پاس اس کا علم نہیں ہے'۔ ان کو ازارقہ (خوارج) نے قتل کیا۔ ☆عبید بن شَرِیہ الجُرھمی نے رسول اکرم ﷺ کا زمانہ پایا مگر آپ سے کچھ سماعت نہ کیا۔ ﴿ص ۲۳۳﴾ معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ان سے قدیم حالات یمن کے بادشاہوں، زبانوں کے خلط ملط اور مختلف ممالک میں لوگوں کے منتشر ہونے کے اسباب کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ عبید ابن شریہ نے ایک طویل عمر پائی۔ ☆النسابہ البکری وہی شخص ہیں جن کا یہ قول روبہ بن العجاج نے بیان کیا ہے' بیشک علم کے لئے غلطی ہے، تنگ دستی ہے اور مصیبت ہے'۔ اصمعی کا بیان ہے کہ البکری عیسائی تھے۔ ماہرین علم الانساب ہیں۔ ☆ابن لسان الحمرۃ الناسب ہیں۔ ان کا نام ورقاء ابن اشعر اور کنیت ابو کلاب تھی۔ وہ عربوں کے نسب دانوں میں سب سے بڑے نسب دان اور اس پر نگاہ رکھنے والوں میں سب سے زیادہ نظر رکھنے والے تھے۔ ☆عمیر بن ضمضم ☆صالح الحنفی ☆ابن الکَیس النَّمری ☆ابن الکواء الناسب ان کا نام عبداللہ بن عمرو تھا۔ قبیلہ بنو یشکر سے نسبی تعلق تھا۔ وہ نسب دان اور بڑے عالم تھے۔ مسکین الداری (شاعر) انہیں کے بارے میں کہتے ہیں:

ھلم الی بنی الکواء تقضوا بحکمھم بانساب الرجال

[بنی الکواء کے پاس آؤ کہ تم انہیں کے فیصلہ کے مطابق لوگوں کے انساب سے متعلق فیصلے کرو گے]۔

ان کے والد کو 'کواء' اس لئے کہا گیا ہے کہ انہیں جاہلیت میں آگ سے داغا گیا تھا۔ ☆شُبیل بن عروہ الضُّبعی، یہ اشعار کے راوی، نسب دان، دور از فہم و مشکل (غریب) کلام کے عالم اور شاعر تھے۔ ستر سال تک رافضی بعد ازاں خارجی ہو گئے۔ ابو عمرو کنیت کرتے تھے۔ بصرہ میں مرے وہاں ان کی نسل موجود ہے۔ ☆الکلبی صاحب التفسیر، ان کا نام محمد بن سائب بن بشر (بن عمرو) کلبی تھا۔ وہ ابو النضر کنیت کرتے تھے۔ ان کے دادا بشر بن عمرو اپنے بیٹوں سائب، عبید اور عبدالرحمٰن کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں علی بن ابی طالب رضوان اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ (ان کے والد سائب جنگ وجمل میں) مصعب بن زبیر کے ساتھ قتل ہوئے۔ خود محمد بن سائب کلبی جنگ دیر جماجم میں (عبدالرحمان بن محمد) بن اشعث کے ساتھ شریک تھے۔ وہ بڑے ماہر نسب اور تفسیر کے عالم تھے۔ ۱۴۶ھ میں کوفہ میں ان کا انتقال ہوا۔ ☆ابن الکلبی، کلبی کے بیٹے کا نام ہشام بن محمد بن سائب تھا۔ وہ انساب کے بہت بڑے عالم تھے۔ ابن الکلبی نے اپنے والد کے حوالہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ 'میں ضرار بن عطارد کے ہاں، جو حاجب بن زرارہ کی نسل میں تھے، کوفہ گیا۔ وہاں ایک ایسا شخص آیا جو چوہے کی طرح تھا کہ ریشمی کپڑوں میں لوٹ رہا ہو۔ مجھے ضرار نے آنکھوں کا اشارہ دیا اور کہا کہ اس شخص سے یہ پوچھو کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے۔ سو میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کس قبیلہ سے ہیں؟ اس شخص نے کہا کہ آپ ماہر انساب ہیں تو میرا نسب نامہ بیان کیجئے کیونکہ میں بنی تمیم سے تعلق رکھتا ہوں۔ پس میں نے تمیم کے قبیلے کے نسب کے بیان سے ابتداء کی اور اس شخص کے والد غالب تک پہونچا اور کہا کہ غالب کے بیٹا ہوا جس کا نام ہمام تھا۔ یہ سنتے ہی وہ شخص سیدھا بیٹھ گیا اور بولا خدا کی قسم میرے باپ نے میرا یہ نام دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رکھا تھا (آپ کو کیسے معلوم ہوگیا) میں نے جواب دیا مجھے تو وہ دن بھی یاد ہے جب آپ کے والد نے آپ کا نام فرزدق رکھا تھا۔ انہوں نے کہا وہ کونسا دن تھا؟ میں نے کہا اس دن آپ کو آپ کے والد نے کسی ضرورت سے بھیجا تھا۔ آپ گھر سے نکلے تو لانبی آستینوں کی پوستین پہنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ کے والد نے کہا۔ بخدا تو جبال کے کسی گاؤں کے دہقان کا فرزدق (تنور کی جلی ہوئی روٹی) ہے۔ یہ سن کر اس شخص (فرزدق) نے کہا کہ بخدا آپ نے سچ کہا۔ پھر مجھ سے انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ کو میرے کچھ شعر یاد ہیں؟ میں نے کہا نہیں لیکن مجھے جریر کے سو قصیدے یاد ہیں جن کی میں روایت کرتا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے کہا خوب! آپ ابن المراغہ کے اشعار کی روایت کرتے ہیں! خدا کی قسم میں آپ کے قبیلے بنو کلب کی ایک سال تک ہجو لکھتا رہوں گا ورنہ آپ میرے اشعار بھی ویسے ہی یاد کر کے روایت کریں جیسا کہ آپ نے جریر کے اشعار یاد کر کے روایت کئے ہیں'۔ (کلبی کا بیان ہے کہ) میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ڈر سے اس کے پاس برابر آتا اور اس کے اشعار اس سے پڑھ کر یاد کرتا رہا ﴿ص ۲۳۴﴾ حالانکہ مجھے ان اشعار میں سے کسی کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ☆مُجالد بن سعید بن عُمیر، قبیلہ ہمدان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی کنیت ابوعمیر تھی۔ ہیثم بن عدی ان سے بکثرت روایت کرتے تھے۔ خود مجالد، شعبی اور مسروق سے روایت کرتے تھے۔ وہ ماہر انساب تھے مگر انہیں خبروں کے بیان کرنے میں زیادہ انہماک تھا۔ وہ روایت حدیث میں ضعیف تھے۔ ۱۴۴ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ مجالد کے دادا عمیر وہی ہیں جنہیں ذومران ہمدانی کہا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے نام اپنا مکتوب گرامی روانہ کیا تھا اور یہ اسلام لائے تھے۔ ان کے ایک بیٹے کا نام یزید بن عمیر تھا۔ انہیں مختار نے جنگ جبانة السبیع میں قتل کر دیا تھا۔ مجالد کہتے تھے کہ میرے دادا کے نام رسول اللہ ﷺ کا مکتوب اقدس ہمارے خاندان میں محفوظ ہے۔ ☆ابو مخنف الازدی، ان کا نام تھا لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف بن سلیم۔ وہ انساب اور اخبار کے عالم تھے مگر اخبار (تاریخ و واقعات) کے علم سے انہیں زیادہ دلچسپی تھی اور یہ ان پر زیادہ غالب تھا۔ ان کے دادا مخنف بن سلیم نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ہے اور آپؐ کی خدمت میں رہے ہیں۔ ☆ابن داب، نام ان کا عیسیٰ بن یزید بن بکر بن داب تھا۔ قبیلہ کنانہ کی شاخ بنوالشدّاخ سے ان کا تعلق تھا۔ ابوالولید کنیت کرتے تھے۔ بصرہ میں ان کی اولاد موجود ہے۔ ان کے بھائی یحییٰ بن یزید تھے۔ ☆یزید، عیسیٰ بن یزید (ابن داب) اور یحییٰ بن یزید کے والد یزید بھی اخبار عرب کے عالم اور عربوں کے اشعار کے حافظ تھے۔ وہ شاعر بھی تھے۔ مگر آل داب کو اخبار کے علم سے زیادہ دلچسپی تھی۔ ☆العتبی، ام ان کا محمد بن عبیداللہ تھا۔ عتبہ بن ابی سفیان بن حرب کی اولاد تھے۔ فن اخبار سے انہیں دلچسپی تھی وہی ان پر غالب تھا۔ انہوں نے جو واقعات روایت کئے ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق بنوامیہ اور العتبی کے آباء واجداد کے حالات سے ہے۔ یہ لوگ ان اخبار واحوال کے اپنے مولیٰ سعد القصیر سے روایت کرتے ہیں۔ ابن الزبیر نے (سعد القصیر کو) مکہ میں قتل کرادیا تھا۔ العتبی شاعر بھی تھے۔ ان کو اپنے دو بیٹوں کا صدمہ برداشت کرنا پڑا تھا۔ اس لئے انہیں کے مرثیہ میں اشعار کہتے تھے۔ وہ بلانوش تھے۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عتبہ کے متعلق شعر کہتے تھے۔ ۲۲۸ھ میں العتبی نے وفات پائی۔ ☆المدائنی، کنیت ابوالحسن اور نام علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف تھا۔ اخبار و واقعات کا فن ان پر غالب تھا اور فن اخبار و روایت میں ان کی بہت زیادہ دلچسپی تھی۔ ☆ھیثم بن عدی، بنوطئ سے ان کا نسلی تعلق تھا اور خوارج کے ہم خیال و ہم عقیدہ تھے۔ بغداد میں ان کی اولاد موجود ہے، وہ ۱۳۰ھ سے پہلے پیدا ہوئے، کہتے تھے کہ میں عبدالملک بن عمیر کے جنازہ میں پیچھے چل رہا تھا، عبدالملک بن عمیر کا انتقال ۱۳۶ھ میں ہوا (یعنی وہ اس سال نوخیز ہوں گے) ہیثم نے ۲۰۹ھ میں انتقال کیا۔ ☆ابن عیّاش، ان سے ہیثم (بن عدی) اخبار و واقعات روایت کرتے ہیں۔ نام عبداللہ بن عیّاش تھا۔ ان کی عرفیت منتوف تھی۔ وہ اس لئے کہ وہ اپنی داڑھی کا بال نوچتے رہتے تھے۔ ابن عیاش ابو جعفر المنصور کے خاص آدمی تھے۔ ☆الشَّرقی بن القطامی، مجھ سے سہل نے، ان سے اصمعی نے اور بعض راویوں نے بیان کیا کہ 'میں نے الشرقی بن قطامی سے پوچھا کہ عرب (زمانہ جاہلیت میں) اپنے مردوں پر کیا درود بھیجتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم'۔ اس پر میں نے اصرار کیا اور کہا کہ عرب یہ کہتے تھے:

ماکنت وکوا کا ولا بزونک رویدک حتی یبعث الخلق باعثه

[تم نہ بزدل تھے اور نہ پستہ قد و بدصورت ہی تھے۔ آہستہ چلو، نرم روی اختیار کرو یہاں تک کہ مخلوق کو دوبارہ اٹھانے والا اللہ انہیں زندہ کرے]۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں جمعہ کے دن ان سے ملا تو میں نے دیکھا کہ وہ اسی (بات) کو مسجد کے مقصورہ میں (اپنی روایت بنا کر) بیان کر رہے تھے۔

﴿ص ۲۳۵﴾ و۔ راویان شعر و صاحبان غریب و نحو

☆ ابو عمرو بن علاء بن عُمّار بن عُریان اور ان کے بھائی ابو سفیان بن علاء بن عمار، ان کے نام ہی ان کی کنیتیں تھیں۔ ان دونوں کا تعلق قبیلہ تمیم کی شاخ خزاعی بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم سے تھا۔ ابوعمرو کے بارے میں فرزدق کہتا ہے:

مازلت افتح ابواباً واغلقها حتی اتیت ابا عمرو بن عمار

[میں برابر دروازے کھولتا اور بند کرتا رہا، یہاں تک کہ میں ابوعمرو بن عمار کے پاس آیا]۔

ابوعمرو بن علاء نے ۱۵۴ھ میں وفات پائی۔ ان کی وفات شام کے راستہ میں ہوئی۔ اس سفر کی وجہ یہ تھی کہ وہ عبدالوہاب بن ابراہیم (عباسی) کی خدمت میں عطیات و مالی مدد کے حصول کی غرض سے جا رہے تھے۔ ابوعمرو اور ان کے بھائی ابوسفیان کی اولاد بصرہ میں موجود ہے۔ ☆عیسیٰ بن عمر، وہ بات کرنے میں حلق سے الفاظ نکالتے تھے اور مشکل و بعید از فہم الفاظ استعمال کرتے تھے۔ یہی حال ان کی قرأت کا بھی تھا کہ اس میں بھی الفاظ کی ادائیگی حلق کی گہرائی سے کرتے تھے اور مشکل الفاظ لاتے تھے۔ انہیں (عراق کے اموی گورنر) عمر بن ہبیرہ نے کسی سبب سے کوڑوں سے پیٹا تھا۔ پٹنے کے بعد وہ حلق ہی سے الفاظ نکالتے تھے جسے عام آدمی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ ان کا انتقال ابوعمرو سے پانچ یا چھ سال قبل (یعنی ۱۴۹ھ میں) ہوا۔ ☆یونس بن حبیب، یونس بنی ضبہ کے مولیٰ تھے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ علم نحو ان پر غالب تھا۔ ۱۸۲ھ میں اٹھاسی سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ وہ ایک دن مسجد میں داخل ہوئے۔ بڑھاپے کی وجہ سے لوگوں کے درمیان لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا! 'تم عمر کی اس حد کو پہونچ گئے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں'۔ (یعنی تم ارذل العمر کو پہونچ گئے ہو؟) انہوں نے برجستہ جواب دیا 'جو تم دیکھ رہے ہو خدا کرے کہ وہاں تک نہ پہنچو!' (یعنی بڑی عمر نہ پاؤ اور جلد مرجاؤ)۔ ☆حماد الراویہ، ہرمز کے بیٹے تھے۔ یہ ہرمز مکنف بن زید الخیل کے اسیر تھے وہ نسلاً دیلمی تھے اور ابولیلیٰ کنیت کرتے تھے۔ مجھ سے ابوحاتم نے ان سے اصمعی نے بیان کیا کہ 'میں حماد الراویہ کی صحبت میں بیٹھا اور ان کا ہم جلیس تھا مگر ان سے تین سو حروف بھی نہ سیکھے اور میں نے ان کی روایت کو پسند نہ کیا'۔ وہ قاری تھے۔ (۱۵۶ھ میں وفات پائی)۔ ☆ابوالبلاد الکوفی، یہ اہل کوفہ میں سب سے زیادہ اخبار کی روایت کرنے والے اور ان میں سب سے بڑے عالم تھے۔ وہ نابینا تھے مگر زبان نہایت عمدہ تھی عبداللہ بن غطفان کے مولیٰ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جریر و فرزدق کے ہم عصر تھے۔ ☆عباد بن کسیب، عباد کا تعلق بنو العنبر کی شاخ بنی عمرو بن جندب سے تھا۔ ابو الخنساء کنیت کرتے تھے۔ وہ اشعار کے راوی اور اخبار و واقعات عرب کے عالم تھے۔ ان کی نسل موجود ہے۔ ﴿ص ۲۳۶﴾ ☆خلیل بن احمد، علم عروض کے بانی و ماہر تھے۔ قبیلہ ازد کے بنو یحمد کی شاخ فراہید کی جانب منسوب تھے۔ وہ پاکیزہ خو، ذہین و فطین اور شاعر تھے۔ ابن ہانی نے کہ الاخفش کے شاگرد تھے، مجھ سے بیان کیا کہ مجھے اخفش نے خلیل بن احمد کا یہ شعر سنایا:

واعمل بعلمی ولا تنظر الی عملی ینفعک علمی ولا یضرک تقصیری

[تم میرے علم پر عمل کرو اور میرے عمل کو نہ دیکھو کیونکہ میرا علم تمہیں فائدہ پہونچائے گا اور میری کوتاہی سے تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا]۔

انہوں نے خلیل کے یہ اشعار بھی مجھے سنائے:

کفاہ لم تخلقا للندی ولم یک بخلهما بدعه

فکف عن الخیر مقبوضه کما نقصت مائة سبعه

وکف ثلاثة آلافها وتسع ملیئها شرعه

[اس کی دونوں ہتھیلیاں بخشش اور سخاوت کے لئے نہیں پیدا کی گئی ہیں ☆اور ان کی بخیلی کوئی نئی بات نہیں ہے۔ سو دائیں ہتھیلی بھلائی سے بندھی ہوئی ہے۔ جیسا کہ سو سے سات کم ہوں ☆اور بائیں ہتھیلی یوں بندھی ہوئی ہے کہ اس کے تین ہزار اور نو سو ہوئے]۔ ؎

☆نضر بن شمیل المروزی، بنو مازن سے ان کا تعلق تھا۔ بصرہ کے باشندے تھے مگر وہاں سے مرو چلے گئے۔ نضر غریب، شعر، نحو، حدیث، تاریخ اور فقہ کے عالم و ماہر تھے۔ ۲۰۳ھ میں خراسان میں وفات پائی۔ ☆مورّج بن عمر سدوسی کی کنیت ابو فید تھی۔ ۱۹۵ھ میں انتقال کیا۔ ☆ابن کناسه الکوفی، ابو یحییٰ محمد بن عبد الاعلیٰ بن کنانہ الاسدی کا قبیلہ اسد سے نسبی تعلق تھا۔ وہ ابراہیم بن ادہم زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے تھے۔ یہ شعر، غریب، حدیث، علم النجوم بر منہج اہل عرب کے ماہر و عالم تھے۔ انہوں نے علم النجوم سے متعلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں کی معلومات کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے، وہ واقعات تاریخ کے بھی عالم تھے۔ کوفہ میں ۲۰۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ☆ابو عبیدہ کا نام معمر بن مثنی تھا، قریش کی شاخ بنو تیم کے مولیٰ تھے۔ انہیں غریب، اخبار و ایام عرب سے بہت زیادہ شغف اور دلچسپی تھی اس کے باوجود اکثر اشعار صحیح وزن کے ساتھ پڑھ نہ سکتے تھے اور اکثر وزن ٹوٹ جاتا تھا۔ اسی طرح جب قرآن ناظرہ پڑھتے تو اس میں بھی غلطی کرتے تھے۔ وہ عربوں کو سخت ناپسند کرتے تھے اور ان کے معائب و نقائص میں انہوں نے ایک کتاب تالیف کی تھی۔ (یعنی وہ نظریاتی اعتبار سے شعوبی تھے) وہ خارجیوں کے ہم خیال و ہم عقیدہ تھے۔ ۲۱۰ھ یا ۲۱۱ھ میں وہ فوت ہوئے۔ سو سال کے لگ بھگ عمر پائی۔ ☆الاصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام عبدالملک بن قُرَیب تھا۔ قبیلہ باہلہ کے اصمع نامی شخص کی اولاد میں تھے۔ ان کے والد نے حسن (بصری) کو دیکھا تھا اور انہیں کی ہم نشینی کا شرف حاصل تھا۔ روایت اخبار و اشعار اور معانی و مطالب دقیق کی تشریح توضیح سے ان کو زیادہ شغف تھا۔ وہ قرآن کی تفسیر اور رسول اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرنے سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ ان سے بہت تھوڑی تعداد میں ﴿ص ۲۳۷﴾ مرفوع احادیث مروی ہیں۔ وہ دوسری روایات میں بھی بہت صادق اور سنت رسول کے عالم تھے۔ اصمعی کی کنیت ابوسعید تھی۔ ۱۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور نوے سال سے زیادہ جیے (اصمعی نے ۲۱۴ھ میں وفات ہوئی)۔ ان کی نسل موجود ہے۔

☆خلف الاحمر، وہ راوی، الفاظ و معانی غریب کے عالم، اچھے اور پرگو شاعر تھے۔ ان کے ہم رتبہ علماء میں کوئی ان جیسے اشعار نہ کہتا تھا۔ مجھ سے ابو حاتم نے اور ان سے اصمعی نے بیان کیا کہ خلف الاحمر ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے ابو بردہ کے مولیٰ تھے۔ انہوں نے خلف الاحمر اور ان کے والدین کو آزاد کر دیا تھا۔ ان کے والدین فرغانہ کے باشندے تھے (۱۸۰ھ میں مرے)۔ ☆الیزیدی کا نام عبدالرحمٰن بن مبارک تھا۔ وہ ابوعمرو بن علاء کے مکان کے سامنے ایک عرصہ تک معلم رہے۔ ان کی نسل موجود ہے۔ انہیں یزیدی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ یزید بن منصور حمیری کے بچوں کے مؤدب تھے۔ ☆سیبویہ کا نام عمرو بن عثمان تھا۔ انہیں نحو سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ دلچسپی اور شغف تھا۔ وہ بغداد آئے وہاں ان کے اور بغداد کے علماء نحو کے مابین مجالس میں علمی مناظرے ہوئے جن میں ان کی ذلت ہوئی اس لئے وہ وہاں سے واپس چلے گئے اور فارس کے کسی شہر میں منتقل ہو گئے اور وہیں عالم شباب میں انہوں نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ مجھ سے ابو حاتم نے اور ان سے ابوزید نے بیان کیا کہ سیبویہ نوخیز لڑکا تھا، میری مجلس میں آتا جاتا تھا، اس کی زلفوں کی دولڑیاں تھیں۔ ابوزید نے مزید کہا کہ اگر تم سیبویہ کو یہ کہتے سنو کہ 'مجھ سے 'اُس' نے بیان کیا ہے جس کی زبان دانی پر مجھے اعتماد ہے تو سمجھ لو کہ 'اُس' سے وہ مجھے مراد لے رہے ہیں'۔ (سیبویہ نے ۱۸۳ھ میں وفات پائی)۔ ☆**ابو زید انصاری** کا نام سعید بن اوس بن ثابت اور نسلی تعلق انصار سے تھا۔ عربی لغت سے اور غریب ومشکل الفاظ کے نوادر سے ان کو بہت دلچسپی تھی۔ وہ قدریہ (معتزلی) خیالات کے حامل تھے۔ انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی اور سو برس کے لگ بھگ جیئے۔ (۲۱۵ھ میں مرے)۔ ☆**مُفضَّل ضبّی الراویه**، نام ان کا مفضل بن محمد تھا۔ سالم بن ابی الضحی کی اولاد تھے۔ وہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ (۱۶۸ھ میں فوت ہوئے)۔ ☆**الکِسائی** کا نام علی بن حمزہ اور کنیت ابوالحسن تھی۔ جب ہارون الرشید پہلی بار ری گئے تو کسائی ان کے ہمراہ تھے۔ وہیں ان کا اسی سال انتقال ہوا، جس سال محمد بن حسن الشیبانی الفقیہ کا انتقال ہوا۔ (امام محمد کا) ری میں ۱۸۹ھ میں انتقال ہوا تھا۔ ☆**الفراء**، نام یحییٰ بن زیاد اور کنیت ابوزکریا تھی۔ مکہ کے راستے میں ۲۰۷ھ میں مرے۔ ☆**ابو عمرو الشیبانی** کا نام اسحاق بن مرار تھا۔ کوفہ میں رمادہ سے تعلق تھا۔ وہ کسی شیبانی (قبیلہ شیبان کے فرد) کے پڑوس میں رہتے تھے، اس لئے شیبانی کہلانے لگے۔ (۲۰۶ھ میں مرے)۔ ☆**الاخفش الاصغر النحوی**، ان کا نام سعید بن مسعدہ تھا۔ علم النحو سے بہت زیادہ شغف تھا۔ وہ 'اجلع' تھے۔ اجلع اسے کہتے ہیں جس کا بالائی ہونٹ ناقص ہو، وہ دونوں ہونٹوں کو ملا نہ سکے منہ کھلا رہے اور دانت دکھائی دیں۔ مجھ سے الریاشی نے بیان کیا ﴿ص ۲۳۸﴾ کہ میں نے الاخفش کو یہ کہتے سنا کہ 'جب سیبویہ اپنی کتاب کی کسی چیز کو وضع کرتے، تو اسے میرے سامنے پیش کرتے تھے، ان کا یہ خیال تھا کہ میں ان سے زیادہ جانتا ہوں حالانکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔اب میں ان سے زیادہ جانتا ہوں'۔☆ابن الاعرابی، نام محمد بن زیاد اور کنیت ابوعبداللہ تھی۔وہ ذکر کرتے تھے کہ وہ مفضل الضبی کے سوتیلے بیٹے تھے۔ان کی ماں نے مفضل الضبی سے شادی کرلی تھی۔(۲۳۱ھ میں وفات پائی)۔☆ابو مَہدیہ اعرابی تھے دوراز فہم اور مشکل الفاظ و معانی کے عالم تھے۔بصرہ کے علماء ان سے روایت کرتے تھے۔اصمعی کا بیان ہے کہ 'ایک مرتبہ انہیں صفراء یا سوداء کا زور ہوا (پتے میں تکلیف ہوئی) اور وہ بیمار پڑ گئے۔اس لئے دواء کے طور پر ہم ان کو روزانہ ایک پیالہ سرکہ پلاتے تھے۔ایک دن ان کے پاس خلف الاحمر قریش کے چند نوجوانوں کے ہمراہ، جو نفیس لباسوں میں ملبوس تھے، آئے۔ابومہدیہ نے خلف الاحمر سے کہا کہ سرکہ کا پیالہ لاؤ۔ پیالہ آیا تو سرکہ پینا شروع کیا۔ پیالہ کا تلچھٹ ان کے منہ میں تار بن کر پھنس گیا، انہوں نے اسے کلی کر دیا۔اس سے ان لوگوں کے کپڑے سرکہ کے تلچھٹ سے لت پت ہوگئے۔اس پر ابومہدیہ نے کہا کہ نحویوں نے میرے منہ میں جھانکا ان کو اس میں تار پھنسے ہوئے دکھائی دئے۔(اور میں نے اسے کلی کر دیا) اور میں دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو شعراء سخت تکلیف اور خوف سے تھر تھر کانپ رہے تھے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ جریر کو بخش دے گا۔ کیونکہ انہوں نے 'قریش کے ماہرین انساب' سے 'نسبات قیس' سے تہمت اور الزام کو دور کر کے ان پر احسان کیا ہے۔اے شیطان (خلف احمر) جن لوگوں نے تیرا قصد کیا وہ ایسے ہی ہیں'۔

ز۔ معلمین کے نام

☆ابو صالح، یہ کلبی کے شاگرد تھے۔بچوں کو پڑھاتے تھے۔☆ابو عبدالرحمان سلمی، یہ بھی بچوں کو پڑھاتے تھے۔ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔☆معبد الجھنی القدری، معبد بھی معلم تھے۔☆ضحاک بن مزاحم ☆عبداللہ بن حارث، سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ یہ دونوں بچوں کو بغیر معاوضہ تعلیم دیتے تھے۔☆قیس بن سعد ☆عطاء بن ابی رباح ☆عبدالکریم ابو امیہ ☆حسین المعلم، ان کا نام حسین بن ذکوان تھا۔معلّمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ ☆قاسم بن مُخیمرہ ھمدانی ☆کمیت بن زید ،(عہد اموی کے) مشہور شاعر کمیت معلم تھے۔ ابو حاتم نے اصمعی سے اور انہوں نے خلف احمر سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ 'میں نے کمیت کو کوفہ کی مسجد میں بچے پڑھاتے دیکھا'۔ ☆حبیب المعلم ، یہ معقل بن یسار کے مولیٰ تھے۔ ☆عبدالحمید، یہ عہد اموی کے کاتب تھے۔ ☆ابو البیداء ☆ابو عبداللہ کاتب الرسائل کے منصب پر فائز تھے۔ ☆حجاج بن یوسف طائف میں پیشہ معلمی سے وابستہ تھا۔ اس کا نام کُلیب تھا۔ اس کا والد یوسف بھی معلم تھا۔ مالک بن ریب نے حجاج کے بارے میں کہا ہے:

فما ذا عسی الحجاج یبلغ جھدہ — اذا نحن جاوزنا حفیر زیاد

فلولا بنو مروان کان ابن یوسف — کما کان عبدا من عبید ایاد

زمان ھو العبد المقر بذلہ — یراوح غلمان القری ویغادی

[جب ہم حفیر زیاد سے گزر جائیں گے تو حجاج (ہماری گرفتاری) کی کوشش میں کہاں سے کامیاب ہو سکے گا ☆اگر بنو مروان نہ ہوتے تو حجاج بن یوسف جیسا کہ بنو ایاد کے غلاموں میں تھا، ویسا ہی غلام رہتا ☆کہ اس زمانے میں وہ ایسا غلام تھا جسے اپنی ذلت و رسوائی کا اقرار و اعتراف تھا اور بستی کے بچوں کو شام و صبح جا جا کر ان کے گھروں میں پڑھاتا تھا]۔

﴿ص ۲۳۹﴾ ایک دوسرے شاعر نے حجاج کے متعلق کہا ہے:

أینسی کُلیب زمان الھُزال — وتعلیمہ سورہ الکوثر

رغیف لہ فلکہ ماتری — وآخر کالقمر الازھر

[کیا کلیب (حجاج) اپنی مفلسی کا زمانہ بھول سکتا ہے۔ اور بچوں کو سورہ کوثر کی تعلیم دینے کا زمانہ بھول سکتا ہے ☆اسے ملنے والی ایک روٹی سیاہ اور گول ہوتی تھی۔ اور دوسری چاند کی طرح سفید و روشن]۔

یہاں شاعر یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ معلم کی (گھر گھر سے اکٹھا ہوئی) روٹی مختلف اقسام کی ہوتی ہے۔ ☆علقمہ بن ابی علقمہ ام المومنین عائشہ کے مولیٰ تھے۔ ان سے مالک بن انس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثیں روایت کرتے تھے۔ ان کی ایک درسگاہ تھی جس میں یہ عربی زبان و ادب، نحو اور فن عروض کی تعلیم دیتے تھے۔ المنصور کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ ☆ابو معاویہ النحوی، ان کا نام شیبان بن عبدالرحمان تھا۔ بنو تمیم کے مولیٰ تھے۔ داؤد بن علی (عباسی) کے لڑکوں کی تعلیم و تربیت ان کے ذمہ تھی۔ ☆ابو سعید المودّب، ان کا نام محمد بن مسلم بن ابی الوضّاح تھا۔ قبیلہ قضاعہ سے تعلق تھا۔ (ابو سعید کنیت تھی)۔ (خلیفہ) منصور نے ان کو مہدی کے ساتھ لگا دیا تھا۔ ان کے بعد انہوں نے (مہدی) کے ساتھ سفیان بن حسین کو (بطور معلم و مودب) وابستہ کر دیا تھا۔ ابو سعید، سالم الافطس، خُصیف، علی بن بذیمہ، ہشام بن عروہ اور اعمش سے احادیث روایت کرتے تھے۔ ☆ابو اسماعیل المؤدّب، ان کا نام ابراہیم بن سلیمان تھا۔ معلم، مودب اور محدث تھے۔ ☆ابو عبید قاسم بن سلّام قبیلہ ازد کے آزاد کردہ غلام اور خراسانی الاصل تھے۔ مودب و معلم تھے۔ وہ ثابت بن نصر بن مالک کے زمانہ (ولایت) میں طرسوس کے قاضی بھی رہے اور برابر ثابت اور ان کے بیٹوں کے ساتھ رہے۔ بغداد واپسی اور کتابوں کی تصنیف کے بعد حج کرنے گئے اور وہیں ۲۲۴ھ میں انتقال کر گئے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب ہشتم

۱ اس کے بعد نسخہ صاوی میں تین اشعار اور لکھے ہوئے ہیں۔ مترجم نے ان اشعار کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ حاشیہ میں ان اشعار پر مرتب کا مذمتی بیان ہے۔ دیکھئے نسخہ صاوی، ص: ۲۱۷ (ن س ظ)

۲ اردو ترجمہ معارف ص ۴۰۵ پر اس جملے کا ترجمہ برعکس ہوگیا تھا، اصل سے مراجعت کر کے درست کر دیا گیا ہے۔ (ن س ظ)

۳ خمس آلاف دینار کا ترجمہ پچاس ہزار دینار ہوگیا تھا، اصل سے مراجعت کے بعد درست کر دیا گیا۔ (ن س ظ)

۴ اموی اور عباسی ادوار کے مشہور خانوادہ مہلب کے فرد تھے۔ تلوار کے بجائے قلم سنبھالا اور صاحب سیف وقلم کہلائے۔ یمن کے قبیلہ ازد سے نسلی رشتہ تھا۔ (مترجم)

۵ کتاب کے تمام نسخوں میں ۱۰۳ھ درج ہے، جو غلط ہے۔ درست ۲۰۳ھ ہے۔ (مترجم)

۶ اس بیان میں موسیقی کی جو اصطلاحات بیان ہوئی ہیں ان کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ الحان، لحن، حزن، غناء، حداء، رهبانيته، سلخ یا الاغانی المولدة، الاغانی المحدثة۔ (مترجم)

۷ عربوں میں گنتی کا ایک مخصوص قاعدہ تھا جو انگلیوں کے بند کرنے سے اعداد کو ظاہر کرتا تھا اور اسے عقدا صابع کہتے ہیں۔ خلیل کے محولہ بالا اشعار میں جو عدد مراد ہے وہ (۳۹۹۳) ہے، جس میں دونوں ہتھیلیاں بالکل بند ہو جاتی ہیں اور وہ یوں کہ دائیں ہاتھ کی پہلی تین انگلیوں سے '۳' اور ان پر انگوٹھے کی بندش سے '۹۰' (کل ۹۳) عدد حاصل ہوئے۔ بائیں ہاتھ کی پہلی تین انگلیوں کی بندش سے '۳۰۰۰' ہزار اور ان پر انگوٹھے کی بندش سے '۹۰۰' (کل ۳۹۰۰) برآمد ہوئے اور کل عدد ہوئے ۳۹۹۳۔ مقصد یہ ہے کہ اس کے ہاتھ بخل سے بندھے ہوئے ہیں اور وہ عطا سے عاری ہے) (۱۸۰ میں فوت ہوئے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نہم

نادر اور متفرق دلچسپ معلومات

۱۔ المتھاجرون (باہمی تعلقات توڑ لینے والے حضرات)

☆سعد بن ابی وقاص نے اور عمار بن یاسر نے آپس کے تعلقات توڑ لئے تھے اور دونوں کی موت تک ان کے باہمی تعلقات منقطع ہی رہے (حضرت عمار سے حضرت) سعد نے کہا 'اگرچہ ہم تمہیں سیدنا محمد ﷺ کے بڑے اصحاب میں شمار کرتے ہیں لیکن اگر تمھاری زندگی کا مختصر ترین وقت بھی باقی رہے گا تو تم اسلام کا پھندا اپنی گردن سے اتار پھینکو گے' ان سے پھر کہا 'کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہمارے درمیان الزام تراشی کے ساتھ تعلقات قائم رہیں، یا عمدگی کے ساتھ علیحدگی اور قطع تعلق کر لیا جائے' (حضرت عمار نے) جواب دیا کہ 'عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ قطع تعلق' یہ سن کر (حضرت سعد نے) کہا 'میں عہد کرتا ہوں کہ تم سے کبھی بھی بات نہ کروں گا'۔

☆(ام المومنین حضرت) عائشہ اور (ام المومنین حضرت) حفصہ کے باہمی تعلقات منقطع تھے اور یہ صورت حال دونوں کی وفات تک باقی رہی۔

☆عثمان بن عفان اور عبدالرحمان بن عوف نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ ان حضرات کی موت تک تعلقات ٹوٹے ہی رہے۔

☆طاؤس نے وہب بن منبہ سے تعلقات توڑ لئے تھے اور ان کی وفات تک آپس کے تعلقات پھر قائم نہ ہوئے۔

☆حسن بصری اور محمد بن سیرین میں کچھ ایسی ناچاقی ہوئی کہ حسن بصری کے جنازے تک میں ابن سیرین شریک نہ ہوئے۔

☆سعید بن مسیب نے اپنے والد (مسیب) سے قطع تعلق کر لیا تھا اور ان سے بول چال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بند کردی تھی باپ کی موت تک انھوں نے ان سے بات نہ کی۔ ان کے باپ تیل کا کاروبار کرتے تھے۔

☆سفیان ثوری قاضی ابولیلیٰ سے پڑھتے تھے مگر (آپس کے تعلقات کشیدہ ہوگئے تھے اور) جب ابولیلیٰ کا انتقال ہوا تو ثوری ان کے جنازے میں شریک نہ ہوئے۔

۲۔ اولیات

﴿ص ۲۴۰﴾ ☆(ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) مجھ سے زید بن اَخزِم نے، ان سے عبدالصمد نے، ان سے شُعبہ نے اور ان سے مغیرہ نے بیان کیا کہ میں نے سماک بن سلمہ کو یہ کہتے سنا کہ ☆سب سے پہلے جس کو امیر کہہ کر سلام کیا گیا وہ **مغیرہ بن شعبہ** تھے۔ ☆مجھ سے زید بن اخزم نے، ان سے کثیر بن ہشام نے، ان سے فُرات نے اور ان سے میمون بن مہران نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جس کی ہم رکابی میں لوگ پیادہ چلے اور وہ سوار رہا، **اشعث بن قیس** تھے۔ ☆ابوالیقظان وغیرہ کا قول ہے کہ سب سے پہلے جس نے (قتل کی دیت) سو اونٹ مقرر کی وہ **ابو سیّارہ عَدوانی** تھا۔ یہ شخص مزدلفہ سے (حج کے موقع پر) لوگوں کو منتشر اور رخصت کرتا تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے جس نے یہ روایت قائم کی وہ **عبدالمطلب** (بن ہاشم) تھے۔ قریش اور قبائل عرب نے اس کو اختیار کرلیا۔ اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے اسے برقرار رکھا۔ ☆راویوں کا بیان ہے **ولید بن مغیرہ** نے زمانہ جاہلیت میں کعبہ میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے اپنا جوتا اتارا، سو لوگوں نے زمانہ اسلام میں بھی کعبہ کے اندر جاتے وقت اپنے جوتے اتارے۔ ☆**ولید بن مغیرہ** ہی پہلا شخص تھا جس نے زمانہ جاہلیت میں قسامت (فریقین میں مال دیت کی تقسیم) کا فیصلہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام میں بھی برقرار رکھا۔ ☆ولید بن مغیرہ وہ پہلا آدمی ہے جس نے عہد جاہلیت میں اپنی ذات پر شراب حرام کرلی تھی۔ ☆ولید بن مغیرہ نے سب سے پہلے زمانہ جاہلیت میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ دیا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے اسلام میں بھی چور کی سزا قطع ید باقی رکھی اور لوگ جاہلیت میں ولید کے احترام میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا کرتے تھے کہ 'ولید کے نئے اور پرانے دو کپڑوں کی قسم'۔

☆وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ (حضرت) **موسیٰ** نے ہر مقتول کے بارے میں جسے انھوں نے دو بستیوں یا دو محلوں کے درمیان پایا قسامت کا فیصلہ وحی الٰہی کے مطابق کیا۔ چنانچہ بنواسرائیل نے ہمیشہ یہی فیصلہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ ☆وہب کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے قلم سے لکھا وہ (حضرت) **ادریس** تھے۔ نیز وہی پہلے آدمی ہیں جنھوں نے کپڑا سی کر پہنا۔ ان سے پہلے لوگ چمڑے سے اپنے جسموں کو چھپاتے تھے۔

☆مجھ سے سہل بن محمد نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس نے عربی لکھی وہ انبار کا باشندہ **مُرامر بن مُرہ** تھا۔ انبار سے (عربی تحریر) لوگوں میں عام ہوئی مگر اصمعی کا بیان ہے کہ قریش سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگوں میں کتابت کہاں سے آئی۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ اہل حیرہ سے! اور اہل حیرہ سے پوچھا گیا کہ تم میں تحریر کا رواج کہاں سے ہوا تو ان کا جواب تھا اہل انبار سے۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ بشر بن عبدالملک العبادی نے ابو سفیان بن امیہ اور ابوقیس بن عبدمناف بن زہرہ کو کتابت سکھائی اور ان دونوں نے مکہ والوں کو لکھنا سکھایا۔ ☆راویوں کا بیان ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے مخنث کی (شناخت کے بارے میں کہ وہ مرد ہے یا عورت) یہ فیصلہ دیا کہ اس کی پیشاب گاہ سے اسے طے کیا جائے، **عامر بن ظَرِب عدوانی** تھا۔ اسلام میں بھی یہی روش چل پڑی۔ ☆**عامِر بن ظرب عدوانی** وہی شخص ہے جس نے اپنی بیٹی سے کہا تھا کہ جب فیصلہ کرتے وقت تمہیں میری سمجھ میں کوئی فتور نظر آئے تو ڈنڈے سے ڈھال کو کھٹکھٹا دینا۔ اس واقعہ کی طرف متلمّس شاعر نے اشارہ کیا ہے:

لذی الحکم قبل الیوم ما تقرع العصا وما علم الانسان الالیعلما

[فیصلہ کرنے والے کے لئے آج سے پہلے ڈنڈا نہیں بجایا گیا اور آدمی نے اس لئے سیکھا ہے کہ دوسروں کو سکھائے]۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ذوالحکم **اکثم** کا باپ **صَیفی** تھا۔ یہ بھی منقول ہے کہ ذوالحکم عمرو بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حُممة الدَّوسی تھا۔ ﴿ص ۲۴۱﴾ جس نے بڑی لانبی عمر پائی۔

☆ مکہ والوں میں سب سے پہلے جس نے سیاہ خضاب استعمال کیا، وہ **عبدالمطلب بن ھاشم** تھے۔ نبو حمیر کے ایک شخص نے یمن میں انہیں سیاہ خضاب لگایا تھا اور تحفہ کے طور پر وسمہ کے ساتھ ان کے ہمراہ کر دیا تھا۔ ☆ سب سے پہلے جس نے محمل (ہودج) تیار کروائے اور اس میں لوگوں کو سوار کرایا۔ وہ **حجاج بن یوسف** تھا۔ ☆ جس نے سب سے پہلے مسجد میں مقصورہ بنوایا وہ (حضرت) **معاویہ** تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اپنے منبر پر ایک کتے کو دیکھ لیا تھا۔ ☆ جس نے سب سے پہلے سکوں (دراھم) پر عربی زبان میں نقش کھدوائے وہ **عبدالملک بن مروان** تھے۔ ☆ سب سے پہلے جس نے خطوط پر تاریخ درج کی اور گیلی مٹی کی مہر لگوائی، وہ **عمر بن خطاب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ☆ مدینہ میں سب سے پہلے جس نے طیلسان (سبز چادر) پہنا وہ **جبیر بن مطعم** تھے۔ ☆ بصرہ میں سادہ موزے اور کتان کے کپڑے سب سے پہلے **زیاد بن ابی سفیان** نے پہنے۔ ☆ عربوں میں جس نے سب سے پہلے ریشمی کپڑے اور طارونی سوت کا کپڑا پہنا وہ **عبداللہ بن عامر** تھے۔ ☆ سب سے پہلے جس شخص نے سیاہ زرہیں (کوٹ) پہنی وہ **مختار بن ابی عبید** تھا۔ اسے دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ امیر نے ریچھ کی کھال اوڑھ لی ہے۔

☆ سب سے پہلے جس نے صابون بنایا وہ **سلیمان بن دائود علیھما السلام** تھے۔ ☆ جس نے سب سے پہلے کاغذ (قراطیس) بنایا وہ **یوسف علیہ السلام** تھے۔ ☆ جس نے سب سے پہلے چپاتیاں بنوائیں وہ **نمرود** تھا۔ ☆ سب سے پہلے جس شخص نے جوتا پہنا (بنایا) وہ **جذیمہ الابرش بن مالک** تھا۔ اسی جذیمہ الابرش بن مالک نے سب سے پہلے منجنیق تیار کروائی۔ جذیمہ ہی بادشاہوں میں پہلا شخص ہے جس نے آخر شب میں سفر کیا اور اس کے لئے شمعیں اٹھائی گئیں۔ وہ فرقدین ستاروں سے ہم جلیسی کرتا تھا۔ ایک پیالہ شراب خود پیتا اور ان دو ستاروں میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک پیالہ زمین پر گرا دیتا تھا۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ مالک اور عقیل نامی دو مصاحب اسے نہ مل گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆پہلا سر جو شہر شہر گھمایا گیا **عمرو بن الحمق خزاعی** کا تھا۔ ہم نے اس کا قصہ اپنے مقام پر بیان کیا ہے۔ ☆مجاہد کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ شتر سواروں کو دیکھا کہ ان کا حدی خواں، حدی گا رہا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ بتایا گیا کہ قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا کہ تمھارا حدی خواں کیا گا رہا ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ سب سے پہلے حدی خواں ہم ہی ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اس کا قصہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہمارا ایک آدمی موسم بہار میں اپنے اونٹوں کے گلہ میں تھا۔ اس نے اپنے غلام کو کسی کام سے بھیجا۔ اس نے دیر کر دی تو اسے ڈنڈے سے مارا۔ وہ درد سے بلبلا کر اونٹوں کے درمیان یا یداہ، یا یداہ (ہائے میرا ہاتھ میرا ہاتھ) کی آوازیں نکالنے لگا۔ اس سے اونٹوں کو مہمیز ہوئی اور ان کی رفتار میں تیزی آنے لگی، سو لوگوں نے اس غلام سے کہا کہ آواز لگائے جا، گائے جا! چنانچہ اس وقت سے حدی خوانی کا آغاز ہوا۔ ☆سب سے پہلے جس کی میت کے لئے تابوت تیار کیا گیا۔ وہ (ام المومنین) **زینب بنت جحش** تھیں۔ ان کے انتقال کے موقع پر (حضرت) اسما بنت عمیس نے کہا کہ میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ لوگ اپنی میتوں کے لئے تابوت بناتے ہیں، سو انھوں نے (حضرت) زینب کے لئے بھی ایک تابوت تیار کیا۔ جب (حضرت) عمر نے اس کو دیکھا تو کہا کہ باپردہ خاتون کے لئے یہ کیا ہی اچھا پردہ ہے۔ ﴿ص۲۴۲﴾ لوگ جب جنازے کے ساتھ چلتے تو تیز چلتے مگر جب **عثمان بن ابی العاص** کا انتقال ہوا تو لوگ ان کے جنازے میں معمول کی رفتار سے چلے۔ سو وہ پہلے شخص ہیں جن کے جنازے میں معمول کی رفتار سے لوگ چلے۔ ☆عربوں میں دریائے بلخ کو سب سے پہلے **سعید بن عثمان** بن عفان نے پار کیا۔ ☆عربوں میں سب سے زیادہ فدیہ جس نے ادا کیا، وہ **حاجب بن زُرارہ** تھا۔ اس نے ایک ہزار اونٹ اپنے فدیہ میں دیئے۔ اسے مالک تغلبی نے کہ **ذوالرقیبہ** کہلاتا تھا، جنگ جبلہ کے موقع پر گرفتار کیا تھا اسے ذوالرقیبہ اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ چھوٹی گردن والا تھا۔ اس شخص کے بعد **ربیع بن مسعود کلبی** نے اپنے فدیہ میں پانچ سو اونٹ ادا کیئے۔ اسے حارث بن زہیر بن جذیمہ عبسی نے گرفتار کیا تھا۔ مگر اہل یمن کے لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فخریہ کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس نے تمام عربوں سے زیادہ فدیہ ادا کیا تھا۔ ان کو بنو مذحج نے قید کرلیا تھا۔ انھوں نے تین ہزار اونٹ فدیہ کے بطور دیئے حالاں کہ بادشاہوں کے فدیہ کی مقدار ایک ہزار اونٹنیاں ہوتی تھیں۔ انھوں نے تین بادشاہوں کے مساوی اپنا فدیہ ادا کیا۔ عمرو بن معدیکرب فخریہ کہتے ہیں:

فکان فداؤہ الفی قلوص والفا من ظریفات وتلد

[ان کا فدیہ دو ہزار جوان اونٹنیاں ہیں اور مزید ایک ہزار اونٹنیاں فئی اور موروثی مال سے]۔

☆ (شہر قیصر) قسطنطنیہ کے دووازے پر سب سے پہلے جس نے تلوار ماری اور رومیوں کے ملک میں اذان دی وہ بنو عامر بن صعصعہ کے (حضرت) **عبداللہ بن کلیب** تھے۔ وہ مسلمہ (بن عبدالملک) کے لشکر کے ساتھ تھے، قیصر روم نے انھیں قتل کرادینا چاہا، اس پر انھوں نے کہا کہ اگر تو نے مجھے مروایا تو اللہ کی قسم مسلمانوں کے ملک کے تمام گرجا ڈھادیے جائیں گے۔ (اس لئے رومیوں نے انھیں چھوڑ دیا)۔ ☆سب سے پہلے چوری کے جرم میں جس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا وہ سفیان بن عبدالاسد مخزومی کی بیٹی تھیں۔ یہ حد نبی کریم ﷺ نے جاری کی اور فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی ایسا کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ ☆مردوں میں **خیار بن عدی** بن نوفل بن عبدمناف نے چوری کی اور اس جرم میں ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ (ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ ایسے پہلے شخص تھے یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے عبدالرحمان بن سمرہ کے بھائی عمرو بن سمرہ کا ہاتھ بھی چوری کے جرم میں کاٹا گیا تھا۔

☆سب سے پہلے جس کا نام یحییٰ رکھا گیا وہ **یحییٰ بن زکریا** علیہ السلام تھے۔ ☆اسلام میں سب سے پہلے جس کا نام عبدالملک رکھا گیا وہ مروان کے بیٹے (خلیفہ) **عبدالملک** تھے۔ ☆نبی کریم ﷺ سے پہلے زمانہ جاہلیت میں محمد بن اُحیحہ بن جُلاح، عبدالمطلب کے اخیافی بھائی، محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم اور محمد بن سواءۃ بن جُشم بن سعد کے سوا کسی کا نام محمد نہ تھا۔ ☆زمانہ جاہلیت میں قیس بن عاصم اور عامر بن طفیل کے سوا کسی کی کنیت ابوعلی نہیں تھی۔ انس بن مالک نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کھیس اور ایک پیالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خریدا۔ ☆سب سے پہلے جس نے وعظ و تذکیر کی غرض سے مکہ میں قصہ بیان کیا وہ **عبیداللہ بن عمیر** بن قتادہ لیثی تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے قصہ بیان کرنے والے اسود بن سریع تمیمی تھے۔ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔وہ مردے کے متعلق اپنے وعظ میں یہ شعر پڑھتے تھے:

ان تنج منها تنج من ذی عظیمه والا فانی لا اخالک ناجیا

[اگر تم اس سے نجات پا گئے تو ایک بڑی آزمائش سے نجات پا گئے۔اور جو ایسا نہ ہوا تو میں نہیں خیال کرتا کہ تم نجات پاؤ گے]۔

اس مضمون کو فرزدق شاعر نے سرقہ کر کے اپنے اشعار میں باندھا ہے۔

☆اسلام میں جمعہ کے دن سب سے پہلے جس نے لوگوں کو جمع کیا اور سب سے پہلے نماز جمعہ ادا کی وہ **مصعب بن عمیر** بن ہاشم ﴿ص ۲۴۳﴾ بن عبد مناف بن عبدالدار تھے۔وہ رسول اللہ ﷺ کے پرچم بردار تھے۔انھوں نے مدینہ میں مسلمانوں کو جمعہ کے دن جمع کیا۔ان لوگوں کی تعداد بارہ تھی۔انھوں نے ایک بکری ذبح کر کے لوگوں کی ضیافت بھی کی۔ ☆ابو ہلال نے ابو حمزہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے بصرہ میں سب سے پہلے جس شخص کو پانی سے استنجاء کرتے دیکھا وہ **عبیداللہ بن ابی بکرہ** تھے۔یہ دیکھ کر ہم نے کہا کہ دیکھو یہ حبشی پانی سے استنجاء کر رہا ہے۔ ☆بصرہ میں سب سے پہلا بچہ جو پیدا ہوا وہ **عبدالرحمان بن ابی بکرہ** تھے۔(اس خوشی میں) انہوں نے جانور ذبح کئے اور بصرہ والوں کی دعوت کی وہ لوگ سیر ہو کر واپس گئے اور اس وقت ان کی تعداد تین سو تھی۔ ☆کوفہ میں جو بچہ سب سے پہلے پیدا ہوا وہ بنو عامر بن ربیعہ کی شاخ **بنو البکاء** کے **معاویہ بن ثور** تھے۔ ☆اسلام میں سب سے پہلے جس نے رشوت لی، وہ **مُغیرہ بن شُعبہ** تھے۔انھوں نے کہا کہ کبھی کبھی درم میرے ہاتھ میں (گرمی سے) پسیج جاتا ہے، میں اسے ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اٹھاتا ہوں تاکہ میں (حضرت) عمر کی خدمت میں آسانی سے باریاب ہو سکوں۔ ☆سب سے پہلے جس نے باربرداری کی سانڈنیوں کو ایک مخصوص رفتار اور چال سے چلایا، وہ **ام جعفر** تھیں ☆اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تیر چلایا وہ **سعد بن ابی وقاص** تھے۔ان کا شعر ہے:

وما یعتد رام فی عدو بسھم یا رسول اللہ قبلی

[اے اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے دشمن پر کسی تیر چلانے والی کی کیا حیثیت ہے]۔

☆مدینہ کے سب سے پہلے قاضی جنھوں نے فیصلے کئے، **عبداللہ بن نوفل** بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف تھے۔ وہ صورت شکل میں جناب رسول اللہ ﷺ کے مشابہہ تھے۔ (حضرت) ابو ہریرہ نے کہا کہ یہ اسلام میں پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے دیکھا۔ ☆عراق کے پہلے قاضی **سلمان بن ربیعہ** مدائن میں مقرر ہوئے۔ ☆کوفہ کے پہلے قاضی **ابو قُرہ کندی** تھے۔ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔جس وقت لوگ کوفہ آباد کررہے تھے تو ابوقرہ ہی ان کے قاضی تھے۔ان کے بعد (حضرت) عمر نے شریح بن حارث کندی کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ وہ پچھتر سال تک منصب قضاء پر فائز رہے۔ ☆بصرہ میں پہلے قاضی جنھوں نے فصل خصومات کا فریضہ انجام دیا، وہ **کعب بن سوّار** ازدی تھے۔ان کو (حضرت) عمر نے اس عہدہ پر مقرر کیا تھا۔

☆طوفان نوح کے بعد زمین پر جو پہلا گاؤں بسایا گیا وہ مقام قردی کا ایک قریہ تھا جس کا نام 'سوق ثمانین' تھا۔اس گاؤں کو نوح علیہ السلام نے آباد کیا تھا۔ان کے ہمراہی جوان پر ایمان لائے تعداد میں اسّی تھے، اس لئے انھوں نے ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک گھر تعمیر کرایا یوں کل گھر اسّی ہوئے۔اس لئے آج تک یہ قریہ 'اسّی کا بازار' (سوق ثمانین) کہلاتا ہے۔

۳۔ مساجد کا تذکرہ

☆ **کعب:** وہب بن مُنبہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو زمین پر اتارا، تو انھیں جنت چھٹنے کا بڑا رنج ہوا اور وہ بہت زیادہ گریہ وزاری کرنے لگے۔اللہ نے ان کی تسلی کی خاطر مکہ میں جنت کا ایک خیمہ اتارا اور اسے وہاں رکھ دیا جہاں اب کعبہ ہے۔ وہ خیمہ جنت کے یاقوت سرخ سے عبارت تھا، اس میں جنت کے سونے سے بنی ہوئی قندیلیں تھیں۔اس خیمہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا جو آج کل الرکن کہلاتا ہے یہ یاقوت سفید تھا۔ ﴿ص ۲۴۴﴾ یہ آدم کی کرسی کے بطور تھا جس پر وہ بیٹھتے تھے۔ جب نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان آیا اور ساری دنیا غرق ہوگئی تو یہ زمین سے اٹھا لیئے گئے اور زمین دو ہزار سال تک اجاڑ اور ویران رہی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا گھر (بیت اللہ) بنانے کا حکم دیا۔ ان پر اللہ کی جانب سے بادل کی شکل میں سکینہ اتاری گئی۔ اس میں بولنے والا سر اور آدمی کے چہرے جیسا ایک چہرہ بھی تھا۔ اس میں سے آواز آئی کہ 'اے ابراہیم میرے سائے کو لے لے، اس کی جگہ پر عمارت تعمیر کر'۔ سو انھوں نے اور ان کے بیٹے اسماعیل نے بیت اللہ کی تعمیر کی۔ انھوں نے اس کی چھت تعمیر نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم اور اپنے گھر کی حفاظت کے لئے فرشتوں کو مقرر فرمایا تھا۔ سو آج جہاں تک حرم کے حدود ہیں، وہاں تک فرشتوں کا قیام تھا۔ (حضرت) آدم علیہ السلام کا خیمہ ان کی موت تک موجود رہا۔ ان کے بعد اسے اٹھا لیا گیا اولاد آدم نے اس کی جگہ پر گیلی مٹی اور پتھر کا ایک گھر تعمیر کیا۔ پھر طوفان نوح نے اسے تہس نہس کر دیا اور وہ جگہ خالی پڑی رہی۔ جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو انھوں نے پرانی عمارت کی بنیادوں اور ستونوں کو کھودا اور بادل کے سایہ کی جگہ پر اس کی از سر نو تعمیر کی۔ یوں (کعبہ) وہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لئے بنایا گیا۔ خانہ کعبہ کو سب سے پہلے اسعد ابو کرب حمیری نے چمڑے کے فروش اور یمنی چادروں سے ڈھانپا۔ اس کا ذکر وہ اس شعر میں کرتا ہے:

وکسونا البیت الذی حرم اللہ ملاءً معضداً وبرودا

[ہم نے اللہ کے بیت الحرام کو مضبوط یمنی چادریں اوڑھائیں]۔

قریش نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پانچ سال قبل خانہ کعبہ کی (کہ سیلاب میں منہدم ہوگیا تھا) از سر نو تعمیر کی (مگر خرچ کی تنگی کے سبب اس کے ایک حصہ کی تعمیر نہ کی اور اسے اصل عمارت سے باہر رہنے دیا) جب عبداللہ بن زبیر کی بیعت خلافت ہوئی تو انھوں نے (پورمی) عمارت از سر نو تعمیر کرائی مگر جب وہ قتل کر دیئے گئے تو حجاج بن یوسف نے ابن زبیر کی تعمیر تڑوا کر قریش کی تعمیر کردہ بنیادوں پر اسے دوبارہ تعمیر کرادیا۔ جس سال ابو جعفر منصور خلیفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے انھوں نے مسجد حرام کی عمارت میں توسیع کرائی۔ بعدازاں مہدی نے ۱۶۰ھ میں اس میں اضافہ کیا۔ ۲

(ابن قتیبہ کہتے ہیں) مجھ سے ابو حاتم نے، ان سے اصمعی نے اور ان سے عمر بن قیس نے بیان کیا ہے کہ بیت اللہ میں حجر (اسود) سات ہاتھ اور چند انگشت یا دو انگشت کے برابر ہے۔ (ابن قتیبہ نے) اصمعی کے حوالہ سے اور انھوں نے ابو غِزارہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حجر اسود دیواروں یعنی ملتزم کے پاس جو رکن کعبہ ہے اس کے بقدر ہے۔ مجھ سے (اصمعی نے) ان سے اعمش نے مجاہد کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ المسعی (وہ مقام جہاں حاجی سعی کرتے ہیں) دارعباد اور بئر ابن مطعم کے درمیان کا حصہ ہے لیکن لوگوں نے تعمیرات کر کے اسے چھپا دیا ہے مگر متعدد دوسرے راویوں کی روایت ہے کہ کعبہ کی پیائش چار سو نوے ہاتھ کسر کے ساتھ ہے۔

کچھ لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جب قریش بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے تو اُبی بن سالم کلبی مکہ آیا۔ اس وقت خرچ کے بارے میں قریش میں تنازعہ ہوا اس نے قریش سے درخواست کی کہ بیت اللہ کے ارکان میں سے ایک رکن کی تعمیر اس کے سپرد کر دی جائے، چنانچہ قریش نے ایک چوتھائی حصہ زمین تعمیر کی غرض سے اس کے سپرد کر دیا۔ جہاں آج رکن الیمانی ہے اس نے اس کی تعمیر کی اور اس کے نام سے وہ رکن الیمانی کہلایا۔ ایک یمنی شاعر نے کہا ہے:

لنا ایمن البیت الذی تعبدونه ورائة ما بقی اُبیّ بن سالم

[وہ گھر جس کی تم پرستش کرتے ہو اس کا دایاں بازو ہمارا ہے اور یہ ابی بن سالم کی میراث ہے]۔

مگر راویوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ اسے رکن الیمانی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ یمن کی سمت میں واقع ہے۔ ابومحذورہ کی اولاد مسجد حرام کی موذن ہے۔

☆ **البیت المقدس** : وہب (بن منبہ) کی روایت ہے کہ اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام نے اپنے بیٹے یعقوب کو یہ حکم دیا کہ وہ کنعان کے باشندوں کی کسی عورت سے شادی نہ کریں اور اپنے ماموں لابا بن ﴿ص ۲۴۵﴾ تاہر بن آزر کی کسی بیٹی سے شادی کر لیں۔ لابا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکونت الفدان ۳۷ میں تھی۔ یعقوب الفدان کے لئے روانہ ہوگئے۔ اثناء سفر میں رات ہوگئی۔ وہ ایک پتھر سے ٹیک لگا کر سوگئے۔ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے سر کے قریب آسمان کے ایک دروازے میں ایک سیڑھی لگی ہوئی ہے فرشتے اس سیڑھی سے نیچے اتر اور اوپر چڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے (حضرت) یعقوب پر یہ وحی نازل کی کہ 'بے شک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں تیرا اور تیرے آباء ابراہیم اسماعیل اور اسحاق کا معبود ہوں۔ میں نے تجھے اور تیری اولاد کو یہ پاک سرزمین ورثہ میں دی اور اس کا وارث بنایا ہے میں نے تجھے اور تیری اولاد کو برکت عطا کی ہے اور تم سب کو کتاب، حکمت اور نبوت تفویض کی ہے۔ میں اس وقت تک تیرے ساتھ ہوں جب تک تجھے اس مقام تک نہ پہنچادوں اور اس کو ایسا گھر نہ بنادوں جس میں تو اور تیری اولاد میری عبادت کریں'۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مقام بیت مقدس تھا۔ اس کی تعمیر کا آغاز (حضرت) داؤد نے کیا اور اس کی تکمیل (حضرت) سلیمان کے ہاتھوں ہوئی۔ بعد کے زمانوں میں بیت مقدس کو بخت نصر نے برباد کردیا۔ یہاں سے اشعیاء نبی گزرے اسے ویران و برباد دیکھ کر بولے 'اللہ موت کے بعد اسے کیسے زندہ کرے گا'۔ پس اللہ نے ان کو سو سال تک موت کی حالت میں رکھا۔ اس کی تعمیر بعد میں فارس کے ایک بادشاہ کورش نے کی۔

☆ **مسجد مدینہ** : مجھ سے ابراہیم بن سعد نے، ان سے صالح بن کیسان نے اور ان سے نافع نے روایت کی ہے کہ ان کو عبداللہ بن علی نے یہ بتایا کہ مسجد مدینہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کچی اینٹ سے تعمیر ہوئی تھی۔ اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کے درخت کے تنوں کے تھے۔ (حضرت) ابو بکر نے اس میں کوئی اضافہ نہ کیا۔ (حضرت) عمر نے اپنے زمانہ میں اس میں اضافہ کیا۔ پھر (حضرت) عثمان نے اس میں تبدیلی کی اور بہت زیادہ اضافہ کیا۔ نقشین پتھروں اور چاندی سے اس کی دیواریں بنوائیں، اور منقش پتھروں سے اس کے ستون تیار کرائے اور اس کی چھت آبنوس کی لکڑیوں سے بنوائی۔ مہدی نے ۱۶۰ھ میں اس مسجد کی توسیع کرائی۔ مامون نے اس میں بہت زیادہ اضافے کئے اور اس کو وسعت دی۔ اس مسجد کے موذن (حضرت) سعد القرظ کی اولاد ہیں۔ یہ سعد (حضرت) عمار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن یاسر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مامون نے مسجد میں جو اضافے کئے ہیں اور اس پر جو عبارت کندہ ہے میں نے اسے پڑھا ہے، وہ یہ ہے:

''عبداللہ (المامون) نے ۲۰۲ھ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی تعمیر کا حکم، اللہ کے ثواب، اللہ سے جزاء خیر اور اس کی عنایت کی طلب کی غرض سے دیا کیوں کہ اللہ کے ہاں دنیا اور آخرت کا ثواب ہے۔ اور اللہ سمیع اور بصیر ہے۔ عبداللہ نے اللہ کے بندے کو اللہ سے ڈرنے کا، اسے دھیان میں رکھنے کا، قرابت داری کا خیال رکھنے کا، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت پر عمل کرنے کا، اللہ کے جن حقوق کو سرکشوں نے حقیر و کہتر کر دیا ہے، انہیں عظیم و بہتر کرنے کا اور عدل کر کے جن امور کو انھوں نے مردہ و بے جان کر دیا ہے انھیں زندہ کرنے کا، اور جو انھوں نے حد سے تجاوز اور ظلم کو عظیم تر بنا دیا ہے اسے حقیر تر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ کی اطاعت کی جائے اور اس شخص کی اطاعت کی جائے جو اللہ کی اطاعت کرتا ہو، جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہو اس کا حکم نہ مانا جائے کیوں کہ اللہ کی معصیت و نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ فئی کے مال کی تقسیم بندگان خدا کے درمیان برابری سے کی جائے اور خمس کو ان کے مقرر کردہ مصارف میں صرف کیا جائے''۔

۴۔ بصرہ، اس کی مسجد اور نہریں

صحابی رسول (حضرت) عتبہ بن غزوان بن یاسر پہلے شخص ہیں، جنھوں نے بصرہ شہر آباد کیا۔ ﴿ص ۲۴۶﴾ ۱۴ھ میں انھوں نے اس کی بنیاد رکھی۔ وہ مقام مربد سے گزرے تو وہاں انہیں سخت پتھر ملے یہ دیکھ کر انھوں نے کہا 'یہی بصرہ (کنکریلی یسدار زمین) ہے اللہ کا نام لے کر یہیں پڑاؤ کرو' انھوں نے عمر بن خطاب کے حکم سے بصرہ کی جامع مسجد بانس اور نرسل سے بنوائی۔ بعد ازاں (حضرت) عثمان کے عہد میں (بصرہ کے گورنر) عبداللہ بن عامر نے پکی اینٹوں سے اسے تعمیر کرایا۔ اس کے بعد (حضرت) معاویہ کے زمانہ میں زیاد نے پکی اینٹوں سے مسجد کی تعمیر نو کی۔ اور اس کے دونوں گوشے بھی بنوائے۔ اس کی تکمیل عبیداللہ بن زیاد کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں ہوئی۔ مُنذر بن حسان عَبدی کی اولاد اس مسجد کی موذن ہے۔ یہ حسان، عبیداللہ بن زیاد کے موذن تھے۔ اب تک ان کی نسل کے لوگ اس مسجد میں اذان دیتے ہیں۔

بصرہ کی نہریں : ☆بصرہ کی نہر **معقل**، صحابی رسول اللہ ﷺ معقل بن یسار کی جانب منسوب ہے۔ ☆شاطئی عثمان، یہ عثمان بن عفان بن عثمان بن ابی العاص ثقفی کی جاگیر ہے۔ انھوں نے اسے آباد و قابل کاشت بنایا۔ ☆نہر عدی، عدی بن ارطاۃ کی جانب منسوب ہے۔ ☆نہر ابن عمر، عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی طرف منسوب ہے۔ انھیں نے اسے کھودایا تھا۔ ☆نہر ام عبداللہ منسوب ہے عبداللہ بن عامر بن کرز کی والدہ کی جانب۔ ☆نہر مرّہ کی نسبت مُرہ بن ابی عثمان کی طرف ہے۔ یہ عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق کے مولیٰ تھے۔ (حضرت) عائشہ نے زیاد کو ان کا خیال رکھنے کا خط لکھا تھا سو زیاد نے یہ نہر جاگیر کے طور پر ان کو دے دی تھی۔

۵۔ کوفہ اور اس کی مسجد

(عراق کی فتح کے بعد) جب مسلمانوں نے مدائن میں قیام کیا ان کی مدت قیام طویل ہوگئی اور انھیں وہاں کے گرد و غبار اور مکھیوں سے تکلیف پہونچنے لگی تو (حضرت) عمر نے سعد (بن ابی وقاص) کو لکھا کہ لوگوں کو ایسے مقام کی تلاش میں بھیجیں جو خشکی اور تری سے قریب ہو کیوں کہ عربوں کو وہی جگہ موافق آ سکتی ہے جو اونٹ اور بکری کے لئے موافق اور سازگار ہو، (حضرت) عمر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان سے اس طرح کی جگہ کے متعلق انھوں نے دریافت کیا، جن شرفائے عرب نے پہلے عراق کو دیکھا تھا، رائے دی کہ ایسا مقام **السلسان** یعنی (بعد میں آباد ہونے والے) کوفہ کی پشت پر واقع ہے۔ جب موسم بہار میں زمین سبزہ سے لہلہانے لگتی ہے تو عرب کہتے ہیں کہ 'زمین نے اپنی زبان نکالی ہے' (سولسان سے مراد سبزہ زار ہے) اور جو زمین دریائے فرات سے متصل ہے اسے **الملطاط** (ساحلی راستہ) کہتے ہیں اور جو حصہ زمین گیلی مٹی کے متصل ہے اسے **النجاف** (گھاٹی، پہاڑی درہ جس میں سے پانی گرتا ہے) کہتے ہیں۔ (اس مشورہ کے بعد) عمر (رضی اللہ عنہ) نے (حضرت) سعد کو کوفہ آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان ۱۷ھ میں کوفہ میں آباد ہوئے۔ بصرہ اس سے تین سال پرانا ہے۔ کوفہ کی جامع مسجد کے بانی زیاد بن ابی سفیان ہیں [۴] بعض حدیثوں میں مروی ہے کہ جس مقام پر مسجد تعمیر کی گئی وہیں سے تنور ابلا تھا اور طوفان (نوح) کا آغاز ہوا تھا۔

۶۔ مسجد دمشق

دمشق کی مسجد ۸۸ھ میں (خلیفہ) ولید بن عبدالملک نے تعمیر کرائی۔ [۵]

۷۔ جزیرۃ العرب

اصمعی نے کہا، جزیرۃ العرب طول میں عدن ابین کے دور ترین علاقہ سے عراق کے سبزہ زار تک ہے۔ اس کا عرض جدہ اور اس کے متصل ساحل سمندر سے لے کر اطراف شام تک ہے۔ ابوعبیدہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

مجھ سے ریاشی نے اصمعی سے روایت کیا ہے کہ جزیرۃ العرب نجران اور عذیب کے درمیان کا علاقہ ہے۔ ﴿ص ۲۴۷﴾ ابوعبیدہ کا قول ہے کہ جزیرۃ العرب حفر ابی موسیٰ سے اقصی یمن تک لمبائی میں اور ریگستان سہر بن سے (بادیہ) سماوہ تک چوڑائی میں ہیں۔

سواد: سواد دو ہیں۔ ☆سواد بصرہ میں اہواز، دست میسان اور فارس کے علاقے شامل ہیں۔ ☆سواد کوفہ، کسکر سے زاب تک اور حلوان سے قادسیہ تک کا علاقہ ہے۔

الجزیرۃ: دجلہ، فرات اور موصل کے درمیان کا خطہ الجزیرہ ہے۔

نجد، تھامہ و حجاز: مجھ سے ریاشی نے اصمعی کا یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تم حجاز کی طرف پشت کر کے اونچی زمین پر چڑھو، تو نجد میں داخل ہو جاؤ گے۔ تم ذات عرق کی گھاٹیوں میں اترنے تک نجد ہی میں رہو گے۔ جب تم ایسا کرو گے تو سمندر کی جانب نشیبی زمین میں اتر جاؤ گے اور جب الحرار نشیب میں اترنے کے دوران میں سامنے آ جائے تو وہ حجاز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب العرج کی گھاٹیوں سے سیدھے چلو اور الاراک والمرخ تمھارے آگے ہوں تو تم تہامہ میں آ گئے۔

حجاز کو اس لئے حجاز کہتے ہیں کہ وہ نجد (سطح مرتفع) اور تہامہ (نشیب، غور) کے درمیان حاجز ہے۔ محمد بن عبدالملک اسدی کی روایت ہے کہ حجاز کی حدّ اول، بطن نخلہ، بالائی رمہ اور حرہ لیلیٰ کی پشت ہے۔ حدّ ثانی، شام کے متصلات سے شغب اور بدا ہے۔ حد ثالث، تہامہ کے متصلات سے بدر، سقیا، رہاط اور عکاظ ہیں اور حد رابع، سایہ ووڈان ہے۔ بعد ازاں حد اول کے نشیب میں، بطن نخل ہے۔

۸۔ فتوحات

خراسان: خراسان (حضرت) عثمان بن عفان کے عہد خلافت میں (بصرہ کے گورنر) عبداللہ بن عامر بن کریز کی قیادت میں صلح سے فتح ہوا۔ خلافت عثمانی میں خراسان کے جو انتہائی (دور دراز) علاقے فتح ہوئے، وہ مرو اور مرورود تھے۔ ان دو شہروں کے پرے خراسان کے جو مقامات عہد عثمانی کے بعد فتح ہوئے، وہ سعید بن عثمان بن عفان کے ہاتھوں (حضرت) معاویہ کے دور میں صلح سے فتح ہوئے اور یہ ہیں سمرقند، کش، نسف اور بخاریٰ۔ اس کے بعد خراسان میں مزید فتوحات مہلب بن ابی صفرہ اور قتیبہ بن مسلم کے ہاتھوں ہوئیں۔ طبرستان، جرجان اور رے (حضرت) ابوموسیٰ اشعری نے خلافت عثمانی میں صلح سے فتح کیا۔ (حضرت) عثمان کے عہد خلافت میں (کوفہ کے گورنر) سعید بن عاص نے طبرستان کو صلح سے فتح کیا۔ بعد میں اس کو دوبارہ عمرو بن علاء نے فتح کیا۔ انھوں نے طالقان اور دنبا اور ندسنہ کو بھی ۱۵۷ھ میں فتح کیا۔ جرجان کو یزید بن مہلب نے سلیمان بن عبدالملک کے دور خلافت میں ۹۸ھ میں فتح کیا۔

کرمان وسجستان: کرمان وسجستان کو (حضرت) عثمان کے دور خلافت میں (والیٔ بصرہ) عبداللہ بن عامر بن ﴿ص ۲۴۸﴾ کریز نے صلح سے فتح کیا۔ **جبل** (ایران) کا سارا علاقہ جنگ جلولاء اور نہاوند کے نتیجے میں، سعد (بن ابی وقاص) اور نعمان بن مقرن کے ہاتھوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکر (عہد فاروقی میں) فتح ہوا۔

اھواز، فارس و اصفھان: (حضرت) عمر کے عہد میں ابوموسیٰ اشعری، عثمان بن ابی العاص اور عتبہ بن غزوان (رضی اللہ عنہم) کے ہاتھوں جنگ کے ذریعہ فتح ہوئے۔ اصفہان کی فتح خاص کر ابوموسیٰ اشعری کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئی۔

سواد: سواد کا تمام علاقہ خلافت عمر میں سعد بن ابی وقاص کے ہاتھوں جنگ سے فتح ہوا۔

الجزیرہ: الجزیرہ عیاض بن غنم کے ہاتھوں صلح سے فتح ہوا۔

شام: شام کا مقام اجنادین خلافت ابوبکر میں صلح سے فتح ہوا۔ (حضرت) عمر بن خطاب نے بیت المقدس کو فتح کیا۔ شام کے سارے شہر عہد فاروقی میں فتح ہوئے ان سے ملحقہ اراضی یزید بن ابی سفیان، شرحبیل بن حسنہ، ابوعبیدہ (بن جراح) اور خالد بن ولید (رضی اللہ عنہم) کے ہاتھوں جنگ کے ذریعہ فتح ہوئیں۔

مصر: مصر عمرو بن عاص کے ہاتھوں صلح سے فتح ہوا۔

المغرب: المغرب کا جو علاقہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے خلافت عثمانی میں جنگ سے فتح کیا وہ افریقیہ (لیبیا) اور ثغور ہیں۔ قیسار یہ عمر کے دور خلافت میں، معاویہ بن ابی سفیان نے لڑکر (۱۹ھ) میں فتح کیا۔ ۲

الاندلس: اندلس کو طارق بن زیاد نے، کہ موسیٰ بن نصیر لخمی کے مولیٰ تھے، ۹۲ھ میں فتح کیا۔

ھجر، یمامہ و بحرین: اہل ہجر اور اہل بحرین نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جزیہ ادا کر کے (اطاعت قبول کر لی) اسی طرح دومتہ الجندل اور اذرح کے لوگوں نے بھی جزیہ ادا کر کے اطاعت قبول کر لی۔ یمامہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لڑکر فتح کیا۔

الھند: سرزمین ہند کو (محمد بن) قاسم بن محمد ثقفی نے ۹۳ھ میں فتح کیا۔

۹۔ عراقین کے والی

سب سے پہلے جس (والی) کے لئے کوفہ و بصرہ دونوں شہر جمع کئے گئے وہ زیاد (بن ابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفیان) تھے۔ اس کے بعد زیاد کا بیٹا ☆عبیداللہ۔ اس کے بعد ☆مصعب بن زبیر۔ ان کے بعد ☆بشر بن مروان۔ پھر ☆حجاج بن یوسف۔ اس کے بعد ☆یزید بن مہلب۔ پھر ☆مسلمہ بن عبدالملک ﴿ص ۲۴۹﴾۔ بعدازاں ☆عمر بن ہبیرہ فزاری۔ ان کے بعد ☆خالد بن عبداللہ قسری۔ پھر ☆یوسف بن عمر ثقفی۔ ازاں بعد ☆عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز۔ پھر ☆یزید بن عمر بن ہبیرہ۔ ان لوگوں کے بعد عراقین یعنی کوفہ و بصرہ کا کوئی شخص بیک وقت والی نہ ہوا۔

۱۰۔ مہاجرین اول اور مہاجرین آخر میں فرق

(ابن قتیبہ کہتے ہیں) مجھ سے محمد بن عبید نے، ان سے معاویہ بن عمرو نے، ان سے ابو اسحاق فزاری نے، ان سے زکریا بن ابی زائدہ نے اور انھوں نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ مہاجرین اول وہ اصحاب ہیں جو (۶ھ میں) بیعت رضوان تک مدینہ ہجرت کر چکے تھے (اس کے بعد فتح مکہ سے قبل ہجرت کرنے والے اصحاب مہاجرین آخر ہیں)۔

قتادہ اور ابو ہلال نے سعید بن مسیب سے مہاجرین اول اور مہاجرین آخر کے مابین فرق دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا جس نے دونوں قبلوں (بیت المقدس اور خانہ کعبہ) کی جانب نماز پڑھی ہے وہ مہاجرین اول میں شامل ہے۔

۱۱۔ مخضرمین کی پہچان

(ابن قتیبہ کہتے ہیں) مجھ سے عبدالرحمان نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک جماعت نے اسلام قبول کیا، وہ اونٹوں پر سوار تھے۔ انھوں نے اپنے اونٹوں کے کان کنارے سے کاٹ دیئے۔ (اور چونکہ ایسے اونٹ کو جس کے کان کا کونا کاٹ دیا گیا ہو مخضرم کہتے ہیں) اس لئے ان تمام لوگوں کو جنھوں نے اسلام اور جاہلیت کا زمانہ پایا مخضرم کہا گیا۔ درحقیقت ایسے شخص کو مخضرم کہا جاتا ہے جس نے بڑی عمر میں اسلام کا زمانہ پایا ہو، مگر رسول اللہ ﷺ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیات میں اسلام قبول نہ کیا ہو اور آپؐ کے وصال کے بعد مسلمان ہوا ہو۔ ۸

۱۲۔ بنوتغلب کے عیسائیوں پر صدقہ کی رقم دوگنی کرنے کا سبب

راویوں کا بیان ہے کہ قبیلہ تغلب کے عیسائیوں پر صدقہ کی دوگنی رقم عائد کرنے کا سبب یہ ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنوتغلب سے (جو عیسائی تھے) جزیہ لینا چاہا۔ وہ لوگ بھاگ کر رومیوں کے ملک میں جانے لگے۔ اس موقع پر بنوتغلب (کے سردار نے جن کا نام) زُرعہ بن نعمان یا نعمان بن زرعہ تھا، نے عرض کیا 'میں بنوتغلب کے عیسائیوں کے بارے میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ لوگ قوم عرب سے تعلق رکھتے ہیں، جزیہ کی ادائیگی کو خودداری کی وجہ سے ناپسند کرتے ہیں اور ان میں اپنے دشمن پر غالب آنے کی قوت و طاقت بھی ہے، اس لئے آپ انھیں (رومیوں کے علاقے میں فرار سے روکئے اور) اپنے دشمن (رومیوں) کی اپنے ہی خلاف مدد نہ کیجئے'۔ اس بناء پر (حضرت) عمر نے (ان سے جزیہ کی رقم ساقط کردی اور) صدقہ کی رقم دگنی کردی اور انھیں اس بات کا پابند کردیا کہ اپنے بچوں کو عیسائی نہ بنائیں۔

۱۳۔ شرفاء کے پیشے

☆ابو طالب عطر فروخت کرتے تھے اور کبھی کبھی گندم بیچتے تھے۔ ☆ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پارچہ فروش تھے۔ ☆عثمان (رضی اللہ عنہ) پارچہ فروش تھے۔ ☆(حضرت) طلحہ پارچہ فروش تھے۔ ☆(حضرت) عبدالرحمان بن عوف پارچہ فروش تھے۔ ☆(حضرت) سعد بن ابی وقاص تیرساز تھے۔ ☆(حضرت) زبیر کے والد عوام درزی کا کام کرتے تھے۔ ☆(حضرت) زبیر گوشت فروخت کرتے تھے۔ ☆(حضرت) عمرو بن عاص گوشت فروش تھے۔ ☆ابوجہل کا بھائی عاص بن ہشام لوہار تھا۔ ☆عامر بن کریز گوشت فروش تھے۔ ☆ولید بن مغیرہ لوہار تھا۔ ☆عقبہ ﴿ص ۲۵۰﴾ بن ابی معیط شراب فروش تھا۔ ☆(حضرت) عثمان بن طلحہ، جن کو رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے خانہ کعبہ کی چابیاں دی تھیں، درزی کا کام کرتے تھے۔ ☆قیس بن مخرمہ درزی تھے۔ ☆ابو سفیان بن حرب تیل اور چمڑے فروخت کرتے تھے۔ ☆عتبہ بن ابی وقاص بڑھئی کا کام کرتا تھا۔ ☆امیہ بن خلف پتھر کی ہانڈیاں بیچتا تھا۔ ☆عبداللہ بن جدعان بردہ فروش تھا، اس کی ملکیت میں لونڈیاں تھیں جن سے پیشہ کرواتا تھا اور ان کے بچے فروخت کرتا تھا۔ ☆(حضرت) عمرو بن عاص کا باپ عاص بن وائل گھوڑوں اور اونٹوں کا علاج کرتا تھا۔ ☆نضر بن حارث بن کلدہ عود پر گاتا تھا۔ ☆مروان بن حکم کے والد حکم بن ابی العاص بھی عود پر نغمہ سرائی کرتے تھے۔ ☆حُریث بن عمرو اور ☆ابو عمرو بن حُریث بھی عود بجاتے تھے۔ ☆ضحاک بن قیس فہری کا باپ قیس الفہری بھی عود بجا کر گاتا تھا۔ ☆عمر بن عبیداللہ بن معمر کا دادا معمر بن عثمان بھی عود پر گاتا تھا۔ ☆محمد بن سیرین کے والد سیرین بھی عود پر گاتے تھے۔ ☆ابوالحسن المدائنی کی روایت ہے کہ خراسان میں یزید بن مہلب نے ایک خانہ باغ بنوایا تھا، جب قتیبہ بن مسلم والی ہوئے تو اس باغ کو اپنے اونٹوں کا باڑہ بنادیا۔ اس پر ان سے مرو کے مرزبان نے کہا 'یہ باغ تھا مگر آپ نے اس کو اونٹوں کا باڑا بنادیا'۔ قتیبہ نے جواب دیا 'میرے والد 'اشتربان' تھے اور یزید کے والد باغبان تھے'۔ ☆محمد بن سیرین پارچہ فروش تھے۔ ☆مُجمّع الزاہد پارچہ باف تھے۔ ☆ایوب سختیانی، سختیان کے چمڑے بیچتے تھے، وہ اس کی جانب منسوب کردئے گئے۔ ☆سعید بن مسیّب کے والد مسیّب روغن فروش تھے۔ ☆میمون بن مہران پارچہ فروش تھے۔ ☆مالک بن دینار وراق تھے، قرآن مجید کی کتابت کرتے تھے۔ ☆امام ابوحنیفہ صاحب الرائی ریشمی پارچہ فروش تھے۔

۱۴۔ جسمانی نقائص وامراض میں مبتلا افراد

☆عطاء بن ابی رباح، سیاہ فام، یک چشم ہاتھ میں سوکھے (لنج)، ناک چپٹے اور لنگڑے تھے۔ بعد میں نابینا بھی ہوگئے تھے۔ ☆ابان بن عثمان بن عفان، سخت بہرے اور مبروص تھے۔ ان کے ہاتھوں پر جہاں جہاں سفید داغ تھے ان پر خضاب لگاتے تھے مگر چہرے پر خضاب نہ لگاتے تھے انھیں فالج بھی ہوگیا تھا۔ مدینہ میں لوگ کہتے تھے 'اللہ تجھے ابان جیسی فالج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا کرے۔ کیونکہ وہ بہت بری طرح فالج زدہ تھے۔ ابان بھینگے (احول) بھی تھے۔ ☆مسروق بن اجدع، کبڑے تھے۔ جنگ قادسیہ میں زخمی ہوکر لنج (خشک ہاتھ والے) بھی ہوگئے تھے۔ (بعد میں) فالج زدہ بھی ہوگئے تھے۔ ☆احنف بن قیس، یک چشم تھے۔ ان کی ایک آنکھ کہا جاتا ہے کہ جنگ سمرقند میں ضائع ہوگئی تھی۔ کچھ راویوں کا بیان ہے کہ یہ آنکھ چیچک کی وجہ سے جاتی رہی تھی۔ ان کے پاؤں ٹیڑھے تھے اور چلنے میں دائیں پاؤں پر زیادہ زور دیتے تھے۔ ان کے دانت تلے اوپر تہ بند تھے۔ سر چھوٹا تھا۔ تھوڑی جھکی ہوئی اور دونوں گال تے ہوئے تھے۔ ☆ابو الاسود دئلی، لنگڑے، فالج زدہ اور گندہ دہن تھے۔ ﴿ص ۲۵۱﴾ ☆عمرو بن عمرو بن عُدس، اپنے قبیلہ کے شہسوار اور ساونت تھے۔ ان کے برص کے داغ تھے اور گندہ دہن تھے۔ ان کی اولاد کو اسی لئے 'افواہ الکلاب' (کتوں کے منہ) کہا جاتا تھا۔ ☆اقرع بن حابس، لنگڑے اور گنجے تھے اس لئے اقرع (گنجا) ان کا نام ہی پڑ گیا۔ ☆عبیدہ سلمانی، بہرے اور کانے تھے۔

مبروص : ☆انس بن مالک، ان کے چہرے پر برص کے داغ تھے۔ کچھ لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے (اپنے متعلق) اس ارشاد کے بارے میں کہ 'اے اللہ جس سے علی محبت کریں تو اسے دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی کر'۔ کے بارے میں دریافت کیا اس کے جواب میں انس نے فرمایا 'میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور بھول گیا ہوں'۔ یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ (ناراض ہوئے اور) کہا 'اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو تم پر اللہ ایسی سفیدی کی مار ڈالے جس کو عمامہ بھی نہ ڈھانپ سکے'۔ (یوں حضرت علی کی بددعا سے حضرت انس کے چہرے پر برص کے داغ نمودار ہوگئے تھے) ابو محمد (ابن قتیبہ) کہتے ہیں 'علی کے اس قول کی کوئی اصل نہیں ہے'۔ ☆بلعاء بن قیس، مبروص تھے اور کہا کرتے تھے (میرا چہرہ) اللہ کی تلوار ہے جس کو اس نے صیقل کر دیا ہے۔ ☆جذیمہ الابرش، ابرش سے ابرص (مبروص) مراد ہے۔ ☆یربوع بن حنظلہ بن مالک، مبروص تھا۔ اس کی اولاد کو 'بنوالابرص' کہتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کان بنو الابرص فرسانها فادرکوا الاحدث والاقدما

[بنوالابرص اپنی قوم کے شہ سوار ہیں۔انھوں نے موروثی اور جدید شرف وفضیلت کو پالیا]۔

☆سفاح تغلبی، مبروص تھا۔وہ بنوبکر بن وائل اور بنوتغلب بن وائل کی جنگ (حرب بسوس) کے موقع پر خطبہ دینے کھڑا ہوا تو اس کی ریاح خارج ہوگئی اس پر اس نے یہ کہا (جو ضرب المثل ہوگیا) 'ہر چتکبرا (ابلق) گھوڑا گوز کرتا ہے'۔☆مغیرہ بن حَبنا، شاعر، مبروص تھا۔اس کے یہ اشعار ہیں:

انی امرؤ حنظلی حین تنسبنی لا، م العتیک ولا اخوالی العوق

لاتحسبن بیاضاً فی منقصة ان اللھا میم فی اقرابھا بلق

[جب تو میرا نسب معلوم کرے گا تو میں بنوحنظلہ کا آدمی ہوں، میری ماں شریف اور پاک ہے اور میرے ماموں بزدل اور برے لوگ نہیں ہیں ☆مجھ میں برص کی جو سفیدی ہے اسے عیب نہ سمجھ، عمدہ گھوڑوں کے پہلو میں بھی چتکبرا پن ہوتا ہے]۔

☆الربیع بن زیاد العبسی، اسے بھی برص تھا، اس کے بارے میں لبید کہتا ہے:

مھلاً أبیت اللعن لاتاکل معه ان استه من برص ملمعه

[رک جا، اللہ تجھ سے برائی دور کرے، اس شخص کے ساتھ کھانا نہ کھا کیونکہ اس کی سرین برص سے قلعی شدہ ہے]۔

☆قُشیر بن کعب، اس کے جسم پر برص کے داغ تھے، اس لئے اس کو قشیر (جس کی کھال کھینچ جائے) کہا گیا ہے۔☆سعد بن حارثه بن لام طائی بھی مبروص تھا۔☆ضمرہ بن ضمرہ بن جابر مبروص تھا۔اس کا نام شُقہ بن ضمرہ تھا۔(لخمی بادشاہ) نعمان نے اسے بدل کر ضمرہ بن ضمرہ کردیا۔☆ابیض بن مُجاشع بن دارم برص میں مبتلا تھا۔☆حارث بن حِلّزہ شاعر بھی برص کا مریض تھا۔☆شَمر بن ذی الجَوشن ضبابی، کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں تھا، اور ان کے قاتل پر لعنت ہو، مبروص تھا۔ ﴿ص۲۵۲﴾

☆عبدالرحمان بن عبداللہ قشیری، جو عمر بن عبدالعزیز کے دور میں خراسان کے گورنر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، مبروص تھے۔ ☆أیمن بن خُریم، جو عبدالعزیز بن مروان کے ہم جلیس تھے، برص کے مریض تھے۔ ☆حسن بن قَحطبه ☆عبدالوارث بن سعید محدث ☆عبدالله بن داؤد المحدث تینوں مبروص تھے۔

لنگڑے : یہ حضرات لنگڑے (اعرج) تھے۔ ☆ابو طالب، رسول اللہ ﷺ کے چچا۔ ☆معاذ بن جبل ☆حوفزان بن شریک ☆عبداللہ بن جُدعان لیثی ☆عمرو بن جموح ☆زیاد بن خصفه ☆ربیع بن مسعود کلبی ☆عبدالحمید بن عبدالرحمان بن زید بن خطاب ☆علقمہ بن قیس، کہ عبداللہ بن مسعود کے شاگرد تھے۔ بقول شعبی جنگ صفین میں لنگڑے ہو گئے تھے۔ ☆رُشید الهجری ☆سعید بن ابی عروبہ ☆ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ ☆ابو حازم مدنی ☆عُمر بن یزید بن عبدالملک ☆عبداللہ بن رجاء محدث وہ مکہ میں قیام کرتے تھے۔ ☆مجالد بن مسعود، کہ صحابی تھے۔

بہرے : ☆عبیدہ سلمانی بہرے تھے۔ ☆محمد بن سیرین بہرے تھے۔ ☆عبداللہ بن یزید بن ہرمز کہ قبیلہ دوس کے مولیٰ تھے، سخت بہرے تھے۔ ☆کمیت شاعر، سخت گراں گوش تھا، کچھ بھی نہ سن سکتا تھا۔

اعضاء بریدہ : ☆عمار بن یاسر، ان کا ہاتھ جنگ یمامہ میں کٹ گیا تھا۔ ☆المرقّش الاکبر (جاہلی شاعر) ناک کٹا تھا۔ درندہ اس کی ناک کھا گیا تھا۔

کوڑھی، جذامی : ☆ابوقُلابہ جذام کے مرض میں مبتلا تھے۔ ☆معیقیب جن کی تحویل میں رسول اللہ ﷺ کی خاتم رہتی تھی، جذام کے مریض تھے۔

بھینگے (احول) : ☆ابوجہل بن ہشام ☆ابولہب، رسول اللہ کا چچا۔ ☆ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ☆سمرہ بن جُندب ☆عروہ بن مغیرہ بن شعبہ ☆ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری ﴿ص ۲۵۳﴾ ☆ہشام بن عبدالملک ☆زیاد بن ابی سفیان، ان کی ایک آنکھ چھوٹی تھی۔ ☆عدی بن زید شاعر ☆یحییٰ بن سعید محدث۔

نیلی رکرنجی آنکھوں والے : ☆حسن بصری ☆عبدالرحمان بن عیاش بن صُحار ازرق اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمر تھے۔ ☆عباس بن ولید بن عبدالملک بن مروان۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ☆زبیر بن عوام نیلی آنکھوں والے تھے۔

اصلع : یہ لوگ اصلع تھے۔ ان کے سر کے سامنے کے بال غائب تھے۔ ☆عتبہ بن ابی سفیان ☆عمر بن خطاب ☆علی بن ابی طالب ☆عثمان بن عفان ☆مروان بن حکم، ان کے بعد کوئی خلیفہ اصلع نہیں تھا۔

کوسج (جن کی داڑھی کے بال صرف تھوڑی پر ہوں، رخسار بالوں سے خالی ہوں) : یہ لوگ کوسج تھے۔ ☆قاضی شریح ☆قیس بن سعید بن عمارہ۔

افقم (وہ لوگ جن کے سامنے کے دانت منہ سے باہر نکلے ہوں) : ☆یزید بن یزید بن ہشام بن عبدالملک۔

البخر (گندہ دہن) : ☆بنو دارم کا عمرو بن عمرو بن عُدس گندہ دہن تھا۔ ☆عبدالملک بن مروان گندہ دہن تھے۔ جس کے باعث لوگ انھیں 'ابو زبان' کہتے تھے۔ اس کے معنی یہ تھے کہ جب مکھی ان کے منہ کے قریب آتی تو منہ کی سخت بدبو کی وجہ سے گر جاتی تھی۔ ☆ابوالاسود الدئلی۔

اعور (یک چشم) : ☆ابوسفیان بن حرب، ان کی ایک آنکھ جنگ طائف میں جاتی رہی تھی۔ ☆اشعث بن قیس، ان کی ایک آنکھ جنگ یرموک میں ضائع ہوگئی تھی۔ ☆مغیرہ بن شعبہ، جنگ یرموک میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ ☆جریر بن عبداللہ بجلی، وہ ہمدان میں (حضرت) عثمان کے والی تھے، وہیں ان کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی تھی۔ ☆عدی بن حاتم کی ایک آنکھ جنگ جمل میں پھوٹ گئی تھی۔ ☆عتبہ بن ابی سفیان کی آنکھ جنگ جمل میں ضائع ہوگئی تھی۔ ☆قبیصہ بن ذویب کی واقعہ حرہ میں ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی۔ ☆اشترنخعی کی ایک آنکھ جنگ یرموک میں جاتی رہی تھی۔ ☆مختار بن ابی عبید کے چہرہ پر عبیداللہ بن زیاد نے کوڑے مارے جس سے اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ ☆مالک بن مسمع کی ایک آنکھ جفرہ (کی لڑائی) میں ضائع ہوگئی تھی۔ ☆قیس بن مکشوح مُرادی کی ایک آنکھ جنگ یرموک میں پھوٹ گئی تھی۔ ☆ابراہیم نخعی ☆حنف بن سِـــــجف ☆علی بن ہیثم سدوسی ☆ابن احمر شاعر ☆ابن مقبل شاعر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆عبداللہ بن عمیر لیثی برادر ﴿ص ۲۵۴﴾ عبیداللہ بن عمیر کی ایک آنکھ جنگ جور میں جاتی رہی تھی۔ ان کے والد کا پاؤں جنگ حنین میں کٹ گیا تھا۔ عبداللہ کو 'سید القراء' کہا جاتا تھا۔ ☆اسود بن یزید کی ایک آنکھ روزے کے سبب سے ضائع ہوگئی تھی۔ ☆حارث اعور کہ (حضرت) علی کے ساتھی اور شاگرد تھے۔ ☆ابومخلد سدوسی ☆حبیب بن ابی ثابت دراز قد اور یک چشم تھے۔ ☆جابر بن زید ابوالشعثاء۔

نابینا : ☆ابوبکر کے والد ابوقحافہ ☆ابوسفیان بن حارث ☆براء بن عازب ☆جابر بن عبداللہ انصاری ☆کعب بن مالک انصاری ☆حسان بن ثابت ☆ابوسفیان بن حرب ☆عقیل بن ابی طالب ☆ابو اُسَیـــد الساعدی ☆قتادہ بن نعمان ☆ابوعبدالرحمان السلمی ☆قتادہ بن دِعامہ ☆مغیرہ بن مِقسم، ابراہیم کے راوی ☆ابوبکر بن حارث بن ہشام ☆قاسم بن محمد بن ابی بکر، اخیر عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ ☆عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ☆ابو العبیدین، ان کا نام معاویہ بن سَمرہ تھا، عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں میں تھے۔ ☆سعد بن ابی وقاص، اخیر عمر میں ان کی بصارت جاتی رہی تھی۔ ☆عبداللہ بن ابی اوفی، آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے۔ ☆علی بن زید، یہ عبداللہ بن جدعان کی اولاد میں تھے، پیدائشی نابینا تھے۔ ☆ابو ہلال الراسبی ☆محل بن محرز ضبی، ابویحییٰ۔

۱۵۔ لگاتار اور مسلسل

ایک ہی نسل میں لگاتار تین نابینا : ☆عبداللہ بن عباس۔ ان کے والد ☆عباس بن عبدالمطلب اور ان کے والد ☆عبدالمطلب بن ہاشم۔ یہ تینوں صاحبان اخیر عمر میں بینائی سے محروم ہوگئے تھے۔ اسی لئے (حضرت) معاویہ نے (حضرت) ابن عباس سے کہا تھا 'اے بنو ہاشم تم بصارت کے مرض میں مبتلا ہوتے ہو'۔ ابن عباس نے جواب دیا 'اور اے بنو امیہ تم بصیرت کے مرض میں مبتلا ہوتے ہو'۔

ایک ہی نسل میں تسلسل سے چھ مقتول : بجز آل زبیر کے مجھے عربوں میں کسی ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان کا علم نہیں جس میں تسلسل سے چھ اشخاص قتل کئے گئے ہوں اور وہ یوں ہے: ☆عُمارہ جنگ قدید میں قتل ہوئے۔ ☆عمارہ کے والد حمزہ بھی اسی جنگ قدید میں قتل ہوئے۔ ☆حمزہ کے والد مصعب، عبدالملک سے لڑتے ہوئے (معرکہ دجیل) میں قتل ہوئے۔ ☆مصعب کے والد زبیر وادی سباع میں قتل ہوئے۔ ☆زبیر کے والد عوام جنگ فجار میں قتل ہوئے۔ ☆عوام کے والد خویلد زمانہ جاہلیت میں قتل ہوئے۔ ۸

ایک ہی نسل میں مسلسل تین قاضی : (الف)۔ ☆بلال بن ابی بُردہ بصرہ کے قاضی تھے۔ ☆بلال کے والد ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری ﴿ص ۲۵۵﴾ کوفہ کے قاضی تھے۔ ☆ابو بردہ کے والد ابوموسیٰ اشعری، (حضرت) عمر کی جانب سے قاضی تھے۔

(ب)۔ اسی طرح بنو العنبر کے ☆سَوّار بن عبداللہ بن قدامہ بن عنزہ بن کعب، ابوجعفر (المنصور) کے دور میں سترہ سال تک بصرہ کے قاضی رہے۔ وہ دوبارہ بصرہ کے امام صلوۃ بھی رہے اور امارت کے دوران ہی وہ مرے۔ ☆سوار بن عبداللہ کے بیٹے عبداللہ بن سوار بھی قاضی تھے۔ ☆عبداللہ بن سوار کے بیٹے سوار بن عبداللہ بن سوار بھی قاضی تھے۔

ایک ہی نسل میں مسلسل تین نام : ☆ابوالبختری قاضی کا نام ہے وہب بن وہب بن وہب۔ ☆ایران کے بادشاہوں میں باپ، بیٹے اور پوتے کے نام بہرام بن بہرام بن بہرام تھے۔ ☆آل ابی طالب میں حسن بن حسن بن حسن تھے۔ ☆شاہان غسان میں حارث اصغر بن حارث اعرج بن حارث اکبر تھے۔

لگاتار پانچ موالی : ☆داؤد بن خالد بن دینار اور ان کے دو بھائی سہل بن خالد اور یحییٰ بن خالد ان تینوں بھائیوں سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ (یہ تینوں بھائی) آل حنین کے مولیٰ ہیں۔ آل حنین میں ابراہیم بن عبداللہ بن حنین بھی تھے جن سے زہری حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ☆آل حنین مثقب کے موالی ہیں ☆مثقب، مسحل کے موالی میں ہیں ☆مسحل، شماس کے مولیٰ ہیں۔ ☆شماس بن عباس بن عبدالمطلب کے مولیٰ ہیں۔

چار پشتوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا : ☆ابو قحافہ۔ ان کے بیٹے ☆ابوبکر صدیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ۔ ان کے بیٹے ☆عبدالرحمان۔ ان کے بیٹے ☆محمد بن عبدالرحمان۔

چار بھائی جو جنگ بدر میں شریک ہوئے : بکیر کے چار بیٹے عاقل، ایاس، خالد اور عامر لیثی رضی اللہ عنہم جنگ بدر میں مسلمانوں کی طرف سے شریک ہوئے۔ معاویہ ان پر انصار کے مقابلے میں فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان چار بھائیوں کے علاوہ جنگ بدر میں اور کوئی چار بھائی شریک نہ ہوئے۔

مسلسل تین سردار : ☆مہلب بن ابی صفرہ۔ ان کے بیٹے ☆یزید بن مہلب ☆یزید کے بیٹے مخلد بن یزید بن مہلب، مخلد نے بچپن میں (اہل کوفہ) کی سرداری کی۔ حمزہ بن بیض نے ان کے متعلق کہا:

بلغت لسبع مضت من سنیک ما یبلغ السید الاشیب

فهمک فیها جسام الامور وهم لداتک عن یلعبوا

[تم سات برس کی عمر میں اس مقام بلند پر پہنچ گئے۔ جہاں ادھیر عمر سردار پہنچ پاتے ہیں۔ پس اس کمسنی میں تمہارے پیش نظر بڑے بڑے کام ہیں جب کہ تمہارے ہم عمر بچے کھیلنے کے مشغلہ میں مصروف ہوتے ہیں]۔

اسی طرح ☆خارجہ بن حصن اہل کوفہ کے سردار تھے۔ ☆ان کے والد حصن بن حذیفہ نے ﴿ص ۲۵۶﴾ قبیلہ اسد اور غطفان کی سیادت کی اور ☆ان کے والد حذیفہ بن بدر نے کہ 'رب معد' کہلاتا تھا، معد کی سیادت کی۔

اسی طرح بنی عبدالقیس کا سردار ☆حکم۔ اس کا باپ ☆منذر اور اس کا باپ ☆جارود تینوں یکے بعد دیگرے سردار ہوئے۔

۱۶۔ عمروں کا زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم فرق

دو بھائیوں میں عمر کا زیادہ سے زیادہ فرق : موسیٰ بن عبیدہ جن سے احادیث راویت کی جاتی ہیں، ان کے بھائی عبداللہ بن عبیدہ ان سے ساٹھ سال بڑے تھے، موسیٰ اپنے بھائی عبداللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

باپ بیٹے میں عمر کا تفاوت رکم سے کم فرق : عمرو بن عاص اور ان کے بیٹے عبداللہ کی عمروں میں بارہ سال کا فرق تھا۔

۱۷۔ دراز قد افراد

☆حبیب بن مسلمہ فہری درازی قد کی وجہ سے (جب چلتے) تو ایسا معلوم ہوتا کہ سوار ہیں۔ ☆عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دراز قد ہونے کی وجہ سے جب چلتے تو ایسا لگتا کہ وہ سوار ہیں اور دوسرے لوگ پیدل چل رہے ہیں۔ ☆عباس بن عبدالمطلب لوگوں کے ساتھ چلتے تو معلوم ہوتا کہ وہ اونٹ کے ہووج کی طرح اونچے ہیں اور تمام لوگ ان سے کم ہیں۔ ☆جریر بن عبداللہ بجلی دراز قامتی کی وجہ سے اونٹ کے کوہان میں بھی تکلیف سے سماتے تھے، ان کا جوتا ایک ہاتھ لمبا ہوتا تھا۔ ☆عدی بن حاتم طویل القامت تھے، وہ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو ان کا پاؤں زمین سے لگتا تھا۔ ☆قیس بن سعد دراز قد اور تنومند تھے، ایک مرتبہ قیصر روم نے (حضرت) معاویہ کو لکھا کہ 'آپ کے ہاں جو شخص سب سے زیادہ لانبا اور تنومند ہو اس کا پاجامہ میرے پاس بھیج دیجئے'۔ معاویہ نے کہا 'قیس بن سعد کے سوا ایسا آدمی مجھے جان نہیں پڑتا'۔ سو انھوں نے قیس سے کہا 'جب آپ یہاں سے اپنی قیام گاہ پر جائیں تو مجھے اپنا پاجامہ بھیج دیجئے گا'۔ یہ سن کر (حضرت) قیس نے اپنا پاجامہ اتار کر (حضرت) معاویہ کی جانب پھینک دیا۔ اس پر (حضرت) معاویہ نے کہا 'کیا آپ اس کو اپنی قیام گاہ سے نہ بھیج سکتے تھے؟' قیس نے یہ اشعار پڑھے:

اردت لکیلا یعلم الناس انها　　سراویل قیس والوفود شهود

وان لا یقول الناس بالظن انها　　سراویل هادی نمته ثمود

[میں نے چاہا کہ تمام لوگ جان جائیں کہ یہ قیس کے پاجامے ہیں اور لوگوں کے وفد اس پر گواہ ہیں ☆اور لوگ محض گمان سے یہ نہ کہیں کہ یہ قبیلہ عاد و ثمود کے پاجامے ہیں]۔

☆عبیداللہ بن زیاد طویل القامت تھا۔ جب وہ پیدل چلتا تو اس کے قد کی درازی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث لوگ یہ خیال کرتے کہ وہ سوار ہے۔ ☆علی بن عبداللہ بن عباس دراز قد اور خوبصورت آدمی تھے۔ کچھ لوگوں کو ان کی درازی قدم پر تعجب ہوا ان میں سے ایک شخص نے کہا 'سبحان اللہ! لوگوں کے قد کیسے کم ہو گئے؟' میں نے عباس کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا ایسا لگتا تھا کہ وہ سفید خیمہ ہیں'۔ جب یہ بات علی بن عبداللہ کو بتائی گئی تو بولے 'میرا قد میرے والد کے کاندھے تک ہے اور میرے والد کا قد میرے دادا کے کاندھے تک تھا'۔ ☆جبلہ بن ایہم، کہ آخری غسانی بادشاہ تھا، دراز قد تھا۔ اس کا قد بارہ بالشت تھا۔ وہ جب سوار ہوتا تو اس کے پاؤں زمین کو چھوتے تھے۔ اس نے (حضرت) عمر کے عہد خلافت میں اسلام قبول کیا مگر بعد میں مرتد ہو کر رومیوں کے ملک میں بھاگ گیا۔ ☆عُمارہ بن عُقبہ حنفی خارجی دراز قد تھا۔ اسے حجاج نے امان دے دی تھی۔ اس نے بصرہ میں انتقال کیا۔ اس کے قد کے مطابق لوگوں کو کوئی تخت نہ مل سکا جس پر اس کی لاش رکھتے۔ اس لئے لوگوں کو اس میں چند تختوں کا اضافہ کرنا پڑا۔

﴿ص ۲۵۷﴾ ۱۸۔ پستہ قد افراد

☆عبداللہ بن مسعود حد درجہ پستہ قد تھے۔ جب وہ لوگوں کے درمیان بیٹھتے تو پستی قامت کے سبب قریب قریب چھپ جاتے تھے۔ ☆ابراہیم بن عبدالرحمان بن عوف پستہ قد تھے۔ انھوں نے سکینہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا تھا۔ وہ ان کو دیکھ کر اس نکاح پر راضی نہ ہوئیں اور ان سے خلع لے لیا۔ یہ ابراہیم، سعد بن ابراہیم کے والد تھے۔ ☆ابوزید نحوی نے عمرو بن عبید سے اور انھوں نے حسن (بصری) سے روایت کیا ہے کہ 'فرعون کا قد ایک ہاتھ سے زیادہ نہ تھا'۔ ۹

۱۹۔ وہ لوگ جو مدت حمل سے زیادہ عرصہ تک شکم مادر میں رہے

کہا جاتا ہے کہ ☆ضحاک بن مزاحم سولہ مہینے میں پیدا ہوئے۔ ☆شُعبہ بن حجاج دو سال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیدا ہوئے۔ ☆محمد بن عجلان جو فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ کے مولیٰ تھے، تین سال سے زیادہ شکم مادر میں رہے، جب پیدا ہوئے تو ان کے دانت نکل آئے تھے۔ ☆مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سال سے زیادہ مدت تک شکم مادر میں رہے۔ ☆واقدی کا بیان ہے کہ زید بن خطاب کی اولاد میں سے آل جحاف کی خواتین کو میں نے یہ کہتے سنا کہ 'ہمارے خاندان کی کوئی عورت تیس ماہ سے کم مدت تک حاملہ نہ رہی'۔ (یعنی وضع حمل کی مدت ڈھائی سال تھی)۔ ☆ھَرِم بن حیّان چار سال تک شکم مادر میں رہے۔ اسی وجہ سے ان کو ہَرِم (بڈھا) کہا گیا۔

۲۰۔ وہ لوگ جو مدت حمل سے کم عرصہ شکم مادر میں رہے

☆مسیح عیسیٰ علیہ السلام آٹھ ماہ میں پیدا ہوئے۔ اس لئے آٹھ ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہتا۔ ☆شعبی سات ماہ میں جڑواں پیدا ہوئے۔ ☆جریر شاعر سات مہینے میں پیدا ہوا۔ ☆عبداللہ بن مروان چھ ماہ میں پیدا ہوئے۔

۲۱۔ وہ اشخاص جو اپنے آباء اور خاندان کے علاوہ دوسروں کی جانب منسوب ہیں

☆زنجی بن خالد، سرخ و سپید تھے۔ ان کا نام زنجی (زنگی، حبشی) الٹ رکھا گیا، جیسا کہ (گورے شخص) کو ابو الجون (سیاہ فام) اور حبشی کو گورا کہا جاتا ہے۔ ☆ابراہیم بن یزید خوزی جن سے احادیث روایت کی گئی ہیں اور جو عمر بن عبدالعزیز کے مولیٰ تھے، خوز کے رہنے والے نہیں تھے بلکہ انھیں خوزی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مکہ کے شعب الخوز (خوز کی گھاٹی) میں مقیم ہو گئے تھے۔ انھوں نے ۱۵۱ھ میں وفات پائی۔ ☆مقسم مولیٰ ابن عباس، یہ عبداللہ بن عباس کے مولیٰ نہیں تھے، بلکہ وہ عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے۔ انھیں ابن عباس کا مولیٰ اس وجہ سے کہا جانے لگا کہ وہ برابر انھیں سے وابستہ رہے اور انھیں سے روایتیں کرتے رہے ﴿ص ۲۵۸﴾ ☆خالد الحذاء، یہ حَذَّا (جفت ساز) نہیں تھے بلکہ جفت سازوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے اس لئے ان کی جانب منسوب کر دیئے گئے۔ ☆سلیمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیمی، یہ نہ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے اور نہ ان کے مولیٰ تھے، مگر وہ بنو تیم کے محلّہ میں قیام کرتے تھے اور ان کی مسجد بھی بنو تیم کی بستی میں تھی۔ وہ بنی مُرّہ بن عباد بن ضبیعہ کے مولیٰ تھے۔ ☆ابو سعید المقبری، ان کی قیام گاہ قبرستان کے قریب تھی سو یہ المقبری کہلائے۔ ☆عثمان البتّی، ان کا نام عثمان بن سلیمان بن جرموز تھا اور وہ کوفہ کے باشندے تھے، وہاں سے وہ بصرہ منتقل ہو گئے، بنو زہرہ کے مولیٰ تھے اور بتوت (گاڑھا کپڑا) بیچتے تھے۔ اس لئے البتّی (گاڑھے کپڑے والا) کہلائے۔ ☆السُّدی، مدینہ کے سائبان (سُدۃ المدینہ) میں دوپٹے بیچا کرتے تھے اس لئے سُدۃ کی نسبت سے السُدی مشہور ہو گئے، ان کا نام اسماعیل بن عبدالرحمان تھا۔ ☆اسماعیل بن مسلم المکی محدث، مکہ کے رہنے والے نہیں تھے، لیکن کسی زمانے میں مکہ میں رہے تھے، وہ بصرہ کے باشندے تھے، جب مکہ سے بصرہ واپس آ گئے تو لوگوں نے ان کو المکی کہنا شروع کر دیا۔ ☆قاسم بن فضل الحُدانی ابومغیرہ، وہ حُدان کے رہنے والے نہیں تھے، بلکہ قبیلہ بنو حدان کی بستی میں قیام پذیر تھے سو انھیں کی طرف منسوب کر دیئے گئے حالانکہ وہ قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے۔ ☆عبدالواحد بن زیاد ثقفی، بنو ثقیف سے ان کا تعلق نہیں تھا، وہ قبیلہ عبدالقیس کے مولیٰ تھے اور بنو ثقیف کی جانب منسوب کر دیئے گئے۔ ☆عبدالرحمان بن مبارک الیزیدی، یہ یزید بن منصور حمیری کے بیٹوں کے اتالیق تھے اس مناسبت سے انھیں 'الیزیدی' کہا جانے لگا۔ ☆ابن ام مکتوم، یہ اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں۔، ان کے باپ کا نام قیس اور ان کا نام عبداللہ یا ایک ضعیف روایت کی رو سے عمرو تھا۔ ☆شرحبیل بن حسنہ اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ بن مطاع تھا۔ ☆عبداللہ بن بُحَینہ، اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں، ان کے باپ کا نام مالک تھا۔ ☆خُفَاف بن نُدبہ، اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں، ان کے والد کا نام عمیر بن حارث سلمی تھا۔ ☆ابولُبابہ کی کنیت ان کی بیٹی (لبابہ) سے تھی ان کا نام بشیر تھا۔ ☆مُعاذ اور مُعوّذ، عفراء نامی خاتون کی طرف منسوب ہیں جو ان کی ماں تھیں، ان دونوں کے والد کا نام حارث بن رفاعہ تھا، معاذ کی نسل موجود ہے مگر مُعوّذ کی نسل باقی نہ رہی۔ ☆فَیروز حمیری جنھوں نے (جھوٹے مدعی نبوت) اسود عنسی کو قتل کیا تھا، عجمی اور دیلمی تھے ان کو حمیری اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے کہا گیا کہ وہ بنوحمیر کی بستی میں رہائش پذیر تھے۔ ☆اسماعیل بن عُلیہ، اپنی والدہ کی جانب منسوب ہیں ان کے والد کا نام ابراہیم بن مقسم تھا۔ ☆عبیداللہ بن عائشہ اپنی دادی (عائشہ) کی جانب منسوب ہیں۔ ان کے والد بھی 'ابن عائشہ' کہلاتے تھے، ان کا نام عبیداللہ بن محمد بن حفص تیمی تھا۔ ☆مرداس بن ادیہ، یہ 'ادیہ' کی طرف منسوب ہیں جو ان کی دادی یا دایہ تھیں۔ ☆ابن القِریۃ، اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں، ان کا نام ایوب بن یزید تھا۔ ☆ابن الاطنابہ شاعر بھی اپنی والدہ کی طرف منسوب ہیں، ان کا نام عمرو بن عامر تھا۔ ☆ابن الدُمینہ، اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں۔ ☆ابن المیّادہ، یہ بھی اپنی والدہ کی طرف منسوب ہیں۔ ☆سلیمان بن قتہ، اپنی والدہ کی نسبت سے مشہور ہیں، وہ شاعر اور محدث تھے 'تیم قریش' کے مولیٰ تھے۔ ☆العُمانی الشاعر، وہ عمان کے رہنے والے نہیں تھے، لیکن ان کا چہرہ زرد اور پیٹ بڑا تھا، ان کو دکین الراجز نے کنویں سے پانی نکالتے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے دریافت کیا کہ (من هذا العمانی؟) 'یہ عمانی کون ہے؟' کیونکہ عمان والے زرد اور بڑے پیٹ والے ہوتے ہیں۔

﴿ص ۲۵۹﴾ ۲۲۔ وہ حضرات جن کی کنیت ہی ان کا نام ہے

☆ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری۔ ☆ابوبکر بن عیّاش، ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام شُعبہ تھا۔ ☆ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ۔ ☆ابوعمرو بن علاء، اور ان کے بھائی ☆ابوسفیان بن علاء، ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ ☆ابوقرہ الکندی، یہ کوفہ کے سب سے پہلے قاضی تھے، ان کا نام ہی ان کی کنیت ہے۔ ☆ابو ھُبیرہ بن حارث انصاری، ان کا نام اور کنیت ایک ہی ہے۔ ☆ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام مخزومی، ان کا نام ان کی کنیت ہے، ان کو 'راہب قریش' کہا جاتا تھا۔ ☆ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری، ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ ☆ابوامیہ، اور ☆ابوالحضرمی، کہ قبیلہ 'تیم الرباب' سے نسبی تعلق رکھتے تھے، ان کے نام ہی ان کی کنیتیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ دو یا تین کنیتیں رکھنے والے اصحاب

☆عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ، ابوعمرو اور ابولیلیٰ تھیں۔ ☆عبداللہ بن زبیر کی کنیتیں ابوبکر، ابوحبیب اور ابوعبدالرحمان تھیں۔ ☆قَطری بن الفُجاۃ (خارجی) کی کنیتیں ابومحمد، ابونعامہ اور ابوحنظلہ تھیں۔ ☆عبدالعُزّیٰ بن عبدالمطلب کی کنیتیں ابولہب اور ابو عتبہ تھیں۔ ☆عامر بن الطفیل دو کنیتیں کرتا تھا، ابوعلی اور ابوعقیل۔ ☆قیس بن مکشوح کی ابواسد اور ابوحسان کنیتیں تھیں۔ ☆حسان بن ثابت کی کنیتیں ابوالولید اور ابو الحُسام تھیں۔ ☆حمزہ بن عبدالمطلب کی دو کنیتیں تھیں، ایک ابویَعلی اور دوسری ابوعُمارۃ۔ ☆صخر بن حرب دو کنیتیں رکھتے تھے، ابوسفیان اور ابوحنظلہ۔

۲۴۔ طاعون کا ذکر

☆ابومحمد (ابن قتیبہ) نے کہا، مجھ سے ابوحاتم نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا کہ اسلام میں سب سے پہلے طاعون، شام میں عمواس کا طاعون ہے۔ اس طاعون میں معاذ بن جبل، ان کی دو بیویاں اور بیٹے اور ابوعبیدہ بن جراح نے وفات پائی۔ ☆طاعون شیرویہ بن کسریٰ عراق میں آیا اس کا اور طاعون عمواس کا زمانہ ایک ہی ہے۔ اس وقت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے، طاعون عمواس اور طاعون شیرویہ کے درمیان ایک طویل عرصہ حائل ہے۔ ۱۰ ☆طاعون جارف عبداللہ بن زبیر کے عہد میں ۶۹ھ میں آیا، اس وقت بصرہ کے والی عبیداللہ بن عبداللہ بن معمر تھے۔ ☆طاعون الفتیات، اس طاعون کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ اس کا ابتدائی شکار بصرہ کی نوجوان اور کنواری لڑکیاں ہوئیں، یہ طاعون بصرہ، واسط، کوفہ اور شام میں آیا، اس زمانہ میں حجاج بن یوسف ثقفی عبدالملک بن مروان کی طرف سے واسط میں حاکم تھا، اسی اثناء میں یا اس کے تھوڑے عرصہ بعد عبدالملک نے (۸۵ھ میں) انتقال کیا، اسی (طاعون) میں امیہ بن خالد بن عبداللہ ﴿ص ۲۶۰﴾ بن خالد بن اسید اور علی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن اصمع اور صعصعہ بن صحصن نے جان جان آفریں کے سپرد کی (چونکہ اس میں متعدد شرفاء معززین نے جان دی تھی) اس لئے اس کو طاعون الاشراف (بھی) کہا جاتا ہے۔ ☆اس کے بعد ۱۰۰ھ میں جو طاعون آیا اسے طاعون عدی بن ارطاۃ کہتے ہیں۔ ☆بعد ازاں ۱۲۷ھ میں طاعون غُراب آیا۔ بنوالرباب کے ایک شخص کا نام غُراب تھا، اور وہی اس میں سب سے پہلے مرا تھا، اس وقت ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ تھا۔ ☆طاعون سلم بن قتیبہ ۱۳۱ھ میں دو ماہ تک شعبان اور رمضان کے مہینوں میں رہا، شوال کے مہینے میں اس کا خاتمہ ہوا، اس میں ایوب سختیانی کا انتقال ہوا۔ اصمعی کا بیان ہے کہ دوسری بار بھی ۱۳۱ھ میں عیدالفطر کے دن عراق میں طاعون سلم آیا اور ۱۳۵ھ میں شام میں اس طاعون نے تباہی مچائی، جب وہ کھلتا تو اس سے لوگوں کو افاقہ ہو جاتا تھا۔ ۱۱ طاعون اشراف کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

وما ترک الطاعون من ذی قرابه الیه اذا کان الایاب یوب

[اس طاعون نے کسی قرابت دار کو زندہ نہ چھوڑا کہ واپسی کے وقت اس کی جانب لوٹا جا سکے]۔

مدینہ اور مکہ میں کبھی کوئی طاعون نہیں آیا۔

۲۵۔ زمانہ جاہلیت کی مشہور جنگوں کا تذکرہ

۱۔ **یوم ذی قار** : اس لڑائی کی وجہ یہ تھی کہ جب (حیرہ، عراق کا حکمران) نعمان بن منذر، خسرو پرویز کے خوف سے بھاگا، تو ہانی بن مسعود بن عامر شیبانی کے پاس اپنی اولاد اور ایک سوز رہوں کو امانت کے طور پر رکھوا دیا۔ خسرو پرویز نے ہانی بن مسعود کے ہاں زرہوں اور نعمان کے دو بیٹوں کی واپسی کے لئے آدمی بھیجے۔ ہانی نے ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ (ہانی کی سرکوبی کی غرض سے خسرو پرویز نے) ایک بڑی فوج روانہ کی۔ بنوشیبان کے عرب اور ایران کی شاہی افواج کے درمیان مقابلہ ذی قار نامی (چشمہ) کے قریب ہوا۔ اس میں بنوشیبان کو کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ پہلا معرکہ تھا جس میں عربوں کو ایرانیوں پر فتح حاصل ہوئی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ **جنگ فجار اول** : یہ جنگ قریش اور ان کے بنو کنانہ کے حامیوں اور قبیلہ قیس عیلان کے مابین ہوئی تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بنو کنانہ کے ایک شخص پر بنو نصر بن معاویہ (یکے از قبیلہ قیس عیلان) کا قرض تھا۔ بنو کنانہ کے اس شخص نے قرض کی واپسی سے انکار کر دیا۔ اس پر بنو نصر کا قرض خواہ ایک بندر لے کر عکاظ کے میلے میں آیا اور میلے میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ 'کون ہے جو اس بندر کے عوض فلاں کنانی سے میرا مال واپس دلوانے پر آمادہ ہے؟' بنو کنانہ کا ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور بندر پر تلوار کا وار کر کے اسے مار ڈالا۔ اس پر بنو نصر کے آدمی نے قبیلہ قیس کی دہائی دی اور بنو کنانہ کے آدمی نے بنو کنانہ کی دہائی دی۔ فریقین میں ہل چل مچ گئی اور زبانی کلامی جھگڑا ہوا اور ان میں لڑائی چھڑنے ہی والی تھی مگر لوگوں نے فریقین میں صلح کرادی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا اور جنگ ٹل گئی یوں فجار اول میں کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ البتہ فجار ثانی میں جنگ ضرور ہوئی۔

۳۔ **جنگ فجار ثانی** : حِصن بن حُذیفہ بن بدر بن عمرو تمام بنو اسد و بنو غطفان کا سردار تھا۔ اس کا بیٹا عُیینہ بن حِصن مؤلفۃ القلوب میں تھا۔ یہ عُیینہ عکاظ کے میلے میں آیا۔ لوگوں کو خرید و فروخت کرتے دیکھ کر بولا 'میں ان لوگوں کو کسی معاہدے اور پیمان کے بغیر سامان بیچنے اور خریدتے دیکھ رہا ہوں، اگر میں اگلے سال تک جیتا رہا تو ان کو معلوم ہو جائے گا (کہ میں کیا کرتا ہوں)' ﴿ص ۲۶۱﴾ چنانچہ عیینہ نے اگلے سال (عکاظ کے میلہ پر) حملہ کیا اور لوٹ مار مچائی۔ فجار ثانی کا سبب یہی ہے۔ اس میں قبیلہ کنانہ (بشمول قریش) اور قبیلہ قیس (عیلان) کے درمیان جنگ ہوئی تھی اور قیس عیلان کو منہ کی کھانی پڑی تھی۔

۴۔ **حِلف الفُضول** : اس معاہدہ کا سبب یہ تھا کہ قریش حرم میں لوگوں کی دادرسی کرتے تھے سو عبداللہ بن جُدعان اور زبیر بن عبدالمطلب نے اپنی قوم کو مظلوموں کی مدد، ظالموں سے ان کے حقوق کی واپسی کے لئے باہمی عہد و پیماں کی دعوت دی۔ قریش نے اسے قبول کیا اور عبداللہ بن جُدعان کے مکان میں یہ معاہدہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ حِلف المُطیّبین : مطیبون (خوشبو میں ہاتھ ڈبو کر عہد کرنے والے) میں بنوعبد مناف، بنوزہرہ، بنواسد بن عبدالعزیٰ، بنوتیم (بن مرہ) اور بنوحارث بن فہر تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ (بنوعبد مناف) بن قصی نے چاہا کہ بنوعبدالدار (بن قصی) کے پاس رفادہ، لواء، ندوہ اور حجابہ کے جو عہدے تھے ان میں سے کچھ عہدے ان سے چھین کر خود لے لیں، کیونکہ ان کے پاس صرف سقایہ تھا۔ سو ان (مطیبون) نے (بنوعبدالدار سے) جنگ کرنے کا عہد و پیمان کیا اور لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے مگر پھر وہ لوگ جنگ سے رک گئے اور بنوعبدالدار کے پاس جو عہدے تھے ان کو ان کے پاس ہی رہنے دیا۔ الرفادہ ایک محصول تھا جسے قصی نے حاجیوں کی ضیافت کی غرض سے قریش پر لگایا تھا۔

۶۔ یوم الوقیط : یہ جنگ زمانہ اسلام میں بنوتمیم اور بنوبکر بن وائل کے درمیان لڑی گئی۔

۷۔ یوم شویحط : یہ جنگ مضری اور یمنی قبائل کے درمیان زمانہ جاہلیت میں ہوئی تھی۔ اس جنگ میں زُرارہ بن عُدُس لوگوں کا سردار تھا۔

۸۔ بنو وایل بن ربیعہ کے قبیلے بکر اور تغلب کی لڑائی : ۱۲ اس کا سبب یہ تھا کہ کلیب بن ربیعہ تغلبی اپنے زمانہ میں بنوربیعہ کا سردار کل تھا۔ اسی کے متعلق یہ مثل مشہور ہے کہ اعز من کلیب وائل (کلیب وائل سے بھی زیادہ معزز)۔ اس کلیب کی مخصوص چراگاہ میں جساس بن مُرہ بن ذُہل بن شیبان بن ثعلبہ کے اونٹ چلے گئے اس نے ان میں ایک اونٹنی کو تیر مار دیا۔ جس سے اس کا تھن چھد گیا۔ یہ اونٹنی جساس بن مرہ کی خالہ بسوس کی ملکیت تھی۔ (بسوس نے بنوبکر کی دہائی دی) اس لئے جساس، عمرو بن حارث بن ذہل کی ہمراہی میں کلیب کے پاس آیا۔ ان دونوں نے کلیب کے برچھا مارا اور اس کا سر قلم کرلیا۔ اس سبب سے (بنوبکر اور بنوتغلب) کے درمیان چالیس سال تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ (جن میں کلیب کا بھائی مہلہل اور دوسرے اہل ادعاء مارے گئے) ان جنگوں میں چھ لڑائیاں مشہور ہیں۔ کلیب کا بھائی مہلہل ان کا بانی مبا اور سرغنہ تھا۔ ☆یوم عنیزہ، اس جنگ میں فریقین کا پلہ برابر رہا۔ ☆یوم دارداث، اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تغلب کو بکر پر فتح حاصل ہوئی۔ ☆یوم الحنو، اس جنگ میں بنو بکر نے بنو تغلب پر فتح پائی۔ ☆یوم القصیبات، اس جنگ میں بنو تغلب کو بنو بکر پر بڑی کامیابی حاصل ہوئی اور بنو بکر کی بڑی تعداد میدان میں کھیت رہی۔ جساس کا بھائی ہمام بن مرہ بھی مارا گیا۔ ☆یوم قضہ، یہ یوم الفصیل ہے۔ ☆یوم تحلاق اللمم، اس جنگ میں جَحدر مارا گیا۔ اس کو اسی قبیلے کی عورتوں نے مار ڈالا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے سر کے بال نہ منڈوائے تھے ﴿ص۲۶۲﴾ (جو اس کے قبیلہ کا شعار تھا) اور عورتیں اسے پہچان نہ سکی تھیں۔ (اور دشمن کے شبہ میں اسے مار ڈالا تھا)۔ اس جنگ کے بعد کوئی قابل ذکر جنگ نہ ہوئی۔ ہاں فریقین میں لوٹ مار اور غارتگری کی وارداتیں ہوتی رہیں۔ جساس (بن مرہ) ان لڑائیوں کے اختتام تک مارا نہیں گیا تھا۔

۹۔ جنگ داحس و الغبراء : یہ جنگ عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس عیلان اور ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس عیلان (عبس اور ذبیان) کے درمیان ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بنو عبس کے قیس بن زہیر بن جَذیمہ عَبسی اور بنو ذبیان کے حُذیفہ بن بدر ذبیانی نے آپس میں یہ شرط بدی کہ ان میں سے جس کا گھوڑا دوڑ میں آگے نکل جائے وہ اپنے حریف سے بیس اونٹ کی شرط جیت کر یہ اونٹ لے لے گا۔ ان دونوں نے سو تیروں کے فاصلہ کو گھڑ دوڑ کی انتہائی حد، گھوڑوں کی تیاری اور مشق کے لئے چالیس راتوں کو اور دوڑ کے مقام کے لئے مقام ذات الاصاد کو منتخب کیا۔

قیس نے داحس (گھوڑا) اور غبراء (گھوڑی) کو دوڑایا اور حذیفہ نے قرزل یا نظار (نامی گھوڑے) اور خفاء (نامی گھوڑی) کو دوڑایا۔ حذیفہ کے قبیلہ بنو فزارہ نے گھر دوڑ کے راستے میں کچھ لوگوں کے چھپا دیا تھا جنھوں نے غبراء کو روک کر پیچھے لوٹا دیا اور اس کے منہ پر مارا حالانکہ وہ سب سے آگے تھی۔ اس پر قیس نے کہا کہ میری گھوڑی سب سے آگے نکل گئی تھی اسے لوگوں نے راستہ سے ہٹا دیا تھا۔ اس سے فریقین میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قیس نے کہا کہ مجھے ایک اونٹ دے دو تا کہ چشمہ پر مقیم قبائل کی ضیافت کروں۔ اس کے جواب میں حذیفہ نے کہا کہ ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری جیت کا اقرار نہیں کرتے۔ یہ دیکھ کر وہ وہاں سے چلا گیا مگر کچھ عرصہ بعد حذیفہ کے قبیلے پر اس نے غارت گری کی اور حذیفہ بن بدر کے بھائی عوف بن بدر کو مار ڈالا اور اس کی دیت میں اس نے ایک سو گابھن اونٹنیاں حذیفہ کو دے دیں۔ اس کے بعد (قیس کا بھائی) مالک بن زہیر کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں (حذیفہ کے بھائی) حمل بن بدر نے اسے قتل کر دیا۔ اس پر قیس نے حذیفہ کو پیغام بھیجا کہ تم نے عوف بن بدر کے بدلے میں مالک بن زہیر کو قتل کر دیا ہے اس لئے دیت کے ہمارے سو اونٹ واپس کر دو۔ اس وقت تک اونٹنیوں نے حذیفہ کے ہاں بچے دے دیئے تھے۔ اس نے اونٹنیاں واپس کر دیں مگر ان کے بچے واپس نہ کئے مگر بنو عبس نے بچوں کی واپسی پر اصرار کیا۔ اس پر عبس اور ذبیان کے درمیان جنگ شروع ہوگئی۔ جب حارث بن عوف مری نے فریقین میں صلح کرا کے مقتولین کے دیت کی رقم ادا کر دی تو جنگ ختم ہوگئی۔ [۱۳]

۲۶۔ ان لوگوں کے قصے جن کے نام ضرب المثل ہو گئے

۱۔ قوس حاجب (حاجب کی کمان) : یہ حاجب بن زرارہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بددعاء سے اس کے قبیلہ میں قحط پڑ گیا تھا۔ اس لئے وہ کسریٰ کی خدمت میں آیا اور درخواست کی کہ قحط سالی کے خاتمہ تک اسے اور اس کی قوم کو اپنے علاقوں میں رہنے کی اجازت دے دے۔ کسریٰ نے یہ جواب دیا کہ 'اے عربوں تم لوگ بے وفا اور حریص ہو اگر میں تم لوگوں کو اپنے ملک میں ٹھہرنے کی اجازت دے دوں تو تم اسے خراب کر دو گے، رعایا پر غارت گری کرو گے اور انھیں تکلیف پہونچاؤ گے'۔ حاجب نے کہا کہ 'میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ عرب ایسا نہیں کریں گے'۔ کسریٰ نے ان سے کہا 'اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم اپنا وعدہ وفا کرو گے؟'۔ حاجب بولا کہ 'میں اپنی یہ کمان ضمانت کے طور پر تمہارے پاس رہن رکھتا ہوں'۔ ﴿ص ۲۶۳﴾ یہ سن کر کسریٰ کے گرد جو ایرانی بیٹھے تھے ہنسنے لگے۔ اس پر کسریٰ نے ان سے کہا 'یہ اپنی کمان کو میرے پاس کبھی نہ چھوڑے گا' اور اس کی ضمانت قبول کر کے اسے اور اس کی قوم کو (عراق کے) سبزہ زاروں میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی دعاء سے ان لوگوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خشک سالی دور ہوگئی اور لوگ خاش حال ہوگئے۔ اس وقت تک حاجب مر چکا تھا۔ اس لئے عطارد بن حاجب کسریٰ کی خدمت میں اپنے باپ کی کمان لینے کی غرض سے حاضر ہوا۔ کسریٰ نے اسے کمان واپس کردی اور خلعت شاہی عطاء کی۔ جب عطارد اپنی قوم بنوتمیم کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اسلام قبول کیا، تو اس خلعت شاہی کو آپ کی خدمت میں تحفۃً پیش کیا۔ آپؐ نے اسے قبول نہ فرمایا۔ اس لئے عطارد نے اسے (مدینہ کے) ایک یہودی کے ہاتھ چار ہزار درم میں بیچ دیا۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ حاجب کی کمان آج بھی جعفر بن عمیر بن عطارد حاجب کی اولاد کے پاس محفوظ ہے کیونکہ وہی لوگ (عطارد بن حاجب کی) بڑی اولاد ہیں۔

۲۔ **باقل الذی یضرب به المثل بعیّه (باقل جو عجز گفتار میں ضرب المثل ہے)** : باقل، بنوقیس بن ثعلبہ کے قبیلے سے تھا۔ اس نے گیارہ درم میں ایک بکری خریدی تھی۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ 'تم نے یہ بکری کتنے میں خریدی ہے؟'۔ باقل نے اس کے جواب میں اپنی دونوں ہتھیلیاں کھول کر انگلیاں الگ کیں اور اپنی زبان نکال لی۔ اس طرح اس نے گیارہ کا عدد ظاہر کیا۔ جب لوگوں نے اس کو شرم دلائی تو اس نے یہ اشعار پڑھے:

یلومون فی حمقه باقلا کان الحماقة لم تخلق

فلا تکثروا العذل فی عیه فللعی اجمل بالاموق

خروج اللسان وفتح البنان احب الینا من المنطق

[لوگ باقل کو اس کی حماقت پر ملامت کر رہے ہیں۔ گویا حماقت پیدا ہی نہیں کی گئی ہے (مگر اس کے لئے) ☆ اس کے عجز گفتار پر اس کی بہت زیادہ ملامت نہ کرو۔ کیونکہ عاجز گفتار احمق سے بہرحال بہتر ہے ☆ زبان نکالنا اور انگلیوں کو کھول لینا۔ میرے نزدیک بولنے سے زیادہ پسندیدہ ہے]۔

۳۔ **قرط ماریه (ماریہ کا جھکا)** : کہا جاتا ہے کہ یہ ماریہ ظالم بن وہب بن حارث بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہ کندی کی بیٹی تھی۔ اس کی بہن ہند الہنود، حجر آکل المرار کندی کی بیوی تھی۔ ماریہ کا بیٹا (مشہور غسانی بادشاہ) حارث الاعرج تھا، جس کا نابغہ (ذبیانی) نے یوں ذکر کیا ہے کہ **الحارث الاعرج خیر الانام** یعنی حارث لنگڑا کہ اہل دنیا میں سب سے اچھا تھا۔ حسان بن ثابت نے اس شعر میں اسی کو مراد لیا ہے:

اولاد جفنة عند قبر ابیھم قبر ابن ماریه الکریم المفضل

[جفنہ کے بیٹے اپنے باپ کی قبر کے گرد ہیں، کہ ماریہ کا بیٹا تھا اور صاحب کرم وفضل تھا]۔

۴۔ **خُریم الناعم (نرم لباس پہننے والا خریم)** : خُریم بن عمرو قبیلہ مُرۃ بن عوف بن سعد بن ذُبیان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے بیٹے کا نام عدی بن خریم تھا۔ اس کے دو بیٹے عثمان اور ابوالہند تھے۔ ان دونوں کی ماں ام عمارۃ نامی عورت تھی۔ خریم کو الناعم اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ گرمیوں میں پرانا لباس اور سردیوں میں نیا لباس پہنتا تھا۔

۵۔ **اسرع من نکاح ام خارجه (ام خارجہ کہ فوراً نکاح کرلیتی تھی)** : ام خارجہ بنت قُراد بنو بجیلہ سے نسبی تعلق رکھتی تھی۔ لوگ اسے نکاح کا پیغام دیتے اور وہ اس پر فوراً نکاح کرلیتی تھی۔ اس پر وہ ضرب المثل ہوگئی اور کہا گیا (**اسرع من نکاح ام خارجه** = ام خارجہ کے نکاح سے بھی زیادہ جلدی) بکر بن عبد مناۃ سے اس کے بیٹے لیث، دول اور عریج پیدا ہوئے اور (عمرو بن تمیم بن مر سے) اس کے بیٹے عنبر، **ھجیم** اور اسید پیدا ہوئے۔ بنوالقین کہ یمنی قبیلہ ہے، اس میں بھی ام خارجہ کی اولاد موجود ہے اور انھیں بنوالحرۃ کہتے ہیں۔ قبیلہ البہراء میں بھی اس کی اولاد ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس کے بیٹے خارجہ کا باپ کس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔

۶۔ **حجام ساباط (ساباط کا حجام)** : اصمعی کے بقول ساباط کسریٰ فارسی زبان میں بلاس آباذ تھا۔ بلاس ایک آدمی کا نام ہے (جس نے اس شہر کو آباد کیا تھا)۔ یہاں کا حجام [۱۴] اپنی بے کاری میں ضرب المثل ہوگیا۔ کیونکہ وہ ساباط سے گزرنے والی فوج کے جوانوں کی کساد بازاری کے سبب ادھار حجامت کرتا تھا کہ جب وہ یہاں واپس آئیں گے (جس کی کوئی امید نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی) تو اسے اس کی اجرت ادا کریں گے۔

﴿ص ۲۶۴﴾ ۷۔ **شقائق النعمان (نعمان کے لالہ)** : ابومحمد (ابن قتیبہ) نے بیان کیا کہ شقائق النعمان (حیرہ، عراق کے لخمی بادشاہ) نعمان بن منذر کی طرف منسوب ہیں۔ وہ ایک بار مقام الظہر سے گزرا۔ وہاں سرخ، سبز اور زرد رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ انھیں میں اس قسم کے لالوں کی بھی کثیر تعداد تھی۔ اس نے انھیں دیکھ کر کہا 'یہ کتنے خوبصورت ہیں، ان کی حفاظت کرو'۔ سو لوگوں نے ان کی دیکھ بھال کی اور یوں ان لالوں کا نام 'شقائق النعمان' پڑ گیا۔

۸۔ **حدیث خُرافہ (خرافہ کی باتیں)** : (ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) مجھ سے ابوسفیان غنوی نے، ان سے سعید بن عبداللہ السلمی نے، ان سے علی بن ابی سارۃ نے، ان سے ثابت نے اور انھوں نے (حضرت) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا 'باتوں میں سب سے سچی بات خُرافہ کی بات ہے'۔ (یہ خرافہ) بنی عذرہ، کا ایک شخص تھا۔ اسے جن نے گرفتار کر لیا تھا۔ اس لئے وہ انھیں کے ساتھ رہتا تھا۔ جب وہ جن کوئی (آسمانی) بات سنتے تو خرافہ کو بتا دیتے تھے اور خرافہ وہ بات اہل زمین کو بتا دیتا تھا۔ (جب وہ واقع ہو جاتی) تو دنیا والے اس کو ایسی ہی پاتے جیسی کہ خرافہ نے انھیں بتائی ہوتی۔

۹۔ **بُرجان اللص (برجان چور)** : یہ فضل بن بُرجان، بنی امراء القیس کا مولیٰ تھا۔ اس کے دو دوست تھے سہم اور سہام۔ ان دونوں کو (شاہ حیرہ) مالک بن منذر نے قتل کرا دیا۔ اس پر خلف بن خلیفہ نے کہا:

ان کنت لم تسالی سهما وصاحبه عن مالک فاسالی فضل بن برجان

یخبرک عنه الذی اوفی علی شرف حتی اناف علی دور و بنیان

[اگر تو سہم اور اس کے ساتھی (سہام) کے متعلق مالک سے نہیں دریافت کرتی تو فضل بن بُرجان سے پوچھ لے ☆ تجھے ان کے بارے میں وہ شخص بتائے گا جو صاحب شرف ہے اور مکانات اور عمارات کی تعمیر میں نمایاں ہے]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ سحبان وائل : سحبان، قبیلہ باہلہ کے وائل کی طرف منسوب ہے اور یہ وائل بن معن بن اعصر (کا خاندان) ہے۔ یہ شخص بہت بڑا خطیب تھا اور خطابت میں ضرب المثل ہو گیا تھا۔ ایک شاعر نے ایک مہمان کے بارے میں جو اس کے ہاں مقیم تھا، یہ شعر کہے ہیں:

اتانا ولم نعبد له سحبان وائل　　بیانا وعلماً بالذی هو قائل

فما زال عنه اللقم حتی کانه　　من العیّ لما عن تکلم باقل

[(وہ مہمان) ہمارے ہاں آیا اور ہم نے خطابت وعلم میں سحبان وائل کو بھی اس کا ہم پلہ نہ قرار دیا ☆ مگر وہ مسلسل خاموش رہا۔ ایسا معلوم ہوا کہ وہ باقل جیسا عاجز گفتار تھا]۔

سحبان کا بیٹا عجلان بن سحبان تھا جو **طلحة الطلحات** کے متعلق کہتا ہے:

منک العطاء فاعطنی　　وعلی مدحک فی المشاهد

[تم سے جود وبخشش ہے، سو ہمیں عطاء کرو اور ہم پر لوگوں کے مجمع میں تمہاری مدح ہے]۔

۱۱۔ طفیل الذی ینسب الیه الطفیلیون (طفیل جس کی جانب طفیلیون منسوب ہیں) : یہ طفیل کوفہ کا رہنے والا اور عبداللہ بن غطفان بن سعد کی اولاد میں تھا۔ اس کو طفیل العرایس کہا جاتا تھا کیونکہ وہ شادیوں کی محفلوں میں جاتا اور ان کی جستجو میں رہتا تھا۔

۱۲۔ کنز النَّطِف (نطف کا خزانہ) : عرب کہتا ہے، **لو کان عند فلان کنز النطف ماعدا** (اگر فلاں کے پاس نطف کا خزانہ بھی ہوتو اسے کفایت نہ کرتا)۔ نطف بنو یربوع کا ایک مفلس شخص تھا۔ وہ پانی (کا مشکیزہ) اپنی پیٹھ پر اٹھاتا تھا اور وہ قطرہ قطرہ ٹپکتا رہتا تھا۔ (یمن کے ایرانی گورنر) باذان نے (شاہ ایران) کسریٰ کے ہاں کچھ مال روانہ کیا تھا، اس کو نطف نے لوٹ لیا تھا۔ اس لوٹ کے مال میں سے اسے غروب آفتاب تک ایک روز کے لئے کچھ مال ملا۔ (یعنی اس کی ملکیت صرف ایک دن رہی پھر کچھ نہ بچا) سو اسے عربوں نے ضرب المثل بنا دیا۔

۱۳۔ ندامة الکُسَعی (کُسَعی کی پشیمانی) : اس شخص نے تیر چلائے جو نشانے پر صحیح صحیح لگے مگر اسے یہ گمان ہوا کہ اس کا نشانہ خطاء ہو گیا ہے، سو اس نے اپنی کمان کو توڑ کر پھینک دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا نشانہ خطاء نہیں ہوا تھا تو اپنی کمان توڑنے پر اسے بڑی پشیمانی ہوئی۔ سو ہر اس کام میں جس میں کوئی پشیمانی ہو کسعی ضرب المثل ہو گیا۔

﴿ص ۲۶۵﴾ ۱۴۔ **مواعید عُرقوب (عُرقوب کے وعدے)** : یہ عرقوب عمالقہ کا ایک شخص تھا۔ اس کے پاس اس کا بھائی کسی ضرورت سے آیا۔ عرقوب نے اس سے کہا 'جب میرے کھجور کے درختوں میں شگوفے پھوٹیں تو آنا'۔ جب شگوفے نکل آئے تو اس کے پاس اس کا بھائی آیا۔ عرقوب نے اس سے کہا 'جب کچی کھجوریں نکل آئیں تو آنا'۔ جب کچی کھجوریں نکل آئیں تو عرقوب کا بھائی اس کے پاس آیا۔ اب کے عرقوب نے کہا 'جب کھجوریں گدر ہو جائیں اور رنگ پکڑنے لگیں تب آنا'۔ جب کھجوریں گدر گئیں تو اس کا بھائی اس کے ہاں آیا۔ عرقوب نے کہا 'جب کھجوریں پک جائیں تو آنا'۔ کھجوروں کے پک جانے کے بعد بھائی آیا، عرقوب نے کہا 'جب کھجور چھوہارا ہو جائیں تو آنا'۔ جب کھجوریں سوکھ کر چھوہارا ہو گئیں تو انھیں راتوں رات توڑ لیا اور اپنے بھائی کو کچھ بھی نہ دیا۔ اس لئے وعدہ خلافی میں عُرقوب ضرب المثل ہو گیا۔ ایک شاعر نے کہا ہے:

وعدت وکان الخلف منک سجیة مواعید عرقوب اخاہ بیترب

[تم نے وعدہ کیا، اور وعدہ خلافی تمہاری عادت ہے، عرقوب کے وعدوں جیسا جو اس نے اپنے بھائی سے جو اس کے پاس یترب میں آیا تھا، کیا تھا]۔

(ابن قتیبہ کہتے ہیں) میں نے سیبویہ کی کتاب میں 'یترب' تا (ت) اسی طرح پڑھا ہے۔ ۱۵

۱۵۔ **خُفّاء حُنین (حُنین کے دو موزے)** : حنین حیرہ کا موچی تھا۔ دو موزوں کی فروخت کے سلسلہ میں ایک بدو سے اس کا سودا نہ پٹا اور دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ اس سے حنین کو بڑا غصہ آیا اور اس نے بدو کو سبق سکھانا چاہا۔ جب وہاں سے بدو چلا گیا تو حنین نے ایک موزہ اٹھا کر راستہ میں پھینک دیا اور آگے جا کر دوسرا موزہ بھی فاصلہ پر پھینک دیا۔ جب بدو ایک موزہ کے پاس سے گزرا تو بولا 'یہ حنین کے موزے سے کس قدر ملتا جلتا ہے، اگر اس کے ساتھ دوسرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موزہ بھی ہوتا تو میں دونوں کو اٹھا لیتا'۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ جب دوسرے موزے کی جگہ پہونچا تو پہلے موزہ کو نہ اٹھانے پر پشیمان ہوا۔ اپنے اونٹ کو وہیں بٹھا کر موزہ اٹھالیا اور پہلے موزے کو پہنے کی غرض سے پیچھے پلٹا۔ حنین وہاں چھپا بیٹھا تھا جیسے ہی بدو اپنے اونٹ کو چھوڑ کر پیچھے گیا وہ اس کے اونٹ پر سوار ہو کر اس پر لدا ہوا مال لے کر چمپت ہو گیا۔ جب بدو دوسرا موزہ لے کر واپس آیا تو دو موزوں کے سوا وہاں کچھ نہ تھا۔ جب گھر آیا تو لوگوں نے اس سے دریافت کیا 'کہ کیا لائے'۔ اس نے کہا 'حنین کے دو موزے'۔ اس طرح عربوں نے ہر اس شخص کے لئے جو ناکام و محروم لوٹے اسے ضرب المثل بنا دیا۔

۱۶۔ **عطر مَنشم** : 'منشم' کیا ہے؟ اس بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں سب سے اچھی بات جو سنی ہے، وہ یہ ہے کہ منشم ایک عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں حنوط (عطر میت) فروخت کرتی تھی۔ اس لئے جب کوئی گروہ آپس میں جنگ کرتا تو اس کے متعلق کہا جاتا 'انھوں نے اپنے درمیان منشم کا عطر پیس کر مل لیا ہے'۔ اور 'عطر منشم' سے ان کی مراد ہوتی تھی (میت کا عطر)۔

۱۷۔ **حمّام مِنجاب (منجاب کا حمام)** [۱۶] : یہ (حمام) منجاب بن راشد ضبی سے منسوب ہے لوگوں میں اس حمام کا ذکر اس لئے بہت زور شور سے کیا جانے لگا کہ ایک شاعر نے اس کے بارے میں کہا تھا:

یارب قائلة یوما وقد لغبت کیف الطریق الی الحمام منجاب

[ہائے! ایک روز بہت سی کہنے والیوں کا جو تھک کر چور ہو گئی تھیں یہ کہنا کہ حمام منجاب تک کونسا راستہ جاتا ہے]۔

۱۸۔ **خُلیف جن کی جانب خُلیفیہ فالودہ منسوب ہے** : یہ خُلیف بن عُقبہ، بنو ربیع بن حارث سے کہ بنو تمیم کا مقاعس ہے، نسبی تعلق رکھتے تھے اور محمد بن سیرین کے شاگردوں میں تھے انھیں نے ان کی کنیت ابو بکر رکھی تھی۔ یہ بصرہ کے نہایت ظریف شخص تھے۔ ان کی اولاد وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے۔

۱۹۔ **سُلیم جس کی جانب اصفر سلیم منسوب ہے** : (بصرہ کے) عبداللہ بن ابی بکرہ کے تین کارندے تھے۔ان کے نام سُلیم الناصح، سُلیم الغاش اور سُلیم الساحر تھے۔ یہ سلیم الساحر وہی شخص ہے جس نے اصفر سلیم بنایا تھا۔

۲۰۔ **سعید جن کی جانب الثیاب السعیدیہ (سعیدی کپڑے) منسوب ہیں** : یہ سعید بن عاص بن سعید ہیں۔سعید کے والد کو علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے جنگ بدر میں قتل کر دیا تھا۔سعید اس وقت بچے تھے۔(بعد میں) رسول اللہ ﷺ ﴿ص ۲۶۶﴾ نے انھیں ایک جبہ پہنا دیا تھا۔اسی جبہ کی مناسبت سے الثیاب السعیدیہ کو شہرت ہوئی۔ یہ سعید پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اپنے اونٹ کی ناک چھید کر اس میں لکڑی ڈلوا دی تھی۔ان کے تقریباً بیس بیٹے اور بیس ہی بیٹیاں ہوئیں۔ان کے بیٹوں میں عمرو بن سعید الاشدق تھے، جن کو عبدالملک بن مروان نے قتل کرا دیا تھا۔

۲۱۔ **ابن رغبان جن کی طرف بغداد کی ایک مسجد منسوب ہے** : (یہ مسجد مغربی بغداد میں تھی)۔ یہ حبیب بن مسلمہ کے، جو بنو محارب بن فہر کے قبیلے سے تھے، آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ حبیب نہایت صاحب قدر و منزلت تھے، (حضرت) عثمان اور (حضرت) معاویہ کے ادوار میں مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور ان کا شمار مشہور طویل القامت افراد میں ہوتا ہے۔ [۱۷]

۲۲۔ **رُماۃ الحدق (ماہر تیرانداز)** : اس بارے میں راویوں میں اختلاف ہے۔کچھ راویوں کا بیان ہے کہ ان کا تعلق قبیلہ طی سے ہے۔ دوسروں کا خیال ہے کہ نوبہ (شمالی افریقہ کا علاقہ) کے رہنے والے لوگ ہیں۔ وہ عربی کمان میں تیر جوڑ کر چلاتے ہیں۔اس لئے عرب ان کو ماہر تیرانداز کہتے ہیں۔ یہ لوگ عربوں کی طرح اونٹ، بھیڑ بکری، گائے اور عمدہ گھوڑے والے ہیں۔

۲۳۔ **الجوائز (انعامات)** : الجائزہ اور الجوائز کی اصلیت یہ ہے کہ قبیلہ بنی ھلال بن عامر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن صعصعہ کے قطن بن عبدعوف بن اصرم، عبداللہ بن عامر کی جانب سے فارس کے والی تھے۔ احنف بن قیس خراسان میں جہاد کی غرض سے اپنی فوجوں کے ہمراہ ان کے پاس سے گزرے۔ وہ ان لوگوں کے استقبال کے لئے 'کر' کے پل پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ گزرنے والی سپاہ کے لوگ اپنے نسب کی نشان دہی کرتے اور یہ ان کو اس کے نسب کی شرافت کے مطابق سو سو درم انعام دیتے تھے ﴿ص ۲۶۹﴾۔ جب ان فوجیوں کی تعداد بڑھ گئی تو انھوں نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو انعام دیتے جاؤ۔ سو وہ لوگ گزرتے رہے اور انھیں انعام کی رقم دی جاتی رہی۔ یوں وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے گزرتے ہوئے انعام دینے کی روایت قائم کی۔ ایک شاعر کہتا ہے:

فدی للاکرمین بنی ھلال　　علی علاتھم عمی و خالی

ھمو سنوا الجوائز فی معد　　فصارت سنة اخری اللیالی

[بنو ہلال کے معززین پر، ان کے مختلف حالات میں، میرے چچا اور ماموں قربان!
☆ قبائل معد میں انھیں نے جوائز کی رسم ڈالی۔ سو یہ رسم آخر زمانہ تک باقی رہی]۔

۲۴۔ **احابیش** : یہ لوگ قریش کے حلیف تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو مصطلق اور الحیا بن سعد بن عمرو اور بنو الھون بن خزیمہ سے تھا۔ (یہ تینوں قبائل) مکہ کے نشیبی پہاڑ حبشی کے کنارے اکٹھا ہوئے اور یہ عہد و پیمان کیا کہ 'ہم سب اپنے دشمنوں کے خلاف اس وقت تک متحد رہیں گے۔ جب تک کہ رات چھاتی رہے۔ دن روشن ہوتا رہے اور حبشی پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہے'۔ اس وجہ سے ان (تینوں قبائل) کو پہاڑ کے نام پر احابیش کہا گیا ہے مگر حماد الراویہ کا بیان ہے کہ ان کو ان کے اجتماع و اتحاد کے سبب احابیش کہا جاتا ہے کیونکہ عربوں کے ہاں تجمع (اکٹھا ہونا) تحبُّش کے معنوں میں ہے۔

۲۵۔ **الحُمس** : حُمس قریش اور بنو کنانہ کے ان لوگوں کو کہتے تھے۔ جو قریش کے دین کے مطیع تھے۔ تحمس کے معنی ہیں دین میں سختی اور تشدد۔ قریش حج کے زمانہ میں منیٰ میں سایہ میں نہ بیٹھتے، گھی استعمال نہ کرتے اپنے گھروں میں حالت احرام میں دروازوں سے نہ داخل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے، مشعر میں وقوف کرتے، میدان عرفات میں نہ آتے اور حج سے فارغ ہو کر جامۂ احرام کو اتار پھینکتے تھے مگر کوئی شخص ان کپڑوں کو زمین سے اٹھاتا نہ تھا۔

۲۶۔ القارظان : عرب کہتے ہیں 'میں ایسا نہ کروں گا جب تک دونوں قارظ واپس نہ آ جائیں' (چونکہ ان کی واپسی ناممکن تھی اس لئے ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ میں ایسا کبھی نہ کروں گا)۔ ان دو میں سے پہلے قارظ کا قصہ یہ ہے کہ وہ بنی عنزہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا نام یذکر بن عنزہ تھا۔ خُزیمہ بن نہد بن زید نامی شخص اس کی بیٹی فاطمہ سے محبت کرتا تھا۔ اس فاطمہ کے متعلق اس نے یہ شعر کہا تھا:

اذا الجوزاء اردفت الثریا ظننت بآل فاطمه الظنونا

[جب ستارہ جوزاء ستارہ ثریا کے بعد طلوع ہوتا ہے تو فاطمہ کے خاندان والوں کے متعلق طرح طرح کے خیالات آتے ہیں]۔

فاطمہ کا باپ (یذکر بن عنزہ) درخت قرظ کے پتے اکٹھا کرنے گیا، وہاں خزیمہ نے اسے دیکھ لیا اور جان سے مار ڈالا۔ یوں وہ واپس نہ لوٹا اور اس وقت تک لوگوں کو اس کا اتا پتہ نہ چلا جب تک کہ (اس کے قاتل) خزیمہ نے یہ اشعار نہ کہے:

فتاة كان رزاب العبير بفيها يعل به الزنجبيل

قتلت اباها على حبها فتبخل ان بخلت او تنيل

[دوشیزہ، جس کا لعاب دہن عنبر و زنجبیل کے مانند خوش ذائقہ و خوش رائحہ ہے، ☆ میں نے اس کے باپ کو اس کی محبت میں مار ڈالا۔ سو اب خواہ وہ مجھ سے بخل کرے یا سخاوت]۔

جب اس نے یہ دو شعر کہے تو ان کے حامیوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔

دوسرا قارظ (درخت قرظ کے پتے جمع کرنے والا) قبیلہ عنزہ کا ابو رہم نامی شخص تھا۔ وہ اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا۔ قرظ کے پتوں کے جمع کرنے کے دوران میں اس کی اپنی بنت عم سے ملاقات ہو گئی اور اسے اونٹ پر بٹھا کر وہاں سے نکل بھاگا اور قبیلہ ہمدان کی شاخ بنی ضابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاں جنھیں اب بنو قارظ کہا جاتا ہے۔ جا کر رہ پڑا (یوں یہ دوسرا قارظ بھی واپس نہ آیا) ان دونوں کے بارے میں ابوذویب کہتا ہے:

وحتی یوب القارظان کلاهما وینشر فی القتلی کلیب بن وائل

[تا آنکہ دونوں قارظ واپس آجائیں اور کلیب بن وائل مقتولین میں پھر سے زندہ ہو جائے]۔

۲۷۔ عمرو : اس کے متعلق مثل ہے۔ 'عمر وطوق سے جوان ہو گیا'۔ اس کا نام عمرو بن عدی بن نصر تھا۔ یہ جذیمۃ الابرش (بادشاہ حیرہ) کا بھانجا تھا۔ اس کے ماموں جذیمہ کے سامنے جب کوئی بہادر کوئی جرم کرتا تو یہ عمرو جو اس وقت خوردسال تھا۔ یہ کہتا تھا:

هذا جنای وخیاره فیه وکل جان یده الی فیه

[یہ میرا مجرم ہے اور مجھے اس کے بارے میں اختیار ہے اور ہر مجرم کا ہاتھ اس کے منہ میں ہوتا ہے]۔

﴿ص ۲۷۰﴾ اس پر جن عاشق ہو گئے اور اسے اٹھالے گئے۔ پھر یہ ظاہر ہوا تو اسے مالک اور عقیل نامی دو آدمیوں نے پایا اس سے اس کے خاندان کا نام معلوم کیا اور جذیمہ الابرش کے پاس اسے لے کر آئے۔ وہ بہت خوش ہوا اور ان دونوں سے (انعام واکرام کے بارے میں) خود ان کا فیصلہ چاہا۔ ان دونوں نے جذیمہ الابرش کی مصاحبت میں رہنے کا فیصلہ کیا سو وہ دونوں اس کے ندماء (مصاحب) ہو گئے۔ متمم بن نویرہ تیمی اپنے بھائی کے مرثیہ میں انھیں کا ذکر یوں کرتا ہے:

عشنا کند مانی جذیمه حقبة من الدهر حتی قیل لن یتصدعا

[اور ہم دونوں جذیمہ کے دونوں مصاحبوں کی طرح کافی عرصہ تک ساتھ رہے اور یہ کہا جانے لگا کہ ہم کبھی جدا نہ ہوں گے]۔

ابوخراش الہذلی کہتا ہے:

الم تعلمی ان قد تفرق قبلنا خلیلا صفاء مالک و عقیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[کیا تجھے یہ نہیں معلوم کہ ہم سے پہلے بھی دو سچے دوست مالک اور عقیل ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے]۔

(جذیمہ کے بھانجے عمرو کی) ماں نے اسے پاک صاف کر کے لباس شاہانہ پہنایا اور ایک طوق پہنا کر اپنے ماموں سے ملاقات کا حکم دیا۔ جب اس کے ماموں (جذیمہ) نے اس کی داڑھی اور طوق کو دیکھا تو کہا 'عمرو طوق سے جوان ہو گیا'۔ (اور یوں یہ کہاوت بن گئی)۔ زباء (عراق کے علاقے کی ایک ملکہ) نے اس کے ماموں کو قتل کر دیا تھا لہٰذا عمرو اور اس کے ساتھی قصیر نے اس کا انتقام لیا اور زباء کو قتل کر دیا۔

۲۸۔ **الاکراد** : اہل عجم کہتے ہیں کہ اکراد بیوراسف (بادشاہ) کا بچا ہوا کھانا ہیں۔ وہ یوں کہ بیوراسف نے حکم دیا تھا کہ اس کے لئے روزانہ دو آدمی ذبح کئے جائیں اور ان کے گوشت سے اس کے لئے کھانا تیار کیا جائے۔ ارمائیل نامی ایک شخص اس کا وزیر تھا وہ ان دو آدمیوں میں سے ایک کو ذبح کرواتا اور دوسرے کو زندہ رکھتا اور فارس کے پہاڑوں میں بھجوا دیتا تھا۔ وہاں ان لوگوں کی اولاد پیدا ہوئیں اور تعداد بڑھ گئی۔

۲۹۔ **الخُوز** : اصمعی کا بیان ہے کہ خوز ان مزدوروں کو کہتے ہیں۔ جنھوں نے فرعون کے لئے عالی شان بلند عمارت تعمیر کی تھی۔ ان لوگوں کا نام سور کے نام سے مشتق ہے۔ جسے فارسی زبان میں خوک کہتے ہیں۔

۳۰۔ **الیھود** : ان لوگوں کو یہود اس لیے کہا گیا کہ انھوں نے کسی خوف سے اپنے کو یہود ابن یعقوب کی نسل میں ظاہر کیا تھا۔

۳۱۔ **النصاریٰ** : ان کا نام نصاریٰ، ناصرہ نامی گاؤں کی نسبت سے جہاں مسیح قیام پذیر تھے، نصاریٰ پڑ گیا۔ یہ (گاؤں) الخلیل (بیت اللحم) کے علاقے میں ہے۔

۳۲۔ **علی یدی عِدل (عدل کے روبرو)** : عِدل نامی یہ شخص بنو سعد العشیرہ سے تعلق رکھتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور (یمن کے بادشاہ) تبع کا افسر شرطہ تھا۔ جب تبع کسی آدمی پر غصہ ہوتا تو اس کو عدل کے سپرد کر دیتا۔ اس لئے لوگ ہر اس چیز کے لئے جس کے ہلاک ہونے کا خدشہ ہوتا یہ کہنے لگے 'وہ عدل کے روبرو ہے'۔ کہا جاتا ہے کہ اس عدل سے وہ رقم مراد ہے، جو شرط میں دو شرط لگانے والوں کے سامنے رکھی جاتی ہے اور جب کوئی چیز فریقین کے سامنے رکھی ہوتی ہے تو آدمی اسے ہار بھی سکتا ہے اور جیت بھی سکتا ہے۔ اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں (ہو علی خطر) 'وہ شرط پر لگا ہوا ہے' اور خطر وہ چیز ہوتی ہے جسے جواری اپنے سامنے رکھتے ہیں اور جیتنے والا اسے لے لیتا ہے۔

۳۳۔ اکفر من حمار (حمار سے زیادہ کافر و سرکش) : حمار نامی شخص قوم عاد سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے سرزمین عاد میں ایک مقام کو جس کا نام الجوف تھا اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا اور وہیں قیام پذیر تھا۔ یہاں ہریالی درخت اور پانی کی فراوانی تھی۔ اس کے دس بیٹے تھے مگر وہ دسوں بیٹے مر گئے۔ اس پر اس کو بڑا غصہ آیا اور بہت بڑا کافر ہو گیا اور جس اہل ایمان کو پالیتا اسے مار ڈالتا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ الجوف کے نشیب سے آگ آئی ﴿ص ۲۷۱﴾ جس کے ساتھ بڑی زور کی آندھی بھی چلی اس سے سارا الجوف خود حمار اور اس کے ساتھی سب جل بھن کر بھسم ہو گئے۔ اس وجہ سے الجوف ویران ہو گیا اور اس کا پانی خشک ہو گیا اور وہ جنات کا اڈا بن گیا۔ جو وہاں گزرتا اس سے سخت خوف زدہ رہتا۔ چنانچہ عربوں نے اسے ضرب المثل بنالیا اور کہا **واد کجوف الحمار** اور **واد کجوف العیر** (**جوف الحمار** اور **جوف العیر**، جیسی ویران وادی) اور بطور مثل کہا **اکفر من حمار** (حمار سے بڑا کافر)۔

۳۴۔ احمق من دُغة (دغہ سے زیادہ بیوقوف) : دغہ کا نام ماریہ بنت ربیعہ عجلی تھا۔ وہ جندب بن عنبر کی زوجیت میں تھی۔ اس کا بیٹا عدی بن جندب اس کے بطن سے تولد ہوا۔ وہ بے وقوف مگر خوبصورت تھی اور اس کی حماقت کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔

۳۵۔ الطُّرہ السُّکینیہ (طرہ سکینہ) : طرہ سکینہ، سکینہ بنت حسین بن ۱۸ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جانب منسوب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں کے مذاہب

۱۔ نصرانیت : ربیعہ، غسان اور قضاعہ کے بعض قبائل میں نصرانیت تھی۔

۲۔ یہودیت : یہودیت، قبیلہ حمیر، بنی کنانہ، بنو حارث بن کعب اور قبیلہ کندہ میں تھی۔

۳۔ مجوسیت : مجوسیت کے پیرو بنو تمیم میں تھے۔ زُرارہ بن عدس تمیمی اور اس کا بیٹا حاجب بن زُرارہ (مجوسی) تھے۔ اس حاجب نے اپنی بیٹی سے شادی کر لی تھی، مگر پھر اس پر پشیمان ہوا۔ (بنو تمیم میں سے) اقرع بن حابس مجوسی تھا۔ وکیع بن حسان کا دادا ابوسود بھی مجوسی تھا۔

۴۔ زندقہ (دہریت) : قریش (کے بعض لوگ) زندیق (دہریہ) تھے۔ انھوں نے اسے حیرہ سے لیا تھا۔

۵۔ بت پرستی : زمانہ جاہلیت میں بنو حنیفہ نے کھجور، گھی اور ستو سے ایک بت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی تھی۔ ایک طویل عرصہ تک وہ لوگ اس بت کی پرستش کرتے رہے۔ پھر ان کے ہاں قحط پڑ گیا اور انھوں نے اپنے معبود کو چٹ کر لیا۔ بنو تمیم کے ایک شخص نے کہا:

اکلت ربها حنیفه من جو ع قدیم بها ومن اعواز

[بنو حنیفہ نے اپنے معبود کو بھوک اور پریشان حالی میں کھا لیا]۔

ایک دوسرے شاعر نے کہا:

اکلت حنیفه ربها زمن التقحم والمجاعه

لم یحذروا من ربهم سوء العواقب والتباعه

[بنو حنیفہ نے اپنے معبود کو خشک سالی اور قحط کے زمانے میں کھا لیا ☆ اپنے معبود سے انجام بد، نادانی اور جرمانہ کا انھیں خوف نہ ہوا]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸۔ (زمانہ اسلام کے) فرقے

۱۔ **الاباضیہ** : خارجیوں کا یہ فرقہ عبداللہ بن اباض کی طرف منسوب ہے۔ یہ شخص بنو تمیم کی شاخ بنی مرۃ بن عبید سے تعلق رکھتا ہے۔

۲۔ **الازارقہ** : خوارج کا یہ گروہ نافع بن الازرق کی جانب منسوب ہے۔ یہ دول بن حنیفہ ﴿ص ۲۶۷﴾ کے قبیلے سے تھا۔ اس کی نسل باقی نہیں رہی۔ نافع کے بعد عبیداللہ بن الماحوز خوارج کا سردار ہوا۔ اسے اہواز کے نزدیک مہلب (بن ابی صفرہ ازدی) نے مار ڈالا۔

۳۔ **البیھسیہ** : اس فرقہ کا تعلق خوارج سے ہے، یہ قبیلہ، سعد بن ضُبیعہ بن قیس کے ابو بیہس نامی شخص کی جانب منسوب ہے۔ ابو بیہس کا نام ہیضم بن جابر تھا۔ والی مدینہ عثمان بن حیان نے اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے تھے۔

۴۔ **الخشبیہ** : یہ روافض کا فرقہ ہے۔ ابراہیم بن اشتر نخعی نے عبیداللہ بن زیاد سے جنگ کی تو اس کے اکثر ساتھیوں کے ہاتھوں میں لکڑیاں تھیں۔ اس لئے ان کا نام الخشبیہ پڑ گیا۔

۵۔ **الکیسانیہ** : رافضیوں کا یہ گروہ مختار بن ابی عبید کا پیرو ہے۔ اس کا لقب کیسان تھا۔

۶۔ **السبائیہ** : روافض کا یہ فرقہ عبداللہ بن سبا کی جانب منسوب ہے۔ روافض میں یہ پہلا شخص ہے جس نے کفر کا ارتکاب کیا اور کہا **علی رب العالمین** (علی اہل عالم کے رب ہیں) اس پر علی رضی اللہ عنہ نے اس کے پیروؤں کو آگ میں جلوا دیا۔

۷۔ **المُغیریہ** : یہ روافض بنو بجیلہ کے مولیٰ مغیرہ بن سعید کی جانب منسوب ہیں۔ یہ شخص سبائی تھا اور کہتا تھا کہ 'اگر علی چاہتے تو عاد و ثمود کی قوموں اور ان کے درمیان اقوام کو زندہ کر دیتے' اس نے (اموی گورنر) خالد بن عبداللہ (قسری) کے خلاف بغاوت کی۔ انھوں نے قتل کرا کر شہر واسط کے پل (قنطرۃ العاشرہ) کے پاس اسے سولی پر لٹکا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ **المنصوریہ** : رافضیوں کا یہ فرقہ ابوالمنصور الکسف کی جانب منسوب ہے۔اس کو اس لئے 'کسف' کہا گیا کہ اس نے اپنے پیروں سے یہ کہا کہ یہ (قرآنی آیت) **ان یروا کسفاً من اسماء ساقطا** (سورۃ الطور، آیت:۴۴) میرے متعلق نازل ہوئی ہے۔یہی لوگ **الخناقون** (مخالفوں کو گلہ گھونٹ کا مار ڈالنے والے) ہیں۔

۹۔ **الخطابیہ** : یہ گروہ روافض ابوالخطاب کی طرف منسوب ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس کا کس سے تعلق تھا۔ یہ شخص اپنے متبعین سے کہتا تھا کہ اپنے مخالفوں کے خلاف مال، قتل اور زنا کے مقدمات میں جھوٹی گواہیاں دیں۔اس نے یہ بھی کہا کہ تمہارے مخالفوں کا خون اور ان کی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔

۱۰۔ **الغرابیہ** : یہ روافض کسی آدمی کی طرف منسوب نہیں ہیں۔ بلکہ انھیں 'الغرابیہ' اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کا بیان ہے کہ 'علی نبی کریم ﷺ کے مشابہ اور ایسے ہی ہم شکل تھے، جیسے غراب (کوا) دوسرے غراب کا ہم شکل ہوتا ہے اور جبرئیل کو اللہ نے علی کی طرف مبعوث کیا تھا مگر ہم شکل ہونے کی وجہ سے انھوں نے غلطی سے نبی کریم ﷺ کو نبوت تفویض کر دی'۔ (نعوذ باللہ منہ)۔

۱۱۔ **الزیدیہ** : یہ فرقہ زید بن علی المقتول کی جانب منسوب ہے۔روافض میں یہ لوگ سب سے کم غلو کرتے ہیں مگر یہ حکومت کے خلاف خروج کرنے والے ہر (علوی) کے ساتھ بغاوت کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

۱۲۔ **غالی روافض کے نام** : ☆ابو الطفیل، کہ مختار (ثقفی) کے پرچم بردار تھے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والوں میں یہ سب سے آخر میں مرے تھے ☆مختار (بن ابی عبید ثقفی) ☆ابو عبداللہ الجدلی ☆زرارہ بن اعین اور ☆جابر الجعفی۔

۱۳۔ **الشیعہ** : ☆حارث الاعور ☆صعصعہ بن صوحان ☆اصبغ بن نباتہ ﴿ص ۲۶۸﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆عطیہ عوفی ☆طاوس ☆اعمش ☆ابواسحاق سبیعی ☆ابوصادق ☆سلمہ بن کہیل ☆حکم بن عتیبہ ☆سالم بن ابی جعد ☆ابراہیم نخعی ☆حبہ بن جوین ☆حبیب بن ابی ثابت ☆منصور بن معتمر ☆سفیان ثوری ☆شعبہ بن حجاج ☆فطر بن خلیفہ ☆حسن بن صالح بن حی ☆شریک ☆ابو اسرائیل الملائی ☆محمد بن فضیل ☆وکیع (بن جراح) ☆حمید الرؤاسی ☆زید بن حباب ☆فضل بن دکین ☆مسعودی الاصغر ☆عبیداللہ بن موسیٰ ☆جریر بن عبدالحمید ☆عبداللہ بن داؤد ☆ہشیم ☆سلیمان تیمی ☆عوف الاعرابی ☆جعفر ضبعی ☆یحییٰ بن سعید القطان ☆ابن لہیعہ ☆ہشام بن عمار ☆مغیرہ شاگرد ابراہیم ☆معروف بن خربوذ ☆عبدالرزاق ☆معمر اور ☆علی بن جعد۔

۱۴۔ **المرجئہ** : ☆ابراہیم تیمی ☆عمرو بن مرّۃ ☆در الھمدانی ☆طلق بن حبیب ☆حماد بن ابی سلیمان ☆ابوحنیفہ صاحب الرائی ☆عبدالعزیز بن ابی داؤد ☆عبدالحمید بن عبدالعزیز بن ابی داؤد ☆خارجہ بن مصعب ☆عمرو بن قیس الماصر ☆ابو معاویہ الضریر ☆یحی بن زکریا ابن ابی زائدہ ☆ابو یوسف صاحب الرائی ☆محمد بن حسن ☆محمد بن سائب ☆مسعر بن کدام۔

۱۵۔ **القدریہ** : ☆معبد جہنی ☆عطاء بن یسار ☆عمرو بن عبید ☆غیلان قبطی ☆فضل رقاشی ☆عمرو بن فائد ☆وہب بن منبہ، انھوں نے بعد میں رجوع کرلیا تھا۔ ☆قتادہ ☆ہشام دستوائی ☆سعید بن ابی عروبہ ☆حمید الطویل ☆عوف بن ابی جمیلہ ☆اسماعیل بن مسلم المکی ☆عثمان بن مقسم البری ☆نصر بن عاصم ☆ابن أبی نجیح ☆خالد العبدی ☆ہمام بن یحییٰ ☆مکحول الشامی ☆سعید بن ابراہیم ☆نوح بن قیس طائی، یہ شخص رافضی بھی تھا۔ ☆غندر ☆ثور بن زید ☆عباد بن منصور ☆عبدالوارث التنوری ☆صالح المری ☆کھمس ☆عباد بن صہیب ☆خالد بن مہران ☆محمد بن اسحاق۔ ۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب نہم

۱ یہ عبارت بے ربط ہے مگر اصل کتاب میں موجود ہے، اس لئے اسے باقی رکھا گیا ہے۔ (مترجم)

۲ یہاں ابن قتیبہ نے عہد فاروقی اور عہد عثمانی کی توسیعات کا ذکر چھوڑ دیا ہے جو ان کی ضرورت سے زیادہ اختصار پسندی کا نتیجہ ہے۔ (مترجم)

۳ الفدآن، الجزیرہ میں واقع جگہ کا نام ہے۔ (نسخہ صاوی)

۴ مسجد، کوفہ کی آبادی کے وقت تعمیر کی گئی تھی، ابن قتیبہ کی مراد غالباً نئی مسجد کی تعمیر سے ہے۔ (مترجم)

۵ یہاں بھی مصنف کی مراد نئی مسجد سے ہے، ورنہ مسجد کا وجود فتح دمشق کے وقت سے ہی تھا۔ (مترجم)

۶ قیسار یہ شام کا مشہور ساحلی قلعہ بند شہر ہے۔ قیسار یہ کی فتح کا ذکر شام کی فتوحات کے ضمن میں آنا چاہیئے تھا۔ المغرب (شمالی افریقہ) کے ساتھ اس کے تذکرہ کا کوئی جواز نہیں۔ (مترجم)

۷ کوفہ اور بصرہ کو مشترکہ طور پر عراقین کہا جاتا تھا۔ (ن س ظ)

۸ نسبی سلسلہ یوں ہوا: عمارہ بن حمزہ بن مصعب بن زبیر بن عوام بن خویلد: یہ سب مقتول ہوئے۔ (ن س ظ)

۹ اس کے بعد چند سطور مترجم نے لکھی ہیں جو اصل نسخہ صاوی میں نہیں۔ ہوسکتا ہے یہ مترجم کا ایزاد ہو جس میں سہواً قوسین لگنے سے رہ گیا۔ عبارت یہ ہے (حطیہ شاعر نہایت پست قد تھا۔ اس وجہ سے اس کا لقب حطیہ (پستہ قد) پڑ گیا تھا۔ ذوالرمہ شاعر بھی پست قد تھا۔ مرار شاعر کا قد بھی نہایت پست تھا۔ اس کا شعر ہے: 'وہ میرے متعلق یہ توقع رکھتا تھا کہ میں بھاری بھرکم آدمی ہوں گا جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ وہ نحیف ونزار ہے اور موٹے تگڑے آدمی کو اس نے رسوا کیا')۔ (ن س ظ)

۱۰ ترجمہ درست ہے البتہ بات ناقابل فہم کہ ایک ہی زمانے میں آنے والے دو طاعون کے درمیان طویل عرصہ کیسے حائل ہوگیا۔ (ن س ظ)

۱۱ یہاں ۳۱ھ اور ۳۵ھ مذکور ہے سیاق چاہتا ہے کہ یہ ۱۳۱ھ اور ۱۳۵ھ ہونا چاہئے۔ (مترجم)

۱۲ اس جنگ کو حرب بسوس بھی کہتے ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳؎ جنگ واحس وغمراء کے واقعات میں سخت اختلاف ہے۔ ابن قتیبہ کی اس روایت کے علاوہ بھی متعدد روایات موجود ہیں۔ (مترجم)

۱۴؎ حجامت کے معنی ہیں = فصد کھولنا، پچھنے لگانا، جراحی۔ (مترجم)

۱۵؎ شاید ابن قتیبہ نے یثرب (مدینہ) کو ث کے بجائے ت سے یترب لکھنے پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ حالانکہ یہ مقام یترب یمامہ کے ایک قریہ کا نام ہے، یہ مدینہ کا یثرت نہیں ہے۔ (مترجم)

۱۶؎ یہ حمام بصرہ میں تھا۔ (مترجم)

۱۷؎ اس کے بعد عربی کتاب میں عبارت کا تسلسل ٹوٹ گیا ہے۔ اس کا باقی متن ص: ۲۶۸ سے ۲۷۱ تک موجود ہے، لہٰذا صفحات کی ترتیب خراب ہوگئی ہے۔ (ن س ظ)

۱۸؎ معارف اردو ترجمہ طبع اول میں یہ نام سکینہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب لکھا گیا تھا۔ درست یہی ہے تاہم نسخہ صاوی میں سکینہ بنت علی بن ابی طالب لکھا ہوا ہے۔ (ن س ظ)

۱۹؎ ابن قتیبہ کی اس فہرست میں متعدد نام غلط فہمی کی بناء پر شامل کئے گئے ہیں۔ مثلاً ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، وکیع بن جراح کو شیعوں میں شامل کیا گیا ہے۔ حماد بن ابی سلیمان، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کو مرجئہ بتایا گیا ہے اور سعید بن ابی عروبہ کو قدریہ بتایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اس فہرست میں اور بھی متعدد نام غلطی سے شامل کئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اعلام اہل سنت اور امام اہل حق ہیں۔ ان کے حالات کتب رجال وطبقات میں دیکھنا چاہئے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دہم

بادشاہوں کا تذکرہ

یمن کے بادشاہ

﴿ص ۲۷۱﴾ **یعرب بن قحطان** : ابومحمد (ابن قتیبہ) نے بیان کیا کہ یعرب بن قحطان اپنے بیٹوں کے ہمراہ یمن آیا اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ یعرب اولاد آدم میں پہلا شخص ہے جس نے عربی زبان میں بات چیت کی اور وہ پہلا آدمی ہے جس کو اس کے بیٹوں نے بادشاہت کا سلام کیا، یعنی **ابیت اللعن** (تو لعن سے دور رہے، برائی سے بچا رہے) اور **انعم صباحا** (صبح بخیر = تیری صبح اچھی گزرے) کہا۔ یمن کے تمام قبائل اسی (یعرب) کی نسل سے ہیں۔ یعرب کے یشجب نامی بیٹا ہوا اور یشجب کے بیٹے کا نام سبا بن یشجب ہے۔ بادشاہان (یمن) اسی سبا کی اولاد ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا نام اس لئے سبا پڑا کہ قحطان کی اولاد میں وہی پہلا شخص ہے جس نے سبی (قیدی، عورت قیدی) کو قید کیا تھا۔

حمیر بن سبا : (یعرب کی) اولاد میں حمیر بن سبا پہلا بادشاہ تھا۔ اس نے اپنی موت تک بادشاہت کی اور بوڑھا ہو کر مرا۔ حمیر کی اولاد میں بادشاہت صدیوں تک رہی۔ وہ صرف یمن تک محدود رہے اور ان میں سے کسی نے یمن سے باہر حملہ نہیں کیا۔ یہی صورت حال رہی کہ الحارث الرایش حکمران ہوا۔

الحارث الرایش : (حمیر کی نسل میں) الحارث الرایش پہلا بادشاہ تھا جس نے (یمن سے باہر) حملے کئے، مال غنیمت حاصل کیا اور اسے یمن پہونچایا۔ الرایش اور حمیر کے درمیان پندرہ پشتیں ہیں۔ اس کا الرایش اس لئے لقب ہوا کہ اس نے یمن میں مال و اسباب غنیمت اور قیدیوں کو پہونچا کر لوگوں کو مالی اعتبار سے خوش حال بنا دیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کے زمانے میں گدھ والے لقمان کا انتقال ہوا۔ لقمان وہی شخص ہے جس کو قبیلہ عاد نے ایک وفد کے ساتھ حرم کعبہ اپنے لئے پانی کی فراہمی کی دعاء کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہاں (اللہ نے) اس کی درازی عمر کی دعاء قبول کی اور یہ اختیار دیا کہ یا تو وہ سات ہرنوں جیسے بھورے بیلوں یا وحشت ناک پہاڑ میں جہاں بارش نام کو نہ ہو رہنے والے موٹے نر سوروں یا پھر سات گدھوں کی کہ جب ایک گدھ مرے تو دوسرا گدھ اس کی جگہ پیدا ہوا اور یوں ہی لگا تار سات گدھ پیدا ہوں، ان کی عمر لے لے۔ لقمان نے سات گدھوں کی عمر لے لی۔ ان میں آخری گدھ کا نام لبد تھا۔ اس کا ذکر شاعروں نے کیا ہے۔ النابغہ کہتا ہے: ﴿ص ۲۷۲﴾

اضحت خلا و اضحی اهلها احتملوا اخنی علیها الذی اخنی علی لبد

[وہ مقامات ویران ہو گئے۔ وہاں کے رہنے والوں نے مدت دراز تک اسی طرح پریشانیاں اٹھائیں جس طرح کہ لقمان کے آخری گدھ لبد نے مصائب برداشت کئے تھے]۔

لبید بن ربیعہ عامری کہتے ہیں:

لما رای لبد النسور تطایرت رفع القوادم کالفقیر الاعزل

[جب اس نے دیکھا کہ آخری گدھ لبد (مرگیا) تو اس نے اپنے بازو کے اگلے پروں کو مجبور فقیر کی طرح اٹھایا]۔

شعراء اسے عاد کی جانب منسوب کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس نے دو ہزار، چار سو پچاس سال سے اوپر عمر پائی۔ [1]

حارث الرایش اپنے پہلے حملہ میں جس دور ترین مقام تک گیا وہ 'الہند' تھا۔ بعد ازاں دوسرے حملہ میں ترکوں کے خلاف آذربیجان اور اس کے درمیانی ملکوں تک گیا اور قیدیوں کے ساتھ واپس لوٹا۔ الرایش نے اپنے شعروں میں رسول اکرم ﷺ کا ذکر ان لوگوں کے ضمن میں کیا ہے جو اس کے اہل خاندان کے بعد حکومت کریں گے۔ وہ کہتا ہے:

ویملک بعدهم وجعل عظیم نبی لا یرخص فی الحرام

یسمی احمدا یالیت انی اعمر بعد مخرجه بعام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[ان لوگوں کے بعد ایک مرد بزرگ حکمران ہوں گے۔ وہ نبی ہوں گے اور لوگوں کو حرام باتوں کی اجازت نہیں دیں گے۔ ان کا نام احمد ہوگا۔ اے کاش ان کے ظہور کے بعد میں ایک سال ہی زندہ رہتا!]۔

حارث الرایش ایک سو پچیس سال تک بادشاہ رہا۔

ابرھہ بن الرایش : حارث کے بعد اس کا بیٹا ابرہہ بادشاہ ہوا۔ اسے ذوالمنار (میناروں والا) کہا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ پہلا حکمراں تھا جس نے اپنی فوج کشی کے راستوں میں مینار بنوئے تھے تاکہ واپسی کے وقت اسے صحیح راستہ کا پتا رہے۔ اس کی بادشاہت ایک سو تراسی سال رہی۔

افریقیس بن ابرھہ : ابرہہ کے بعد اس کا بیٹا افریقیس بادشاہ ہوا۔ اس نے المغرب کی جانب بربر کے ممالک پر حملہ کیا اور طنجہ تک پہونچا۔ اسی نے بربروں کو فلسطین، مصر اور ساحلی علاقوں سے نکال کر انھیں ان کے موجودہ مقام سکونت میں منتقل کیا۔ بربر ان لوگوں کے باقی ماندہ افراد تھے جن کو (حضرت) یوشع بن نون نے قتل کر دیا تھا۔ افریقیس وہ شخص ہے جس نے افریقہ آباد کیا اور اسی کے نام پر اس خطہ کا نام افریقہ پڑا۔

عبد بن ابرھہ : افریقیس بن ابرہہ کے بعد اس کا بھائی عبد بن ابرہہ حکمراں ہوا۔ اس بادشاہ کا لقب ذوالاذعار (ڈرانے والا، مہیب) تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے نسناس (بن مانس) کے ملک پر حملہ کیا تھا اور ان کا بڑا قتل عام کیا تھا۔ جب یمن واپس آیا تو ایسے جنگلی قیدی ساتھ لایا جن کے چہرے ان کے سینوں میں تھے۔ انھیں دیکھ کر لوگ ڈر گئے۔ اس سے اس کا نام ذوالاذعار (مہیب) پڑ گیا۔ یہ واقعہ اس کے باپ کی زندگی میں پیش آیا تھا۔ جب وہ خود بادشاہ ہوا تو اس پر فالج کا حملہ ہوا اور مزید فوج کشی سے پہلے ہی اس کے جسم کا ایک حصہ بے کار ہو گیا۔ اس کی بادشاہت پچیس سال رہی۔

ھداد بن شرحبیل : (العبد کے) بعد ھداد بن شرحبیل بن عمرو بن الرایش بادشاہ ہوا۔ یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ سلیمان علیہ السلام کی دوست رہبوی بلقیس کا باپ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ھداد نے ایک جنات کی عورت سے شادی کی تھی، اس کے بطن سے بلقیس پیدا ہوئی تھیں۔ وہ بادشاہت کے کچھ ہی عرصہ بعد مرگیا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بعد بلقیس کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

بلقیس : جب بلقیس حکمراں ہوئیں اور وہ اپنے زمانے کی سب سے خوبصورت، سب سے عقل مند اور سب سے دور اندیش فرد تھیں ﴿ص ۲۷۳﴾ تو ان کا اور سلیمان علیہ السلام کا جو معاملہ ہوا اس کو اللہ بزرگ و برتر نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ (حضرت) سلیمان نے بلقیس سے شادی کرلی تھی اور ان کے بطن سے داؤد بن سلیمان کہ اپنے والد کی حیات ہی میں قضاء کر گئے پیدا ہوئے تھے۔ (ایک دوسری کمزور) روایت یہ ہے کہ بلقیس سے یمن کے ایک سردار نے شادی کی تھی اور ان کو ان کے ملک میں بھیج دیا تھا اور ان کے شہر میں ہر مہینہ میں وہ ایک بار آتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جناب سلیمان چالیس سال تک حکمراں رہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی حکومت چوبیس سال تھی اور بلقیس ان کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں مرگئیں۔

یاسر بن عمرو : بلقیس کے بعد یاسر بن عمرو بن جعفر بن عمرو بن شرحبیل بادشاہ ہوا۔ یہ بادشاہ یاسر النعم کے نام سے مشہور ہوا۔ کیونکہ وہ لوگوں کو بہت انعام دیتا تھا اور اس نے سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کو ملک واپس دلایا تھا۔ وہ امور حکومت میں سخت گیر اور اپنے معاملات میں قوی اور مضبوط تھا۔ وہ مغرب کی جانب فوج کشی کرتا ہوا الرمل الجاری (ریگستان اعظم) کی وادی تک پہونچا۔ وہاں سے اس نے الرمل (ریگستان) ایک لشکر روانہ کیا مگر وہ سب کے سب ریگستان میں ہلاک ہوگئے اور ان میں سے کوئی زندہ بچ نہ سکا۔ اس پر اس نے حکم دیا کہ تانبے کا ایک بت تیار کیا جائے، جب وہ بن گیا تو اس پر حمیری رسم الخط میں یہ تحریر کروایا کہ (لیس ورائی مذھب) 'میرے پیچھے کوئی راستہ نہیں ہے'۔ پھر وہ وہاں سے واپس اپنے ملک چلا آیا۔ اس کی مدت حکومت پچاسی سال تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمر بن افریقیس : اس کے بعد شمر بن افریقیس بن ابرہہ بن رائش بادشاہ ہوا۔ اس کو شمر یرعش کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں ایک طرح کا ارتعاش تھا۔ شمر ملک سے ایک بڑی فوج لے کر نکلا۔ عراق میں داخل ہوا، پھر وہاں سے چین روانہ ہوا۔ اس نے فارس، بجستان اور خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ متعدد شہر اور قلعے فتح کئے اور لوگوں کو قتل و قید کرتا ہوا صغدیوں کے شہر میں داخل ہوا اور اسے منہدم کرادیا۔ اس وجہ سے اس کا نام شمر کند (یعنی شمر نے اسے مسمار کر دیا) رکھا لوگوں نے اس نام کو عربی بنا کر سمرقند کر دیا۔ اس کے بعد وہ (یمن) لوٹ آیا۔ اس نے ایک سو سینتیس سال حکومت کی۔

الفرن بن شمر : اس کے بعد اس کا بیٹا الافرن بن شمر یرعش بادشاہ ہوا۔ اس نے رومیوں کے شہروں پر جہاں کے باشندے اس وقت بت پرست تھے، حملہ کیا۔ وہ ان کے علاقے میں گھستا ہوا وادی یاقوت تک پہونچ گیا مگر وادی میں داخل ہونے سے پہلے ہی موت نے اسے آدبوچا وہ وہیں پیوند زمین ہوا۔ ترپن سال تک اس کی بادشاہی رہی۔

تبع بن افرن : اس کے بعد اس کا بیٹا تبع بن الافرن بن شمر یرعش تخت نشین ہوا۔ وہ تبع اکبر کہلاتا ہے۔ پہلا تبع وہی ہے۔ بیس سال تک وہ اپنے ملک ہی میں رہا اور کوئی فوج کشی نہ کی، پھر اس کو ترکوں کے ہاں سے ایسی اطلاعات موصول ہوئیں جنھیں اس نے سخت ناپسند کیا۔ چنانچہ وہ ان کے خلاف روانہ ہوا پہلے طئی کے دونوں پہاڑوں (اجا وسلمیٰ) آیا، وہاں سے انبار پہونچا۔ یہی وہ راستہ تھا جس پر الرایش پہلے فوجیں لے کر گیا تھا۔ اذربیجان کی سرحد پر اس کی ترکوں سے مڈبھیڑ ہوئی جنھیں اس نے شکست دی اور قیدی بنالیا اور یمن واپس آ گیا۔ بعدازاں اس نے چین پر حملہ کیا اور (کامیاب) لوٹا۔ اس نے (اس فوج کشی کے دوران) تبت میں ایک بڑے لشکر کو چھاؤنی بنا کر وہیں رکھا۔ ان فوجیوں کی نسل جو (اب بھی) تبت میں ہے، اس بات کو جانتی ہے۔ اس تبع نے یہ اشعار کہے تھے: ﴿ص ۲۷۴﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منع البقاء تقلب الشمس وطلوعها من حيث لاتمسى
وطلوعها بيضاء صافيه وغروبها صفراء كالورس
﴿ص۲۷۴﴾ تجرى على كبد السماء كما يجرى حمام الموت فى النفس
اليوم نعلم ما يجىء به ومضى بفصل قضائه امس

[سورج کے الٹ پلٹ نے اور ایسی جگہ سے طلوع ہونے نے جہاں سے وہ شام کو نہ آسکے ☆اور جب نکلے تو اجلا صاف شفاف ہو اور جب ڈوبے تو ورس گھاس کی طرح زرد ہو بقاء دوام کو روک دیا ☆وہ آسمان کے جگر پر ایسا دوڑتا ہے جیسا کہ انسانی جان میں موت کا کبوتر دوڑا پھرتا ہے ☆وہ آج کیا لے کے آتا ہے وہ ہم جانتے ہیں اور گزرا ہوا کل اس کے فیصلہ کے مطابق گزر گیا]۔

بعض راویوں کا بیان ہے کہ یہ اشعار نجران کے عیسائی پادری کے ہیں۔ (تبع بن الاقرن نے) ایک سو ساٹھ سال حکومت کی۔

کلیکرب بن تبع اکبر : تبع اکبر کا بیٹا کلیکرب، کمزور اور پست ہمت تھا۔ اس نے ساری زندگی کسی ملک پر لشکر کشی نہ کی۔ اس کی بادشاہی کی مدت پینتیس سال تھی۔

تبع بن کلیکرب : اس کے بعد اس کا بیٹا تبع بن کلیکرب تخت نشین ہوا۔ اس کا نام اسعد ابو کرب تھا۔ وہی تبع اوسط بھی ہے۔ اس نے بہت زیادہ حملے کئے۔ وہ ہر اس راستہ پر چلا جس پر اس کے باپ دادا چلے تھے۔ وہ ستاروں کی رہنمائی میں فوج کشی کرتا انھیں کی چالوں کے مطابق سفر کرتا اور اپنے معاملات کے فیصلے انھیں کی رہبری سے کرتا تھا۔ اس کا عہد حکومت طویل ہوا، اس کی گرفت سخت ہوگئی اور قوم حمیر پر اس کا دور گراں گزرنے لگا اور اس کی وجہ سے ان لوگوں کو لڑائیوں کی جو صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں وہ بات انھیں گراں گزرنے لگی۔ اس لئے انھوں نے اس کے بیٹے حسان کو اپنے باپ کے قتل پر اور اس کے بعد خود حکمراں بننے پر آمادہ کرنا چاہا مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا پھر بھی لوگوں نے تبع کو قتل کر دیا۔ وہ اس کے قتل پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشیمان ہوئے اور ان کے درمیان کہ کسے بادشاہ بنائیں اختلاف پیدا ہوئے۔ آخر مجبور ہو کر ان لوگوں نے اس کے بیٹے حسان کو اس عہد و پیمان کے بعد کہ وہ اس کو اس کے باپ کے قتل کے جرم میں کوئی سزا نہ دے گا، بادشاہ بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہی تبع تھا جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا تھا اور یہ اشعار کہتے تھے:

شهدت على احمد انه رسول من الله باری النسم

فلو مد عمری الی عمره لكنت وزيرا له وابن عم

[میں نے گواہی دی کہ احمد خالق کائنات اللہ کے رسول ہیں ☆ سو اگر میری عمر ان کی عمر تک دراز ہوئی تو ان کا وزیر اور ابن عم ہوں گا]۔

اسی تبع نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس تبع نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا تھا وہ کوئی اور تبع تھا۔ تبع اوسط نے تین سو بیس سال تک حکومت کی۔

حسان بن تبع : تبع کے بعد اس کا بیٹا حسان بن تبع تخت نشین ہوا۔ اسی بادشاہ نے 'یمامہ' پر فوج کشی کر کے قبیلہ جدیس کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ طسم اور جدیس کے قبائل یمامہ میں رہتے تھے اور قبیلہ طسم کا ایک شخص ان پر حکمراں تھا۔ وہ بدکردار اور خراب سیرت تھا اور وہ لوگ مجبور کئے گئے تھے کہ جب جدیس کی کسی عورت کی شادی ہو تو اسے شب عروسی میں اس بادشاہ کے محل میں بھیجا جاتا اور وہ اس کے شوہر سے پہلے اس کا پردہ بکارت چاک کرتا تھا۔ اس بناء پر قبیلہ جدیس کے لوگوں نے طسم (کے بادشاہ عملیق اور دوسرے تمام لوگوں کو جو دعوت کھا کر دوپہر کو استراحت کر رہے تھے) تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ طسم کا ایک شخص فریاد لے کر حسان بن تبع کے پاس گیا اور مدد کا طالب ہوا۔ اس پر حسان بن تبع نے یمامہ پر چڑھائی کی غرض سے ایک فوج روانہ کی۔ اس زمانے میں یمامہ کو 'جو' کہا جاتا تھا۔ یمامہ میں اسی نام کی ایک خاتون جو طسم کے قبیلے سے تھی مگر جدیس میں بیاہی گئی تھی، رہتی تھی وہ اس قدر تیز نظر تھی کہ تین دن کی مسافت پر سواروں کو دیکھ لیتی تھی اور اس کے نام پر 'جو' کا نام 'یمامہ' پڑ گیا۔ (تبع کے اس لشکر کو) یہ خوف ہوا کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت انھیں دیکھ لے گی۔ اس لئے انھوں نے درخت کاٹ لئے اور ان میں سے ہر شخص نے اپنے آگے ایک درخت اٹھالیا۔ یمامہ نامی عورت نے اس لشکر اور ان کے آگے درختوں کو دیکھ کر کہا 'اے قبیلہ جدیس کے لوگو! تمہاری طرف درخت چل کر آرہے ہیں اور حمیر کا لشکر تمہاری (بستی) کی جانب آرہا ہے'۔ یہ سن کر جدیس کے قبیلہ والوں نے کہا کہ 'یہ کیا بات ہوئی؟' اس نے کہا کہ 'میں درخت میں ایک آدمی کو دیکھ رہی ہوں جس کے پاس یا تو کند ہا ہے جسے وہ کھا رہا ﴿ص ۲۷۵﴾ ہے یا پھر اس کے ہاتھ میں جوتا ہے جس کو وہ گانٹھ رہا ہے'۔ یہ سن کر انھوں نے اس عورت کو جھٹلایا۔ بنو حمیر کا یہ لشکر صبح کے وقت ان پر ٹوٹ پڑا ان کا ایسا قتل عام کیا کہ وہ فنا ہوگئے اور بہت تھوڑے لوگ بچ پائے۔ شعراء نے اس عورت کا ذکر کیا ہے، اعشیٰ کہتا ہے:

مانظرت ذات اشفار کما نظرت ... یوما ولا نظر الذی اذ سجعا

قالت اری رجلا فی کفه کتف ... او یخصف النعل لهفی آیة صنعا

فکذبوها بما قالت فصبحهم ... ذو آل حسان یزجی السم والسلعا

فاستنزلوا اهل جوّ من مساکنهم ... وهدموا رافع البنیان فاتضعا

[کسی پلکوں والی نے ایسا نہ دیکھا جیسا کہ اس نے ایک دن دیکھا اور نہ مطیع بن ربیعہ کاہن نے ہی پیشین گوئی کے وقت ایسا دیکھا ☆ اس نے کہا کہ میں ایک آدمی کو دیکھ رہی ہوں جس کے ہاتھوں میں کند ہا ہے یا وہ جوتا گانٹھ رہا ہے۔ ہائے افسوس اس نے کیا کیا؟ ☆ اس عورت کو جدیس نے جھٹلایا، پس حسان بادشاہ کی فوج سے جو درخت اور گھاس میں ہولے ہولے چل رہی تھی، ان پر حملہ کردیا ☆ 'الجو' کے لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال باہر کیا اور ان کی بلند عمارتوں کو ڈھا کر مسمار کردیا]۔

حسان بن تبع اپنے باپ کے قاتلوں کو ایک ایک کر کے قتل کرواتا، انھیں فوج کشی پر روانہ کرتا اور ان پر سختی کرتا رہا۔ اس لئے لوگ اس کے بھائی عمرو بن تبع کے پاس آئے اور اس بات پر اس کی بیعت کرلی کہ وہ اپنے بھائی کو قتل کردے گا اور اس کے بعد وہ تخت نشین ہوجائے گا (حسان بن تبع) کے مخالفوں کی اس سازش میں صرف ایک معزز شخص جس کا نام ذورعین تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک نہ ہوا اور اس نے ایسا کرنے سے اس کو روکا، انجام بد سے ڈرایا اور اسے خبردار کیا کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کی نیند جاتی رہے گی مگر (عمرو نے) اس کا مشورہ نہ مانا اور اپنے بھائی حسان کو قتل کر دیا۔

عمرو بن تُبع : (اپنے بھائی کو قتل کر کے) عمرو بن تبع بادشاہ تو ہو گیا مگر اس کی نیند ختم ہو گئی۔ اس نے اس کی شکایت کی تو اسے بتایا گیا کہ تمہاری نیند واپس نہ آسکے گی مگر یہ کہ تم اپنے بھائیوں کے قاتلوں کو قتل کرادو۔ سو اس نے اپنی ساری مملکت میں یہ اعلان کرادیا کہ 'بادشاہ کل ایک عہد کرنا چاہتا ہے' سو لوگ دوسرے دن اکٹھا ہو گئے۔ اس نے لوگوں کے استقبال کے لئے آدمی متعین کئے اور خود بادشاہی مجلس میں بیٹھ کر حکم دیا کہ وہ لوگ پانچ پانچ دس دس کی تعداد میں اندر آئیں۔ جب یہ لوگ اندر آتے تو انھیں مار ڈالا جاتا یہاں تک کہ عوام الناس بھی اس عمل کا نشانہ بن گئے۔ جب ذوالرعین کو اندر لایا گیا اور اس نے بادشاہ کو دیکھا تو اسے اپنی بات یاد دلائی اور اپنا یہ شعر پڑھا:

الا من یشتری سهرا بنوم　　سعید من یبیت قریر عین

فان تک حمیر غدرت وخانت　　فمعذرة الا له لذی رُعین

[آگاہ ہو جائے وہ شخص جو نیند کے عوض بے خوابی کو خریدتا ہے! جو کامیابی کے ساتھ بے فکری سے سوتا ہے وہی خوش قسمت ہے ☆ اگر قبیلہ حمیر کے لوگوں نے بے وفائی کی اور بے ایمانی کا ارتکاب کیا۔ تو (اس کے بالمقابل) ذوالرعین کے لئے اللہ کی معذرت ہے]۔

بادشاہ نے یہ سن کر اس سے تخلیہ میں بات کی، اس کی عزت کی، اسے اپنی قربت عطاء کی اور اس کو اپنا خاص آدمی بنالیا۔ بعد میں اس کے معاملات خراب ہو گئے اور اس نے فوج کشی ترک کر دی۔ اس پر اس کا لقب موثبان (امن پسند) پڑ گیا کیونکہ وہ لڑائیوں سے علیحدہ ہو گیا تھا اور وثاب بستر کو کہتے ہیں یعنی وہ بستر نشین ہو گیا۔

اس کی بادشاہت میں مشہور شاعر امرء القیس کے دادا عمرو بن حجر کندی نے حسان بن تبع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بیٹی سے شادی کر لی، اور اس کا بیٹا حارث بن عمرو بن حجر کندی اس (خاتون کے بطن) سے پیدا ہوا۔ یہ عمرو بن حجر کندی بنو کندہ کا سردار تھا وہ (اپنی بیوی کے) باپ حسان بن تبع کی خدمت میں رہتا تھا۔ اسی تبع کے زمانے میں عمرو بن عامر مزیقیاء، اس کی اولاد اور اس کے یمنی پیروکار سیل عرم (سیلاب عظیم) کے خوف سے یمن منتقل ہو گئے۔ یہ عمرو بن عامر قبیلہ خزاعہ اور اوس وخزرج کا موث اعلیٰ ہے۔ (عمرو بن تبع نے) تینتیس سال حکومت کی۔

عبد کلال بن مثوب : (عمرو بن تبع کے) بعد عبد کلال بن مثوب بادشاہ ہوا۔ وہ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا۔ اس کی بادشاہی چوہتر سال رہی۔

تُبع بن حسان : اس کے بعد تبع بن حسان بن تبع بن کلیکرب بن تبع ﴿ص ۲۷۶﴾ بن الاقرن بادشاہ ہوا۔ وہ تبع اصغر اور آخری تبع تھا اور رعب دار آدمی تھا۔ اس نے اپنے بھانجے حارث بن عمرو بن حجر کندی کو جو امرء القیس شاعر کا دادا تھا، بنو معد کی جانب روانہ کیا اور اسے ان کا بادشاہ مقرر کیا۔ (پھر) وہ شام اور وہاں کے غسانی حکمرانوں کی طرف گیا۔ انھوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے نصرانی ہونے پر اس سے عذر خواہی کی اور (تبع کے) بھانجے حارث بن عمرو کے ساتھ ہو گئے۔ (خود تبع) ہجر کے اطراف میں المشقر کے مقام پر خیمہ زن تھا۔ یہاں یثرب کے کچھ لوگ، جو عمرو بن عامر مزیقیاء کے ہمراہ (یمن سے) نکل گئے تھے، اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان لوگوں نے یثرب میں یہودیوں سے عہد پیمان کر لیا تھا۔ انھوں نے (تبع) سے یہودیوں کی شکایت کی اور ان کے برے پڑوس کی اور ان کے ہاں قیام کے وقت جو شرائط طے ہوئی تھیں انھیں توڑ دینے کا شکوہ کیا اور اس سے اپنی قرابت داری کا بھی ذکر کیا۔ (تبع) اس سے متاثر ہوا اور یثرب روانہ ہوا۔ جبل احد کے دامن میں پڑاؤ کیا اور یہودیوں کو بلوا کر ان کے تین سو پچاس آدمیوں کو کسی لڑائی کے بغیر گرفتار کرا کر مروا دیا۔ اس کے بعد اس نے (یثرب کو) برباد کرنا چاہا۔ اس وقت اس کی خدمت میں ایک یہودی جس کی عمر ڈھائی سو سال تھی حاضر ہوا اور عرض کیا 'اے بادشاہ آپ جیسا شخص غصہ سے لوگوں کو قتل نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا، جھوٹی بات کو سچ مان کر قبول نہیں کرتا اور آپ کے معاملات اس سے بالاتر ہیں کہ غضبناک ہو کر جلد بازی کریں یا پرانی دشمنی کے سبب انتقام لینے میں عجلت کریں۔ آپ اس بستی (یثرب) کو برباد نہیں کر سکتے'۔ تبع نے کہا کیوں؟' یہودی نے جواب دیا' کیونکہ یہ بستی اسماعیل کی اولاد میں ہونے والے ایک نبی کی 'ہجرت گاہ' ہے جو اس عمارت یعنی بیت الحرام سے مبعوث ہوگا'۔ (یہ سن کر) تبع یثرب کو برباد کرنے سے باز آ گیا اور وہاں سے چل کر مکہ آیا۔ یہ یہودی اور ایک دوسرا یہودی جو عالم تھا اس کے ہم رکاب تھے۔ یہ دونوں یہودی عالم تھے۔ تبع نے مکہ آ کر، کعبہ پر غلاف چڑھایا اور لوگوں کی ضیافت کی۔ اس نے کہا:

فکسونا البیت الذی حرم اللہ ملاء معضدا وبرودا

[ہم نے اس گھر پر جس کی حرمت کا نگہبان اللہ ہے مضبوط کپڑے اور چادریں چڑھائیں]۔

مگر ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ یہ شعر تبع اوسط نے کہا تھا (اور اس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا تھا)۔ بعد ازاں یہ تبع یمن لوٹ آیا اور دونوں یہودی علماء اس کے ہم رکاب تھے۔ اس نے ان کا مذہب اختیار کر لیا اور (حضرت) موسیٰ اور توارت پر ایمان لایا۔ جب اس کی اطلاع یمن کے لوگوں کو ہوئی تو انھوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کے اس نئے دین کو قبول کرنے پر اس کی اتباع سے انکار کر دیا۔ اس نے ان لوگوں سے آگ کے ذریعہ فیصلہ کرنا چاہا (کہ آگ میں دونوں یہودی عالم اور یمنیوں کی ایک جماعت ہوگی، جسے آگ جلا دے وہ جھوٹا اور جو صحیح سالم رہے وہ سچا ہے) چنانچہ آگ میں دونوں یہودی عالم اور کچھ یمنی داخل ہو گئے۔ یمنی آگ میں جل گئے اور یہودی علماء زندہ سلامت رہے۔ یہ دیکھ کر اہل یمن نے اپنے بادشاہ کی پیروی کی اور اس کی اطاعت (میں یہودیت اختیار) کر لی۔ یوں یہودیت یمن میں داخل ہوئی۔ یہی وہ تبع ہے جس نے یمنی (قبائل) اور بنو ربیعہ کے مابین دوستی کا معاہدہ کرایا تھا۔ اس کی سلطنت اٹھہتر سال رہی۔

مرثد بن عبد کلال : اس کے بعد مرثد بن عبد کلال بادشاہ ہوا۔ وہ تبع کا اخیافی بھائی تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صائب الرائی، بارعب اور سخی تھا۔ اس کے بعد حمیر کے بادشاہوں میں تفرقہ پڑ گیا اور ان کا ملک یمن اور اہل یمن کے حدود سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اس نے اکتالیس سال حکومت کی۔

ولیعہ بن مرثد : اس کے بعد اس کا فرزند ولیعہ بن مرثد تخت نشین ہوا۔ وہ عقل مند و خوش تدبیر تھا۔ اس نے سینتیس سال بادشاہی کی۔

ابرھہ بن الصباح : بعد ازاں الصباح کا بیٹا ابرہہ اورنگ نشین بادشاہی ہوا۔ وہ عالم و سخی تھا۔ اسے یہ علم ہو گیا تھا ﴿ص ۲۷۷﴾ کہ اب حکومت نضر بن کنانہ (قریش) کی نسل میں جانے والی ہے، اس لئے وہ (بنو کنانہ کے جداعلیٰ) معد اور آل معد کی بڑی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ وہ تہتر سال بساط حکومت پر متمکن رہا۔

حسان بن عمرو بن تبع : ابرہہ کے بعد حسان بن عمرو بن تبع کو بادشاہی ملی۔ اس کی خدمت میں خالد بن جعفر بن کلاب عامری اپنی قوم کے اسیروں کے ساتھ آیا تھا۔ اس نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا تھا۔ خالد نے اس کی مدح میں اشعار کہے تھے۔ ستاون سال تک اس کی بادشاہی رہی۔

ذوشناتر : اس کے بعد ایک ایسا شخص برسر اقتدار آیا جو شاہی خاندان سے نہ تھا بلکہ سرداروں کے خاندان سے تھا اور اس کو 'ذوشناتر' کہا جاتا تھا۔ یہ شخص سخت گیر، ظالم اور مردم کش تھا۔ وہ جب یہ سنتا کہ شاہی خاندان کا کوئی لڑکا نوخیز ہوا ہے، تو اسے اپنے ہاں بلا کر اس (کے ساتھ لواطت کر کے) خراب کر دیتا تھا۔ شاہی خاندان کا ایک نوخیز لڑکا جس کے دو زلفیں تھیں اور اس کے شانوں پر لہراتی رہتی تھیں اور اسی وجہ سے اسے 'ذونواس' (زلفوں والا) کہتے تھے، اس لڑکے کو (ذوشناتر نے بری نیت سے) بلوایا۔ وہ اپنے ساتھ ایک تیز و نازک چھری لے کر گیا۔ جب ذوشناتر بدکاری کی غرض سے ذونواس کے نزدیک ہوا تو اس نے چھری سے وار کر کے اس کا پیٹ پھاڑ کر سر کاٹ لیا۔ ذوشناتر نے ستائیس سال تک حکومت کی۔

ذونواس : جب قبیلہ حمیر کے لوگوں کو ذونواس کی حرکت کی خبر ہوئی تو انھوں نے کہا کہ ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذونواس سے بڑھ کر کسی شخص کو بادشاہی کا حقدار نہیں سمجھتے کیونکہ اس نے ہمیں ذوشناتر سے نجات دلائی ہے۔ سو انھوں نے ذونواس کو بادشاہ بنادیا۔ یہی بادشاہ صاحب الاخدود (آگ کے گڈھوں والا) ہے جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ۲ یہ بادشاہ مذہباً یہودی تھا۔ اسے اہل بخران کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ انھوں نے غسانی بادشاہان آل جفنہ کی جانب سے فرستادہ ایک شخص کی وجہ سے جس نے انھیں نصرانیت کی تعلیم دی ہے، نصرانیت اختیار کرلی ہے۔ سو (ذونواس) بنفس نفیس بخران آیا۔ اس نے زمین میں بڑے بڑے گڈھے کھدوا کر انھیں آگ کے شعلوں سے بھروادیا۔ اہل بخران میں سے جو نصرانیت سے توبہ کر کے اپنے قدیم مذہب پر واپسی کا اقرار کرتا، اس کو چھوڑ دیتا اور ان میں سے جو نصرانیت پر ثابت قدم رہتا اسے بھڑکتے ہوئے آگ کے گڈھوں میں ڈلوا دیتا تھا۔ (یہ سلسلہ جاری رہا) تا آنکہ ایک عورت کو لایا گیا جس کی گود میں سات ماہ کا بچہ تھا، اس بچے نے اپنی ماں سے کہا کہ 'میری ماں اپنے دین پر قائم رہ، کیونکہ آج کے بعد کوئی آگ نہیں ہے'۔ اس پر اس نے عورت اور اس کے بچے کو آگ میں پھینکوا دیا اور اس عمل سے رک گیا۔ (اس واقعہ کے بعد) یمن (بخران) کا ایک شخص ذوثعلبان نامی سمندری راستہ سے حبشہ کے عیسائی بادشاہ کے پاس گیا اور اس کے ہم مذہبوں کے ساتھ ذونواس نے جو سلوک کیا تھا اسے بتایا۔ یہ سن کر حبشہ کے بادشاہ نے قیصر (روم) کو اس کی اطلاع دی اور اس سے یمن پر چڑھائی کی اجازت طلب کی۔ (قیصر روم نے) بادشاہ حبشہ کو یمن پر پیش قدمی کی اجازت دی اور یہ بتایا کہ وہ جلد ہی یمن پر قابض ہو جائے گا۔ اسے یہ بھی حکم دیا کہ ذوثعبان کو (یمنی) قوم کے امور تفویض کر دے تا کہ جو لوگ رہنا چاہیں وہ ان کے ساتھ یمن میں قیام کرے۔ چنانچہ بادشاہ حبشہ نے ستر ہزار سپاہ کے ساتھ یمن کا رخ کیا۔ ذونواس نے بھی اپنے آدمی اکٹھا کر کے اس کا مقابلہ کیا لیکن اسے شکست ہوئی اور اس کے ہمراہیوں کی بھاری تعداد میدان جنگ میں کھیت رہی۔ شکست کھا کر ذونواس بھاگ کھڑا ہوا اور بادشاہ حبشہ اس کا تعاقب کرتا ہوا ساحل سمندر تک پہونچ گیا۔ (ذونواس) گھبرا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ سمندر میں کود پڑا یوں وہ اور اس کے بچے کھچے ساتھی سب کے سب ڈوب کر جان سے ہاتھ دھو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے۔ (ذونواس کا) اس طرح خاتمہ ہوگیا۔ (اس شکست کے بعد) ذوجدن حمیری نے (یمنی فوج کی) قیادت سنبھالی۔ اہل حبشہ نے اسے بھی لڑکر شکست دے دی اور ساحل سمندر کی جانب بھاگنے پر اسے بھی مجبور کردیا وہ سب بھی سمندر میں ڈوب کر مرگئے۔ ذونواس کی مدت حکومت اڑسٹھ سال تھی۔

﴿ص ۲۷۸﴾ یمن کے حبشی حکمران

ابرھہ الاشرم (نک کٹا) : (خاندان تبع کو برباد کرکے) اہل حبشہ ابرہہ الاشرم (نک کٹا) کے ساتھ یمن میں مقیم رہے۔ اسی ابرہہ نے کعبہ کو مسمار کرنے کی غرض سے مکہ میں فوج کشی کی تھی اور اس کے ہمراہ جنگی ہاتھی بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو ابابیل پرندے کے ذریعہ ہلاک کردیا۔ خود ابرہہ کے جسم میں خارش کے دانے نکل آئے اسے اس کے آدمی یمن اٹھا کر لے گئے، وہیں وہ ہلاک ہوگیا۔ اسی زمانہ میں نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی۔

یکسوم بن ابرھہ : ابرہہ کے بعد اس کا بیٹا یکسوم حکمراں ہوا۔ یمن میں حبشیوں نے بری روش اختیار کی اور وہاں کے لوگوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھانے شروع کئے۔ اس لئے سیف بن ذی یزن (یمن سے) نکل کر (ایران کے بادشاہ) کسریٰ بن قباذ کے ہاں اس کی حکومت کے آخری زمانے میں آیا۔ یہ اہل ایران کی اپنی تاریخی روایت ہے۔ لیکن میرا (ابن قتیبہ) خیال ہے کہ (سیف) ہرمز بن انوشیرواں (کسریٰ بن قباذ) کے عہد میں (ایران) آیا۔ میں نے تاریخ کی کتابوں میں یہی لکھا ہوا پایا ہے۔ بہرکیف سیف نے (ایرانی بادشاہ سے) اہل حبشہ کے مظالم کی شکایت کی اور درخواست کی کہ حبشیوں سے جنگ کرنے کی غرض سے اس کے ہمراہ ایک فوج کردی جائے۔ اس لئے (ایرانی بادشاہ نے) وہرز (بہروز) کی قیادت میں ساڑھے سات ہزار فوج یمن روانہ کی۔ یہ لوگ سمندری راستہ سے روانہ ہوئے۔ اس فوج کی روانگی کی اطلاع ملنے پر اہل یمن کا جم غفیر ساحل سمندر پر امنڈ آیا۔ ان سبھوں نے حبشیوں سے جنگ کی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں شکست دے کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ان میں سے ایک آدمی بھی اپنی سرزمین پر واپس نہیں پہونچ سکا۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ یمن میں اہل حبشہ کی حکومت کتنے عرصہ تک رہی اور یہاں ان کا قیام کتنی مدت تک رہا اس بارے میں شدید اختلاف ہیں۔

سیف بن ذی یزن : کسریٰ کی جانب سے یمن کی حکومت پر سیف بن ذی یزن مامور ہوا۔ وہ کسریٰ سے مراسلات کے ذریعہ احکام حاصل کرتا اور معاملات کے تصفیے اسی کے حکم سے کرتا تھا یہ سلسلہ اس کے قتل تک جاری رہا۔ اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ اس نے حبشیوں میں سے کچھ لوگوں کو اپنا خدمت گار مقرر کیا تھا۔ ایک روز جب کہ وہ اپنی شکارگاہ میں تھا۔ اسے تنہا پا کر ان حبشی غلاموں نے اپنے چھوٹے برچھوں سے اسے قتل کر دیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ کر چھپ گئے سیف کے آدمیوں نے ڈھونڈ کر ان سب کو مار ڈالا۔

یوں یمن میں کاروبار حکومت انتشار کی نذر ہو گیا اور وہ لوگ کسی کو متفقہ طور پر بادشاہ نہ بنا پائے۔ ہر علاقے کے لوگوں نے خاندان حمیر کے ایک فرد کو اپنا حاکم بنا لیا۔ یمن میں یہ ملوک الطوائف حکومت کرتے رہے۔ یہ حالت ظہور اسلام تک باقی رہی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ یمن (اہل حبشہ کی شکست کے بعد سے) برابر ایرانیوں کے قبضے میں رہا اور آنحضرت ﷺ نے باذان کو جو پرویز کی جانب سے یمن کے گورنر تھے اور ان کے ساتھ پرویز کے فرستادہ دو سردار بنام فیروز اور ذادویہ بھی تھے (اسلام کا پیغام) بھیجا اور یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ [۳]

شام کے (عرب) بادشاہ

ابو محمد (ابن قتیبہ) نے کہا کہ عربوں میں سب سے پہلے جو شخص شام میں آباد ہوا وہ سلیح تھا۔ اس کا تعلق قبیلہ غسان سے تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ قضاعہ کے قبیلے سے تھا۔ یہ قبیلہ نصرانی ہو گیا اور بادشاہ روم نے انھیں میں سے ایک شخص کو جس کا نام نعمان بن عمرو بن مالک تھا، ان پر حکم راں مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مالک بادشاہ ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بادشاہ ہوا۔ ان (قبائیل) میں سے ان تین کے سوا ﴿ص ۲۷۹﴾ اور کوئی بادشاہ نہ ہوا۔

جب عمرو بن عامر مزیقیاء اپنے بیٹوں، قرابت داروں اور قبیلہ ازد کے اپنے پیروں کے ہمراہ (یمن سے) نکلا تو ان سب نے عک کے بلاد کا رخ کیا۔ اس زمانے میں ان کا بادشاہ سملقہ نامی ایک شخص تھا۔ انھوں نے سملقہ سے یہ درخواست کی کہ ان کو اس وقت تک اپنے علاقے میں قیام کی اجازت دے دے جب تک کہ وہ اپنے آدمیوں کو مناسب مقام کی تلاش میں روانہ کر کے وہاں منتقل نہ ہو جائیں۔ ان لوگوں کو (عک کے لوگوں نے) اس کی اجازت دے دی۔ عمرو بن عامر (مزیقیاء) نے اپنے تین بیٹوں حارث بن عمرو، مالک بن عمرو اور حارثہ بن عمرو اور دوسرے لوگوں کو (مناسب جگہ کی) تلاش کے لئے روانہ کیا۔ اسی اثناء میں عمرو بن عامر اپنے بیٹوں اور دوسرے تلاش کنندگان کی واپسی سے قبل ہی عک کے علاقے میں مر گیا اور اس کا بیٹا ثعلبہ بن عمرو اس کا جانشین ہوا۔ قبیلہ ازد (عمرو بن عامر مزیقیاء کے حامیوں) میں سے جذع بن سنان نامی ایک شخص نے سملقہ کے قتل کی سازش کی جس کی وجہ سے فریقین میں سخت لڑائی چھڑ گئی۔ عک کا بھاری جانی نقصان ہوا اور اپنے علاقے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ (حرکت) ثعلبہ بن عمرو کو نہایت ناگوار گزری اور اس نے اس بات کی قسم کھائی کہ وہ (سرزمین عک میں) اب قیام نہیں کرے گا۔ وہ اپنے متبعین کے ہمراہ وہاں سے نکل کر مکہ آیا۔ وہاں اس زمانے میں جرہم کا قبیلہ آباد تھا اور وہی بیت اللہ کے نگراں تھے۔ (ثعلبہ بن عمرو اور اس کے ہمراہی) مقام بطن مر میں آ کر ٹھہرے اور (بنو جرہم) سے درخواست کی کہ انھیں اپنے ساتھ قیام کی اجازت دی جائے۔ بنو جرہم نے (ان کی درخواست نہ مانی اور) ان سے جنگ کی۔ اس میں بنو ازد کے ہمراہیوں کو کامیابی ہوئی اور بنو جرہم کو انھوں نے مکہ سے نکال باہر کیا اور قبیلہ خزاعہ (ازد کی شاخ) بیت اللہ کا متولی ہو گیا۔ ان کی تولیت برابر قائم رہی، ان کی قوت بڑھ گئی اور ان کا اقتدار مستحکم ہو گیا۔ (یہی صورت حال باقی رہی) تا آنکہ انھوں نے (بیت اللہ میں) بہت سی نئی باتیں ایجاد کیں اور بتوں کو لا کر نصب کیا۔

اس کے بعد قصی مکہ آئے اور اپنے حامیوں کی مدد سے خزاعہ سے لڑائی لڑی قیصر روم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ان کی مدد کی اور وہ اور ان کی اولاد بیت اللہ کی متولی ہوگئی۔ انھوں نے قریش کو جو اطراف و جوانب میں منتشر تھے اکٹھا کیا اس لئے وہ مجمع (جمع کرنے والے) کہلائے۔ (مکہ میں) ازد کے لوگ (اقتدار سے محروم ہونے کے بعد بھی) ایک عرصہ تک مقیم رہے مگر جب مکہ میں انھیں معاشی تنگ دستی کا سامنا ہوا تو وہاں سے کوچ کر گئے اور (ان میں سے) خزاعہ تولیت کعبہ کی وجہ سے ان سے الگ ہوگئے۔ چنانچہ (ازد والوں میں سے) کچھ، سواد (عراق) چلے گئے اور وہاں انھوں نے جذیمہ بن مالک الابرش کے باپ مالک بن فہم کو اپنا دیگر پیروکاروں کا بادشاہ بنالیا۔ (ازد کے متعلقین میں) ایک گروہ یثرب چلا گیا اور وہی اوس وخزرج کہلائے۔ کچھ دوسرے لوگ عمان کی جانب ہجرت کر گئے۔ ایک گروہ ان کا شام منتقل ہوگیا۔ وہی لوگ شام کے حکمراں آل جفنہ کہلاتے ہیں۔

سملقہ (بادشاہ عک) کا قاتل جذع بن سنان بھی شام چلا گیا۔ وہاں (قبیلہ) سلیح آباد تھے۔ سلیح کے بادشاہ نے قیصر روم سے ان (منتقلین ازد) کو اپنے یہاں آباد کرنے کی اجازت مانگی۔ اس نے بعض شرائط کے ساتھ ان لوگوں کو قیام کی اجازت دے دی۔ قیصر کا عامل (افسر خراج) ان سے خراج کی وصول یابی کی غرض سے آیا اور ان سے خراج کا مطالبہ کیا۔ جذع نے کہ ان کے درمیان موجود تھا یہ جواب دیا کہ 'میری یہ تلوار خراج کی ادائیگی کی گروی کے بطور لے لو'۔ عامل خراج نے اس کے جواب میں جذع کی ماں کے لیے گستاخانہ کلمات کہے، جذع نے اپنی تلوار کھینچ کر عامل خراج کی گردن اڑادی۔ اس پر لوگوں نے کہا خدمن جذع ما اعطاک (اس نے تمھیں جو دیا ہے وہ جذع سے لے لو)۔ اس کا یہ قول کہاوت ہوگیا۔ عامل خراج کے منشی نے جا کر اس واقعہ کی قیصر کو اطلاع دی۔ اس نے سرکوبی کی غرض سے ایک ہزار فوجیوں کا دستہ روانہ کیا۔ جذع نے ازد کے اپنے حامیوں کو جمع کر کے اس روی فوج سے جنگ کی، اسے شکست دے کر بھگا دیا اور اس کے ہتھیاروں پر قبضہ کرلیا۔ اس سے ان کی قوت میں اضافہ ہوا اور وہ یثرب چلے آئے۔

(مگر) بنو جفنہ شام ہی میں مقیم رہے۔ انھوں نے نصرانیت اختیار کرلی۔ جب جذع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یثرب آیا تو یہاں یہود سکونت پذیر تھے۔ اس نے ان سے چند شرائط پر معاہدہ کر کے ان کے ساتھ طرح اقامت ڈالی۔ جب یہود نے ان شرائط کی خلاف ورزی کی تو (بنوازد) آخری تبع کے پاس آئے اور یہود کی بدعہدی کی شکایت کی۔ وہ یہودیوں کی (سرکوبی کی غرض سے) یثرب آیا اور ان کو قتل کیا۔ اسی واقعہ کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

قبیلہ طئی کے لوگ عمرو بن عامر (مزیقیاء) کی ہجرت کے کچھ عرصہ بعد یمن سے نکل کر اجاء اور سلمی نامی پہاڑوں میں آکر بس گئے۔ وہاں (آباد) بنو اسد نے بنوازد سے ذلت اور خواری اٹھا کر عہد و پیمان کر لیا۔

حارث بن عمرو بن محرق : آل جفنہ میں سے حارث بن عمرو بن محرق پہلا شخص تھا جس نے شام پر بادشاہت کی۔ ماہرین انساب نے عمرو کے بعد اس کے نسب میں اختلاف کیا ہے۔ اس کے محرق نام پڑنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ پہلا (بادشاہ) تھا جس نے عربوں کو اپنے دربار میں بلوایا تھا۔ سو ان سب کو آل محرق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہی بادشاہ حارث اکبر کہلاتا تھا اور اس کی کنیت ابوشمر تھی۔

حارث بن ابی الشمر : اس کے بعد حارث بن ابی شمر تخت نشین ہوا۔ وہ حارث الاعرج یعنی الحارث الاکبر ہے۔ اس کی ماں ماریۃ ذات القرطین (دو جھمکوں والی ماریہ) تھی۔ وہ آل جفنہ کے بادشاہوں میں سب سے اچھا، غیض و غضب میں سب سے زیادہ محفوظ و مامون، سب سے دور دراز حکومت تک غارت گری کرنے والا اور سب سے بڑھ کر چالباز تھا۔ اس نے خیبر پر حملہ کیا وہاں کے لوگوں کو قیدی بنالیا پھر انھیں شام لا کر معافی دے کر آزاد کر دیا۔

(حیرہ کے بادشاہ) منذر بن ماء السماء ایک لاکھ فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوا۔ (الحارث نے) اس کے مقابلے پر ایک سو آدمیوں کو جن میں لبید شاعر کہ لڑکا تھا، شامل تھا روانہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اس نے ان لوگوں کو صلح خواہی کے لئے بھیجا ہے۔ ان لوگوں نے (منذر بن ماء السماء) کے محل کے سائبان کو گھیر لیا اور اس کو اور جو لوگ رواق میں اس کے ساتھ تھے، ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کو قتل کر دیا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ (حیرہ والوں) میں سے کچھ جان بچا کر بھاگ گئے اور کچھ مارے گئے۔ اس کے بعد غسانیوں کے سواروں نے منذر بن ماء السماء کی فوج پر حملہ کر کے اسے شکست فاش سے دو چار کیا اس (حارث الاعرج) کے حلیمہ نامی ایک بیٹی تھی۔ وہ (حملہ کے روز) ان نوجوانوں کی خوشبو لگا رہی تھی انھیں کفن پہنا رہی اور زرہیں پہنا رہی تھی اس کے بارے میں یہ کہاوت مشہور ہوگئی۔ 'حلیمہ کا دن ترش و تلخ نہ ہوا'۔

(مخالف فوج کے) اس جنگ میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں بنو اسد کے قیدی بھی تھے۔ (مشہور شاعر) نابغہ الذبیانی (حارث الاعرج کے) پاس آیا اور ان کی رہائی کی درخواست کی سو وہ لوگ آزاد کر دیئے گئے۔ اس طرح (مشہور شاعر) علقمہ بن عبدہ بنو تمیم کے اسیروں کی سفارش کے لئے جن میں اس کا بھائی شاش بن عبدہ بھی تھا، (حارث کے) پاس آیا اس نے ان لوگوں کو بھی آزاد کر دیا۔ اس کے متعلق علقمہ کہتا ہے:

الی الحرث الوهاب اعملت ناقتی — بکلکلها و القصریین وجیب

وفی کل حی قدخبطت بنعمة — فحق لشاش من نداک ذنوب

[بہت زیادہ عطاء کرنے والے حارث کی جانب میں اپنی ناقہ کو جس کے سینے اور پہلو کی چھوٹی ہڈیوں میں اضطراب تھا دوڑا کر لایا ہوں اور (اے حارث) تم نے ہر قوم پر بے دریغ انعام و اکرام کئے ہیں، اس لئے شاعر کا بھی یہ حق ہے کہ تمہاری بخشش سے اسے بھی ایک ڈول بھر کر ملے]۔

یہ سن کر حارث نے کہا 'بہت خوب!' اور اسے انعام و اکرام سے نوازا۔

حارث بن حارث بن حارث : اس کے بعد حارث الاصغر بن حارث الاعرج بن حارث الاکبر بادشاہ ہوا۔ اس کے کئی بھائی تھے۔ انھیں میں نعمان بن حارث بھی تھا۔ اس کے بارے میں نابغہ (ذبیانی) نے کہا ہے:

هذا غلام حسن وجه مستقبل الخير سريع التمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحرث الاکبر والحرث الاصغر والحرث الاعرج خیر الانام

[یہ خوبصورت لڑکا ہے۔اس سے آئندہ بھلائی کی امید ہے اور وہ جلد تام ومکمل ہونے والا ہے۔ (اس کا تعلق) حارث اکبر، حارث اصغر اور حارث اعرج سے ہے کہ سب کے سب دنیا میں سب سے اچھے ہیں]۔

نابغہ (ذبیانی) اس کے بارے میں جب وہ حملہ کے لئے نکلا تھا، کہا ہے:

ان یرجع النعمان نفرح ونبتهج ویات معدا ملکها وربیعها

ویرجع الی غسان ملک وسؤدد وتلک المنی لو اننا نستطیعها

[ہم نہایت فرحاں و شاداں ہوں گے، اگر نعمان (جنگ سے) لوٹے، آل معد کی بادشاہت اور رونق واپس آئے ☆اور آل غسان کی جانب ملک اور سرداری آئے! مگر یہ آرزوئیں کاش ہم انھیں پورا کر سکتے!]۔

نعمان بن الحارث : نعمان بن الحارث (الاصغر) کے تین فرزند نرینہ تھے۔ حُجر بن نعمان کہ اس کے نام پر اس کی کنیت تھی، نعمان بن ﴿ص ۲۸۱﴾ نعمان اور عمرو بن نعمان۔ انھیں (تینوں) کے بارے میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

من یغر الدهر او یامنه من قتیل بعد عمرو و حجر

ملکا من جبل الثلج الی جانبی ایلة من عبد و حر

[عمرو اور حجر کے بعد، کہ جبل ثلج سے لے کر ایلہ کے دونوں کناروں کے حکمراں تھے، زمانہ کس غلام اور آزاد کے قتل ہونے سے دھوکہ کھائے گا یا امن وحفاظت میں رہے گا]۔

حارث الاعرج کی اولاد میں عمرو بن الحارث بھی ہے جس کے (دربار سے) نابغہ (ذبیانی) نعمان بن منذر کو چھوڑنے کے بعد وابستہ ہو گیا تھا۔اس کے بارے میں نابغہ کہتا ہے:

علیّ بعمرو نعمة بعد نعمة لوالده لیست بذات العقارب

[مجھ پر عمرو کی یکے بعد دیگرے اس قدر بخششیں ہیں کہ اتنی اس کے باپ کی ذات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقارب پر بھی بخششیں نہ تھیں]۔

عمرو کو ابوشمر الاصغر کہا جاتا تھا۔ اس کی اولاد میں منذر بن حارث اور ایہم بن حارث بھی تھے۔ یہ ایہم، جبلہ بن ایہم کا باپ تھا۔ جبلہ آخری غسانی بادشاہ تھا۔ (وہ بڑا قد آور تھا) اس کی لمبائی بارہ بالشت تھی۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتا تو اس کے پاؤں زمین کو چھوتے تھے۔ اس نے اسلام کا زمانہ پایا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمان ہوگیا۔ بعدازاں وہ نصرانی ہوکر روم بھاگ گیا۔ اس کے (دوبارہ) نصرانی ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ دمشق کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اس کے گھوڑے کا پاؤں ایک آدمی کے لگ گیا اس آدمی نے کود کر (جبلہ کے) تھپڑ مار دیا۔ اس آدمی کو غسانیوں نے پکڑ کر (والئ دمشق) ابوعبیدہ بن الجراح کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ اس شخص نے ہمارے سردار کو تھپڑ مارا ہے۔ اس پر عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے تم کو تھپڑ مارا ہے اس کا کیا ثبوت ہے؟ (جبلہ نے) کہا آپ ثبوت مانگ کر کیا کریں گے؟ (حضرت ابوعبیدہ نے) کہا اگر اس شخص نے تمھیں تھپڑ مارا ہے تو تم اس تھپڑ کے بدلے میں اسے تھپڑ مارو گے۔ (جبلہ) بولا کیا اسے قتل نہ کر دیا جائے گا؟۔ (حضرت ابو عبیدہ نے) جواب دیا کہ نہیں۔ (جبلہ نے) کہا کیا اس کا ہاتھ بھی نہ کاٹا جائے گا؟۔ (حضرت ابو عبیدہ نے) کہا نہیں! اللہ تعالیٰ نے قصاص کا حکم دیا ہے اور تھپڑ کے بدلے تھپڑ ہے۔ جبلہ وہاں سے نکل کر رومیوں کے ملک میں بھاگ گیا۔ نصرانی ہوگیا وہ وہاں اپنی موت تک مقیم رہا۔

حیرہ کے بادشاہ

مالک بن فہم بن غنم بن دوسؔ : حیرہ کا پہلا (عربی النسل) بادشاہ تھا۔ وہ عمرو بن عامر مزیقیاء کے ساتھ سیل العرم (سیلاب عظیم) کے خطرے کے پیش نظر یمن سے نکلا تھا۔ جب ازد مکہ آئے اور جرہم پر غلبہ حاصل کر کے خانہ کعبہ کے متولی بن گئے تو وہ لوگ ایک مدت تک وہاں مقیم رہے۔ بعدازاں وہاں سے خزاعہ کے علاوہ جو بیت اللہ کی تولیت پر فائز رہے۔ (قبیلہ ازد کے تمام لوگ) نقل مکانی کر گئے۔ مالک بن فہم عراق چلا گیا اور وہاں بادشاہ بن بیٹھا۔ وہ بیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال تک بادشاہی کر کے مر گیا۔

جذیمہ بن مالک الابرش : مالک کے بعد اس کا بیٹا جذیمہ الابرش بادشاہ ہوا۔ وہ مبروص تھا۔ اس وجہ سے اس کو الوضاح اور الابرش کہا جاتا تھا۔ وہ الانبار میں قیام کرتا تھا اور حیرۃ آتا جاتا رہتا تھا۔ وہ کسی شخص کو اپنا ندیم ﴿ہم﴾ نہ بناتا تھا اور الفرقدین (نامی دو ستاروں) سے مصاحبت و ہم جلیسی کرتا تھا۔ وہ جب ایک جام خود نوش کرتا تو ایک جام اِس کے لئے اور ایک جام اُس کے لئے زمین پر بہا دیتا تھا۔

اسی نے سب سے پہلے منجنیق بنوائی اسی کے لئے سب سے پہلے جوتے بنائے گئے اور سب سے پہلے اسی کے لئے شمع اٹھائی گئی۔ (یعنی خدام اس کے آگے شمع لے کر چلتے تھے)۔

جذیمہ کی ایک بہن تھی جس کا نام ام عمرو تھا۔ ﴿ص ۲۸۲﴾ بنولخم کا ایک جوان کہ عدی بن نصر ابن ربیعہ لخمی کہلاتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس عدی کا باپ نصر سریانیوں کے بادشاہ الساطرون کا بیٹا تھا۔ جو الحصن کا مالک اور موصل کے دیہات باجری کا رہنے والا جرمقانی تھا۔ (یہ عدی بن نصر) جذیمہ کے مخصوص ترین خادموں اور قریب ترین ملازموں میں شمار ہوتا تھا۔ (مشہور ماہر انساب) جبیر بن مطعم کی یہ روایت ہے کہ (عدی بن نصر) قنص بن معد بن عدنان کے قبیلے سے تھا۔ (ایک شب جذیمہ نے) شراب کے نشے میں اپنی بہن ام عمرو کی شادی اس عدی بن نصر سے کر دی۔ اسے (حجلہ عروسی میں) بھیج دیا اور عدی نے ام عمرو سے زفاف کیا۔ جب (جذیمہ کو) ہوش آیا تو اس نکاح پر اسے پشیمانی ہوئی اور عدی کی گردن مروا دی مگر اس کی بہن ام عمرو حاملہ ہو گئی تھی (جب عدی کا بیٹا عمرو پیدا ہوا تو) جذیمہ کو اس سے محبت پیدا ہو گئی اور اس نے اس پر توجہ کی (بچپن میں) عمرو پر جن عاشق ہو گئے اور اسے اٹھا لے گئے۔ اس کی گم شدگی سے جذیمہ کو بڑا رنج ہوا اور اس کو واپس لانے والے کو اس کی خواہش پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ ایک عرصہ کے بعد مالک اور عقیل نامی دو اشخاص عمرو بن عدی کو لے کر جذیمہ کی خدمت میں آئے اور انھوں نے جذیمہ کے مصاحب و ندیم ہونے کی خواہش کی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں چالیس سال تک جذیمہ کے مصاحب و ہم جلیس رہے۔ یہ دونوں جب عمرو کو واپس لائے تو اس کی ماں نے اسے طوق پہنا کر جذیمہ کے پاس بھیجا جب جذیمہ نے عمرو کے گلے میں طوق اور اس کی داڑھی دیکھی تو بولا! 'عمرو طوق سے جوان ہوگیا'۔ یہ جملہ ضرب المثل ہوگیا۔

جذیمہ نے الزباء کو نکاح کا پیغام دیا۔ یہ الجزیرہ کے بادشاہ کی بیٹی تھی اور اپنے شوہر کے بعد وہاں کی حکمران ہوگئی تھی۔ الزباء نے جذیمہ کی درخواست قبول کر لی چنانچہ جذیمہ اس کے ہاں چلا گیا۔ جذیمہ جب (الزباء کے حجلہ عروسی میں) داخل ہوا تو اس نے اسے قتل کرا دیا۔

(اپنے ماموں) کے قتل کا اس کے بھانجے عمرو اور اس کے غلام قصیر نے انتقام لینے کی ٹھان لی اور آخر کار اسے جان سے مار ڈالا۔ اس کے ملک پر ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے کثیر مال غنیمت لے کر وہ واپس آیا۔ رومیوں سے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے یہ پہلی قیدی عورتیں تھی جو اہل عرب میں تقسیم کی گئیں۔ جذیمہ نے ساٹھ سال حکومت کی۔

عمرو بن عدی : (جذیمہ کے بعد) عمرو بن عدی کہ اس کا بھانجا تھا، بادشاہ ہوا۔ چونکہ اس نے اپنے ماموں کے خون کا بدلہ لینے میں نہایت چالاکی و حیلہ گری سے کام لیا تھا۔ اس لئے (ہمسایہ) بادشاہوں پر اس کی دھاک بیٹھ گئی اور ان پر اس کا رعب و خوف طاری ہوگیا۔ اس نے ساٹھ سال سے کچھ اوپر بادشاہی کی۔

امرء القیس : (عمرو بن عدی کے بعد) امرء القیس بن عمرو بن عدی بادشاہ ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ (عمرو بن عدی کے) بعد حارث بن عمرو بن عدی بادشاہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس کو المحرق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں شاعر الاسود بن یعفر کہتا ہے:

ماذا اؤ مّل بعد آل محرق　　ترکوا منازلھم وبعد ایاد

ارض الخورنق والسدیر و بارق　　والقصر ذی الشرفات من سنداد

[میں آل محرق کے بعد جو اپنے گھروں کو چھوڑ گئے اور ایاد کے بعد کیا آرزو کروں کیا توقع رکھوں؟ ☆ خورنق، سدیر، بارق اور سنداد کے کنگروں والے قصر]۔ ۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمان بن امرء القیس : اس کے بعد نعمان بن امرءالقیس بادشاہ ہوا۔ یہ یک چشم تھا۔ خورنق نامی (قصر) اس نے تعمیر کروایا تھا۔ النعمان الاکبر یہی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ نوشیرواں بن قباذ نے اسے بادشاہ بنایا تھا۔ ایک دن وہ قیصر خورنق پر چڑھا۔ اردگرد کے منظر کو دیکھ کر پوچھا 'کیا یہ سب جو میں دیکھ رہا ہوں فناء پذیر ہے اور ان سب کا انجام زوال ہے؟'۔ لوگوں نے جواب دیا 'ہاں!'۔ اس نے کہا 'جو چیز فناء ہو جائے اس میں کونسی بھلائی ہے؟ میں ایسی زندگی تلاش کروں گا جو کبھی زوال پذیر نہ ہو'۔ وہ بادشاہی سے دست بردار ہو گیا، بدریہ پوش ہو کر ملک ملک گھومنے لگا۔ عدی بن زید نے ان اشعار میں اسی کا ذکر کیا ہے:

وتدبر رب الخورنق اذ اشرف یوما وللهدی تفکیر

سره ماله و کثرة ما یملک والبحر معرضا والسدیر

فارعوی قلبه وقال فما غبطة حی الی الممات یصیر

[خورنق کے مالک نے جب وہ ایک دن اس پر چڑھا تو غور کیا اور سیدھا راستہ پانے کے لئے غور وفکر کرنا ضروری ہے ☆ اس کے مال، کثیر املاک، وسیع دریا اور سدیر نے اسے مسرور کیا ☆ مگر اس کا دل اس نادانی سے باز آ گیا اور اس نے کہا کہ زندہ شخص کے لئے جس کا انجام اور ٹھکانا موت ہے، رشک اور خوشی کی کیا بات ہے؟]۔

﴿ص۲۸۳﴾ **منذر بن امرالقیس** : (نعمان بن امرءالقیس کے) بعد نوشیروان نے اس کے بھائی منذر بن امرءالقیس کو بادشاہ مقرر کیا۔ منذر کی ماں قبیلہ قاسط بن نمر سے تعلق رکھتی تھی، اس کو اس کے حسن و جمال کی وجہ سے **ماء السماء** کہا جاتا تھا۔ اس خاتون کے باپ کا نام عوف بن جشم تھا۔ مگر بنو ازد میں جس کا (لقب) ماء السماء تھا وہ یمن سے (سیل العرم) کی وجہ سے ہجرت کرنے والے عمرو بن عامر (مزیقیاء) کا باپ عامر تھا۔ اس کے ماء السماء کہلانے کی وجہ یہ تھی کہ جب قحط پڑ جاتا اور بارش رک جاتی تو وہ پاؤں پر اکڑوں بیٹھ کر پاؤں اور پیٹھ کو کپڑے سے سہارے کے لئے باندھ لیتا اور اپنے مال کو بارش کے قطروں کی طرح لوگوں پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برساتا تھا۔

(عامر کے) بیٹے عمرو کو مزیقیاء کہنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ ہر روز دو لباس پہنتا تھا اور جب انھیں اتارتا تو پھاڑ ڈالتا (مزق = پھاڑ دیا) کیونکہ وہ انھیں دوبارہ پہنا برا سمجھتا تھا اور یہ بھی ناپسند کرتا تھا کہ ان دونوں کپڑوں کو اس کے علاوہ کوئی اور پہنے۔

(ابن قتیبہ نے) کہا کہ میں نے جو (ماء السماء کا) یہاں ذکر کیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ عورت ماء السماء اور مرد ماء السماء کے درمیان جو فرق ہے وہ واضح ہو جائے۔

منذر بن امرء القیس کی زوجیت میں حارث بن عمرو کندی آکل المرار کی بیٹی ہند تھی۔ اسی کے بارے میں کسی کہنے والے نے کہا ہے 'اے کاش! ہند تین بیٹے جنتی' سو ہند نے لگاتار تین بیٹے جنے ☆ عمرو بن ہند **مضرّط الحجارة** (سنگریزوں کو روند کر اس میں سے آواز نکالنے والا) ☆ قابوس قیتة العرس اس میں ایک طرح کی نرمی (عیش کوش) تھی اور منذر بن منذر۔

منذر بن امرء القیس حیرہ کا حاکم تھا۔ اسی زمانے میں الحارث بن ابی شمر غسانی نے، کہ الحارث الاعرج کے نام سے مشہور تھا، (المنذر) پر حملہ کر کے اسے الحیار (قنسرین کے قریب ایک جگہ) کے مقام پر قتل کر دیا۔

منذر بن منذر بن امرء القیس : اپنے باپ کے بعد منذر بن منذر تخت نشین ہوا۔ وہ اپنے باپ کے قتل کا انتقام لینے کی غرض سے (فوج لے کر) روانہ ہوا۔ اسے بھی حارث (الاعرج) نے (انبار کے عقب میں واقع) عین اباغ کے مقام پر مار ڈالا۔ (ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ) میں نے بھی سنا ہے کہ منذر بن منذر کو (مشہور شاعر) عمرو بن کلثوم تغلبی کے بھائی مرہ بن کلثوم تغلبی نے قتل کیا تھا۔

عمرو بن ھند : اس کے بعد عمرو بن ہند مضرّط الحجارة بادشاہ ہوا۔ اس کا مضرط الحجارة نام پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ چلنے میں ایسے بھاری قدم اٹھاتا تھا جس سے سنگ ریزوں کے روندے جانے کے باعث ایک طرح کی آواز نکلتی تھی۔ اسے محرق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی دارم کے اٹھانوے آدمیوں کو آگ میں جلوا دیا تھا اس تعداد کو سو کرنے کی غرض سے اس نے بنو براجم کے ایک مرد اور بنو نہشل کی ایک عورت کو آگ میں جلوا کر سو کی تعداد پوری کر لی تھی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ان الشقی والد البراجم (بدقسمت ہے بنوالبراجم کا آنے والا شخص) (بنوالبراجم کے) ایک آدمی نے غلطی سے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا تھا۔

یہی (عمرو بن ہند) طرفہ اور متلمس کا ساتھی تھا۔ اسی نے اپنے بحرین کے گورنر کے نام ان دونوں کو خطوط لکھ کر دیئے تھے اور انھیں یہ باور کرایا تھا کہ اس نے ان خطوط میں انھیں انعام و اکرام دینے کے لئے لکھا ہے جب کہ اس نے ان دونوں کو قتل کر دینے کا حکم دیا تھا۔ متلمس نے اپنے خط کو حیرہ کے ایک آدمی سے پڑھوالیا، جب اسے نفس مضمون کا پتا لگا تو اس نے خط کو حیرہ کے قریب ایک نہر میں پھینک دیا اور وہاں سے لوٹ گیا۔ اس لئے (ضرب المثل کے طور پر) کہا گیا ہے صحیفته المتلمس (متلمس کا خط) مگر طرفہ بحرین گیا اور وہاں گورنر کی خدمت میں خط پیش کر دیا۔ اس نے طرفہ کو قتل کروا دیا۔ میں (ابن قتیبہ) نے ان دونوں کے قصہ کو اپنی کتاب الشعراء (کتاب الشعر والشعراء) میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

نعمان بن منذر : اس کے بعد نعمان بن منذر بن امرء القیس تخت نشین ہوا۔ اس کی کنیت 'ابو قابوس' تھی۔ (مشہور جاہلی شاعر) نابغہ ذبیانی اسی سے متوسل تھا۔ اس سے حیرہ کی دو خوبصورت عمارتیں بھی منسوب ہیں۔ یہ دونوں عمارتیں بلند تھیں اور نعمان کے حضور میں جو شخص اس کے یوم بوس پر پیش کیا جاتا وہ اس کو قتل کروا کر اس کے خون سے اس کی دیواروں کو رنگوا دیتا تھا۔ اس نے اپنے لئے دو دن مقرر کئے تھے ایک یوم بوس اور دوسرا یوم نعیم۔ [۲]

(مشہور جاہلی شاعر) عبید بن ابرص اس کی مدح کی غرض سے انجانے میں یوم بوس میں حاضر خدمت ہوا اور مارا گیا۔ اسی نے عدی بن زید عبادی شاعر کو جو خسرو پرویز کا ترجمان اور عربی زبان کا منشی تھا، قتل کروا دیا تھا۔ حالانکہ عدی بن زید نے (پرویز سے) نعمان (بن منذر) کی تعریف کی تھی، (نعمان) کو والی بنانے کا مشورہ دیا تھا اور اس ضمن میں فریب کیا تھا جس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے (پرویز نے) اس کے بھائیوں کے بجائے اسے (حیرہ کا) بادشاہ بنادیا تھا۔ یہ (نعمان) اپنے بھائیوں میں سب سے برا اور سب سے بدصورت تھا۔ مگر (بادشاہ ہوجانے کے بعد) نعمان نے (عدی پر) الزام تراشی کی، اس کے خلاف فریب سے کام لیا اور پکڑ کر قید میں ڈال دیا اور پھر قتل کرادیا۔ یہ عدی شعر کہتا تھا۔ ؎

عدی کے بیٹے زید بن عدی نے (اپنے باپ کے قتل کے بعد) خسرو پرویز کے ہاں رسوخ بڑھا کر اپنے باپ کا مقام حاصل کرلیا۔ (ایک دن موقع پاکر) زید بن عدی نے خسرو پرویز کے سامنے منذر کی عورتوں کا ذکر چھیڑا اور ان کے حسن و جمال اور سلیقہ وتہذیب کی بڑی تعریف و توصیف کی۔ خسرو پرویز نے نعمان کے ہاں اس کی بہن یا بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ نعمان نے خط پڑھا اور کہا! 'بادشاہ کو ہماری عورتوں کی کیا پڑگئی؟ اس کے ہاں تو عراق کی حسینائیں موجود ہیں؟' (حسیناؤں کے لئے اس نے 'مہا' کا لفظ استعمال کیا جس کے معنی ہیں 'البقر' یعنی گائے، کیونکہ عرب خوبصورت عورتوں کو 'مہا' سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مگر ایرانی حسین عورتوں کی گائے سے تشبیہ کو معیوب جانتے ہیں)۔

زید نے پیغام رسانی کے تحت تحریف کرکے (مہا) کے بجائے (بقر) کہہ دیا اور کہا کہ نعمان نے جواب دیا ہے کہ 'بادشاہ عراق کی گایوں سے کیوں شادی نہیں کرتا؟' (اس سے ناراض ہوکر خسرو پرویز نے) نعمان کو مدائن بلا بھیجا، وہ وہاں جانے کے بجائے ڈر کر بھاگ گیا، مگر جلد ہی اس نے مدائن جانے ہی میں عافیت دیکھی، چنانچہ وہاں چلا گیا۔ پرویز کے حکم سے آٹھ ہزار ایرانی عورتیں صف بستہ ہوکر نعمان کی پذیرائی کو موجود تھیں۔ جب وہ ان کی صفوں سے گزرا تو ان سب نے یہ نعرہ لگایا 'کیا بادشاہ کو عراق کی گایوں سے مستغنی کرنے کے لئے ہم کافی نہیں ہیں؟' یہ سن کر نعمان کو یقین ہوگیا کہ اب اس کی جان بچنا ناممکن ہے۔ اسے کسری کے حکم سے ساباط میں قید کردیا گیا۔ پھر اسے ہاتھی کے پاؤں میں ڈلوادیا گیا جس نے کچل کر اسے ہلاک کردیا۔ (جاہلی شاعر) اعشیٰ، پرویز کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

هو المدخل النعمان بيتا سماوه　　نحو الفيول بعد بيت مسردق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[اس نے نعمان کو ستر پوش (محلات) سے ایسے گھر میں منتقل کیا جس کی بلندی ہاتھیوں کی گردنوں جتنی تھی]۔

ایاس بن قبیصہ : (نعمان کے مارے جانے کے ساتھ ہی) آل منذر (بنولخم) کی بادشاہی ختم ہوگئی اور خسرو نے ایاس بن قبیصہ الطائی کو (حیرہ کا) بادشاہ مقرر کردیا۔ اس کی حکومت آٹھ ماہ رہی۔ (اس دوران میں) ایرانیوں کے معاملات میں اضطراب پیدا ہوگیا اور وہ اپنی پریشانیوں میں پھنس گئے اور اسلام آگیا۔ ایاس بن قبیصہ عین التمر میں چل بسا۔ اسی کے متعلق زید الخیل کہتے ہیں:

فان یک رب العین خلی مکانه فکل نعیم لا محاله زائل

[اگر عین التمر کے مالک نے اپنی جگہ چھوڑ دی تو کیا، ہر نعمت وخوشحالی یقیناً ختم ہی ہونے والی ہوتی ہے]۔

الـرّدافة : (ابن قتیبہ نے) کہا کہ حیرہ کے بادشاہوں پر بنوتمیم کی شاخ بنی یربوع سے زیادہ کوئی عرب قبیلہ غارت گری نہیں کرتا تھا۔ اسی بناء پر (حیرہ کے بادشاہوں نے) ان سے اس شرط پر صلح کرلی کہ ان کو (منصب) الردافتہ حاصل ہوگا اور وہ اہل عراق پر غارت گری کی روک تھام کریں گے۔ الردافتہ یہ تھی کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا تو ردف (ردافتہ کرنے والا) اس کے دائیں جانب بیٹھتا، جب بادشاہ شراب پیتا تو اور لوگوں سے پہلے بادشاہ کے بعد ردف شراب پیتا اور بادشاہ کسی جنگ میں جاتا تو ردف اس کی عدم موجودگی میں اس کا نائب ہوتا اور اس کے واپس آنے تک اس کا جانشین ہوتا تھا۔ جب بادشاہ کہیں غارت گری کرتا تو ردف چوتھ (مال غنیمت کا چوتھا حصہ) لیتا تھا۔ (اموی دور کا مشہور شاعر) جریر کہ بنویربوع سے نسلی تعلق رکھتا تھا، کہتا ہے:

ربعنا و رادفنا الملوک وظللوا وطاب الا حالیب الشمام المنزعا

[ہم نے چوتھ وصول کیا اور بادشاہوں کے جانشین اور ردف رہے۔ یوں بچے ہوئے دودھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مشکیزوں کی طرح جس کو گھاس اکھیڑ کر ٹھنڈا کیا جاتا ہے (بے حقیقت) ہو گئے]۔

﴿ص ۲۸۵﴾ سب سے پہلا ردف عتاب بن ہرمی بن ریاح الیربوعی تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عوف بن عتاب اور اس کے بعد اس کا بیٹا یزید بن عوف منذر بن ماء السماء کے عہد میں (اس منصب پر) فائز ہوئے۔

اس منذر بن ماء السماء نے عہدہ الردافۃ کو ان لوگوں سے چھین لینے کی غرض سے بنو یربوع کے خلاف ایک لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر کی کمان اس کے دو بیٹوں قابوس اور حسان کے ہاتھوں میں تھی۔ اس حسان کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ (منذر کا بیٹا نہیں بلکہ) بھائی تھا۔ طخفہ میں دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ بنو یربوع نے منذر کے لشکر کو شکست دے کر اس کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر لیا۔ منذر نے اپنے دونوں بیٹوں کے فدیہ میں دو ہزار اونٹ بھیجے اور الردافہ (کا منصب) بنی یربوع میں باقی رکھا، جریر کہتا ہے:

ویوم ابی قابوس لم نعطه المنی ولکن صدعنا البیض حتی تهزما

[اور (المنذر) ابو قابوس سے لڑائی کے دن ہم نے اس کی آرزو پوری نہ ہونے دی اس کے بجائے ہم نے ان کے سروں اور خودوں کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا]۔

شاہان عجم

(ابن قتیبہ کہتے ہیں) میں نے عجم کی کتب تاریخ میں پڑھا ہے کہ وہ بادشاہ جو ملوک الطوائف سے پہلے تھے ان میں سے کچھ بلخ میں کہ خراسان کا شہر ہے قیام پذیر تھے، کچھ بابل میں مقیم تھے اور کچھ فارس میں قیام کرتے تھے۔

جو بادشاہ فارس میں قیام پذیر تھے، ان ☆ میں جمشید (جم) تھا۔ اس نے نو سو ساٹھ سال تک حکومت کی۔ اہل عجم کے نزدیک وہ سلیمان علیہ السلام (کے بمنزلہ) ہے۔ ☆طهمورث، اس نے ایک ہزار سال بادشاہی کی۔ ☆بیور اسف، اس نے ایک ہزار سال حکومت کی۔ لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بیان ہے کہ یہی شخص ضحاک حمیری تھا۔ جو بادشاہ خراسان میں مقیم تھے ان میں ☆ گشتاسف تھا۔ اس کے پاس زردشت مجوس کی کتاب لے کر آیا تھا۔ اس کی مدت حکومت نوے سال تھی۔ ☆بھمن پسر اسفندیار، موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ جب اسے یہ اطلاع ملی کہ مغرب میں سرزمین 'اورشلم' میں ایک نیا دین ظاہر ہوا ہے تو اس نے ایک سپہ سالار کو جس کا نام بخت نرسی تھا جس کو (یہود بخت نصر کہتے ہیں) یہ حکم دے کر بھیجا کہ ان لوگوں کو جان سے مار کر ان کے بال بچوں کو جنگی قیدی بنالو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور انھیں 'بیت المقدس' سے جلاوطن کر کے مختلف شہروں میں منتشر کر دیا۔ ۸

(ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ) مجھ سے ابو حاتم نے اصمعی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ مرو کے باشندے ان بادشاہوں کی اولاد ہیں جو اہل فارس سے پہلے خراسان میں (برسر حکومت) تھے۔ (ایرانی بادشاہ) کسریٰ سے کہا گیا' کیا آپ ان لوگوں کے حسن و جمال اور ہیئت وصورت کو نہیں دیکھتے؟ (کہ یہ کتنے خوبصورت ہیں)۔ آپ ان کو اپنے پاس سے دور کر دیں'۔ سو اس نے ان لوگوں کو مرو لا کر آباد کیا۔

(بادشاہان ایران کے) معاملات برابر درست اور صحیح رہے، یہاں تک کہ (حکومت) دارا پسر دارا تک پہنچی۔ اس کا قیام بابل میں رہتا تھا۔ اس پر اسکندر رومی نے فوج کشی کی، اس کا ملک غصب کر لیا اور اسے جان سے مار ڈالا۔ اس کے بعد وہ سرزمین فارس میں گھس گیا اور کثرت سے قتل، قید و تباہی و بربادی پھیلائی اور برائیوں کا ارتکاب کیا۔ اس نے دینی کتابوں کو جلا دینے اور ان کے آتش کدوں کو مسمار کرنے کا حکم دیا۔

سکندر نے (ایران کے) ہر خطہ اور ہر گروہ پر، ان ایرانی شرفاء میں سے، جن کو اس نے قید کیا تھا، ایک بادشاہ مقرر کر دیا۔ ان لوگوں میں سے ہر ایک نے اپنے دارالحکومت اور اس سے ملحقہ علاقوں کی حفاظت و مدافعت تک اپنے کو محدود کر لیا۔ ﴿ص ۲۸۶﴾ یہ لوگ ملوک الطوائف کہلاتے ہیں۔ چار سو پچاس سال تک یہی صورت حال رہی۔

انھیں ملوک الطوائف میں اردشیر بن بابک بن ساسان بھی تھا کہ علاقہ اصطخر پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کرتا تھا۔ یہاں کے لوگ ملوک الطوائف سے پہلے قدیم بادشاہوں کی نسل سے تھے۔ اس نے یہ سوچا کہ وہ (اہل عجم) کے ملک کا وارث ہے۔ اس لئے اس نے فارس کے نزدیک و دور کے ملوک الطوائف کو یہ اطلاع دی کہ اس نے سارے ملک کی بادشاہت کے حصول کا پختہ عزم کرلیا ہے کیونکہ اس سے رعایا کی فلاح و بہبود اور دین و آئین کے برپا کرنے کی توقع ہے۔ اس نے ان لوگوں کو اس مضمون کا خط بھی لکھا جس کا آغاز یوں کیا تھا:

'اللہ کے نام سے جو رحمت والا ہے۔ اردشیر بابکان کی جانب سے، جو اپنے کو اپنے حق کے حصول میں دوسروں پر ترجیح دیتا ہے، جو اپنے آباؤ اجداد کی میراث میں مغلوب ہے، جو اللہ کے دین اور اس کے آئین کے برپا کرنے کی دعوت دیتا ہے، جو اللہ سے نصرت کا طالب ہے جس نے اہل حق سے کامیابی کا وعدہ کیا ہے اور ان کے لئے انجام نیک کی بشارت لی ہے، ان ملوک الطوائف کی جانب سے جنھیں میرا یہ خط ملے۔ تم پر سلامتی ہو، حق کو پہنچانے اور باطل سے انکار کرنے کی تمھاری صلاحتوں کے بقدر'۔

کچھ نے اس کی اطاعت قبول کرلی، کچھ نے اپنے پاس اس کے آنے کا انتظار کیا اور کچھ نے اس کا کہنا ماننے سے انکار کردیا۔ ان لوگوں کو قتل اور ہلاک کرکے اس نے اپنے اقتدار کو محفوظ کیا اس نے حصن ۹ فتح کیا تھا۔ سواد کا بادشاہ یہاں قلعہ بند تھا۔ عربوں نے اس کا نام ساطرون لکھا ہے۔ (عربی شاعر) ابوؤداد کہتا ہے:

واری الموت قد تدلی من الحصن علی رب اهله الساطرون

[میں موت کو 'حصن' سے آہستہ آہستہ اس کے مالک 'ساطرون' کی جانب جاتے دیکھ رہا ہوں]۔

(ساطرون کی) بیٹی اردشیر پر عاشق ہوگئی تھی اور اس نے اس کو قلعہ کا خفیہ راستہ بتادیا تھا۔ (اردشیر نے) فارس میں جو شہر آباد کئے ان کے نام جور، اردشیر، استاراباذ، سوق الاہواز اور اُبلہ تھے۔ ان میں سے شہر اردشیر، فرات البصرہ تھا اور استاراباذ کرخ میسان تھا اور دجلہ کے ضلع میں شمار ہوتا تھا۔ اردشیر نے چودہ سال چھ ماہ حکومت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساپور بن اردشیر : اردشیر کے بعد اس کا بیٹا ساپور حکمراں ہوا۔ اس نے پختگی رائے اور دور اندیشی میں اپنے باپ کی سیرت اور روش اختیار کی۔ اس نے (الجزیرہ) کے شہر نصیبین پر جہاں قیصر کی کثیر افواج متعین تھیں، چڑھائی کر کے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ پھر اسے فتح کر کے رومی علاقوں میں گھس کر شام کے متعدد شہروں کا محاصرہ کرلیا۔ بعدازاں اپنے ملک میں واپس آ گیا۔ جن لوگوں کو وہاں سے جنگی قیدی بنا کر لایا تھا انھیں اپنے تین شہروں میں تقسیم کر دیا۔ یہ شہر تھے۔ جندی سابور، سابور کہ فارس میں تھا اور تستر کہ الاہواز میں تھا۔ وہ جب مرنے لگا تو اپنے بیٹے ہرمز کو بلا کر اپنا جانشین کیا ﴿ص ۲۸۷﴾ اور تیس سال اور ایک ماہ اس کی حکومت کی مدت تھی۔

ہُرمز بن ساپور : ساپور کے بعد اس کا بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا۔ اس کو ہرمز البطل (بہادر ہرمز) کہا جاتا ہے۔ وہ صورت، جسم اور بہادری میں (اپنے دادا) اردشیر سے مشابہت رکھتا تھا۔ مگر حسن تدبیر و رائی جو اس کے آباء کے جوہر تھے اس میں سے اسے کوئی حصہ نہ ملا تھا۔ اس نے اچھی اور عادلانہ سیرت اختیار کی۔ وہ شہر جو دسکرۃ الملک میں ہے، اس نے بسایا تھا۔ ایک سال دس ماہ تک اس کی بادشاہت رہی۔

بہرام بن ہرمز : (ہرمز کے) بعد اس کا بیٹا بہرام تخت نشین ہوا۔ اس نے ملک میں اچھی سیاست اپنائی اور اپنے آباء کی روش پر حکومت کی۔ تین سال تین ماہ حکومت کر کے عالم فانی سے رخصت ہو گیا۔

بہرام بن بہرام : بہرام اپنے والد بہرام کے بعد اورنگ آرائے سلطنت ہوا۔ اس نے عمدہ طرز حکومت اختیار کیا اور اپنے ہمسایہ بادشاہوں سے صلح کر لی اور ان سے جنگ ترک کر دی اور اس نے سترہ سال تک حکومت کی۔

بہرام بن بہرام بن بہرام : اس کے بعد اس کا بیٹا بہرام بادشاہ ہوا۔ اس کو شاہان شاہ کہا جاتا تھا۔ اس نے صرف چار ماہ بادشاہی کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نرسی بن بہرام : بہرام کے بعد اس کا بھائی نرسی تخت نشین ہوا۔ اس نے اچھی روش اختیار کی۔ وہ محبوب ترین بادشاہ ہوا ہے اس کی حکومت کی مدت نو سال تھی۔

ہرمز بن نرسی : نرسی کے بعد اس کا بیٹا ہرمز بادشاہ ہوا۔ بادشاہ ہونے سے پہلے اس کی طبیعت میں سخت گیری تھی۔ مگر جب بادشاہت ملی تو ان برائیوں سے اس نے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اس نے سات سال اور پانچ ماہ بادشاہی کی۔

سابور بن ہرمز ذوالاکتاف : جب ہرمز مرا تو اس کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ جس سے لوگوں کو بڑا صدمہ ہوا۔ پھر لوگوں نے اس کی بیویوں کے بارے میں دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ہرمز کی ایک بیوی امید سے ہے (درباریوں نے) اس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ 'جو عورت حمل کی پریشانیاں اٹھاتی اور اس کا تجربہ کرتی ہے اسے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ تو ہم لوگوں کو بتاؤ کہ تمہارا کیا اندازہ ہے۔ لڑکی پیدا ہوگی یا لڑکا؟' اس عورت نے ان لوگوں کو کہلا بھیجا کہ 'مجھے اپنے چہرے کی رنگ کی شادابی اور دائیں پہلو میں بچہ کے حرکت کرنے اور حمل کے ہلکے ہونے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ لڑکا ہے'۔ یہ سن کر (درباری) بہت خوش ہوئے اور اس عورت کے پیٹ پر انھوں نے تاج باندھ دیا اور انتظار کرتے رہے۔ عورت کے بیٹا پیدا ہوا جس کا نام سابور رکھا گیا۔ اس کا لقب 'ذوالاکتاف' تھا۔ سابور کے عہد طفولت میں اس کے وزراء امور حکومت کی تدبیر، عمال کی جانب مراسلات کی ترسیل، مال گزاری کی تحصیل اور حسب سابق کاروبار حکومت کا انصرام کرتے رہتے تھے۔

قرب جوار کے ممالک میں یہ خبر پھیل گئی (کہ بادشاہ بچہ ہے) چنانچہ لوگوں نے (ملک پر قبضہ) کا لالچ کیا اور ملحقہ علاقوں کے عرب (قبیلہ) عبدالقیس (کی بستی) کاظمہ اور بحرین سے آ کر فارس کی ساحلی بستیوں، نخلستانوں اور باغات پر قابض ہو گئے اور بہت زیادہ فتنہ و فساد برپا کر دیا مگر اہل فارس نے باہمی اختلاف کی وجہ سے ان علاقوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور وہاں کوئی لشکر نہیں روانہ کیا۔ ﴿ص ۲۸۸﴾ یوں ملک میں کمی ہوتی گئی اور ان کے تمام دشمنوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ملک پر قابض و غالب ہو جانے کی طمع کی۔

ایک رات ایسا ہوا کہ سابور جو کچھ بڑا ہو گیا تھا اور اس کے دانت نکل آئے تھے، سو رہا تھا کہ لوگوں کی آوازیں اور شور وغل سن کر، اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنے ملازموں سے اس شور وغل کا سبب دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ چیخ و پکار ان لوگوں کی ہے جو پل پر چل رہے ہیں۔ آنے والا، جانے والے کو چلا کر ایک طرف ہٹ جانے کو کہہ رہا ہے۔ سابور بولا کہ وہ لوگ یہ تکلیف آخر کیوں اٹھا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ تھوڑی محنت سے اسے دور کر سکتے ہیں۔ کیا وہ لوگ دو پل نہیں بنا سکتے کہ ایک پل آنے والوں کے لئے اور دوسرا لوٹنے کے لئے۔ اس طرح لوگ ایک دوسرے کو بھیڑ اور ہجوم میں دھکے نہ دیں گے۔ جن (درباریوں) نے سابور کی یہ بات سنی، انھیں اس کی اس بات سے اور کم سنی میں اس کی ذہانت سے بڑی خوشی ہوئی اور انھوں نے ایک دوسرا پل بھی تیار کر دیا۔

جب سابور سولہ سال کا ہو گیا، اس نے (اہل دربار کو) حکم دیا کہ اس کے لئے ایک ہزار بہادر اشخاص منتخب کئے جائیں۔ جب یہ جماعت تیار ہو گئی تو اس نے ان کی تنخواہیں ادا کر دیں اور انھیں اپنے ساتھ لے کر اطراف کے ان عربوں کے علاقے میں گیا۔ جو لوٹ مار اور فتنہ و فساد برپا کر رہے تھے۔ اس نے ان میں سے جسے پایا قتل کر دیا یا ان کے بازو اکھڑوا دیئے اور ان کے پانی کے ذخیروں کو زمین میں جذب کرا دیا۔ ان سے کسی قسم کا مال نہ لیا یا مقتولین کے سامان واسلحہ کو بالکل ہاتھ نہ لگایا۔ سابور جب اس کام سے فارغ ہوا تو اپنے ہمراہی فوجیوں سے کہا کہ میں خفیہ طور سے رومیوں کے ملک میں جانا چاہتا ہوں کہ تا کہ مجھے ان کے ملک اور قوت، ساز و سامان اور ان کے شہروں کے راستوں کا علم ہو سکے۔ جب میں اپنا مقصد حاصل کر لوں تو اپنے ملک میں واپس آ کر افواج لے کر ان پر حملہ کر دوں گا۔ ان لوگوں نے اس کو بربادی و تباہی سے ڈرایا، مگر اس نے ان کی بات نہ مانی اور انھیں واپس کر دیا۔ پھر وہ بھیس بدل کر روانہ ہوا اور سرزمین روم میں داخل ہو گیا۔ وہاں چند دن قیام کیا اس دوران میں اسے خبر ملی کہ قیصر کے بیٹے نے دعوت کی ہے اور غرباء و مساکین کو کھانے پر جمع کیا ہے۔ سابور بھکاری کے بھیس میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیڑ میں گیا اور کھانے میں شریک ہوا۔ قیصر روم سابور کا ایک برتن (رومیوں کے) کے ایک بڑے آدمی کے پاس آیا جو 'فراست' (چہرہ شناسی) سے واقف تھا۔ اس نے برتن میں نقش تصویر کو دیکھا وہ اس سے پہلے سابور کا چہرہ دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے برتن کو اپنے پاس روک لیا اور کہا کہ میں ایک بڑی حیرت انگیز بات دیکھ رہا ہوں۔ قیصر نے دریافت کیا کہ وہ بات کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں بیٹھنے والوں میں اس تصویر والے شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے سابور کی جانب اشارہ کیا۔ اس پر قیصر نے سابور کو اپنے قریب لانے کا حکم دیا اور اس سے اس بارے میں دریافت کیا، اس نے قیصر سے مختلف طرح کے حیلے بہانے کئے۔ چہرشناس شخص نے قیصر سے کہا کہ آپ اس کی بات نہ مانیں۔ یوں لوگ اس کے پیچھے لگے رہے یہاں تک کہ اس نے سابور ہونے کا اقرار کرلیا۔ پس قیصر نے یہ حکم دیا کہ گائے کے چمڑے کی ایک کھوکھلی خول میں اسے ڈال کر واپس اس کا ڈھکن بنادیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد قیصر اپنی فوجیں لے کر ملک فارس پر حملہ آور ہوا اور سابور (اس ہیت میں) اس کے ہمراہ تھا۔ قیصر نے بہت کشت وخون کیا اور بڑی تباہی پھیلائی۔ جندی سابور پہنچا، اس کا محاصرہ کر کے منجنیق نصب کردی اور شہر پناہ میں شگاف ڈال دیئے۔

جو لوگ سابور کی نگرانی پر مامور تھے انھوں نے ایک رات غلطی سے وہ دروازہ کھلا چھوڑ دیا جس میں سے اسے کھانا ڈالا جاتا تھا، یوں وہ آدھی رات کو وہاں سے نکل کر کسی طرح بیڑیاں کھولنے میں اور شہر (جندی سابور) کے دروازے کی طرف نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ جب اسے محافظوں نے دیکھا تو چلائے، اس نے انھیں چپ رہنے کا اشارہ کیا اور ان کو اپنا نام بتلایا۔ (محافظوں نے) شہر کا دروازہ کھول دیا اور وہ اندر آگیا۔ (اس کی آمد سے جندی سابور کے محصورین) کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور ان کی ہمت بڑھ گئی اور قوی پشت ہوگئے۔ ان لوگوں سے سابور نے کہا تیار ہوجاؤ جب تم لوگ رومیوں کے ناقوس کی آواز سنتا تو اپنے گھوڑوں پر سوار ہوجانا ﴿ص ۲۸۹﴾ اور جب وہ دوسری بار ناقوس بجائیں تو ان پر حملہ کردینا۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور رومیوں کو کاٹ کے رکھ دیا۔ قیصر روم کو گرفتار اور اس کے لشکر و مال واسباب کو لوٹ لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(قیصر سے) سابور نے کہا 'جو سلوک تم نے مجھ سے کیا میں تمھیں اس کا بدلہ دوں گا تمھیں وہی جواب دوں گا جو تم نے مجھے دیا تھا اور تم نے جتنی تباہی پھیلائی ہے میں ان سب کی درستگی کے لئے تمھیں پکڑوں گا'۔ سو اس نے قیصر کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ وہ شام سے مٹی لاد کر نہ لایا اور اس نے جو عمارتیں منہدم کی تھیں انھیں تعمیر نہ کرلیا۔

(سابور نے) رومیوں سے جو عمارتیں دوبارہ بنوائیں ان میں جندی سابور کی شہر پناہ کی منہدم دیواریں تھیں۔ کچھ کچی اینٹوں سے کچھ پکی اینٹوں سے اور کچھ کچی اور چونے سے بنوائی اور ہر کھجور کے درخت کے عوض جسے قیصر نے کٹوا دیا تھا۔ زیتون کے پودے لگوائے۔ اس سے پہلے فارس میں زیتون کے درخت نہ تھے۔

اس نے قیصر کو آزاد کر دیا اور ملک روم پر فوج کشی کی وہاں کے لوگوں کو قتل و قید کیا۔ پھر سوس میں ایک شہر تعمیر کیا اور اس کا نام فیروز سابور رکھا اور نیسابور کی بھی بنیاد ڈالی۔ اسی طرح ایک شہر سندھ میں اور دوسرا شہر بجستان میں آباد کر دیا۔ یہ سب ان نہروں کے جنھیں اس نے کھدوایا اور پلوں کے جن کو اس نے بنوایا اور دیہاتوں کے بسائے جانے کے علاوہ تھیں۔

سابور پر جلد بڑھاپا آ گیا اور بہت سی بیماریوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس لئے اس نے ہندوستان کے بادشاہ سے ایک حاذق طبیب کے بھیجنے کی درخواست کی۔ اس طبیب نے اس کا علاج کیا، جس سے اس کے پٹھے اور چمڑے سخت ہو گئے۔ اس کی بینائی مضبوط ہو گئی، عورتوں سے اس کی رغبت بڑھ گئی اور گھوڑے پر سوار ہونے کی طاقت پیدا ہو گئی۔ اس نے اس طبیب کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اسے حکم دیا کہ اپنے مستقبل کی غرض سے اس کے ملک کے شہروں میں سے جسے چاہے منتخب کر لے۔ اس نے سوس کے شہر کا انتخاب کیا اور وہیں اپنی موت تک قیام کیا۔ اس کی موت کے بعد سوس کے باشندے اس کی طبی میراث کے وارث ہوئے۔ اس وجہ سے نیز رومی اسیران جنگ کے وہاں سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے (اہل ہوس) 'اطبائے فارس' کہلائے۔ سابور کی کل مدت حکومت بہتر ۷۲ سال تھی۔ وہی 'ایوان مدائن' کا بانی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردشیر بن ہرمز : (سابور بن ہرمز کے بعد) اس کا بھائی اردشیر بن ہرمز تخت نشین ہوا۔ کیونکہ سابور کا بیٹا سابور بن سابور اس وقت صغیرالسن تھا۔ اس نے حسن سیرت اور پسندیدہ طرز حکومت اختیار کیا اور چار سال تک حکمراں رہا۔ ۱۰

سابور بن سابور : (اردشیر کے بعد) سابور بن سابور بن ہرمز بادشاہ ہوا۔ وہ نیک سیرت تھا اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آتا تھا۔ پانچ سال چار ماہ تک اس نے حکومت کی۔

بہرام بن سابور : اس کے بعد سابور کا بیٹا بہرام بادشاہ ہوا۔ اسے 'کرمان شاہ' کہا جاتا ہے۔ اس نے اعتدال کی روش اور نیت کی نیکی کے ساتھ حکومت کی اور کرمان کا شہر آباد کیا۔ گیارہ سال تک وہ برسر حکومت رہا۔

یزدجرد بن بہرام : اس کے بعد بہرام کا بیٹا یزدجرد (یزدگرد) بادشاہ ہوا۔ وہ سخت گیر بدخو اور متکبر تھا۔ اس نے ظلم وحماقت سے کام لیا اور کسی سے امور حکومت میں مشورہ نہ کرتا تھا چنانچہ لوگوں نے اکٹھا ہوکر اسے بددعا دی اس کے ظلم وستم کی اللہ سے شکایت کی اور اللہ سے التجاء کی کہ اس سے انھیں جلد نجات دلائے۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انھوں نے ایک گھوڑے کو آکر اس کے دروازے پر کھڑے ہوتے دیکھا۔ اس گھوڑے کی خوبصورتی کو دیکھ کر بہت سے لوگ حیرت سے اس کے اردگرد اکٹھا ہوگئے اور صاحب خانہ (یزدجرد) کو اس کی اطلاع دی۔ سو وہ کھڑے ہوکر اسے دیکھنے لگا، اسے وہ پسند آگیا اور زین کسنے کا حکم دیا۔ جب اس پر زین کسی جا چکی تو اس نے اس کی پیشانی اور منہ کو ہاتھ سے چھوا اور اس کے چاروں طرف گھوما۔ اسی اثناء میں گھوڑے نے یزدجرد کے زور کی لات ماری جس سے اس کے دل پر ضرب آئی اور وہ فوراً مرگیا اور گھوڑا تیز ﴿ص۲۹۰﴾ رفتاری سے دوڑ کر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگیا اور اس کا اتا پتا نہ چلا۔ (یزدجرد نے) اکیس سال پانچ مہینے اور اٹھارہ دن حکومت کی۔

بہرام جور بن یزدجرد : (یزدجرد کے) بعد (اہل فارس نے) اس کے بیٹے بہرام جور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(گور) کو ناپسندیدگی اور بہت ساری آزمائیشوں کے بعد جن سے انھوں نے اس کو گزارا، تخت نشین کیا۔ اس نے اچھے کام کئے جن سے کمزور خوش حال ہو گئے اور عوام ان کے فوائد سے بہرہ مند ہوئے۔

(بہرام گور) بھیس بدل کر ملک ہند آ گیا۔ وہاں کچھ عرصہ گم نامی میں مقیم رہا، کہ اسی اثناء میں اسے خبر ملی کہ ایک بدمست ہاتھی نے بڑا تہلکہ مچا رکھا ہے۔ اس کے خوف سے راستے بند ہو گئے ہیں اور اس نے بہت لوگوں کو مار ڈالا ہے۔ بہرام نے لوگوں سے کہا کہ اسے ہاتھی کا اور چھور بتا دیں تا کہ وہ ان لوگوں کو اس سے چھٹکارا دلا دے۔ اس بات کی اطلاع وہاں کے بادشاہ کو دی گئی، چنانچہ اس نے ایک آدمی ہاتھی کا ٹھکانا بتانے کے لئے بہرام گور کے ساتھ کر دیا۔ جب وہ ہاتھی کے قریب پہونچے تو وہ آدمی دیکھنے کے لئے کہ بہرام ہاتھی کے ساتھ کیا کرتا ہے، پاس کے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ بہرام نے ہاتھی کو للکارا، وہ نکل کر سامنے آیا۔ بہرام نے اسے ایسا تیر مارا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان گھس گیا۔ اس کے بعد اسے پے در پے تیروں سے چھلنی کر دیا۔ پھر اس کے قریب جا کر اس کے سونڈ کو زور سے کھینچ کر اسے گرا دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لے کر حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کو شاباش دی اور اس سے اس کے حالات دریافت کئے۔ بہرام گور نے اسے بتایا کہ وہ فارس کا رہنے والا ہے، کسی وجہ سے وہاں کا بادشاہ اس سے ناراض ہو گیا ہے جس سے اس نے یہاں پناہ لی ہے۔

اس (ہندستانی راجہ) کا ایک پڑوسی راجہ دشمن تھا۔ اس راجہ نے اس راجہ پر فوج کشی کی جس سے وہ نہایت خوف زدہ ہوا۔ بہرام گور نے اسے تسلی دی اور کہا کہ تم بالکل نہ ڈرو، کیونکہ میں اللہ کے حکم سے اس کے لئے کافی ہوں۔ چنانچہ بہرام اسلحہ سج کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ہندستانی سواروں سے کہا 'مری پشت کی حفاظت کرو پھر میرے آگے جو ہے اس میں میرا کام دیکھو' وہ لوگ اچھے تیرانداز نہ تھے۔ ان کی اکثریت پیدل سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ سو بہرام گور نے ان پر ایک ایسا حملہ کیا کہ انھیں اپنی جگہ سے ہٹا دیا اور ایک ایک آدمی کے پاس جا کر اس کا سر تلوار سے دو حصے کرنے لگا اور ہاتھی کے پاس جا کر اس کے سونڈ کو تلوار سے کاٹ کر اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچھاڑنے لگا اور جو ہاتھی پر سوار ہوتا اسے پکڑ کر قتل کر دیتا اور سوار کو اس کے گھوڑے سے اٹھا کر اس کے گھوڑے کی زین کے گوشہ میں اسے ذبح کر ڈالتا۔ دو آدمیوں کو پکڑ کر ایک دوسرے سے ٹکرا دیتا اور قتل کر دیتا۔ وہ تیر چلاتا تو اس کا کوئی تیر زمین پر نہ گرتا تھا۔ آخر کار (دشمن) خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بہرام گور کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر کے بہتوں کو مار ڈالا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔

(جنگ کا خاتمہ کے بعد) ہندستان کا راجہ اپنے ملک میں واپس آیا اور بہرام گور سے اپنی بیٹی بیاہ دی اور دیبل و مکران کے علاقے اسے بخش دیئے ان کا اور ان سے ملحقہ سندھ کے علاقوں کا اسے حاکم بنا دیا اور اس سے اس کا اقرار کیا۔ اس کے بعد بہرام گور اپنے ملک (فارس) لوٹ آیا اور ان علاقوں (دیبل، مکران، وغیرہ) کے حاصلات برابر فارس آتے رہے۔ پھر (بہرام گور) پر ترکوں کے بادشاہ نے ایک بڑی فوج سے حملہ کیا۔ بہرام نے اپنی افواج کی کم تعداد کے باوجود ترکوں کی افواج کو قتل کیا اور انھیں شکست دے کر اپنے بھائی نرسی کو خراساں کا حاکم مقرر کیا۔ (بہرام گور نے) تیئیس (۲۳) سال بادشاہی کی۔

یزد جرد بن بہرام : اس کے بعد (اہل فارس نے) بہرام کے بیٹے یزد جرد کو بادشاہ بنایا۔ وہ نیک سیرت تھا۔ اٹھارہ سال اور چند یوم کم پانچ ماہ بادشاہ رہا۔ اس یزد جرد کی موت کے بعد اس کے بیٹوں فیروز اور ہرمز میں جنگ تخت نشینی ہوئی۔ اس جنگ میں ہرمز اور اس کے خاندان کے تین افراد مارے گئے اور فیروز ملک پر قابض ہو گیا۔

﴿ص ۲۹۱﴾ **فیروز بن یزدجرد** : جب فیروز تخت نشین ہوا تو اس کی حکومت کے آغاز میں رعایا سات سال خشک سالی اور قحط کا شکار رہی اور موت کے منہ میں جانے ہی والی تھی کہ اللہ نے اپنی رحمت سے انھیں نوازا۔ جب فیروز کی حکومت کو استحکام نصیب ہوا تو اس نے کسکر میں اپنے نام سے دو شہر بسائے۔ اس کے بعد بلخ کے بادشاہ اخشنوار سے کہ ہیاطلہ (ترکوں کی ایک نسل) سے تھا جنگ کی غرض سے افواج کے ساتھ روانہ ہوا۔ ہیاطلہ کے بادشاہ نے فریب سے غفلت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فوج کی کمزوری کے عالم میں (فیروز کو) گرفتار کرلیا۔ اس سے فیروز نے رہائی کی درخواست کی اور پکا وعدہ کیا کہ وہ کبھی اس کے اور اس کے ملک کے خلاف فوج کشی نہ کرے گا۔ بادشاہ ہیاطلہ نے اس کی بات مان کر اسے آزاد کر دیا۔ مگر جب فیروز فارس واپس آیا تو اس کی غیرت نے جوش مارا، ایک فوج جمع کر کے وعدہ توڑ کر بادشاہ ہیاطلہ پر حملہ آور ہوا۔ بادشاہ ہیاطلہ کو فیروز اور اس کی فوج پر کامیابی حاصل ہوئی اس نے ان کی بڑی تعداد کو مار ڈالا اور فیروز کی اولاد و اقارب کو قیدی بنالیا۔ مارے جانے والوں میں فیروز بھی تھا۔

اس وقت بجستان کا حاکم شہر، اردشیر کا رہنے والا تھا۔ اس کا نام شوخر تھا، وہ اپنے سواروں کے ساتھ ہیاطلہ سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ فیروز کی فوج کے باقی ماندہ فوجی بھی آکر مل گئے۔ اس نے بادشاہ ہیاطلہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ یا تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ یا جنگی ایرانی قیدی جو تمھاری تحویل میں ہیں انھیں آزاد کردو۔ بادشاہ ہیاطلہ نے ان اسیران جنگ کو آزاد کر کے (اپنی گلو خلاصی کرائی) اس سے شوخرا کی عزت بڑھ گئی وہ مدائن واپس آیا۔ فیروز ستائیس سال تک حکومت کر کے مرا۔

فیروز کی موت کے بعد اس کے بیٹوں قباذ اور بلاش میں حکومت کے لئے جنگ ہوئی۔ بلاش کو قباذ پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اسے فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔ قباذ بھاگ کر خراسان چلا گیا تا کہ ترکوں کے بادشاہ خاقان سے مدد حاصل کر کے۔

بلاش بن فیروز : بلاش نے حکومت پر قبضہ کے بعد نیک سیرتی اختیار کی اور ملک کی آبادی و خوش حالی کے لئے برابر کوشاں رہا۔ اس کی مدت حکومت چار سال تھی۔ قباذ جب خراسان جا رہا تھا تو راستہ میں اس نے ایک ایرانی سوار کے ہاں قیام کیا۔ اسے عورتوں کی خواہش ہوئی اور اس نے صاحب خانہ کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا۔ اس نے قباذ سے اپنی بیٹی بیاہ دی مگر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ (یہ شخص کون ہے) قباذ نے اس عورت کے ساتھ شب گزاری جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔ اس کے بعد قباذ خاقان کے پاس چلا گیا اور اس سے مدد مانگی۔ وہ قباذ کو چار سال تک ٹالتا رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس کے ہمراہ ایک فوج کردی۔ واپسی میں قباذ اس مقام سے گزرا جہاں وہ عورت رہتی تھی۔ اسے معلوم ہوا کہ اس عورت نے ایک بچے کو جنم دیا ہے۔ چنانچہ اس نے اس عورت اور بچے کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اس وقت بچے کی عمر تین سال تھی۔ جب قباذ مدائن پہونچا تو اس کا بھائی فیروز مر چکا تھا (اور وہ لڑے بھڑے بغیر) بادشاہ بن گیا۔

قباذ بن فیروز : اس نے فارس اور اہواز کے درمیان ارجان شہر تعمیر کیا اور وہاں ہندان کے اسیران جنگ کو لاکر بسایا ماہاب کے متصل حلوان کا شہر آباد کیا اور قباذ خرہ نامی شہر بھی اسی نے بنایا۔ ﴿ص۲۹۲﴾ قباذ امور حکومت میں کمزور اور دون ہمت تھا۔ اس پر مزدق (مزدک) نامی شخص اور اس کے پیرو حاوی ہوگئے۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ 'اللہ نے اپنے بندوں کو زمین سے (استفادہ کا حق) مساویانہ دیا ہے۔ لوگوں نے ظلم سے بعض کو بعض پر ترجیح دے کر (زیادہ زمین ہتھیالی ہیں) ہم اسے لوگوں کے درمیان (مساویانہ) تقسیم کریں گے۔ دولت مندوں کے مال میں مفلسوں کے جو حقوق ہیں، ہم انھیں واپس دلائیں گے'۔ وہ لوگ آدمی کے گھر داخل ہوکر اس کے گھر، عورت اور مال پر قبضہ کر لیتے تھے۔ ان (مزدکیوں) میں سے کچھ نے قباذ کو ورغلا کر اس کی عورتوں پر اور کچھ نے اس کے خون میں تصرف کر کے اسے مغلوب کر لینا چاہا۔

ان لوگوں نے (قباذ کو) شوخزا کے قتل پر آمادہ کر کے (اسے مروا دیا) اس وجہ سے شوخزا کے بیٹے نے اپنے حامی سرداروں کو ملا کر مزدق اور اس کے بہت سے ہم مذہبوں کو قتل کر دیا اور قباذ کو پھر سے بااختیار بنا دیا۔ بعد میں انھوں نے سازش کر کے قباذ کو مجبور کر کے شوخزا کے بیٹے کو بھی قباذ کے ہاتھوں قتل کروا دیا۔ اس (قتل) کے باعث قباذ کی حکومت میں انتشار پیدا ہوا۔ بربادی پھیلی اور کوئی علاقہ ایسا نہ رہا جس میں کسی شخص نے بغاوت کر کے اس پر قبضہ نہ کر لیا ہو۔ قباذ نے تینتالیس سال حکومت کی۔

کسریٰ انوشیروان بن قباذ : (قباذ کے) بعد (اس کا بیٹا) کسریٰ انوشیرواں تخت نشین ہوا۔ یہ اس خاتون کا بیٹا تھا جس سے (قباذ نے) خراسان جاتے ہوئے (شادی کی تھی)۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت آدمی تھا، اس لئے اس نے معاملات حکومت کو ان کے (سابق) طریقے پر لوٹا دیا اور مزدق کے ماننے والوں کے سرغنوں کو ملک بدر کر دیا۔

اس نے اردشیر (بابکان) کی روش اپنائی۔ انطاکیہ اس نے فتح کیا حالانکہ وہاں قیصر روم کی فوجوں کا بڑا جمگھٹا تھا۔ اس نے انطاکیہ کے نقشہ پر مدائن کے نواح میں رومیہ نامی شہر آباد کیا اور اس میں (انطاکیہ کے) اسیران جنگ کو لاکر بسایا۔ انوشیرواں نے شہر ہرقل (ہرقلیہ) اور اسکندریہ بھی فتح کئے۔ آل منذر کو عربوں کا بادشاہ مقرر کیا۔

اس کے بعد وہ بیاطلہ کی (سرکوبی کے لئے) روانہ ہوا۔ اس ضمن میں اس نے خاقان سے، جس سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر لئے تھے، مدد لی۔ (اسے اس مہم میں کامیابی ہوئی اور اس نے اپنے دادا) فیروز کے قتل کا بدلہ لے لیا۔ اس نے فرغانہ میں فوجی چھاؤنی قائم کر کے وہاں فوجیں رکھ دیں (تاکہ بیاطلہ پھر سر نہ اٹھا سکیں)۔ خراسان سے واپسی پر (سیف) ابن ذی یزن اہل حبشہ کے خلاف مدد کی درخواست لے کر اس کے دربار میں حاضر ہوا۔ انوشیرواں نے دیلم فوجیوں کے ہمراہ ایک سپہ سالار وہرز کو (یمن) روانہ کیا۔ ان لوگوں نے یمن کو فتح کر کے، وہاں سے حبشیوں کو نکال دیا اور وہیں قیام اختیار کیا'۔ (کسریٰ انوشیرواں نے) سینتالیس سال، سات ماہ بادشاہی کی۔

ھرمز بن کسریٰ : بعدازاں (انوشیرواں کا بیٹا) ہرمز بادشاہ ہوا۔ اس نے ظلم و جور کی روش اختیار کی اس لئے ترکوں کے بادشاہ خاقان ۱۱ نے اس کے خلاف فوج کشی کی۔ ہرمز نے اس کے خلاف بہرام شوبینہ (بہرام چوبین) کو بارہ ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ بہرام نے خاقان کو قتل کر کے اس کی سپاہ کو برباد کر دیا۔ (ہرمز کی بدسیرتی کے سبب) بہرام چوبین نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ اس کی جو سپاہ عراق میں تھی اس نے بھی بغاوت کر دی انھوں نے (ہرمز کو) اندھا کر کے جان سے مار ڈالا اس ﴿ص ۲۹۳﴾ کی حکومت گیارہ سال، سات ماہ رہی۔

ہرمز کا ایک بیٹا جس کا نام ابرویز (پرویز) تھا آذربائیجان میں تھا۔ جب اس کو اپنے باپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے (قتل کی) اطلاع ملی، تو وہ روم چلا گیا اور قیصر روم سے مدد طلب کی اس نے اس کی درخواست کو قبول کیا۔ اپنی بیٹی اس سے بیاہ دی اور اس کے ساتھ ایک لشکر کر دیا۔ پرویز اس فوج کے ہمراہ (فارس) آیا۔ بہرام چوبین اس کے مقابلہ پر آیا۔ سخت لڑائی کے بعد بہرام ہار کر ترکوں کے (ملک میں) چلا گیا۔ وہ ایک عرصہ تک (پرویز) کے خلاف سازشیں کرتا رہا اور وہیں (ترکوں کے ہاتھوں) مارا گیا۔

ابرویز بن ہرمز معروف بہ کسریٰ : (بہرام چوبین کو شکست دے کر) ابرویز (پرویز) بادشاہ ہوا۔ اس نے اپنی رعایا پر ظلم و تشدد کیا اور اپنے باپ کے قاتلوں اور موبذ (زردشتی عالم) کو قتل کرا دیا اور رعایا پر خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیا۔ خسرو پرویز نے شام پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا وہ مصر تک (فاتحانہ) پہونچا اور (بڑھتا ہوا) قسطنطنیہ میں قیصر کو جا کر گھر لیا۔ قیصر روم نے اپنے ملک کا خزانہ (جہازوں پر بار کر کے کسی محفوظ جزیرہ میں رکھے جانے کی غرض سے روانہ کر دیا) مگر ہوا ایسی چلی کہ (جہاز) اسکندریہ پر لنگر انداز ہو گئے۔ (جس پر خسرو پرویز کا قبضہ تھا) اور (خسرو پرویز کے) آدمیوں کا اس خزانے پر قبضہ ہو گیا۔ اس نے اس کا نام خزائن الریح (گنج ہائے باد آور) رکھ دیا۔

خسرو کی مدت (حکومت) دراز ہوئی جس سے لوگ اس سے اوب گئے اور اڑتیس سال تک بادشاہی کرنے کے بعد اسے حکومت سے ہٹا دیا (بلکہ اسے اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا)۔

شیرویہ بن ابرویز : (پرویز کے بعد) درباریوں نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس کے بجائے مسند نشین حکومت کیا۔ یہ قیصر روم کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اس نے اپنے باپ کی دونوں آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں اور اپنے اٹھارہ بھائیوں کو قتل کروا دیا۔ اس کے خاندان کے باقی افراد بھاگ گئے۔ اس نے رعایا سے سختی و گرانباری کو ہلکا اور آسان کیا اور خراج اٹھا لیا۔ اس زمانے میں طاعون پھوٹ پڑا، اس میں دوسرے مرنے والوں میں وہ بھی مر گیا۔

وہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے پانچ سال چند ماہ بعد بادشاہ ہوا (یعنی سن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶ھ میں بادشاہ ہوا) اس کی حکومت کی مدت سات ماہ رہی۔

اردشیر بن شیرویہ : (شیرویہ کی ہلاکت کے بعد) اس کا بیٹا اردشیر تخت نشین ہوا۔ اس وقت وہ (صرف) سات سال کا لڑکا تھا۔ اس نے (صرف) پانچ ماہ بادشاہی کی اور قتل ہوا۔

خرھان : اس کے بعد جو شخص بادشاہ بنا وہ شاہی خاندان سے نہ تھا۔ (اس کا نام خرہان تھا) شاہی خاندان کی ایک خاتون جس کا نام بوران تھا اس نے سازش کر کے اسے قتل کروا دیا۔ (خرہان) نے صرف بائیس دن تک بساط حکومت بچھائی۔

کسریٰ بن قباذ : اب ہرمز کی اولاد میں سے ایک شخص کہ کسریٰ بن قباذ کہلاتا تھا، بادشاہ ہوا۔ یہ ترکستان میں پیدا ہوا تھا۔ جب اسے (شاہی خاندان کے) اختلاف کی خبر ملی تو (ایران) آیا۔ مگر خراسان کے حکمران نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کی (یہ برائے نام) بادشاہی تین مہینے رہی۔

بوران : بعدازاں کسریٰ (خسرو) کی بیٹی بوران (پران دخت) ڈیڑھ سال تک حکمران رہی۔ وہ خراج وصول نہ کر سکی اور (اندوختہ) مال سپاہ اور امراء میں بانٹ دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس کی (تخت نشینی کی) خبر ملی تو آپؐ نے فرمایا 'وہ لوگ کبھی فلاح نہیں پا سکتے جنھوں نے امور حکومت ایک عورت کو سونپ دیئے ہوں'۔ اس (خاتون) کے بعد کسریٰ (خسرو) کے چچازاد بھائیوں میں سے ایک شخص دو مہینوں تک بادشاہ رہا اس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر کسریٰ (خسرو پرویز) کی بیٹی آذرمیدخت بادشاہ ہوئی۔ اسے زہر دے کر مار ڈالا گیا۔ اس نے چار مہینے تک حکومت کی۔ اس کے بعد ایک اور شخص ایک ماہ تک حکمران رہ کر جان سے گیا۔

یزدجرد بن شھریار : بعدازاں جب اہل فارس نے انتشار و بربادی کی یہ کیفیت دیکھی تو انھوں نے کسریٰ کے پوتے یزدجرد بن شہریار (بن کسریٰ) کو اپنا بادشاہ چن لیا۔ اس وقت اس کی عمر پندرہ سال تھی۔ وہ انتشار و بدنظمی کی حالت میں مدائن میں آٹھ سال تک مقیم رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ص۲۹۴﴾ اس اثناء میں حضرت سعد بن ابی وقاص (عراق کے مقام) العذیب پہونچ گئے۔ اسی لئے (یزدجرد) نے اپنے اموال وخزائن کو چین منتقل کرنے کا حکم دیا اور خود تھوڑی سی فوج اور مال کے ساتھ نہاوند میں ٹھہرا رہا۔

اس نے مدائن میں رستم کے بھائی کو اپنا جانشین مقرر کر کے رستم کو سعد بن ابی وقاص سے جنگ کرنے کی نیت سے روانہ کیا رستم نے قادسیہ میں پڑاؤ کیا۔ یہیں وہ (شکست کھا کر) مارا گیا۔ جب یہ خبر یزدجرد کو ملی تو وہ سمجھ گیا کہ ان کی مدت ختم ہوگئی۔ سو وہ فارس بھاگ گیا پھر وہاں سے مرو چلا گیا۔ سجستان کے راستہ میں واقع ہے۔ وہاں وہ قتل ہوگیا۔ اس کی حکومت بیس سال تک تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی: باب دہم

۱ شعراء نے صحیح کہا ہے کیونکہ یہ شخص عاد کا بیٹا تھا (لقمان بن عاد)۔ لقمان حکیم ایک دوسرے شخص تھے جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اور خود ابن قتیبہ نے المعارف کے پہلے باب تخلیق کائنات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام سہیلی نے سیرت ابن ہشام کی شرح الروض الانف کی جلد اول صفحہ ۲۶۶ میں اس کی تصریح کی ہے۔ دیکھئے کتاب مذکور مطبوعہ الفاروقیہ، ملتان ۱۳۷۷ھ۔ (مترجم)

۲ القرآن، سورۃ البروج، آیت: ۴

۳ یہاں المعارف کے دونوں نسخوں، نسخہ صاوی اور نسخہ ثروت عکاشہ کی عبارت ایک جیسی ہے اور اس سے یہ سترشح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے باذان کو بھیجا۔ 'وان النبی ﷺ بعث باذان عامل ابرویز علیه الخ' جب کہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے بادشاہ ایران خسرو پرویز کے پاس اسلام کا پیغام دے کر اپنا قاصد بھیجا تو وہ بہت غضب ناک ہوا اور اپنے عامل باذان کو یہ حکم بھیجا کہ عرب کے نبی (ﷺ) کو گرفتار کر کے مدائن بھیج دو۔ چنانچہ باذان نے دو آدمیوں کو مدینہ اس غرض سے بھیجا۔ جب یہ دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے وحی الٰہی کے ذریعہ سے کہا کہ تمہارا بادشاہ (خسرو پرویز) اپنے بیٹے (شیرویہہ) کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ یہ سن کر وہ دونوں ایرانی یمن واپس پہونچے اور باذان کو اس جواب سے مطلع کیا۔ جب بعد میں یمن میں خسرو پرویز کے قتل کی خبر پہونچی اور رسول اکرم ﷺ کے قول کی تصدیق ہوگئی تو باذان اور یمن میں مقیم ایرانی جو ابناء الملوک (شاہزادے) کہلاتے تھے، مسلمان ہوگئے یہ لوگ اسلام پر ثابت قدم رہے اور یمن کے جھوٹے نبی اسود عنسی کو انھیں لوگوں نے واصل بجہنم کیا۔ (مترجم)

۴ ندیم ویسے تو ہم جلیس اور ساتھی کو کہتے ہیں تاہم ایام جاہلیت کے طریقوں کے مطابق ندیم خصوصاً محفل شراب نوشی کے ساتھی کو کہتے تھے۔ (ن س ظ)

۵ خورنق، محل کا نام ہے۔ سدیر، نہر کا نام ہے۔ بارق اور سنداد، ان مقامات کے نام میں جو سب کے سب آل محرق اور قبیلۂ ایاد کے چلے جانے کے بعد ویران ہوگئے۔ (ن س ظ)

۶ یوم بوس میں اس کی سواری کے سامنے جو آتا وہ اسے مروا ڈالتا تھا اور ان دو عالی شان عمارتوں پر اس کا خون لپوا دیتا تھا اور یوم نعیم میں اس کے سامنے جو آجاتا اسے انعام سے نوازتا تھا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ اور قید خانہ سے اشعار لکھ لکھ کر اپنے بھائیوں کو بھیجتا تھا جنھوں نے پرویز کو اس کی مظلومی کی اطلاع دی چنانچہ اس نے نعمان سے عدی کو واپس مانگنے کی غرض سے قاصد روانہ کیا، لیکن نعمان نے اسے گلا گھونٹ کر مروا دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ قاصد کے آنے سے پہلے ہی عدی مر چکا تھا۔ (مترجم)

۸ اس بیان کے بعض حصے درست نہیں ہیں۔ (مترجم)

۹ ترجمہ معارف طبع اول میں مقام کا نام سہواً حضر لکھا گیا ہے۔ اصل سے مراجعت کر کے تصحیح کر دی گئی ہے۔ یہ حصن نامی مقام دجلہ و فرات کے درمیان عراقی شہر مسکن کے بالمقابل واقع تھا۔ (ن س ظ)

۱۰ سابور اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا یہ اردشیر کہاں سے آ گیا؟۔ (مترجم)

۱۱ ترکوں کے بادشاہ کا لقب خاقان تھا، جس طرح ایرانی بادشاہوں کا لقب کسریٰ، رومی بادشاہوں کا لقب قیصر، یمن کے بادشاہوں کا لقب تبع اور مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا۔ (نسخہ صاوی)

(خاتمہ کتاب)

کتاب (المعارف) تمام ہوئی۔ اللہ کی حمد سے، اس کے فضل اس کی مدد سے اور حسن توفیق سے، اللہ ہمارے آقا حضرت محمدؐ ان کے آل و اصحاب پر روز قیامت تک بہت زیادہ درود و سلام بھیجے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو دنیا والوں کا پالنے والا ہے۔ آمین!!

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعارف

مصنف: ابن قتیبہ دینوری (م ۲۷۶ھ/ ۸۸۹ء) عباسی عہد کے مشہور ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ ان کا شمار عربی زبان و ادب کے ممتاز فضلاء میں ہوتا ہے۔ انھوں نے مختلف علوم پر ۳۷ کے قریب کتب تحریر کیں جن میں سے چند کتب ہی ہم تک پہنچی ہیں۔

کتاب: ابن قتیبہ کی تصانیف میں کتاب المعارف کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب تاریخ اسلام کے وسیع پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے مثلاً تخلیق کائنات و تذکرہ انبیاء، انساب عرب، سیرت رسول اللہ ﷺ، تذکرہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین، خلفاء و سیاسی شخصیات کے تذکرے کے علاوہ نادر اور دلچسپ معلومات وغیرہ۔

مترجم: کتاب المعارف کا اولین مکمل اردو ترجمہ پروفیسر علی محسن صدیقی (م ۲۰۱۲ء) نے کیا جو اس سے قبل بھی عقائد کی چار مشہور کتابوں الفرق بین الفرق، الملل والنحل، عقائد مسلمین و مشرکین اور تاریخ اسماعیلیہ کا ترجمہ کر چکے تھے۔ کتاب المعارف کا ترجمہ اردو ادبیات اور تاریخ اسلام کے ذخائر میں ایک اہم اضافہ ہے۔

Price: 700/-
9 789698 448011